وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾

انعاماتِ ربانی

شرحِ ترمذی ثانی



مولانا محمد حذیفہ نعیم صاحب

فارغ التحصیل جامعۃ العلوم الاسلامیہ

بنوری ٹاؤن، کراچی

ناشر: مکتبۃ العلم

۱۸-اردو بازار لاہور، پاکستان

☎7231788
7211788

بسم الله الرحمن الرحيم

انعاماتِ ربانی

شرح ترمذی ثانی

تالیف

مولانا محمد حذیفہ نعیم صاحب

فارغ التحصیل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن ،کراچی

مکتبۃ العلم

ایوان حم پلازہ، 18 اردو بازار، لاہور 042-37231788-37211788

نام کتاب

انعاماتِ ربانی

شرح ترمذی ثانی

تالیف

مولانا محمد حذیفہ نعیم صاحب

طابع

خالد مقبول

ناشر

مکتبۃ العلم 18 اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ: اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور 042-37224228

رحمن کمپنی: اردو بازار لاہور 042-37231788

مکتبہ جویریہ: 18 اردو بازار، لاہور 042-37211788

مکتبۃ العلم

042-37231788 37211788

فہرست مضامین

☆......☆......☆

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

﴿مقدمہ﴾

برصغیر پاک وہند میں علم حدیث گو اسلام، صحابہؓ اور مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی آ گیا تھا لیکن اس کی صحیح خدمت واشاعت کا دور حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور امام المحدث شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خاندان کا دور ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مشکوٰۃ شریف (انتخاب کتب احادیث) کی دو شرحیں لکھیں۔ ایک فارسی میں جو اَشعۃ اللمعات کے نام سے مشہور ہے اور متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ دوسری " لَمعات التنقیح " کے نام سے عربی میں، جو لاہور سے شائع ہونا شروع ہوئی لیکن مکمل نہ ہو سکی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حجاز جا کر حضرت شیخ ابوطاہر مدنیؒ سے حدیث پڑھی اور اجازت لی اور ہمارے برصغیر کے تمام مدارس میں یہی سند معروف ومشہور ہے اور ترمذی شریف کے شروع میں مذکور ہے۔ اس کے بعد اس کو بڑھانے اور وسیع تر اشاعت اور احادیث کی کتب کی شرح لکھنے کا سہرا امام المحدث کے معنوی فرزندان اکابر دار العلوم کے سر پر ہے۔ گذشتہ ڈیڑھ صدی میں برصغیر پاک وہند میں حدیث شریف کے متعلق جتنا کام دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور اور ان کے فیض یافتگان نے کیا عالم اسلام میں کسی اور نے نہ کیا ہوگا۔ آسام سے لے کر خیبر تک اور ہمالیہ سے لے کر راس کماری تک شاید کوئی تھانہ، ذیل ایسی ہوگی کہ جس کے دیہات میں دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور اور ڈابھیل کا کوئی فیض یافتہ عالم کام نہ کر رہا ہو۔ گویا مدارس کا یہ سلسلہ برصغیر کے تمام صوبہ جات، اضلاع بلکہ تحصیلوں اور مواضعات تک پہنچ گیا۔ رائے پور، تحصیل نکودر میں ستلج کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، خیر الاساتذہ حضرت مولانا خیر محمدؒ صاحب، حضرت مولانا عبدالجبار ابوہریؒ صدر المبلغین دار العلوم دیوبند، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے پڑھا اور پھر دار العلوم دیوبند سے دستار فضیلت لی۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ یہیں ذکر کرتا چلوں کہ اس مدرسہ کے بانی امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ حضرت حافظ محمد صالحؒ اور مہتمم اوّل حضرت مولانا فضل احمدؒ، حضرت گنگوہی کے مرید تھے۔ اسی کے ایک طالب علم حضرت مولانا فضل محمدؒ تھے۔ جنہوں نے فقیر والی "چولستان" کے صحرا میں قیام پاکستان سے قبل مدرسہ " قاسم العلوم" قائم کیا جو آج ملک کے نامور مدارس میں سے ہے۔

میں اپنے اس مضمون میں قارئین کے لئے ترمذی شریف کی نسبت سے پہلے حدیث شریف اور ائمہ اربعہ کی فقہ خصوصاً فقہ حنفی کا ذکر کروں گا کہ کتاب وسنت کا کوئی حکم فقہ ائمہ اربعہ سے باہر نہیں ہے۔ لہٰذا آئندہ مضمون میں پہلے دونوں باتوں پر کچھ عرض کیا گیا ہے اور کوشش کی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق کچھ اہم باتوں کا ذکر کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

ایک سوال ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے کہ حدیث کیوں ضروری ہوئی، تو اس کا مختصر آسان جواب یہ ہے کہ جس نبی ورسول ﷺ

پر نازل شدہ کتاب قرآن مجید انسانوں کے لئے تا قیامت دنیوی و اخروی زندگی کے لئے باعث نجات ہے اس قرآن مجید میں یہ تو ذکر ہے کہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو مگر پانچ اوقات کی نماز کی رکعت کتنی ہیں، زکوٰۃ کی مقدار اور مختلف چیزوں مثلاً سونے چاندی اور جانوروں میں اس کا کیا نصاب ہے، حج کی کیا تفصیلات ہیں اور کس سے کس دن تک ہے۔ اس کی جزئیات اور مسائل کیا ہیں اس کے لئے اوّلین شارع اور شارح حضور علیہ السلام ہی ہو سکتے ہیں۔ پھر اگر آگے بڑھئے تو جب قرآن مجید تا قیامت انسانوں کے لئے فوز و فلاح کا پیام ہے تو جس انسان (فداہ ابی و امی) پر نازل ہوا اس کی اپنی زندگی کیسی تھی۔ کیا وہ صادق الوعد الامین تھا اور کیا وہ خود قرآن مجید پر عامل تھا اور اس کے عمل کی صورت اور کیفیت کیا تھی۔ اگر قرآن مجید دنیا کی آخری سچی کتاب ہے تو جس شخص پر یہ نازل ہوئی اس نے اس سچائی کو آگے کس طرح پہنچایا۔ سچائی ہر دور میں کڑوی ہوتی ہے۔ لوگ سچائی کو پیش کرنے والے کی مخالفت ہی نہیں کرتے بلکہ اس سے جدال و قتال کرتے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ سے جدال و قتال کیا گیا تو کیا وہ اس میں ثابت قدم رہے اور اس میں بھی سب سے پہلا سوال کہ اس شخص کی قبل از نزولِ قرآن عام زندگی کیسی تھی اور لوگ اس کو کیسے دیکھتے تھے اور جب اس نے یہ اعلان کیا کہ مجھ پر کائنات کے خالق و مالک کی آخری کتاب نازل ہوئی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ہوں ’’قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا‘‘ کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نجات پاؤ گے۔ تو وہی لوگ نبوت سے قبل یہ کہہ رہے تھے کہ ہم آپ کو امین اور راستباز سمجھتے ہیں اس حکم کے کہنے پر مخالف ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ کے سگے چچا نے سنگ ریزے اٹھا کر آپ کی طرف مارے اور کہا آیا تو نے ہمیں اس لئے اکٹھا کیا تھا، لیکن انہی گمراہ اور مشرک لوگوں میں کچھ سلیم الفطرت لوگ ایسے تھے کہ جو آپ پر فوراً ایمان لے آئے لیکن مخالفت بڑھتی گئی اور آپؐ کو مکہ معظمہ سے ’’یثرب‘‘ (جس کا نام بعد میں مدینہ منورہ معروف ہوا) ہجرت کرنا پڑی۔ شب و روز گزرتے رہے، کئی ایک لڑائیاں ہوئیں بالآخر مکہ فتح ہوا اور پورے جزیرۃ العرب پر آپؐ کی زندگی میں آپؐ کی حکومت اور اسلام کا نظام عدل قائم ہو گیا اور بندوں کا اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم ہو گیا کہ ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی ربانی سند ملی۔

نبی کریم ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ کے والد چھ ماہ قبل فوت ہو چکے تھے۔ چھ سال بعد والدہ ماجدہ بھی فوت ہو گئیں۔ پھر بظاہر دادا نے سہارا دیا، اپنے وقت پر وہ بھی چلے گئے۔ ایسے دُرِّ یتیم کی جب پورے عرب میں حکومت قائم ہوئی تو کم و بیش سوا لاکھ افراد مسلمان و مؤمن تھے، جنہیں صحابہ کرامؓ کہا جاتا ہے۔ حکومت نئی تھی، دین بظاہر نیا تھا اب اتنے لوگوں کو کتنے مسائل درپیش آئے ہوں گے۔ ان میں اکثر تو آپ کی عملی زندگی کو دیکھ کر حل ہو جاتے تھے، لیکن کئی مسائل ایسے تھے جن کے متعلق صحابہ کرامؓ آپؐ سے سوال کرتے تھے یہ سب کچھ قرآن مجید میں تو نہیں، اس کے لئے ایک نیا لفظ حدیث ایجاد ہوا۔ آپؐ کی عملی زندگی جس سے تعمیر سیرت اور اصلاح معاشرہ ہوئی وہ سنت کہلائی۔ اس سب کو جمع و ترتیب کرنے والے راوی، محدث کہلائے اور ان تمام چیزوں کو صحیح طور پر جمع کرنے اور ترتیب دینے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جو انسان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور مجھ پر نازل شدہ کتاب آخری کتاب ہے اور یہی نبوت اور کتاب قیامت تک رہے گی۔ قیامت تک آنے والوں کے لئے یہ ایک اہم ضرورت تھی کہ تاریخ میں ان کی ہر بات محفوظ ہو جائے کہ نبی اور اس کے ماننے والے کون تھے۔ صدق و امانت، استقامت و استقلال اور اپنے

قول فعل میں کیسے تھے؟ اگر یہ بات ہوگی تو یہ قرآن پاک کی صداقت اور اس کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت ہوگا ورنہ جو نبی اور اس کے ماننے والے اپنے قول وفعل میں صادق اور امین نہ ہوں ان کی بات کا کیا اعتبار..... سو اس ضرورت کے لئے نہ صرف آپؐ کے اقوال وافعال کو جمع وترتیب دیا گیا بلکہ جن لوگوں نے اس کو روایت کیا اور آگے پہنچایا ان کے متعلق مستقل ایک علم ''اسماء الرجال'' وجود میں آیا جو نہ اس سے پہلے تھا اور نہ اس کے بعد کسی نے ایسا علم مدوّن کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ صحابہؓ سے نبی کریم ﷺ سے روایات نقل کرتے ہیں، ان کے صدق وکذب کے حالات بھی تاریخ میں محفوظ ہوں اور اگر بغور تجزیہ ومحاکمہ کیا جائے تو دراصل یہ بھی قرآن پاک اور قرآن پاک کے لانے والے کی حقانیت اور صداقت کے لئے قدرتی انتظام ہوا۔ اس کی تفصیل میں اتنی بڑی بڑی کتب لکھی گئیں ہیں اور ایسی ایسی نقد وجرح کی گئی ہے کہ آدمی حیران ہوجاتا ہے۔

حدیث کی ترتیب وتدوین کا کام گو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہوگیا تھا لیکن وہ وسیع پیمانے پر نہ تھا۔ جب اسلام اقصائے عالم میں پھیل گیا تو پھر اس بات کی ضرورت، ضرورت محسوس کرنے والوں نے کی اور پوری زندگی اس میں بتادی آج کا دور رسل و رسائل اور روابط کے اعتبار سے اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے کا دور اس کے مقابلے میں تاریک معلوم ہوتا ہے۔ آج بڑے لوگوں کی محفلیں، مجالس اور بیانات ٹیپ ریکارڈ کر لئے جاتے ہیں تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں شخص کی زندگی ہر اعتبار سے پبلک کے سامنے ہے اور نہ ہی اعتماد سے کہا جاسکتا ہے کہ ریڈیو، ٹیلی ویژن، رسائل واخبارات یا پڑھے لکھے لوگوں کی وساطت سے جو ہم تک پہنچتا ہے وہ واقعی مستند ہے؟ ہم میں سے کوئی آدمی ماضی کے سن وسال کے واقعات نہیں بتا سکتا جبکہ حضور ﷺ کے سن وسال کے واقعات محفوظ ہیں

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آج سے ساچودہ صد سال پیشتر اس دنیا میں تشریف رکھتے تھے اور آپؐ کا مستقر ایسی جگہ تھا کہ جہاں پڑھے لکھے لوگوں کی اوسط شاید ایک فی ہزار بھی نہ ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ان کا تعلق قائم ہوگیا اور اس تعلق کے ساتھ جب وہ خدا کے حضور جھکنے لگ گئے، تو انہیں لوگوں نے اپنے محبوب اور پوری انسانیت کے پیغمبر کی زندگی کو اس طرح محفوظ کرلیا کہ آج پوری ترقی کے باوجود اس کے برابر تو کیا قریب تر بھی کسی شخص کی زندگی کے حالات محفوظ نہیں ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے پورے واقعات سفر وحضر ہو یا نشست وبرخاست، شکل وصورت کا معاملہ ہو یا لباس کا، زندگی کے جتنے بھی شعبے اور سیرت وکردار کے جتنے بھی گوشے ہو سکتے ہیں، ان سب کے متعلق ہمیں علم ہے کہ حضور ﷺ کا فعل وعمل اور اسوۂ حسنہ کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یہ فرمایا کہ:

﴿لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة﴾ [الاحزاب:۲۱]

''بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے''

تو ضروری تھا کہ اس نمونہ کی ہر ہر حرکت اور سکون محفوظ رہے تاکہ تا قیامت ہر انسان جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید اور آخرت کی تیاری کے لئے اپنے آپ کو آمادۂ عمل کرے تو اس کے سامنے ایک نمونہ کی زندگی (آئیڈیل لائف) موجود ہو اور اس زندگی کے

مستند ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔حضور ﷺ کی سیرت ان کے قول وفعل، علم وعمل کی تمام شکلیں سامنے ہوں۔ پھر یہ کام کس پیمانے پر ہوا، اس کا تصور بھی مشکل ہے۔ ہزار ہانہیں لاکھوں انسانوں نے اس کام کیلئے اپنی جانیں وقف کر دیں اور تمام عمر ان کا یہی مشغلہ رہا کہ وہ حضور ﷺ کی حدیث، سنت کو محفوظ طریقے سے آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا اہتمام کریں۔

حضور اکرم ﷺ کے قول، عمل، تقریر یا سکوت کو حدیث کہا گیا اور اس پر کام کرنے والے مُحدِّث کہلائے اور ایک دوسرے تک پہنچانے والے افراد کو رُواۃ کے نام سے پکارا گیا اور پھر جن لوگوں نے یہ کام کیا، ان کی زندگیاں بھی محفوظ کرنا پڑیں، تاکہ لوگوں کو یہ علم ہو کہ جن لوگوں کے ذریعے یہ مقدس ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے وہ کون تھے۔ راویوں کی کثرت وقلت اور ان کے حفظ وتیقن، فہم و ذکاء اور تقویٰ وطہارت کے اعتبار سے احادیث کی تقسیم ہوئی اور آج حدیث کے نام سے جو کچھ ہمارے پاس محفوظ ہے اس پر باضابطہ نظم وضبط کے ساتھ کس قدر کام ہو چکا ہے اس کی کچھ تفصیل آگے آرہی ہے۔

حالیہ دور کتب بلکہ کتب سے بڑھ کر کمپیوٹر کا دور ہے کہ جو معلومات ہوں وہ کمپیوٹر میں ''فیڈ'' کر لی جائیں ضرورت پڑنے پر کمپیوٹر چلا کر وہ تمام معلومات دیکھ لی جائیں۔ چند سال قبل تک لوگ اخبارات وجرائد کے تراشے فائل میں لگا لیتے تھے لیکن آج سے تقریباً پندرہ صد برس پہلے عرب میں پڑھنے لکھنے والے چند تھے لیکن ان لوگوں کا حافظہ غضب کا تھا ان میں بڑے بڑے قادر الکلام شعراء تھے حالانکہ عروض وقوافی پر کتب موجود نہ تھیں۔ سینکڑوں بلکہ ہزار ہا اشعار ایک ایک شخص کو یاد تھے۔ علم الانساب کے بڑے بڑے ماہر اُن میں موجود تھے۔ یہاں تک کہ گھوڑوں، اونٹوں اور کتوں کی نسلوں کے متعلق بھی ان کے حافظے کمپیوٹر تھے.... ایسے دور میں ان میں اللہ تعالیٰ اپنا آخری نبی ﷺ مبعوث فرماتا ہے اور اس پر اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرماتا ہے۔ پہلے لوگوں کو یہ بات عجیب لگی جو بتوں کی پوجا کرتے تھے اور وہ خانہ خدا کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبٰرکًا وھدی للعٰلمین﴾(آلِ عمران ۹۶)

''سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ (مکہ) میں ہے۔ بابرکت ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے'' روایات میں آتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے بھی پہلے ملائکہ نے اس کی (یعنی بیت اللہ کی) بنا رکھی

کعبہ میں اور اس کے اردگرد ان ظالموں نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، ہر دن کے لئے جدا بت تھا، ہر قبیلے کا بت جدا تھا۔ ان حالات میں نبی اکرم ﷺ کی آواز ان کو نامانوس لگی۔ لیکن قرآن مجید عربی میں تھا وہ خود عربی پر ناز کرتے تھے۔ اب جب قرآن مجید سنتے تھے تو اس کو سن کر ان پر حیرت طاری ہو جاتی تھی۔ یہ حالات طویل ہیں۔ یہی لوگ جب مسلمان ہوئے تو اُن کی ساری توانائیاں اسلام کے لئے صرف ہونے لگیں۔ ہزاروں قرآن پاک کے حافظ ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کے ایک ایک قول وفعل اور عمل کی ایسے حفاظت کی کہ آج دنیا انگشت بدنداں ہے۔ ان کے حافظے جو گھوڑوں، اونٹوں اور کتوں کی نسلوں کو محفوظ کرتے تھے ایمان لانے کی وجہ سے پاکیزہ اور بامقصد ہو گئے۔ اب حضور ﷺ کے اعمال وافعال کی حفاظت کرنے لگے۔

اسلام جب عرب سے نکل کر عجم میں پھیلا تو وارفتگی کا یہ عالم تھا لیکن قرنِ اوّل کے بعد کچھ ضعیف الاعتقاد لوگ پیدا ہو گئے

اور کچھ یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ بات کھلنے لگی کہ مسلمان گو باہمی خلفشار میں مبتلا ہیں لیکن اپنے نبی کے ارشادات کے معاملے میں بڑے ذکی الحس ہیں۔ لہٰذا بہت سے دشمنوں نے حدیث کے نام سے ایسی احادیث عام کرنا شروع کر دیں جو مسلمانوں کو اعتقادی طور پر کمزور اور ان عملی صلاحیتوں کو مضمحل کرنے لگیں۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو اس کام پر لگا دیا کہ وہ اپنے آپ کو حدیث کی حفاظت کے لئے مخصوص کرلیں، چنانچہ انہوں نے اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کر دیں۔ یہ لوگ ''محدِّثین'' کی اصطلاح سے معروف ہوئے۔

حدیث کی کتابت، حفظ، تدوین، ترتیب، تسوید اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں شروع ہو گیا تھا۔ کئی ایک احکام و مسائل خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانے میں خود اپنی زبان مبارک سے لکھوائے۔ صلح حدیبیہ کا پورا مضمون، مدینہ کے غیر مسلم باسیوں سے معاہدہ نبی کریم ﷺ نے اپنی نگرانی میں لکھوایا تھا۔ اس کے علاوہ مختلف صحابہؓ کے ذریعے غیر ملکی سربراہوں کو خطوط اور دعوتی مکتوب لکھوائے۔ آپ کا معجزہ ہے کہ تمام بعینہٖ اپنے الفاظ میں محفوظ رہے اور اب کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ''الوثائق السیاسیہ'' میں ۲۸۶ خطوط، ہدایات، معاہدے اور خطبے درج کئے ہیں جن میں سے ۲۹۱ کا تعلق حضور ﷺ سے ہے۔ اس کی پہلی تحریر ۴۷ صفحات پر مشتمل ایک معاہدہ ہے جو حضور ﷺ اور مدینہ کے یہود و انصار کے درمیان ہوا تھا۔ شمار نمبر ۱۰ میں یہود خیبر کے نام ایک خط ہے۔ شمار نمبر ۱۱ میں معاہدہ حدیبیہ کا متن ہے۔ شمار نمبر ۱۷ میں اموال خیبر کی تقسیم کے متعلق حضور اکرم ﷺ کی ہدایات ہیں۔ شمار ۲۱، ۲۲، ۲۶، ۲۹، ۴۹، ۵۳ اور ۵۴ میں حبشہ، روم، اسکندریہ، ایران کے سلاطین اور دیگر امراء کی طرف خطوط ہیں۔ اکثر خطوط کے اصل محفوظ ہیں۔ یہ کتنا بڑا معجزہ ہے۔ غرضیکہ حضور اکرم ﷺ نے ان وثائق کے علاوہ ۲۰ کے قریب مختلف تحریریں رقم کروائیں اور مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک چبوترہ تھا جو اصحاب صفہ کے چبوترہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جو مسجد نبوی میں آج بھی موجود ہے۔ وہ اصحاب النبی ﷺ کا پہلا مدرسۂ حدیث تھا، جس پر کئی ایک صحابہؓ مستقل بیٹھے احادیث یاد کرتے اور کراتے رہتے تھے۔ پھر یہی سلسلہ بعد میں پھیلا آج اقصائے عالم میں جو دینی مدارس ہیں وہ سب اس کی مختلف مدارج سے اس کی شاخیں ہیں۔

علامہ ذہبیؒ (۷۴۸ھ) ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ایک سو تیس اکابر حدیث کا ذکر کرنے کے بعد دروس کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''ان کے ایک ایک درس میں دس دس ہزار طلبہ شامل ہوتے تھے'' (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

ایک اور انداز سے اس کام کو اور اس کی ثقاہت کو دیکھئے، کہتے ہیں کہ آج کا دور ''ابلاغ'' کا دور ہے۔ ڈش انٹینا لگا کر آپ پوری دنیا کے ٹی وی چینلوں کی خبریں دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ صبح شام پوری دنیا میں ہزاروں اخبار لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں لوگوں کے انٹرویو ریکارڈ ہوتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ دکھایا یا سنایا جا رہا ہے وہ سب کچھ سچ ہوتا ہے۔ ہم روزانہ بہت ثقہ اخبارات میں وہ کچھ پڑھتے ہیں کہ جو ہَر کی قطار نہیں ہوتی سرے سے پَر ہی نہیں ہوتا۔ ایسے ایسے قصے کہانیاں، اخبارات کے دفتروں میں بیٹھ کر بنائے اور گھڑے جاتے ہیں کہ شیطان کو بھی شرم آتی ہے لیکن حدیث کے بارے میں

اتنی احتیاط ہوتی تھی کہ تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ان کو نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد یاد تھا کہ:

((من كذب على متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار)) . [كتاب العلم بخاری]

''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ نار (جہنم) میں بنالے۔''

لہٰذا یہ لوگ کسی بات کو نبی کریم ﷺ کے متعلق غلط بیان کرنے کو گناہ کبیرہ سمجھتے تھے اور یہ کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت تا قیامت قرآن مجید میں ان مبارک الفاظ کے ساتھ خود بیان فرمائی ہے۔

﴿التائبون العٰبدون الحٰمدون السائحون الراکعون السٰجدون الأمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ﴾

''گناہوں سے توبہ کرنے والے، عبادت گزار، حمد خواں، راکع و ساجد، نیکی کے مبلغ، بدی سے روکنے والے اور خدائی حدود کے محافظ'' (سورہ توبہ: ۱۱۲)

اور عربوں کی ویسے بھی ایک بڑی صفت یہ تھی کہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ نڈر اور دلیر تھے، یہی لوگ جب مسلمان ہوئے تو پھر اپنی ان صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آخری دین کے مبلغ اور نبی اکرم ﷺ کے محب اور شیدائی وفدائی بن گئے۔ وہ معصوم نہ تھے لیکن نبی اکرم ﷺ کی صحبت کیمیا اثر سے گناہوں سے محفوظ ضرور ہو گئے۔ فطرت انسانی کے تقاضے سے ہوسکتا ہے ان میں آپس میں جنگ وجدال ہوا ہو (اور یقیناً ہوا) لیکن نبی کریم ﷺ کی حدیث کے بارے میں از حد محتاط تھے اور ایک دوسرے سے یہ سن کر کہ نبی اکرم ﷺ سے میں نے سنا ہے حدیث کو تسلیم کرتے تھے اسی لئے اہل سنت وا ععت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ'' اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ '' تمام صحابہ عادل تھے۔ حدیث کے بارے میں ان پر کوئی جرح نہیں کی جاسکتی ان کی روایتی ثقاہت مسلمہ ہے البتہ نچلے راویوں کے متعلق جانچ پڑتال ہوسکتی ہے اور ایسی ہوئی جیسا کہ گذرا ایک مستقل علم ''اسماءُ الرجال'' وجود میں آیا کہ نچلے تمام راویوں کی تاریخ محفوظ کی گئی اور یہ سب کچھ ''حدیث'' کی خاطر ہوا، بلکہ یوں کہئے کہ سیرت اور قرآن کی حفاظت کے لئے ہوا۔ جب وہ دور آیا کہ مستقل احادیث کی کتب مرتب ہونے لگیں تو احادیث کو جمع کرتے وقت بڑی کڑی شرائط رکھی گئیں۔ صحاح ستہ کی چھ کتب احادیث مشہور ہیں۔ ہر ایک نے اپنا اپنا صداقت کا معیار قائم کیا۔ یہ تو تمام کے نزدیک تھا کہ اس تک آنے والے تمام راوی صادق اور امین ہوں ان کے تقویٰ وطہارت کی شہرت مسلمہ ہو، گو اتنی محنت کے باوجود کچھ ضعیف احادیث ان کتب میں دَر آئیں۔ لیکن اس پر بھی اتنی کتب لکھی گئیں کہ ہر راوی نکھر کر سامنے آگیا آج سینکڑوں کتب ایسی ملتی ہیں کہ جو صرف راویوں کے متعلق ہیں۔

صحاحِ ستہ میں سب سے اہم اور مشہور کتاب امام محمد بن اسمٰعیلؒ کی ''صحیح بخاری'' ہے گو زمانی اعتبار سے موطا امام مالکؒ اور مسند امام ابی حنیفہؒ کو اس پر فوقیت حاصل ہے لیکن تاریخ میں جو شہرت اور بقائے دوام بخاری شریف کو ملی وہ کسی کتاب کو نہ ملی۔ آپ نے لاکھوں احادیث سے منتخب کر کے ۷۲۷۵ احادیث پر مشتمل کتاب ترتیب دی جب لاکھوں احادیث کا لفظ سامنے آتا ہے

تو بعض لوگ اس پر بِدکتے ہیں اور بعض جان بوجھ کر گمراہ کرتے ہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ ایک ہی حدیث کے الفاظ سو مختلف طریقوں سے امام بخاریؒ کو پہنچے تو امام بخاریؒ نے اس میں سے وہ روایت لی جس کے راویوں پر ان کو اعتمادِ صدق حاصل ہوا اور پھر انہوں نے اس پر کڑا معیار رکھا کہ جن راویوں سے یہ روایت ان تک پہنچی ہے ان کی ملاقات آپس میں ثابت ہو۔ اب جو روایت سو مختلف طریقوں سے مروی تھی امام بخاریؒ نے اس میں سے وہ طریقہ لیا، جو ان کے اوپر والے معیار پر پورا اُترا اس طرح احادیث کی لاکھوں کی تعداد ہو جاتی تھی کہ ایک ہی روایت کے الفاظ مثلاً سو طریقوں سے آئے اس سے آپ لاکھوں احادیث کے الفاظ کو سمجھ سکتے ہیں کہ ان کا کیا مطلب ہے۔

امام بخاریؒ جب کسی روایت کو اپنی صحیح کے لئے منتخب کر لیتے تھے تو پھر غسل کر کے دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد اپنی کتاب میں درج کرتے تھے۔ اس طرح صحیح بخاری مدون ہوئی..... دوسری بڑی بات جو اس زمانے کے حدیث پر کام کرنے والوں میں پائی جاتی تھی وہ ان کا اعلیٰ درجے کا حافظہ ہوتا تھا۔ اس لئے اس زمانے کے لوگ احادیث کو حفظ کرنے پر زور دیتے تھے آج کل اسے حافظ کہتے ہیں جس نے قرآن پاک حفظ کیا ہو لیکن علم حدیث کی اصطلاح میں حافظ اسے کہتے تھے جسے ایک لاکھ احادیث یاد ہوں۔

حجت اسے کہتے تھے جسے تین لاکھ احادیث یاد ہوں۔

حاکم اسے کہتے تھے جسے احادیث متون و اسناد سمیت معلوم ہوں۔

حفظ حدیث کے بارے میں کئی ایک کتب لکھی گئی ہیں جن میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو حدیث کے حافظ تھے۔ ہم بحث کو مختصر کرتے ہوئے امام بخاریؒ کے حفظ حدیث کے دو واقعات بیان کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ چوبیس پچیس سال کی عمر میں بغداد پہنچے ان سے پہلے ان کے ذوق و حفظ کی شہرت پہنچ چکی تھی چنانچہ مختلف اشخاص نے امام بخاریؒ کے سامنے دس دس احادیث پڑھیں حضرت آپ ہر حدیث کے متعلق کہتے رہے میں اسے نہیں جانتا پھر آپ نے ہر حدیث کو لے کر اس کے متعلق بتانا شروع کیا کہ جناب نے یہ حدیث ان راویوں سے بیان کی ہے جبکہ یہ حدیث یوں ہے۔ پھر دوسرے شخص کی جانب متوجہ ہوئے اور اسی طرح اس کو کہا کہ جناب نے یہ حدیث ان راویوں سے بیان کی ہے جبکہ یہ اس طرح ہے اس طرح مختلف افراد کی جانب سے سو احادیث جو ان لوگوں نے باہمی مشورے سے امام بخاریؒ کے امتحان کی غرض سے تبدیل کر دی تھیں۔ حضرت امام نے سب افراد کی بیان کردہ احادیث کو الگ الگ صحیح کر کے سنا دیا کہ یہ اصل میں یوں ہیں۔ اس پر مرحبا اور احسنت کی صدائیں بلند ہوئیں۔

ایک بزرگ حاشد بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ ہمارے ساتھ مشائخ بخارا کے پاس جایا کرتے۔ باقی سب شاگرد لکھتے لیکن بخاریؒ صرف سماع کرتے۔ سب شاگرد اور دوست طعن کیا کرتے کہ جب تم لکھتے نہیں تو پھر سننے سے فائدہ؟ ایک دن امام بخاریؒ نے کہا کہ تم نے اتنے دنوں میں جو کچھ لکھا ہے لاؤ میں تمہیں وہ سب کچھ زبانی سناتا ہوں۔ اس کے بعد ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب امام بخاریؒ نے وہ سب کچھ زبانی سنا دیا جو ان اصحاب نے قلم کاغذ سے لکھا تھا،..... یہ ایک زمانہ تھا جب قدرت نے

انسانوں سے تدوین وترتیب حدیث اور حفظ وجمع کے متعلق تاریخ انسانی کا محیر العقول کام لینا تھا۔ اس طرح کے سینکڑوں ہزاروں واقعات صحیح سند کے ساتھ کتابوں میں مرقوم ہیں کہ ان کو پڑھنے کے بعد انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

اس سے ڈیڑھ صد سال قبل اس سے بھی ایک بڑا کام سرانجام دیا جا چکا تھا اور وہ تدوین فقہ کا تھا۔ یہ کام ائمہ مجتہدین نے کیا جو محدث بھی تھے، ان کا کام یہ تھا کہ کتاب وسنت سے مسائل استنباط کئے جائیں جو مسائل واضح اور منصوص ہیں اور ان کی شکل و صورت کے بارے میں ایک ہی شکل متواتر نبی کریم ﷺ سے چلی آرہی ہے، مثلاً نماز کی تکبیر تحریمہ کے بعد قیام وقراءت، رکوع، قومہ، دو سجدے پر ایک رکعت مکمل ہوگئی، پھر دوسری شروع ہوگئی اس میں دو سجدوں کے بعد تشہد ہے، اگر دو رکعت یا تین چار رکعت کی ہے تو اس کی پوری ترتیب کی شکل چلی آرہی تھی۔ روزے کی شکل سحر سے لے کر غروب آفتاب تک اکل شرب اور جماع سے اجتناب روزہ کو مکمل کرنا تھا۔ لیکن بعض درمیان کی جزئیات حالات ومواقع کے اعتبار سے مختلف تھیں یا بعض نئے مسائل آگئے تھے ان کا کتاب وسنت سے استخراج واستنباط کرنا اور پھر ترجیح الراجح کے عمل یا حکم کے اصل منشاء کو معلوم کرکے اس کے مطابق امت کے لئے ایک راستہ متعین کرنا تھا تاکہ اس پر کوئی اپنی اپنی رائے سے اپنی سہولت کے مطابق مسائل اختیار نہ کرتا پھرے، یہ بہت ضروری تھا، اس کام کو ائمہ مجتہدین پہلے کر چکے تھے اور اس میں سب سے زیادہ محنت امام نعمانؒ بن ثابت (جن کو آج کل امام ابوحنیفہؒ یا امام اعظم کہا جاتا ہے) نے کی کہ خاصے جید تلامذہ کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر مسائل پر بحث ومباحثہ سے کسی ایک حل کو اختیار کرتے اور آپ کے شاگرد اس کو لکھ لیتے۔ بعض مسائل پر گھنٹوں ہر جانب سے بحث ہوتی بلکہ بعض دفعہ یہ معاملہ ہفتوں تک پہنچ جاتا۔ امام ابوحنیفہؒ کی کنیت کی نسبت سے یہ فقہ ''حنفی'' کہلائی۔ اس طرح فقہ مالکی، شافعی، اور حنبلی علی الترتیب امام مالک بن انسؒ، فقہ شافعی امام محمد بن ادریس شافعیؒ اور فقہ حنبلی امام احمد بن حنبلؒ کی نسبت سے مرتب ورواج پائی۔ فقہ حنفی اپنی تدوین ہی کے دن سے قلمرو اسلامی میں نافذ رہی اور آج دنیا کے اکثر اسلامی ملکوں میں عوام کی اکثریت اس پر عمل پیرا ہے۔

برصغیر پاک وہند کے نوے فیصد مسلمان اسی فقہ کے پیرو ہیں۔ ترکی وافغانستان میں اسی فقہ پر عمل ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں حکومت کا مذہب حنبلی ہے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، مصر میں فقہ شافعی اور حنفی دونوں اور بعض افریقی ممالک میں فقہ مالکی ہے۔ اس کے علاوہ بھی چند فقہیں مرتب ہوئیں لیکن وہ زیادہ دیر نہ چلیں۔ ائمہ محدثین مثلاً صحاح ستہ، بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ کے مرتبین بھی ائمہ مجتہدین میں سے کسی نہ کسی فقہ پر عامل تھے کہا جاتا ہے کہ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤد، امام ترمذیؒ مجتہد تھے۔ ائمہ مجتہدین اپنی جگہ محدث بھی تھے کہ انہوں نے اجتہاد کا کام محدث ہونے کی وجہ ہی سے کیا اگر مجتہد کو حدیث کے مراتب، اس کی درجہ بندی وغیرہ کا علم نہ ہوتا تو پھر فقہ کیسے مرتب کر سکتے۔ آج کل بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بخاری سے فلاں مسئلہ نکال کر دکھاؤ۔ اگر ائمہ مجتہدین، ائمہ محدثین کے بعد ہوتے تو کہا جا سکتا تھا کہ جب صحاح ستہ کی یہ کتب موجود تھیں تو انہوں نے ان احادیث کے مطابق کام کیوں نہ کیا؟ تو عرض یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ ہیں جن سے وہ اپنی کتاب میں روایات بھی لاتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کے استاد امام محمدؒ بن حسن شیبانی ہیں اور ان کے استاد امام ابو

حنیفہؒ یا امام اعظم ہیں گویا امام اعظم، امام بخاریؒ کے پردادا استاد ہیں۔ اب پردادا استاد کے متعلق یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اس نے پڑپوتے کی کتاب کو کیوں نہ پڑھا اور اس پر عمل کیوں نہ کیا یا اس سے اپنی فقہ کیوں نہ مرتب کی۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ امام اعظم تو امام بخاری کی ولادت سے بھی قبل فوت ہوگئے تھے۔ یہ مطالبہ عجیب وغریب ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ فقہی مسائل کو مرتب کرنے کا داعیہ بھی تقریباً ایک ہی خاص دور کے لوگوں میں پیدا ہوا، امام ابوحنیفہؒ کا سن وفات ۱۵۰ھ امام مالکؒ کا ۱۷۹ھ امام شافعیؒ کا ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبلؒ کا ۲۴۱ھ ہے گویا ایک سو سال کے اندر یہ سب کام مکمل ہوگیا۔

امام اعظم تابعی تھے۔ یعنی انہوں نے بعض صحابہ کی زیارت کی ہے۔ احادیث کی بڑی کتب مرتب وجمع کرنے کا بھی داعیہ ایک خاص دور کے اندر پیدا ہوا مثلاً دیکھیے امام بخاریؒ کا سن وفات ۲۵۶ھ اور امام ابن ماجہؒ کا ۲۷۳ھ ہے اور احادیث کے بڑے مجموعے یہی نہیں ہیں پچاسوں اور بھی ہیں لیکن شہرت ودرجہ قبولیت انہی کو زیادہ حاصل ہوا۔ انہی [illegible]ح ستہ میں سے ایک کتاب امام ترمذیؒ کی جامع ترمذی ہے جس کی ترتیب فقہ کی کتب کے انداز پر ہے انہوں نے اس میں ایک اسلوب یا انداز اختیار کیا کہ کسی باب کی ایک (مافی الباب) حدیث کو پوری سند کے ساتھ مکمل بیان کریں گے اور اس کے بعد دوسری احادیث کا تذکرہ کریں گے کہ اس میں فلاں فلاں سے بھی حدیث مروی ہیں اور پھر بیان کریں گے کہ اس حدیث پر فلاں فلاں کا عمل ہے اور حدیث فلاں درجہ کی ہے یعنی صحیح ہے۔ حسن ہے وغیرہ وغیرہ یہ حدیث کی اقسام اور ان کے متعلق علمی اصطلاحی الفاظ ہیں۔ قارئین جب یہ پڑ[illegible]ھیں گے تو انہیں کچھ الجھن سی ہوگی کہ کاش اس کو واضح کردیا جاتا تو آیئے ہم حدیث کے متعلق چند اصطلاحات کے معنی مطلب [illegible]یں۔

(۱) مرفوع: جس میں حضور ﷺ کے قول وعمل کا ذکر ہو اور وہ آپ تک پہنچتی ہو۔

(۲) موقوف: جس کا سلسلہ صحابی تک جائے حضور علیہ السلام تک نہ ہو۔

(۳) مقطوع: جس کا سلسلہ تابعی تک جائے تابعی ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے کسی صحابی کو دیکھا ہو۔

(۴) متصل: جس کا سلسلۂ اسناد مکمل ہو کوئی راوی ساقط نہ ہو اور نہ مجہول الحال۔

(۵) مرسل: جس کا راوی کوئی تابعی ہو لیکن اس صحابی کا ذکر نہ کرے جس نے حضور ﷺ سے روایت کی تھی۔

(۶) صحیح: جس کے راوی عادل ہوں۔ سند متصل ہو۔

(۷) متواتر: جس کے راوی ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں کہ جھوٹ پر ان کا اجتماع محال نظر آئے۔

(۸) ضعیف: جس میں صحیح کی شرائط موجود نہ ہوں۔

(۹) حسن: صحیح وضعیف کے بین بین۔

(۱۰) موضوع: جس کا راوی کاذب یا مشتبہ ہو۔

(۱۱) منکر: جس کا مضمون صحیح یا حسن سے متصادم ہو۔

(۱۲) شاذ: جس کے راوی تو ثقہ ہوں لیکن ایسی حدیث سے ٹکرا رہی ہو کہ جس کے راوی ثقہ تر ہوں۔

(۱۳) معلل: جس میں صحت کی تمام شرائط موجود ہوں لیکن ساتھ ہی کوئی ایسا عیب بھی ہو کہ جسے صرف ماہرین کی آنکھ دیکھ سکے۔

(۱۴) غریب: جس کے سلسلۂ اسناد میں کوئی راوی رہ گیا ہو۔

(۱۵) مستفیض: یا (مشہور) جس کے راوی تین سے کم نہ ہوں۔

(۱۶) امالی: وہ حدیثیں جو شیوخ اپنے شاگردوں کو املا کرائیں۔

(۱۷) مسلسل: جس کی سند میں راوی ایک ہی قسم کے الفاظ استعمال کریں۔

(۱۸) محکم: جو محتاج تاویل نہ ہو۔

(۱۹) قوی: حضور ﷺ کا قول جس کے بعد آپ نے قرآن پاک کی آیت بھی پڑھی ہو۔

(۲۰) موقوف: کسی صحابی یا تابعی کا قول و عمل۔

(۲۱) ناسخ: حضور ﷺ کے آخری عمر کے اقوال وافعال۔

یہ ایک آسان اور عام تعارف ہے اب قارئین ان شاء اللہ کسی ایسے مضمون کو پڑھتے ہوئے کوئی الجھن نہ پائیں گے کہ جس میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہوں بشرطیکہ ہم اور آپ ان کو یاد رکھ سکیں۔ یہ عام اصطلاحات ہیں ویسے بڑی کتب میں اس بارے میں کچھ اختلاف بھی ملے گا اور تفصیل بھی لیکن ہماری غرض تو یہاں یہ ہے کہ یہ پتہ چلے کہ اس بارے میں کتنا کام کیا گیا ہے۔

اس بارے میں کہ بخاری شریف میں یہ حدیث آتی ہے، مسلم شریف میں آتی ہے وغیرہ وغیرہ اوّل تو ذہین اور فہیم وذکی لوگوں کے لئے ہمارے اس ذکر کرنے سے کہ ائمہ مجتہدین، ائمہ محدثین سے تقریباً سو سال قبل فوت ہو چکے تھے۔ مثلاً امام بخاریؒ کا سن وفات ۲۵۶ھ ہے امام ابوحنیفہؒ کا سن وفات ۱۵۰ھ، گویا امام ابوحنیفہؒ ایک سو چھ سال قبل فوت ہو چکے تھے اس سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھی، اسی طرح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اپنی اپنی فقہ مرتب و مدون کرنے کے لئے بخاری شریف کے محتاج نہ تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح بخاری کو مرتب کرنے سے پہلے بڑی کڑی شرائط رکھی ہیں اور سب سے بڑی یہ شرط کہ جس راوی سے امام بخاریؒ روایت کر رہے ہیں اس کے اوپر والے راوی سے ملاقات ثابت ہو، کیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جن احادیث سے امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں نے مسائل استنباط کئے ہیں انہوں نے بھی اس طرح کی یا اس سے بھی زیادہ کڑی شرائط رکھی ہوں اور پھر جو ضعف یا کچھ نقص روایت میں ہونے کی بناء پر امام بخاریؒ نے اسے ترک کیا ہو وہ سو سال کے درمیان میں پڑا ہو۔ امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں کہ جو تابعی تھے اور صحابہؓ کے عہد کے بہت قریب تھے وہ ضعف نہ ہوا اور کوفہ تو علم کا مرکز رہا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانے میں دار الخلافت یہاں لے آئے تھے اور حضرت علیؓ علم کا دروازہ تھے۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے "انا مدینة العلم و علی بابها" اور پھر حضرت علیؓ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اور فقہائے صحابہؓ میں مشہور تھے۔ حضور علیہ السلام کے داماد تھے، اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ کا شمار اہم فقہائے صحابہ میں ہے، وہ بھی کوفہ میں تھے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ کوفہ ان دنوں اہل علم کی توجہ اور ان کے شاگردوں کا قلعہ تھا۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ نے برسہا برس کی محنت

کے بعد جو فقہ مرتب کی وہ مدون ہوتے ہی عالم اسلام میں پھیل گئی۔اسے قبولیت عامہ حاصل ہوگئی اور اس کی پوری امت میں مثال نہیں ملتی کہ جید مجتہد علماء ومحدثین نے فقہ مرتب کی ہو..... باقی رہا یہ اعتراض کہ مسند امام ابی حنیفہ بہت مختصر اور امام صاحب سے تھوڑی احادیث مروی ہیں۔ایسا ہی ہے جیسے یہ کہا جائے کہ پیکرِ صدق ووفا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور پیکرِ جرأت وشجاعت حضرت عمرؓ کہ جن کی ایک بیٹی بھی حضور ﷺ کے گھر میں تھی۔ان کی مروی احادیث کم اور بہت ہی کم ہیں جبکہ حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات ۵۳۷۴ ہیں اور ان کا بیان ہے کہ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کی احادیث مجھ سے زیادہ ہیں کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے۔اسی طرح حضرت انسؓ کی مرویات ۱۳۴۶ ہیں اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کی مرویات ۱۵۰۰ ہیں۔تو کیا اس سے نتیجہ نکالنا صحیح ہوگا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو احادیث سے کوئی تعلق نہ تھا، کم تھا لہٰذا حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص، حضرت انسؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ ہر دو اصحاب سے بہت فائق وبلند تھے جبکہ پوری امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ امت میں پہلا مرتبہ ابوبکر صدیقؓ کا اور دوسرا حضرت عمر فاروقؓ کا تھا......اور ہے۔

اوپر امام ترمذیؒ کا ذکر آیا ہے دیکھئے ۱۲سو سال پہلے امام کے اساتذہ کا بھی کتب میں ذکر ہے امام ترمذیؒ کے جن اساتذہ کا ذکر کتب میں مع حالات کے آیا ہے وہ ۲۲۱ ہیں اور سن کر مزید پتہ چلتا ہے کہ ان اساتذہ میں ایسے ہیں کہ جن سے صحاح ستہ کے سبھی مرتبین نے پڑھا ہے۔یہ تحقیق وتدقیق یہاں تک ہے کہ جب ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان اساتذہ ترمذیؒ میں سے انیس (۱۹) ایسے ہیں کہ جن سے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حدیث پڑھی ہے اور ایسے اساتذہ کہ جن سے امام بخاریؒ (امام مسلم نے نہیں پڑھا) نے پڑھا ہے باقی پانچ نے نہیں پڑھا ان کی تعداد ۴۲ ہے اور ایسے اساتذہ کہ جن سے امام ترمذیؒ نے ایک واسطہ سے پڑھا ہے لیکن امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے براہ راست، ان کی تعداد ۹۷ ہے۔ہم نے اپنے اس مضمون میں اساتذہ کی تعداد کا ذکر کیا ہے ان کے اسماء گرامی اور وفات وغیرہ کا ذکر نہیں کیا کہ مضمون بہت علمی اور طویل ہو جائے گا بتانا اور دکھانا یہ ہے کہ ان لوگوں نے احادیث کے بارے میں کس قدر محنت اور تفصیل سے کام کیا ہے تاکہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے پھر بھی اگر کوئی کج رو یا کج دماغ بحث کرے تو اس کو ہم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں۔

ایک اہم بات یہ کہ امام بخاریؒ نے کسی جگہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے تمام صحیح احادیث کو اپنی جامع بخاری میں جمع کر دیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ بخاری شریف میں جتنی احادیث ہیں وہ صحیح ہیں اگرچہ بعض لوگوں نے اس کو بھی تسلیم نہیں کیا اور صحیح یہ ہے کہ امام بخاریؒ جس اجتہاد اور مسلک کی صحیح احادیث جمع کرنا چاہتے تھے وہ جمع کی ہیں گویا بخاری شریف کے علاوہ بھی سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحیح احادیث ہیں۔اس کی مثال امام حاکمؒ کی مستدرک ہے کہ انہوں نے امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق احادیث جمع کی ہیں، تبھی اس کا نام مستدرک رکھا۔گو بعض حضرات کا خیال ہے کہ مستدرک حاکم کی ساری احادیث صحیحین کی شرائط کے مطابق نہیں۔ لہٰذا بات بات پر یہ کہنا کہ حدیث بخاری سے دکھاؤ یہ کہاں کا انصاف ہے اور پھر طحاوی، اعلاء السنن کتب احادیث میں صحیح بخاری کی شرائط کی بے شمار احادیث ہیں۔اصل بات وہی ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنے ذہنی تحفظ اور فقہی مسلک کے ساتھ بخاری شریف میں

احادیث کو جمع کیا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ کا مرتبہ ومقام بہت بلند ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری جیسی عمدہ کتاب مرتب کی ہے جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہاں یہ کہا جائے گا کہ جو کام حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے سرانجام دیا وہ ان اصحاب سے زیادہ اونچا ہے کہ جنہوں نے احادیث یاد اور حفظ کیں۔ جبکہ ایسے ہی یہ حقیقت ہے کہ ائمہ اربعہ کا مقام ومرتبہ اس لحاظ سے اس امت میں بہت بلند ہے کہ انہوں نے امت کو ایک متعین راستہ دیا۔ یہ چار مختلف راستے نہ تھے بلکہ ایک ہی منزل پر پہنچنے کی چار راہیں ہیں۔ جن کو اصحاب فہم ذکاء نے امت کے ہر ہر فرد کو اپنی اپنی رائے سے چلنے سے بچانے کے لئے مقدور بھر سعی کی اور ان کی سعی مشکور ہوئی۔ صحاح ستہ اور دوسری احادیث کی بڑی بڑی کتب تو اس کے کم از کم سوا صد سال بعد مدون ہوئیں اور یہ لوگ امت کی غم خواری کرتے ہوئے پہلے ہی فارغ ہو چکے تھے۔ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ صرف ایک مسئلہ کو ایسے لوگوں کا اس بارے میں پیش کریں کہ جن کا علم ان کو ضرور مسلّم ہے جو اس طرح کی باتیں کرتے اور اختلاف پھیلاتے ہیں۔

آپ حدیث کی کتاب ''جامع ترمذی'' کا نام پڑھ چکے ہیں اور یہ مقدمہ ترمذی شریف کے ترجمہ کا ہے۔ یہاں ہم اسی کتاب سے صرف ایک مسئلہ مثال کے طور پر احادیث سے مروی پیش کرتے ہیں اور ذکی وفہیم اشخاص سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ایسے دیگر مسائل کو اسی طرح چھوڑ دیا جاتا کہ آج چودہ سو سال بعد ایک عام آدمی کہ اسے وضو کے فرائض کا علم نہیں۔ غسل کا شرعی طریقہ معلوم نہیں اور اخبارات (خصوصاً ''جنگ'' میں عام پڑھے لکھے قارئین سوال کرتے ہیں اور ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے نام سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کراچی ایڈیشن میں جواب دیتے تھے۔ ان کو پڑھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اب جبکہ فقہ بھی مدون ہے اردو میں مسائل کی خاصی کتب ہیں، اس کے باوجود پڑھے لکھے لوگ ایسے ایسے سوال کرتے ہیں کہ پڑھ کر تعجب ہوتا ہے کہ یا اللہ! دین کے معاملہ میں لوگوں میں کتنی غفلت ہے جبکہ دنیاوی امور میں تقریباً ہر کوئی پی ایچ ڈی ہوتا ہے۔ کرکٹ، ہاکی اور ایسے ہی امور کے متعلق لوگوں سے معلومات حاصل کریں تو حیرانی ہوتی ہے کہ ایک ایک چیز اور بات یاد ہے۔ کرکٹ کب سے چلا، آج تک پاکستان کے کتنے کپتان ہوئے' کس نے کتنے چھکے، چوکے لگائے، لیکن دین کے معاملات میں کس قدر غافل ہیں۔ یہ تو پڑھے لکھے لوگوں کا حال ہے، جن کی اوسط جو سوال وغیرہ مرتب کر کے خط لکھ سکتے ہیں، ہمارے ہاں دس فیصد ہے بالکل ان پڑھ کیسے مسئلہ دریافت کریں وہ اپنے معتمد علیہ عالم دین پر اعتماد کریں گے۔ وہ جو چاہے بتائے تو جب ان مسائل میں یہ حال ہے کہ جن پر اب ہر مکتب فکر نے کتب مدوّن کر رکھی ہیں، یعنی اعتماد اور تقلید، تو اگر آج کے کسی مسجد کے امام پر اعتماد ہو سکتا ہے تو پھر خیر کے زمانے میں جن لوگوں نے اپنی پوری دینی بساط کے مطابق کوشش کی جبکہ وہ علم کے پہاڑ اور تقویٰ و طہارت میں اپنے زمانے میں بے مثل تھے تو ان کی اجتہاد کی نفی کیوں اور پھر ایسا ہوا کہ خود احادیث مختلف فیہ ہوں تو کسی ایک جانب کو ترجیح دینا لازم تھا کہ عام انسان اپنے نفس کی پیروی نہ کرے اب ترمذی شریف میں وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کے بارے میں مثال کے طور پر چند باب ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ باب الوضوء ماجاء فی الوضوء من الریح	باب:وضو کی حالت میں ہوا خارج ہونے کے بیان میں
۲۔ باب الوضوء من النوم	باب:سونے کی حالت میں وضو کا بیان
۳۔ باب الوضوء مما غیرت النار	باب:جن چیزوں کو آگ نے چھوا (متغیر کیا) ان سے وضوٹوٹنے کا بیان
۴۔ باب فی ترك الوضوء مما غیرت النار	باب:جن چیزوں کو آگ نے چھوا ان سے وضو نہیں جاتا
۵۔ باب الوضوء من لحوم الابل	باب:اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو دوبارہ کرنا چاہئے
۶۔ باب الوضوء من مَسّ الذکر	باب:شرم گاہ کو چھونے سے دوبارہ وضو کرنا چاہئے
۷۔ باب ترك الوضوء من مَسّ الذکر	باب:شرم گاہ کو چھونے سے دوبارہ وضو نہیں کرنا چاہئے
۸۔ باب الوضوء من القیٔ والرعاف	باب:قے اور نکسیر پھوٹنے خون نکلنے سے وضو دوبارہ کرے
۹۔ باب الوضوء بالنبیذ	باب:نبیذ پینے کے بعد دوبارہ وضو کرے

مندرجہ بالا نوصورتوں میں وضوٹوٹ جائے گا یا رہے گا یہ باب اس مسئلہ کے بارے میں ہے اب امام ترمذیؒ نے پہلے باب کے متن میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک ہی مضمون کی تین روایات بیان کی ہیں اور فرمایا ہے کہ:''اس باب میں حضرت عبداللہؓ بن زید، حضرت علی بن طلقؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوسعید سے روایات مروی ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ قول علماء کا ہے کہ وضو (دوبارہ) واجب نہیں ہوتا حتیٰ کہ ہوا کی آواز سنے یا ہوا کی بُو محسوس کرے اور عبداللہ بن مبارکؒ نے کہا کہ اگر وضوٹوٹنے کا شک ہو تو اس پر وضو واجب نہیں، جب تک یقین نہ ہو کہ اس پر قسم کھاسکے اور ابن مبارکؒ ہی نے کہا کہ جب عورت کی فرج سے ہوا نکلے تو اس پر وضو واجب ہے اور یہ قول امام شافعیؒ اور امام اسحاقؒ'' کا ہے۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ ہوا کے خارج ہونے کے بارے میں کس قدر تفصیل ہے اور عورت کے قُبل (شرمگاہ) سے ہوا نکلنے پر امام شافعیؒ نے وضو کرنے کا فتویٰ دیا ہے اس کا اب عام لوگوں کو علم بھی نہیں ہوگا کہ عورت کی شرمگاہ سے بھی ہوا نکلتی ہے۔ پہلا باب تو تقریباً اتفاقیہ ہے سوائے اس کے کہ ابن مبارکؒ نے کہا کہ اتنا یقین ہونا چاہئے کہ قسم اٹھاسکے اب اس کے بعد آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے متعلق دونوں طرح کی روایات ہیں اور مَسِ ذکر کے متعلق دونوں طرح کی روایات ہیں اسی طرح قے اور نکسیر کے متعلق مختلف فیہ حدیث ہے۔ اونٹ کے گوشت کھانے سے وضوٹوٹنے کی حدیث ہے۔

اب یہاں عام آدمی کیا کرے اور کیسے فیصلہ کرے، اس میں ضرورت تھی کہ اجتہاد کرکے ایک متعین مسئلہ بتادیا جاتا اور اس کو ترجیح دے کر دوسری احادیث کی تاویل یا ترجیح الراجح کردی جاتی، یہی کام ائمہ مجتہدین نے کیا ہے وضوٹوٹنے میں آگ پر پکی ہوئی چیز، مس ذکر، اونٹ کا گوشت، خون کا نکلنا کئی چیزیں ہیں ایک آدمی ان میں سے کس کو اختیار کرے۔ سبھی باتیں بیک وقت آدھ گھنٹہ میں پیش آسکتی ہیں۔ سردیوں کا موسم ہے ایک آدمی اونٹ کا گوشت کھالیتا ہے اسے ایک آدمی کہتا ہے کہ دوبارہ وضو کرو، وہ کہتا ہے کہ فلاں حدیث یا امام کا قول ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔ پھر وہ روٹی یا آگ پر پکی ہوئی چیز کھالیتا ہے اسے ایک آدمی کہتا ہے کہ

وضو دوبارہ کرو، وہ کہتا ہے کہ ایک حدیث کی رو سے یا فلاں امام کا قول ہے کہ نہیں ٹوٹتا۔ پھر مَس ذَکر کرتا ہے اب کہا جاتا ہے اب تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہے وہ کہتا ہے کہ نہیں فلاں حدیث کے مطابق نہیں ٹوٹا۔ خون نکلتا ہے تو اس پر بھی یہی صورت پیش آتی ہے حالانکہ اس کا وضو سب احادیث اور ائمہ اربعہ کی فقہ کی رو سے ٹوٹ گیا۔ اصل بات یہ کہ یہ شخص سردی سے ڈرتا ہوا وضو نہیں کرتا، گویا اپنے نفس کی خواہش پر عمل کرتا اور اس آیت کا مصداق بنتا ہے۔

﴿ارایت من اتخذ الٰھه ھواه﴾ [الفرقان : ۴۳] ''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنا رکھا ہے''۔

امام اعظمؒ نے سب احادیث کو اپنے تلامذہ کے سامنے رکھا اور اس پر بحث کی تو یہ فیصلہ ہوا کہ اگر منہ بھر کرتے آئی کہ (اس میں نجاست بھی آتی ہے) یا خون اپنی جگہ سے بہہ نکلا تو وضو ٹوٹے گا باقی تمام شکلوں میں صرف ہوا کے یقیناً خارج ہونے سے وضو ٹوٹے گا اس کے علاوہ نہیں اور اس پر مجلس میں سب نے اپنے اپنے دلائل دئے آخر امام بخاریؒ نے سب شکلوں پر وضو ٹوٹنے کی احادیث بیان نہیں کیں تو یہاں جو جواب امام کا مداح دے گا۔ ہم امام ابوحنیفہؒ کو ان سے متقدم جان کر ان کی پیروی کریں گے اور کسی ایک مجتہد مطلق کی پیروی کرنے والے کو مقلد کہتے ہیں اور دوسرے کو غیر مقلد۔ عامل بالحدیث دونوں ہی ہیں پوری امت کے علماء کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی پیروی کرے یہ بات صحیح نہیں کہ کسی معاملہ میں تو امام شافعیؒ کی پیروی کرے اور کسی معاملہ میں امام مالکؒ کی اور کسی میں امام اعظمؒ کی یا امام احمد بن حنبلؒ کی۔ یعنی جس امام کی بھی تقلید کرے مکمل کرے ورنہ تو وہی بات ہوگی کہ جو بات جس امام کی اچھی لگی وہ کرلی اور اگر کوئی دوسری بات کسی دوسرے نے کی اچھی لگی تو اس کی تقلید کرلی یہ تو ''ارایت من اتخذ الٰھه ھواه '' والی بات ہوئی۔ علماء نے یہ ضرور لکھا ہے کہ ثقہ اور جید علماء میں سے کوئی ہوائے نفس کے بغیر کسی مسئلہ میں اگر کسی دوسرے امام کے مسلک پر عمل کرے تو اس کے لئے جائز ہے لیکن عوام کے لئے کسی ایک امام کی تقلید ضروری ہے۔ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ حنفی قیاس کرتے ہیں یا رائے پر عمل کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اوّل قرآن پاک ہے پھر حدیث رسول اللہ ﷺ اور جہاں کہیں حدیث رسول اللہ ﷺ اور قرآن پاک میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے تو وہ اس کو عمدہ دلیل اور تطبیق کے ساتھ حل کرتے ہیں۔ مثلاً فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ ہے تو یہ مسئلہ دراصل فاتحہ کے فرض کا ہے جو کہ امام اور مقتدی کے متعلق ہے کہ فاتحہ ایک متعین سورۃ اور چند آیات کا نام ہے جب کہ الحمد سے لے کر والناس تک قرآن مجید ہے قرآن مجید کے نویں پارے میں آتا ہے کہ:

﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون﴾ [الاعراف: ۲۰۴]

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے نہایت غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اب قرآن پاک کی اس آیت کے ہوتے ہوئے اگر فاتحہ خلف الامام کے متعلق صرف ایک حدیث ہوتی اور دوسری احادیث نہ ہوتیں جن سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ امام یا منفرد کے لئے ہے تو حدیث

((لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتٰب)). ''جس شخص نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی''

اس میں حنفیہ بلکہ ائمہ اربعہ کا مؤقف ہے کہ یہ حدیث امام اور منفرد کے متعلق ہے نہ کہ مقتدی کے لئے کہ قرآن پاک کی اس آیت نے قرآن پاک کا سننا فرض کر دیا۔ خبر واحد یعنی حدیث سے وجوب تو ثابت ہو سکتا ہے۔ فرض نہیں اور اس کے حنفیہ قائل ہیں کہ منفرد اور امام کے لئے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے قرآن پاک میں ہی ہے ''فاقرأ وا ما تیسر من القرآن'' پس قرآن مجید سے جو میسر ہو پڑھو'' اور حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ امام اور منفرد کے لئے قرآن مجید کی مطلق مسلسل تین آیات، یا کوئی چھوٹی سورت یا تین آیات سے زائد اگر پڑھ لیا تو فرض ادا ہو گیا، اگر فاتحہ نہ پڑھی تو واجب رہ گیا، اگر پڑھی اور کوئی سورت یا تین آیات نہ پڑھ حرتو بھی فرض ادا ہو گیا لیکن اگر دونوں میں سے کوئی چیز بھی نہ پڑھی تو پھر فرض ادا نہ ہوا، لیکن یہ بھی اوپر والی آیت کے تحت منفرد اور امام کے لئے نہ کہ مقتدی کے لئے کہ اس آیت سے قرآن مجید کا سننا ثابت (فرض) ہوا اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ جہری نمازوں میں امام کی اقتداء میں سکوت ضروری ہے اور حنفیہ سرّی نمازوں میں بھی مقتدی کو امام کے تابع مانتے ہیں لہٰذا ان کے نزدیک سرّی نمازوں میں بھی مقتدی کو امام کے قرآن مجید سراً پڑھتے ہوئے امام ہی کا اتباع کرنا چاہئے اور دوسرے ائمہ بھی یہی کہتے ہیں حتیٰ کہ امام ابن تیمیہؒ بھی یہی کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ سکتات یعنی فاتحہ کی سات آیتوں کے وقفہ میں پڑھ لیں۔ امام ابن تیمیہؒ بڑی سختی سے اس کی تردید کرتے ہیں کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں اور حدیث پاک کی وجہ سے وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر مقتدی سری نمازوں میں فاتحہ پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں اور اس پر صحیح احادیث دال ہیں۔ مثلاً ایک حدیث شریف میں جو صحیحین (بخاری ومسلم) کی شرائط پر ہے ملاحظہ فرمائیں:

من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة (مسند ابن منیع) ''جس شخص کا امام ہو پس امام کی قرأۃ اس کی قرأۃ ہے''

اور جہری میں تو جیسا گذرا ابھی کہتے ہیں کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے ان کے سامنے منجملہ اور احادیث یہ حدیث ہے۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام لیوتم به فاذا کبر فکبروا واذا قراء فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولاالضالین فقولوا آمین رواه احمد وابن ماجة وابو داؤد والنسائی وقال الامام المسلم هذا حدیث صحیح۔	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام تو اس لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غیر الغضوب علیهم ولاالضالین کہے تو تم آمین کہو بحوالہ آثار السنن مترجم مطبوعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اس حدیث پاک میں امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا ہے جب امام قرأۃ کرے تو ارشاد ہے کہ چپ رہو یہ نہیں فرمایا کہ جب فاتحہ پڑھے تو فاتحہ پڑھو بلکہ یہ فرمایا کہ ''واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولاالضالین فقولوا آمین'' اور جب امام ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' کہے تو تم آمین کہو۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ ائمہ اربعہ نے اپنی اپنی فقہ کے لئے کوئی خاص اصول کیا مقرر کیا ہے اب یہاں ایک مسئلہ یہ

ہے کہ مسائل فقہیہ جزئیہ کے استخراج واستنباط میں اماموں نے کیا اصول مقرر کیے۔

(۱) امام مالکؒ تعاملِ اہل مدینہ کی پیروی کو اصل قرار دیتے ہیں اور بعض جگہ تو اس معاملے میں مرفوع حدیث کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

(۲) امام شافعیؒ اصح مافی الباب یعنی مسئلہ کے باب کی سب سے صحیح حدیث کو لیتے ہیں باقی روایات کی تاویل کرتے یا اصح کے مقابلے میں ان کو ترک کر دیتے ہیں۔

(۳) امام اعظمؒ سارے ذخیرہ احادیث کو لے کر اس میں سے ایک قانون کلی کو تلاش کر کے دوسری روایات کی اس کے مطابق مناسب توجیہ یا اچھا محمل بیان کرتے ہیں۔ اسی بناء پر حنفیہ کے ہاں تاویلات وترجیحات احادیث زیادہ اور امام شافعیؒ کے نزدیک رواۃ پر جرح وتنقید زیادہ ہوتی ہے۔

اب ترک رفع یدین یا آمین بالجہر، یہ مسائل اوّلیت یا افضلیت کے ہیں لڑائی یا مناظرے کے نہیں کہ سبھی باتیں احادیث سے ثابت ہوتی ہیں لیکن ہمارے ہاں اس پر پمفلٹ اور پوسٹر شائع کیے جاتے ہیں اور مناظرے کے چیلنج دیے جاتے ہیں دونوں طرح کی احادیث ملتی ہیں۔ حنفیہ نے نماز کے متعلق مرکزی چیز تلاش کی کہ کیا ہے، تو معلوم ہوا ہے کہ سکون، خشوع، اور خضوع ہے لہٰذا انہوں نے ترک رفع یدین اور آمین بالسر یا اخفاء کو اختیار کر کے اس کو ترجیح دے دی اور ویسے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوّل دور میں یہی تھا۔ آخر میں اس کو ترک کر دیا گیا گویا حنفیہ کے نزدیک ترک رفع یدین اور آمین بالسر کی احادیث ناسخ ہیں۔ یہاں ایک واقعہ یا لطیفہ بیان کرنے کو دل چاہتا ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی مشہور اہل قلم اور بہت اونچے درجے کے محقق ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں دیوبند میں تھا اور مولانا ابوالکلام آزادؒ دہلی آرہے تھے میرا دل چاہ رہا تھا کہ اس عبقری انسان کو دیکھوں اور دیوبند کی منتظمہ نے جو وفد ترتیب دیا اس میں میرا نام بھی شامل کر دیا تھا میں بہت خوش ہوا۔ ہم دہلی گئے اور میں نے بالقصد مولانا ابوالکلام آزاد کے قریب نماز پڑھی۔ مولانا نے فرائض میں رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کیا پھر نہیں کیا۔ لیکن جب سنن پڑ ھ رہے تو رفع یدین کیا۔ اس پر مجھے تعجب ہوا اور میں نے مولانا سے عرض کیا کہ ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مولانا نے فرمایا ضرور پوچھئے تب میں نے عرض کیا کہ جناب نے فرائض میں رفع یدین نہیں کیا اور سنن میں کیا، تو مولانا نے کہا کہ ہاں میرے بھائی یہ بات پوچھنے کی تھی اور فرمایا کہ فرض بہت نازک ہیں وہ رفع یدین کے متحمل نہیں ہو سکتے لیکن سنن اور نوافل ایسے نہیں ہیں۔ حنفیہ کے ہاں ایک مسئلہ عمل کثیر کا ہے کہ جس سے نماز میں خلل آتا ہے تو میں اس پر عمل کرتا ہوں کہ فرائض میں رفع یدین نہیں کرتا اور سنن ونوافل میں کر لیتا ہوں اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اور یہ وہ تطبیق ہے جو دیوبند میں آپ کو آپ کے اساتذہ نے بھی نہیں بتائی ہوگی۔ میں نے اقرار کیا یہ واقعہ میں نے مولانا محمد اسحاق بھٹی سے سنا انہوں نے مولانا مناظر احسن گیلانی کے ایک مضمون میں پڑھا تھا جس کا عنوان تھا ''احاطہ دار العلوم میں بیتے چند دن''۔ اور بعد میں اصل کتاب پڑھی جس کے الفاظ مختلف ہیں مفہوم یہی ہے

راقم عرض کرتا ہے کہ مولانا کی بات میں اچھی تطبیق ہے کہ سنن اور نوافل سواری میں بیٹھ کر جیسے سمت ہو اور ہمت ہو ادا کیے

جاسکتے ہیں لیکن فرائض میں حنفیہ کے ہاں قیام اور سمت قبلہ ضروری ہے اور اس کی وجہ بھی یہی ہے

اب تو احادیث کے مکمل مجموعے چھپ چکے ہیں اور ایسی کتب احادیث بھی شائع ہو چکی ہیں کہ جن میں فقہ حنفی کی مستدلات احادیث مع نقد و جرح موجود ہیں۔ اس میں متقدم طحاوی شریف اور گذشتہ صدی میں جمع و ترتیب پائی جانے والی اعلاء السنن ہے جو ۱۳ جلدوں پر مشتمل احادیث کا مستند ذخیرہ ہے اور فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی تمام احادیث کی تخریج بھی شائع ہو چکی ہے۔ شاید ہی کوئی مسئلہ ہو جس پر حنفیہ کے پاس اس درجہ واسناد کی دلیل نہ ہو جو دوسروں کے پاس ہے شاید ہی کسی مسئلہ میں کم درجہ کی حدیث ہوگی۔ سب سے اہم مسئلہ فاتحہ خلف الامام کا ہے اس میں حنفیہ کے پاس پہلے درجہ میں جیسا کہ گذرا کہ نصِ قطعی یعنی قرآن پاک کی آیت ہے اس کے علاوہ متعدد احادیث ہیں۔ پھر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی جہری نماز میں مقتدی کو سماع وانصات کرنا چاہئے، البتہ سری میں وہ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن حنفیہ کے ہاں سری میں بھی وہ مقتدی حکماً امام کے تابع ہے لہٰذا وہ وہاں بھی سکوت کا حکم دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔

باب وجوب القراءة الامام والماموم فی الصلوة کلها فی الحضرو السفر یجهر فیها وما یخافت۔ (باب) قرآن پڑھنا واجب ہے تمام نمازوں میں امام ہو یا مقتدی ہر ایک نماز میں حضر میں، سفر میں، جہری نماز ہو یا سرّی

لیکن حدیث لائے ہیں: ''لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب'' (اس کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی) اس حدیث میں امام، مقتدی، منفرد کا ذکر تک نہیں یعنی بات کچھ حدیث کچھ۔ اس باب میں تین حدیثیں ہیں پہلی طویل حدیث ہے جس میں امام کا ذکر ہے دوسری یہ ہے اور تیسری میں ایک منفرد کا ذکر ہے جس نے مسجد نبوی میں تین دفعہ نماز پڑھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر پڑھ اس نے عرض کیا مجھے سکھلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر جو قرآن تجھ کو یاد ہے اور آسانی سے پڑھ سکتا ہے وہ پڑھ پھر اطمینان سے باقی نماز رکوع سجود کرتے ہوئے پوری کر...... اب اس میں قرآن پڑھنے کا ذکر ہے سورۃ فاتحہ کا کوئی ذکر نہیں اس سے کیا سمجھا جائے دو حدیثیں کچھ اور صرف ایک میں فاتحہ کا ذکر ہے اور باب میں بیان کردہ الفاظ کے مفہوم کی کوئی حدیث نہیں۔ حنفیہ یہی کہتے ہیں کہ امام اور منفرد نے اگر فاتحہ نہیں پڑھی تو وجوب کا ترک کیا جس کی بناء پر نماز ''خداج'' ناقص ہوئی سجدہ سہو کرے۔ جبکہ مسلم شریف بیسیوں کتب سمیت سب میں مختلف احادیث ہیں ایک تو اسی مضمون میں ہے۔

تقلید کے متعلق کچھ عرض کرنا تھا لیکن مضمون طویل ہو گیا صرف ایک بیان مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا رسالہ ''اشاعت السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ صفحہ ۵۳، ۵۴ مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں فرماتے ہیں (اصل رسالہ میں الفاظ سخت بھی ہیں اور زیادہ بھی ہم نے وہ الفاظ نقل نہیں کئے)

''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے

مگر اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک تقلید مطلق کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خودمختار ہوتے جاتے ہیں''۔

اس کے علاوہ بے شمار اور دلائل اور اکابر فقہ اربعہ کے بیانات ہیں مگر مولانا بٹالویؒ کی یہی تحریر کافی ہے۔

☆......☆......☆

حالاتِ زندگی

اَلامام المُحدّث محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ

نام ونسب، وطن:

امام ترمذیؒ کا نسب مختلف کتب میں مختلف آیا ہے آپ بوغی میں پیدا ہوئے جو ترمذ کے قریب دریائے جیحول کے کنارے واقع ہے اور اس کے گرد فصیل ہے جیسے پرانے لاہور اور ملتان میں یہ حفاظت شہر کے لئے ہوتی ہے

(۱) محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک (مختلف کتب)

(۲) محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن شداد (سمعانی)

(۳) محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن شداد بن عیسیٰ (ابن کثیر)

(۴) محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک اور ایک روایت میں ابن السکن (ابن حجر)

(۵) محمد بن عیسیٰ بن سودۃ (المختصر فی اخبار البشر) لیکن سودۃ بالدال غلط ہے

سن ولادت، کنیت:

۲۰۹ھ بعض نے کچھ بعض نے کچھ کہا ہے معلوم ہوتا ہے ولادت کے سن میں اختلاف ہے آپ کے والد ماجد کا نام تمام روایات میں عیسیٰ ہے لہٰذا آپ کو کنیت ابن عیسیٰ رکھنی چاہئے تھی اس کے برعکس آپ نے ابوعیسیٰ رکھ لی اور اس پر اعتراضات ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو والدہ کے بطن سے پیدا ہوئے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذٰلك عيسى ابن مريم﴾ (مریم:۳۴) ﴿قالت رب انى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق مايشا﴾ (آل عمران ۴۷) اور یہ کنیت رکھنا صحیح نہیں لگتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے یہ کنیت رکھی تو حضرت عمرؓ نے ڈانٹا۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کو اس کا علم تھا بلکہ ایک روایت ہے کہ خود آپ ﷺ نے یہ کنیت حضرت مغیرہؓ کی رکھی اور مبارکپوریؒ نے "تحفۃ الاحوذی" میں کہا ہے کہ کوئی مرفوع متصل صریح حدیث نہی کی نہیں ہے حضرت عمرؓ کی زجر و تنبیہ اثر کا حکم رکھتی ہے اور ویسے بھی قیاس یہ کہتا ہے کہ ایسے بڑے جلیل القدر محدّث کو نہی کا علم نہ ہونا بعید عن الفہم ہے کہ انہوں نے باب کی حدیث بیان کر کے قال ابوعیسیٰ ہزاروں دفعہ کہا ہے

تعلیم:

آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز ۲۲۰ھ اور ۲۳۵ کے قریب کیا قطعیت کی کوئی روایت نہیں ہے۔ آپ کے شیوخ کی تعداد جو کتب میں آئی ہے وہ ۲۲۱ کے لگ بھگ ہے۔ آج کل کے لوگوں کو ایسی باتیں عجیب لگتی ہیں لیکن اس زمانے میں لوگوں کو حدیث حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا

کہ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

امام مسلمؒ سے آپ کی ملاقات ہوئی لیکن ان کے حوالے سے ایک روایت اپنی کتاب میں لائے اور ایسے ہی امام ابوداؤد سے ایک روایت لائے

امام بخاریؒ سے استفادہ اور افادہ:

سب سے زیادہ آپ نے الامام المحدث حضرت محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ پر علم اور فن میں ایک طویل مدت ان کے ساتھ گذار کر تعلیم حاصل کی اور استفادہ کیا اور اس کے بعد امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن دارمی (م ۲۵۵ھ) اور ابوزرعہ رازی سے اس کے بعد کتاب العلل، رجال اور تاریخ میں جو استخراج کیا اس کا اکثر امام بخاریؒ اور دوسرے حضرات نے مطالعہ کیا اور اس کی تحسین کی۔ امام بخاریؒ سے تو اتنے قریب ہوئے اور رہے کہ ان سے بحث و مباحثہ اور مناظرہ کرتے اور اس میں دونوں کو فائدہ ہوا۔ امام بخاریؒ نے اپنے استفادہ کا یوں ذکر کیا ہے کہ امام ترمذیؒ سے فرمایا ''ما انتعفت بك اكثر مما انتفعت بى'' کہ میں نے جناب سے اتنا نفع حاصل کیا کہ اتنا جناب نے مجھ سے نہیں کیا۔ کیسے اور کتنے عظیم لوگ تھے کہ اپنے شاگردوں کے سامنے ان سے نفع حاصل کرنے کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ تقریر کے لفظ لفظ اور نکات کو سمجھنے والے سامنے بیٹھے ہوں تو مقرر کو اتنا شرح صدر ہوتا ہے کہ نئے نئے نکات ایک دم اور اچانک منجانب اللہ ذہن میں آتے ہیں اور اگر غبی یا کند ذہن سامعین ہوں تو مقرر کو آمد نہیں ہوتی بلکہ بڑی مشکل سے آورد سے وقت پورا کرتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے جن احادیث کا سماع امام بخاریؒ سے کر کے اپنی جامع ترمذی میں کیا یہاں ان کا ذکر طول کا باعث ہوگا ان کی تعداد ۱۱۴ ہے

غیر معمولی حافظہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا احادیث کے دو جزو آپ کے پاس سفر میں تھے اثناء سفر میں آپ کو علم ہوا کہ قافلے میں وہ وہ شیخ بھی ہیں کہ جن سے وہ جزو پہنچے ہیں۔ خیال کیا کہ ان کو سنا کر ان کی توثیق کراؤں مستقر پر آئے تو دیکھا تو لکھے ہوئے دونوں جزو غائب تھے ان کی جگہ سفید کاغذ لے کر حاضر ہو گئے اور سنانے لگے شیخ کی نظر پڑ گئی کہ اوراق سادہ ہیں اور کہا کہ اما تستحی منی؟'' کیا تمہیں مجھ سے شرم نہیں آتی۔'' اس پر امام ترمذیؒ نے پورا واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ جناب مجھے کچھ اور احادیث سنائیں میں آپ کو مجرد ایک دفعہ سننے پر سنادوں گا اس پر شیخ نے چالیس احادیث سنائیں سننے کے بعد امام ترمذیؒ نے من وعن ان احادیث کو شیخ کو سنا دیا شیخ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور فرمایا کہ ''ما رایت مثلك'' میں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔ ایک واقعہ احقر نے اپنے استاد حضرت مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ سے ملتان خیر المدارس ترمذی پڑھتے ہوئے سنا کہ آخر عمر میں آپ رقت قلبی اور خشیت الٰہی سے گریہ وزاری کرتے ہوئے نابینا ہو گئے۔ ایک دفعہ سفر حج کو گئے تو ایک جگہ جا کر اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے سر نیچا کر لیا۔ احباب کے سوال پر کہ ایسا کیوں کیا تو فرمایا کہ یہاں ایک درخت تھا جس کا ٹہنہ یا شاخیں سر کو لگتی تھیں انہوں نے فرمایا کہ یہاں تو کوئی درخت نہیں اس پر فرمایا کہ ارد گرد سے تحقیق کرو اگر یہاں درخت نہیں تھا تو میں سوء حفظ کا شکار ہو گیا ہوں اور اب مجھے روایت حدیث کو ترک کرنا پڑے گا۔ تحقیق کی گئی تو لوگوں نے کہا کہ درخت تھا لیکن ہم نے اسے مسافروں کی راحت کے لئے اکھیڑ دیا اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوا اس زمانے میں محدثین کے حافظے اور دماغ کمپیوٹر یا ریڈار یا آج کل کی زبان میں ''آٹو میٹک'' (خبر دار کرنے کا آلہ) تھے کہ خطرے پر اس کی بتی از خود سرخ ہو جاتی تھی۔

جامع ترمذی کا مقام:

بلاشبہ جامع ترمذی ''صحاح ستہ'' میں شامل ہے لیکن اس پر بحث ہوتی رہی ہے کہ اس کا درجہ کس نمبر پر ہے کئی حضرات کہتے ہیں کہ صحیحین (بخاری، مسلم) سنن ابی داؤد، سنن نسائی کے بعد ہے لیکن اکثر کا خیال ہے کہ صحیحین کے بعد اس کا مقام ہے تبھی تو اس کو جامع کہتے ہیں جو بیک وقت جامع اور سنن ہے۔ جامع ایسی کتاب حدیث کو کہتے ہیں جس میں حدیث کے تمام موضوعات کا لحاظ رکھا گیا ہو اور سنن جو فقہی ترتیب پر ہو ترمذی میں دونوں باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے

اگر بعض چیزوں یا اعتراضات کو چھوڑ کر دیکھا جائے تو جامع ترمذی کے فوائد صحاح ستہ کی تمام کتب سے زائد ہیں۔ اسی لئے ہمارے مدارس عربیہ میں اکثر روایت یہ رہی کہ شیخ الحدیث بخاری اور ترمذی دونوں پڑھاتا ہے۔ ایک بڑی بات جو امام ترمذیؒ نے اہتمام سے کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے کے بعد صحابہؓ اور ائمہ مجتہدین کا مسلک بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پر کن کن حضرات کا عمل رہا ہے اور حدیث کا مقام، صحیح، حسن، مشہور، غریب اور ضعیف وغیرہ بھی بیان کرتے ہیں اور ایک مسئلہ پر باب میں جو حدیث بیان کرتے ہیں اس کا متعلقہ حصہ ہی بیان کرتے ہیں ساری حدیث نہیں بیان کرتے اور مخالف وموافق دونوں طرح کی احادیث بیان کرتے ہیں اور ایک سب سے بڑا اہتمام جس کو کسی محدث نے نہیں چھیڑا وہ یہ کہ ''فی الباب'' کہہ کر اس باب میں جتنے صحابہؓ سے روایت ہے اس کا ذکر کرتے ہیں اور بعد میں آنے والوں نے اس ''فی الباب'' کی احادیث کو تلاش کر کے جمع کیا ہے

شروح ترمذی :

جامع ترمذی کی جتنی شرحیں لکھی گئی ہیں اتنی شاید کسی کتاب کی نہیں۔ گذشتہ تیس چالیس سال میں تو جس بڑے جامعہ یا دارالعلوم میں کسی شیخ نے ترمذی پڑھائی اس کی شرح اکثر وبیشتر نے لکھی اور شائع کی اسی بات سے اس کتاب کے مہتم بالشان ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

وفات:

امام ترمذیؒ کی وفات میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ ولادت میں لیکن مشہور ۲۷۹ھ ہے اس کو مد نظر رکھ کر علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ایک شعر میں ان کی تعریف کے ساتھ ایک مصرع میں ان کی ولادت ووفات کے مشہور قول کو لیا ہے ؎

الترمذی محمد ذوزین   عطر وفاة فی عین

(امام) ترمذی عمدہ خصلت کے عطر تھے۔ ''عطر'' سے وفات ۲۷۹ اور ''عین'' سے عمر نکالی ہے ''ع'' کے عدد ۷۰ ہیں۔

مؤلفہ کتب :

(۱) جامع ترمذی یہ کتاب چھ ناموں سے مشہور ہے (۲) کتاب العلل (۳) الشمائل (النبویؐ) یہ ترمذی کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور اب علیحدہ اس کے کئی زبانوں میں تراجم بھی ملتے ہیں (۴) اسماء الصحابہؓ (۵) کتاب الجرح والتعدیل (۶) کتاب التاریخ (۷) کتاب الزہد (۸) کتاب الاسماء والکنی (۹) کتاب التفسیر (۱۰) رباعیات فی الحدیث (۱۱) العلل الصغیر (۱۲) کتاب فی آثار المعرفۃ۔

امام ترمذیؒ کے متعلق ان کے معاصر حضرات اور بعد میں آنے والے اکابر علماء نے جن آراء کا اظہار کیا ہے اگر اس کا خلاصہ بھی درج کیا جاتا تو مضمون بہت طویل ہو جاتا لہٰذا خاصے اختصار سے کام لیا ہے جن حضرات کو تفصیل سے مطالعہ کرنا ہے تو وہ ڈاکٹر علامہ حبیب اللہ مختار شہید سابق مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے عربی میں مطبوعہ مقالہ برائے ڈاکٹریٹ ''الامام الترمذیؒ'' ''تخریج کتاب الطہارت من جامعہ'' کا مطالعہ فرمائیں جنہوں نے ۷۰ صفحات میں مقالہ کے شروع میں امام ترمذیؒ اور ان کی کتاب کے متعلق

بہت بسط سے بحث کی ہے انہوں نے کتاب الطہارت کے فی الباب کی احادیث کو جمع کیا ہے۔۷۷۰ صفحات کی اس کتاب اور محنت کو دیکھ کر پسینہ آ جاتا ہے۔راقم نے ترمذیؒ کے حالات کے متعلق اس سے استفادہ کیا ہے اوران کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنی محنت کی۔مدارس عربیہ نے کیسے کیسے شمس وقمر پیدا کئے لوگ کہتے ہیں کہ مدارس عربیہ فضول ہیں بانجھ ہوگئے،ان سے عرض ہے کہ امام ترمذیؒ کی نسبت سے ان پر ڈاکٹر شہید کے اس کام کا مطالعہ فرمائیں تفصیل میں نہیں جاتا۔آج کل اس کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ہیں آج کے نوے فیصد پی ایچ ڈی حضرات کو ان کے نام کا علم نہیں ہوگا ان پر بھی فخر وناز کیا جاسکتا ہے

آخر میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ اب احادیث کے سینکڑوں مجموعے چھپ چکے ہیں ائمہ مجتہدین ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اجمعین نے اگر فقہیں مدون نہ کی ہوتیں تو کسی مسئلہ کو کتب احادیث سے معلوم کرنا کتنا مشکل ہوتا اور یہ کام اللہ تعالیٰ نے ائمہ اربعہ سے پہلے کرایا' احادیث کے مجموعے بعد میں مرتب ہوئے۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْاَطْعِمَۃِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ابوابِ طعام
جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں

۱۱۹۹: بَابُ مَاجَآءَ عَلٰی مَاکَانَ یَاْکُلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۸۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُکُرُّجَۃٍ وَلَا خُبِزَلَہٗ مُرَقَّقٌ فَقُلْتُ لِقَتَادَۃَ فَعَلٰی مَا کَانُوْا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلٰی ھٰذِہِ السُّفَرِ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ یُوْنُسُ ھٰذَا ھُوَیُوْنُسُ الْاِسْکَافُ وَقَدْ رَوٰی عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَہٗ۔

۱۱۹۹: باب نبی اکرم ﷺ کھانا کس چیز پر رکھ کر کھاتے تھے

۱۸۴۸: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ کبھی (عمدہ) دستر خوان پر کھانا کھایا اور نہ ہی چھوٹی پلیٹوں میں اور نہ ہی آپ ﷺ کیلئے پتلی چپاتی پکائی گئی۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت قتادہؓ سے پوچھا کہ صحابہ کرامؓ کھانا کسی چیز پر رکھ کر کھاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ان معمولی دستر خوانوں پر۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن بشار کہتے ہیں۔ یہ یونس، یونس اسکاف ہیں۔ عبدالوارث نے بواسطہ سعید بن ابی عروبہ اور قتادہؓ حضرت انسؓ سے اس کے ہم معنیٰ حدیث روایت کی ہے۔

تشریح: یہ ابواب الاطعمہ کا پہلا باب ہے جس میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے کھانا کھانے کی کیفیت کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ کے کھانے کی نوعیت کیا ہوتی تھی۔

ما اکل (النبی) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی خوان

خِـــوَانٌ: خاء پر ضمہ اور کسرہ دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ لیکن کسرہ کے ساتھ پڑھنا زیادہ مشہور ہے۔ اور اس میں ایک لغت "اِخْوَانٌ" کی بھی ہے۔ عمدۃ القاری میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس لفظ کی تشریح یہ کی ہے کہ: وھی طبقٌ کبیرٌ من نُحاسٍ تحتہ کرسی من نحاس ملزوقٍ بہ طولہ قدرُ ذراعٍ یُرَصُّ فِیْہِ الزُّبَادُ ویوضع بین یدی کثیر من المترفین، ولا یحملہ الا اثنان فما فوقھما۔ (۲۱/۲۵)

یعنی یہ تانبے سے بنا ہوا ایک بڑا سا تھال ہوتا ہے جس کے نیچے تانبے ہی کی کرسی جڑی ہوئی ہوتی ہے ایک گز (ایک ہاتھ) کے برابر لمبا ہوتا ہے ایک خوشبودار مادے سے اس کی قلعی کی جاتی ہے۔ "ناز و نعم میں پروردہ آسودہ حال لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ دو یا دو سے زیادہ آدمی ہی اسے اٹھا سکتے ہیں۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ کی اس تشریح کی روشنی میں ہمارے زمانے کی ''میز'' اس کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ چنانچہ عام طور پر ''خوان'' کا ترجمہ ''میز'' ہی سے کیا جاتا ہے۔

خوان یعنی میز پر کھانے کا حکم: حدیث کے مطابق چونکہ آپ ﷺ نے اس طرز کی اشیاء پر کبھی کھانا تناول ہی نہیں فرمایا۔ اور وجہ بظاہر یہی تھی کہ اس قسم کی اشیاء کے استعمال میں متکبرین ومترفین سے مشابہت ہے۔ کہ وہ لوگ میز وغیرہ پر اسی وجہ سے کھاتے تھے تاکہ کھانا کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے (کذافی المرقاۃ) لہٰذا آپ ﷺ کے عدم استعمال اور متکبرین کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے میز پر کھانا کراہت سے خالی نہیں مجبوری نہ ہو تو سنت رسول ﷺ کو ہرگز ترک نہ کرنا چاہیے۔

نیز کھانا اونچا رکھ کر کھانے میں کمر سیدھی اور سر اونچا رہتا ہے جس کی وجہ سے پیٹ میں کھانا زیادہ سمائے گا اور پیٹ بڑھنے کا سبب بنے گا۔ جبکہ زمین پر بیٹھ کر کھانے میں یہ صورت ممکن نہیں۔

وَلَا سُکُرُّجَۃٍ: افصح یہی ہے کہ پہلے تین حروف س، ک اور راء مشدد پر ضمہ ہے۔ جبکہ راء کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ فارسی سے معرب ہے۔ اس کا معنی ہے ''چھوٹی پیالیاں یا چھوٹے چھوٹے برتن'' جیسے ہمارے ہاں اچار، چٹنی اور دیگر جوارشات چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں رکھے جاتے ہیں۔ ان چھوٹی پیالیوں میں آپ ﷺ کا تناول نہ فرمانا حسب ذیل امور کی وجہ سے تھا۔

ا۔ کھانے کے دوران چھوٹی پیالیاں اس وقت استعمال کی جاتی ہیں کہ جب کھانا مختلف انواع واقسام کا ہو۔ جبکہ آپ ﷺ کئی کئی ماہ پانی اور کھجور پر گزارہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے اس کی نوبت ہی نہ آتی تھی کہ آپ چھوٹی پیالیاں استعمال فرمائیں۔

۲۔ عموماً عجمی لوگ چھوٹی پیالیوں میں ایسے جوارشات اور چٹنیاں وغیرہ رکھتے تھے جو ہضم میں معاون ہوتی تھیں جو کہ کھانے میں خوب اشتہاء اور ذوق کی علامت ہے۔ جبکہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ کا معمول اتنا زیادہ کھانے کا تھا ہی نہیں کہ زود ہضم جوارشات کے استعمال کی نوبت آئے، بلکہ آپ ﷺ کا معمول تھوڑی سی بھوک چھوڑ کر کھانے کا تھا۔ اس وجہ سے چھوٹی پیالیاں استعمال نہ ہوتی تھیں۔

۳۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ اجتماعی طور پر کھانا کھانے کی تھی یعنی بڑے برتن میں سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے جیسا کہ باب نمبر ۳۲ میں آرہا ہے اور چھوٹی پیالیوں میں اجتماعی طور پر کھانا ممکن نہیں اس لئے استعمال نہیں فرمایا۔

ولا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ: ''خُبِزَ'' فعل ماضی مجہول ہے اور مرقق اسم مفعول ہے۔ ہمارے ہاں استعمال ہونے والی ''چپاتی'' اس کا قریب ترین ترجمہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے کبھی پتلی، باریک اور نرم چپاتی نہیں پکائی گئی جیسا کہ ہمارے ہاں بیلن سے بیل کر روٹی کو پتلا کیا جاتا ہے۔

چپاتی استعمال نہ فرمانے کی وجہ:

ا۔ آپ ﷺ سادگی پسند تھے زیادہ تکلف نہ فرماتے تھے اور چپاتی بنانے میں چونکہ تکلف زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے آپ کے لئے نہیں بنائی گئی۔

۲۔ عسرت اور تنگی اس دور میں اتنی تھی کہ بسہولت چھلنیاں تک میسر نہ تھیں کہ آٹا چھان کر باریک روٹی بنالی جائے۔ اس وجہ سے چپاتی آپ ﷺ کے لئے نہیں بنائی گئی۔

فقلت لقتادة: جب یہ بیان ہوا کہ آپ ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا تو ''قتادۃ'' کے شاگرد ''یونس'' کہتے ہیں کہ میں نے ''قتادۃ'' سے سوال کیا کہ: پھر کس چیز پر آپ کھانا تناول فرماتے تھے؟ تو قتادہ نے جواب دیا ''اس چمڑے کے دستر خوان پر''

علی هذه السُّفَرْ: سین پر ضمہ اور فاء پر فتحہ ہے۔ یہ ''سُفْرَةٌ'' کی جمع ہے سفرۃ کا اطلاق اس کھانے پر ہوتا تھا جس کو مسافر چمڑے کے گول ٹکڑے میں لپیٹ کر اپنے ساتھ رکھتا پھر کھانے کے وقت میں اسی ٹکڑے کو بچھا کر کھانا کھالیتا۔ یہاں تک کہ اس ٹکڑے کو ہی سفرۃ کہا جانے لگا اور اب مطلقاً ہر دستر خوان کو ''سفرۃ'' کہا جاتا ہے چاہے چمڑے کا ہو یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے بنا ہوا ہو۔

مائدہ اور خوان میں فرق: کھانا ابھی چنا نہ گیا ہو تو خالی دستر خوان کو ''خوان'' کہتے ہیں اور اگر دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا ہو تو اس کو ''مائدہ'' کہتے ہیں۔

هذا حديث حسن غريب: مصنفؒ کی اس عبارت پر اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ صحیح، حسن اور غریب تینوں کی تعریفات علیحدہ ہیں چنانچہ صحیح وہ حدیث کہلاتی ہے۔ جس کے کل راوی عادل، کامل الضبط ہوں اور وہ معلل، شاذ و منکر نہ ہو۔ حسن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی ضبط میں ناقص ہوں، اور باقی چاروں شرائط صحیح والی اس میں موجود ہوں۔ اور غریب: وہ ہے جس کی سند میں راوی کسی جگہ اکیلا رہ جائے۔

الغرض تینوں کی تعریفات علیحدہ ہیں جبکہ خود مصنفؒ نے بھی کتاب العلل میں ان کی جو تعریفات بیان فرمائی ہیں وہ ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔ تو ہر ایک کی تعریف جدا ہونے کے باوجود مصنفؒ نے ایک ہی حدیث کو ''حسن صحیح'' یا ''حسن غریب'' کیوں کہہ دیا؟

جواب: اس کے کئی جوابات دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک جس کو علامہ دقیق العید رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے اس کو پسند فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث صحیح وہ ہوتی ہے جس میں اعلیٰ معیار کی پانچوں صفات پائی جاتی ہیں تو اس کے ضمن میں حسن بھی آگئی۔ کہ اعلیٰ میں ادنیٰ خود بخود آجاتا ہے کہ جب کسی چیز کے اعلیٰ ہونے کو بیان کیا جاتا ہے تو ادنیٰ صفات کی نفی مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس اعلیٰ کے ضمن میں ادنیٰ صفات لازمی طور پر ملحوظ ہوتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جب ایک حدیث ''صحیح'' ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ حسن کی تمام شرائط بھی اس میں پوری ہیں اسی وجہ سے مصنفؒ حدیث پر یہ حکم لگا دیتے ہیں کہ ہذا حدیث حسن صحیح کہ یہ حدیث حسن بھی ہے اور صحیح بھی ہے۔

اسی طرح حسن کے ساتھ غریب کو اس طرح سے جمع کرتے ہیں کہ حدیث رواۃ کی صفات کے اعتبار سے تو حسن ہوتی ہے لیکن کسی راوی کے تنہا ہونے کے یقین یا ظن کی وجہ سے غریب قرار دی جاتی ہے اس بناء پر امام ترمذی رحمہ اللہ یوں کہہ دیتے ہیں کہ ''ہذا حدیث حسن غریب''

قال محمد بن بشار ويونس هذا هو يونس الاسكاف: امام ترمذی رحمہ اللہ اپنے شیخ ''محمد بن بشارؒ'' کے حوالہ سے راوی ''یونس'' کی تعیین فرما رہے ہیں کہ یہاں یونس سے کونسے ''یونس'' مراد ہیں؟ کیونکہ یونس نام کے دو راوی ہیں: ''یونس ابن ابی الفرات القرشی الاسکاف'' اور ''یونس بن عبید البصری''۔ تو امام ترمذی رحمہ اللہ نے تعیین فرما دیا کہ یہاں یونس سے مراد ''یونس ابن ابی الفرات البصری'' ہیں جبکہ بخاری میں بھی علی بن مدینی کے بقول یونس سے یونس اسکاف ہی مراد ہیں اسی طرح ابن ماجہ میں بھی

یہی مراد ہیں۔

وقد روی عبدالوارث بن سعید: اس عبارت سے امام ترمذیؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث دوسرے طرق سے بھی ثابت ہے۔ کہ عبدالوارث نے یہ روایت عن سعید عن ابی عروبہ عن قتادہ عن انس کی سند سے بھی نقل کی ہے اور اس سند میں ''یونس'' نہیں آتے۔ تو گویا حدیث کے دو طرف ہوگئے۔ ا۔ انس کے واسطے سے۔ ۲۔ انس کے واسطے کے بغیر۔

سوال: اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابن عدی نے ذکر کیا ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے نقل کیا ہے اور عن یونس عن قتادہ کہا ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے براہ راست یہ حدیث نہیں سنی بلکہ ''یونس'' کے واسطہ سے سنی ہے۔ تو پھر امام ترمذیؒ نے درمیان سے ''یونس'' کا واسطہ کیسے ساقط کر دیا؟

جواب: علامہ ابن حجرؒ نے امام ترمذی اور ابن عدی کی بات میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اولاً سعید بن ابی عروبہ کی قتادہ سے براہ راست ملاقات نہ ہوئی ہے اس وجہ سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''یونس'' کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی پھر بعد میں سعید بن ابی عروبہ نے براہ راست قتادہ سے ملاقات کر کے اس حدیث کا سماع کیا اس بناء پر ثانیاً امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''یونس'' کا حوالہ درمیان سے ساقط کر دیا۔ اس طرح دونوں سندات میں تطبیق ہوگئی۔

۱۲۰۰: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَکْلِ الْاَرْنَبِ

۱۸۴۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهَا فَاَدْرَکْتُهَا فَاَخَذْتُهَا فَاَتَیْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَۃَ فَذَبَحَهَا بِمَرْوَۃٍ فَبَعَثَ مَعِیَ بِفَخِذِهَا اَوْ بِوَرِکِهَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَکَلَهٗ قَالَ فَقُلْتُ اَکَلَهٗ قَالَ قَبِلَهٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمَّارٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَیُقَالُ مُحَمَّدُ بْنُ صَیْفِیٍّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا یَرَوْنَ بِاَکْلِ الْاَرْنَبِ بَاْسًا وَقَدْ کَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَکْلَ الْاَرْنَبِ وَقَالُوْا اِنَّهَا تَدْمِیْ۔

۱۲۰۰: باب خرگوش کھانا

۱۸۴۹: حضرت ہشام بن زید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے مرظہران میں خرگوش کو بھگایا۔ چنانچہ جب صحابہ کرامؓ اس کے پیچھے دوڑے تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور ابو طلحہ کے پاس لے آیا۔ انہوں نے اسے ایک سخت پتھر سے ذبح کیا اور مجھے اس کی ران یا کولہے کا گوشت دے کر نبی اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا۔ آپؐ نے اسے کھالیا۔ ہشام کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا آپؐ نے اسے کھایا تو حضرت انسؓ نے فرمایا آپؐ نے اسے قبول کر لیا۔ اس باب میں حضرت جابرؓ، عمارؓ، محمد بن صفوانؓ (انہیں محمد بن صیفیؓ بھی کہا جاتا ہے) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ جبکہ بعض حضرات اسے مکروہ کہتے ہیں کیونکہ اسے حیض (خون) آتا ہے۔

ا حدیث باب بخاری میں ''الهبة وفضلها والتحريض عليها'' کے باب میں اور مسلم میں ''الصيد والذبائح ومايؤكل من الحيوان'' کے تحت۔ نسائی میں ''الصيد والذبائح'' میں ابوداؤد میں باب الاطعمہ میں اور ابن ماجہ مسند احمد اور دارمی میں ''باب الصيد'' میں موجود ہے۔

تشریح: ارنب کی تعریف: هي دويبة معروفة تشبه العناق لكن في رجليها طول بخلاف يديها۔ یعنی یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جنگل بلی سے مشابہت رکھتا ہے۔اس کی اگلی ٹانگیں بنسبت پچھلی ٹانگوں کے زیادہ لمبی ہوتی ہیں۔اس کے بارے میں مشہور ہے کہ تكون سنة ذكرا وسنة انثى۔ کہ ایک سال نر اور ایک سال مادہ رہتا ہے۔ وانها تحيض۔ اسے حیض بھی آتا ہے شديدة الجبن كثيرة الشبق۔ بہت ہی بزدل اور ڈرپوک جانور ہے اچھلنے کودنے میں ماہر ہے۔ جنگلی اور پالتو دونوں طرح کا ہوتا ہے۔

زمین کھود کر اس میں بچے دیتا ہے۔اس کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ "انها تنام مفتوحة العين" آنکھیں کھول کر سوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر شکاری اسے پکڑ کر فوراً ذبح نہ کرے تو دہشت وخوف کی وجہ سے اس کا خون خشک ہو جاتا ہے۔

"ارنب" اسم جنس ہے۔نر اور مادہ دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جبکہ یہ بھی منقول ہے کہ اگر یہ مذکر ہو تو عربی میں اس کو "خُزَز" کہتے ہیں اور مؤنث ہو تو "عِكْرِشَةٌ" کہتے ہیں اور اس کے بچے کو "خِرْنِق" کہا جاتا ہے۔ فارسی واردو میں اس کو خرگوش کہتے ہیں۔

انفجنا ارنبا بمر الظهران۔ یعنی مرالظہران نامی جگہ میں ہم نے خرگوش کا تعاقب کیا۔

مر الظهران کا محل وقوع: یہ مکہ سے شمالی جانب ایک مرحلہ (سولہ میل) کے فاصلہ پر مدینہ کے قدیم راستہ میں واقع ہے۔ یہ نخلستانی علاقہ ہے اور محدود آبادی پر مشتمل ہے۔ یہاں سے ترکاریاں وغیرہ مکہ آتی ہیں۔ فاطمہ نامی ایک مالدار عورت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے آج کل اسے وادیٔ فاطمہ بھی کہا جاتا ہے۔ سیر وتفریح کے لئے اہل مکہ یہاں آتے ہیں۔

فذبحها بمروة: "مروة" میم کے فتحہ اور راء ساکنہ کے ساتھ ایک سفید پتھر کو کہتے ہیں جس کو چھری کی طرح تیز کرلیا جاتا ہے۔

فبعث معي ابوطلحة بفخذها او بوركها: یعنی میرے سوتیلے باپ ابوطلحہ نے خرگوش کی ران یاران سے اوپر والا حصہ دیکر حضور ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔

خرگوش کا حکم: بعض فقہائے اوائل مثلاً عبداللہ بن عمرؓ، عکرمہؒ اور محمد بن ابی لیلیٰ وغیرہ نے اس کے گوشت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ جبکہ ائمہ اربعہ اور اکثر اہل علم کے ہاں اس کا گوشت بلاشبہ مباح اور حلال ہے۔ یہ حضرات حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں خرگوش کا گوشت پیش کیا گیا اور آپؐ نے اسے قبول فرمالیا۔ اگر اس میں کراہت یا حرمت ہوتی تو آپ ﷺ قطعاً اس کو قبول نہ فرماتے۔

کراہت کے قائلین کی دلیل: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ خرگوش کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: قد جيء بها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا جالس فلم ياكلها ولم ينه عن اكلها وزعم انها تحيض (ابوداؤد) یعنی آپ ﷺ کی خدمت میں خرگوش لایا گیا تو آپ ﷺ نے کھایا بھی نہیں اور کسی کو کھانے سے منع بھی نہیں فرمایا اس خیال سے کہ اس کو حیض آتا ہے۔

لہٰذا اس دلیل کی بناء پر کراہت ثابت ہے۔

جواب: ا۔ آپ ﷺ کا خرگوش کا گوشت تناول نہ فرمانا اس کی کراہت یا عدم اباحت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ عدم طلب ورغبت کی بناء پر تھا۔ اسی وجہ سے آپؐ نے کھانے سے منع بھی نہ فرمایا، جبکہ ایک صحیح حدیث اس حوالہ سے گذر بھی چکی ہے۔

جواب: ۲۔ کراہت کے قائلین کی طرف سے پیش کردہ حدیث ضعیف ہے۔ مختلف کتابوں میں اس کے ضعف کی تصریح کی گئی ہے

اس بناء پر اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

انہا تدعی: جانور کا حائض ہونا اس کی حرمت کی علت نہیں۔ بلکہ حلت وحرمت کی علل دوسری ہیں۔

فائدہ: ذی روح جانداروں میں عورت، بجو، چمگادڑ، خرگوش، فاقہ، کتیا اور چھپکلی کو حیض آتا ہے۔ (بذل)

۱۲۰۱: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَکْلِ الضَّبِّ

۱۸۵۰: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ اَکْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا اٰکُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَثَابِتِ بْنِ وَدِیْعَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ اَکْلِ الضَّبِّ فَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ وَکَرِهَهٗ بَعْضُهُمْ وَیُرْوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اُکِلَ الضَّبُّ عَلٰی مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا تَرَکَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقَذُّرًا۔

۱۲۰۱: باب گوہ کھانا

۱۸۵۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گوہ کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں۔ اس باب میں حضرت عمرؓ، ابوسعیدؓ، ابن عباسؓ، ثابت بن ودیعہؓ، جابرؓ اور عبدالرحمٰن بن حسنہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ گوہ کھانے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض صحابہ کرامؓ اور دیگر اہل علم نے اسکی اجازت دی ہے۔ جبکہ حضرات اسے مکروہ کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی لیکن آپ ﷺ نے اسے گندگی کی وجہ سے نہیں کھایا نہ کہ حرمت شرعی کی وجہ سے۔

تشریح: حدیث اول: سئل عن اکل الضب۔

ضب کی تعریف: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ھو دویبة تشبه الحرذون لکنه اکبر منه...... گوہ ایسا جانور ہے جو گرگٹ کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کے نر کو ضب اور مؤنث کو ضبہ کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ سات سو برس تک زندہ رہتی ہے، پانی نہیں پیتی اور ہر چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے۔ اس کے دانت بھی نہیں گرتے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس کے علیحدہ علیحدہ دانت نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی بڑا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ مٹیالا اور دم لمبی ہوتی ہے۔ کھال بہت سخت ہوتی ہے۔ پنجے انتہائی مضبوط ہوتے ہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ اس کو کمند کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا گوشت کھانے سے پیاس دور ہو جاتی ہے۔ اس کے حوالہ سے ضرب المثل مشہور ہے کہ "لاافعل کذاحتی یرد الضب" یعنی فلاں کام نہ کروں گا یہاں تک کہ گوہ گھاٹ پر آ کر پانی نہ پی لے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کا قطعاً ارادہ نہ ہو۔ کیونکہ گوہ پانی نہیں پیتی بلکہ باد نسیم اور ہوا کی ٹھنڈک پر گزارہ کرتی ہے سردیوں میں اپنے بل سے باہر نہیں آتی۔ فارسی میں اس کو سوسمار کہتے ہیں۔

ضب کے عجائبات: ومن العجیب ان له ذکران ولانثاه فرجان ویأکل اولاده ظنا منه اذا خرجوا عن البیض انهم

یفسدون البیض، کذا فی حیاۃ الحیوان۔(بذل)

گوہ کا حکم: ا۔اصحاب ظواہر اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک گوہ کا گوشت حلال ہے۔۲۔حضرت علیؓ، امام اعمش اور زید بن وہب رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا گوشت حرام ہے۔

۳۔امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک اس کا گوشت مکروہ ہے۔امام طحاویؒ نے مکروہ تنزیہی جبکہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔بنایہ ۱۰/۷۰۳) راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے(ورد الشذی:۲۹۳)

ائمہ ثلاثہ کے دلائل:

دلیل:ا۔عن ابن عباس قال اھدت خالتی ام حفید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقطا وسمنا واضبا فأکل من الاقط والسمن وترک الاضب تقذرا، فأکل علی مائدتہ ولو کان حراما لما أکل علی مائدۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ ام حفید نے حضور کی خدمت میں پنیر، گھی اور گوہ بطور ہدیہ کے پیش کی۔چنانچہ آپؐ نے پنیر اور گھی میں سے تو تناول فرمالیا اور گوہ گھن کی وجہ سے چھوڑ دی۔(ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) آپ ﷺ کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی، اگر حرام ہوتی تو آپ ﷺ کے دسترخوان پر، ہرگز نہ کھائی جاتی۔(بخاری ومسلم)

دلیل:۲۔عن عبداللہ بن عباس قال دخلت انا وخالد بن الولید مع رسول اللہ صلی اللہ وسلم بیت میمونۃ فأتی بضب محنوذ فاھوی الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ فقال بعض النسوۃ اللاتی فی بیت میمونہ: اخبروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمایرید ان یأکل، فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقلت "احرام ھو یا رسول اللہ"؟ قال لاولکنہ لم یکن بأرضی قومی فاجدنی اعافہ قال خالد فاجتررتہ فأکلت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر (رواہ مسلم ۲/۱۵۱ قدیمی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید حضور ﷺ کی ہمراہی میں حضرت میمونہؓ کے گھر گئے۔ آپ ﷺ کے سامنے بھنی ہوئی گوہ لائی گئی۔آپ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔اس پر حضرت میمونہؓ کے گھر میں موجود کچھ عورتوں نے کہا کہ حضور ﷺ کو بتا تو دو کہ وہ کیا کھانے جا رہے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں، لیکن یہ میرے علاقہ میں نہیں پائی جاتی، اسی وجہ سے خود کو اس سے گھن کرتا ہوا پا رہا ہوں۔ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس میں سے کھاتا رہا جبکہ آپؐ دیکھ رہے تھے۔

دلیل:۳۔عن ثابت بن ودیعۃ قال: کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جیش فأصبنا ضبابا، قال: فشویت منھا ضبا فأتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ بین یدیہ قال: فأخذ عودافعدبہ اصابعہ ثم قال: ان امۃ من بنی اسرائیل مسخت دوابا فی الارض، و انی لاادری ای الدواب ھی، قال: فلم یأکل ولم ینہ (ابوداؤد، نسائی)

ثابت ابن ودیعہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک لشکر میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے، چند گوہ ہمارے ہاتھ لگیں۔ میں نے ان میں سے ایک کو بھونا اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں سامنے رکھ دیا۔تو آپ ﷺ نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس کے

ذریعہ گوہ کی انگلیاں شمار کیں۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک قوم کو زمین پر چلنے والے جانور کی صورت میں مسخ کر دیا گیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون سا جانور تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے اس سے تناول نہ فرمایا، لیکن منع بھی نہ فرمایا۔ (ابوداؤد، نسائی)

الغرض ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ گوہ کا گوشت مباح ہے۔

احناف کی دلیل:

اخبرنا ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم النخعي عن عائشة انه اهدى لها ضب فأتاها رسول الله صلى الله عليه وسلم فسالته فنهاها عنه فجاء ت سائلة فأرادت ان تطعمها اياه فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم اتطعمينها مالا تاكلين (مؤطاامام محمد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ سے نقل کرتی ہیں کہ ان کے پاس ہدیہ میں گوہ لائی گئی۔ حضورﷺ تشریف لائے تو میں نے گوہ کا حکم دریافت کیا تو آپﷺ نے اس کے کھانے سے منع فرمادیا۔ چنانچہ ایک سائلہ آئی تو انہوں نے گوہ اس کو کھلانے کا ارادہ کیا۔ اس پر آپﷺ نے فرمایا کہ "تم اس کو ایسی چیز کھلانا چاہتی ہو جو خود نہیں کھاتیں؟" (مؤطاامام محمد)

دلیل:۲۔ اخبرنا عبد الجبار عن ابن عباس الهمداني عن عزيز بن مرثد عن الحارث عن على بن ابى طالب انه نهى عن اكل الضب۔

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب گوہ اور بجو کے کھانے سے منع فرماتے تھے۔

دلیل:۳۔ عن عبدالرحمن بن شبل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن اكل الضب۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کے کھانے سے منع فرمایا۔

باقی رہا اس حدیث پر یہ اعتراض کہ اس حدیث کی سند میں آنے والے ایک راوی اسماعیل بن عباسؒ کو امام بیہقیؒ نے ضعیف کہا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حجرؒ نے امام بیہقیؒ کی اس تضعیف کو درست تسلیم نہیں کیا اور یوں فرمایا کہ "فان رواية اسماعيل عن الشاميين قوية عند البخاری" کہ اسماعیل بن عیاش کی روایت شامیوں سے تو امام بخاریؒ کے نزدیک بھی قوی ہے۔ (عون) بذل میں بھی اس کی مکمل تفصیل موجود ہے۔

مجوزین حضرات کی دلیل کا جواب: مجوزین کے پیش کردہ تمام دلائل میں اتنا تو ثابت ہے کہ اسے آپﷺ نے کبھی تناول نہیں فرمایا کراہت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ باقی رہی دوسروں کو اس کے کھانے کی اجازت دینا تو یہ ابتداء میں تھا بعد میں آپﷺ نے منع فرمادیا تھا۔

نیز جب مبیح اور محرم میں تعارض آجائے تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ کسی چیز کے حرام ہونے کے بعد حلال ہونے کے واقعات تو انتہائی نادر ہیں جبکہ حلال ہونے کے بعد حرام ہونے کے واقعات انتہائی کثیر ہیں اور پھر کھانے پینے کے معاملات میں تو ویسے بھی انتہائی احتیاط ملحوظ ہوتی ہے۔ اس بناء پر احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا گوشت نہ کھایا جائے۔

۱۲۰۲: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَكْلِ الضَّبُعِ

۱۲۰۲: باب بجو کھانا

۱۸۵۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا

۱۸۵۱: حضرت ابن ابی عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِي عَمَّارٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرٍ الضَّبُعُ اَصَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ آكُلُهَا قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَقَالَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا اَوَلَمْ يَرَوْا بَاْسًا بِاَكْلِ الضَّبُعِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثٌ فِي كَرَاهِيَةِ اَكْلِ الضَّبُعِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَكْلَ الضَّبُعِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ يَحْيٰى بْنُ الْقَطَّانِ وَرَوٰى جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِي عَمَّارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ اَصَحُّ۔

نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا بجو شکار کئے جانے والے جانوروں میں سے ہے انہوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا؟ کیا میں اسے کھالوں؟ فرمایا؛ ہاں۔ میں نے عرض کیا؛ یا رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم ہے۔ فرمایا ہاں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض علماء کا اس پر عمل ہے۔ وہ بجو کے کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کا بھی یہی قول ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے بجو کے مکروہ ہونے کے بارے میں روایت مذکور ہے لیکن اس کی سند قوی نہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ ہے۔ ابن مبارکؒ کا یہی قول ہے۔ یحیٰی بن سعید قطان کہتے ہیں کہ جریر بن حازم یہ حدیث عبداللہ بن عبید بن عمیر سے وہ ابن ابی عمار سے وہ جابرؓ سے اور وہ عمرؓ سے انہی کا قول نقل کرتے ہیں۔ ابن جریج کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

۱۸۵۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ اَبِي اُمَيَّةَ عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ عَنْ اَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الضَّبُعِ فَقَالَ اَوَيَاْكُلُ الضَّبُعَ اَحَدٌ وَسَاَلْتُهُ عَنْ اَكْلِ الذِّئْبِ فَقَالَ اَوَيَاْكُلُ الذِّئْبَ اَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيثِ اِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ اَبِي اُمَيَّةَ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيثِ فِي اِسْمَاعِيلَ وَ عَبْدِ الْكَرِيمِ اَبِي اُمَيَّةَ وَهُوَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ قَيْسٍ هُوَ ابْنُ اَبِي الْمُخَارِقِ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِيُّ ثِقَةٌ۔

۱۸۵۲: حضرت خزیمہ بن جزء فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو کے کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا بھی ہے جو بجو کھاتا ہو۔ پھر میں نے بھیڑیے کے متعلق پوچھا: تو فرمایا کیا کوئی نیک آدمی بھی بھیڑیا کھا سکتا ہے۔ اس حدیث کی سند قوی نہیں۔ ہم اسے صرف اسمٰعیل بن مسلم کی عبدالکریم ابی امیہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض محدثین اسمٰعیل اور عبدالکریم کے متعلق کلام کرتے ہیں اور عبدالکریم وہ عبدالکریم بن قیس بن ابی مخارق ہیں لیکن عبدالکریم بن مالک جزری ثقہ ہیں۔

تشریح: اہل لغت ضبع کے دو ترجمے کرتے ہیں۔ ۱۔ لکڑ بھگا ۲۔ بجو۔ لکڑ بھگا بھیڑیے کی قسم کا ایک جنگلی جانور رہوتا ہے جبکہ بجو ایک گوشت خور جانور ہے جو قبر کھود کر مردے کا گوشت کھا جاتا ہے۔ فارسی میں اس کو ہنذار کہتے ہیں۔

بجو کی حلت وحرمت: امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ اس کی حرمت کے قائل ہیں جبکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اس کو حلال قرار دیتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے بجو کے حوالہ سے دو روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی روایت جو کہ امام شافعی اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا مستدل ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے لیکن حلت کے ثبوت میں صریح نہیں۔ جبکہ دوسری روایت جو امام ابوحنیفہ و مالک رحمہما اللہ اور جمہور

اہل علم کی دلیل ہے یہ حرمت کے ثبوت میں تو صریح ہے لیکن صحیح نہیں، یعنی ضعیف ہے۔ لیکن دوسری وجوہات ترجیح کی وجہ سے حرمت بہرحال ثابت ہے۔

شوافع وحنابلہ کی دلیل: یہ حضرات حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں کہ ابن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ''اصیدھی'' کیا بجو شکار ہے؟ فرمایا: ہاں، میں نے پوچھا: ''آکلھا'' کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا کہ: ''اقالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟'' یہ بات حضورﷺ نے فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں۔

امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ اور جمہور کی دلیل: یہ حضرات حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے حضورﷺ سے بجو کھانے کی بابت سوال کیا تو آپﷺ نے فرمایا کہ: کیا بجو کو بھی کوئی کھاتا ہے؟ پھر انہوں نے بھیڑیے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ: کیا کوئی بھلا آدمی بھیڑیے کو بھی کھاتا ہے۔ آپﷺ کا اس طرح حیرت واستعجاب سے سوال کرنا اس کی حرمت کی صریح دلیل ہے۔ اگرچہ اس روایت میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے لیکن ایک حدیث عام سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی ہے جو حسب ذیل ہے۔

۲۔ نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل ذی ناب من السباع۔ آپﷺ نے ہر کچلی دار درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم، مشکوۃ، حدیث نمبر ۴۱۰۵) اور بجو بھی ایک کچلی دار درندہ ہے اس بناء پر یہ روایت بھی سابقہ روایت کی مؤید ہوئی۔ اور اس سے بھی بجو کی حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔

مجوزین کی دلیل کا جواب: حدیث باب مرفوع ضرور ہے لیکن بجو کی حلت کے بارے میں صریح نہیں ہے کیونکہ اس میں ''اقالہ'' کی ضمیر کا مرجع دو چیزیں ہوسکتی ہیں۔ ا۔ بجو کا شکار ہونا۔ ۲۔ بجو کا حلال ہونا۔ چنانچہ جو حضرات اس کی حرمت کے قائل ہیں ان کے نزدیک اول الذکر بات ضمیر کا مرجع ہے کہ ابن عمار نے جب یہ پوچھا کہ: ''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔'' یعنی اس کا شکار ہونا کیا یہ حضورﷺ کا فرمان ہے؟

باقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ابن عمار کو اس کے کھانے کی اجازت دینا یہ ان کا اپنا اجتہاد ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''حرمت علیکم صید البر مادمتم حرما'' ''تمہارے لئے خشکی کا شکار حرام کیا گیا جب تک تم حالت احرام میں ہو۔'' اس سے معلوم ہوا کہ حالت احرام کے علاوہ خشکی کا شکار حلال ہے اور بجو کو بھی حضورﷺ نے شکار قرار دیا اس بناء پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ بجو حلال ہے جبکہ جمہور کے نزدیک آپﷺ کا اس کو شکار قرار دینا اس کی حلت کو ثابت نہیں کرتا بلکہ مقصود یہ ہے کہ چونکہ یہ شکار ہے لہٰذا حج کے موقع پر اگر کوئی محرم اس کو قتل کرے تو اس پر دم لازم ہوگا اور جمہور کے اس استدلال کی دلیل ابوداؤد کی روایت ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بجو کو اگر کوئی محرم مارے تو اس پر ایک مینڈھا واجب ہوگا۔ (حدیث نمبر ۳۸۰۱، ابوداؤد)

جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے معارض بھی ہے کہ مؤطا امام محمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ گوہ اور بجو کھانا جائز نہیں۔

اور آیت میں صید بمعنی اصطیاد ہے یعنی شکار کرنے کی بات چل رہی ہے، کھانے کی حرمت وحلت کا بیان نہیں چل رہا۔

اور حرمت کی ایک وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ مبیح اور محرم میں تعارض ہو تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے۔ احتیاط اور تقویٰ کا تقاضا بھی یہی ہے۔

۱۲۰۳: بَابُ مَاجَآءَ فِي أَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

۱۸۵۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ وَرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ مِنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ۔

۱۲۰۳: باب گھوڑوں کا گوشت کھانا

۱۸۵۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھلایا اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی راویوں سے اسی طرح منقول ہے۔ یہ حضرات عمرو بن دینار سے وہ جابرؓ سے نقل کرتے ہیں۔ حماد بن زید بھی عمرو بن دینار سے وہ محمد بن علی سے اور وہ جابرؓ سے نقل کرتے ہیں اور ابن عیینہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ میں (امام ترمذیؒ) نے امام بخاریؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ حماد بن زیاد سے زیادہ حافظ ہیں۔

گھوڑے کی حلت وحرمت کا مسئلہ: جمہور بھی امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ کے ہاں گھوڑے کا گوشت بلا کراہت مباح ہے۔

جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ پھر فقہائے مالکیہ اس کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مکروہ قرار دینے میں اس حوالہ سے اختلاف ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی، مکروہ لعینہ ہے یا لغیرہ۔ راجح یہی ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے (الورد الشذی) اور مکروہ لغیرہ ہے، یعنی کراہت اس کے گوشت میں نہیں بلکہ اس لئے مکروہ ہے کہ آلہ جہاد کم نہ ہو جائے۔

جن حضرات نے مکروہ قرار دیا ہے (خواہ تحریمی یا تنزیہی) ان کی دلیل ابو داؤد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (ابو داؤد۔ حدیث ۳۷۹۰)

جمہور کے دلائل: جمہور کا مستدل حدیث باب ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اطعمنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لحوم الخیل ونہانا عن لحوم الحمر۔ یعنی آپ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھلایا اور گدھوں کے گوشت سے ممانعت فرمادی۔

۲۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ مدینہ میں ہم نے حضور ﷺ کے زمانہ میں گھوڑا ذبح کیا اور ہم نے اس کو کھایا (بخاری حدیث ۵۵۱۰)

مندرجہ بالا دونوں روایات متفق علیہ ہیں، جن سے بلاشبہ گھوڑے کے گوشت کی حلت ثابت ہوتی ہے۔

باقی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روایت جو حلت پر دلالت کر رہی ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں بقیہ بن الولید نامی ایک راوی ہے جو کہ ضعیف ہونے میں مشہور ہے۔ اور ''عون'' میں بھی اس کے ضعف کی تصریح کی گئی ہے۔ نیز علامہ خطابی رحمہ اللہ اس حدیث کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''واما اسناد حدیث خالد بن ولید ففی اسنادہ نظر'' باقی رہی خالد بن ولیدؓ کی سند، تو یہ سند قابل تشفی نہیں ہے (بذل) کیونکہ اس حدیث کو مقدام بن معدیکرب کے پوتے صالح بن یحییٰ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کرتے ہیں جن کے بارے میں علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں۔ ''لایعرف سماع بعضهم من بعض'' ''بعض راویوں کا سماع بعض سے معلوم نہیں۔''

نیز حضرت خالد بن ولید کی یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے، جس میں یہ تصریح بھی ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر ممانعت فرمائی تھی۔ حالانکہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے اسلام کے بارے میں علامہ واقدی ؒ کے مطابق تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ وہ غزوہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ لہٰذا اس روایت سے استدلال کامل نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے ''درمختار'' کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کراہت کے قول سے رجوع کر لیا تھا۔

اشکال کا جواب: باقی رہا یہ اشکال کہ آپ کے ہاں جب مبیح اور محرم میں تعارض ہو تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے۔ لیکن اس مقام پر آپ مبیح کو ترجیح دے رہے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعی مسلمہ قاعدہ ہے لیکن اس وقت لاگو ہوتا ہے کہ جب دونوں طرف کی روایات صحت وقوت کے اعتبار سے برابر ہوں، جبکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔ اباحت کے دلائل قوی تر ہیں اور حرمت کے دلائل انتہائی کمزور ہیں۔ فلا اشکال

۱۲۰۴ بَابُ مَاجَآءَ فِي لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ

۱۸۵۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِبْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ زَمَنَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ.

۱۸۵۵: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ هُمَا ابْنَا مُحَمَّدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ يُكْنٰى اَبَا هَاشِمٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ اَرْضَاهُمَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقَالَ غَيْرُ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَكَانَ اَرْضَاهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ.

۱۲۰۴: باب پالتو گدھوں کے گوشت کے متعلق

۱۸۵۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۱۸۵۵: سعید بن عبد الرحمٰن، سفیان سے وہ زہری سے اور وہ عبدالرحمٰن اور حسن (یہ دونوں محمد بن علی کے بیٹے ہیں) سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ زہری کی نزدیک ان دونوں میں سے پسندیدہ شخصیت حسن بن محمد ہیں۔ سعید کے علاوہ راوی ابن عیینہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان میں زیادہ بہتر عبداللہ بن محمد ہیں۔

---

[1] حاشیہ ہدایہ: جلد۴ ص۴۴۱، کتاب الذبائح، شرکت علمیہ، ملتان)

۱۸۵۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ كُلَّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَالْمُجَثَّمَةَ وَالْحِمَارَ الْاِنْسِيَّ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ وَابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى وَاَنَسٍ وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَاَبِيْ ثَعْلَبَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا الْحَدِيْثَ وَاِنَّمَا ذَكَرُوْا حَرْفًا وَاحِدًا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔

۱۸۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے موقع پر ہر کچلی والے درندے، وہ جانور جسے باندھ کرنشانہ بنایا جائے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت علیؓ، جابرؓ، براءؓ، ابن ابی اوفیؓ انسؓ، عرباض بن ساریہؓ، ابوثعلبہؓ، ابن عمرؓ اور ابوسعیدؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالعزیز بن محمد وغیرہ اسے محمد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں اور صرف ایک حصہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو حرام قرار دیا۔

تشریح: (۱) یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان سے ان کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ راوی ہیں پھران سے ان کے دوصاحبزادے عبداللہ اور حسن روایت کرتے ہیں پھران دونوں سے امام زہریؒ روایت کرتے ہیں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی اپنے استاذ سفیان بن عیینہ کے حوالہ سے امام زہری کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ''عبداللہ اور حسن میں سے زیادہ پسندیدہ راوی حسن ہیں۔ جبکہ سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی کے علاوہ دوسرے شاگرد اپنے استاذ سفیان بن عیینہ کے حوالہ سے امام زہری کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ دونوں میں پسندیدہ عبداللہ ہیں۔

لیکن امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر میں یہی مذکور ہے کہ دونوں میں پسندیدہ راوی حسن ہیں۔ اس طرح مسند احمد میں خود سفیان بن عیینہ کا یہ قول ہے کہ ''ہمارے نزدیک پسندیدہ حسن ہیں اور عبداللہ کا تعلق تو سبائی فرقہ سے تھا'' یعنی عبداللہ بن سبا جو کہ روافض کے رؤساء میں سے تھا اس کے فرقہ سے متعلق تھا۔

حُمُر کی وضاحت: حمر حمار کی جمع ہے گدھے کو کہتے ہیں یہ بھدی آواز والا جانور ہے اہل عرب اپنی مجلس میں اس کی سواری کو ناپسند کرتے ہیں اگرچہ اس کی سواری مباح ہے حدیث میں آتا ہے کہ گدھے کی آواز سنائی دے تو اللہ سے پناہ مانگو، کیونکہ یہ شیطان کو دیکھ کر چلاتا ہے۔ اور مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل طلب کرو (صحیحین) کیونکہ یہ سوئے ہوؤں کو نماز کیلئے جگاتا ہے۔

پالتو گدھے کی حلت وحرمت کی تفصیل: چاروں ائمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ گدھا حرام ہے البتہ مالکیہ کے ہاں تین روایتیں ہیں۔ ایک روایت کراہت کی بھی ہے اور اباحت کی ایک روایت بذل میں منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اباحت منقول ہے۔ البتہ ابن عبدالبرؒ نے اس کی حرمت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

حلت کی دلیل: غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قحط سالی کا شکار ہوئے تو میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو میں اپنے گھر والوں کو کھلاؤں سوائے چند گدھوں کے۔ لیکن حضور ﷺ نے ان کا گوشت حرام قرار دے دیا تھا۔ میں نے خدمت اقدس میں حاضری دے کر عرض کیا: یارسول اللہ! ہم قحط سالی میں بتلاء ہیں اور میرے پاس سوائے چند گدھوں کے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میں

اپنے گھر والوں کو کھلاؤں، لیکن آپؐ نے پالتو گدھوں کا گوشت بھی حرام قرار دے دیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اطعم اھلك من سمین حمرك فانما حرمتھا من اجل جوال القریۃ۔ یعنی اپنے فربہ گدھوں میں سے اپنے گھر والوں کو کھلاؤ، میں نے تو ان کو اس وجہ سے حرام قرار دیا ہے کہ یہ بستی بھر میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں (اور گندگی کھاتے ہیں) (ابوداؤد: حدیث ۳۸۰۷)

جواب: ۱۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور اس کا متن شاذ ہے کیونکہ یہ دوسری احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ (فتح الباری ۹/۶۵۶)

۲۔ حرمت کی جو علت بیان کی گئی یہ علت تو عام ہے لیکن اباحت کا بیان یہ خاص طور پر غالب بن ابجرؓ کے لئے تھا۔

خچر کا حکم: جانوروں کی حلت وحرمت میں اصول یہ ہے کہ یہ اپنی ماں کے تابع ہوتے ہیں۔ تو خچر کا حکم یہ ہوا کہ اگر خچر گدھے اور گھوڑی سے پیدا ہوا ہے تو مباح وحلال ہے اور اگر گھوڑے اور گدھی سے پیدا ہوا ہے تو حرام ہے۔

گدھی کے دودھ کا حکم: جو حکم گوشت کا ہے وہی دودھ کا بھی ہوگا۔ یعنی گدھی کا گوشت حرام ہے اس بناء پر اس کا دودھ بھی حرام ہے اور گھوڑی کا گوشت حلال ہے تو اس کا دودھ بھی حلال ہے۔

متعہ کا مسئلہ: متعہ کے معنی ہیں کچھ مدت کیلئے نکاح کرنا۔ اس معنی کی رو سے نکاح مؤقت اور متعہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔

متعہ کا حکم: متعہ شروع اسلام میں جائز تھا اب پوری امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ یہ حرام ہو چکا۔ ابتدائی دور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کو جائز قرار دیتے تھے لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بات بیان کی کہ ان کے ذریعہ جنگ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے متعہ کی حرمت کا اعلان کروایا ہے تو یہ سن کر ابن عباسؓ نے اپنے قول سے رجوع فرمالیا۔ چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

انما روی عن ابن عباس شئ من الرخصۃ فی المتعۃ ثم رجع عن قولہ حیث اخبرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متعہ کی رخصت منقول تھی لیکن جب انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اس کی حرمت کی حدیث سنائی تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا۔ (ترمذی: ۱/۳۴۳، رحمانیہ)

وقت حرمت کی مختلف روایات میں تطبیق: روایات میں متعہ کی حرمت مختلف اوقات میں آئی ہے۔ چنانچہ بعض روایات کے مطابق متعہ کی حرمت خیبر کے موقع پر وارد ہوئی۔ بعض روایات میں فتح مکہ کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح غزوہ اوطاس، غزوہ تبوک وحجۃ الوداع مواقع کا بھی تذکرہ ہے۔ علماء نے ان تمام روایات میں تطبیق دی ہے اور وہ یہ کہ غزوہ تبوک والی روایت تو ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔ اور حجۃ الوداع کی روایت میں متعہ سے مراد متعۃ النساء نہیں بلکہ حج کی ایک قسم تمتع کا بیان تھا جو کہ افراد وقران کے مقابل ہے (العرف الشذی) یا یہ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نئے سرے سے حرمت بیان نہیں کی بلکہ عام مسلمانوں کا ایک جم غفیر تھا ان سب کے سامنے سابقہ حرمت کا بیان مقصود تھا۔

اور غزوہ اوطاس والی روایت کا محمل یہ ہے کہ چونکہ فتح مکہ واوطاس ایک ہی سفر میں پیش آئے اس بناء پر راوی نے متعہ کے بیان میں اوطاس کا نام لیا جبکہ راوی کا خود "عام اوطاس" اوطاس کے سال کا تذکرہ کرنا اس پر شاہد ہے کہ حرمت تو فتح مکہ میں بیان ہوئی لیکن فتح مکہ اور اوطاس ایک ہی سال میں ہوئے اس لئے راوی نے "عام اوطاس" کہہ دیا۔

اب صرف دو مواقع باقی رہ گئے جن میں متعہ کی حرمت ثابت ہے۔ ا۔ خیبر کے موقع پر۔ ۲۔ فتح مکہ کے موقع پر۔

ثبوت حرمت کے ان دو مواقع کی بناء پر علماء کی دو رائے ہو گئیں۔ بعض علماء اس طرف گئے ہیں متعہ کی حرمت ایک ہی مرتبہ ہوئی (الورد الشذی) بھی خیبر کے موقع پر، جبکہ فتح مکہ کے موقع پر اسی سابقہ حرمت کا اعلان مقصود تھا۔

جبکہ بعض علماء کی رائے یہ ہے متعہ کی حرمت دو مرتبہ آئی ہے۔ ا۔ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا اور فتح مکہ تک حرام ہی رہا۔ ۲۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر ضرورت کے تحت صرف تین دن تک حلال کیا گیا اور پھر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ علامہ طیبی کی رائے کے مطابق صحیح اور مختار قول یہی ہے "والصحیح المختار ان نکاح المتعة کانت حلالا قبل خیبر فحرمت فیه ثم ابیحت عام فتح مکة ثم حرمت بعد ثلثة ایام تحریما مؤبدا کذا قال الطیبی و بسطه النووی (حاشیہ علی الترمذی: ۱/۳۴۲، رحمانیہ)

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كل ذى ناب من السباع۔

احناف کے ہاں جانوروں میں حلت وحرمت کے چند اصول:

(۱) جن جانوروں کی حرمت قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسے خنزیر گدھا وغیرہ وہ سب بلاشبہ حرام ہیں۔

(۲) جن جانوروں میں بالکل خون نہیں ہوتا، جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، مکڑی، بچھو، چیونٹی وغیرہ یہ سب حرام ہیں البتہ ٹڈی بغیر ذبح کئے بھی حلال ہے۔

(۳) جن جانوروں میں خون ہوتا ہے لیکن دم سائل (بہتا ہوا خون) نہیں جیسے سانپ، گرگٹ، چھپکلی وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔

(۴) جو جانور حشرات الارض کی قبیل سے ہیں جیسے: چوہا، چھچھوندر، نیولا وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔

(۵) جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں زندگی بسر کرتے ہیں جیسے: مینڈک، مگرمچھ، کچھوا اور دیگر پانی کے جانور سوائے مچھلی کے باقی سب حرام ہیں، اور مچھلی اپنی تمام اقسام سمیت حلال ہے۔

(۶) جن جانوروں میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اور وہ گھاس پتے وغیرہ کھاتے ہیں اور اپنے دانتوں سے زخم اور شکار نہیں کرتے جیسے: اونٹ، بیل، بھینس، ہرن، بکرا وغیرہ یہ سب حلال ہیں البتہ گھوڑا امام صاحبؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور صاحبین کے نزدیک حلال۔ جیسا کہ اس کی تفصیل ماقبل میں گذر چکی ہے۔

(۷) وہ تمام پرندے جو پنجے سے زخم لگاتے ہیں اور اپنی چونچ سے شکار کرتے ہیں، جیسے: باز، شکرہ، چیل وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔

(۸) وہ تمام پرندے جو پنجے سے زخم نہیں لگاتے ہیں اور شکار نہیں کرتے صرف دانہ چگتے ہیں۔ جیسے کبوتر، فاختہ، بٹیر، چڑیا، مرغی وغیرہ یہ سب حلال ہیں۔

(۹) جو درندے دانتوں سے زخم لگاتے ہیں اور شکار کرتے ہیں جیسے شیر، چیتا، لومڑی، کتا وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔

(۱۰) جو پرندے محض مردار کھاتے ہیں اور یہی ان کی غذا ہے جیسے گدھ وغیرہ وہ حرام ہیں۔ اور جو پرندے کبھی مردار بھی کھاتے ہیں مگر ان کی عمومی غذا غلہ اور دانہ وغیرہ ہیں وہ حلال ہیں جیسے مرغی اور کھیتی کا کوا وغیرہ۔

(۱۱) جن جانوروں کے ماں باپ میں سے ایک حلال ہو اور دوسرا حرام تو ان میں ماں کا اعتبار ہوگا۔ اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہوگا اور اگر ماں حرام ہے تو بچہ بھی حرام ہوگا۔ جیسے خچر حرام ہے جبکہ اس کی ماں گدھی ہو۔ اور جب اس کی ماں گھوڑی ہو تو

صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بلاشبہ حلال ہے۔(ردالمحتار ۶/۳۱۰) تمیز الکلام فی بیان الحلال والحرام ص ۵ تا ص ۹)

خلاصۃ الابواب: گذشتہ ابواب کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اسلامی میں حلال وحرام کا بنیادی اصول طیب اور خبیث ہونا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ویحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث۔ یعنی حضورؐ صاف ستھری چیزوں کو لوگوں کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں۔

پھر ائمہ میں اس بات میں اختلاف ہے کہ طیب وخبیث کی کسوٹی کیا ہے؟ عربوں کا مزاج یا حضورؐ کا مزاج۔ احناف ذوق نبوی کا اعتبار کرتے ہیں اور ائمہ ثلاثہ عربوں کے ذوق کا اعتبار کرتے ہیں جیسا کہ ضب یعنی گوہ کا مسئلہ کہ آپ ﷺ نے نفرت کا اظہار کیا تو احناف اس کو جائز قرار نہیں دیتے جبکہ دیگر ائمہ عربوں کے ذوق کا اعتبار کرتے ہوئے اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح بجو کا مسئلہ ہے کہ اس کے حوالہ سے امام شافعیؒ کا مشہور قول ہے کہ بجو چونکہ برابر صفاء ومروہ کے درمیان بکتا ہے اور لوگ اس کو کھاتے ہیں پس وہ حلال ہے جبکہ احناف اس کو حلال قرار نہیں دیتے۔

اور آپ ﷺ کے مزاج کو معیار قرار دینا جب ہوگا جب آپ ﷺ نے کسی چیز سے نفرت کا اظہار فرمایا ہو ورنہ طبعی کراہت کو معیار قرار نہیں دیا جائے گا جیسا کہ گوہ آپ ﷺ نے تناول نہیں فرمائی نفرت کی وجہ سے تو احناف کے ہاں یہ حلال نہ ہوگی۔ اور آپ ﷺ نے خرگوش طبعی کراہت (ناپسندیدگی) کی وجہ سے نہیں کھایا (کہ آپ کو پسند نہ تھا) تو اس کو حلت وحرمت کا معیار قرار نہ دیں گے۔ (ملخصاً من تحفۃ الالمعی ۵ ص ۱۲۶) ہاں اگر اتباع سنت کی وجہ سے کوئی نہ کھائے تو عند اللہ ماجور ضرور ہوگا۔

۶۰۵: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْاَكْلِ فِيْ اٰنِيَةِ الْكُفَّارِ

۱۸۵۷: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ ثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قُدُوْرِ الْمَجُوْسِ قَالَ اَنْقُوْهَا غَسْلًا وَ اطْبُخُوْا فِيْهَا وَنَهٰى عَنْ كُلِّ سَبُعٍ ذِيْ نَابٍ هٰذَا حَدِيْثٌ مَشْهُوْرٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ وَرُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ ثَعْلَبَةَ اسْمُهٗ جُرْثُوْمٌ وَيُقَالُ جُرْهُمٌ وَيُقَالُ نَاشِبٌ وَقَدْ ذُكِرَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ اَسْمَآءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ۔

۱۸۵۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى بْنِ يَزِيْدَ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْقُرَشِيُّ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ اَسْمَآءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ اَهْلِ

۱۲۰۵: باب کفار کے برتنوں میں کھانا

۱۸۵۷: حضرت ابوثعلبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو دھو کر پاک کرلو اور ان میں کھانا پکاؤ اور آپ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث ابوثعلبہ کی روایت سے مشہور ہے اور ابوثعلبہ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔ ابوثعلبہ کا نام جرثوم ہے اور انہیں جرہم اور ناشب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث ابوقلابہ بھی ابی اسماء سے اور وہ ابوثعلبہؓ سے نقل کرتے ہیں۔

۱۸۵۸: حضرت ابوقلابہ، ابواسماء رحبی سے اور وہ ابوثعلبہ خشنیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں۔ پس ان کی ہانڈیوں میں پکاتے اور ان کے برتنوں میں پیتے ہیں۔ رسول

كِتَابٍ فَنَطْبَخُ فِي قُدُورِهِمْ وَنَشْرَبُ فِي اٰنِيَتِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ صَيْدٍ فَكَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ فَكُلْ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّبٍ فَذُكِّيَ فَكُلْ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ فَكُلْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دوسرے برتن نہ ملیں تو انہیں پانی سے صاف کرلیا کرو۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم شکاری زمین میں ہوتے ہیں تو کیسے کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنا سکھایا ہوا کتا (شکار پر) چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ لیا پھر اس نے شکار کو مار ڈالا تو کھالو اور اگر سکھایا ہوا نہ ہو اور شکار ذبح کیا گیا ہو تو بھی کھالو اور جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تیر پھینکو اور جانور مر جائے تو بھی کھالو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: یہاں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ کفار کے برتنوں میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان کے برتن استعمال نہ کئے جائیں، ہاں اگر استعمال کرنا ہی پڑ جائے تو پھر اس کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ کفار کے وہ برتن جن میں وہ خشک اشیاء رکھتے ہیں جیسے چینی، چاول آٹا وغیرہ تو ان کو بغیر دھوئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ ان کے دھات کے برتن بھی دھونے کے بعد بلا کراہیت استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

۳۔ مٹی اور لکڑی کے برتن جو تر اشیاء کو چوس لیتے ہیں اگر وہ برتن ناپاکی میں استعمال نہیں ہوتے تو دھونے سے پہلے استعمال مکروہ ہے دھونے کے بعد بلا کراہت ان کا استعمال جائز ہے۔

۴۔ ایسے برتن جو ناپاکی میں استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً ان میں خنزیر یا مردار پکایا جاتا ہے یا شراب پی جاتی ہے تو دھونے سے پہلے تو ان کا استعمال قطعاً جائز نہیں البتہ دھونے کے بعد مجبوری کے درجہ میں استعمال کی اجازت ہے۔

۱۲۰۶: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْفَارَةِ تَمُوْتُ فِي السَّمَنِ

۱۸۵۹: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَاَبُوْ عَمَّارٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ عَنْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَكُلُوْهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَصَحُّ وَرَوٰى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ

۱۲۰۶: باب اگر چوہا گھی میں گر کر مر جائے تو؟

۱۸۵۹: حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا تو آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اور اس کے اردگرد کے گھی کو نکال کر پھینک دو اور باقی کھاؤ۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور زہری اسے عبید اللہ سے وہ ابن عباسؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے سوال کیا یعنی اس میں حضرت میمونہؓ کا ذکر نہیں۔ ابن عباسؓ کی میمونہؓ سے نقل کردہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ معمر بھی زہری سے وہ سعید بن مسیب سے وہ ابو ہریرہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ غیر محفوظ ہے۔

اِسْمَاعِيلَ يَقُوْلُ حَدِيْثُ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ.

میں (امام ترمذیؒ) نے امام بخاریؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ بواسطہ معمر، زہری اور سعید مسیب حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں خطاء ہے۔ بواسطہ زہری، عبیداللہ اور ابن عباسؓ، حضرت میمونہؓ کی روایت صحیح ہے۔

تشریح: یہ حدیث تین سندوں سے مروی ہے۔

ا۔ سفیان بن عیینہ امام زہری سے، وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے، وہ ابن عباسؓ سے اور وہ اپنی خالہ حضرت میمونہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ سند بخاری میں بھی ہے اور یہی سند صحیح ہے۔

۲۔ امام زہری کے بعض شاگرد اس سند کے آخر میں حضرت میمونہؓ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ براہ راست حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ اس سند کو امام ترمذیؒ غیر صحیح قرار دیتے ہیں۔

۳۔ معمر جو کہ امام زہری کے شاگرد ہیں وہ اس کی سند حضرت ابو ہریرہؓ تک پہنچاتے ہیں لیکن امام بخاریؒ نے اس کو معمر کی غلطی قرار دیا ہے اور یہ سند درست نہیں۔

ایسے گھی کے استعمال کا حکم جس میں چوہا گر جائے: اس مسئلہ میں تو تمام علماء کا اتفاق ہے کہ گھی اگر جما ہوا ہو اور اس میں چوہا گر جائے تو چوہا اس کے ارد گرد کا گھی نکال کر پھینک دیا جائے تو باقی گھی سے انتفاع درست ہے اسے کھایا بھی جا سکتا ہے اور دوسرے امور میں استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔

لیکن اگر گھی پگھلا ہوا ہو اور اس میں چوہا گر جائے تو یہ مسئلہ بھی اتفاقی ہے کہ سارا گھی ناپاک ہو جائے گا۔ اس کو کھانے میں استعمال کرنا جائز نہیں اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ ایسے پگھلے ہوئے گھی کو کھانے کے علاوہ دیگر امور مثلاً چراغ جلانے وغیرہ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک کسی صورت میں بھی اس کا استعمال جائز نہیں ان کی دلیل باب کی حدیث ثانی ہے۔ ''وان کان مائعا فلا تقربوه'' کہ گھی اگر سیال ہو تو اس کے قریب بھی مت جاؤ۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اس کا خارجی استعمال تو جائز ہے لیکن اس کو بیچنا جائز نہیں۔ ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے۔ ''ان اللہ تعالی اذا حرم اکل شیء حرم ثمنه'' یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے کھانے کو حرام فرمایا تو اس کی قیمت کو بھی حرام ٹھہرایا۔ (عمدۃ القاری ۱۳۸/۲۱)

احناف کے نزدیک ایسے گھی کا کھانا تو جائز نہیں لیکن دیگر امور میں استعمال جائز ہے حتیٰ کہ اس کا بیچنا بھی جائز ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے۔ ''وان کان الشمن مائعا انتفعوا به ولا تأکلوه'' اور ایک روایت میں یوں بھی آتا ہے فاستصبحوا به وادهنوا به (فتح الباری: ۸۳۶/۹)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ کھانے کے علاوہ دیگر امور میں استعمال جائز ہے حتیٰ کہ بیچا بھی جا سکتا ہے۔

جمہور کی طرف سے امام احمدؒ کی دلیل کا جواب: ''ان کان مائعا فلا تقربوه'' اس سے مراد یہ ہے کہ ''فلا تقربوا للاکل''

یعنی کھانے کے لئے قریب نہ جاؤ دیگر امور میں استعمال کی ممانعت نہیں جیسا کہ ماقبل ذکر کردہ احادیث اس پر شاہد ہیں۔

احناف کی طرف سے امام مالک وشافعی رحمہما اللہ کی دلیل کا جواب: حدیث میں جو فرمایا گیا کہ "کسی چیز کے کھانے کو حرام ٹھہرایا تو اس کی قیمت کو بھی حرام ٹھہرایا" تو یہاں ایسی چیز مراد ہے جو حرام لعینہ ہو مثلاً شراب حرام لعینہ ہے تو اس کا بیچنا بھی جائز نہ ہوگا۔ لیکن زیر بحث مسئلہ میں ایسا گھی جس میں چوہا گر جائے یہ حرام لعینہ نہیں بلکہ گھی کا کھانا جائز تھا لیکن اب ایک خارجی امر کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔ تو اب اس کا بیچنا نا جائز نہ ہوگا۔

پھر صاحبین کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جو چیزیں نچوڑی نہ جا سکتی ہوں جیسے قالین، ناپاک پانی میں ابالا ہوا گوشت وغیرہ اگر اس قسم کی اشیاء ناپاک ہو جائیں تو آیا ان کے پاک کرنے کی کوئی صورت ہے یا نہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی اشیاء تین بار دھونے سے اور ہر بار سکھانے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر شہد اور دودھ وغیرہ میں چوہا مر جائے تو اس میں ہم وزن پانی ڈال کر پکایا جائے۔ یہاں تک کہ پانی خشک ہو جائے تین مرتبہ یہ عمل دہرانے سے شہد وغیرہ پاک ہو جائے گا۔ فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہی ہے۔ (عمدۃ القاری ۱/ ۹۲۸)

۱۲۰۷: بَابُ مَاجَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ وَ الشُّرْبِ بِالشِّمَالِ

۱۲۰۷: باب بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت

۱۸۶۰: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَاْكُلُ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَحَفْصَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رَوٰى مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى مَعْمَرٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرِوَايَةُ مَالِكٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ اَصَحُّ۔

۱۸۶۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پئے اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حفصہ رضی اللہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک اور ابن عیینہ بھی اسے زہری سے وہ ابوبکر بن عبداللہ سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں جبکہ معمر اور عقیل زہری سے وہ سالم سے اور وہ ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں لیکن مالک اور ابن عیینہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: یہاں کھانے کے آداب کا بیان چل رہا ہے کہ کھانے پینے کے اسلامی آداب میں سے یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھایا پیا جائے۔

فان الشیطان یأکل بشمالہ علامہ طیبیؒ کے مطابق اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ یا تو یہاں پر ظاہری معنی مراد ہے کہ شیطان بذات خود بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔لہٰذا شیطان کی مشابہت سے بچتے ہوئے تم دائیں ہاتھ سے کھایا پیا کرو۔

۲۔ شیطان اپنے انسانی دوستوں کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی مخالفت میں تم بائیں ہاتھ سے کھایا پیا کرو۔ گویا کہ آپ ﷺ یہ فرمار ہے ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے کھائے نہ پیئے۔اگر تم ایسا کرو گے کہ تم شیطان کے دوست اور ساتھی ہو گے کیونکہ شیطان اپنے دوستوں کو بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ترغیب دیتا ہے۔(حاشیہ ترمذی: ۲/۴۴۳، رحمانیہ)

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرحمت کی ہوئی نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا اکرام کیا جائے اور ان کی توہین سے اجتناب کیا جائے، اور ماکولات ومشروبات بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں ان کا اکرام یہ بھی ہے کہ ان میں دایاں ہاتھ استعمال کیا جائے۔

فائدہ: ''کوکب'' میں اس حدیث کی تشریح کے تحت مرقوم ہے کہ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ غائب کے ساتھ تشبہ کی بھی ممانعت ہے۔شیطان دکھائی نہیں دیتا لیکن اس کے باوجود اس کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے۔اس طرح اگر کسی مقام پر یہود و ہنود نصاریٰ ومجوس نہ بھی ہوں پھر بھی ان کے ساتھ ان کے امور میں مشابہت ممنوع ہے۔جیسے نمازی آگ کے سامنے نماز نہ پڑھے اگر چہ اس کے شہر میں مجوسی نہ ہوں۔

۱۲۰۸: بَابُ مَا جَآءَ فِی لَعْقِ الْاَ صَابِعِ بَعْدَ الْاَ کْلِ

۱۸۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ مُخْتَارٍ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِیهِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُ كُمْ فَلْیَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ فِی اَیَّتِهِنَّ الْبَرَ كَةُ وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَاَنَسٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ سُهَیْلٍ۔

۱۲۰۸: باب انگلیاں چاٹنا

۱۸۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کس انگلی میں برکت ہے۔اس باب میں حضرت جابرؓ، کعب بن مالکؓ، اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ہم اس حدیث کو صرف اسی سند یعنی سہیل کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا کھانے کی سنتوں میں سے ہے۔اور یہ حسب ذیل مصالح کی بناء پر مسنون قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ کھانا اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ہے اور معمولی سے کھانے کا ضائع ہو جانا یہ نعمت کی ناقدری ہے۔انگلیاں چاٹنے کا اسی وجہ سے حکم ہے کہ نعمت کی ناقدری نہ ہو۔

۲۔ ایک مصلحت خود آپ ﷺ کے فرمان سے ظاہر ہو رہی ہے۔''فانه لایدری فی ایتهن بركة'' نامعلوم کہ کونسی انگلی پر لگے ہوئے کھانے میں برکت ہے۔

انگلیاں کس ترتیب سے چاٹنا مسنون ہے: چونکہ آپ ﷺ کی عام عادت تین انگلیوں سے تناول فرمانے کی تھی۔ یعنی درمیانی انگلی، انگشت شہادت اور انگوٹھا۔ لہٰذا ان ہی تین انگلیوں کو چاٹنا مسنون ہے اور چاٹنے کی ترتیب سے متعلق حضرت شیخ الحدیث شمائل میں رقم طراز ہیں۔

''بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے۔ اس کے بعد شہادت کی انگلی، اس کے بعد انگوٹھا''۔
(شمائل ترمذی، ص ۸۳)

بعض تجدد پسندوں کو تنبیہ:

بعض بیوقوف انگلیاں چاٹنے کو ناپسند اور قبیح سمجھتے ہیں حالانکہ ان کو اتنی عقل نہیں کہ انگلیوں پر جو کھانا لگا ہوا ہے وہی تو ہے جو اتنی دیر سے کھایا جا رہا ہے۔ اس میں کیا نئی چیز ہوگئی۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے فعل کو قبیح سمجھے تو اس کے متعلق کلام کی جا سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کو قباحت کی طرف منسوب کرنے سے اندیشہ کفر ہے۔ (جامع الوسائل) درحقیقت ایسے امور میں عادت کو بڑا دخل ہوتا ہے، جن کو عادت ہوتی ہے ان کو التفات بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر کسی کو کراہت طبعی اپنے اس فعل سے ہو بھی تب بھی عادت کی کوشش کرنی چاہئے۔ بندہ جب حجاز گیا تھا تو وہاں کے بعض احباب نے جو ہندوستان کبھی نہیں آئے تھے مجھ سے نہایت ہی تعجب اور بڑی حیرت سے یہ پوچھا تھا۔ ہم نے سنا ہے کہ ہندوستان میں کوئی پھل آم کہلاتا ہے اس کے متعلق ایسی گندی بات سنی ہے کہ حیرت ہوتی ہے اس کو منہ میں لے کر چوسا جاتا ہے پھر باہر نکالا جاتا ہے۔ پھر اس کو منہ میں لیکر چوسا جاتا ہے۔ پھر اس کو نکال کر دیکھتے ہیں پھر منہ میں لے لیتے ہیں۔ اس انداز سے وہ گھناوٹ سے تعبیر کر رہے تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو اس تذکرہ سے قے ہو جائے گی۔ لیکن کسی ہندی کو کراہت کا خیال بھی نہیں آتا۔ ایک اسی پر کیا موقوف ہے۔ فیرنی کا چمچہ سارا منہ میں لے لیا جاتا ہے۔ پھر اسی نصاب کے بھرے ہوئے کورکابی میں ڈال دیا جاتا ہے پھر دوبارہ اور سہ بارہ اسی طرح اور سینکڑوں مناظر ہیں کہ ان کے عادی ہونے کی وجہ سے کراہت کا واہمہ بھی نہیں ہوتا۔ (شمائل ترمذی: ص ۸۳)

مندرجہ بالا اقتباس سے مقصود یہ ہے کہ سنتوں کو اس قدر اپنانا چاہئے کہ انسان ان کا عادی ہو جائے۔

۱۲۰۹: بَابُ مَا جَآءَ فِی اللُّقْمَۃِ تَسْقُطُ

۱۸۶۲: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ نَا ابْنُ لَھِیْعَۃَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَۃٌ فَلْیُمِطْ مَارَابَہٗ مِنْھَا ثُمَّ لِیَطْعَمْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ۔

۱۸۶۳: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ الْخَلَّالُ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ

۱۲۰۹: باب گر جانے والا لقمہ

۱۸۶۲: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھا رہا ہو اور اس کا لقمہ گر پڑے تو شک ڈالنے والی چیز کو اس سے الگ کر کے اسے کھا لے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔ اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔

۱۸۶۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کھانا کھا لیتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹتے اور فرماتے کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلٰثَ وَقَالَ اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَاَمَرَنَا اَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑ دے ۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پلیٹ کو بھی چاٹ لیا کرو کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۸۶۴: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ جَدَّتِيْ اُمُّ عَاصِمٍ وَكَانَتْ اُمَّ وَلَدٍ لِسِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ وَنَحْنُ نَاْكُلُ فِيْ قَصْعَةٍ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ وَقَدْ رَوٰى يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔

۱۸۶۴: حضرت ام عاصمؓ جو سنان بن سلمہ کی ام ولد ہیں فرماتی ہیں کہ نبیشہ خیر ہمارے ہاں داخل ہوئیں تو ہم لوگ ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی پیالے میں کھانا کھانے کے بعد اسے چاٹ لے تو پیالہ اس کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے ہم صرف معلّٰی بن راشد کی روایت سے جانتے ہیں۔ یزید بن ہارون اور کئی ائمہ حدیث اسے معلّٰی بن راشد سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح حدیث نمبر۱: کھانے کے دوران اگر لقمہ گر جائے تو حکم شرعی یہ ہے کہ اس کو اٹھا کر کھالیا جائے۔ پھر اس میں تفصیل ہے کہ اگر دسترخوان پر گرا ہے تو جوں کا توں سارا لقمہ اٹھا کر کھالیا جائے۔ کیونکہ دسترخوان پر گرنے کی وجہ سے اس پر گندگی نہیں لگی۔ اور اگر نیچے گرا ہے تو صاف حصہ کھایا جائے باقی حصہ چیونٹیوں وغیرہ کو کھلا دیا جائے۔ اور اگر سارا ہی مٹی سے ملوث ہو گیا تب بھی کوڑے میں پھینکا نہ جائے بلکہ جانور (چیونٹیوں) وغیرہ کے لئے چھوڑنا لازم نہ آئے۔ پھر یہ متکبرین کی علامت بھی ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی تشریح میں علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں۔

ولا یدعھا للشیطن، انما صار ترکھا للشیطان لان فیہ اضاعۃ نعمۃ اللّٰہ والاستحقار لھا من غیر ما یأس ثم انہ من اخلاق المتکبرین۔ والمانع عن تناول تلک اللقمۃ فی الغالب ھو الکبر وذلک من عمل الشیطان۔

یعنی یہ شیطان کے لئے چھوڑنا اس وجہ سے ہوا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ضیاع اور اس کی حقارت ہے کیونکہ ابھی اس کا قابل انتفاع ہونا معدوم نہیں ہوا۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ اس طرح کرنا متکبرین کی عادات میں سے ہے اور عام طور پر اس طرح لقمہ اٹھا کر کھانے سے رک جانا تکبر ہی کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر شیطانی عمل ہے۔ (طیبی، بحوالہ حاشیہ ترمذی، رحمانیہ)

تشریح حدیث نمبر۲۔: اس حدیث میں تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔ ا۔ عام طور پر آپ ﷺ کا معمول تین انگلیوں سے کھانے کا تھا۔ مصلحت اس میں یہ ہے کہ تین انگلیوں سے کھائے گا تو پیٹ میں کھانا کم جائے گا بعد تھوڑے کھانے میں پیٹ بھر جائے گا۔ جبکہ

پانچ انگلیوں سے کھانا یہ حرص کی علامت ہے کہ اس طرح پیٹ میں کھانا زیادہ جاتا ہے۔ پھر کم کھانے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ اور بسیار خوری کی عادت ہو جاتی ہے۔ اگر چہ ضرورت کے وقت پانچ انگلیوں سے کھانے کی اجازت ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ سعید بن منصور سے مرسلاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پانچ انگلیوں سے بھی کھایا ہے۔ (فتح الباری ۹/ ۵۷۸) اس لئے کھانے میں اگر کوئی ایسی چیز ہو جس میں چار یا پانچ انگلیوں کا استعمال ضروری ہو۔ مثلاً خشک چیز نہ ہو یا دال چاول وغیرہ تو اس میں دیگر انگلیاں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔ (شرح مناوی، ص ۱۹۰) لیکن بلاضرورت پانچ انگلیوں سے کھانے والا تارک سنت ہوگا۔

۲۔ دوسرے مضمون کی تفصیل گذر چکی کہ لقمہ گر جائے تو اٹھا کر کھا لیا جائے۔

۳۔ کھانے کے بعد برتن صاف کرنا یہ بھی مسنون ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔

برکت کا مفہوم: برکت کا مفہوم یہ ہے کہ کھانا صحت وقوت کا سبب ہو کر بیماری اور تکلیف سے نجات کا باعث ہو، اور اعمال صالحہ و فرمانبرداری میں رغبت کا باعث ہو۔

تشریح حدیث نمبر ۳: من اكل فى قصعة ثم لحسها استغفرت له القصعة برتن کے استغفار کا حقیقی معنی بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہر چیز تسبیح کرتی ہے۔ ''وان من شئ الايسبح بحمده'' تو برتنوں کا استغفار کرنا کچھ مستبعد نہیں۔

اس کی تشریح میں علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ استغفار القصعة عبارة عما صودف فيها من امارة التواقع ممن اكل فيها وبراء ته من الكبر وذلك مما يوجب له المغفرة فاضاف الى القصعة لانها كالسبب لذلك۔ یعنی برتن کو اچھی طرح صاف کرنا یہ امارت تواضع اور تکبر سے برأت ہے جو کہ سبب ہے مغفرت کا۔ خلاصہ یہ کہ یہ برتن اس کی مغفرت کا سبب بن جائے گا۔ (طیبی) (بحوالہ: حاشیہ ترمذی: ۲/ ۴۴۴، رحمانیہ)

۱۲۱۰: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ الْاَكْلِ مِنْ وَسْطِ الطَّعَامِ

۱۲۱۰: باب کھانے کے درمیان سے کھانا کھانے کی کراہت

۱۸۶۵: حَدَّثَنَا اَبُوْرَجَآءٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّآئِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ وَسْطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اِنَّمَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيْثِ عَطَآءِ بْنِ السَّآئِبِ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّآئِبِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

۱۸۶۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برکت کھانے کے درمیان میں اترتی ہے۔ لہٰذا کناروں سے کھانا کھاؤ اور بیچ میں سے نہ کھاؤ۔ یہ حدیث حسن ہے اور صرف عطاء بن سائب کی روایت سے معروف ہے۔ شعبہ اور ثوری بھی اسے عطاء بن سائب ہی سے نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے

لغات: البركة تنزل فى وسط الطعام۔

وَسَـــطٌ: یہ لفظ سین کے سکون اور فتح دونوں طرح آیا ہے۔ اگر سکون کے ساتھ ہو تو ترجمہ ''درمیان'' کا ہوگا اور اگر سین کے فتح کے ساتھ ہو تو ترجمہ ہوگا۔ وسطی حصہ کس چیز کا مرکز، یہاں ثانی معنی ہی مراد ہے۔

لغات: الثوم: بضم الثاء: فارسی میں اس کا ترجمہ ''سیر'' اور اردو میں ''لہسن'' سے کیا جاتا ہے۔

بَصَلٌ: بفتحتین: پیاز کو کہتے ہیں۔

کُرَّاثٌ: بروزن رمّان: گندن۔

تشریح: کھانے کا ادب یہ ہے کہ کھانا درمیان سے نہ کھایا جائے بلکہ کناروں سے کھائیں۔ کیونکہ مذکورہ حدیث کے مطابق برکت کھانے کے درمیان میں اترتی ہے۔ درمیان سے کھانے کی صورت میں برکت منتشر ہو جائے گی۔ مقصود یہ کہ برکت ختم ہو جائے گی۔ اور متعدد احادیث کا مقتضی یہ ہے کہ شریعت اسلامی میں کثرت کے مقابلہ میں برکت محمود و پسندیدہ ہے۔ ہم اس مادی دور میں کثرت کے پیچھے بھاگتے ہیں لیکن ہر چیز کی کثرت کے باوجود ہم قلت کا شکار ہیں۔ ہمارے کھانے پینے، مال، عمر و اوقات میں کثرت تو ہے لیکن برکت سے محرومی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنی عقل کو اس قدر بے لگام کر دیا ہے کہ شریعت اسلامی کی بظاہر معمولی باتوں کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جو بے برکتی کا باعث بنتی ہے۔

۱۔ الغرض کھانا درمیان سے کھانے کی صورت میں بے برکتی ہوتی ہے اس وجہ سے کناروں سے کھانے کی ترغیب ہے۔

۲۔ ایک حکمت یہ ہے کہ جب کناروں سے کھائے گا تو کھانا برتن میں جمع رہے گا اور آنکھیں کھانے کو مستقل دیکھتی رہیں گی۔ اسی طرح دل جلدی بھر جائے گا۔ جیسا کہ حلوائی مٹھائی اس وجہ سے نہیں کھاتا کہ وہ مستقل دیکھتا رہتا ہے۔

روٹی بھی درمیان سے کھائی جائے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وکذا لایأکل من وسط الرغیف بل من استدارته الا اذا قل الخبز فلیکسر الخبز، والعلة فی ذلك ما فی الحدیث من کون البرکة تنزل فی وسط الطعام۔ روٹی بھی درمیان سے نہ کھائے بلکہ گولائی کے کناروں سے کھائے سوائے یہ کہ روٹی ہی تھوڑی سی رہ جائے اس صورت میں درمیان سے بھی توڑ سکتا ہے۔ اور علت وہی ہے جو حدیث میں وارد ہوئی کہ ''برکت کھانے کے مرکز میں اترتی ہے۔ (نیل الاوطار: ۱۶/۸)

۱۲۱۱ بَابُ مَاجَآءَ فِیْ كَرَاهِیَةِ اَكْلِ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ

۱۸۶۶: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ ثَنَا عَطَآءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهٖ قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ الثُّوْمِ ثُمَّ قَالَ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَلَا یَقْرَبْنَا فِیْ مَسَاجِدِنَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِیْ اَیُّوْبَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَقُرَّةَ وَابْنِ عُمَرَ۔

۱۲۱۱: باب لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت

۱۸۶۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لہسن کھایا (پہلی مرتبہ راوی نے صرف لہسن کا اور دوسری مرتبہ لہسن، پیاز، اور گندنے کا ذکر کیا) وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت عمرؓ، ابو ایوبؓ، ابو ہریرہؓ، ابوسعیدؓ، جابر بن سمرہؓ، قرۃؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

تشریح: پیاز لہسن وغیرہ اگر کچھ کھائی جائیں تو منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے اور ایسی چیزیں جن کی وجہ سے منہ بدبودار ہو جائے کھا کر مسجد میں آنا منع ہے کیونکہ اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور دیگر نمازیوں کے لئے بھی باعث تکلیف ہے۔

فلا یقربن فی مساجدنا: قاضی عیاضؒ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ ممانعت صرف مسجد نبوی ہی کے ساتھ خاص ہے کیونکہ لفظ ''مساجدنا'' سے مسجد نبوی مراد ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس سے ہر ہر مسجد مراد ہے۔ اور جمہور کی دلیل ابوداؤد کی روایت ہے جس میں ہے۔ ''فلا یقربن المساجد'' اس بناء پر یہ حکم صرف مسجد نبوی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مساجد کا یہی حکم ہے۔

(شرح مسلم للنووی)

مطلقاً لہسن پیاز کھانے کا حکم: جمہور علماء کے نزدیک مذکورہ احادیث میں ان اشیاء کی ممانعت کی علت ملائکہ اور لوگوں کو تکلیف دینا ہے تو جہاں یہ علت پائی جائے گی وہیں کچا لہسن پیاز کھانے کی ممانعت ہوگی۔ مطلقاً اس کا کھانا جائز ہے۔

جبکہ بقول قاضی عیاضؒ اہل ظاہر مطلقاً اس کی حرمت کے یا مکروہ تحریمی ہونے کے قائل ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک جماعت کی نماز فرض عین ہے اور یہ چیزیں کھانے سے اس فرض عین کا ترک لازم آئے گا۔

جمہور علماء کی دلیل: یہ احادیث جمہور کی دلیل ہیں: کُلْ فانی اُناجی من لاتناجی'' اس طرح دوسری حدیث ہے: ایھا الناس انه لیس لی تحریم ما احل اللّٰه ولکنها شجرة اکره ریحها (مسلم)

دیگر جگہوں میں پیاز وغیرہ کھا کر جانے کا حکم: حدیث باب کی روشنی میں علماء نے مساجد کے علاوہ دیگر مقامات عبادت کو بھی اسی پر قیاس کیا ہے۔ یعنی عیدگاہ علم وذکر کے حلقے وغیرہ۔ مذکورہ ممانعت ان مقامات میں ہوگی۔ کیونکہ علت یہاں بھی پائی جارہی ہے۔

اسی طرح مقامات عبادت کے علاوہ دوسرے مقامات جیسے بازار یا دیگر تقریبات وغیرہ ان جگہوں پر بھی ممانعت لاگو ہوگی لوگوں کی اذیت کی وجہ سے۔

۱۲۱۲: بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّخْصَةِ فِیْ اَکْلِ الثُّوْمِ مَطْبُوْخًا

۱۸۶۷: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ یَقُوْلُ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ اَیُّوْبَ وَکَانَ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا بَعَثَ اِلَیْهِ بِفَضْلِهٖ فَبَعَثَ اِلَیْهِ یَوْمًا بطعامٍ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَتَی اَبُوْ اَیُّوْبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ الثُّوْمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَرَامٌ

۱۲۱۲: باب پکا ہوا لہسن کھانے کی اجازت

۱۸۶۷: حضرت جابر بن سمرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ابوایوبؓ کے ہاں ٹھہرے تو جب کھانا کھاتے تو جو بچ جاتا اسے ابوایوبؓ کے پاس بھیج دیا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے انہیں کھانا بھیجا جس میں سے آپ ﷺ نے نہیں کھایا تھا۔ پس جب ابوایوبؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں لہسن ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ

هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيْحِهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۸۶۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيَةَ ثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيْحٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ إِلَّا مَطْبُوْخًا وَيُرْوٰى هٰذَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ إِلَّا مَطْبُوْخًا قَوْلُهُ۔

۱۸۶۹: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ إِنَّهُ كَرِهَ أَكْلَ الثُّوْمِ إِلَّا مَطْبُوْخًا هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ وَرُوِيَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا۔

۱۸۷۰: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ أَيُّوْبَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِمْ فَتَكَلَّفُوْا لَهُ طَعَامًا فِيْهِ مِنْ بَعْضِ هٰذِهِ الْبُقُوْلِ فَكَرِهَ أَكْلَهُ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ كُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوْذِيَ صَاحِبِي هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَأُمُّ أَيُّوْبَ هِيَ امْرَأَةُ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ الثُّوْمُ مِنْ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ وَأَبُوْ خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَسَمِعَ مِنْهُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ وَهُوَ الرِّيَاحِيُّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ أَبُوْ خَلْدَةَ خِيَارًا مُسْلِمًا۔

کیا یہ حرام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن میں اس کی بو کی وجہ سے اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۸۶۸: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ کچا لہسن کھانے سے منع کیا گیا۔ مگر یہ کہ پکا ہوا ہو۔ یہ حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ لہسن کا کھانا منع ہے۔ مگر یہ کہ پکا ہوا ہو۔ آپؐ کے قول کے طور پر منقول ہے۔

۱۸۶۹: ہم سے روایت کی ھناد نے انہوں نے وکیع سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابی اسحٰق سے انہوں نے شریک بن حنبلؓ سے انہوں نے علیؓ سے کہ انہوں نے فرمایا پکے ہوئے لہسن کے علاوہ لہسن کھانا مکروہ ہے۔ اس حدیث کی سند قوی نہیں۔ شریک بن حنبل اسے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

۱۸۷۰: حضرت ام ایوبؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں شریف لائے تو ان لوگوں نے (یعنی ہجرت کے موقع پر) آپ ﷺ کے لئے بعض سبزیوں سے کھانا تیار کیا۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تم لوگ اسے کھالو کیونکہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے میرے ساتھی (فرشتوں) کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ام ایوبؓ، حضرت ابوایوبؓ کی بیوی ہیں۔ محمد بن حمید، یزید بن حباب سے وہ ابوخلدہ سے اور وہ ابوعالیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا لہسن بھی ایک پاکیزہ رزق ہے۔ ابوخلدہ کا نام خالد بن دینار ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ ان کی انس بن مالکؓ سے ملاقات ہے اور ان سے احادیث بھی سنی ہیں۔ ابوعالیہ کا نام رفیع ریاحی ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ ابوخلدہ بہترین مسلمان تھے۔

تشریح: اس باب کی پہلی روایت مناسبت کی وجہ سے گذشتہ باب سے ملحق ہونی چاہئے۔ مصری نسخوں میں یہ روایت گزشتہ باب سے ہی ملحق ہے۔ وکان اذا اکل طعاما بعث الیه بفضله: علامہ نوویؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ قال العلماء: فی هذا انه یستحب للأکل والشارب ان یفضل مما یأکل ویشرب فضلة لیواسی بها من بعده لاسیما ان کان مما

يتبرك بفضلته الخ۔

یعنی علماء فرماتے ہیں کہ کھانے پینے والے کے لئے یہ مستحب ہے کہ جو کچھ کھائے پئے اس میں سے تھوڑا سا بعد والوں کی مواسات کے لئے بچادے، خاص طور پر جبکہ لوگ اس کے بچے ہوئے کو تبرک سمجھتے ہوں۔ اور مہمان کے لئے بھی یہ بات مؤکد ہوتی ہے (کہ وہ سارا ہی نہ کھالے) خصوصاً ان مقامات پر جہاں کے میزبان سارا ہی کھانا مہمان کے آگے رکھ دیتے ہیں اور پھر بچا ہوا اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی: ۷/ ۲۵۸)

اس بات کی روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مخصوص مقامات میں کچا لہسن کھا کر جانے کی ممانعت ہے۔ کھانے میں پکایا ہوا لہسن کھانے کی ممانعت نہیں۔ کیونکہ پکانے کے بعد اس کی بد بو ختم ہو جاتی ہے۔

۱۲۱۳: بَابُ مَا جَآءَ فِي تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ وَإِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ الْمَنَامِ

۱۸۷۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ وَخَمِّرُوا الْإِنَاءَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَلَا يَحِلُّ وِكَاءً وَلَا يَكْشِفُ آنِيَةً فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ۔

۱۸۷۲: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۱۳: باب سوتے وقت برتنوں کو ڈھکنے اور چراغ و آگ بجھا کر سونا

۱۸۷۱: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سوتے وقت) دروازے بند کر دو، برتن اوندھے کر دو یا ڈھانپ دو اور چراغ بجھا دو۔ کیونکہ شیطان بند دروازوں کو نہیں کھولتا، مشکیزے کی رسی نہیں کھولتا اور برتن کو ننگا نہیں کرتا۔ نیز چھوٹا فاسق (چوہا) لوگوں کے گھروں کو جلا دیتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حضرت جابرؓ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

۱۸۷۲: حضرت سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ سوتے وقت اپنے گھروں میں جلتی ہوئی آگ نہ چھوڑو (بلکہ بجھا دو) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغات: او کئوا السقاء: بفتح الھمزہ وکسر الکاف من الایکاء: یعنی پانی کی مشک کا منہ ڈوری سے باندھ لو۔

اکفئوا الاناء: او خمروا الاناء: برتن کو اوندھا کر دو، یا ڈھانک دو۔

اکفئوا المصباح: چراغ گل کر دو۔

الفویسقة: یہ الفاسقة کی تصغیر ہے: شرارتی

اضرم النار: آگ جلانا، سلگانا۔

تشریح: مذکورہ احادیث میں آداب زندگی کا بیان چل رہا ہے چنانچہ باب کی حدیث اول چار احکام پر مشتمل ہے۔

پہلا حکم: اغلقوا الباب: دروازہ بند کرلو، وجہ یہ بتائی کہ شیطان بند چیز کو نہیں کھول سکتا۔ سوال یہ ہے کہ شیطان اپنی آمد ورفت میں تو دروازہ کا پابند نہیں۔ جواب یہ ہے کہ محض دروازہ بند کرنا مراد نہیں ہے بلکہ بسم اللہ پڑھ کر بند کرے۔ جیسا کہ مسلم کی روایت میں یہ لفظ زائد ہے کہ ''واذکروا اسم اللّٰہ'' یہ ایسے ہی ہے جیسے بیت الخلاء میں دعا پڑھ کر جائے تو احادیث کے مطابق شیاطین سے پردہ ہو جاتا ہے۔

اور پھر یہاں شیاطین الانس بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ اس طرح دروازہ بند کردینے کی صورت میں چور نہیں آپائیں گے۔

دوسرا اور تیسرا حکم: اس میں پانی کی مشک کو باندھنے کا اور کھانے کے برتنوں کو ڈھانکنے کا حکم ہے۔ تاکہ شیطان سے حفاظت ہو جائے۔ اور اس طرح برتن کو ڈھانک دینا بیماری سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ مسلم کی ایک روایت ہے کہ: غطوا الاناء واوکوا السقاء فان فی السنة لیلة ینزل فیھا وباء لایمر باناء لیس علیه غطاء او سقاء لیس علیه وکاء الانزل فیه من ذلك الوباء۔

برتنوں کو ڈھانک دو، مشکیزے کو باندھ دو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں بیماری اتاری جاتی ہے اور کوئی برتن اور مشکیزہ ایسا نہیں ہوتا کہ جس کو ڈھانکا نہ گیا ہو اور یہ بیماری اس میں داخل ہو جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے برتن وغیرہ کو ڈھانپنے کے چار فوائد لکھے ہیں۔

(۱) شیطان سے حفاظت (۲) بیماریوں سے حفاظت (۳) نجاست وگندگی کے گرنے سے حفاظت (۴) حشرات اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت۔ (شرح مسلم للنووی)

چوتھا حکم: فان الفویسقة تضرم علی الناس بیتھم: یعنی یہ شرارتی چوہے لوگوں کے گھروں کو جلا دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ آگ کی بتی وغیرہ گھسیٹ کر کسی ایسی چیز میں ڈال دیں جس سے آگ مزید بھڑک جائے اور سارا گھر جل جائے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک چوہا آگ کی بتی لے کر آیا اور جس چٹائی پر آپ تشریف فرما تھے اس پر ڈال دیا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے ایک درہم کی مقدار جگہ جل گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اذا نمتم فاطفئوا سرجکم، فان الشیطان یدل مثل ھذہ علی ھذا فیحرقکم۔ جب تم سویا کرو تو اپنے چراغ بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان اس جیسے (شرارتی) جانوروں کی اس قسم کے کاموں پر رہنمائی کرکے تمہارے گھروں کو جلا دیتا ہے۔ (ابن ماجہ: کتاب الاشربۃ، باب اختناک الاسقیۃ)

۱۲۱۴: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ الْقِرَانِ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ

۱۸۷۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْرُنَ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ صَاحِبَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۱۴: باب دو دو کھجوریں ایک ساتھ کھانے کی کراہت

۱۸۷۳: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی کی اجازت کے بغیر دو کھجوروں کو ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سعد بھی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اگر کوئی جلدی میں ہو یا اس کو بھوک زیادہ لگی ہو تو ایسی صورت میں اپنے ساتھی سے اجازت لیکر دو کھجوریں ایک ساتھ لے لے تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن دوسروں کی اجازت کے بغیر دو دو کھجوریں ایک ساتھ اٹھا لینا دوسروں کی حق تلفی اور بدتہذیبی ہے اس لئے ممانعت فرمائی۔ باقی رہی ابن شاہین کی وہ مرفوع حدیث جو انہوں نے اپنی کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' میں ذکر کی ہے کہ۔ کنت نهيتكم عن القران في التمر و ان الله وسع عليكم فاقرنوا۔ میں نے تمہیں کھجوریں ملانے سے منع کیا تھا اب اللہ نے تمہیں وسعت دے دی ہے۔ پس ملا کر کھاؤ۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ''في سنده ضعف'' اس کی سند میں ضعف ہے۔ (فتح الباری)

۱۲۱۵: بَابُ مَا جَآءَ فِي اسْتِحْبَابِ التَّمْرِ

۱۸۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ ثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَى امْرَاَةِ اَبِيْ رَافِعٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۲۱۵: باب کھجور کی فضیلت

۱۸۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت کرتیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گھر جس میں کھجور نہ ہو اس کے رہنے والے بھوکے ہیں۔ اس باب میں ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی سلمیٰ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے ہشام بن عروہ کی روایت سے اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی تشریح میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: گھر داری کے نظام میں یہ بات شامل ہے کہ گھر میں کوئی ایسی معمولی چیز ضرور ہونی چاہئے جو بازار میں سستی ملتی ہو تا کہ اگر کسی وقت کسی کو بھوک ستائے اور کھانا دستیاب نہ ہو تو اس معمولی چیز سے ضرورت پوری کرلی جائے۔

ہمارے ہاں اچار چٹنی وغیرہ اس کی نظیر ہے کہ گھر میں کھانا نہ بھی پکا ہو تو اچار چٹنی پر گذارہ ہوسکتا ہے۔

قاضی ابوبکر بن العربیؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ چونکہ اہل عرب کی گذر بسر عام طور پر کھجوروں یا ان کی آمدنی پر ہوتی تھی (اور جب یہ ان کے ہاں اتنی عام ہے) تو جو گھر اس سے خالی ہو تو پھر وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ اسی طرح ہر علاقہ والے کے لئے اس کے ہاں پائی جانے والی گذر بسر کی چیزوں کا درجہ ہے (عارضۃ الاحوذی) یعنی ہر علاقہ کی وہ معمولی چیزیں جو کثرت سے دستیاب ہوتی ہیں اگر گھر میں وہ بھی نہ ہوں تو پھر تو گھر والے بھوکے ہی رہیں گے۔)

علامہ طیبیؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں: ''ويمكن ان يحمل على الحث على القناعة في بلدة يكثر فيه التمر الخ'' ممکن ہے کہ یہ حدیث قناعت کی ترغیب پر محمول ہو اس علاقہ والوں کے لئے جہاں کھجور کثرت سے پائی جاتی ہے (بحوالہ تحفۃ الاحوذی) یعنی مطلب یہ ہے کہ جس گھر میں کھانے میں سوائے کھجور کے اور کچھ نہ ہو تو کھجور کے ہوتے ہوئے وہ قناعت کرتے ہوئے اسی پر گذارہ کریں تو وہ بھوکے نہیں ہیں۔ بھوکا تو وہ ہے کہ جس کے پاس کھجور بھی نہ ہو۔ اس کی تائید بخاری

ومسلم کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ: عائشہ رضی اللہ سے فرماتی ہیں کہ ’’وکان یأتي علینا الشهر مانو قد فیه نارا، انما هو التمرو الماء الا ان یؤتی باللحم‘‘۔ ہم پر ایک ماہ ایسا بھی گذرتا کہ جس میں چولہا جلانے کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ صرف پانی اور کھجوروں پر ہی گذارہ ہوتا تھا۔ سوائے یہ کہ کہیں سے گوشت آجائے۔ (بخاری ومسلم)

اور پھر کھجور کا درخت ایسا بابرکت ہے کہ اس کا ہر ہر جزء استعمال میں آجاتا ہے۔ گٹھلیاں پیس کر جانوروں کو کھلائی جاسکتی ہیں۔ اس کے تنوں سے شہتیر اور شاخوں سے چھتیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کی چھال سے رسیاں بٹی جاتی ہیں۔ اس کے پتوں سے چٹائیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں خوشوں سے جھاڑو بن جاتی ہے۔ اس کا پھل کچا ہو یا پکا ہر طرح سے کھانے میں آتا ہے اسی وجہ سے اس کے مختلف نام ہیں۔ اگر کھجور سکھائی گئی ہو (چھوارے) تو اس کو ’’تمرۃ‘‘ کہتے ہیں۔ کچی ہو تو ’’بسر‘‘ کہلاتی ہے۔ تازہ ہو تو ’’رطب‘‘ کے نام سے موسوم ہے۔ کچی پکی ہو تو ’’مذنب‘‘ کہلاتی ہے۔

۱۲۱۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ اِذَا فَرَغَ مِنْهُ

۱۲۱۶: باب کھانا کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

۱۸۷۵: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ اَوْيَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَعَائِشَةَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ نَحْوَهُ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَكَرِيَّا ابْنِ زَائِدَةَ

۱۸۷۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوجاتا ہے جو ایک لقمہ کھانے یا ایک گھونٹ پانی پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے۔ اس باب میں عقبہ بن عامرؓ، ابوسعیدؓ، عائشہ، ابوایوبؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ کئی راوی اسے زکریا بن ابی زائدہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: اَلْاَكْلَةَ: اگر یہ ہمزہ کے فتح کے ساتھ ہو تو مطلب ہوگا۔ ایک مرتبہ پیٹ بھر کر کھانا۔ اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا مکمل کھانے کے بعد اللہ کی حمد کرے۔

اور اگر یہ ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ ہو تو ’’لقمہ‘‘ کے معنی میں ہوگا۔ اور حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو ہر ہر لقمے پر اللہ کی حمد بیان کرے۔ لیکن اول معنی ہی راجح ہیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ یہ جملہ بھی ہے ’’او یشرب الشَّرْبَةَ‘‘ اور ’’شَرْبَةَ‘‘ میں شین پر فتح ہی آتا ہے ضمہ نہیں آتا۔

کتب حدیث میں کھانے کے بعد بے شمار دعائیں منقول ہیں۔ لیکن اگر صرف ’’الحمد للّٰہ‘‘ بھی کہہ لیا جائے تب بھی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

۱۲۱۷: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَكْلِ مَعَ الْمَجْذُوْمِ

۱۲۱۷: باب کوڑھی کے ساتھ کھانا کھانا

۱۸۷۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الْاَشْقَرُ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ

۱۸۷۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

يَعْقُوبَ قَالَا ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ ثُمَّ قَالَ كُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ هٰذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ شَيْخٌ آخَرُ بَصْرِيٌّ أَوْثَقُ مِنْ هٰذَا وَأَشْهَرُ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ عُمَرَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ وَحَدِيثُ شُعْبَةَ أَشْبَهُ عِنْدِي وَأَصَحُّ۔

علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنے پیالے میں شریک طعام کرلیا پھر فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ اس پر بھروسہ اور توکل کر کے کھاؤ۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے یونس بن محمد کی فضل بن فضالہ سے نقل کردہ حدیث سے جانتے ہیں اور یہ مفضل بن فضالہ بصری ہیں جب کہ مفضل بن فضالہ دوسرے شخص ہیں وہ ان سے زیادہ ثقہ اور مشہور ہیں۔ شعبہ یہ حدیث حبیب بن شہید سے اور وہ ابن بریدہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کوڑھی کے مریض کا ہاتھ پکڑا۔ میرے نزدیک شعبہ کی حدیث اشبہ اور زیادہ صحیح ہے۔

ترکیب: ثقة باللّٰه اور توکلا علیه: یہ دونوں جملے کل کی ضمیر فاعل سے حال ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ پر بھروسہ و اعتماد کرتے ہوئے کھاؤ۔ (مجھے ان شاء اللہ کوئی نقصان نہ پہنچے گا)

اور اگر "ثقةً" وثوق کے معنی میں مصدر ہو اور اس کو فعل محذوف کا مفعول مطلق مانا جائے تو عبارت یہ ہوگی "کُلْ معی اثق باللّٰه"۔ یعنی میرے ساتھ کھا میں اللہ پر اعتماد کرتا ہوں۔

پہلی صورت میں یہ اشکال ہوگا کہ اللہ پر توکل واعتماد کی ضرورت تو اس شخص کو ہوگی جو مجذوم کو اپنے ساتھ کھلا رہا ہے نہ کہ مجذوم کو توکل کی ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح جذامی اپنے محبوب ترین لوگوں کو اس ڈر سے اپنے ساتھ نہیں کھلاتا کہ کہیں یہ مرض ان کو بھی لاحق نہ ہو جائے۔ اس طرح کائنات کی محبوب ترین ہستی کے حوالہ سے اس کے دل میں خیال آیا ہوگا اس بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ مجھے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

مرض کا تعدیہ: اسی سے متعلق ایک بحث یہ ہے کہ آیا امراض متعدی ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور مریض سے کسی دوسرے کو مرض لاحق ہوتا ہے یا نہیں، چونکہ "ابواب القدر" کے تحت "باب ماجاء لاعدوٰی ولاهامة ولاصفر" میں اسی عنوان سے متعلق احادیث آرہی ہیں اس لئے اس کی تفصیل وہاں ذکر کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مجذوم کون تھے؟ اروبلیؒ کے مطابق ان کا نام "معیقیب ابن ابی فاطم الدوسی" تھا۔

۱۲۱۸: بَابُ مَا جَآءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًا وَّاحِدٍ

۱۲۱۸: باب مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے

۱۸۷۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ

۱۸۷۷: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر سات آنتوں میں اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں

يَأْكُلُ فِيْ مِعًا وَاحِدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ نَضْرَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَجَهْجَاهٍ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُوْنَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو۔

۱۸۷۸: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا مَعْنٌ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ ثُمَّ اُخْرٰى فَحُلِبَتْ فَشَرِبَهٗ ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهٗ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ اَصْبَحَ مِنَ الْغَدِ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِاُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِيْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ، ابونضرہ رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، جہجاہ غفاری، میمونہ رضی اللہ سے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۸۷۸: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک کافر رسول اللہ ﷺ کے ہاں مہمان بن کر آیا آپ ﷺ نے اس کیلئے ایک بکری کا دودھ نکالنے کا حکم دیا پھر دوسری کا دودھ نکالنے کا حکم دیا۔ پس دودھ نکالا گیا اور وہ پی گیا۔ پھر ایک اور بکری کا دودھ نکالا گیا۔ وہ اسے بھی پی گیا۔ یہاں تک کہ اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا۔ دوسرے روز وہ اسلام لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کیلئے دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ اس نے اس بکری کا دودھ پی لیا۔ پھر آپ ﷺ دوسری بکری کا دودھ نکالنے کا حکم دیا لیکن وہ اسے پورا نہ پی سکا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: شراح حدیث کا اس حدیث کی تشریح میں اس حوالہ سے اختلاف ہے کہ حدیث کا یہ جملہ ’’کافر سات آنتوں سے اور مؤمن ایک آنت سے کھاتا ہے‘‘ اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے یا اس سے مجازی معنی مراد ہیں۔

ظاہری معنی کی تعیین میں اختلاف: پھر جو شارحین اس کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں ان کے پاس ظاہری معنی کی تعیین میں تین قول ہو گئے۔

۱۔ علامہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ ’’مؤمن و کافر‘‘ پر الف لام جنسی نہیں بلکہ عہد خارجی ہے۔ اور مراد عموم نہیں بلکہ خصوص ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ حدیث میں ہر ہر مؤمن یا ہر ہر کافر مراد نہیں بلکہ ایک مخصوص مؤمن و کافر مراد ہیں کیونکہ حدیث میں ایک مخصوص شخص کا تذکرہ ہے کہ جب وہ کافر تھا تو سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ اور جب ایمان لے آیا تو ایک ہی سے سیراب ہو گیا۔ تو عموم مراد نہیں کیونکہ عموم مراد لینے کی صورت میں اعتراض لازم ہوگا بعض مؤمن بعض کافروں سے زیادہ کھاتے ہیں۔ لہٰذا عموم مراد نہیں۔ جبکہ بعض شارحین حدیث اس سے عموم مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس سے خاص فرد مراد لینا درست نہیں کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ اس سے عموم مراد نہیں لیتے۔ اور پھر یہ کوئی ایک واقعہ تو نہیں بلکہ متعدد واقعات ہیں اس وجہ سے عموم ہی مراد ہے۔ اور ایک مؤمن کی مؤمن ہونے کی حیثیت سے صفت بتائی گئی ہے کہ وہ کم کھاتا ہے اور کافر زیادہ کھاتا ہے۔

۲۔ یہاں تغلیبی معنی مراد ہے کہ اکثر مؤمن ایسے ہوتے ہیں جو کم کھاتے ہیں اور اکثر کافر ایسے ہوتے ہیں جو زیادہ کھاتے ہیں۔

کیونکہ مؤمن کا مقصود کھانے پینے سے دنیاوی تعیش ولذت کی فراہمی نہیں ہوتی بلکہ وہ تو بھوک دور کرنے کے لئے اور عبادت پر قوت حاصل کرنے کے لئے کھاتا ہے جبکہ کافر کے پیش نظر دنیا ہی ہوتی ہے اس بناء پر وہ خوب کھاتا ہے۔تو تغلیب مراد ہے کیونکہ بعض مؤمن یا تو عادۃً یا کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے زیادہ کھاتے ہیں اور بعض کافر اطباء کے مشورے کی وجہ سے یا اپنی صحت کا خیال کرتے ہوئے یا معدے کی کسی بیماری کی وجہ سے کم کھاتے ہیں۔

۳۔ اس حدیث میں مؤمن سے کامل الایمان مؤمن مراد ہے کیونکہ حسن الاسلام اور تکمیل ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن موت اور مابعد الموت کے تفکر میں اس قدر لگا رہے کہ شدت خوف اور کثرت فکر کی وجہ سے اس کا کھانا پینا ہی کم ہو جائے۔جیسا کہ حضرت ابوامامہؓ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ ''من کثر تفکرہ قل طعمه ومن قل تفکرہ کثر طعمه وقسا قلبه'' جس کا تفکر (اخروی امور میں) زیادہ ہو جاتا ہے اس کا کھانا کم ہو جاتا ہے۔اور جس کا تفکر کم ہو جاتا ہے اس کا کھانا (پینا) زیادہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔اسی طرح ایک صحیح حدیث میں وارد ہے''ان هذا المال حلوة خضرة فمن اخذ باشراف نفس کان کالذی یاکل ولایشبع'' یہ مال ومتاع سرسبز میٹھی چیز ہے۔پس جس نے اس کو نفس کی لالچ کے ساتھ حاصل کیا تو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا رہے اور سیر نہ ہو۔

اور حضرت حدیث کے اس جملہ کو مجازی معنی پر محمول کرتے ہیں پھر ان کے بھی چند اقوال ہو گئے۔جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہاں حقیقتاً کھانا پینا مراد نہیں بلکہ کھانے سے مراد دنیا کی رغبت ہے اور ''معـــی'' (آنتوں) سے مراد دنیاوی اسباب میں مشغولی ہے۔چنانچہ معنی یہ ہوا کہ مؤمن آخرت کے غم وفکر اور دنیا میں زہد وعدم رغبت کی بناء پر دنیاوی اسباب زیادہ اختیار نہیں کرتا، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ "المؤمن یسیر المؤنة" مؤمن ہلکے بوجھ والا ہوتا ہے۔(کنز العمال:الفصل السابع فی صفات المؤمنین، حدیث:۶۸۵) جبکہ کافر دنیاوی عیش وتنعم میں کثرت رغبت کی وجہ سے اور دنیا کی محبت کی وجہ سے دنیاوی اسباب میں زیادہ مشغول ہوتا ہے۔اور زیادہ حصہ وصول کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

۲۔ معنی یہ ہے کہ مؤمن حلال کھاتا ہے اور کافر حرام کھاتا ہے۔اور حلال حرام کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے۔یا حرام حلال کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ یہاں مؤمن کو قلت طعام پر ابھارنا مقصود ہے کہ زیادہ کھانا کافر کی صفات میں سے ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "والذین کفروا یتمتعون ویأکلون کما تأکل الانعام" اور جو کافر ہیں دنیا سے فائدہ اٹھانے کے چکر میں لگے رہتے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں'' (سورۃ محمد:۱۲) تو اس سے مؤمن کو ترغیب دینا مقصود ہے کہ کافروں کی صفات سے متصف نہیں ہونا چاہیے۔

۴۔ مؤمن چونکہ بسم اللہ پڑھ کر کھاتا ہے اس وجہ سے شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوتا۔اور کم کھانے میں ہی برکت ہو جاتی ہے اور اس کا پیٹ جلدی بھر جاتا ہے جبکہ کافر اللہ کا نام نہیں لیتا اس وجہ سے شیطان کھانے میں اس کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے۔بے برکتی کی وجہ سے زیادہ کھانا بھی کم پڑ جاتا ہے۔اور خوب کھاتا ہے۔

اشکال: آنتیں تو چھ ہوتی ہو تو سات کیوں فرمایا؟

جواب: یہاں تحدید مراد نہیں بلکہ تکثیر مراد ہے کہ کافر اس قدر کھاتا ہے کہ اپنی آنتوں اور معدے کو اس قدر بھر لیتا ہے کہ آنتیں سات بھی ہوتیں تو کم پڑ جاتیں۔

۱۲۱۹: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ طَعَامِ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ

۱۸۷۹: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ ثَنَا مَعْنٌ ثَنَا مَالِكٌ ح وَثَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامُ الْاِثْنَیْنِ کَافِی الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ کَافِی الْاَرْبَعَةِ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَرَوٰی جَابِرٌ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ یَکْفِی الثَّمَانِیَةَ۔

۱۸۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ نَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

۱۲۱۹: باب ایک شخص کا کھانا دو کیلئے کافی ہے

۱۸۷۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کیلئے اور تین کا چار آدمیوں کیلئے کافی ہے۔ اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کیلئے اور چار کا آٹھ کیلئے کافی ہے۔

۱۸۸۰: محمد بن بشار یہ حدیث عبد الرحمٰن بن مہدی سے وہ سفیان سے وہ اعمش سے وہ ابو سفیان سے وہ جابرؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں خود غرضی کی حوصلہ شکنی اور ایثار و قربانی کی ترغیب ہے علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''فیہ الحث علی المواساة فی الطعام'' یعنی اس میں اس بات کی ترغیب ہے کہ کھانے کے معاملہ میں دوسروں کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی)

طعام الاثنین کافی الثلاثة: دو آدمیوں کے پیٹ بھر کر کھانے سے بہتر ہے کہ تین آدمی اس طرح کھالیں کہ گذارہ تینوں کا ہو جائے۔ اسی طرح ایک آدمی کا پیٹ بھر کر کھانا اس سے بہتر یہ ہے کہ دو آدمیوں کا دال دلیا چل جائے۔ اور دو آدمیوں کے پیٹ بھرنے سے بہتر ہے کہ چار آدمیوں کا گذارہ ہو جائے۔ تو مقصود ایثار ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة'' یعنی وہ دوسروں کو خود پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ سے ہی ہوں (سورۃ الحشر: ۹)

خاص طور پر موجودہ دور میں اس حدیث پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جبکہ ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں روزانہ پچیس ہزار افراد بھوک سے مرجاتے ہیں اور دوسری طرف یہ عالم ہے کہ ہمارا بچا ہوا ٹنوں کھانا کوڑے کی ٹوکریوں میں جا کر آگ کی بھٹیوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے کہ ہم نے قرآن و حدیث کو مذکورہ تعلیمات کو بھلا کر خود غرضی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔

پھر اس حدیث سے انفرادی طور پر علیحدہ علیحدہ پلیٹ میں کھانے کے بجائے اجتماعی کھانے کی بھی ترغیب ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ: ''احب الطعام الی اللّٰه ما کثرت علیه الایدی'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کھانا وہ ہے جس میں کھانے والوں کے ہاتھ زیادہ ہوں (ابن حبان، بیہقی) (یعنی کھانے والے لوگ زیادہ ہوں) اس وجہ سے ایک شخص کھانے بیٹھے تو دوسرے کو شریک کرلے۔ دو چار کو اور چار آٹھ کو شریک کرلیں تو یہ کھانا اللہ کے ہاں پسندیدہ بن جائے گا۔

خلاصة الابواب: (۱) کفار کے برتن دھو کر پاک صاف ہو جائیں تو ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (۲) بائیں

ہاتھ سے کھانے کی ممانعت کہ اس ہاتھ سے شیطان کھانا کھاتا ہے (۳) کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا بھی برکت کے حصول کا باعث ہے۔ (۴) لقمہ گر جانے پر آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اسے اٹھا کر کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ (۵) کھانے کے آداب میں سے ہے کہ پیالے کے درمیان سے نہ کھایا جائے بلکہ اپنی طرف سے کھائے۔ (۶) لہسن، پیاز کھا کر مسجد میں آنے کی کراہت۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب ان کو پکایا نہ جائے۔ پکانے کی صورت میں ان سے بُو ختم ہو جاتی ہے لہٰذا ایسی صورت میں مسجد میں آنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۷) آپ ﷺ کی ہدایت کہ سوتے وقت دروازوں کو بند کیا جائے کیونکہ شیطان بند دروازوں کو نہیں کھولتا، برتن کو ڈھک دیا جائے اور لائٹس کو بند کر دیا جائے (۸) کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جب اپنے ساتھی کے ساتھ کھائے تو اعتدال کے ساتھ کھائے یعنی اپنے ساتھی کی اجازت کے بغیر دو دو کھجوریں نہ اٹھائے اس عمل کو دوسرے پھلوں پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے مثلاً خوبانی، لوکاٹ اور آلو بخارے وغیرہ وغیرہ۔ کھجور کی فضیلت کے بارے میں کہ یہ پھل اس قدر خصوصیات اور بے پناہ خواص کا حامل ہے کہ اس کا استعمال فوائد سے خالی نہیں۔ (۹) کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔ (۱۰) کسی مریض کے ساتھ کھانا ہو تو اللہ کا نام لے کر کھانے میں شریک ہو جائے اور اللہ ہی پر بھروسہ اور توکل کرنا چاہیے۔ (۱۱) مؤمن کی یہ خوبی ہے کہ وہ دنیا میں زندہ رہنے کے لئے کھاتا ہے جبکہ کافر اس کے مقابلے میں کھانے کے لئے زندہ رہتا ہے (۱۲) دو آدمیوں کے کھانے میں برکت کا ہونا کہ ایک کا کھانا دو کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

۱۲۲۰: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَکْلِ الْجَرَادِ

۱۸۸۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرِ الْعَبْدِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَاْکُلُ الْجَرَادَ ھٰکَذَا رَوٰی سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ ھٰذَا الْحَدِیْثَ وَقَالَ سِتَّ غَزَوَاتٍ وَرَوٰی سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ ھٰذَا الْحَدِیْثَ وَقَالَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاَبُوْ یَعْفُوْرٍ اسْمُہٗ وَاقِدٌ وَیُقَالُ وَقْدَانُ اَیْضًا وَاَبُوْ یَعْفُوْرٍ الْاٰخَرُ اسْمُہٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ نِسْطَاسَ۔

۱۸۸۲: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ وَالْمُؤَمَّلُ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزَوَاتٍ نَاْکُلُ الْجَرَادَ وَرَوٰی شُعْبَۃُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ

۱۲۲۰: باب ٹڈی کھانا

۱۸۸۱: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں کہ ان سے ٹڈی کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ غزوات میں شرکت کی اس دوران ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔ سفیان بن عیینہ، ابو یعفور سے یہی حدیث نقل کرتے ہوئے چھ غزوات کا اور سفیان ثوری ابو یعفور سے ہی نقل کرتے ہوئے سات غزوات بیان کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ اور جابرؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو یعفور کا نام واقد ہے انہیں وقدان بھی کہتے ہیں جبکہ دوسرے ابو یعفور کا نام عبد الرحمٰن بن عبید بن نسطاس ہے۔

۱۸۸۲: حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شرکت کی ہم ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔ شعبہ بھی یہ حدیث ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَوْفٰی قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزَوَاتٍ نَاْکُلُ الْجَرَادَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا۔

کے ساتھ کئی غزوات میں شرکت کی ہم ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔ یہ حدیث ہم سے محمد بن بشار، محمد بن جعفر اور شعبہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

لغات: جراد: بفتح الجیم وتخفیف الراء، یہ جمع ہے اور اس کا واحد "جرادۃ" آتا ہے۔ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ "الجرد" سے مشتق ہے۔ "جرد" کا لفظی معنی ہے چھیلنا۔ اس کو جرادۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ "لانہ لاینزل علی شئی الاجردہ" یہ جس چیز پر بھی اترتی ہے اس کو چھیل کر رکھ دیتی ہے۔

ٹڈی کی خصوصیات: اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بے شمار جانوروں کی مشابہت اس میں پائی جاتی ہے۔ اس کی آنکھیں ہاتھی جیسی، گردن بیل جیسی اور اس کی دم سانپ جیسی ہوتی ہے۔ یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) ایک اڑنے والی اور (۲) دوسری اچھلنے والی۔

ٹڈی کا حکم: یہ بالاجماع حلال ہے اور جمہور کے ہاں مری ہوئی بھی حلال ہے۔ خود مرے یا اسے ذبح کیا جائے ہر طرح حلال ہے لیکن مالکیہ کے ہاں بغیر ذبح کے حلال نہیں، پھر ان کے ہاں ذبح کی کیفیت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سر کاٹ دیا جائے اور بعض کے نزدیک ہانڈی یا آگ میں گر جائے تب بھی حلال ہوگی۔ اپنی موت مرے تو حلال نہیں۔ ابن وہب کہتے ہیں کہ اس کا ذبح اس کا پکڑنا ہی ہے۔ جمہور کے دلیل حدیث باب اور دیگر احادیث ہیں مثلاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ اُحلت لنا میتتان ودمان: المیتتان: الحوت والجراد، والدمان: الکبد والطحال۔ دو مردار اور دو خون ہمارے لئے حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار تو مچھلی اور ٹڈی ہیں جبکہ دو خون جگر اور تلی ہیں۔ (مسند احمد، ابن ماجہ، دارقطنی)

غزوت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم غزوات ناکل الجراد: یہاں دو احتمال ہیں۔ (۱) یہاں معیت سے مراد معیت فی الغزوہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے۔ ناکل الجراد ہم خود ہی ٹڈی کھاتے تھے۔ (حضور ﷺ کھانے میں شریک نہ ہوتے تھے)

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ معیت فی الاکل مراد ہو۔ یعنی آپ ﷺ بھی کھانے میں شریک ہوتے تھے۔ اس کی تائید طبرانی کتاب الطب میں ابو نعیم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: "ویاکل معنا" یعنی آپ ﷺ ہمارے ساتھ کھاتے تھے۔ لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ ابو داؤد میں حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ سے ٹڈی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لاآکلہ ولا احرمہ" میں اسے کھاتا نہیں لیکن حرام بھی نہیں ٹھہراتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے موصول و مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ اور صاحب "تحفۃ الاحوذی" کے بقول صحیح یہ ہے کہ یہ مرسل ہے۔

۱۲۲۱: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْجَلَّالَةِ وَاَلْبَانِهَا

۱۲۲۱: باب جلالہ[1] کے دودھ اور گوشت کا حکم

۱۸۸۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ

۱۸۸۳: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول

[1] جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کی خوراک کا اکثر حصہ نجاسات ہوں (مترجم)

ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَاَلْبَانِهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَى الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ کے دودھ اور گوشت کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حسن غریب ہے۔ ابن ابی نجیح بھی مجاہد سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔

۱۸۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ وَعَنِ الشُّرْبِ مِمَّا فِي السِّقَاءِ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

۱۸۸۴: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے جانور کا گوشت کھانے سے منع فرمایا جسے باندھ کر تیروں کا نشانہ بنایا جائے۔ نیز جلالہ کا دودھ پینے اور مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔ محمد بن بشار بھی ابن ابی عدی سے وہ سعید بن ابی عروبہ سے وہ قتادہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں عبداللہ بن عمروؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

لغات: جلالہ۔ یہ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جِلّۃ سے مشتق ہے گوبر اور مینگنی کو "جلۃ" کہتے ہیں جلالہ سے مراد وہ جانور ہے جو گوبر و مینگنی وغیرہ کثرت سے کھاتا ہو۔ جلالہ کا اطلاق صرف چوپاؤں پر نہیں ہوتا بلکہ گندگی کھانے والی مرغی، بطخ وغیرہ کو بھی جلالہ کہتے ہیں۔

جانور کو جلالہ کب کہیں گے: علامہ نووی رحمہ اللہ کے مطابق اگر جانور کا اکثر چارہ نجاست پر مشتمل ہو تو یہ جلالہ ہے۔ اور اگر اکثر چارہ طاہر ہو تو جلالہ نہیں۔ نیل الاوطار وغیرہ میں ہے۔ "رافعی" فرماتے ہیں کہ قلت و کثرت کا اعتبار نہیں "لا اعتداد بالکثرة بل بالرائحة والنتن" بلکہ مدار بدبو پر ہے۔ فان تغیر ریح مرقها اولحمها او طعمها او لونها فهي جلالة۔ اگر اس کے شوربے یا گوشت کی بو متغیر ہو جائے یا اس کا ذائقہ اور رنگ وغیرہ تبدیل ہو جائے تو یہ جلالہ ہے۔ (نیل الاوطار: ۸/ ۱۲۸) اور الکوکب الدری میں لکھا ہے کہ جب نجاست کا اثر اس کے پسینے، دودھ اور گوشت میں صاف محسوس ہونے لگے تو وہ حرام ہے۔

جلالہ سے انتفاع کا حکم: امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اس کا گوشت اور دودھ مکروہ تحریمی ہے۔ جب تک کہ اس کو کچھ ایام روک کر پاک غذا دے کر اس کے گوشت کی بدبو دور نہ کر لی گئی ہو۔

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اس کا گوشت اچھی طرح دھونے کے بعد کھایا جا سکتا ہے۔

امام مالک اور حسن بصری رحمہما اللہ کے نزدیک اس کا گوشت کھانے میں کچھ حرج نہیں۔

حبس کی مدت کیا ہو: ابن رسلان "شرح السنن" میں کہتے ہیں کہ "ولیس للحبس مدة مقدرة" اس کو روکنے کی کوئی مقررہ مدت نہیں۔

"مہذب" اور "تحریر" میں اس بات کو اختیار کیا گیا ہے کہ اونٹ اور گائے کو چالیس دن، بکری کو سات دن اور مرغی کو تین

دن روکا جائے۔

حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مرغی کو تین دن روکے رکھتے تھے۔ بذل المجہود میں ہے کہ جب تک نجاست کا اثر زائل نہ ہوجائے اس کو روک رکھا جائے۔

جلالہ پر سواری کا حکم: ایسے جانور پر سواری کے حوالہ سے ''شرح السنن'' میں ہے کہ چونکہ پسینہ بھی گوشت سے پیدا ہونے کی وجہ سے ناپاک ہوتا ہے اس وجہ سے اس پر سواری کی صورت میں کپڑے ناپاک ہوجائیں گے، لہٰذا سواری بھی نہ کی جائے۔ دلیل ابوداؤد کی روایت ہے۔نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الجلالۃ فی الابل ان یرکب علیھا۔ جلالہ اونٹ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ اس پر سواری نہ کی جائے۔ (ابوداؤد)

۱۲۲۲: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَکْلِ الدَّجَاجِ

۱۸۸۵: حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ اَخْزَمَ ثَنَا اَبُوْ قُتَیْبَةَ عَنْ اَبِی الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی وَهُوَ یَاْکُلُ دَجَاجَةً فَقَالَ اُدْنُ فَکُلْ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ زَهْدَمٍ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ زَهْدَمٍ وَاَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ۔

۱۸۸۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ وَفِی الْحَدِیْثِ کَلَامٌ اَکْثَرُ مِنْ هٰذَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رَوٰی اَیُّوْبُ السَّخْتِیَانِیُّ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِیِّ۔

۱۲۲۲: باب مرغی کھانا

۱۸۸۵: حضرت زہدم جرمی فرماتے ہیں کہ میں ابوموسیٰ کے پاس گیا تو وہ مرغی کھا رہے تھے۔ فرمایا قریب ہوجاؤ اور کھاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے زہدم سے منقول ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابوالعوام کا نام عمران قطان ہے۔

۱۸۸۶: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس حدیث میں تفصیل ہے اور یہ حسن صحیح ہے۔ اسے ایوب سختیانی قاسم سے وہ ابوقلابہ سے اور وہ زہدم جرمی سے نقل کرتے ہیں۔

لغات: الدجاج یہ اسم جنس ہے، مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے درج یدرج باب نصر سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے۔ ''سریع الحرکت ہونا'' سمی لاسراعہ فی الاقبال والادبار۔ مرغی چونکہ پلٹنے جھپٹنے میں سریع الحرکت ہوتی ہے اس وجہ سے اس کو دجاج کہا جاتا ہے۔

تشریح: مندرجہ بالا حدیث سے چند امور مستفاد ہوتے ہیں۔

مرغی کی حلت: حدیث سے ثابت ہوا کہ مرغی کھانا بلا کراہت جائز ہے۔ آپ ﷺ کا بذات خود کھانا ثابت ہے۔ البتہ نجاست خور مرغی میں بحث ہے۔ بعض لوگ چوپاؤں کے ضمن میں اس کو بھی جلالہ کی تعریف میں داخل کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ جلالہ کو صرف چوپاؤں کے ساتھ خاص کرتے ہیں صحیح یہ ہے کہ جلالہ صرف چوپاؤں کے ساتھ خاص نہیں۔ پرندے وغیرہ بھی اس میں داخل ہوسکتے

ہیں۔ البتہ مرغی عام طور پر ایسا نہیں کرتی کہ گندگی ہی کھائے بلکہ یہ خلط کرتی ہے اور دانہ وغیرہ بھی کھاتی ہے۔ اور خلط کرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔

کھانے کا ایک ادب: حدیث سے کھانے کا ادب یہ بھی معلوم ہوا کہ باہر سے آنے والوں کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لینا چاہیے۔

۱۲۲۳: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اَكْلِ الْحُبَارٰى

۱۸۸۷: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ الْحُبَارٰى هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُمَرَ ابْنِ سَفِيْنَةَ رَوٰى عَنْهُ ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ وَيَقُوْلُ بُرَيْهُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ۔

۱۲۲۳: باب سرخاب کا گوشت کھانا

۱۸۸۷: حضرت ابراہیم بن عمر بن سفینہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابراہیم بن عمر بن سفینہ، عمر بن ابی فدیک سے روایت کرتے ہیں انہیں بریہ بن عمر بن سفینہ بھی کہتے ہیں۔

لغات: الحبارى: فى القاموس۔ الحبارى طائر للذكر والانثى والواحد والجمع۔ حباری ایک پرندے کا نام ہے۔ مذکر، مؤنث، واحد، جمع تمام پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

حیوٰۃ الحیوان میں ہے: "الحبارى طائر كبير العنق، رمادى اللون فى منقاره بعض طول ومن شانها ان تصيد و لاتصاد"۔ حباری ایک پرندہ ہے جو بڑی گردن والا، مٹیالے رنگ والا ہوتا ہے۔ چونچ تھوڑی سی لمبی ہوتی ہے۔ اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ شکار کرتا ہے خود شکار نہیں ہوتا۔

الورد الشذی میں ہے: حباریٰ کو فارسی میں تغدر اور ہندی میں کرمانک کہتے ہیں۔ ایک بڑی قسم کا ہوتا ہے اس کو تغدر اور چھوٹے قسم کو تغدری کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں اس کا ترجمہ سرخاب سے کیا جاتا ہے بے وقوفی میں مشہور ہے اس کے حوالہ سے ضرب المثل ہے، کل شیء یحب ولده حتى الحبارى۔ ہر مخلوق اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ حباریٰ بھی۔ یعنی بے وقوفی کے باوجود محبت سے اپنے بچوں کو اڑنا سکھاتا ہے۔

حباریٰ کا حکم: یہ بالاتفاق حلال ہے۔

۱۲۲۴: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اَكْلِ الشِّوَاءِ

۱۸۸۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا قَرَّبَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَمَا تَوَضَّأَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

۱۲۲۴: باب بھنا ہوا گوشت کھانا

۱۸۸۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھانے کے بعد نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ اس باب میں عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، مغیرہ

بْنِ الْحَارِثِ وَالْمُغِيْرَةِ وَاَبِىْ رَافِعٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ: رضی اللہ عنہ اورابورافع رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

لغات: جنبا مشویا۔ یہ شوی یشوی شیا باب ضرب سے ہے بمعنی بھنا ہوا گوشت۔

تشریح: آپ ﷺ سے بھنا ہوا گوشت کھانا ثابت ہے۔اور کبھی کبھی اس کا کھانا تعیش وتنعم میں نہیں آتا، لیکن آپؐ نے خال خال ہی بھنا ہوا گوشت تناول فرمایا ہے ہمارے ہاں روزانہ کی مرغن غذاؤں کا ثبوت اس سے نہیں ہوتا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ثم قام الی الصلوة وما توضأ: یہ وضوء مامسته النار کا مشہور مسئلہ ہے کہ عند الجمہور اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، جبکہ بعض حضرات وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں۔ جمہور کی دلیل حدیث باب بھی ہے یہ کتاب الطہارۃ کا مسئلہ ہے شروحات میں اس کی تفصیل وہاں دیکھ لی جائے۔

۲۲۵: بَابُ مَاجَآءَ فِىْ كَرَاهِيَةِ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا

۱۲۲۵: باب تکیہ لگا کر کھانے کی کراہت

۱۸۸۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَا فَلَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا وَفِى الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الْعَبَّاسِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ وَرَوٰى زَكَرِيَّا بْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ وَغَيْرُوَاحِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ۔

۱۸۸۹: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ اس باب میں حضرت علیؓ، عبداللہ بن عمروؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف علی بن اقمر کی روایت سے جانتے ہیں۔ زکریا بن ابی زائدہ، سفیان بن سعید اور کئی راوی یہ حدیث علی بن اقمر ہی سے نقل کرتے ہیں شعبہ بھی اسے ثوری سے اور وہ علی بن اقمر سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت حدیث باب سے ثابت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ باقی رہا میں، تو میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

حدیث کا شان ورود: ایک مرتبہ ایک فرشتہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ بندہ نبی بنیں یا بادشاہ نبی، چنانچہ جبریل علیہ السلام کے اشارہ پر آپ نے فرمایا "بل عبدا نبیا" بلکہ میں تو بندہ نبی بننا چاہتا ہوں، پھر فرمایا "فما اکل متکئا" پس میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ (چونکہ تواضع وبندگی کو اختیار فرمایا اور ٹیک لگا کر کھانے میں تواضع زیادہ ہے۔

ٹیک لگا کر کھانے کی مختلف صورتیں: شراح حدیث نے ٹیک لگا کر کھانے کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ہر اس ہیئت سے بیٹھنا جس میں تمکن اور سہارا لینے کا معنی پایا جائے۔

۲۔ علامہ جوزیؒ کے نزدیک دائیں بائیں پہلو کے بل جھک کر بیٹھنا یہ ٹیک لگانا ہے۔

۳۔ علامہ خطابی کے نزدیک۔ بل ھو المعتمد علی الوطأ الذی تحته۔ یعنی (نرم) گدے پر بیٹھ کر کھانا یہ بھی تکیہ لگانے

کے معنی میں ہے۔

۴۔ بائیں ہاتھ کا سہارا لیکر کھانا۔

۵۔ علامہ ابن القیمؒ کے نزدیک چوکڑی مار کر کھانا بھی متکئا میں داخل ہے۔ چنانچہ ہمارے بنوری ٹاؤن کے دارالحدیث کے استاذ حضرت مفتی عبدالرؤف غزنوی صاحب دامت برکاتہم بھی سبق کے دوران فرماتے تھے کہ چوکڑی مار کر کھانا بھی متکئا میں داخل ہے۔

ان تمام اقوال کا خلاصہ یہ ہے کھانے میں بیٹھنے کی ہر وہ ہیئت جو مرتبع ہو وہ ٹیک لگا کر کھانے میں داخل ہے۔ لہٰذا دو باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

۱۔ بیٹھنے کی ہر اس ہیئت سے احتراز کرنا چاہیے جو متکبرین کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری بطور ہدیہ کے پیش کی۔ تو آپ ﷺ کھانے کے لئے دوزانو بیٹھ گئے۔ اس پر ایک دیہاتی نے کہا کہ "یہ کیسا بیٹھنا ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ان اللّٰہ جعلنی عبدا کریما ولم یجعلنی جبارا عنیدا" کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے معزز (ومتواضع) بندہ بنایا ہے۔ سرکش اور ضدی نہیں بنایا۔ لہٰذا متکبرانہ ہیئت بیٹھنے کی نہ ہو۔

۲۔ ایسی ہیئت سے نہیں بیٹھنا چاہئے جس میں پیٹ بڑا ہو، چنانچہ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کانوا یکرھون ان یأکلوا اتکاءۃ مخافۃ ان تعظم بطونھم "ہمارے اسلاف ٹیک لگا کر کھانے کو اس وجہ سے مکروہ سمجھتے تھے کہ ان کے پیٹ بڑھ جائیں گے۔ (ھکذا فی تحفۃ الالمعی)

اطباء کے نزدیک ٹیک لگا کر کھانے کے نقصانات: بانہ لاینحدر فی مجاری الطعام سھلا۔ ولا یسیغہ ھنیئا وربما تأذی بہ۔ نقصان یہ ہے کہ کھانا معدہ میں ٹھیک طرح سے نہیں اترتا، اور صحیح طرح پچتا نہیں ہے جو بعض اوقات تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

الغرض ٹیک لگا کر کھانا شرعاً وعقلاً ناپسندیدہ ہے۔

۱۲۲۶: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ حُبِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

۱۸۹۰: حَدَّثَنَا سَلَمَۃُ بْنُ شَبِیْبٍ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ وَاَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ الدَّوْرَقِیُّ قَالُوْا ثَنَا اَبُوْاُسَامَۃَ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَقَدْ رَوَاہُ عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنْ ہِشَامِ ابْنِ عُرْوَۃَ وَفِی الْحَدِیْثِ کَلَامٌ اَکْثَرُ مِنْ ھٰذَا۔

۱۲۲۶: باب نبی اکرم ﷺ کا میٹھی چیز اور شہد پسند کرنا

۱۸۹۰: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کیا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیز پسند کیا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ علی بن مسہر نے اسے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث میں زیادہ تفصیل ہے۔

لغات: الحلواء: اس لفظ کو مد اور قصر یعنی الف ممدودۃ اور الف مقصورہ دونوں کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الف مقصورہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ جبکہ امام فراءؒ کے نزدیک الف ممدودہ کے ساتھ پڑھنا راجح ہے۔ امام لیثؒ فرماتے ہیں کہ الف ممدودہ کے ساتھ پڑھنا زیادہ راجح ہے۔

حلواء کا مفہوم: اس کا مفہوم و مصداق کیا ہے اس ضمن میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) امام خطابیؒ کی رائے یہ ہے کہ 'اسم الحلوی لایقع الاعلی ماد خلته الصنعة۔ حلواء صرف اس میٹھے کو کہتے ہیں جس کے بنانے میں انسانی عمل دخل ہو۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھجور اور دودھ ملا کر ایک حلواء بنایا جاتا تھا جس کو مجیع کہا جاتا ہے۔ (بروزن عظیم) یہاں یہی حلواء کا مصداق ہے۔

۳۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ 'المراد بالحلواء هذا كل شيء حلو' یہاں حلواء سے مراد ہر میٹھی چیز ہے۔ ان سب اقوال سے بہر حال یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ میٹھا رغبت سے تناول فرما لیتے تھے۔

علامہ خطابیؒ اور ابن التینؒ فرماتے ہیں کہ احادیث میں جو آیا ہے کہ "کان یحب الحلواء" کہ آپ میٹھے کو پسند فرماتے تھے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ آپ میٹھے کے شوقین تھے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جب سامنے آتا تو آپ رغبت سے تناول فرما لیتے۔

والعسل: اس باب سے مقصود تو یہی ہے کہ آپ ﷺ کو میٹھا پسند تھا۔ شہد کا تذکرہ اس مقام پر اس کی مزیت و شرافت کی بناء پر کیا۔ یہ ذکر الخاص بعد العام کی قبیل سے ہے کہ مٹھاس کے تذکرہ میں شہد بھی آ گیا لیکن خصوصیت کی بناء پر اس کو دوبارہ ذکر کر دیا گیا۔

۱۲۲۷: بَابُ مَا جَآءَ فِي اِكْثَارِ الْمَرَقَةِ

۱۸۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضَاءٍ ثَنَا اَبِي عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرٰى اَحَدُكُمْ لَحْمًا فَلْيُكْثِرْ مَرَقَتَهٗ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ لَحْمًا اَصَابَ مَرَقَةً وَهُوَ اَحَدُ اللَّحْمَيْنِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَاءٍ هُوَ الْمُعَبِّرُ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلْقَمَةُ وَهُوَ اَخُو بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ۔

۱۲۲۷: باب شوربا زیادہ کرنا

۱۸۹۱: حضرت عبد اللہ مزنیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی گوشت خریدے تو اس میں شوربہ زیادہ رکھے۔ اگر اسے کھانے کو گوشت نہیں ملے گا۔ تو شوربہ تو مل جائے گا اور یہ بھی ایک قسم کا گوشت ہی ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ذرؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث غریب ہے؛ ہم اسے صرف محمد بن فضاء کی روایت سے اسی سند سے جانتے ہیں۔ محمد بن فضاء تعبیر بتانے والے ہیں۔ سلیمان بن حرب ان پر اعتراض کرتے ہیں اور علقمہ، بکر بن عبد اللہ مزنی کے بھائی ہیں۔

۱۸۹۲: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْاَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَنْقَزِيُّ ثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ صَالِحِ ابْنِ رُسْتُمَ اَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ عَنْ اَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

۱۸۹۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی نیک کام کو حقیر نہ سمجھے اور اگر کوئی نیک کام نظر نہ آئے تو اپنے بھائی سے ہی خندہ پیشانی سے مل لیا کرو اور جب گوشت خریدو یا ہنڈیا پکاؤ تو شوربہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْقِرَنَّ اَحَدُكُمْ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ اَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ وَاِذَا اشْتَرَيْتَ لَحْمًا اَوْطَبَخْتَ قِدْرًا فَاَكْثِرْ مَرَقَتَهٗ وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

زیادہ کرلیا کرو اور اس میں سے کچھ پڑوسی کے ہاں بھی بھیج دیا کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اسے ابوعمران جونی سے نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: اس باب کے تحت دو احادیث بیان کی گئی ہیں، پہلی حدیث میں ضعف ہے کیونکہ اس کے ایک راوی ''محمد بن فضاء'' کو سلیمان بن حرب، ابن معین، امام ابوزرعہ اور امام نسائی نے ضعیف کہا ہے۔ جبکہ دوسری حدیث صحیح ہے۔

لایحقرن احدکم شیئا من المعروف: علامہ طیبیؒ نے فرمایا کہ المعروف: ''اسم جامع لکل ماعرف من طاعة الله تعالیٰ، والاحسان الی الناس'' اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور لوگوں کے ساتھ بھلائی سے متعلق ہر نیکی کو ''معروف'' کہتے ہیں۔

اذا اشتریت لحما او طبخت قدرا: یعنی گوشت یا گوشت کے علاوہ گھر میں جو بھی پکے وہ تھوڑا سا اپنے پڑوسی کو بھی دے دیں۔

اس حدیث میں بھی ایثار و قربانی کی ترغیب دی گئی ہے کہ چلو بھر سالن پڑوسی کو دے دیں معمولی سی بات لگتی ہے لیکن فرمان نبوی ہے کہ اس کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اور پھر اس بات پر تو تجربہ بھی شاہد ہے کہ بعض مرتبہ خوشحال گھرانوں پر بھی یہ حال آجاتا ہے کہ گھر میں دو وقت کے کھانے کا انتظام نہیں ہو پاتا، ایسے میں اگر پڑوس سے تھوڑا سا سالن ہی آجائے تو ان کو یہ بھی نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتی ہے۔ غریب گھرانوں کا تو پھر پوچھنا ہی کیا۔ اس وجہ سے اس معمولی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

۱۲۲۸: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الثَّرِيْدِ

۱۲۲۸: باب ثرید کی فضیلت

۱۸۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۸۹۳: حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے بہت سے لوگ کامل گزرے ہیں لیکن عورتوں میں سے مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ اور عائشہؓ کے علاوہ کوئی کامل نہیں اور حضرت عائشہؓ کی تمام عورتوں پر اسطرح فضیلت ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

اس باب میں حضرت عائشہؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغات: الثرید: بفتح المثلثة و کسر الراء۔ ثرید ایسے کھانے کو کہتے ہیں جو شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر بنایا جائے۔ پکے ہوئے سالن میں روٹی کے ٹکڑے ڈالے جائیں یا پکنے کے دوران شوربہ میں گوشت ہو یا نہ ہو تمام صورتوں پر ثرید کا اطلاق ہوتا ہے۔

ثرید کو افضل الطعام کیوں کہا گیا؟: ثرید کو افضل الطعام اس وجہ سے کہا گیا کہ۔ ا۔ اس کو ہر شخص سہولت سے کھا سکتا ہے خواہ بوڑھا ہو یا جوان، چونکہ روٹی شوربہ میں بھگونے کی وجہ سے نرم ہو جاتی ہے اس وجہ سے کھانے میں سہولت رہتی ہے۔ اور زود ہضم بھی ہوتی ہے۔

۲۔ اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ کئی افراد کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔

۳۔ روٹی اور گوشت کے ملنے کی وجہ سے اس میں قوت وغذائیت بڑھ جاتی ہے۔

کمل من الرجال کثیر: یعنی مردوں کی جنس میں سے بے شمار لوگ کامل ہوتے ہیں۔ یعنی بے شمار مرد انبیاء، صدیقین، شہداء، صلحاء، اولیاء کے درجہ پر فائز ہوئے ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے کہ نبوت تو عورتوں میں قطعاً نہیں ہوتی۔ اسی طرح شہادت کے مرتبہ پر بھی زیادہ تر مرد ہی فائز ہوتے ہیں۔ اس طرح دیگر امور میں مرد ہی آگے ہوتے ہیں لہٰذا مردوں میں باکمال لوگ کثرت سے ہوتے ہیں جبکہ عورتوں میں ان کی تعداد انتہائی قلیل ہے۔

ولم یکمل من النساء: یہاں حصر مقصود نہیں، یعنی یہ مراد نہیں کہ صرف حدیث میں مذکورہ عورتیں ہی باکمال ہیں مراد یہ ہے کہ عورتوں میں ان کی تعداد انتہائی قلیل ہے۔

عورتوں میں نبوت ثابت نہیں: بعض حضرات نے مذکورہ حدیث سے حضرت مریم وآسیہ کو نبیہ قرار دیا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ اگر ان کو نبیہ قرار نہ دیا جائے تو اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ عورتوں میں ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی ولیہ، صدیقہ، شہیدہ نہ ہو حالانکہ بے شمار عورتیں ایسی گذری ہیں جن میں یہ صفات موجود تھیں؟

لیکن یہ قول درست نہیں، کیونکہ حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ عورتوں میں نبوت ان دونوں کے علاوہ کسی کو نہیں ملی، بلکہ حدیث کا مضمون تو یہ ہے کہ عورتوں میں ان دونوں کے علاوہ کوئی کامل نہیں گذری، اور اس کی وضاحت پہلے آچکی کہ یہاں حصر مراد نہیں بلکہ تقلیل مراد ہے۔

سوال: حضرت عائشہ، فاطمہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہن میں افضل کون ہے؟ کیونکہ ان میں سے ہر ایک سے متعلق فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ سے کے بارے میں آتا ہے کہ **فاطمہ بضعۃ منی**۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہیں۔ اور مشکوۃ کی حدیث ہے کہ مریم اپنے زمانہ کی عورتوں میں افضل ہیں، اور خدیجہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے افضل ہیں۔ اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ سے کی فضیلت میں حدیث باب ہے۔

جواب: ۱۔ بقول علامہ سبکیؒ سب سے افضل فاطمہؓ ہیں، پھر خدیجہؓ پھر عائشہؓ

۲۔ ملا علی قاریؒ توقف کے قائل ہیں۔ کہ اس حوالہ سے کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی۔ **(کوکب الدری)**

۳۔ **علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: ''فاطمۃ افضل فی الدنیا وعائشۃ افضل فی الاخرۃ'' دنیا میں فاطمہ افضل ہیں اور آخرت میں عائشہؓ۔ (عمدۃ القاری)**

۴۔ سب سے عمدہ جواب یہ ہے کہ انفرادی طور پر ہر ایک کو جو فضیلت حاصل ہے وہ دوسری کو حاصل نہیں، مثلاً حضرت فاطمہ رضی اللہ سے جزئیت وبعضیت میں اور آپ ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے نسب وشرافت میں افضل ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ سے، مشکل وقت کی رفاقت، ہمدردی ہمت افزائی اور متقدم فی الاسلام ہونے کے اعتبار سے افضل ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ سے فقاہت، علم وفضل اور محبوبیت کے اعتبار سے افضل ہیں۔

۱۲۲۹: بَابُ مَاجَاءَ اُنْهَشُوا اللَّحْمَ نَهْشًا

۱۲۲۹: باب گوشت نوچ کر کھانا

۱۸۹۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ اَبِیْ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ زَوَّجَنِیْ اَبِیْ فَدَعَانَا سَافِيْهِمْ صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْهَشُوا اللَّحْمَ نَهْشًا فَاِنَّهُ اَهْنَأُ وَاَمْرَءُ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْمُعَلِّمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ مِنْهُمْ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِیُّ۔

۱۸۹۴: حضرت عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میرے والد نے میری شادی کے موقع پر دعوت کا اہتمام کیا جس میں صفوان بن امیہ بھی شامل تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو کیونکہ یہ اس طرح کھانے سے زیادہ لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ اس حدیث کو ہم صرف عبدالکریم معلم کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم ان کے حافظے پر اعتراض کرتے ہیں جن میں ایوب سختیانی بھی شامل ہیں۔

لغات: انهسوا اللحم نهسا: فيه روايتان بالسين المعجمة والشين المجمة: نهس اللحم: اخذ بمقدم اسنانه: یعنی نہس کا معنی ہے گوشت کا اگلے دانتوں سے نوچنا۔

فانه اهنأ: یہ هنيئ کا اسم تفضیل ہے۔ نہایت لذیذ اور خوشگوار کے معنی میں ہے۔

تشریح: اس حدیث میں گوشت دانتوں سے نوچ کر کھانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اس طرح کھانا نہایت زود ہضم اور نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اس طرح کھانا آداب کے بھی خلاف نہیں جیسا کہ بعض متکبرین اس کو برا سمجھتے ہیں۔

۱۲۳۰: بَابُ مَاجَآءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِی اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

۱۲۳۰: باب چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے کی اجازت

۱۸۹۵: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ رَاَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَزَّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ مَضٰى اِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ۔

۱۸۹۵: حضرت جعفر بن امیہ ضمری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ چھری کے ساتھ کاٹا اور پھر اسے کھایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیے بغیر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں مغیرہ بن شعبہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔

تشریح: اس حدیث سے چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے کا جواز معلوم ہوا۔ اسی سے علماء نے یہ مسئلہ استنباط کیا کہ "ولا يكره ايضاً قطع الخبز بالسكين" روٹی کو چھری سے کاٹنا بھی مکروہ نہیں۔

عدم جواز کی روایات: بعض روایات سے چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے چنانچہ طبرانی کی روایت

ہے کہ لاتقطعوا الخبز بالسکین کما تقطعه الاعاجم واذا اراد احدکم ان یأکل اللحم فلا یقطعه بالسکین ولکن لیأخذه بیده فلینهسه بفیه فانه اهنأ وامرأ''

اسی طرح ابوداؤد کی روایت ہے کہ''لاتقطعوا اللحم بالسکین فانه من صنیع الاعاجم، فانهسوه فانه اهنأ وامرأ''

اب سوال یہ ہے کہ جواز اور عدم جواز کی روایات میں تطبیق کس طرح ہو، تو اول امر تو یہ ہے کہ عدم جواز کی مندرجہ بالا دونوں روایات ضعیف ہیں۔ چنانچہ طبرانی کی روایت میں''عباد بن کثیر الثقفی'' نامی راوی ضعیف ہے اور ابوداؤد کی روایت میں راوی''ابومعشر'' کی امام بخاری اور امام نسائی وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر ان احادیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی ممانعت سے مطلقاً عدم جواز مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ بلاضرورت ہی گوشت کو چھری سے کاٹنا، اور چھری کانٹوں کا کثرت سے استعمال یہ عجمیوں کا طریقہ ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، البتہ ضرورت کے مواقع میں چھری استعمال کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ صریح احادیث سے مصرح ہے۔

۱۲۳۱: بَابُ مَا جَآءَ اَیُّ اللَّحْمِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۱۲۳۱: باب نبی اکرم ﷺ کو کونسا گوشت پسند تھا

۱۸۹۶: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَیْلِ عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَدُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَ یُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَاَبِیْ عُبَیْدَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاَبُوْ حَیَّانَ اسْمُهُ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدِ ابْنِ حَیَّانَ التَّیْمِیِّ وَاَبُوْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ۔

۱۸۹۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو آپ ﷺ کو اس کا بازو پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ کو وہ پسند تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اسے دانتوں سے نوچ کر کھایا۔ اس باب میں ابن مسعودؓ، عائشہؓ، عبد اللہ بن جعفر اور ابوعبیدہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوحیان کا نام یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی ہے اور ابوزرعہ بن عمرو بن جرید کا نام ہرم ہے۔

۱۸۹۷: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ ثَنَا یَحْیَی ابْنُ عَبَّادٍ اَبُوْ عَبَّادٍ ثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنِ الْوَهَّابِ بْنِ یَحْیٰی مِنْ وَلَدِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا کَانَ الذِّرَاعُ اَحَبَّ اللَّحْمِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ لَا یَجِدُ اللَّحْمَ اِلَّا غِبًّا فَکَانَ یَعْجَلُ اِلَیْهِ لِاَنَّهٗ اَعْجَلُهَا نُضْجًا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۸۹۷: حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دستی کا گوشت زیادہ پسند نہیں تھا بلکہ بات یہ تھی کہ گوشت ایک دن کے ناغے کے ساتھ ملا کرتا تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھانے میں جلدی کرتے تھے اور یہی حصہ جلدی پک جاتا ہے۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی روایت سے جانتے ہیں۔

لغات:''الذراع فی القاموس الذراع بالکسر من طرف المرفق الی طرف الاصبع الوسطی والساعد'' یعنی ذراع کلائی

کے ایک کنارے سے ہاتھ کی درمیانی انگلی تک کے حصہ کو بھی کہتے ہیں۔اور کلائی کے کنارے سے بازو تک کے حصہ کو بھی کہتے ہیں۔
''ومن یدی البقر والغنم فوق الکراع ومن یدی البعیر فوق الوظیف'' گائے اور بکری میں گھٹنے سے اوپر والے حصہ کو اور اونٹ میں پاؤں سے اوپر تک کے حصہ کو ذراع کہتے ہیں۔

تشریح: اس باب میں روایات مختلف ہیں کہ کون سے حصے کو گوشت آپ ﷺ زیادہ پسند فرماتے تھے۔چنانچہ حدیث باب سے معلوم ہوا کہ دستی کا گوشت پسند فرماتے تھے۔جبکہ ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ کان احب العراق الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عراق الشاۃ، یعنی بکری کی وہ ہڈی جس کا گوشت کھالیا گیا ہو آپ کو زیادہ پسند تھی۔(ابوداؤد، کتاب الاطعمہ) اس طرح مسند احمد اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ کے سامنے رگ گوشت رکھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ''اطیب اللحم لحم الظھر''سب سے اچھا گوشت پیٹھ کا ہے۔

ان تمام روایات کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کو مخصوص صفات کی وجہ سے مختلف حصوں کا گوشت پسند تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ سے کے مطابق دست کا گوشت اس وجہ سے پسند فرماتے تھے کہ جلدی پک جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جلدی پکے گا تو جلدی کھایا جائے گا اور اشتغال بالطاعات میں تاخیر نہ ہوگی۔اور ہڈی والا گوشت ذائقہ دار ہوتا ہے اس وجہ سے پسند فرمایا۔اور پیٹھ کا گوشت طاقتور ہونے کی وجہ سے پسند فرمایا۔

۱۲۳۲: بَابُ مَا جَآءَ فِی الْخَلِّ

۱۸۹۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ ثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعِیْدٍ اَخُوْسُفْیَانَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

۱۸۹۹: حَدَّثَنَا عَبْدَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْخُزَاعِیُّ الْبَصْرِیُّ ثَنَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ ھِشَامٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَائِشَۃَ وَاُمِّ ھَانِیءٍ وَھٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ مُبَارَكِ بْنِ سَعِیْدٍ۔

۱۹۰۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَھْلٍ عَنْ عَسْکَرٍ الْبَغْدَادِیُّ ثَنَا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

۱۹۰۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ اِلَّا اَنَّہٗ

۱۲۳۲: باب سرکہ کے بارے میں

۱۸۹۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔

۱۸۹۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ سے اور ام ہانی رضی اللہ سے سے بھی روایات منقول ہیں۔یہ حدیث مبارک بن سعید کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

۱۹۰۰: حضرت عائشہ رضی اللہ سے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکہ بہترین سالنوں میں سے ہے۔

۱۹۰۱: عبداللہ بن عبدالرحمٰن، یحیٰی بن حسان سے اور وہ سلیمان بن بلال سے اسی طرح نقل کرتے ہیں لیکن اس میں (یہ فرق ہے) کہ

قَالَ نِعْمَ الْإِدَامُ اَوِالْاُدُمُ الْخَلُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ۔

انہوں نے کہا بہترین سالن یا سالنوں میں سے بہترین سرکہ ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہشام بن عروہ کی سند سے صرف سلیمان بن بلال ہی کی روایت سے معروف ہے۔

۱۹۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْتُ لَا اِلَّا كِسَرٌ يَابِسَةٌ وَخَلٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرِّبِيْهِ فَمَا اَقْفَرَ بَيْتٌ مِنْ اُدْمٍ فِيْهِ خَلٌّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاُمُّ هَانِئٍ مَاتَتْ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ بِزَمَانٍ۔

۱۹۰۲: حضرت ام ھانی بنت ابی طالبؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ البتہ چند سوکھی روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ وہ گھر جس میں سرکہ ہو سالن کا محتاج نہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے ام ھانیؓ کی نقل کردہ حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ام ھانیؓ کا انتقال حضرت علیؓ کے بعد ہوا۔

لغات: نعم الادام الخل، الادام بكسر الهمزة مايؤتدم به يقال ادم الخبز يأدمه بكسر الدال: یعنی جو چیز بطور سالن کے استعمال کی جاسکے وہ ادام ہے۔ یا وہ چیز جس کے ساتھ روٹی لگا کر کھائی جاسکے۔ وجمع الادام، اُدُم، بضم الهمزة۔

تشریح: متعدد احادیث ایسی ہیں جن میں سرکہ کی تعریف کی گئی ہے۔ چنانچہ احادیث باب میں ہے کہ "نعم الادام الخل" فما اقفر بيت من ادم فيه خل، ایک روایت میں ہے کہ فانه كان ادام الانبياء اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ "اللهم بارك فى الخل" ان تمام روایات سے دو امور ثابت ہوتے ہیں۔ ا۔ فی نفسہ سرکہ کی عمدگی۔ ۲۔ تنگ دستوں کی دلداری۔

(۱) سرکہ کی ذاتی خوبی تو یہ ہے کہ ہاضم ہوتا ہے اس پر خرچہ کم آتا ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ اس کی خوبی بیان کرنے سے مقصود قناعت کی تعلیم ہے کہ کھانے پینے میں زیادہ تکلف میں پڑھنا اچھا نہیں بلکہ سرکہ جیسی سادہ چیزیں بھی سالن کا کام دے سکتی ہیں۔ چنانچہ علامہ خطابیؒ اسی خوبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ معنیٰ (هذا الكلام) الاقتصار فى المأكل، ومنع النفس عن ملاذ الاطعمة كانه يقول ائتدموا بالخل، وما كان فى معناه مماتخف مؤنته ولايعزوجوده ولا تتأنقوا فى المطعم فان تناول الشهوات مفسدة للدين، مسقمة للبدن۔ یعنی اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ کھانے میں اقتصاد اور نفس کو لذیذ کھانوں سے دور رکھا جائے کیونکہ کم خرچ ہے اور اس کی دستیابی بھی سہل ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ کھانے کے معاملہ میں زیادہ مشقت میں مت پڑو، کیونکہ خواہشات پر چلنا دین کو بگاڑ دیتا ہے بدن کو بیمار کر دیتا ہے۔ (معالم السنن)

(۲) پھر یہاں سرکہ کی تعریف سے تنگدستوں کی دلداری بھی مقصود ہے کہ اگر گھر میں کھانے کے لئے باقاعدہ کسی چیز کا انتظام نہیں تو گھبرانے کی بات نہیں سرکہ بھی بہترین سالن ہے۔

اور پھر مہمانوں کو اس بات کی تعلیم بھی ہے کہ اگر میزبان معمولی اشیاء سے اس کا اکرام کرے تو مہمان کو ناک بھوں نہیں

چڑھانی چاہیے۔ بلکہ میزبان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے جو کچھ بھی میسر ہو تناول کر لینا چاہیے۔

ایک فقہی مسئلہ: فقہاء کے درمیان مسلمہ فقہی مسئلہ ہے کہ جب کسی چیز کی ماہیت مکمل طور پر تبدیل ہو جائے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ جیسے انگور کا شیرہ پاک اور حلال تھا۔ اس کی ماہیت بدلی اور اس کو شراب بنالیا گیا تو اب حکم بھی بدل گیا اور اس کا استعمال حرام ہو گیا۔ پھر اسی شراب کی ماہیت بدل کر سرکہ میں تبدیل ہو گئی تو اب یہ حلال ہے فقہاء نے اس کی متعدد مثالیں بیان کی ہیں جیسے گدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو چونکہ ماہیت مکمل طور پر بدل گئی اس بناء پر اس نمک کا استعمال درست ہے اور مقولہ بھی ہے کہ ''ہر چہ در نمک رفت نمک شد''

لیکن یہ قاعدہ اس صورت میں ہے کہ جب مکمل طور پر انقلاب عین و ماہیت ہو۔ اگر اجزائے قدیم کے برقرار رہتے ہوئے کوئی نئی چیز وجود میں آگئی تو اس کو انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے، جیسے ناپاک دہی سے مکھن نکال لیا جائے تو وہ ناپاک ہی ہوگا، یا ناپاک گندم کا نشاستہ نکال لیا جائے تو وہ ناپاک ہی ہوگا۔ لہٰذا تبدیلی ماہیت سے مراد یہ ہے کہ مکمل طور پر انقلاب عین ہو۔

خلاصۃ الابواب: سمندر کے مردار کی طرح ٹڈیوں کا حکم ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مردہ ٹڈیاں کھانے کی اجازت دی ہے کیونکہ ان کو ذبح کرنا ممکن نہیں۔ ابن ابی اوفی کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے اور آپ ﷺ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے رہے۔ اس حدیث کو ابن جامہ کے سواسب نے روایت کیا ہے (۲) نبی کریم ﷺ نے کھانے کے آداب میں یہ بیان فرمایا ہے کہ تکیہ لگا کر نہ کھایا جائے۔ یہ چیز میڈیکل سائنس کی رو سے بھی نقصان دہ ہے۔ (۳) پڑوسی کے حقوق کے بارے میں کثرت سے احادیث آئی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی کھانا پکائے تو اس میں شوربہ زیادہ رکھے تاکہ اپنے ہمسائے کو بھی شریک کر سکے۔ (۴) گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھانا چاہیے اس سے وہ زیادہ لذیذ اور زود ہضم ہو جاتا ہے مغرب زدہ لوگ جو چھری کانٹے استعمال کرتے ہیں وہ گوشت کو فائدہ مند نہیں رہنے دیتے اگر چہ اس طرح کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۲۳۳: بَابُ مَاجَآءَ فِي اَكْلِ الْبِطِّيْخِ بِالرُّطَبِ

۱۲۳۳: باب تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھانا

۱۹۰۳: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رَوٰى يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔

۱۹۰۳: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تربوز کھجوروں کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے بعض راوی اسے ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں یعنی حضرت عائشہؓ کا ذکر نہیں کرتے۔ یزید بن رومان بھی یہ حدیث بواسطہ عروہ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں۔

لغات: البطیخ بکسر الرحدۃ وتشدید الطاء المهملة المکسورة بالفارسیة خربزہ۔ صاحب محیط اعظم، ابن حجر وغیرہ حضرات نے اس کا ترجمہ ''خربوزہ'' سے کیا ہے۔ جبکہ ملا علی قاریؒ وغیرہ حضرات کے نزدیک ترجمہ ''تربوز'' ہے۔

تشریح: کان یاکل البطیخ بالرطب: طبرانی کی ایک ضعیف روایت میں ہے کہ کھانے کی کیفیت یہ تھی کہ تازہ کھجور دائیں ہاتھ سے اور خربوزہ بائیں ہاتھ سے کھاتے تھے۔

اور ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ "نکسر حرھذا ببرد ھذا وبرد ھذا لحر ھذا" کہ ہم کھجور کی گرمی کو خربوزہ کی برودت سے اور خربوزہ کی برودت کو کھجور کی گرمی سے توڑتے ہیں۔

حفظان صحت کا ایک اصول: علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں، فیہ اثبات الطب والعلاج ومقابلۃ الشیٔ الضار بالشیٔ المضاد له فی طبعه۔ اس سے طب اور علاج معالجہ کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز طبعاً مضر ہوتی ہے اس کا توڑ اس کی ضد سے کرنا چاہئے۔

اس سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوا کہ کھانے پینے کی اشیاء میں مزاج کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ گرم مزاج والوں کو ٹھنڈی چیزیں کھانی چاہئیں اور سرد مزاج والوں کو گرم۔ اور اگر مزاج کے خلاف اشیاء استعمال کی جائیں تو ساتھ ہی اس کا توڑ بھی کرنا چاہیے۔

۱۲۳۴: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَکْلِ الْقِثَّاءِ بِالرُّطَبِ

۱۹۰۴: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مُوْسَی الْفَزَارِیُّ ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَاْکُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ۔

۱۲۳۴: باب ککڑی کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا

۱۹۰۴: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن سعد کی روایت سے جانتے ہیں۔

لغات: قثاء: بکسر القاف وتشدید الثاء المثلثة (المصباح المنیر) ککڑی اور کھیرا دونوں کے لئے یہ لفظ مستعمل ہے۔

کھجور اور ککڑی ملانے کے فوائد: اس کا ایک فائدہ تو وہی ہے کہ دونوں کی گرمی و ٹھنڈک میں اعتدال قائم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح ملا کر کھانے سے جسم میں فربہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ سے کی رخصتی کے زمانہ میں ان کی والدہ ان کو کھجور اور ککڑی ملا کر کھلاتی تھیں۔

۱۲۳۵: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شُرْبِ اَبْوَالِ الْاِبِلِ

۱۹۰۵: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا حُمَیْدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَیْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ اَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ ثَابِتٍ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ رَوَاهُ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ وَرَوَاهُ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ۔

۱۲۳۵: باب اونٹوں کا پیشاب پینا

۱۹۰۵: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ طیبہ آئے تو وہاں کی آب و ہوا ان لوگوں کو موافق نہ آئی۔ پس نبی اکرم ﷺ نے انہیں صدقے کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا ان کا (یعنی اونٹوں کا) دودھ اور پیشاب پیو۔ یہ حدیث ثابت کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔ یہ حدیث حضرت انسؓ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔ حضرت انسؓ سے ابوقلابہ نقل کرتے ہیں۔ سعد بن ابی عروبہ بھی قتادہ سے اور وہ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ان ناسا من عرینۃ قدموا المدینۃ: بعض روایات میں یہاں عرینہ کے بجائے ''عکل'' کالفظ وارد ہوا ہے (بخاری کتاب المغازی، باب قصۃ عکل وعرینۃ) اس طرح بخاری ہی کی روایت میں ''من عکل وعرینۃ'' ہے اور ایک روایت میں ''من عکل او عرینۃ'' ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ دراصل یہ آٹھ آدمی تھے جن میں سے تین قبیلہ عکل سے، چار قبیلہ عرینہ سے اور ایک آدمی کسی اور قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔

فاجتووھا: اس کے لغوی معنی ہیں مرض الجواء میں مبتلا ہو جانا، یہ پیٹ کی ایک بیماری ہوتی ہے جس میں پیٹ پھول جاتا ہے اس میں پیاس بہت لگتی ہے۔ اس کو استسقاء کی بیماری بھی کہا جاتا ہے۔ بعض حضرات نے ''اجتووا'' کے معنی آب وہوا کو ناموافق پانا کے کئے ہیں۔ دوسرے طرق کو دیکھتے ہوئے یہی معنی زیادہ راجح ہیں۔

وقال اشربوا من البانہا وابوالہا: یہاں دو مسئلے اختلافی ہیں۔ (۱) پہلا مسئلہ ''بول مایؤکل لحمہ'' کا ہے اور دوسرا مسئلہ تداوی بالمحرمات کا ہے۔

۱۔ ''بول مایؤکل لحمہ'' طاہر ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام مالک، امام محمد اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ یہ پاک ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی امام ابو یوسف اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ ''بول مایؤکل لحمہ'' نجس ہے۔ البتہ اختلاف فقہاء کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کو نجاست خفیفہ قرار دیتے ہیں۔

طہارت کے قائلین کی دلیل: ان کی دلیل حدیث باب ہے۔

قائلین بالنجاسۃ کی دلیل: ان حضرات کی ایک دلیل ابن ماجہ دارقطنی، مستدرک اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت ہے۔ ''استنزھوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ'' ان حضرات کی دوسری دلیل ترمذی کی حدیث ہے، نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل لحوم الجلالہ والبانہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ روث اور بعرۃ وغیرہ اگر نجس نہ ہوتے تو ایسے جانور کا گوشت کھانا منع نہ کیا جاتا۔

ان حضرات کی تیسری دلیل، مسند احمد میں حضرت سعد بن معاذ کی وفات کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی کہ قبر نے انہیں زور سے بھینچا اور فرمایا کہ یہ پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے تھا۔

اس مقام پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کے بعض طرق میں تصریح ہے کہ جب ان کی اہلیہ سے دریافت کیا گیا تو بتایا کہ وہ مویشی چرایا کرتے تھے اور ان کے پیشاب سے خاطر خواہ اجتناب نہیں کرتے تھے۔ (الکوکب الدری)

قائلین بالطہارت کے دلائل کے جوابات: ۱۔ یہ حکم آپؐ کے ساتھ مخصوص ہے کہ بذریعہ وحی آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ان ابوال کو پئے بغیر ان کی شفاء ممکن نہیں۔

۲۔ پیشاب پینے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ خارجی استعمال کا حکم تھا اور یہ جملہ درحقیقت ''علفتہا تبنا وماء باردا'' کی قبیل سے ہے۔ گویا کہ حکم یہ تھا۔ اشربوا من البانہا واستنشقوا من ابوالہا

تداوی بالمحرمات کا مسئلہ: دوسرا مسئلہ تداوی بالمحرمات کا ہے کہ حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر حالت اضطرار کی ہو۔ یعنی حرام استعمال کیئے بغیر جان بچانا مشکل ہو تو ضرورت کے بقدر تداوی بالمحرم بالاتفاق درست ہے۔

لیکن اگر جان کا خطرہ نہ ہو تو اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام مالکؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی تداوی بالمحرم مطلقاً

جائز ہے احناف میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمدؒ مطلقاً عدم جواز کے قائل ہیں جبکہ امام طحاویؒ کا مسلک یہ ہے کہ شراب کے علاوہ باقی تمام محرمات سے تداوی جائز ہے۔

امام ابو یوسفؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی طبیب حاذق یہ فیصلہ کرے کہ تداوی بالمحرم کے بغیر بیماری سے چھٹکارا ممکن نہیں تو اس صورت میں تداوی بالمحرم جائز ہوگا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک اس صورت میں تداوی بالمحرم مطلقاً ناجائز ہے۔

امام بیہقیؒ کے نزدیک تمام مسکرات سے تداوی ناجائز ہے جبکہ باقی محرمات سے جائز ہے۔

حدیث باب ان لوگوں کی دلیل ہے جو مطلقاً جواز کے قائل ہیں حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق حدیث کی توجیہہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ بات معلوم ہوچکی تھی کہ ان کی شفاء ابوال ابل میں منحصر ہے اس لئے ابوال ابل کے استعمال کی اجازت رحمت فرمائی۔

۱۲۳۶ بَابُ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهٗ

۱۹۰۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ ح وَثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجُرْجَانِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ زَاذَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَاْتُ فِي التَّوْرٰةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَرَاْتُ فِي التَّوْرٰةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَقَيْسٌ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَاَبُوْ هَاشِمٍ الرُّمَّانِيُّ اسْمُهٗ يَحْيَى بْنُ دِيْنَارٍ۔

۱۲۳۶: باب کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا

۱۹۰۶: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا کھانے میں برکت کا باعث ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ اس حدیث کو ہم صرف قیس بن ربیع کی روایت سے جانتے ہیں اور قیس بن ربیع حدیث میں ضعیف ہیں۔ ابو ہاشم رمانی کا نام یحییٰ بن دینار ہے۔

تشریح: کھانے سے قبل و بعد ہاتھ دھونا مسنون ہے اور یہ حدیث باب سے ثابت ہے۔ یہاں وضوء سے وضوء لغوی مراد ہے وضوء اصطلاحی مراد نہیں یعنی ہاتھ منہ دھونا مراد ہے والمراد بالوضوء غسل الیدین والفم من الدسومات۔

کھانے سے قبل ہاتھ دھونے کی حکمت: حکمت بالکل ظاہر ہے کہ اگر گندے اور جراثیم آلودہ ہاتھوں سے کھانا کھایا جائے گا تو صحت کے لئے مضر ہوگا اور بیماریوں کا سبب بنے گا۔ اس طرح کھانے کے بعد بھی ہاتھ نہ دھونا نقصان اور تکلیف کا باعث ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ''من بات وفی یدہ غمر و لم یغسلہ فاصابہ شئ فلا یلومن الا نفسہ'' (ترمذی) اس طرح ایک ضعیف حدیث میں ہے: من احب ان یکثر اللّٰہ خیر بیتہ فلیتوضأ اذا حضر غداءہٗ واذا رفع (ابن ماجہ)

سوال: اگلے باب کی حدیث سے آپ ﷺ کے عمل سے کھانے سے قبل ہاتھ نہ دھونا ثابت ہو رہا ہے؟

جواب: ا۔ اگلے باب کی حدیث میں وضوء سے وضوءِ شرعی مراد ہے کہ وہاں آپ ﷺ نے وضوءِ شرعی کی نفی فرمائی ہے۔ اور یہاں وضوءِ لغوی مراد ہے اس لئے کوئی اشکال نہیں۔

۲۔ بیانِ جواز کے لئے آپؐ نے ہاتھ دھونا ترک فرمایا، یعنی یہ بتانا مقصود تھا کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونا واجب نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ والاظهر انه ماغسلهما لبيان الجواز (مرقاة)

کان سفیان الثوری یکرہ : حضرت سفیان ثوریؒ کے کراہت کا قائل ہونا درست نہیں کیونکہ وجوب کی نفی سے کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ یا ہو سکتا ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ وضوءِ شرعی کو مکروہ سمجھتے ہوں۔

۱۲۳۷: بَابُ فِیْ تَرْکِ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الطَّعَامِ

١٩٠٧: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوْا اَلَا نَاْتِيْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلٰوةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَكْرَهُ غَسْلَ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُوْضَعَ الرَّغِيْفُ تَحْتَ الْقَصْعَةِ۔

۱۲۳۷: باب کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا

١٩٠٧: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بیت الخلاء سے نکلے تو کھانا حاضر کر دیا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی لائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وضو کا حکم صرف نماز کے وقت دیا گیا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ عمرو بن دینار اسے سعید بن حویرث سے اور وہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں علی بن مدینی، یحییٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے اور پیالے کے نیچے روٹی رکھنا مکروہ سمجھتے تھے۔

۱۲۳۸: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَكْلِ الدُّبَّاءِ

١٩٠٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ طَالُوْتَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ يَاْكُلُ الْقَرْعَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَالَكِ شَجَرَةً مَا اَحَبَّكِ اِلَّا لِحُبِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكِ وَفِى الْبَابِ عَنْ حَكِيْمِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

۱۲۳۸: باب کدو کھانا

١٩٠٨: حضرت ابو طالوت سے روایت ہے کہ میں حضرت انسؓ کے پاس حاضر ہوا تو وہ کدو کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے درخت میں تجھ سے کس قدر محبت کرتا ہوں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ تجھے پسند فرماتے تھے۔ اس باب میں حکیم بن جابرؓ بھی اپنے والد سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

١٩٠٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْمَكِّيُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

١٩٠٩: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلیٹ میں کدو تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔ پس میں اس وقت سے کدو کو پسند

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ فِي الصَّحْفَةِ يَعْنِي الدُّبَّاءَ فَلاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَتُرْوَى هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

کرتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

لغات: الدباء: بضم الدال وتشديد الموحدة والمد و قد يقصر۔ اس کا واحد ''دباءۃ'' آتا ہے۔ فارسی وارد و میں اسے کدو کہتے ہیں۔

تشریح: ما زالت احبها۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ عمل آپ ﷺ سے شدت محبت کی علامت ہے کہ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کی اداؤں سے اور اس کی پسندیدہ چیزوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کدو رغبت سے کھاتے تھے اس وجہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی رغبت کا اظہار ہے۔

کدو کے فوائد: اس کے فوائد بے شمار ہیں منجملہ ان میں سے یہ کہ یہ سریع الہضم ہوتا ہے اس کا مزاج سرد تر ہوتا ہے اس کے تخموں کا مغز بکثرت استعمال کیا جاتا ہے صفراء کی حدت اور بلند فشار خون کو تسکین دیتا ہے برکت والی سبزی ہے اس کے ذریعہ کھانے میں اضافہ کر کے دوسروں کو بھی شریک طعام کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ یہ فائدہ دیگر احادیث میں بھی مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے گھر میں حاضر خدمت ہوتو کدو سامنے رکھا ہوا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''القرع وهو الدباء نكثر به طعامنا'' فرمایا کہ کدو ہے اس کے ذریعہ ہم اپنا کھانا بڑھاتے ہیں۔ (ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ باب الدباء)

يتتبع الصفحة: آپ ﷺ کا پلیٹ میں کدو تلاش فرمانا دو صورتوں میں ہوسکتا ہے۔

۱۔ آپ ﷺ اپنی جانب سے تلاش فرما رہے تھے نہ کہ تمام پلیٹ میں ہاتھ گھما رہے تھے اس صورت میں یہ اشکال نہیں رہتا کہ آپ ﷺ کا تو فرمان ہے کہ اپنے سامنے سے کھاؤ پھر پلیٹ میں ہاتھ گھمانا کیونکر ہوا؟

۲۔ پوری پلیٹ سے کدو تلاش فرما رہے تھے، اور اشکال کا جواب یہ ہے کہ دوسروں کے آگے سے کھانے کی ممانعت کی علت یہ ہے کہ اس سے دیگر شرکاء طعام گھن محسوس کرتے ہیں لیکن جو صحابہ آپ ﷺ کے لعاب مبارک کو بھی متبرک سمجھیں، اور آپ ﷺ کے خون وغیرہ کو بھی مقدس سمجھ کر پی جائیں، تو آپ کا مبارک ہاتھ ان کے لئے گھن کا باعث کیسے ہوسکتا ہے لہٰذا اس صورت میں کوئی اشکال لازم نہیں آتا۔

۱۲۳۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الزَّيْتِ

۱۲۳۹: باب زیتون کا تیل کھانا

۱۹۱۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَضْطَرِبُ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرُبَّمَا ذَكَرَ فِيْهِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۹۱۰: حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! زیتون کا تیل لگاؤ اور کھاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے۔ اس حدیث کو ہم صرف عبدالرزاق کی معمر سے روایت سے جانتے ہیں اور عبدالرزاق اسے بیان کرنے میں مضطرب تھے۔ کبھی وہ حضرت عمر ؓ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں

وَرُبَّمَا رَوَاهُ عَلَى الشَّكِّ فَقَالَ اَحْسِبُهُ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرُبَّمَا قَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا۔

حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں اور کبھی زید بن اسلم سے بحوالہ ان کے والد مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

۱۹۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عُمَرَ۔

۱۹۱۱: ہم سے روایت کی ابو داؤد نے انہوں نے عبدالرزاق سے انہوں نے معمر سے وہ زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں اور اس میں عمرؓ کا ذکر نہیں کرتے۔

۱۹۱۲: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عَطَاءٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنَ الزَّيْتِ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عِيْسٰى۔

۱۹۱۲: حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیتون کھاؤ اور اس کا تیل استعمال کرو۔ یہ مبارک درخت سے ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ہم اس کو صرف عبداللہ بن عیسیٰ کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: زیتون ایک بابرکت پھل ہے اس کے متبرک ہونے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے من شجرة مبارکة زیتونة لاشرقیة ولاغربیة یکاد زیتها یضیئ ولولم تمسسه نار (القرآن: سورۃ النور: ۳۵) اس کے بابرکت ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی کہ یہ ارض مقدسہ میں پیدا ہوتا ہے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل جہان کو بے شمار انبیاء کو اور خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی کہ "اللھم بارك فی الزیت والزیتون" اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ اس کے کھانے سے بدن کو تقویت ملتی ہے جسم پر مالش سے کھال نرم رہتی ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے پیٹ صاف رہتا ہے جگر کی صفراوی پتھریوں کے اخراج کے لئے نہایت مفید ہے۔

کلوا من الزیت وادھنوا بہ: اس سے روٹی اور بغیر روٹی کے دونوں طرح کھانا مراد ہوسکتا ہے۔

۱۲۴۰: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَكْلِ مَعَ الْمَمْلُوْكِ

۱۲۴۰: باب باندی یا غلام کے ساتھ کھانا

۱۹۱۳: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يُخْبِرُهُمْ بِذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَفٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيَاْخُذْ بِيَدِهٖ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيَاْخُذْ لُقْمَةً فَلْيُطْعِمْهُ اِيَّاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۹۱۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کیلئے کھانا تیار کرتے ہوئے گرمی اور دھواں برداشت کرے تو اسے چاہیے کہ خادم کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بٹھالے اور اگر وہ انکار کرے تو لقمہ لے اور اسے کھلائے۔ یہ حدیث حسن

وَاَبُوْخَالِدٍ وَالِدُ اِسْمَاعِيْلَ اسْمُهٗ سَعْدٌ۔ صحیح ہے۔ابو خالد کا نام سعد ہے اور یہ اسماعیل کے والد ہیں۔

اذا کفا احدکم خادمہ: الخادم یطلق علی الذکر والانثی اعم من ان یکون رقیقا او حرا۔

اس حدیث میں مکارم اخلاق بیان کئے گئے ہیں کہ تمہارے خادم نے تمہارے لئے کھانا پکاتے وقت اس کا دھواں اور گرمی برداشت کرلی اس کی خوشبو سونگھ لی تو اب اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرو۔ یہی مطلب نوویؒ نے بیان فرمایا کہ ''فی ھذا الحدیث الحث علی مکارم الاخلاق، والمواساۃ فی الطعام، لاسیما فی حق من صنعہ او حملہ لانہ ولی حرہ ودخانہ وتعلقت بہ نفسہ وشم رائحتہ وھذا کلہ محمول علی الاستحباب'' (شرح مسلم للنووی)

فان ابی: حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں دو احتمال ہو سکتے ہیں۔ ا۔ابی کا فاعل ''سید'' ہو اس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ اگر آقا کسی وجہ سے اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے، تکبر کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مثلاً کھانا کم پڑ گیا ہے تو اس صورت میں ایک لقمہ ہی اس کو کھلا دو اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ تھوڑا سا کھانا اس کے لئے بچا دو تا کہ علیحدگی میں بلا جھجک کھا سکے۔

۲۔دوسرا احتمال یہ ہے کہ ابی کا فاعل ''خادم'' ہو۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ اگر خادم تواضعاً ساتھ بیٹھنے سے انکار کرے تو کم از کم ایک لقمہ ہی کھلا دو، یا تھوڑا سا علیحدہ دے دو تا کہ بلا جھجک کھا سکے۔

لیکن پہلا احتمال راجح معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تائید حضرت جابرؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ ''امرنا ان ندعوہ فان کرہ احدنا ان یطعم معہ فلیطعمہ فی یدہ'' کہ حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کو کھانے پر بلائیں، لیکن ہم میں سے کوئی اگر اس کو اپنے ساتھ کھلانا برا جانے تو پھر کھانا اس کے ہاتھ میں پکڑا دو۔ (مسند احمد)

۱۲۴۱: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ اِطْعَامِ الطَّعَامِ

۱۲۴۱: باب کھانا کھلانے کی فضیلت

۱۹۱۴: حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاضْرِبُوا الْهَامَ تُوْرَثُوا الْجِنَانَ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ وَشُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ عَنْ اَبِیْهِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

۱۹۱۴: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور کافروں کو قتل کرو۔ (یعنی جہاد کرو) اس طرح تم لوگ جنت کے وارث ہو جاؤ گے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، ابن عمر، انسؓ، عبداللہ بن سلام، عبدالرحمٰن بن عائشؓ اور شریح بن ہانیؓ بھی اپنے والد سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابو ہریرہؓ کی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

۱۹۱۵: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۹۱۵: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ اور سلام کو رواج دو۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں چند امور بیان کیے گئے ہیں جو دخول جنت کا سبب ہیں۔

ا۔افشوا السلام۔سلام کو پھیلاؤ۔سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو سلام کیا جائے خواہ وہ واقف ہو یا اجنبی۔

۲۔اطعموا الطعام: یہاں مالِ زکوٰۃ کے علاوہ اپنے زائد مال سے کھانا کھلانا مراد ہے۔اس میں ہدیہ،صدقہ،ضیافت سارے ہی امور آجاتے ہیں۔لیکن ان میں افضل یہ ہے کہ بھوکوں کو اور محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ ’’افضل الصدقة ان تشبع كبدًا جائعًا‘‘ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ بھوکے کا پیٹ بھر دیا جائے۔(مجمع الزوائد)

الغرض یہ تمام اور جنت میں لے جانے والے ہیں۔

۱۲۴۲: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ فَضْلِ الْعَشَاءِ

۱۹۱۶: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ یَعْلٰی الْکُوْفِیُّ ثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِیُّ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عَلَّاقٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَاِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَنْبَسَةُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَلَّاقٍ مَجْهُوْلٌ۔

۱۲۴۲: باب رات کے کھانے کی فضیلت

۱۹۱۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کا کھانا ضرور کھایا کرو اگرچہ مٹھی بھر کھجوریں ہی ہوں۔کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنا بوڑھا کر دیتا ہے۔یہ حدیث منکر ہے۔ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔عنبسہ کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے۔عبدالملک بن علاق مجہول ہے۔

لغات: قوله: تعشوا:من التعش، وهو اكل طعام العشاء شام کے کھانے کو عشاء کہتے ہیں۔

حشف: بفتحتین: ردی اور خراب کھجوریں جن میں گٹھلی اور گودا نہیں ہوتا۔

مهرمة: هَرِمَ الرجل هَرَمًا ومحرمةً، بوڑھا اور کمزور ہونا۔

مهرمة: بڑھاپے کا سبب

تشریح: اس حدیث میں شام کو بھوکا رہنے کا نقصان اور شام کا کھانا کھانے کی ترغیب آئی ہے علامہ مناویؒ وجہ اس کی یہ بیان فرماتے ہیں کہ:لان النوم مع خلو المعدة يورث تحليلا للرطوبات الاصلية لقوة الهاضمة، یعنی خالی پیٹ رات کو سونے سے معدے میں موجود رطوبات اصلیہ جو ہضم میں مدد دیتی ہیں تحلیل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔(فیض القدیر)

لیکن یہ روایت انتہائی درجہ کی ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی محمد بن یعلیٰ کوفی ضعیف ہے اور دوسرا راوی عبدالمالک بن علاق مجہول ہے۔پھر صحاح ستہ میں امام ترمذی کے علاوہ کسی نے یہ حدیث ذکر نہیں کی،لہٰذا اسی وجہ سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔

اس حدیث کے بارے میں قتیبی کہتے ہیں کہ ’’هذه الكلمة جارية على السنة الناس ولست ادرى أرسول الله صلى الله عليه وسلم ابتدأها ام كانت تقال قبله‘‘ یہ کلمہ لوگوں کی زبان پر تو جاری وساری ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ آیا حضور ﷺ نے یہی پہلی مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا یا لوگوں میں پہلے ہی بولا جاتا تھا۔(النہایۃ)

۱۲۴۳: بَابُ مَاجَآءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ

۱۹۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ قَالَ ادْنُ يَا بُنَيَّ وَسَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي وَجْزَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ وَأَبُو وَجْزَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ۔

۱۲۴۳: باب کھانے پر بسم اللہ پڑھنا

۱۹۱۷: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ ہشام بن عروہ ابو وجزہ سعدی اور قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی کے واسطہ سے بھی حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے یہ حدیث منقول ہے۔ ہشام بن عروہ کے ساتھیوں نے اس حدیث کی روایت میں اختلاف کیا ہے۔ ابو وجزہ سعدی کا نام یزید بن عبید ہے۔

۱۹۱۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي السَّوِيَّةِ أَبُو الْهُذَيْلِ قَالَ ثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِكْرَاشٍ عَنْ أَبِيهِ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ بَعَثَنِي بَنُو مُرَّةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِصَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ الْمَدِينَةَ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلٰى بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ فَأُتِينَا بِجَفْنَةٍ كَثِيرَةِ الثَّرِيدِ وَالْوَذْرِ فَأَقْبَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهَا فَخَبَطْتُ بِيَدِي فِي نَوَاحِيهَا وَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى يَدِي الْيُمْنٰى ثُمَّ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ ثُمَّ أُتِينَا بِطَبَقٍ فِيهِ أَلْوَانُ التَّمْرِ أَوِ الرُّطَبِ شَكَّ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّبَقِ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ ثُمَّ أُتِينَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ هٰذَا الْوُضُوءُ مِمَّا غَيَّرَتِ

۱۹۱۸: حضرت عکراش بن ذویبؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بنو مرہ بن عبید نے اپنی زکوٰۃ کا مال دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ جب میں مدینہ پہنچا تو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ مہاجرین اور انصار کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ام سلمہؓ کے ہاں لے گئے اور فرمایا کھانے کیلئے کچھ ہے۔ پس ایک بڑا پیالہ لایا گیا جس میں بہت سا ثرید اور بوٹیاں تھیں، ہم نے کھانا شروع کر دیا اور میں اپنا ہاتھ کناروں میں مارنے لگا۔ جبکہ آپ ﷺ اپنے سامنے سے کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا عکراش ایک جگہ سے کھاؤ پورا ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔ پھر ایک تھال لایا گیا جس میں مختلف قسم کی خشک یا تر کھجوریں تھیں (عبید اللہ کو شک ہے) میں نے اپنے سامنے سے کھانا شروع کر دیا جبکہ نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ مبارک تھال میں گھومنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عکراش جہاں سے جی چاہے کھاؤ۔ اس لیے کہ یہ ایک قسم کی نہیں ہیں۔ پھر پانی لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس سے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر گیلے ہاتھ چہرہ مبارک، بازوؤں اور سر پر مل لیے

النَّارُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْعَلَاءِ بْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ تَفَرَّدَ الْعَلَاءُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

اور فرمایا: عکراش جو چیز آگ پر پکی ہوئی ہو اس سے اس طرح وضو کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف علاء بن فضل کی روایت سے جانتے ہیں۔ علاء اس حدیث میں متفرد ہیں۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

۱۹۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِيَ فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَكَلَهٗ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا اِنَّهٗ لَوْسَمّٰى لَكَفَاكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۱۹: حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی کھانے لگے تو بسم اللہ پڑھے اور اگر بھول جائے تو کہے ''بسم اللہ فی اولہ وآخرہ'' اسی سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا کھارہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اس نے دو لقموں میں سارا کھانا کھالیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ بسم اللہ پڑھتا تو یہ کھانا تمہیں بھی کافی ہوتا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: جمہور علماء کے نزدیک کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے جبکہ بعض علماء کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، وہ کہتے ہیں کہ احادیث میں وارد بسم اللہ کا امر وجوب کے لئے ہے۔

بسم اللہ کی کیفیت: احادیث میں کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کے مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں چنانچہ ابوداوٗد کی روایت ہے کہ: اذا اکل احدکم طعاما فلیقل بسم اللّٰہ، جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ کہے۔ مستدرک حاکم کی روایت میں ''بسم اللّٰہ وعلی برکۃ اللّٰہ'' کے الفاظ ہیں۔ امام نوویؒ اپنی کتاب ''الاذکار'' میں کھانے کے آداب کے تحت فرماتے ہیں کہ ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھے مقصود یہی ہے کہ کھانے سے پہلے اللہ کا نام لینا سنت ہے، یہ سنت صرف ''بسم اللہ'' سے بھی ادا ہوجائے گی۔ اور ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' سے بھی ادا ہو جائے گی۔ ''بسم اللّٰہ وعلی برکۃ اللّٰہ'' بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ کھانا شروع کرے تو بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی بسم اللہ پڑھنا یاد آجائے۔ نیز جنبی وحائضہ وغیرہ بھی بسم اللہ پڑ مدگے۔

مشروبات میں تسمیہ: پینے کی اشیاء مثلاً پانی، دودھ، شہد، شوربہ، دوائی اور تمام مشروبات میں بھی بسم اللہ پڑھی جائے۔

فان نسی فی اولہ فلیقل بسم اللّٰہ فی اولہ وآخرہ: کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ یاد نہ رہی تو درمیان میں جب بھی یاد آئے تو تسمیہ اس طرح پڑھی جائے۔

کیا ایک کا تسمیہ پڑھنا سب کے لئے کافی ہے؟: علماء نے لکھا ہے کہ اگر چند افرادا رکھانا کھارہے ہوں تو کسی ایک کا بسم اللہ پڑھنا سب کے لئے کافی ہے مگر مستحب یہی ہے کہ سب پڑ مد۔ البتہ جو شخص بعد میں آئے وہ اپنی بسم اللہ خود پڑھے اگر وہ خود

نہیں پڑھے گا تو سارے کھانے کی برکت ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

۱۲۴۴: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْبَیْتُوْتَةِ وَ فِیْ یَدِهٖ رِیْحُ غَمَرٍ

۱۲۴۴: باب چکنے ہاتھ دھوئے بغیر سونا مکروہ ہے

۱۹۲۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ ثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ الْوَلِیْدِ الْمَدَنِیُّ عَنْ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ حَسَّاسٌ لَحَّاسٌ فَاحْذَرُوْهُ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِهٖ رِیْحُ غَمَرٍ فَاَصَابَهٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۹۲۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان بہت حساس اور جلد ادراک کرنے والا ہے۔ پس تم اس سے اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ جو آدمی اس حالت میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو پھر اسے کوئی چیز کاٹ ڈالے تو وہ صرف اپنے نفس کی ملامت کرے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح اپنے والد سے وہ ابو ہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں۔

۱۹۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ اَبُوْ بَکْرٍ الْبَغْدَادِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِیُّ ثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِهٖ رِیْحُ غَمَرٍ فَاَصَابَهٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۹۲۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہاتھوں میں چکنائی لگے ہوئے سو جائے پھر اسے کوئی چیز کاٹ ڈالے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو اعمش سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

لغات: الغمر: بفتح الغین والمیم: الدسم والزهومة من اللحم۔ یعنی گوشت یا چکناہٹ کی بو۔

لحاس: اسم مبالغہ ہے یعنی بہت زیادہ چاٹنے والا۔

تشریح: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مسنون ہے۔ کوئی شخص ہاتھ دھوئے بغیر سو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ہاتھوں کی چکناہٹ یا بو کی وجہ سے کوئی کیڑا مکوڑا اس کے ہاتھ سے چمٹ جائے۔ کیونکہ کیڑے مکوڑوں کی قوت شامہ بہت تیز ہوتی ہے۔ تو نقصان پہنچنے کی صورت میں انسان اپنے آپ کو ہی لعنت ملامت کرے کہ اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہی ایسا ہوا۔

طبرانی میں اسی سے متعلق روایت ہے کہ: ''من بات وفی یده ریح غمر فاصابه وضح ای برص۔ فلا یلومن الانفسه'' کوئی ہاتھ میں چکناہٹ لئے سو گیا اور اس کو برص کی بیماری لاحق ہو گئی تو خود کو ہی ملامت کرے۔ عون میں ہے کہ ''لان الیه حینئذ اذا وصلت الی شیء من بدنه بعد عرقه فربما ادرك ذلك'' برص کی بیماری اس لئے ہو سکتی ہے کہ جب پسینہ آنے کے بعد یہ آلودہ ہاتھ جسم پر کہیں لگتا ہے تو بسا اوقات برص کی بیماری کا سبب بن جاتا ہے ابواب الاطعمہ کی یہ آخری حدیث تھی۔ آئندہ ابواب الاشربہ کی تفصیل آ رہی ہے۔

خلاصۃ الابواب :قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو اونٹوں کا پیشاب پلایا گیا یہ بطور دوا تھا (۲) کھانے سے پہلے وضو اور بعد میں ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے گویا نبی کریم ﷺ نے تورات کی اس تعلیم کی تائید فرمائی ہے۔جبکہ آپ ﷺ نے کھانے سے پہلے وضو نہیں بھی کیا۔(۳) حضور ﷺ کو زیتون اور کدو پسند تھا (۴) نوکر کو اپنے ساتھ کھانا کھلانا چاہیے۔ (۵) سلام کو پھیلانے کی ترغیب، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سلام کرو خواہ اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔لوگوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب۔قرآن کریم میں لوگوں کے جنت میں نہ جانے کا سبب یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو کھانا نہ کھلاتے تھے۔جنت کا وارث بننے کے لئے جہاد بالکفار کرنا چاہیے۔(۶) رات کا کھانا کھانا چاہیے قلیل مقدار میں ہی کیوں نہ ہو کھانا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کو ترک کرنا گویا جلد بڑھاپے کو دعوت دینا ہے (۷) کھانے کے بعد ہاتھ لازماً دھونا چاہئے کیونکہ ہاتھوں پر لگی ہوئی چکنائی کیڑوں کو دعوت دیتی ہے اور اس فعل کو نہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ صرف خود کو ملامت کرے۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْاَشْرِبَةِ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
پینے کی اشیاء کے ابواب
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں

۱۲۴۵: بَابُ مَاجَآءَ فِي شَارِبِ الْخَمْرِ

۱۹۲۲: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ أَبُوْزَكَرِيَّا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعُبَادَةَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ وَابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ۔

۱۹۲۳: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ قِيْلَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَهْرٌ مِنْ صَدِيْدِ أَهْلِ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ

۱۲۴۵: باب شراب پینے والے

۱۹۲۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ پس جو شخص دنیا میں شراب پینے اور اس کا عادی ہونے کی حالت میں مرجائے تو وہ آخرت میں شراب نہیں پی سکے گا (یعنی جنت کی)۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، ابوسعیدؓ، عبداللہ بن عمروؓ، عبادہؓ ابو مالک اشعریؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بواسطہ نافع حضرت ابن عمرؓ سے متعدد طرق سے مروی ہے۔ مالک بن انس اسے نافع سے اور وہ ابن عمرؓ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں۔

۱۹۲۳: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شراب پی اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں اور اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور پھر اگر وہ دوبارہ شراب پیئے تو اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں اور اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور اگر چوتھی مرتبہ یہی حرکت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں فرماتا اور اس کو کیچڑ کی نہر سے پلائے گا لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمرؓ) کیچڑ کی نہر کیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا دوزخیوں

حَسَنٌ وَقَدْ رُوِیَ نَحْوُہٗ ھٰذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کی پیپ۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابن عباسؓ اور عبداللہ بن عمروؓ دونوں نبی اکرمؐ سے اسی کے مثل احادیث نقل کرتے ہیں۔

تعداد ابواب واحادیث: اشربۃ کے تحت اکیس ابواب اور چھتیس احادیث ہیں۔

لغات: اشربہ شراب کی جمع ہے۔ عربی میں ہر مشروب کو شراب کہتے ہیں۔

تشریح: کل مسکر حرام۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے اس کی تفصیل آئندہ آنے والے باب ما اسکرہ کثیرہ فقلیلہ حرام کے تحت آئے گی۔

لم یشربھا فی الاخرۃ: امام نوویؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ معناہ انہ یحرم شربھا فی الجنۃ وان دخلھا۔ یعنی جنت میں داخل ہونے کے باوجود وہ شراب سے محروم رہے گا۔

اس توجیہ پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جنت میں تو ہر منہ مانگی چیز ملے گی انسان جس چیز کی خواہش کرے گا وہ حاضر ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم ولکم فیھا ماتدعون۔ (القرآن: سورۃ حم سجدہ:۳۱) اس اشکال کے دو جوابات دیئے گئے ہیں۔

(۱) اس کو شراب کی خواہش ہی بھلادی جائے گی۔

(۲) شراب یاد آنے کے باوجود اس کو پینے کی خواہش ہی نہ ہوگی، اور ان دونوں صورتوں میں بہرحال جنت کی ایک نعمت سے محرومی ہوئی۔ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ یہاں مراد یہ ہے ''انہ لم یدخل الجنۃ'' کہ وہ جنت میں داخل ہی نہ ہوگا کہ شراب اہل جنت کا مشروب ہے اور لم یشربھا فی الاخرۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہی نہ ہوگا۔ (النہایہ) الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں۔ لم تقبل لہ صلوۃ اربعین صباحا: اس کا معنی امام نوویؒ یہ بیان فرماتے ہیں کہ: ان لکل طاعۃ اعتبارین: احدھما سقوط القضاء عن المودی، وثانیھما ترتیب حصول الثواب۔ تو یہاں عدم قبولیت سے دوسرا معنی مراد ہے کہ اس کی نمازوں پر ثواب نہ ملے گا۔ اگرچہ ذمہ سے ساقط ہو جائیں گی۔ (شرح مسلم للنووی)

خصوصاً نماز کا تذکرہ کیوں کیا؟: نماز کی تخصیص کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (۱) چونکہ نماز ہی اس کی حرمت کا سبب ہے اس وجہ سے خاص طور پر نماز کا تذکرہ کیا۔ (۲) نماز چونکہ ام العبادات ہے۔ اور شراب ام الخبائث ہے۔ اس وجہ سے ام الخبائث کا ارتکاب ام العبادات کی قبولیت سے محرومی کا سبب بنی۔ (۳) بدنی عبادات میں چونکہ نماز سب سے افضل عبادت ہے تو جب نماز ہی قبول نہ ہوگی تو باقی عبادات کہاں قبولیت کا درجہ حاصل کر سکتی ہیں۔

اربعین صباحا: ۱۔ اس کا ظاہری اور متبادر الفہم معنی تو یہ ہے کہ چالیس دن تک اس کی صبح کی نماز (فجر کی نماز) قبول نہ ہوگی۔ ۲۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ چالیس دن تک تمام نمازیں قبول نہ ہوں گی۔

فان تاب لم یتب اللہ علیہ: اگر چوتھی مرتبہ اس سے پھر یہ حرکت سرزد ہوئی تو اب اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ یہ شدید ترین زجر وتوبیخ کی قبیل سے ہے کہ قبولیت کا دروازہ بند ہو گیا، ورنہ عام ضابطہ تو یہ ہے کہ ''ما اصر من استغفر و ان عاد فی الیوم سبعین مرۃ'' استغفار کرنے والا گناہوں پر اصرار کرنے والا نہیں ہے اگرچہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ (ابوداؤد وترمذی) گویا

کہ اس نے اللہ کی رحمت کو گناہوں کے لئے آڑ بنالیا اس وج سے اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ کہ اب اس کے دل پر گناہوں کی وجہ سے میل جم گیا ہے ’’کلا بل ران علی قلوبھم بما کانوا یکسبون‘‘ تو جس طرح میلے برتن پر قلعی نہیں ہوتی بلکہ برتن کو صاف کر کے قلعی کی جاتی ہے اس طرح اب اس کا دل میلا ہو گیا اور میلے دل پر اللہ کی معرفت کا نور نہیں جمتا اس وجہ سے چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ توبہ کی قبولیت سے بھی محرومی ہو جاتی ہے۔ باقی رہا یہ اشکال کہ کافر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے یہ مسلمان ہونے کے باوجود توبہ کی قبولیت کا حقدار کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کافر تو ابھی نعمت ایمان سے بے بہرہ ہے۔ ایمان کا ذائقہ اس نے چکھا ہی نہیں۔ لیکن مسلمان تو ایمان کی حلاوت اور اس کا ذائقہ چکھ چکا ہے۔ ایمان کی چاشنی چکھنے کے بعد غلیظ شراب سے اپنی زبان کا ذائقہ تبدیل کرنا معمولی جرم تو نہیں۔ جیسا کہ ذمی کی حفاظت کا حکم ہے لیکن مسلمان اگر مرتد ہو جائے تو قتل کا حکم ہے۔ (وقس علی ھذا مدمن الخمر)

۱۲۴۶: بَابُ مَا جَآءَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

۱۹۲۴: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا مَعْنٌ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

۱۹۲۵: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَالْاَشَجِّ الْعَصَرِيِّ وَدَيْلَمَ وَمَيْمُوْنَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَبُرَيْدَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَقُرَّةَ الْمُزَنِيِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

۱۲۴۶: باب ہر نشہ آور چیز حرام ہے

۱۹۲۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ پینے والی چیز جو نشہ کرتی ہے وہ حرام ہے۔

۱۹۲۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، ابو سعیدؓ، ابو موسیٰؓ اشج عصریؓ، دیلمؓ، عائشہؓ، میمونہؓ، ابن عباسؓ قیس بن سعدؓ، نعمان بن بشیرؓ، معاویہؓ، عبداللہ بن مغفلؓ، ام سلمہؓ، بریدہؓ، ابو ہریرہؓ، وائل بن حجرؓ اور قرۃ مزنیؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے اور ابو سلمہؓ سے بھی بواسطہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کی حدیث مرفوعاً منقول ہے۔ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔ کئی افراد نے بواسطہ محمد بن عمرو، ابو سلمہؓ اور ابو ہریرہؓ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنی حدیث روایت کی۔ بواسطہ ابو سلمہؓ اور ابن عمرؓ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

لغات: البتع: بکسر الموحدۃ وسکون الفوقیۃ وھو: نبیذ العسل۔ اس حدیث میں مسکر سے بالفعل نشہ کرنا مراد ہے یا

بالقوۃ، نبیذوں کے حلال ہونے کے قائلین علماء بالفعل نشہ آور ہونا مراد لیتے ہیں جبکہ حرمت کے قائلین بالقوۃ نشہ آور ہونا مراد لیتے ہیں تفصیل آئندہ باب میں آرہی ہے۔

۱۲۴۷: بَابُ مَاجَاءَ مَااَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ

۱۹۲۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَثَنَا عَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوٗدَ ابْنِ بَكْرِ بْنِ اَبِى الْفُرَاتِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَااَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ وَفِى الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَخَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ۔

۱۹۲۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى بْنِ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ ح وَثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ مَااَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ فَمِلْاُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ قَالَ اَحَدُهُمَا فِىْ حَدِيْثِهِ الْحَسْوَةُ مِنْهُ حَرَامٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاهُ لَيْثُ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمٍ وَالرَّبِيْعُ بْنُ صَبِيْحٍ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ الْاَنْصَارِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ وَاَبُوْ عُثْمَانَ الْاَنْصَارِيُّ اسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ وَيُقَالُ عُمَرُ بْنُ سَالِمٍ۔

۱۲۴۷: باب جس چیز کی بہت سی مقدار نشہ دے اس کا تھوڑا سا استعمال بھی حرام ہے

۱۹۲۶: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دیتی ہے اس کی تھوڑی مقدار استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ اس باب میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔

۱۹۲۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ جس سے ایک فرق (تین صاع کا پیمانہ) نشہ لائے۔ اس کا ایک چلو بھی پینا حرام ہے۔ عبداللہ یا محمد میں سے کسی نے اپنی حدیث میں ''حسوہ'' کے الفاظ نقل کئے ہیں یعنی ایک گھونٹ پینا بھی حرام ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اسے لیث بن ابی سلیم اور ربیع بن صبیح، ابوعثمان انصاری سے مہدی بن میمون کی حدیث کے مثل نقل کرتے ہیں۔ ابوعثمان انصاری کا نام عمرو بن سالم ہے۔ انہیں عمر بن سالم بھی کہا گیا ہے۔

اقسام خمر اور مذاہب ائمہ: حرام شرابیں چار قسم کی ہیں۔

۱۔ خمر: هو النی من ماء العنب اذا اشتد وغلا وقذف بالزبد۔ یعنی انگور کا کچا شیرہ جب اس میں جوش آجائے اور وہ اٹھے اور اس پر جھاگ آئے۔

خمر کی یہ تعریف امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے جبکہ صاحبینؒ ''قذف بالزبد'' کی قید نہیں لگاتے، یعنی صاحبین کے نزدیک جھاگ آنا ضروری نہیں۔ بلکہ جب اس میں جوش آئے اور وہ اٹھے تو وہ خمر ہے۔ جبکہ جمہور علماء کے نزدیک انگور کے کچے شیرے کی

تخصیص نہیں ان کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔حدیث باب ان کی دلیل ہے۔

خمر کا حکم: خمر بالاجماع حرام ہے۔یہ نجس العین ہے۔اس کا قلیل وکثیر سب حرام ہے اس کو حلال قرار دینے والا کافر ہے کیونکہ وہ نص قطعی کا منکر ہے اس کے پینے والے پر حد جاری کی جائے گی چاہے نشہ ہو یا نہ ہو۔البتہ سرکہ بن جانے کی صورت میں تبدل ماہیت ہو جاتا ہے اور سکر نہیں رہتا اس وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے۔

حرمت خمر کے دلائل: ا۔ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا۔(سورۃ النحل: آیت: ٦٧)
اس آیت میں کھجور کی شراب کا تذکرہ تو کیا لیکن انگور کی شراب یعنی خمر کا تذکرہ نہیں کیا۔پھر رزقا کی طرح اس کے ساتھ حسنا کی صفت ذکر نہ کر کے اشارہ فرما دیا کہ اچھی چیز نہیں،عنقریب حرام ہونے والی ہے۔

۲۔یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما۔(سورۃ البقرہ:۲۱۹)اس آیت کے نزول پر لوگ سمجھ گئے کہ عنقریب حرمت نازل ہونے والی ہے لیکن واضح طور پر چونکہ حرمت نازل نہ ہوئی تھی اس لئے پیتے رہے۔

۳۔یایها الذین امنوا لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری۔(سورۃ النساء:۴۳)اس آیت کے نزول کا سبب یہ بنا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے صحابہ کی دعوت کی،اور دعوت میں شراب پلائی گئی۔مغرب کی نماز کا وقت آیا تو حضرت علیؓ کو امام بنایا گیا انہوں نے سورۃ الکافرون پڑھی،اور نشہ کی وجہ سے سب جگہ سے لا حذف کر دیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔چونکہ حکم تھا کہ ''حتی تعلموا ما تقولون'' چنانچہ لوگ ظہر کی نماز سے کافی دیر پہلے تک شراب نہ پیتے اور پھر دوبارہ عشاء کے بعد پینے کی نوبت، آتی،اس طرح کثرت شراب نوشی کے بجائے کم پینے کے عادی ہوگئے۔

۴۔یایها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلوۃ فهل انتم منتهون۔(سورۃ المائدۃ:۹۰،۹۱)

ان آیات کے تحت علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ان دو آیتوں میں حرمت خمر پر سات دلائل ہیں۔(۱)اس کو ''رجس'' کہا گیا، یعنی ناپاک ونجس اور ناپاک ونجس چیز حرام ہوتی ہے۔(۲)من عمل الشیطان کہا گیا،اور شیطانی عمل حرام ہوتا ہے۔(۳)فاجتنبوہ اجتناب کا حکم حرمت کی دلیل ہے۔(۴)لعلکم تفلحون،یعنی عدم اجتناب خسران کا سبب ہے،جو کہ حرمت کی دلیل ہے۔(۵) ''یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء''،بغض وعداوت کا سبب بننے والی چیز حرام ہوتی ہے۔(۶)''ویصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلوۃ''جو چیز ذکر و نماز سے غافل کر دے اس کا حرام ہونا ظاہر ہے۔(۷)فهل انتم مفتهون۔یہ اللہ کی طرف سے شدید ڈانٹ ہے کہ باز آتے ہیں یا نہیں۔ظاہر ہے یہ حرمت کی دلیل ہے۔

شراب کی باقی اقسام

۲۔طلاء،(انگور کا شیرہ)اس کو پکا کر دو تہائی سے کم جلایا جائے،جبکہ اس میں جوش آجائے۔اور وہ اٹھے اور اس میں جھاگ آجائے۔(صاحبین کے نزدیک جھاگ آنا ضروری نہیں)اس کو طلاء کہتے ہیں۔دو تہائی یا اس سے زیادہ جلایا جائے تو پھر سکر

نہیں رہتا، اس لئے حلال ہوگا۔

طلاء کا حکم: عندالاحناف انگوری شراب ہونے کی وجہ سے حرام ہے، خمر میں اور اس میں صرف اتنا فرق ہے کہ خمر کو پکایا نہیں جاتا اور اس کو پکایا جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر ائمہ کے نزدیک بھی حرام ہے۔ البتہ امام اوزاعی اس کو مباح کہتے ہیں۔

۳۔ سکر: کھجور کا کچا شیرہ، اس کو نقیع التمر بھی کہتے ہیں۔ چھوہارے یا تازہ کھجوریں پانی میں بھگودی جائیں، وہ گل جائیں اور پانی میٹھا ہوجائے۔ پھر جوش آئے اور اٹھے اور اس میں نشہ پیدا ہوجائے۔

سکر یا نقیع التمر کا حکم: یہ احناف کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، حرام قطعی اس وجہ سے نہیں کہ اس کی حرمت خبر واحد سے ثابت ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حرام اور قاضی شریک بن عبداللہ النخعیؒ کے نزدیک مباح ہے۔

۴۔ **نقیع الزبیب:** کشمش پانی میں بھگو کر دیر تک رکھی جائے۔ دیر تک رکھنے کی وجہ سے اس میں جوش پیدا ہو اور وہ اٹھے (یعنی گاڑھا پن پیدا ہوجائے) اور اس میں نشہ پیدا ہو تو یہ نقیع الزبیب کہلاتی ہے۔

نقیع الزبیب کا حکم: یہ احناف اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حرام ہے جبکہ امام اوزاعیؒ کے نزدیک مباح ہے۔

مذکورہ بالا تینوں شرابوں کی حرمت چونکہ خمر کی طرح قطعی نہیں چنانچہ اس کو حلال کہنے والا کافر نہ ہوگا، ان کے پینے والے پر حد اس وقت لگائی جائے گی جب اس کو نشہ چڑھ جائے۔

مذکورہ بالا شراب کی چار اقسام میں سے پہلی قسم میں کسی قسم کا اختلاف نہیں سب کے نزدیک حرام ہے اور سب کے نزدیک اس کے پینے والے پر حد جاری ہوگی چاہے قلیل پئے یا کثیر۔ باقی تین اقسام میں اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ حرام و نجس ہیں، لیکن احناف کے نزدیک ان کی حرمت ظنی ہونے کی وجہ سے اس وقت تک حد نہیں لگائی جائے گی جب تک کہ پینے والے پر نشہ نہ چڑھ جائے۔ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چاہے نشہ چڑھے یا نہ چڑھے اس کے پینے والے پر حد لگائی جائے گی۔

نشہ آور نبیذوں کا حکم: مذکورہ چار شرابوں کے علاوہ جو بھی شراب ہے خواہ شہد کی ہو، مکئی کی ہو یا گیہوں اور جو وغیرہ کی ہو شیخینؒ کے نزدیک اس کی اتنی مقدار پینا حلال ہے جو نشہ آور نہ ہو، عبادت پر قوت حاصل کرنے کی غرض سے اس کا پینا جائز ہے۔

دیگر ائمہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک ان کا قلیل وکثیر سب حرام ہے اور فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔

(درمختار، ج۵ ص۳۲۲)

جمہور کے دلائل: (۱) ابواب الاشربہ کی پہلی حدیث "کل سکر خمر"، (۲) باب دوم کی حدیث: کل شراب اسکر فھو حرام۔ (۳) باب سوم کی حدیث: ما اسکر قلیلہ فکثیرہ حرام۔ (۴) ما اسکر الفرق منہ فملأ الکف منہ حرام (مشکوٰۃ، کتاب الحدود)

شیخین کے دلائل: (۱) ابوداؤد کی روایت ہے کہ: نقیر، مزفت، دباء اور حنتم میں بنائی ہوئی نبیذ نہ پیو، اور چمڑے کی مشک جس کا منہ باندھا گیا ہو اس میں بنائی ہوئی نبیذ پیو۔ پس اگر وہ گاڑھی ہوجائے اور اس میں جوش آجائے اور نشہ پیدا ہو تو اس کو پانی سے توڑ دو اور اگر وہ تم کو تھکا دے یعنی پانی سے بھی جوش ختم نہ ہو تو اس نبیذ کو پھینک دو۔ (ابوداؤد)

۲۔ حضرت عباسؓ کا فتویٰ سنن بیہقی میں موجود ہے۔ حرمت الخمر بعینھا القلیل منھا والکثیر، والسکر من کل

شراب خمر فی نفسہ حرام ہے اس کا قلیل وکثیر سب حرام ہے۔اور دیگر اشربہ میں سے نشہ آور مقدار حرام ہے۔

۳۔طحاوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثر ہے (جو کہ صحیح سند سے ثابت ہے) کہ نبیذ میں نشہ پیدا ہو گیا تھا تو آپؓ نے فرمایا: ''اس نشہ کو پانی سے توڑو۔''

اسی طرح طحاوی اور دوسرے آثار بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے شیخین غیر نشہ آور نبیذ کی حلت کے قائل ہیں۔

امام اعظمؒ کا عمل: یہ تو دلائل کے روشنی میں امام اعظمؒ کا فتویٰ تھا لیکن خود ان کا تقویٰ کس معیار کا تھا اس کا اندازہ ان کے اس قول سے ہوتا ہے ''**لواعطيت جميع مافي الدنيا ومثلها لأشرب قطرة نبيذ فلا اشربه فانه مختلف فيه ولواعطيت جميع مافي الدنيا لأحرم عليكم النبيذ لا أحرمه لانه مختلف فيه**'' اگر مجھے دنیا بھر اور اس جیسی ایک اور دنیا کی دولت اس لئے دے دی جائے کہ میں اس نبیذ کا صرف ایک قطرہ پی لوں، تو ہرگز نہ پیوں گا۔ کیونکہ اس (کی حلت وحرمت) میں علماء کا اختلاف ہے۔اور اگر مجھے دنیا بھر کی دولت اس لئے دے دی جائے کہ میں تم پر نبیذ حرام کر دوں تو ہرگز نہ کروں گا کیونکہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔
(فیض الباری:۴/ ۳۵۵)

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ جمہور اور شیخین کے درمیان دو اختلاف ہیں۔(۱) جمہور کے ہاں اشربہ اربعہ (خمر، یعنی، سکر یعنی نقیع التمر، نقیع الزبیب) خمر ہیں اور ان کا حکم قطعی ہے۔جبکہ شیخین کے نزدیک خمر (یعنی عصیر العنب) قطعی الثبوت ہے جبکہ باقی تین اشربہ ظن الثبوت ہیں۔شارب خمر پر مطلق شرب پر حد لگائی جائے گی نشہ ہو یا نہ ہو، جبکہ بقیہ تین اشربہ کے پینے والی پر اس وقت حد لگائی جائے گی جب نشہ ہو۔

۲۔جمہور کے نزدیک مذکورہ چار شرابوں کے علاوہ جو نبیذیں ہیں ان کا پینا بھی جائز نہیں، خواہ بالفعل ان میں نشہ نہ ہو جبکہ شیخین کے نزدیک ایسی نبیذ کا پینا جس میں بالفعل نشہ نہیں جائز ہے۔

لیکن فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔

امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ کی وجہ: ان کے قول پر فتوی کی وجہ یہ ہے کہ اگر عوام کو اس کی چھوٹ دے دی جائے تو وہ اس اجازت کو آڑ بنا کر نشہ آور نبیذیں پینا شروع کر دیں، خاص طور پر موجودہ دور میں جبکہ لوگ حرام کو حلال کرنے کے چکر میں ہوں تو یہ رخصت ان کے لئے شراب کی حلت کا بہانہ بن جائے گی۔اس بناء پر فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔

۱۲۴۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَبِيذِ الْجَرِّ

۱۹۲۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا ثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ طَاوُسٌ وَاللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَسُوَيْدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۴۸: باب مٹکوں میں نبیذ بنانا

۱۹۲۸: حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹکوں کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔طاؤس نے کہا: اللہ کی قسم میں نے ابن عمرؓ سے یہ سنا ہے۔اس باب میں حضرت ابن ابی اوفیؓ، ابوسعیدؓ، سویدؓ، عائشہؓ، ابن زبیرؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: آپ ﷺ نے شراب کی حرمت کے ابتدائی دور میں شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا کہ مبادا نبیذ کی جگہ شراب بن جائے۔ چنانچہ بخاری کی روایت ہے ونھاھم عن اربع: عن الختم والدباء والنقیر، والمزفت۔ یعنی وفد عبد القیس کو ان برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا جیسا کہ باب چھ کی احادیث میں آ رہا ہے کہ انی کنت نھیتکم عن الظروف وان ظرفا لایحل شیئا و لایحرمه۔ میں نے تمہیں چند برتنوں سے روکا تھا بے شک کوئی برتن نہ تو کسی چیز کو حلال کرتا ہے نہ ہی کسی چیز کو حرام کرتا ہے اور ممانعت اس وجہ سے ختم ہو گئی کہ اب طبیعتیں شراب کی طرف مائل نہ رہیں اور یہ خطرہ ٹل گیا کہ ان برتنوں کو دیکھ کر شراب یاد آ جائے گی۔ یا شروع میں شدید ممانعت اس وجہ سے فرمائی تا کہ شراب سے اجتناب برتنے میں کوئی کوتاہی کا مرتکب نہ ہو۔ پھر بعد میں اجازت دے دی۔ جیسا کہ کتوں کے قتل میں ابتداء سختی کی گئی بعد میں حفاظت کے لئے رکھنے کی اجازت دے دی گئی۔

قال نعم، فقال طاؤس واللہ انی سمعته منه: حضرت ابن عمر کا سائل کے جواب میں نعم کہنا چند وجوہات کی بناء پر ہو سکتا ہے۔ (۱) اگر "نعم" کہنے سے ان کی نیت یہ تھی کہ: ہاں یہ حرام لعینہ ہے تو ہو سکتا ہے کہ ان کو ناسخ کا علم نہ ہو۔ (۲) ممانعت لغیرہ کی نیت سے انہوں نے "نعم" کہا۔ کہ ہو سکتا ہے سائل نشہ آور حد تک پہنچ جانے کا ادراک نہ کر سکے اور شراب کو نبیذ سمجھ کر پی لے اس لئے سد ذرائع کے طور پر "نعم" فرمایا۔ (۳) نشہ آور مشروبات میں سائل کی رغبت کو بھانپ لیا۔ اس لئے فرمایا "نعم"۔

۱۲۴۹ بَابُ مَا جَآءَ فِی کَرَاهِیَةِ اَنْ یُنْبَذَ فِی الدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْحَنْتَمِ

۱۹۲۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ زَاذَانَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَمَّا نَهٰی عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَوْعِیَةِ وَاَخْبِرْنَاهُ بِلُغَتِکُمْ وَفَسِّرْهُ لَنَا بِلُغَتِنَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمَةِ وَهِیَ الْجَرَّةُ وَنَهٰی عَنِ الدُّبَّاءِ وَهِیَ الْقَرْعَةُ وَنَهٰی عَنِ النَّقِیْرِ وَهِیَ اَصْلُ النَّخْلِ یُنْقَرُ نَقْرًا اَوْ یُنْسَجُ نَسْجًا وَنَهٰی عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَیَّرُ وَاَمَرَ اَنْ یُنْتَبَذَ فِی الْاَسْقِیَةِ وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْمَرَ وَسَمُرَةَ وَاَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ وَعَائِذِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَکَمِ الْغِفَارِیِّ وَمَیْمُوْنَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۲۴۹: باب کدو کے خول، سبز روغنی گھڑے اور لکڑی (کھجور کی) کے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت

۱۹۲۹: حضرت عمرو بن مرہ، زاذان سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے ان برتنوں کے متعلق پوچھا جن کے استعمال سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا اور کہا کہ ہمیں اپنی زبان میں ان برتنوں کے متعلق بتا کر ہماری زبان میں اس کی وضاحت کیجئے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے "حنتمہ" یعنی مٹکے، "دبّاء" یعنی کدو کے خول اور نقیر سے منع فرمایا اور یہ کھجور کی چھال سے بنایا جاتا ہے اور "مزفت" یعنی رال کے روغنی برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ مشکیزوں میں نبیذ بنائی جائے۔ اس باب میں حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن عباسؓ، ابو سعید، ابو ہریرہؓ، عبدالرحمٰن بن یعمرؓ، سمرہؓ، انسؓ، عائشہؓ، عمران بن حصینؓ، عائذ بن عمروؓ، حکم غفاریؓ اور میمونہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغات: حنتم: روغنی گھڑے کو کہتے ہیں اس میں نبیذ بنائی جائے تو نشہ جلدی پیدا ہوتا ہے۔

الدباء: خشک کدو، اردو میں اس کو تونبی کہتے ہیں۔ اس کے اندر سے بیج وغیرہ صاف کر کے اسے بطور برتن استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں نبیذ بنائی جائے تو بہت جلدی اس میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔

النقیر: نَقَرَ ینقر کے معنی ہیں۔ کھودنا، کریدنا۔ درخت کے تنے کی جڑ کو اندر سے گولائی میں تراش لیا جاتا تھا۔

مزفت: وہ برتن جس کے اندر تارکول پھیرا گیا ہو۔

۱۲۵۰: بَابُ مَاجَاءَ فِي الرُّخْصَةِ اَنْ يُّنْتَبَذَ فِي الظُّرُوْفِ

۱۲۵۰: باب برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت

۱۹۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوْا ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ وَاِنَّ ظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۳۰: حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں (چند) برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا۔ بے شک برتن نہ تو کسی چیز کو حلال کرتا ہے اور نہ حرام اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۹۳۱: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا اَبُوْدَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوْفِ فَشَكَتْ اِلَيْهِ الْاَنْصَارُ فَقَالُوْا لَيْسَ لَنَا وِعَاءٌ قَالَ فَلَا اِذًا وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ وَاَبِي سَعِيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۳۱: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مخصوص) برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔ پس انصار نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس اور برتن نہیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو پھر میں اس سے منع نہیں کرتا۔ اس باب میں حضرت ابن مسعود، ابوہریرہؓ، ابوسعیدؓ، عبداللہ بن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: مذکورہ احادیث کی بناء پر عندالجمہور ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں۔ اب ان برتنوں کا استعمال جائز ہے۔

۱۲۵۱: مَاجَاءَ فِي الْاِنْتِبَاذِ فِي السِّقَاءِ

۱۲۵۱: باب مشک میں نبیذ بنانا

۱۹۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكَاءُ اَعْلَاهُ لَهٗ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهٗ غُدْوَةً وَيَشْرَبُهٗ عِشَاءً وَنَنْبِذُهٗ عِشَاءً وَيَشْرَبُهٗ غُدْوَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

۱۹۳۲: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مشک میں نبیذ بنایا کرتے تھے اور اس کا اوپر کا منہ باندھ دیتے تھے جبکہ اس کے نیچے بھی ایک چھوٹا منہ تھا۔ ہم اگر صبح بھگوتے تو آپ ﷺ شام کو پی لیتے اور اگر شام کو نبیذ بناتے تو آپ ﷺ صبح پیا کرتے تھے۔ اس باب میں

وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ یُوْنُسَ بْنِ عُبَیْدٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَیْضًا.

حضرت جابرؓ، ابوسعیدؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں ۔یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے یونس بن عبیدؒ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔

لغات: کنا ننبذ: في القاموس: النبذ: الطرح۔ اس کا لفظی مطلب ہے پھینکنا۔ یہاں نبیذ بمعنی منبوذ مراد ہے۔ یعنی انگور، کھجور، وغیرہ پانی میں پھینکی اور ڈالی جائے۔

یوکأ اعلاہ: ای یشد رأسه بالوکاء وهو الخیط الذی یشد به رأس القربة۔ وکاء اس دھاگہ کو کہتے ہیں جس سے مشک کا منہ باندھا جاتا ہے۔

له عزلاء: بفتح العین المهملة واسکان الزاء وهو الثقب الذی یکون فی اسفل المزادة والقربة: مشکیزے کے نیچے کا سوراخ جس سے پانی پیا جائے۔

تشریح: پانی میں مٹھاس پیدا کرنے کے لئے کھجوریں وغیرہ صبح شام بھگوئی جاتی تھیں اور بطور مشروب کے آپ ﷺ اس کا استعمال فرماتے تھے باقی رہا یہ اشکال کہ مسلم، نسائی، ابوداؤد، وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ”کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینبذ له الزبیب فی السقاء فیشربه یومه والغد وبعد الغد فاذا کان مساء الثالثة شربه وسقاه فان فضل شیء اهراقه“

تو اس حدیث سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ نبیذ کا استعمال تین دن تک فرماتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ: (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت گرمی کے زمانہ سے متعلق ہے۔ کہ چونکہ گرمی میں نبیذ کے اندر شدت جلدی پیدا ہو جاتی ہے اس وجہ سے زیادہ دیر تک اس کو رکھا نہیں جاتا تھا اور صبح اور شام تک استعمال کر لی جاتی تھی۔ اور سردیوں میں چونکہ ایسا نہیں ہوتا اور شدت دیر سے آتی ہے اس لئے ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق تین دن بھی استعمال کر لی جاتی۔

۲۔ یا مطلب یہ ہے کہ پانی کم رکھا جاتا اور کھجوریں کم ڈالی جاتیں تو ایک دن میں اور زیادہ ہونے کی صورت میں تین دن تک استعمال کی جاتی۔

۱۲۵۲ بَابُ مَا جَاءَ فِی الْحُبُوْبِ الَّتِیْ یُتَّخَذُ مِنْهَا الْخَمْرُ

۱۲۵۲: باب دانے جن سے شراب بنتی ہے

۱۹۳۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اِسْرَائِیْلُ ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا وَمِنَ الشَّعِیْرِ خَمْرًا وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَمِنَ الزَّبِیْبِ خَمْرًا وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

۱۹۳۳: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک گندم سے شراب ہے، جو سے شراب ہے۔ کھجور سے شراب ہے۔ انگور سے شراب اور شہد سے شراب ہے۔ (یعنی ان سب سے شراب بنتی ہے)۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت مذکور ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۹۳۴: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ نَحْوَهُ وَرَوٰى اَبُوْحَيَّانَ التَّيْمِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ اِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔

۱۹۳۴: روایت کی یحییٰ بن آدم نے اسرائیل سے اسی حدیث کی مثل۔اور روایت کی یہ حدیث ابی حیان تیمی نے شعبی سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے عمرؓ سے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک گندم سے شراب بنتی ہے۔پھر یہ حدیث ذکر کی۔

۱۹۳۵: اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ لَمْ يَكُنْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بِالْقَوِيِّ۔

۱۹۳۵: ہم کو خبر دی اس روایت کی احمد بن منیع نے انہوں نے روایت کی عبداللہ بن ادریس سے انہوں نے ابوحیان تیمی سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے عمر بن خطابؓ سے کہ شراب گندم سے بھی ہوتی ہے اور یہ ابراہیم کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔علی بن مدینی کہتے ہیں کہ ابراہیم بن مہاجر، یحییٰ بن سعید کے نزدیک قوی نہیں۔

۱۹۳۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ وَعِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ كَثِيْرٍ السُّحَيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اَبُوْ كَثِيْرٍ السُّحَيْمِيُّ هُوَالْغُبَرِيُّ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غُفَيْلَةَ۔

۱۹۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی کھجور اور انگور سے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ابوکثیر سحیمی، عنبری ہیں اور ان کا نام عبدالرحمٰن بن غفیلہ ہے۔

تشریح: ان احادیث میں آپ ﷺ نے متعدد اشیاء سے بننے والی شرابوں پر خمر کا اطلاق کیا ہے اور یہ جمہور کا مستدل ہے کہ صرف انگور سے بننے والی شراب پر خمر کا اطلاق نہ ہوگا۔بلکہ تمام شرابوں پر خمر کا اطلاق ہوگا۔

شیخین کی طرف سے جواب: یہاں حکماً دوسری شرابوں پر بھی خمر کا اطلاق کیا گیا ہے۔یعنی دیگر شرابوں کو علت سکر کی بناء پر حکماً خمر کہہ دیا۔ورنہ لغوی طور پر خمر کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے۔جیسا کہ سورۃ یوسف میں ہے: **"قال احدهما انی ارانی اعصر خمرا"** یعنی ان میں سے ایک قیدی نے کہا کہ میں خواب میں خود کو انگور نچوڑتا ہوا دیکھتا ہوں۔" اس آیت میں انگور پر ہی خمر کا اطلاق کیا گیا ہے اس وجہ سے کہ وہ آئندہ خمر بننے والی ہے۔لہٰذا ان احادیث میں حکم خمر مراد ہے نہ کہ حقیقی۔

۱۲۵۳: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ خَلِيْطِ الْبُسْرِ وَ التَّمْرِ

۱۲۵۳: باب کچی پکی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانا

۱۹۳۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُنْتَبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيْعًا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۳۷: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اور پکی کھجوریں ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔
یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۹۳۸: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهَى عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهَى عَنِ الْجِرَارِ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أُمِّهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۹۳۸: حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچی اور پکی کھجوریں ملا کر نیز انگور اور کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے اور مٹکوں میں نبیذ تیار کرنے سے منع فرمایا۔

اس باب میں حضرت انسؓ، جابرؓ، ابوقتادہؓ، ابن عباسؓ، ام سلمہؓ اور معبد بن کعبؓ (بواسطہ والدہ) سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: دو یا دو سے زیادہ مختلف النوع چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کو خلیط کہتے ہیں اس طرح خلیط بنانا جائز ہے یا نہیں احادیث باب میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اور ممانعت کی وجہ علماء نے یہ بیان کی ہے کہ **ان الاسكار يسرع اليه بسبب الخلط۔ قبل ان يتغير طعمه فيظن الشارب انه ليس مسكرا، ويكون مسكرا۔** یعنی خلط کی وجہ سے اس کے جلدی نشہ آور ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے قبل اس کے کہ اس کا ذائقہ بدلے، چنانچہ پینے والا یہ سمجھے گا کہ یہ نشہ آور نہیں ہے حالانکہ وہ نشہ آور ہو چکا۔ یعنی جب دو چیزیں مل جائیں گی تو ہوسکتا ہے کہ ایک جلدی گلنے والا ہو اور ایک دیر سے گلنے والی ہو، تو اس طرح کی دو چیزوں سے نبیذ بنائی جائے گی تو ہوسکتا ہے کہ جلدی گلنے والی چیز کے اجزاء مسکر ہو کر شراب کی حد میں داخل ہو جائیں۔ اور ذائقہ متغیر نہ ہونے کی صورت میں پینے والے کو معلوم بھی نہیں ہوگا کہ یہ ایک چیز جلدی گل کر سکر ہو چکی ہے اس وجہ سے ممانعت فرمائی۔ خلیط کے حکم میں علماء کا اختلاف بعض مالکیہ کے نزدیک مختلف النوع اشیاء کو ملا کر نبیذ بنانا حرام ہے۔ ۲۔ جمہور کے ہاں مکروہ تنزیہی ہے۔ ۳۔ احناف جواز کے قائل ہیں۔

جمہور کے دلائل: احادیث باب اور اس کے علاوہ دیگر احادیث بھی جمہور کا مستدل ہیں۔

احناف کے دلائل: ابوداؤد کی اولیت "**عائشه رضى الله تعالىٰ عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان ينبذ له الزبيب فيلقى فيه تمر، او تمر، فيلقى فيه الزبيب**"۔

۲۔ **صفية بنت عطية قالت دخلت مع نسوة من عبدالقيس على عائشه رضى الله عنها، فسألنا عن التمر والزبيب فقالت كنت آخذ قبضة من التمر، وقبضة من زبيب، فألقيه فى الاناء فأمرسه، ثم اسقيه النبى صلى الله عليه وسلم (ابوداؤد)**

۳۔ **عن بن زياد، انه افطر عند عبدالله بن عمر رضى الله عنهما فسقاه شرابا، فكانه اخذ منه فلما اصبح غدا اليه فقال له ما هذا الشراب ما كدت اهتدى الى منزلى؟ فقال ابن عمر، مازدناك على عجوة وزبيب**
(کتاب الآثار محمد بن الحسن)

احناف کی طرف سے جمہور کے دلائل کا جواب: احادیث ابواب جو ممانعت پر مشتمل ہیں۔ اگر یہ نہی لعینہ ہے تو مندرجہ ذیل بالا روایات سے منسوخ ہے اور اگر یہ نہی لغیرہ ہے۔ یعنی اگر احتیاط کی بناء پر منع کیا گیا تو احتیاط کا حکم آج بھی باقی ہے اور احتیاطاً اس طرح مختلف النوع اشیاء کو خلط کر کے نبیذ نہیں بنانی چاہیے۔ بصورت دیگر پوری احتیاط برتنی چاہئے۔

۱۲۵۴: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کَرَاهِیَّةِ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

۱۹۳۹: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ لَیْلٰی یُحَدِّثُ اَنَّ حُذَیْفَةَ اسْتَسْقٰی فَاَتَاهُ اِنْسَانٌ بِاِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ اِنِّیْ کُنْتُ قَدْ نَهَیْتُهٗ فَاَبٰی اَنْ یَّنْتَهِیَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَقَالَ هِیَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَکُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَالْبَرَاءِ وَعَائِشَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۲۵۴: باب سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت

۱۹۳۹: ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے پانی مانگا تو ایک شخص چاندی کے برتن میں پانی لے کر حاضر ہوا۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور فرمایا میں نے اس سے منع کیا تھا لیکن یہ باز نہیں آیا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا اور اسی طرح ریشم اور دیباج کا لباس پہننے سے بھی۔ یہ تم لوگوں کے لیے آخرت میں ہے اور ان لوگوں (یعنی کفار) کیلئے دنیا میں۔ اس باب میں حضرت ام سلمہؓ، براءؓ اور عائشہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ان حذیفة استسقی: بخاری کی روایت میں ہے ''کان حذیفه بالمدائن فاستسقی'' یعنی یہ واقعہ مدائن کا ہے کہ جس کے گورنر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں بھی مدائن کے گورنر رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ مدائن: دریائے دجلہ کے کنارے ایک بڑا شہر ہے۔ مدائن اور بغداد کے درمیان سات فرسخ کا فاصلہ ہے۔

فأتان انسان باناء من فضة فرماه به: بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ فأتاه به: ایک روایت میں ہے ''فرماه به فی وجهه'' چہرے پر دے مارا اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ میں نے اس کو پہلے بھی چاندی کے برتن میں پانی لانے سے منع کیا ہے۔ لیکن یہ باز ہی نہیں آتا۔

نهی عن الشرب: اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے۔ نهی ان یشرب فی اٰنیة الذهب والفضة وان یؤکل فیها۔

تو صرف ان برتنوں میں پینے کی ممانعت نہیں بلکہ کھانا بھی منع ہے۔ یہ ائمہ اربعہ کا اجماعی مسئلہ ہے البتہ داؤد ظاہری سے جواز کا قول منقول ہے۔ البتہ وہ برتن جس میں سونے کی جڑائی ہوئی ہو تو اس صورت میں اگر پکڑنے اور منہ لگانے کی جگہ میں چاندی نہ ہو یا چارپائی اور کرسی وغیرہ کہ اگر اس میں بیٹھنے کی جگہ پر سونا چاندی نہ ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے۔

نهی عن لبس الحریر

ریشم سے متعلق چند مسائل: خالص ریشم کا پہننا بالاتفاق مردوں کے لئے منع ہے جیسا کہ ترمذی ہی کی حدیث میں وارد ہے کہ ''حرم لباس الحریر والذهب علی ذکور امتی واحل لاناثهم''

البتہ کوئی بیماری ایسی کہ جس میں ریشم کا پہننا یقینی طور پر مفید ہو تو پھر مجبوری میں ریشم کے پہننے کی اجازت ہے۔ جیسے کسی کو

خارش ہو اور ریشم کے پہننے سے افاقہ کا یقین ہو۔ یا خارش، چیچک یا جوئیں پڑ جانے کی وجہ سے کوئی اور کپڑا پہننا نہ جا سکے تو اس صورت میں بھی اس کے پہننے کی اجازت ہے۔

جنگ کے دوران ریشم کے پہننے کی اجازت ہے کیونکہ اس کی چمک دشمن کی نظر کو خیرہ کرتی ہے اور تلوار اس پر سے اچٹ جاتی ہے۔

البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ جنگ کے دنوں میں خالص کی اجازت ہے یا مخلوط ریشم پہنا جائے۔

جمہور کے نزدیک بشمول صاحبین کے جنگ میں خالص ریشم پہنا جائز ہے اور امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جنگ کے دنوں میں مخلوط ریشم تو استعمال کر سکتے ہیں خالص کی اجازت نہیں۔

مخلوط ریشم: تانا اور بانا دونوں اگر ریشم کے ہوں تو یہ خالص ریشم ہوتا ہے لمبائی میں جو دھاگے ہوتے ہیں وہ تانا کہلاتے ہیں اور چوڑائی میں واقع دھاگوں کو بانا کہتے ہیں اگر تانا یا بانا میں سے ایک سوت ہو (دوسرا ریشم ہو) تو یہ مخلوط ہے۔

ریشمی بستر اور پردوں کا حکم: ریشمی بستر، تکیہ وغیرہ امام ابوحنیفہ بعض مالکیہ اور بعض شوافع کے نزدیک جائز ہے جبکہ اکثر مالکیہ، شوافع اور صاحبین کے نزدیک اس کا استعمال جائز نہیں۔ پردوں کا بھی یہی حکم ہے۔ بذل میں ہے: واما اللبس فمجمع عليه بأن لبس الذهب والحرير لايجوز للرجال واما سوى اللبس فقال ابوحنيفة لابأس بافتراش الحرير والديباج والنوم عليها وكذا الوسائد والمرافق والبسط والستور من الديباج والحرير اذا لم يكن فيها تماثيل وقال ابويوسف و محمد يكره جميع ذلك (بذل)

۱۲۵۵ بَابُ مَاجَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

۱۲۵۵: باب کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

۱۹۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا فَقِيْلَ الْاَكْلُ قَالَ ذَاكَ اَشَدُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۴۰: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کھانے کا کیا حکم؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے (یعنی کھڑے ہو کر کھانا بھی منع ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۹۴۱: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي مُسْلِمٍ الْجَذْمِيِّ عَنِ الْجَارُوْدِ بْنِ الْعَلَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي مُسْلِمٍ عَنْ جَارُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ وَالْجَارُوْدُ وَهُوَ ابْنُ الْمُعَلّٰى يُقَالُ ابْنُ الْعَلَاءِ وَالصَّحِيْحُ ابْنُ الْمُعَلّٰى۔

۱۹۴۱: حضرت جارود بن علاء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت ابوسعیدؓ، ابوہریرہؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کو کئی راوی سعید سے وہ قتادہ سے وہ ابومسلم سے وہ جارود سے اور وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کی گری ہوئی چیز اٹھا لینا دوزخ میں جلنے کا سبب ہے۔ (بشرطیکہ) اسے پہنچانے کی نیت نہ ہو) جارود بن معلی کو ابن علاء بھی کہتے ہیں۔ لیکن صحیح ابن معلیٰ ہے۔

تشریح: اس باب میں کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت سے متعلق احادیث ذکر کی گئی ہیں۔اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں۔امام ترمذیؒ نے دوباب قائم کئے ہیں۔پہلا باب ممانعت کی روایات سے متعلق ہے جبکہ دوسرا باب جواز کی روایات پر مشتمل ہے۔

ممانعت کی روایات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ احادیث باب۲۔ نهٰی عن الشرب قائمًا (مسند احمد)۳۔ زجر عن الشرب قائما (مسلم) ۴۔لایشربن احد منکم قائما فمن نسی فلیتق (مسلم) وغیر ذلك

اسی طرح متعدد روایات جواز کی بھی جیسا کہ اگلے باب کی احادیث ابواب۔

اب چونکہ احادیث میں اختلاف ہے اور روایات دونوں جانب موجود ہیں اس بناء پر اس کے حکم میں فقہاء کا بھی اختلاف ہے اس حوالہ سے علماء کی چار رائے ہوگئیں۔بعض ترجیح کے قائل ہوئے،بعض نسخ کے اور بعض نے تطبیق کی راہ اختیار کی۔اور بعض تاویل کی طرف گئے۔

۱۔ چنانچہ ابوبکر اثرمؒ نے ترجیح کا قول اختیار کیا اور کہا کہ جواز کی روایات چونکہ نہی کی روایات کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط ہیں اس بناء پر جواز کی روایات کو ترجیح دی جائے گی اور کھڑے ہوکر پانی پینا جائز ہوگا۔

۲۔ علامہ ابن حزمؒ نسخ کے قائل ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ نہی کی روایات جواز کی روایات کے لئے ناسخ ہیں اس وجہ سے جواز کی روایات اب منسوخ ہیں اور کھڑے ہوکر پانی پینا جائز نہیں۔

۳۔ جمہور علماء نے تطبیق کی راہ اپنائی ہے ان کے نزدیک نہی کی روایات کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور جواز کی روایات حکم شرعی کو بیان کرنے کے لئے ہیں۔یعنی کھڑے ہوکر پانی پینا جواز کی روایات کی بناء پر جائز تو ہے لیکن عدم جواز کی روایات کی بناء پر مکروہ تنزیہی ہے۔لہٰذا جمہور علماء کے قول کے مطابق دونوں قسم کی روایات پر عمل ہوجاتا ہے۔اسی سے متعلق علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔والصواب ان النهی فیها محمول علی کراهة التنزیه واما شربه صلی الله علیه وسلم قائما فبیان للجواز فلا اشکال ولا تعارض وهذا الذی ذکرناه یتعین المصیر الیه۔(شرح مسلم للنووی)

۴۔ تاویل کے قائل علماء کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے جو کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت فرمائی ہے تو اس سے مراد کھڑے ہوکر پینا نہیں بلکہ چلتے پھرتے پینا مراد ہے۔اس کے قائل ابوالفرج ثقفی ہیں۔

بہر حال جمہور علماء کا مسلک ہی راجح ہے کہ دونوں قسم کی روایات میں تطبیق دی جائے گی۔جیسا کہ علامہ نوویؒ نے فرمایا ہے کہ یتعین المصیر الیه۔

ملحوظہ: آب زمزم اور وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا افضل ہے۔

۱۲۵۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشُّرْبِ قَائِمًا

۱۹۴۲: حَدَّثَنَا اَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ابْنِ سَلْمِ الْكُوْفِيُّ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَاْكُلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۱۲۵۶: باب کھڑے ہوکر پینے کی اجازت

۱۹۴۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چلتے پھرتے اور کھڑے کھایا پیا کرتے تھے۔یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِي الْبَزَرِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبُو الْبَزَرِيِّ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عُطَارِدٍ

یعنی عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نافع سے اور ان کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت سے۔ عمران بن مدیر بھی یہ حدیث ابو بزری سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ ابو بزری کا نام یزید بن عطارد ہے۔

۱۹۴۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا هُشَيْمٌ ثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ وَمُغِيْرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۹۴۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا اس باب میں علی رضی اللہ عنہ، سعید رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۹۴۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۹۴۴: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر (دونوں طرح) پیتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۵۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنَفُّسِ فِي الْاِنَاءِ

۱۲۵۷: باب برتن میں سانس لینا

۱۹۴۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَيُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي عِصَامٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ ثَلَاثًا وَيَقُوْلُ هُوَ اَمْرَأُ وَاَرْوٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ اَبِي عِصَامٍ عَنْ اَنَسٍ وَرَوٰى عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ ثَلَاثًا

۱۹۴۵: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پانی پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیتے اور فرماتے یہ زیادہ سیراب کرنے والا اور خوشگوار ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہشام دستوائی اسے ابوعصام سے اور وہ انس سے نقل کرتے ہیں۔ عزرہ بن ثابت، ثمامہ سے اور وہ انس سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ برتن میں پانی پیتے وقت تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔

۱۹۴۶: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ ثَلَاثًا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

۱۹۴۶: ہم سے روایت کی بندار نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے انہوں نے عزرہ بن ثابت انصاری سے انہوں نے ثمامہ بن انس بن مالک سے کہ نبی اکرم ﷺ برتن میں پانی پیتے وقت تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۹۴۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ

۱۹۴۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

الْجَزَرِيّ عَنِ ابْنٍ لِعَطَآءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَيَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ الْجَزَرِيُّ هُوَ اَبُوْ فَرْوَةَ الرُّهَاوِيُّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیو بلکہ دو اور تین سانسوں میں پیو اور پیتے وقت بسم اللہ پڑھو اور پینے کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ یزید بن سنان جزری کی کنیت ابوفروہ رہاوی ہے۔

تشریح: كان يتنفس في الاناء: یہاں بظاہر فی الاناء کے لفظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ برتن میں سانس لیتے تھے حالانکہ آگے حدیث آرہی ہے کہ ''اذا شرب احدکم فلا يتنفس في الاناء'' جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں برتن میں سانس لینا مراد نہیں بلکہ پانی پینے کے دوران سانس لینا مراد ہے تقدیری عبارت یہ ہے: كان يتنفس في حالة الشرب في الاناء۔ الغرض یہ پانی پینے کے آداب میں سے ہے کہ تین سانسوں میں پانی پیا جائے۔

هو امرء واروٰى۔ من مرء الطعام اذا وافق المعدة۔ یعنی پچتا زیادہ ہے معدہ میں درست طریقہ سے اتر کر متناسب طور پر ان اعضاء میں پہنچتا ہے جن کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

واروٰى: من الريّ: بكسر الراء غير مهموز: اى اكثر ريا واذفع للعطش: یعنی اس طرح پینے سے رواں رواں سیراب ہو جاتا ہے اور مکمل طور پر پیاس بجھا دیتا ہے۔

تمام مشروبات کا یہی حکم ہے: یہ صرف پانی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مشروبات کا یہی حکم ہے اور پھر تین سانسوں کی خصوصیت نہیں بلکہ مشروب کی قلت و کثرت کا اعتبار ہے کہ مشروب اگر تھوڑا ہے تو تین سے کم میں بھی پی سکتے ہیں۔ اور اگر زیادہ ہے تو تین یا تین سے زیادہ سانسوں میں پیا جا سکتا ہے۔

الکوکب الدری میں ہے کہ تین سانس میں پینے کا حکم اس وقت ہے جب مشروب زیادہ تعداد میں ہو ورنہ ایک دو سانسوں میں بھی پیا جا سکتا ہے۔ یہی علامہ ابن حجرؒ کی رائے ہے کیونکہ اس حوالہ سے احادیث مختلف ہیں اور ان میں تطبیق یہی کی جا سکتی ہے کہ پانی کم ہے تو ایک دو سانسوں میں اور زیادہ ہے تو تین یا زیادہ سانسوں میں پیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر باب کی حدیث میں جو دو سانسوں میں پینے کا ذکر ہے اس کا محمل یہی ہے۔

۱۲۵۸: بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ

۱۲۵۸: باب دو بار سانس لیکر پانی پینا

۱۹۴۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ثَنَا عِيْسَى ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا شَرِبَ يَتَنَفَّسُ مَرَّتَيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ قَالَ وَسَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

۱۹۴۸: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پانی پیتے تو دو مرتبہ سانس لیتے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن کریب کی روایت سے جانتے ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ رشدین بن کریب زیادہ قوی ہیں یا محمد بن کریب۔

رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ قُلْتُ هُوَ اَقْوٰى اَمْ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ قَالَ مَا اَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِيْنُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُهُمَا عِنْدِيْ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُ مِنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ وَالْقَوْلُ عِنْدِيْ مَا قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رِشْدِيْنُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُ وَاَكْبَرُ وَقَدْ اَدْرَكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَرَاٰهُ وَهُمَا اِخْوَانٌ وَعِنْدَ هُمَا مَنَاكِيْرُ۔

نہوں نے فرمایا کس بات نے انہیں قریب کیا۔ میرے نزدیک رشدین بن کریب زیادہ راجح ہیں۔ پھر میں نے (یعنی امام ترمذیؒ نے) امام بخاریؒ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ محمد بن کریب، رشدین بن کریب کی بنسبت ارجح ہیں۔ میری (یعنی امام ترمذیؒ کی) رائے ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن کی رائے کے مطابق ہے کہ رشدین بن کریب ارجح اور اکبر ہیں۔ رشدین بن کریب نے حضرت ابن عباسؓ کو پایا اور ان کی زیارت کی۔ یہ دونوں بھائی ہیں اور ان کی منکر احادیث بھی ہیں۔

تشریح :قال وسألت عبداللہ بن عبدالرحمٰن: اس حدیث کی سند میں دو راوی رشدین ابن کریب اور محمد بن کریب ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارمیؒ (عبداللہ بن عبدالرحمٰن) سے ان دونوں کے بارے میں پوچھا کہ ان دونوں بھائیوں میں سے زیادہ قوی کونسا ہے؟ تو امام دارمیؒ نے فرمایا کہ ویسے تو دونوں ہی ضعیف ہیں لیکن پھر بھی رشدین بن کریب میرے نزدیک دوسرے کی نسبت زیادہ قوی ہے۔ پھر امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ سے ان دونوں کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ محمد بن کریب زیادہ قوی ہے۔ لیکن امام ترمذیؒ نے امام دارمیؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔

۱۲۵۹: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

۱۲۵۹: باب پینے کی چیز میں پھونکیں مارنا منع ہے

۱۹۴۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا الْمُثَنَّى الْجُهَنِيَّ يَذْكُرُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلٌ الْقَذَاةُ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ فَقَالَ اَهْرِقْهَا قَالَ فَاِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۴۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پیتے وقت پھونکیں مارنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے عرض کیا اگر برتن میں تنکا وغیرہ ہو تو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے گرا دو۔ اس نے عرض کیا میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سانس لو تو پیالہ اپنے منہ سے ہٹا دو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۹۵۰: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۵۰: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونکنے سے منع فرمایا۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: پینے کی چیز میں پھونک مارنا دو وجہ سے ہوسکتا ہے۔ (1) مشروب زیادہ گرم ہے۔ اس صورت میں پھونک مارنے کی

اجازت نہیں۔ بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔

(2) مشروب میں کوئی تنکا وغیرہ گر گیا ہے اس کو دور کرنے کے لئے پھونک مارنے کی اجازت نہیں بلکہ ہاتھ سے یا چمچ وغیرہ سے اس کو نکال دے پھر مشروب پی لے۔

ممانعت کی وجہ: منع اس وجہ سے فرمایا کہ بعض مرتبہ منہ میں بد بو پیدا ہو جاتی ہے اور پھونک مارنے کی صورت میں اس کا اثر مشروب میں بھی ہوگا اور اگر پینے والے ایک سے زیادہ ہیں تو بعد والوں کو کراہت ہوگی۔

(3) پھونک مارنے کی صورت میں تھوک کے ذرات مشروب میں داخل ہو سکتے ہیں اور اس عمل کا ناگوار ہونا ظاہر ہے۔

کھانے کی چیز میں پھونک مارنا: مذکورہ آخر الذکر وجہ کہ پھونک مارنے کی صورت میں تھوک جانے کا اندیشہ ہے یہ کھانے کے بھی ساتھ لاحق ہوگی۔ اور کھانے کی چیزوں میں پھونک مارنے کا بھی یہی حکم ہوگا۔

فأبن القدح عن فيك۔ حدیث کے اس جملہ سے مشروب کے ایک سانس میں پینے کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ معنی یہ ہوا کہ ان کنت لا تروی من واحد فابن القدح " کہ اگر ایک سانس میں تو سیراب نہیں ہوتا تو پیالہ اپنے منہ سے جدا کر کے دوسرا سانس لے لو۔

۱۲۶۰: بَابُ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

۱۹۵۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۶۰: باب برتن میں سانس لینا مکروہ ہے

۱۹۵۱: حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کوئی چیز پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۶۱: بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ

۱۹۵۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رِوَايَةً أَنَّهُ نَهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۶۱: باب مشکیزہ (وغیرہ) اوندھا کر کے پانی پینا منع ہے

۱۹۵۲: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت جابرؓ، ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغات: الاسقیه جمع السقاء۔

اختنث السقاء و خنث: مشک کے منہ کو موڑ کر پانی پینا

نھی عن اختناث الا سقیۃ: مشکیزہ کا منہ موڑ کر دور منہ لگا کر پینے میں چند قباحتیں حسب ذیل ہیں جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس طرح منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

(1) مستقل اس طرح پینے سے مشکیزے کا منہ بدبودار ہو جائے گا جس سے دوسروں کو کراہت ہوگی۔

(2) ہوسکتا ہے کہ مشکیزے میں کوئی کیڑا وغیرہ ہو جو براہ راست منہ لگا کر پینے کی وجہ سے پیٹ میں چلا جائے جیسا کہ منقول ہے کہ ایک شخص نے اس طرح پانی پیا تو سانپ پیٹ میں چلا گیا۔

(3) **قیل لئلا یتر شش الماء علی الشارب لسعة فم السقاء۔** مشکیزے کا منہ چوڑا ہونے کی وجہ سے منہ لگانے کی صورت میں ہوسکتا ہے کہ پانی زیادہ آجائے اور جسم اور لباس وغیرہ بھیگ جائیں۔

(۴) بیک وقت پانی کی زیادہ مقدار معدہ میں چلی جائے جو کہ معدہ کے لئے سراسر نقصان دہ ہے۔

(۵) زیادہ مقدار یکدم اندر جانے سے جگر کے لئے بھی مضر ثابت ہوسکتی ہے۔

ممانعت کی کیا حیثیت ہے: احادیث میں چونکہ اسی طرح منہ لگا کر پینے کی رخصت بھی منقول ہے۔ جیسا کہ آئندہ باب میں آرہا ہے۔ اس بناء پر امام مالک مطلقاً بلا کراہت جواز کے قائل ہیں۔ جبکہ جمہور کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی پر محمول ہوگا۔ یعنی آئندہ باب میں آنے والی حدیث بیان جواز کے لئے ہے اور ممانعت سے مراد کراہت تنزیہی ہے اور منع اس وجہ سے فرمایا کہ اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔ کبھی کبھی پی لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یا شارحین کے مطابق ہوسکتا ہے کہ یہ نہی بڑے برتن کے لئے ہو چھوٹے برتن میں یہ ممانعت نہ ہو۔ بہرحال وجہ جو بھی ہو اس طرح پینا مکروہ تنزیہی ہوگا۔

۱۲۶۲: بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

۱۹۵۳: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اُنَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلٰى قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ فَخَنَثَهَا ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيْهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِصَحِيْحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَلَا اَدْرِيْ سَمِعَ مِنْ عِيْسٰى اَمْ لَا۔

۱۲۶۲: باب اس کی اجازت

۱۹۵۳: حضرت عیسیٰ بن عبداللہ بن انیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ ایک لٹکی ہوئی مشک کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اسے جھکا کر اس کے منہ سے پانی پیا۔ اس باب میں حضرت ام سلیم سے بھی حدیث منقول ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں اور عبداللہ بن عمر حافظے کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ ان کا عیسیٰ سے سماع ہے یا نہیں۔

۱۹۵۴: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ يَزِيْدَ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ جَدَّتِهٖ كَبْشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَيَزِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ هُوَ اَخُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۹۵۴: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ اپنی دادی کبشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں داخل ہوئے اور ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ پھر میں اٹھی اور اس کا منہ کاٹ کر رکھ لیا (یعنی تبرکاً) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور یزید بن یزید، عبدالرحمٰن بن یزید کے بھائی اور

بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ وَهُوَ اَقْدَمُ مِنْهُ مَوْتًا

جابرؒ کے بیٹے ہیں اور یزید، عبدالرحمٰن سے پہلے فوت ہوئے۔

تشریح: فقمت الی فیہا۔ ای فمہا۔ فقطعتہ۔حضرت کبشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کا منہ کاٹ لیا۔یعنی اس جگہ کو کاٹ لیا۔کاٹنے کی وجہ بظاہر یہی ہے کہ تبرک کے طور پر کاٹا ہوگا کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ کا دہن مبارک لگا ہے وہاں کسی اور کا منہ نہ لگے۔

۱۲۶۳: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ الْاَيْمَنِيْنَ اَحَقُّ بِالشُّرْبِ

۱۲۶۳: باب داہنے ہاتھ والے پہلے پینے کے زیادہ مستحق ہیں

۱۹۵۵: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا مَعْنٌ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ اَبُوْبَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۹۵۵: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا۔آپ ﷺ کی داہنی طرف ایک دیہاتی اور بائیں طرف حضرت ابوبکرؓ تھے۔پس آپ ﷺ نے خود پینے کے بعد دیہاتی کو دیا اور فرمایا داہنے والا زیادہ مستحق ہے۔اس باب میں حضرت ابن عباسؓ، سہل بن سعدؓ، ابن عمرؓ اور عبداللہ بن بسرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: قد شیب بماء: یعنی ایسا دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔وجہ پانی ملانے کی یہ تھی۔دودھ جب دوہا جاتا ہے تو گرم ہوتا ہے اور عام طور پر بلاد عرب میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اس لئے گرم گرم دودھ اچھا نہیں لگتا۔اس بناء پر اس کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پانی ملایا جاتا تھا۔

الایمن فالایمن: ترکیب اس طرح ہوگی کہ " الایمن' مبتداء ہو اور اس کی خبر محذوف ہو۔تقدیری عبارت اس طرح ہوگی۔ "الایمن مقدم" یا "الایمن احق"۔

- دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ " الایمن "منصوب ہو فعل محذوف "قدموا " کی وجہ سے تقریری عبارت اس طرح ہوگی "قدموا الایمن" یا "اعطوا الایمن"

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ترکیب دونوں طرح سے ٹھیک ہے لیکن رفع والی ترکیب زیادہ راجح ہے کیونکہ ایک روایت میں ہے " الایمنون فالایمنون" اس روایت کی وجہ سے رفع والی ترکیب زیادہ راجح قرار پاتی ہے (یعنی ترکیب اول) (شرح مسلم نووی)

یہ حکم استحباب کیلئے ہے: جمہور کے ہاں یہ حکم استحباب کے لئے ہے اور یہ ادب بتلانا مقصود ہے کہ ہر ذی شان کام دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اور یہ صرف مشروبات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دیگر امور تقسیم میں یہی طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔اور یہ مستحب ہے۔

جبکہ علامہ ابن حزمؒ وجوب کے قائل ہیں کہ دائیں طرف سے شروع کرنا واجب ہے۔یعنی ان کے ہاں یہاں امر وجوب

کے لئے ہے نہ کہ استحباب کے لئے۔

لیکن جمہور کا مذہب ہی راجح ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: فیہ بیان استحباب التیامن فی کل ما کان من انواع الاکرام یعنی یہاں اس بات کا بیان ہے کہ ہر قسم کی قابل تکریم اشیاء میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔ اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ پینے میں دائیں طرف والوں کو مقدم رکھا جائے گا چاہے وہ عمر میں چھوٹا ہو یا صاحب فضیلت نہ ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ایک اعرابی کو حضرت ابوبکر صدیقؓ پر مقدم کیا۔ (شرح مسلم للنووی)

علامہ ابن حجرؒ اس کی تشریح فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ: یہاں دائیں طرف والوں کو ان کی فضیلت کی وجہ سے مقدم نہیں کیا جا رہا بلکہ جہت یمین کی فضیلت کی وجہ سے ان کو مقدم کیا گیا ہے۔ (فتح الباری)

اشکال: یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ آئندہ "باب القسامۃ" ایک حدیث کے الفاظ اس طرح آرہے ہیں کہ "کبر کبر" (بڑوں سے ابتداء کرو) یہ حضرت سہل بن خیثمہ سے روایت ہے۔ اور اسی طرح ابواب الطہارۃ میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی یہ حدیث گذر چکی ہے جس میں مسواک کی تقسیم میں بڑوں سے پہل کرنے کا حکم ہے۔ اور خاص طور پر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث جو کہ سند ابویعلیٰ میں قوی سند کے ساتھ مذکور "کان رسول اللہ ﷺ اذا سقی قال " ابدء وا بالکبیر" آپ ﷺ پلانے کے معاملہ میں فرماتے کہ بڑے سے ابتداء کرو۔ تو مندرجہ بالا احادیث حدیث باب سے معارض ہیں۔

جواب: مندرجہ بالا احادیث کا محمل یہ ہے کہ یہ اس حالت سے متعلق ہیں کہ جب بیٹھنے والے مساوی طور پر بیٹھے ہوں یعنی یا تو سب کے سب سامنے بیٹھے ہیں یا دائیں طرف یا پیچھے بیٹھے ہوں۔ تو ان میں جو بڑا ہو اس سے ابتداء کی جائے۔ لیکن اگر کچھ لوگ دائیں طرف اور دیگر بائیں طرف بیٹھے ہوں یا گول دائرے کی صورت میں بیٹھے ہوں تو اس صورت میں دائیں طرف والا مقدم ہوگا۔ جیسا کہ حدیث باب میں ہے۔

۱۲۶۴: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا

۱۲۶۴: باب پلانے والا آخر میں پیے

۱۹۵۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۵۶: حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں پیے۔ اس باب میں حضرت ابن ابی اوفیٰ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: چونکہ تقسیم کرنے والے کے لئے پہلے پینا حرص کی علامت ہے اور مروت کے بھی خلاف ہے اور خود غرضی کا بھی مظاہرہ ہے کہ انسان پہلے اپنا فائدہ سوچے اور اپنا حصہ وصول کر کے بعد میں دوسروں کو پلائے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: "ساقی القوم آخرھم شربا" یہ اس صورت میں ہے کہ جب پلانے والا محض قاسم ہو مشروب کا مالک نہ ہو۔ اگر مالک بھی ہے تو پہلے پی سکتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ چینی و دیگر اجزاء پورے ہیں کہ نہیں۔

فائدہ: یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جس شخص کو بھی مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہو اسے پہلے ان کی اصلاح اوران کی فلاح و بہبود کو اپنی ذات پر مقدم رکھنا چاہیے۔ان کے فوائد کو اپنے فائدے پر مقدم رکھنا چاہیے۔ کہ اپنی ضروریات کو قربان کر کے دوسروں کی ضروریات کی تکمیل میں لگے رہنا ہی اسلامی طریقہ ہے۔

۱۲۶۵: بَابُ مَاجَآءَ اَیُّ الشَّرَابِ کَانَ اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۲۶۵: باب مشروبات میں سے کونسا مشروب نبی اکرم ﷺ کو زیادہ پسند تھا

۱۹۵۷: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ اَحَبَّ الشَّرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحُلْوُالْبَارِدُ ھٰکَذَا رَوَاہُ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ مِثْلَ ھٰذَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ وَالصَّحِیْحُ مَارُوِیَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا۔

۱۹۵۷: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میٹھی اور ٹھنڈی چیز رسول اللہ ﷺ مشروبات میں سب سے زیادہ پسند کیا کرتے تھے۔ یہ حدیث کئی راوی ابن عیینہ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ یعنی بواسطہ معمر زہری اور عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا لیکن صحیح وہی ہے جو زہری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

۱۹۵۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ الْمُبَارَکِ ثَنَا مَعْمَرٌ وَیُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الشَّرَابِ اَطْیَبُ قَالَ الْحُلْوُ الْبَارِدُ وَھٰکَذَا رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَھٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ۔

۱۹۵۸: حضرت زہری سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا مشروب سب سے عمدہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میٹھا اور ٹھنڈا۔ عبدالرزاق بھی معمر سے اسی طرح نقل کرتے ہیں یعنی معمر، زہری سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابن عیینہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: "الحلوا لبارد": ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہاں احب سے مراد "الذ" ہے یعنی لذیذ زیادہ معلوم ہوتا تھا کیونکہ افضل "الشراب" تو ماءِ زمزم ہے۔ اور یہ معاملہ صرف پانی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ ٹھنڈی اور میٹھی دیگر اشیاء بھی پسند فرماتے تھے۔ جیسا کہ ابونعیم کی روایت ہے کہ "کان احب الشراب الیہ اللبن" تو یہاں تعمیم مراد ہے تخصیص مراد نہیں ہے کیونکہ ایک شخص کو بروقت کئی اشیاء پسند ہوسکتی ہیں۔ اس وجہ سے حدیث باب سے یہ مراد نہیں کہ مشروبات میں صرف ٹھنڈا میٹھا پانی پسند تھا بلکہ دیگر اشیاء کی پسندیدگی بھی ثابت ہے۔ اسطرح ابن السنی اور ابونعیمؒ ہی کی روایت ہے کہ "کان احب الشراب الیہ العسل" الغرض ٹھنڈا اور میٹھا مشروب آپ ﷺ پسند فرماتے تھے عام ہے اس سے کہ خواہ وہ سادہ پانی ہو۔ خالص دودھ ہو۔ پانی ملا دودھ ہو۔ شہد ہو یا کھجور وغیرہ کی نبیذ ہو (مرقاۃ المفاتیح)

اور پھر سخت گرمی میں ٹھنڈا مشروب جب معدہ میں پہنچتا ہے تو یکبارگی شکر باری تعالیٰ سے دل معمور ہو جاتا ہے۔ اور زبان پر الحمدللہ کا کلمہ جاری ہو جاتا ہے۔ اور جو چیز اللہ کی یاد کی طرف متوجہ کرے وہ یقیناً پسندیدہ چیز ہے۔

هٰكذا روى عبدالرزاق: یہاں سے امام ترمذیؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے اس کی سند حضرت عائشہ تک پہنچائی ہے اور مرفوعاً یہ حدیث روایت کی ہے اور معمر اس کو زھری سے مرسلاً روایت کرتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

خلاصة الابواب: خمر (شراب) ایک الکوحلی مادہ ہے جو نشہ پیدا کرتا ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ شراب کے کتنے مضر اثرات انسان کے عقل وجسم اور دین اور دنیا پر مرتب ہوتے ہیں اور ایک خاندان اور معاشرے کے لئے وہ کیا کیا تباہیاں لاتی ہے۔ ایک محقق کہتا ہے کہ شراب سے بڑھ کر انسانیت کو کسی چیز نے زک نہیں پہنچائی۔ نبی کریم ﷺ نے اُمتِ مسلمہ کو اس سے بچانے کے لئے جامع تعلیم دی ہے اور اس کا ہر راستہ بند کر دیا۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی کہ شراب کس چیز سے بنائی جاتی ہے بلکہ اس کے اثر یعنی نشہ کو قابل لحاظ سمجھا۔ لہٰذا جس چیز میں نشہ لانے کی قوت ہو وہ خمر ہے خواہ اس کا کوئی سا بھی نام رکھ لیا جائے۔ اس کی قلیل مقدار ہو یا کثیر خواہ کسی برتن میں بنائی جائے اس کے پینے پلانے والے، بنانے والے، اسے پہنچانے والے سب پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (۲) سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ (۳) کھڑے ہو کر پانی پینے کی اگرچہ اجازت ہے مگر اہل علم کے نزدیک بیٹھ کر پینا زیادہ افضل ہے۔ پانی پینے کے آداب میں یہ بھی ہے کہ برتن میں سانس نہ لیا جائے اور تین سانس میں پانی پیا جائے۔ (٦) پلانے والا خود آخر میں پیے اور اس کا آغاز محفل میں دائیں جانب سے کیا جائے۔

تمت كتاب الاشربة ويليه ابواب البر والصلة

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نیکی اور صلہ رحمی کے ابواب
جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں

لغات: البِرّ۔ بالکسر۔ الاحسان ۔ بر کا لفظی معنی ہے احسان کرنا، اچھائی کرنا، نیکی ۔ اس کی ضد "عقوق" آتی ہے ۔ (النہایۃ)

یہ لفظی معنی ہے، باقی شرعاً یہ نیکیوں کی تمام اصناف کو شامل ہے چنانچہ سورۃ البقرۃ میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ولکن البر من اٰمن باللّٰہ والیوم الاخر والملئکة والکتاب والنبیین (البقرۃ:۷۷) تو یہاں پر عقائد و اعمال صالح کے مجموعہ کو "بر" کہا گیا ہے۔

اس مقام پر "بر" سے حسن اخلاق مراد ہیں۔ چنانچہ اس مبارک "بر" کا یہی مخصوص معنی بیان کرتے ہیں کہ "حسن الخلق و طلاقة الوجه، وبذل المعروفه و کف الاذی"

اور بر کا یہی معنی و مفہوم حدیث سے بھی متعین ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" البر حسن الخلق" نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔ الحدیث (مشکوٰۃ)

حاصل یہ کہ ویسے تو "بر" ہر قسم کی نیکی کے لئے بولا جاتا ہے لیکن ان ابواب میں "بر" سے مراد انسان کا حسن اخلاق سے آراستہ ہونا ہے کہ انسان انسانیت کے زیور سے تب ہی آراستہ ہوتا ہے جب اس کے اخلاق اچھے ہوں۔ کہ اس کے اخلاق آپ ﷺ کے اخلاق سے مطابقت رکھتے ہوں تو یہ " احسن التقویم " ہے بصورت دیگر " اسفل السافلین " ہے اعاذنا اللہ منہ۔

والصلة: یہ مصدر ہے باب ضرب سے۔ لفظی طور پر ملانے اور جوڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور "رحم" کا معنی ہے رشتہ داری۔ یعنی رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات جوڑنا اور احسان کرنا۔ اس کی ضد "قطع الرحم" آتی ہے۔ یعنی ان سے تعلقات کا توڑنا، بدسلوکی کرنا۔

احادیث و ابواب :البر والصلة کے تحت ۸۷ ابواب اور ۱۴۰ احادیث ہیں۔

۱۲۶۶ بَابُ مَاجَآءَ فِيْ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ

۱۹۵۹: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا بَهْزُ ابْنُ حَكِيْمٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو

۱۲۶۶: باب ماں باپ سے حسن سلوک

۱۹۵۹: حضرت بہز بن حکیم بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کون بھلائی کا زیادہ مستحق ہے۔ فرمایا تمہاری ماں۔ میں نے عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تمہاری والدہ۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد۔ فرمایا تمہاری والدہ۔ میں نے چوتھی مرتبہ عرض کیا کہ ان کے بعد کون زیادہ

وَعَائِشَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَبَهْزُ بْنِ حَكِيمٍ هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي بَهْزِبْنِ حَكِيمٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَرَوٰى عَنْهُ مَعْمَرٌ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ

مستحق ہے؟ فرمایا تمہارے والد اور ان کے بعد رشتہ داروں میں سے جو سب سے زیادہ قریبی ہو۔ اور اسی طرح درجہ بدرجہ۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، عبداللہ بن عمروؓ، عائشہؓ اور ابودرداءؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ بہز بن حکیم، معاویہ بن حیدہ قشیری کے بیٹے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ نے بہز بن حکیم کے بارے میں کلام کیا ہے۔ محدثین کے نزدیک یہ ثقہ ہیں۔ ان سے معمر، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ اور کئی دوسرے ائمہ راوی ہیں۔

قلت یا رسول اللّٰہ من ابر: یہاں ماں کی شدت شفقت، مشقت اور خدمت کی بناء پر باپ پر تین درجہ فوقیت دی گئی۔ علماء فرماتے ہیں یہ کہ تین گنا فضیلت ماں کو اس لئے دی گئی کہ اس میں تین خصوصیات ایسی ہیں۔

1۔ حمل کی مشقت
2۔ وضع حمل کی مشقت
3۔ دودھ پلانے کی مشقت وتعب

ان تین خصوصیات کی وجہ سے تین گنا حسن سلوک کی زیادہ مقدار قرار دی گئی۔ ماں کی ان تین خصوصیات کا ذکر کلام ربانی میں بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حملته امه كرها و ضعته كرها وحمله وفصله ثلثون شهرا (القرآن: سورۃ الاحقاف: ۱۵)

لہٰذا مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حسن سلوک کے تو دونوں ہی حقدار ہیں لیکن ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے فتاویٰ عالمگیری میں یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ عزت واحترام میں تو باپ کا حق زیادہ ہے جبکہ خدمت واحسان میں ماں باپ سے مقدم ہے۔ یعنی اگر بیک وقت دونوں اس کی خدمت کے طالب ہوں تو ماں باپ سے مقدم ہے۔ اور اگر دونوں کوئی حکم دیں تو باپ کے حکم کی تعمیل مقدم ہے۔

۱۲۶۷: بَابٌ مِنْهُ

۱۲۶۷: باب

۱۹۶۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعِيزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِمِيقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْجِهَادُ فِي

۱۹۶۰: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرمؐ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون سے اعمال افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ پھر کون سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد کون سے اعمال افضل

سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ سَكَتَ عَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوِاسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ الشَّيْبَانِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُوَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعِيْزَارِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْعَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ اِيَاسٍ۔

ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔پھر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔اگر میں مزید سوال کرتا تو آپ ﷺ بھی جواب دیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔شیبانی،شعبہ اور کئی دوسرے حضرات نے اس حدیث کو ولید بن عیزار سے روایت کیا ہے۔بواسطہ ابوعمرو شیبانی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ حدیث متعدد سندوں سے مروی ہے۔ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

تشریح: اس مقام پر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ مختلف احادیث میں متعدد اعمال کو افضل قرار دیا گیا کہیں نماز کو افضل قرار دیا کہیں فرمایا کہ جہاد افضل الاعمال ہے۔اس کی کیا توجیہ ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف اعمال کی جو فضیلت بیان فرمائی اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں

1۔ اختلاف احوال

2۔ اختلاف اوقات

1۔ لوگوں کے مختلف احوال کی وجہ سے جواب بھی مختلف رہا، جہاں یہ دیکھا کہ مسائل میں جذبہ جہاد کمزور ہے تو وہاں جہاد کو افضل عمل قرار دیا اور جہاں حاضرین میں نماز میں کوتاہی کو بھانپ گئے تو وہاں نماز کو افضل عمل قرار دیا۔وقس علی ھذا۔

2۔ یا اختلاف اوقات کی وجہ سے مختلف اعمال کو افضل قرار دیا گیا۔مثلاً ابتدائے اسلام میں جہاد کو افضل عمل قرار دیا کیونکہ افشائے اسلام کا یہ اہم ذریعہ تھا اور اسلامی احکام کے قیام کا ایک اہم سبب تھا اس وجہ سے جہاد کو افضل عمل قرار دیا۔عام حالات میں نماز کو افضل عمل قرار دیا لیکن مجبوروں اور مساکین کی ضرورت کے وقت میں صدقہ کو افضل الاعمال قرار دیا۔

ولو استزدته لزادني: مزید سوال اس وجہ سے نہیں کیا کہ بعض اوقات سوالات کی کثرت گراں گزرتی ہے اس لئے ادباً آپ ﷺ سے مزید سوال نہیں کیا۔

۱۲۶۸: بَابُ مَاجَآءَ مِنَ الْفَضْلِ فِيْ رِضَا الْوَالِدَيْنِ

۱۲۶۸: باب والدین کی رضامندی کی فضیلت

۱۹۶۱: حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِيْ اِمْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّيْ تَاْمُرُنِيْ بِطَلَاقِهَا فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ اِنَّ اُمِّيْ وَرُبَّمَا قَالَ اَبِيْ هٰذَا

۱۹۶۱: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے لہٰذا اب تیری مرضی ہے اسے ضائع کرے یا محفوظ رکھے۔سفیان (راوی) کبھی والدہ کا ذکر کرتے

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَأَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَبِيْبٍ۔

ہیں اور کبھی والد کا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور عبدالرحمٰن سلمی کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔

۱۹۶۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَا الرَّبِّ فِيْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔

۱۹۶۲: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کا غصہ (یعنی ناراضگی) والد کی ناراضگی میں ہے۔

۱۹۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا أَصَحُّ وَهٰكَذَا رَوٰى أَصْحَابُ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوْفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ خَالِدِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنّٰى يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ بِالْبَصْرَةِ مِثْلَ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَا بِالْكُوْفَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِدْرِيْسَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

۱۹۶۳: یعلی بن عطاء اپنے والد اور وہ عبداللہ بن عمروؓ سے یہ حدیث غیر مرفوع نقل کرتے ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ اور ان کے ساتھی بھی اسے یعلی بن عطاء وہ اپنے والد اور وہ عبداللہ بن عمروؓ سے اسے موقوفاً ہی نقل کرتے ہیں اور ہمیں علم نہیں کہ خالد بن حارث کے علاوہ کسی اور نے اسے مرفوعاً نقل کیا ہو اور یہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ میں (امام ترمذیؒ) نے محمد بن مثنیٰ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں عبداللہ بن ادریس اور بصرہ میں خالد بن حارث جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔

تشریح: وان امی تامرنی بطلاقها:

والدین کے حکم کی بناء پر بیوی کی طلاق کا مسئلہ: چونکہ اس سلسلہ احادیث محتمل ہیں اس وجہ سے فقہاء نے والدین کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا مستحب لکھا ہے۔ ابو درداؓ سے سوال پوچھا گیا تو انہوں نے بھی صراحۃً یہ نہیں فرمایا کہ طلاق دے دو بلکہ والد یا والدہ کا درجہ بیان فرمایا۔ اس وجہ سے طلاق دینا واجب نہیں ہے۔

دیگر امور میں والدین کی اطاعت۔

1۔ علم دین کے لئے سفر کرنا: والدین اگر فقیر محتاج ہیں اور کوئی دوسرا خدمت گار بھی پاس نہیں ہے اور یہ علم دین کے حصول کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے یا والدین اولاد کی کسی دینی مصلحت کی وجہ سے اس کو سفر سے روکتے ہیں تو ایسی صورت میں والدین کی اطاعت واجب ہے نہ تو فرض عین علم کے لئے سفر کی گنجائش ہے اور نہ ہی فرض کفایہ کے لئے۔ البتہ فرض عین علم مقامی علماء سے حاصل کرے۔ البتہ جب جہاد نفیر عام کی صورت میں فرض ہو جائے تو پھر والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ ہاں عام حالات میں جب جہاد فرض کفایہ ہو تو اس صورت میں والدین کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتا۔

اگر خدمت کے تو محتاج ہیں لیکن خود کفیل ہیں تو اگر مقامی طور پر فرض عین عام حاصل نہ کر سکتا ہو تو پھر بلا اجازت بھی سفر کر سکتا ہے۔ البتہ فرض کفایہ علم دین حاصل کرنے کیلئے یا فرض کفایہ جہاد و تبلیغ کے لئے اس صورت میں بھی نہیں جا سکتا الا یہ کہ کوئی دوسرا

خدمتگار موجود ہو۔

اگر والدین قوی ہوں محتاج خدمت نہ ہوں تو اس صورت میں خواہ وہ خود کفیل ہوں یا نہ ہوں فرض عین و کفایہ دونوں درجوں کا علم حاصل کرنے کے لئے بلا اجازت بھی جاسکتا ہے۔ کیونکہ والدین کے قوی ہونے کی وجہ سے ان کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں کیونکہ وہ خود کمانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اگر والدین علم دین کے حصول یا جہاد و تبلیغ سے محبت، دنیا طلبی، بے دینی یا علم دین کی قدر نہ جاننے کی وجہ سے منع کریں تو اس صورت میں اجازت ضروری نہیں۔

ان تمام صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ والدین کو بہر حال راضی کر کے نکلے۔ (ملخصا من تحفة الالمعی)

اور ظاہر ہے مندرجہ بالا تمام تفصیل بنین کی تعلیم سے متعلق ہے بنات کا تو دینی تعلیم کے حصول کے لئے گھر سے نکلنے کی بھی کڑی شرائط ہیں چہ جائیکہ دور دراز سفر کرنا۔

نماز کی حالت میں والدین کے بلاوے کا حکم:

1۔ اگر نفل نماز پڑھ رہا ہے اور والدین کو بھی معلوم ہے کہ نماز میں ہے تو اس صورت میں ان کے پکارنے پر نماز توڑ کر جواب دیا جائے۔

2۔ اگر فرض نماز پڑھ رہا ہے تو اس صورت میں جواب نہ دے البتہ اگر شدید تکلیف میں مبتلا ہو کر پکاریں تو اس صورت میں ان کو فرض میں بھی جواب دیا جائے۔

3۔ اگر نفل پڑھ رہا ہے اور والدین کو اس کے نماز میں ہونے کا علم نہیں تو اس صورت میں جواب نہ دے۔

۱۲۶۹: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عُقُوْقِ الْوَالِدَیْنِ

۱۹۶۴: حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا بِشْرُبْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا الْجُرَیْرِیُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالُوْابَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ قَالَ وَجَلَسَ وَکَانَ مُتَّکِئًا قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِاَوْقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَهٗ سَکَتَ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاَبُوْبَکْرَةَ اسْمُهٗ نُفَیْعٌ۔

۱۲۶۹: باب والدین کی نافرمانی

۱۹۶۴: حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں سے بھی بڑا گناہ نہ بتاؤں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اس سے پہلے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور فرمایا: جھوٹی گواہی یا فرمایا جھوٹی بات (یعنی راوی کو شک ہے) پھر آپ ﷺ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ اس باب میں حضرت ابوسعیدؓ سے بھی حدیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوبکرہ کا نام نفیع ہے۔

۱۹۶۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَشْتُمُ اُمَّهُ فَيَشْتِمُ اُمَّهُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۶۵: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جب یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: الا احدثکم باکبرا لکبائر: یہاں حصر مراد نہیں ہے۔ یعنی کبیرہ گناہ صرف مذکورہ احادیث میں ذکر کیے گئے گناہوں پر منحصر نہیں ہیں بلکہ اور بھی بے شمار گناہ ایسے جن پر کبائر کا اطلاق ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ''کبیرہ گناہوں میں یہ بھی ہیں'' کیونکہ متعدد احادیث میں کبیرہ گناہ کا اطلاق دیگر احادیث میں بھی کیا گیا ہے مثلاً بخاری میں حضرت مسعودؓ سے مروی حدیث ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ "ای الذنب اعظم"؟ تو آپ ﷺ نے اس میں ہمسائے کی حلیلہ سے زنا کو بھی کبائر میں شمار فرمایا۔

اس طرح عبداللہ بن انیس جہنیؓ کی روایت بھی ہے کہ آپ ﷺ نے متعدد گناہ کبیرہ شمار کئے اور ان میں "الیمین الغموس" یعنی جھوٹی گواہی دینے کو بھی کبیرہ بتلایا۔ (ترمذی)

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ''ان من اکبر الکبائر استطالة المرء فی عرض رجل مسلم'' (ابن ابی حاتم) الغرض کبیرہ گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے کبیرہ گناہوں پر ایک پوری کتاب لکھی ہے اور اس میں سینکڑوں کبائر کی تفصیل بیان کی ہے۔

صغیرہ وکبیرہ کی تعریف: علماء نے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی متعدد تعریفیں کی ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

1۔ ہر گناہ اپنے سے بڑے گناہ کے مقابلہ میں صغیرہ ہے اور اپنے سے چھوٹے گناہوں کے مقابلہ میں کبیرہ ہے۔

2۔ ہر وہ گناہ جو بذات خود گناہ ہو وہ کبیرہ ہے اور جو فعل بذات خود گناہ نہیں مگر گناہ کا سبب بنے تو وہ صغیرہ ہے۔ مثلاً شراب نوشی فی نفسہ گناہ ہے اس وجہ سے یہ کبیرہ ہے اور شراب نوشی کے اسباب اختیار کرنا۔ مثلاً شراب کے حصول کے لئے چلنا پھرنا، بھاگ دوڑ کرنا۔ کہ فی نفسہ چلنا پھرنا گناہ نہیں لیکن یہ شراب کے حصول کا سبب بن گیا اس وجہ سے یہ صغیرہ گناہ ہے یا مثلاً زنا کاری فی نفسہ گناہ یہ کبیرہ ہے اور اس کے اسباب اختیار کرنا، بدنظری وغیرہ یہ صغیرہ ہونگے۔

3۔ صغیرہ وہ ہیں جو بغیر توبہ کے نیکیوں سے معاف ہو جاتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ۔ اور جو گناہوں نیکیوں سے معاف نہ ہوں بلکہ ان کی معافی کے لئے توبہ شرط ہو تو ایسے گناہ کبیرہ کہلائیں گے۔ لیکن یہ تعریف اس وقت درست ہو سکتی ہے جبکہ یقینی علم ہو کہ کونسے گناہ نیکیوں سے معاف ہو جاتے ہیں اور کون سے نہیں ہوتے۔ جبکہ یقینی علم کسی کو بھی نہیں۔

4۔ جس گناہ پر وعید وارد ہو یا اس پر حد لگانے کا حکم ہو یا اس پر لعنت کی گئی ہو وہ کبیرہ ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ صغیرہ ہے۔

5۔ جو گناہ کھلم کھلا دیدہ دلیری سے کیا جائے وہ کبیرہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے "کل امتی معافی الا المجاهرین" یعنی معافی کا دروازہ تو ہر امتی کے لئے کھلا ہے لیکن جو لوگ کھلم کھلا اور اعلانیہ گناہ کرنے والے ہیں ان کے لئے کوئی معافی نہیں۔

6۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ "لا صغیرۃ بالا صرار ولا کبیرۃ مع الا ستغفار"۔ کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار سے صغیرہ گناہ بھی صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ اور کبیرہ گناہ سرزد ہونے پر صدق دل سے توبہ کرنے سے کبیرہ، کبیرہ نہیں رہتا (بلکہ وہ تو معاف ہوگیا)۔ ان کے اس قول کا حاصل یہ ہوا کہ جن گناہوں پر اصرار کیا جائے اگرچہ وہ صغیرہ کیوں نہ ہوں وہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

جلس و کان متکئا: اہتمام امر کی وجہ سے آپ ﷺ اٹھ بیٹھے اس وجہ سے کہ لوگ پہلے دو گناہوں کو تو گناہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹی گواہی کو گناہ نہیں سمجھتے اس وجہ سے آپ ﷺ اٹھ بیٹھے۔ کہ شرک سے مؤمن ویسے ہی ڈرتا ہے۔ اور عقوق والدین سے فطرت سلیمہ دور بھاگتی ہے لیکن جھوٹی گواہی کو گناہ نہیں سمجھا جاتا اور پھر جھوٹی گواہی دینا باطن کی بے شمار خرابیوں کا بھی غماز ہے کہ یہ شخص یا تو لالچی و حریص ہے یا اس کے دل میں فریق مخالف کے خلاف عداوت و دشمنی بھری ہے کہ اس کے خلاف جھوٹی گواہی دے رہا ہے۔ یا اس کے دل میں بغض بھرا ہوا ہے۔ اس لئے گناہ کی قباحت کو بیان کرنے کے لئے آپ ﷺ نے اہتمام تکرار کے ساتھ یہ فرمایا۔

خاموشی کی انتہا: صحابہؓ کو چونکہ آپ ﷺ سے انتہائی محبت تھی اور وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ بار بار کہنے کی مشقت آپ ﷺ کو اٹھانی پڑے اس وجہ سے یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

یسب ابا الرجل: اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا سبب اختیار کرنا بھی گناہ ہے۔

۱۲۷۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْرَامِ صَدِيقِ الْوَالِدِ

۱۹۶۶: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَسِيدٍ هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ۔

۱۲۷۰: باب والد کے دوست کی عزت کرنا

۱۹۶۶: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اس باب میں ابو اسید سے بھی حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

تشریح: ان ابر البر ان یصل الرجل اهل ودابیه:

چونکہ باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان یہ باپ کے ساتھ احسان کو متضمن ہے اس وجہ سے فرمایا کہ سب سے بڑھ کر نیکی یہ ہے۔

اور وہ صرف والد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ والدہ، ماں، دادی وغیرہ سب کو شامل ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ کی تعلق داروں کے ساتھ اکرام کا معاملہ ثابت ہے۔ اور یہ حکم والدین کی زندگی میں لاگو ہوگا اور ان کی وفات کے بعد بھی۔

۱۲۷۱: بَابُ مَاجَآءَ فِي بِرِّ الْخَالَةِ

۱۲۷۱: باب خالہ کے ساتھ نیکی کرنا

۱۹۶۷: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ ثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ وَهُوَ ابْنُ مَدُّوْيَهْ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ وَاللَّفْظُ لِحَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۱۹۶۷: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالہ ماں کی طرح ہے۔ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۹۶۸: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي تَوْبَةٌ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔

۱۹۶۸: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہؐ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا خالہ۔ عرض کیا "جی ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس باب میں حضرت علیؓ اور براء بن عازبؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۹۶۹: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ حَفْصٍ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ۔

۱۹۶۹: ابن ابی عمر، سفیان بن عیینہ سے وہ محمد بن سوقہ سے وہ ابوبکر بن حفص سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں اور اس میں ابن عمرؓ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ حدیث ابو معاویہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ابوبکر بن حفص، ابن عمر بن سعد بن ابی وقاص ہیں۔

تشریح: قصہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر چونکہ آپ ﷺ اور صحابہ کو عمرہ سے روک دیا گیا تھا اور طے یہ ہوا تھا کہ اگلے سال دوبارہ آئیں گے اور تین دن تک مکہ میں قیام کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عمرہ کی قضاء فرمائی جب وہاں سے واپسی ہونے لگی تو آپ ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی حضرت حمزہؓ کی بیٹی آپ ﷺ کو چچا، چچا پکارتی ہوئی پیچھے چلی۔ تو حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اپنی چچا زاد بہن کو بھی ساتھ لے لو۔ (کیونکہ حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ کے بھی چچا تھے اس نسبت سے حضرت فاطمہؓ سے یہ کہا) پھر چونکہ یتیم کی کفالت کے فضائل بے شمار ہیں اور صحابہ کرامؓ تو ہر فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ایک

دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔اس بناء پر حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کے درمیان اس کی کفالت اپنے ذمہ لینے پر ردوقدح ہوئی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا چونکہ میرے چچا کی بیٹی ہے اس بناء پر میں اس کی کفالت کروں گا، حضرت جعفرؓ نے کہا یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور پھر اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے کہا کہ میرے اسلامی بھائی کی بیٹی ہے۔ میں اس کی کفالت کروں گا۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا" الخالة منزلة الام " اور حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔اور پھر دل لگی کیلئے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ "انت منی و انا منك" اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ "اشبهت خلقی و خلقی، تم اخلاق اور شکل وصورت میں میرے مشابہ ہو۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ " انت اخونا و مولانا"

قال فبرها: یہ" ان الحسنات یذهبن السیئات" کی قبیل سے ہے کہ نیکیاں چونکہ گناہوں کو دھودیتی ہیں۔اور سائل کا گناہ بھی عظیم تھا اس وجہ سے اس کو ایک عظیم نیکی یعنی خالہ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا:۔

۱۲۷۲: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ دُعَاءِ الْوَالِدَیْنِ

۱۹۷۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدَّسْتَوَائِیُّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَاشَکَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ وَقَدْ رَوَی الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ نَحْوَ حَدِیْثِ هِشَامٍ وَاَبُوْ جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهٗ وَقَدْ رَوٰی عَنْهُ یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ غَیْرَ حَدِیْثٍ۔

۱۲۷۲: باب والدین کی دعا

۱۹۷۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایک مظلوم کی بددعا، دوسری مسافر کی دعا اور تیسری والد کی بیٹے کیلئے بددعا۔ حجاج صواف یہ حدیث یحییٰ بن ابوکثیر سے ہشام ہی کی حدیث کی طرح نقل کرتے ہیں اور ابوجعفر، ابوجعفر موذن ہیں۔ ہمیں ان کے نام کا علم نہیں۔ اس سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کئی احادیث نقل کی ہیں۔

تشریح: یہاں" دعوة المظلوم" سے مراد مظلوم کا ظالم کے خلاف بددعا کرنا ہے۔ کیونکہ مظلوم ظالم کے لئے دعا کر ہی نہیں سکتا۔ اور مسافر جو پراگندہ حال اور سفر کی مشقتوں سے تھکا ماندہ ہو اسکی دعا بھی فوراً قبول ہوتی ہے۔اور والدین کی دعا سے یہاں دعا بھی فوراً قبول ہوتی ہے۔ اور والدین کی دعا سے یہاں دعا بھی مراد ہو سکتی ہے اور بددعا بھی۔ جس طرح ان کی دعا جلدی اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے اسی طرح بددعا بھی بہت جلدی قبول کرلی جاتی ہے۔

لہٰذا اولاد کو چاہیے کہ والدین کو راضی کریں اور ان کی دعائیں لیں۔ اور والدین کو چاہیے کہ بددعا سے اجتناب کرتے رہیں اور اولاد کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرتے رہیں۔

۱۲۷۳: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حَقِّ الْوَالِدَیْنِ

۱۹۷۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰی ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدًا اِلَّا اَنْ یَجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَیَشْتَرِیَهٗ فَیُعْتِقَهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ سُهَیْلِ ابْنِ اَبِیْ صَالِحٍ وَقَدْ رَوٰی سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُهَیْلٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ۔

۱۲۷۳: باب والدین کا حق

۱۹۷۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بیٹا اپنے والد کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ اگر وہ اپنے والد کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو ہم صرف سہیل بن ابی صالح کی روایت سے جانتے ہیں۔ سفیان ثوری اور کئی راوی بھی یہ حدیث سہیل سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: یہاں اس بات کا بیان ہے کہ والدین کا احسان اولاد پر اس قدر ہے کہ ان احسانات کا بدلہ کسی صورت میں نہیں چکایا جا سکتا سوائے ایک صورت کے، کہ انہیں خرید کر آزاد کر دیا جائے وجہ اس کی یہ ہے کہ چونکہ والدین اولاد کے وجود میں آنے کا زندگی ملنے کا سبب ہیں، جس طرح وہ اولاد کی نئی زندگی کا ذریعہ بنے اسی طرح اگر والدین غلام ہیں اور اولاد انہیں خرید کر آزاد کرا دے تو گویا والدین کو غلامی کی زندگی سے نجات دلا کر ایک نئی زندگی دیدی، اس وجہ سے یہ فضیلت وارد ہوئی۔

واضح رہے کہ یہاں اولاد نے والدین کے صرف ایک احسان کا بدلہ چکایا ہے۔ باقی اولاد کی پیدائش کے بعد ان کے پالنے پوسنے اور تربیت وغیرہ کی جو مشقتیں ہیں ان کا بدلہ تو کسی صورت میں بھی نہیں دیا جا سکتا۔ اس وجہ سے اگر کوئی ان کو خرید کر آزاد بھی کرا دے تو باقی احسانات کا بدلہ ممکن نہیں لہٰذا آزاد کرانے کے بعد بھی ان کی خدمت واحسان کا ہی حکم ہوگا۔

مسئلہ: یہ فقہاء کا اجماعی مسئلہ ہے کہ اولاد اگر والدین کے غلام ہونے کی صورت میں ان کو خریدتے تو خریدتے ہی والدین خود بخود آزاد ہو جائیں گے۔ پس یہاں فضیلت اس وجہ سے بیان ہوئی کہ اولاد کا والدین کو خریدنا چونکہ ان کی آزادی کا سبب ہے۔ اس لئے محض سبب بننے پر ہی اللہ پاک فضیلت سے نواز دیتے ہیں۔

۱۲۷۴: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَطِیْعَةِ الرَّحِمِ

۱۹۷۲: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَسَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ اشْتَكٰی اَبُو الدَّرْدَاءِ فَعَادَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ قَالَ خَیْرُهُمْ وَاَوْصَلُهُمْ مَا عَلِمْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِیْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی وَعَامِرِ بْنِ

۱۲۷۴: باب قطع رحمی

۱۹۷۲: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے ہی رحم کو پیدا کیا اور پھر اسے اپنے نام سے مشتق کیا۔ پس جو شخص اسے ملائے گا یعنی صلہ رحمی کرے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا یعنی قطع رحمی کرے گا میں اسے کاٹوں گا۔ اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور

رَبِيْعَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَجُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ حَدِيْثُ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَدَّادٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَمَعْمَرٍ كَذَاقَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيْثُ مَعْمَرٍ خَطَأٌ

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں ۔ سفیان کی زہری سے منقول حدیث صحیح ہے۔ اسے معمر، زہری سے وہ ابوسلمہ سے وہ ردّاد لیثی سے اور وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ معمر کی حدیث میں غلطی ہے۔

تشریح: خلقت الرحم و شققت لها: یعنی میں نے رشتہ وناتا کو پیدا بھی کیا اور پھر اپنے نام ''رحمٰن'' سے نکال کر اس کو نام دیا۔ یعنی ''رحم'' رحمٰن سے مشتق ہے۔ پس جو (اللہ تعالیٰ کے نام کی قدر کرتے ہوئے اور لاج رکھتے ہوئے) رشتے ناتے کو جوڑے گا تو میں اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جوڑوں گا اور جس نے (میرے نام کی لاج نہ رکھی، میرے نام کے اثر کو بھی قبول نہ کیا اور رشتہ قطع کیا اور اس کو کاٹا تو میں بھی اس کو اپنی رحمت سے کاٹ دوں گا۔

فضیلت بھی بہت بڑی ہے اور وعید بھی بڑی شدید ہے اس بناء پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر رشتہ ناتا توڑ دینا، معمولی معمولی باتوں پر اللہ تعالیٰ کے نام سے ماخوذ ''رشتہ داری'' کا تعلق توڑ دینا یہ ہمارے نزدیک تو معمولی ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے اس وجہ سے اگر رشتہ داری کا تعلق نبھانے کے لئے کہیں چھوٹا بھی بننا پڑے تو اللہ کی نام کی ہیبت کا لحاظ رکھتے ہوئے بن جانا چاہیے کہ '' من تواضع لله رفعه الله'' خاص طور پر عورتیں اس بات کا لحاظ نہیں رکھتیں اور معمولی باتوں پر قطع تعلقی کر لیتی ہیں۔ اس وجہ سے اگر کہیں ایسا موقع آجائے تو یہ نہ دیکھے کہ میری حیثیت کم ہو جائے گی بلکہ اللہ کے نام کی عظمت کو سامنے رکھا جائے تو اپنی حیثیت کا کوئی غم بھی نہ ہوگا۔

فوائد: حضرت ابوالدرداءؓ کے عمل سے معلوم ہوا کہ

۱۔ احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ کہ ''من لم يشكر الناس لم يشكر الله''

۲۔ تعریف میں اگر مبالغہ نہ کیا جائے تو منہ پر بھی تعریف کی جاسکتی ہے۔

۳۔ جس کی تعریف کی جائے اس کو بات پھیر دینی چاہیے جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حدیث قدسی سنا کر بات پھیر دی۔

۱۲۷۵: بَابُ مَاجَآءَ فِي صِلَةِ الرَّحِمِ

۱۲۷۵: باب صلہ رحمی

۱۹۷۳: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا بَشِيْرٌ اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ وَفِطْرُبْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي اِذَا انْقَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ۔

۱۹۷۳: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلہ رحمی کرنیوالا وہ نہیں جو کسی قرابت دار کی نیکی کے بدلے نیکی کرے بلکہ صلہ رحم وہ ہے جو قطع رحمی کے باوجود اسے ملائے اور صلہ رحمی کرے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں سلمانؓ، عائشہؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۹۷۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۹۷۴: حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ بھی سفیان سے یہی نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد قطع رحمی کرنے والا ہے۔

تشریح: لیس الواصل بالمکافی: یعنی جیسا سامنے والا برتاؤ کرے ویسا ہی آپ کریں۔ وہ قطع تعلق کرے تو آپ بھی کرلیں وہ صلہ رحمی کریں تو بدلے میں آپ بھی کرلیں تو حدیث کے مطابق یہ صلہ رحمی کے زمرے میں نہیں آتا۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ " اذا انقطعت رحمہ و صلها" کہ جس سے رشتہ توڑ دیا جائے اور وہ پھر بھی جوڑنے کی فکر میں لگا رہے یہ ہے صلہ رحمی کرنے والا۔ اور اسی کو مکارم اخلاق کہتے ہیں جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ" (سورۃ المومنون:۹۶)

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے: صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساء الیك"

صلہ رحمی کے مستحق کونسے رشتہ دار ہیں: ہر وہ رشتہ دار جن کے درمیان آپس میں کوئی نسبی رشتہ ہو۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں یا نہ ہوں۔ یعنی تمام ددھیالی اور ننھیالی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی جائے گی۔ چاہے وہ محرم ہوں یا غیر محرم۔

بعض لوگوں نے کہا کہ صرف محرم رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم ہے لیکن یہ درست نہیں۔

صلہ رحمی کی چند صورتیں:

۱۔ مالی ضرورت کے وقت مدد۔

۲۔ مصیبت اور ضرورت کے وقت کام آنا۔

۳۔ ان سے ضرر و نقصان دور کرنا۔

۴۔ خندہ پیشانی سے ان سے ملاقات کرنا۔

۵۔ ان کی غیبت سے اجتناب کرنا۔

۶۔ پیٹھ پیچھے ان کی تعریف کرنا۔

۷۔ ان کی جائز خوشی وغمی میں شرکت کرنا۔

۸۔ ان کو نفع پہنچانے کی کوشش میں لگے رہنا اور ان کے نقصان کے درپے نہ ہونا۔

۹۔ وراثت میں اگر حصہ دار ہوں تو ان کا حصہ ادا کرنا وغیرہ۔

لا یدخل الجنۃ قاطع: اسے دخولِ اولی نصیب نہ ہوگا لیکن گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

۱۲۷۶: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ حُبِّ الْوَلَدِ

۱۹۷۵: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مَیْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ سُوَیْدٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ یَقُوْلُ زَعَمَتِ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةُ بِنْتُ حَکِیْمٍ قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ وَهُوَ مُحْتَضِنٌ اَحَدَابْنَیْ ابْنَتِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ اِنَّکُمْ لَتُبَخِّلُوْنَ وَتُجَبِّنُوْنَ وَتُجَهِّلُوْنَ وَاِنَّکُمْ لَمِنْ رَیْحَانِ اللّٰهِ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْاَشْعَثِ ابْنِ قَیْسٍ حَدِیْثُ ابْنِ عُیَیْنَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مَیْسَرَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِهٖ وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ سِمَاعًا مِنْ خَوْلَةَ۔

۱۲۷۶: باب اولاد کی محبت

۱۹۷۵: حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے ایک نواسے کو گود میں لے کر نکلے اور فرمایا بے شک تمہارا کام بخیل، بزدل اور جاہل بنانا ہے اور بلاشبہ تم اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے پھلوں سے ہو۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اشعث بن قیسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن عیینہ کی ابراہیم بن میسرہ سے منقول حدیث کو ہم صرف انہی کی سند سے جانتے ہیں اور عمر بن عبدالعزیز کے خولہ سے سماع کا ہمیں علم نہیں۔

تشریح: اولاد کی پیدائش سے قبل انسان شاہ خرچ ہوتا ہے۔ کسی ایرے غیرے کی خاطر بھی مال خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتا۔ لیکن جب اولاد ہو جاتی ہے تو مصارف بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی خاطر مال جوڑ جوڑ کر رکھا جاتا ہے دوسروں کی مدد سے بھی ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔

اسی طرح اولاد کی پیدائش کے بعد یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ اگر مر گیا تو ان کا کیا بنے گا مرنے کے ڈر سے میدان جہاد سے بھی گریز کرتا ہے۔

پھر مزید یہ کہ اولاد کے امور میں مشغولی کی وجہ سے دینی و دنیوی علوم کے حصول سے بھی محرومی ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا مقولہ ہے کہ "تعلموا قبل ان تسودوا" یعنی سردار بنائے جانے سے پہلے پہلے علم حاصل کر لو۔ کہ جب انسان کے سر پر دوسروں کی ذمہ داری آجاتی ہے تو پھر علم کا حصول مشکل ہے۔

۱۲۷۷: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ رَحْمَةِ الْوَلَدِ

۱۹۷۶: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَسَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَبْصَرَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُقَبِّلُ الْحَسَنَ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْحَسَنَ اَوِالْحُسَیْنَ فَقَالَ اِنَّ لِیْ مِنَ الْوَلَدِ عَشَرَةً مَاقَبَّلْتُ اَحَدًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَاَبُوْسَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اسْمُهٗ

۱۲۷۷: باب اولاد پر شفقت کرنا

۱۹۷۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا۔ ابن ابی عمر اپنی بیان کردہ حدیث میں حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پس اقرع نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی ان کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اس باب میں

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت انسؓ اور عائشہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کا نام عبداللہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۷۸: بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ

۱۲۷۸: باب لڑکیوں پر خرچ کرنا

۱۹۷۷: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْأَعْشَى عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ بِنْتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللّٰهَ فِيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

۱۹۷۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کیلئے جنت ہے۔

۱۹۷۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ هُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ وُهَيْبٍ وَقَدْ زَادُوْا فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ رَجُلًا۔

۱۹۷۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے سعد بن ابی وقاص، مالک بن وہیب ہیں۔ لوگوں نے اس سند میں ایک آدمی کا اضافہ کیا ہے۔

۱۹۷۹: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْمَجِيْدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۹۷۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا پھر اس نے ان پر صبر کیا تو وہ اس کیلئے جہنم سے پردہ ہوں گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۹۸۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَأَلَتْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا

۱۹۸۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کے ساتھ دو بچیاں تھیں میرے پاس آئی اور کچھ مانگا۔ میرے پاس صرف ایک کھجور تھی۔ میں نے وہ اسے دے دی۔ اس نے وہ کھجور دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور

اَبْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

خود کچھ نہ کھایا پھر اٹھ کر چلی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان لڑکیوں کے ساتھ آزمایا جائے قیامت کے دن یہ اس کیلئے جہنم سے پردہ ہوں گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۹۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الرَّاسِبِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ اَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَ اَشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ غَيْرَ حَدِيْثٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ وَالصَّحِيْحُ هُوَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ۔

۱۹۸۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو بچیوں کی پرورش کی میں اور وہ جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح داخل ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن عبید نے محمد بن عبدالعزیز سے اس سند کے ساتھ اس کے علاوہ بھی حدیث روایت کی اور کہا ابو بکر بن عبیداللہ بن انس جبکہ صحیح عبیداللہ بن ابو بکر بن انس ہے۔

تشریح: فاحسن صحبتهن، واتقى الله فيهن۔ ان کی رفاقت اچھی کرے یعنی اچھے طریقے سے ان کو پالے پوسے۔ واتقى الله فيهن: اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ سے ڈرتا ہے تو جنت کی بشارت ہے۔

۲۔ فیحسن الیهن: ابن ماجہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے " واطعمهن و سقاهن و كساهن "یعنی انہیں کھلایا پلایا پہنایا۔

اور طبرانی کی روایت میں ابن عباسؓ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ " فانفق عليهن و زوجهن و احسن ادبهن" ان پر خرچ کیا، ان کی شادی کی اور حسن ادب کی تعلیم دی اور الادب المفرد کے الفاظ یہ ہیں: " يؤويهن و يرحمهن و يكفلهن" ان کو ادب سکھلایا۔ ان پر رحم کیا اور ان کی کفالت کی۔

خلاصہ: خلاصہ یہ کہ خوب اچھی طرح ان کی کفالت کرے۔ پالے، پوسے، ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ سے ڈرتا رہے۔ ان کو کھلانے پلانے اور پہنانے میں بوجھ محسوس نہ کرے۔ حسن آداب کی تعلیم دے۔ ان پر بھی خرچہ کرے (صرف بیٹوں پر نہ کرے) اچھی جگہ ان کی شادی کرے اور ان پر رحم کرتا رہے۔ اس طرح کفالت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جنت کی بشارت ہے۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے کہ ان تمام الفاظ کا خلاصہ ایک لفظ میں آ جاتا ہے اور وہ ہے "احسان" یعنی ان کے ساتھ خوب احسان والا معاملہ کرے۔ (فتح الباری)

من ابتلى بشئ من البنات: بیٹیوں کو ابتلاء و آزمائش کیوں کہا گیا اس کے متعلق امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ " انما سماه ابتلاء لان الناس يكرهون البنات الخ" یعنی ان کو ابتلاء اس وجہ سے فرمایا کہ لوگ عام طور پر جاہلیت میں بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس بناء پر ان کو قتل نہ کرتے اور زندہ چھوڑ دینے کے بعد ان کے ساتھ احسان کرنے پر یہ فضیلت وارد ہوئی۔

اور آج ہمارے معاشرے میں بھی دین سے دوری کی وجہ سے زمانہ جاہلیت والی خرافات پیدا ہو گئی ہیں اور بیٹیوں کی

پیدائش پر چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ ان کی اسی ناپسندیدگی سے متعلق ارشاد ربانی بھی ہے۔ "واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا وھو کظیم" (سورۃ النحل: ۵۸) کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ تو ان کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے۔

ایک بیٹی والا بشارت کا مستحق ہے یا نہیں: بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ احادیث میں تثنیہ یا جمع کی صیغہ ہی آیا ہے۔ اس بناء پر دو بیٹیوں سے کم پر یہ بشارت حاصل نہ ہوگی۔

۲۔ بعض دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ ایک بیٹی والا بھی اس بشارت کا مستحق ہے اور دلیل یہ ہے کہ طبرانی میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ "قلنا وبنتین، قال وبنتین، قلنا و واحدۃ قال و واحدۃ" یعنی ہم نے پوچھا کہ دو بیٹیوں والا بھی فضیلت کا مستحق ہے تو فرمایا بالکل، دو بیٹیوں والا بھی مستحق ہے۔ ہم نے پوچھا کہ ایک بیٹی والا بھی اس فضیلت کا مستحق ہے؟ تو فرمایا کہ ایک والا بھی مستحق ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ "من ابتلی بشئ من البنات" میں من تبعیضیہ ہے اور "بشئ" قلت پر دلالت کر رہا ہے" تو مفہوم یہ ہوا کہ "بیٹوں کی قلیل مقدار سے آزمایا گیا" اور قلیل مقدار ایک بیٹی ہی ہو سکتی ہے۔ اس وجہ سے ایک بیٹی والا اور اس کی صحیح تربیت کرنے والا بھی مستحق فضیلت ہوگا۔ (فتح الباری میں اس کی تفصیل موجود ہے)

فاعطیتھا ایاھا: اس سے معلوم ہوا کہ اکرام حسب استطاعت ہے جو گھر میں ہو۔ مہمان کے آگے وہی پیش کردے۔ استطاعت نہ ہو پھر بھی تکلف میں پڑ جانا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔ نہ تو میزبان اس کو حقیر جانے اور نہ ہی مہمان برا مانے۔

اور دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ معمولی سے نیکی کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ" اور ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ اتق النار ولو بشق تمرۃ۔

۱۲۷۹: بَابُ مَا جَآءَ فِي رَحْمَةِ الْيَتِيمِ وَكَفَالَتِهِ

۱۹۸۲: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالِقَانِيُّ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِينَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ لَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُرَّةَ الْفِهْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَحَنَشٌ هُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ أَبُو عَلِيٍّ الرَّحَبِيُّ وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ يَقُولُ حَنَشٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ۔

۱۲۷۹: باب یتیم پر رحم اور اس کی کفالت کرنا

۱۹۸۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شامل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بلاشک وشبہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل (یعنی گناہ) کرے جس کی بخشش نہ ہو۔ اس باب میں حضرت مرہ فہری رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حنش کا نام حسین بن قیس اور کنیت ابوعلی رجبی ہے۔ سلیمان تیمی کہتے ہیں کہ حنش محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

۱۹۸۳:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ اَبُو الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ الْقُرَشِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِى الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ يَعْنِى السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۸۳:حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں یتیم کی اس طرح کفالت کرنے والا ہوں اور پھر اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ یعنی شہادت اور بیچ والی انگلی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

خوان: یتیم کی تعریف: الذی مات ابوہ وھو صغیر یستوی فیہ المذکر والمؤنث۔ وہ بچہ جس کا باپ مرجائے صغرسنی کی حالت میں اس تعریف میں مذکر ومؤنث دونوں شامل ہیں۔

الا ان یعمل ذنبا لایغفرلہ: دوگناہ ایسے ہیں کہ جن کی مغفرت نہیں۔ ا۔شرک، اس کے حوالہ سے ارشاد ربانی ہے۔ان اللہ لایغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء (النساء:۴۸)

۲۔حقوق العباد: کہ جب تک حقوق العباد جوذمہ باقی رہ گئے صاحب حق سے معاف نہ کرالیئے جائیں وہ معاف نہیں ہوتے۔

خلاصۃ الابواب: (۱) ماں باپ سے حسن سلوک کرنا چاہیے اور ماں کو اس معاملے میں باپ پر زیادہ فضیلت حاصل ہے۔(۲) ماں باپ کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے مگر یہ کہ وہ شرک یا معصیت کا حکم نہ دیں۔حتیٰ کہ اپنے والد کے دوست کی بھی عزت واحترام کرنا چاہیے اسی طرح فرمایا کہ خالہ ماں کی طرح ہے۔(۳) انسان کو والدین کی بددعاء سے بچنا چاہیئے کیونکہ فرمانِ نبویؐ کے مطابق ان کی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں (۴) انسان اپنے والدین کا حق ادا نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ اپنے والد کو اگر غلام پائے تو اسے آزاد کرادے۔(۵) قطع رحمی کی سخت ممانعت اور صلہ رحمی کرنے والوں کو چاہیے کہ نیکی کرنے والوں سے ہی صلہ رحمی نہ کرے بلکہ جو ان سے قطع رحمی کرے ان سے بھی صلہ رحمی سے پیش آئے۔قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (۶) اولاد کی محبت انسان کو بزدل، بخیل بنادیتی ہے اس کا اشارہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ملتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے ایک نواسے کو لے کر نکلے اور فرمایا بے شک تمھارا کام بخیل بزدل اور جاہل بنانا ہے۔قرآن کریم میں بھی اولاد کو آزمائش قرار دیا گیا ہے ۔(۷) والد پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد پر سے قدرے شفقت، عدل اور محبت سے پیش آئے۔تاہم اس معاملے میں لڑکیوں کو کسی قدر فضیلت حاصل ہے کہ ان سے محبت وشفقت کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے اور فرمایا کہ جو بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا اس نے اس پر صبر کیا اس کے لئے جنت ہے۔ہمارے معاشرے میں یہ پہلو قدرے انجان ہے لوگ اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے حسن سلوک نہیں کرتے اس لئے مغرب زدہ این جی اوز ہمارے اس پہلو پر زیادہ وار کرتے ہیں۔علماء کرام کو چاہیے کہ وہ اپنے خطبات میں اس پہلو پر زیادہ سے زیادہ عوام کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

۱۲۸۰:بَابُ مَاجَآءَ فِىْ رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ

۱۲۸۰:باب بچوں پر رحم کرنا

۱۹۸۴:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ الْبَصْرِيُّ ثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ زَرْبِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ جَآءَ شَيْخٌ يُرِيْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبْطَاَ الْقَوْمُ عَنْهُ

۱۹۸۴:حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا۔لوگوں نے اسے راستہ دینے میں تاخیر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص

اَنْ يُّوَسِّعُوْا لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ اُمَامَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَزَرْبِيٌّ لَهٗ اَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهٖ۔

کسی چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام نہ کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ اور ابوامامہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ زربی کی حضرت انس بن مالکؓ وغیرہ سے منکر حدیثیں ہیں۔

۱۹۸۵: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا۔

۱۹۸۵: حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے۔

۱۹۸۶: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَحَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ اَيْضًا قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ سُنَّتِنَا لَيْسَ مِنْ اَدَبِنَا وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُنْكِرُ هٰذَا التَّفْسِيْرَ لَيْسَ مِنَّا لَيْسَ مِنْ مِثْلِنَا۔

۱۹۸۶: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے۔ اور بڑوں کی عزت نہ کرے۔ نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ محمد بن اسحٰق کی عمرو بن شعیب سے روایت حسن صحیح ہے۔ عبداللہ بن عمرو سے دوسرے طرق سے بھی مروی ہے۔ بعض اہل علم نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ وہ ہم میں سے نہیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں۔ علی بن مدینی، یحییٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ سفیان ثوری اس تفسیر کا انکار کرتے تھے۔ ''ہم میں سے نہیں'' یعنی ہماری مانند نہیں۔

تشریح: لیس منا: بعض حضرات نے لیس منا کی تفسیر لیس من سنتنا کی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ ''وہ ہمارے طریقہ پر نہیں''، لیکن حضرت سفیان ثوریؒ اس تفسیر پر نکیر فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے ''بئس هذا القول'' انتہائی برا مطلب ہے۔ اور وہ اس کی تفسیر ''ليس من مثلنا'' کرتے تھے۔ یعنی وہ ہم جیسا نہیں کیونکہ ہلکی تاویل کی صورت میں زجر و توبیخ باقی نہیں رہے گا اس بناء پر حضرت سفیان ثوریؒ نے نکیر فرمائی۔

۱۲۸۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ رَحْمَةِ النَّاسِ

۱۲۸۱: باب لوگوں پر رحم کرنا

۱۹۸۷: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ابْنِ اَبِيْ خَالِدٍ ثَنَا قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ ثَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ

۱۹۸۷: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَايَرْحَمُ النَّاسَ لَايَرْحَمُهُ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۹۸۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا اَبُوْدَاوُدَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ كَتَبَ بِهٖ اِلَيَّ مَنْصُوْرٌ وَقَرَاْتُهٗ عَلَيْهِ سَمِعَ اَبَا عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَ اَبُوْ عُثْمَانَ الَّذِيْ رَوٰى عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُ اسْمَهٗ يُقَالُ هُوَ وَالِدُ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ اَبُو الزِّنَادِ وَقَدْ رَوٰى اَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرَ حَدِيْثٍ۔

۱۹۸۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ شقی القلب کو رحمت سے محروم کردیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعثمان جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ہمیں ان کا نام معلوم نہیں کہا جاتا ہے کہ یہ موسیٰ بن ابوعثمان کے والد ہیں جن سے ابوالزناد راوی ہیں۔ ابوزناد نے بواسطہ موسیٰ بن ابوعثمان، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے علاوہ بھی حدیث روایت کی ہے۔

۱۹۸۹: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ قَابُوْسَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۸۹: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا (یعنی اللہ تعالیٰ) تم پر رحم کرے گا۔ رحم بھی رحمٰن کی شاخ ہے۔ جس نے اس کو جوڑا اللہ تعالیٰ بھی اس سے رشتہ جوڑ لیں گے اور جو اسے قطع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے قطع تعلق کرلیں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: من لایرحم الناس لایرحمہ اللّٰہ۔ یہ حدیث کتب احادیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے چنانچہ بخاری میں ہے "من لایرحم لایرحم" اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں۔ "من لایرحم من فی الارض لایرحمہ من فی السماء" وغیر ذلک ابن بطالؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ "فیہ الحض علی استعمال الرحمۃ لجمیع الخلق فیدخل المؤمن والکافر الخ۔ یعنی اس حدیث میں تمام مخلوقات پر رحم کرنے کی ترغیب ہے۔ پس اس میں مؤمن وکافر بھی شامل ہیں۔ اور اس کے عموم میں آزاد وغلام، جانور وانسان سبھی داخل ہیں۔ اس طرح لوگوں کو کھلانا پلانا بوجھ اٹھانے والے کا بوجھ ہلکا کردینا مارنے میں حد سے تجاوز نہ کرنا وغیرہ امور شامل ہیں۔

لاتنزع الرحمۃ الا من شقی: علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ چونکہ مخلوق کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ کرنا یہ رقت قلب کی علامت ہے اور رقت قلب (دل کی نرمی) ایمان کی علامت ہے۔ فمن لا رقۃ لہ لا ایمان لہ، ومن لا ایمان لہ شقی، فمن لا یرزق الرقۃ شقی۔ تو جو رقت قلب سے محروم ہے وہ گویا ایمان کی دولت سے محروم ہے اور جس کے پاس ایمان نہیں وہ شقی ہے۔ پس

نتیجہ یہ ہوا کہ جو دل کی نرمی سے محروم ہے وہ شقی ہے۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء: یعنی تم دنیا والوں پر رحم کرو آسمان والا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ "من فی السماء" سے مراد فرشتے ہیں اوران کے رحم کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے لئے استغفار کریں گے اور رحمت کی دعا کریں گے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویؤمنون به ویستغفرون للذین اٰمنوا ربنا وسعت کل شئ رحمة وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلك وقهم عذاب الجحیم (سورۃ الغافر:۷)

۱۲۸۲: بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّصِيحَةِ

۱۹۹۰: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيْنُ النَّصِيحَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَتَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَجَرِيرٍ وَحَكِيمِ بْنِ اَبِي يَزِيدَ عَنْ اَبِيهِ وَثَوْبَانَ۔

۱۹۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ ابْنِ اَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۱۲۸۲: باب نصیحت کے بارے میں

۱۹۹۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دین نصیحت ہے تین مرتبہ فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس کیلئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ، اس کی کتاب، مسلمان اہل اقتدار اور عام مسلمانوں کیلئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ، تمیم داری، جریر، حکیم بن ابو یزید بواسطہ والد ثوبان سے بھی روایات منقول ہیں۔

۱۹۹۱: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے کی بیعت کی۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: لغات: النصیحة۔ اصل النصح فی اللغة الخلوص۔ یعنی اس کا لغوی معنی ہے اخلاص وصدق نیت۔ اوراس کا شرعی معنی ہے۔ هی ارادة الخیر للمنصوح له۔ یعنی خیر خواہی۔ بھلائی۔ خیر اندیشی چاہنا۔

الدین النصیحة: دین خیر خواہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دین کے قائم ومضبوط ہونے کا ذریعہ خیر خواہی ہے۔ یعنی ہر ایک کے لئے خیر خواہی چاہنا۔ امت کے ہر فرد کے خیر خواہی کا متمنی ہونا یہ دین کے قوام اور وجود وبقاء کا ذریعہ ہے۔ اہتمام امر کے لئے آپؐ نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی۔

للّٰه ولکتابه ولائمة المسلمین۔

اللہ تعالیٰ کے لئے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ: صحة الاعتقاد فی وحدانیته و اخلاص النیة فی عبادته۔ یعنی اللہ

تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت پر درست اعتقاد رکھنا۔اس کے لئے عبادت میں اخلاص پیدا کرنا۔اس کو الٰہ اور اسی کو رب ماننا۔

ولکتابہ: کتاب اللہ کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ:اس کی تصدیق کرنا اس کے الفاظ کی تلاوت کرنا اس کے معانی میں غور وتدبر کرنا۔اس کی تعلیمات پر بغیر کسی نچہ وی کے عمل کرنا اس کی تعلیمات کو پھیلانا ایسوں کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا ان کے اوامر کی اطاعت کرنا۔ان کی منہیات سے رک جانا ان کی محبت کو تمام محبتوں پر غالب رکھنا۔ان کی تعلیمات کو درست طریقہ سے پورے عالم میں پھیلانا۔

ولائمة المسلمین: ان یطیعھم فی الحق وان لایری الخروج علیھم اذا جاروا۔ان کی جائز معاملات میں اطاعت کرنا اور ظلم کریں تو اس کے خلاف آواز اٹھانے میں دریغ نہ کرنا۔

وعامتھم: عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے فائدے کی طرف ہی ان کی رہنمائی کرنا ہمیشہ ان کا نفع سوچنا،ان کے نقصان کے درپے نہ رہنا۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔ان کی مجبوریوں سے فائدہ نہ اٹھانا ان کی پردہ پوشی کرنا وغیرہ۔

۱۲۸۳بَابُ مَاجَآءَ فِیْ شَفَقَةِ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ

۱۲۸۳:باب مسلمان کی مسلمان پر شفقت

۱۹۹۲:حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِیُّ ثَنَا اَبِیْ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَیْدِبْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ لَا یَخُوْنُهٗ وَلَا یَكْذِبُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهٗ وَمَالُهٗ وَدَمُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّاَنْ یَحْتَقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۱۹۹۲:حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان،مسلمان کا بھائی ہے۔لہٰذا وہ اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرے،جھوٹ نہ بولے اور اسے اپنی مدد ونصرت سے محروم نہ کرے،ہر مسلمان کی دوسرے مسلمان پر عزت،مال اور خون حرام ہے۔تقویٰ یہاں ہے یعنی دل میں (آپ ﷺ نے اشارہ کیا) کسی شخص کے بُرے ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۹۹۳:حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ وَغَیْرُوَاحِدٍ قَالُوْا ثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَاَبِیْ اَیُّوْبَ۔

۱۹۹۳:حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن دوسرے مؤمن کیلئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا اور قوت بخشتا ہے۔یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

تشریح: المسلم اخو المسلم:جس طرح حقیقی بھائی اپنے بھائی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا اس کی مدد سے ہاتھ نہیں کھینچتا،اسی طرح ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

لایخونه: یہ خبر بمعنی الامر ہے یعنی یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خیانت نہ کرو۔

ولایخذله: من الخذلان۔ وهو ترك النصرة والاعانة:یعنی مصیبت کے وقت میں جب وہ مدد مانگے تو یہ اسے اپنی حسب

استطاعت مدد سے محروم نہیں کرتا۔ اس کو رسوا نہیں کرتا۔ کہ دو بھائیوں کا معاملہ آپس میں اسی طرح ہوا کرتا ہے۔

حرام عرضه: قال الجزری فی النهاية: العرض موضع المدح والذم من الانسان سواء کان فی نفسه او فی سلفه او من یلزمه امره۔ یعنی عرض کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی ذات کا وہ مقام جہاں اس کی خوبی وخامی بیان کی جاسکے۔ یہ مقام اس کی خود اپنی ذات میں بھی ہوسکتا ہے۔ اس کے آباؤ اجداد میں بھی اور اس کے ذمہ دار افراد میں بھی ہوسکتا ہے اور اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا کہ "هو جانبه الذی یصونه من نفسه وحسبه ویحامی عنه ان ینتقص ویثلب۔ انسان کی وہ جہت جس کی وہ حفاظت کرتا ہے وہ جہت خواہ اس کی ذات ہو یا اس کا خاندان ہو۔ انسان اس میں کمی آجانے سے خود کو محفوظ رکھتا ہے خلاصہ یہ کہ انسان کی عزت و آبرو لہٰذا ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی آبروریزی کرنا۔ اس کی عزت اچھالنا کسی بھی حال میں جائز نہیں۔

التقوی ههنا: یعنی مطلب یہ کہ ظاہری خامیوں کی وجہ سے کسی کی تحقیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ تقویٰ کا تعلق تو دل سے ہے اور دل کی حالت اللہ کے سوا کون جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا دل ہم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ ہم اس کی تحقیر کرتے ہیں اور وہ اللہ کے ہاں ہم سے زیادہ مقبول ہو۔

۲۔ یا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے تو جس کے دل میں تقویٰ ہو وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر نہیں کرتا۔

۱۹۹۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْآةُ اَخِیْهِ فَاِنْ رَاٰی بِهٖ اَذًی فَلْیُمِطْهُ عَنْهُ وَیَحْیٰی بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ ضَعَّفَهٗ شُعْبَةُ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ۔

۱۹۹۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک اپنے (دوسرے مسلمان) بھائی کیلئے آئینے کی طرح ہے۔ اگر اس میں کوئی عیب دیکھے تو اسے دور کر دے یعنی اسے بتائے۔ یحییٰ بن عبیداللہ کو شعبہ نے ضعیف کہا ہے۔ اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی حدیث منقول ہیں۔

تشریح: فلیمطه عنه: یعنی جس طرح آئینہ اپنے سامنے والے کو چہرے کے تمام عیب بتادیتا ہے اسی طرح مسلمان چونکہ مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے وہ بھی اپنے مسلمان بھائی کو اس کے عیب حکمت وبصیرت کے ساتھ بتلا کر اس سے عیبوں کو دور کر دیتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسان آئینہ دیکھ کر اپنے چہرے کے داغ دھبوں کو دور کرتا ہے اسی طرح مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے عیوب دیکھ کر اپنے عیبوں کو دور کرتا ہے۔

۱۲۸۴: بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّتْرِ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ

۱۲۸۴: باب مسلمان کی پردہ پوشی

۱۹۹۵: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِیُّ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ فِی الدُّنْیَا یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا

۱۹۹۵: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی مسلمان سے کوئی دنیاوی تکلیف دور کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن اس کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کر دیں گے۔ اور جو کسی تنگدست پر دنیا میں آسانی وسہولت کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی کریں گے اور جو دنیا میں کسی مسلمان کے عیب کی پردہ

يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى اَبُوْ عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ حُدِّثْتُ عَنْ اَبِي صَالِحٍ۔

پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ ابوعوانہ اور کئی راوی یہ حدیث اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ سے اور وہ نبی اکرمؐ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن اعمش کے اس قول کا ذکر نہیں کرتے کہ ابو صالح سے روایت ہے۔

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ احسان کو انتہائی پسند فرماتے ہیں اسی وجہ سے بارہا قرآن وحدیث میں ایثار وقربانی کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ جو مسلمانوں کے درد وغم میں اپنا وقت صرف کرے۔ اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے کسی مسلمان کے کام آنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتے بلکہ دنیا وآخرت میں اس کا بدلہ عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ خود ایسے انسان کی مدد میں رہتے ہیں جو دوسروں کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

اسی طرح جو شخص دوسروں کے عیب پوشی میں لگا رہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی عیب پوشی فرماتے ہیں اور اگر یہ دوسروں کے عیب اچھالنے کی فکر میں لگا رہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کی پردہ دری فرماتے ہیں حتیٰ کہ گھر بیٹھے رسوا فرما دیتے ہیں۔

۱۲۸۵: بَابُ مَا جَآءَ فِي الذَّبِّ عَنِ الْمُسْلِمِ

۱۲۸۵: باب مسلمان سے مصیبت دور کرنا

۱۹۹۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِي بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ مَرْزُوْقٍ اَبِي بَكْرٍ التَّيْمِيِّ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۹۹۶: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی عزت سے اس چیز کو دور کرے گا۔ جو اسے عیب دار کرتی ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے منہ سے دوزخ کی آگ دور کر دے گا۔ اس باب میں حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۲۸۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْهِجْرَةِ لِلْمُسْلِمِ

۱۲۸۶: باب ترک ملاقات کی ممانعت

۱۹۹۷: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ ح وَثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ اَنْ

۱۹۹۷: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کیلئے اپنے کسی مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ بات نہ کرنا حلال نہیں۔ اس حالت میں کہ وہ دونوں راستے میں ایک دوسرے

يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَ يَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُ هُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهِشَامِ بْنِ عَامِرٍ وَاَبِيْ هِنْدٍ الدَّارِيِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

سے اعراض کریں پھر ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ،انسؓ،ابوہریرہؓ ،ہشام بن عامرؓ او رابوہند داریؓ سے بھی احادیث منقول ہیں ۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ہجرت کا معنی: یہاں ہجرت کا معنی یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کے باوجود کلام نہ کرے اور ملاقات کے موقع پر ایک دوسرے سے اعراض کیا جائے۔اور یہاں اخوت سے مراد اخوت اسلامی اور اخوت نسبی دونوں ہیں۔

فوق ثلاث: بخاری ومسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔"فوق ثلاث لیال" لیکن صرف راتیں مرادنہیں بلکہ دن بھی شامل ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ بات چیت ختم کیئے رکھنا۔قطع تعلقی رکھنا حرام ہے اور تین دن کی اجازت بھی اس وجہ سے دی کہ انسان بہر حال انسان ہے غصہ آنا ایک فطری چیز ہے اور بعض مرتبہ فوری طور پر غصہ رفع نہیں ہوتا۔اس لئے تین دن کی اجازت دی کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔

وخیرھما الذی یبدأ بالسلام: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کے اس ٹکڑے میں امام شافعیؒ و مالکؒ کے لئے دلیل ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کو سلام کر لیا تو وہ قطع تعلقی کے زمرے سے نکل گیا۔یعنی سلام میں پہل کرنے والے پر وعید کا اطلاق نہیں ہوگا۔جبکہ امام احمدؒ اور ابن القاسم مالکیؒ کے نزدیک اگر ترک کلام دوسرے کو تکلیف دیتا ہو تو محض سلام کرنے سے قطع تعلقی کے زمرے سے نہ نکلے گا سلام کے ساتھ کلام بھی ضروری ہے۔(شرح مسلم للنووی)

کن لوگوں کے لئے تین دن سے زیادہ ترک کلام جائز ہے؟

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ باپ اپنی اولاد سے اور خاوند اپنی بیوی سے اور اس قسم کے دیگر افراد مثلاً استاد اپنے شاگرد سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رہ سکتے ہیں۔دلیل ترمذی جلد اول کی وہ حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کے لئے تعلق ترک کیا تھا۔

وجہ یہی ہے کہ مذکورہ حضرات کے لئے اپنے ماتحتوں سے تعلق عام نہیں ہوتا بلکہ ان کے پیش نظر ماتحتوں کی تربیت بھی ہوتی ہے اس بناء پر ان سے تین دن سے بھی زیادہ ترک تعلق جائز ہے مزید یہ کہ اگر کسی سے ترک تعلق دنیوی امور کی وجہ سے ہو تو اس میں تین دن سے زیادہ ترک تعلق کی گنجائش نہیں۔لیکن اگر کسی دینی امر کی وجہ سے ترک تعلق کیا ہے مثلاً حقوق اللہ کی عدم ادائیگی، فسق وفجور کی وجہ سے تو اس صورت میں بھی تین دن سے زیادہ ترک تعلق کی گنجائش ہے۔دلیل حضور ﷺ کا عمل ہے کہ آپؐ نے کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں سے ۵۰ دن تک ترک تعلق کیے رکھا۔

۱۲۸۷: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ مُوَاسَاةِ الْاَخِ

۱۲۸۷: باب مسلمان بھائی کی غم خواری

۱۹۹۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ الْمَدِيْنَةَ اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۹۹۸: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ مدینہ منورہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سعد بن ربیع کا بھائی بنا دیا۔سعدؓ نے کہا آؤ میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم

بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ لَهُ هَلُمَّ أُقَاسِمْكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَأُطَلِّقُ إِحْدَاهُمَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فَدَلُّوهُ عَلَى السُّوقِ فَمَا رَجَعَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وَمَعَهُ شَيْءٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ قَدِ اسْتَفْضَلَهُ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَمَا أَصْدَقْتَهَا قَالَ نَوَاةً قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ قَالَ وَزْنُ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزْنُ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَزْنُ ثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ وَقَالَ إِسْحَاقُ وَزْنُ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَزْنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ أَخْبَرَنِي بِذٰلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ۔

اور میری دو بیویاں ہیں لہٰذا میں ایک کو طلاق دے دیتا ہوں۔ جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو تم اس سے شادی کر لینا۔ عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے تم مجھے بازار کا راستہ بتا دو۔ انہیں بازار کا راستہ بتایا گیا۔ جب وہ اس روز بازار سے واپس آئے تو ان کے پاس پنیر اور گھی تھا جسے انہوں نے منافع کے طور پر کمایا تھا۔ اس کے بعد (ایک دن) نبی اکرم ﷺ نے ان کو دیکھا کہ ان پر زردی کے نشان ہیں۔ پوچھا: یہ کیا ہے۔ عرض کیا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مہر مقرر کیا ہے۔ عرض کیا: ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ساتھ ہی ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ گٹھلی بھر سونا: تین اور ثلث درہم یعنی 3.1/3 درہم کے برابر ہوتا ہے۔ اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ پانچ درہم کے برابر ہوتا ہے۔ مجھے (یعنی امام ترمذیؒ کو) امام احمد بن حنبل کا یہ قول اسحٰقؒ بن منصور نے اسحٰق کے حوالے سے بتایا ہے۔

تشریح: اولم ولو بشاۃ: ولیمہ: وَلْمٌ سے مشتق ہے معنی ہیں جمع ہونا۔ میاں بیوی کے جمع ہونے کی وجہ سے اس دعوت کو ولیمہ کہتے ہیں جبکہ اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ "الولیمۃ کل دعوۃ تتخذ لسرور حادث من النکاح اوختان او غیرھما۔ ولیمہ ہر وہ دعوت ہے جو کسی نئی خوشی کے موقع پر منعقد کی جائے خواہ وہ نکاح کا موقع ہو ختنہ یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کا موقع ہو (بذل) جبکہ فقہی تعریف یہ ہے کہ ان الولیمہ ھی الطعام فی العرس خاصۃ خاص طور پر شادی کے موقع پر کھلائے جانے والے کھانے کو ولیمہ کہتے ہیں۔

جمہور علماء کے نزدیک ولیمہ کا حکم: جمہور کے نزدیک ولیمہ کرنا سنت ہے جبکہ اہل ظواہر کے نزدیک واجب ہے۔ اہل ظواہر کی دلیل حدیث باب ہے "اولم ولوبشاۃ"

جمہور کی دلیل: جمہور حدیث باب کو استحباب پر محمول کرتے ہیں کہ یہاں امر وجوبی نہیں استحبابی ہے یا یوں کہا جائے کہ امر جواز کے لئے ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "و اذا حللتم فاصطادوا" اور جب تم احرام سے حلال ہو جاؤ تو شکار کرو۔ (مائدۃ:۲)

تو یہاں شکار کرنے کا حکم وجوبی نہیں بلکہ بیان جواز کے لئے ہے اسی طرح یہاں پر بھی ہے۔ باقی جمہور کی دلیل طبرانی کی ایک روایت بھی ہے کہ "الولیمۃ حق وسنۃ فمن دعی الیھا فلم اجب فقد عصی" ولیمہ برحق ہے اور سنت ہے پس جس کو ولیمہ کی دعوت دی جائے اور وہ اس کو قبول نہ کرے تو وہ معصیت کا مرتکب ہے۔

ولیمہ کب تک کرنا مسنون ہے: امام مالکؒ کے نزدیک ولیمہ سات دن تک کیا جا سکتا ہے جبکہ جمہور کے نزدیک ولیمہ شب

زفاف کے بعد والے دن مسنون ہے۔ دوسرے دن جائز ہے اور تیسرے دن مکروہ ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: ابن سیرین کی روایت جو کہ ابن ابی شیبہ میں منقول ہے کہ ابن سیرین کی صاحبزادی حفصہ بنت سیرین کا ولیمہ سات دن جاری رہا۔

جمہور کی دلیل: ترمذی کی روایت ہے: **طعام اول یوم حق وطعام یوم الثانی سنة وطعام یوم الثالث سمعة ومن سمّع سمّع اللہ به**" (ترمذی)

اسی طرح نسائی کی روایت ہے: **الولیمة اول یوم حق، والثانی معروف والیوم الثالث سمعة ورياء** (نسائی)

امام مالکؒ کی دلیل کا جواب: ابن سیرین کا عمل حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتا۔

۱۲۸۸: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْغِيبَةِ

۱۹۹۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْغِيبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَايَكْرَهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَاأَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَاتَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۸۸: باب غیبت

۱۹۹۹: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ غیبت کیا ہے: فرمایا تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا اگر وہ عیب واقعی اس میں موجود ہو تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس عیب کا تذکرہ کرو جو واقعی اس میں ہے تو غیبت ہے ورنہ تو نے بہتان باندھا۔ اس باب میں حضرت ابوبرزہؓ، ابن عمرؓ اور عبداللہ بن عمروؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

تشریح: غیبت کی تعریف: مندرج بالا حدیث کی روشنی میں غیبت کی تعریف یہ ہے۔ "**ذکرك اخاك بمايكره**" یعنی تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کرے جس کو وہ ناپسند کرے۔ امام نوویؒ اس کی تفصیل کے تحت فرماتے ہیں۔

> **اعلم ان الغيبة من اقبح القبائح واكثرها انتشارا في الناس حتى لايسلم منها الاقليل من الناس۔ وذكرك اخاك بما يكره عام سواء كان في بدنه او دينه او دنياه او نفسه او خلقه او ماله او ولده او والده او زوجه او خادمه او ثوبه او مشيه وحركته وبشاشته وعبوسته وطلاقته او غير ذلك مما يتعلق به سواء ذكرته بلفظك او كتابك او رمزت او اشرت اليه بعينك او يدك اولأسك ونحو ذلك وضابطه: ان كل ما افهمت به غيرك نقصان مسلم فهو غيبة محرمة ومن ذلك المحاكاة بان يمشي متعرجا او مطأطماً او على غير ذلك من الهينات مريدا حكاية هيئة من ينقصه بذلك۔**

غیبت تمام چیزوں میں سب سے بری چیز اور لوگوں میں سب سے زیادہ انتشار پھیلانے والی ہے۔ سوائے معدودے چند لوگوں کے کسی نے بھی اس کو تسلیم نہیں کیا۔ اور **ذکرك اخاك بما يكره**: یہ حکم عام ہے برابر ہے کہ یہ ناپسندیدہ تذکرہ کس کے

بدن کا ہو دین کا ہو، دنیا کا ہو اس کی اپنی ذات یا اس کی بناوٹ کا ہو۔ یہ تذکرہ اس کے مال واولاد کا ہو یا اس کی بیوی خادم، لباس، نقل وحرکت، اس کے چہرے کی بشاشت یا ناگواری کا تذکرہ ہو۔ یا اس کے علاوہ اس سے متعلقہ اشیاء کا ہو۔ خواہ آپ اس کی برائی زبان سے کریں یا تحریر کے ذریعہ کریں۔ یا آنکھوں کے اشارے سے اس کی برائی بیان کی جائے یا ہاتھ اور سر وغیرہ کے اشارہ سے برائی کا تذکرہ ہو۔

اور غیبت کو پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے کہ: آپ کسی دیگر شخص کو کسی کی واقعی کمی باور کرادیں تو یہ غیبت محرمہ ہے اور اسی کی قبیل سے کسی کی نقل اتارنا ہے کہ کسی کی نقل اتارتے ہوئے آپ ٹیڑھے چلیں یا لنگڑا کر چلیں یا اس کے علاوہ اور کوئی ہیئت اختیار کریں۔ مقصود آپ کو اس شخص کی نقل اتارنا ہو جس میں یہ کمی پائی جاتی ہے۔ یہ بھی غیبت میں آتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

غیبت اور بہتان میں فرق: مذکورہ حدیث سے فرق یہ معلوم ہوا کہ کسی کی واقعی برائی بیان کرنا غیبت کہلاتا ہے اور غیر واقعی برائی بیان کرنا بہتان کہلاتا ہے۔

غیبت کی جواز کی چند صورتیں:

۱۔ مظلوم ظالم کے خلاف بادشاہ قاضی یا ایسے شخص سے برائی بیان کرے جس سے دادرسی کی امید ہو۔ تو اس طرح مظلوم کا ظالم کی برائی بیان کرنا جائز ہے۔

۲۔ فتویٰ حاصل کرنے کے لئے کسی کی برائی بیان کرنی پڑے تو گنجائش ہے۔

۳۔ نہی عن المنکر کے لئے ایسے شخص وادارے سے برائی بیان کرنا جائز ہے جو اس برائی کی اصلاح کرسکتا ہو۔

۴۔ لوگوں کو کسی کے شر سے بچانے کے لئے کسی کی برائی بیان کرنی پڑے تو جائز ہے۔

۵۔ اعلانیہ فسق وفجور میں مبتلاء شخص سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے اس کی برائی کرنا جائز ہے۔

۶۔ کسی کے جسمانی عیب وغیرہ کو اس کی پہچان کرانے کے لئے بتانا جائز ہے جیسے اعرج (لنگڑا) اعمش (چندھیا) اعمٰی (اندھا) قصیر (چھوٹے قد کا) وغیرہ۔

۷۔ مشورے کے وقت کسی کی دی ہوئی رائے میں خامی کی صورت میں اس خامی سے بچنے کے لئے اس کو بیان کرنا جائز ہے۔

غیبت کی تلافی کی صورت: علماء نے لکھا کہ اگر مغتاب لہ تک اس کی غیبت نہیں پہنچی تو اس صورت میں جن لوگوں کے سامنے برائی بیان کی ہے اس سے رجوع کرے اور اس کی براءت بیان کرے اور اپنی غلطی کا اقرار کرے ایسی صورت میں توبہ واستغفار سے یہ گناہ معاف ہو جائے گا بصورت دیگر مغتاب لہ سے معافی مانگنی پڑے گی۔ یا اگر وہ وفات پاچکا ہے تو پھر اس کے لئے کثرت سے استغفار کرے۔

۱۲۸۹: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْحَسَدِ

۲۰۰۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقَاطَعُوْا

۱۲۸۹: باب حسد

۲۰۰۰: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ قطع تعلق کرو اور کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی نہ کرو۔ کسی سے بغض نہ رکھو اور کسی سے حسد نہ کرو، اور خالص

وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن جاؤ۔ مسلمان کیلئے دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع کلامی جائز نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ زبیر بن عوامؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور ابو ہریرۃؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۲۰۰۱: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا۔

۲۰۰۱: حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا رشک صرف دو آدمیوں پر جائز ہے۔ ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ دن رات اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن (کا علم) دیا اور وہ اس کے حق کو ادا کرتا ہے (یعنی پڑھتا ہے) رات میں اور دن کے وقتوں میں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی اس کے ہم معنیٰ حدیث مروی ہے۔

تشریح:: حسد کی تعریف: هو تمني الشخص زوال النعمة عن مستحق لها۔ یعنی کس مستحق نعمت شخص سے اس نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرنا۔

حسد کی اقسام: حسد کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقی (۲) مجازی

مندرجہ بالا احادیث ابواب میں سے پہلی حدیث حسد حقیقی سے متعلق ہے اور دوسری حدیث مجازی سے متعلق ہے۔

ا۔ حسد حقیقی: یہ ہے کہ تمني زوال النعمة عن صاحبها۔ یعنی کس صاحب نعمت کو دیکھ کر جلنا اور یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے یہ حسد بالاجماع حرام ہے۔

۲۔ حسد مجازی: وهو ان يتمنى مثل النعمة التي على غيره من غير زوالها عن صاحبها۔ کسی دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت اس سے زائل بھی نہ ہو اور مجھے بھی مل جائے۔ اس قسم کا دوسرا نام غبطہ اور رشک ہے۔ رشک اور غبطہ اگر دنیاوی امور میں ہو تو مباح اور جائز ہے اور اگر اخروی امور میں ہو تو مستحب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وفي ذلك فليتنافس المتنافسون (سورۃ التطفیف: ۲۶)

حسد کی مختلف صورتوں کا حکم: کسی کے حسد میں مبتلاء ہو اور دل کی اس جلن کی وجہ سے محسود لہ کا کوئی نقصان کیا تو ظاہر ہے کہ دو گناہ ہوئے ایک دل میں حسد رکھنے کا دوسرا نقصان پہنچانے کا۔

لیکن اگر دل میں حسد رکھتے ہوئے سامنے والے کو نقصان نہیں پہنچایا تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہے۔ (۱) نقصان پہنچانے پر قادر ہی نہ تھا دل ہی دل میں حسد سے جلتا رہا اور توبہ نہ کی تو پھر بھی حسد کی وعید کے زمرے میں آتا ہے۔

۲۔اور اگر دل میں حسد کی وجہ سے جلن پیدا ہوئی، محسود لہ کو نقصان پہنچانے پر قادر بھی تھا لیکن تقویٰ کی وجہ سے ایسا نہ کیا تو یہ شخص معذور ہے کہ خیالات نفسانیہ سے محفوظ رہنا بہر حال ایک مشکل کام ہے۔ جیسا کہ ایک مرفوع حدیث ہے کہ ثلاث لایسلم منها احد: الطيرة والظن والحسد، قيل فما المخرج منها يارسول الله؟ قال: اذا تطيرت فلا ترجع، واذا ظننت فلا تحقق، واذا حسدت فلا تبغ" تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے کوئی شخص بھی محفوظ نہیں رہ سکتا، بدفالی، بدگمانی، اور حسد دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ اس سے خلاصی کی کیا صورت ہے؟ تو فرمایا کہ جب بدفالی لو تو واپس نہ لوٹو (جاہلیت میں لوگ کسی اقدام سے پہلے پرندے اڑاتے تھے۔ پرندے مخصوص سمت میں اڑ جاتے تو وہ کام کر لیتے اگر کسی دوسری سمت میں اڑے تو واپس لوٹ آئے۔ اور جب بدگمانی پیدا ہو جائے تو اس پر کوئی عملی قدم مت اٹھاؤ، اور جب تم حسد کرنے لگو تو اس کی وجہ سے (عملاً) ظلم نہ کرو۔

لیکن بہر حال دل کی اس جلن پر بھی توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔

لاتقطعوا: ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو۔

ولا تدابروا: امام خطابیؒ اس کی تشریح یہ فرماتے ہیں: لاتتهاجروا فيهجر احدكم اخاه. ماخوذ من تولية الرجل الآخر دبره اذا اعرض عنه حين يراه. یعنی ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو۔ یہ اس سے ماخوذ ہے کہ ایک شخص جب دوسرے کو دیکھے تو قطع تعلقی کی وجہ سے اس سے پیٹھ پھیر لے۔ تو حاصل یہ ہوا کہ

ولا تدابروا: قطع تعلقی کی وجہ سے ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو (یعنی اعراض نہ کرو) یہ بھی قطع تعلقی کی ایک صورت ہے بلکہ اس میں قطع تعلقی سے یک گونہ زیادہ گناہ ہے۔

ولا تباغضوا: دل میں کسی کی نفرت اور دشمنی نہ رکھو۔

ولا تحاسدوا: قدمر تفصيله آنفاً و كونوا عباد الله اخواناً: اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

یعنی جب اللہ کی بندگی سیکھ جاؤ گے تو پھر بھائی بھائی بننا بھی آسان ہو جائے گا۔

لايحل للمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاث: قدمر تفصيله سابقاً۔

۱۲۹۰: بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّبَاغُضِ

۲۰۰۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَبُوْ سُفْيَانَ اسْمُهٗ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ۔

۱۲۹۰: باب آپس میں بغض رکھنے کی برائی

۲۰۰۲: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ انہیں لڑنے پر اکساتا ہے۔ اس باب میں حضرت انسؓ اور سلیمان بن عمرو بن احوص (بواسطہ والد) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابوسفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

تشریح: ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کی عبادت سے بتوں کی پوجا مراد ہے۔ (مرقاۃ)

یعنی مطلب یہ ہوا کہ نمازی بتوں کی پوجا کی طرف نہیں لوٹ سکتے۔ یعنی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نمازی دین

اسلام چھوڑ کر مرتد نہیں ہوسکتا، اللہ اکبر! کتنی بڑی فضیلت ہے کہ نماز کی برکت سے دولت ایمان محفوظ ہوگئی۔ اسی لئے وہ احادیث جن میں نماز کے چھوڑنے والے پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے ان کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ بے نمازی کے ایمان کی کوئی گارنٹی نہیں اس کا قدم کبھی بھی پھسل سکتا ہے اور وہ ارتداد کی طرف جاسکتا ہے۔

۱۲۹۱: بَابُ مَا جَآءَ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ

۲۰۰۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ ثَنَا سُفْيَانُ ح وَثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو أَحْمَدَ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ مَحْمُوْدٌ فِي حَدِيْثِهِ لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَسْمَاءَ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ خُثَيْمٍ وَرَوٰى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

۲۰۰۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمَا خَيْرًا وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۹۱: باب آپس میں صلح کرانا

۲۰۰۳: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتوں کے سوا جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے کوئی بات کہے۔ لڑائی کے موقع پر جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولنا۔ محمود نے اپنی روایت میں (لَا يَحِلُّ) کی جگہ "لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ" کہا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اسماء کی حدیث سے ہم اسے صرف ابن خثیم کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ داؤد بن ابی ہند نے یہ حدیث شہر بن حوشب سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور اس میں حضرت اسماء کا ذکر نہیں کیا۔ ہمیں اس کی خبر دی ابو کریب نے انہوں نے روایت کی ابن ابی زائدہ سے انہوں نے داؤد بن ابی ہند سے اور اس باب میں حضرت ابو بکرؓ سے بھی روایت ہے۔

۲۰۰۴: حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص لوگوں میں صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولے وہ جھوٹا نہیں بلکہ وہ اچھی بات کہنے والا اور اچھائی کو فروغ دینے والا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: آپس میں لڑنے جھگڑنے پر بے شمار وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ آپس کی لڑائی بے برکتی کا باعث ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ شب قدر کی تعیین بھی آپس کی لڑائی جھگڑے کی وجہ سے اٹھالی گئی۔ اسی طرح وحی کی برکات سے محرومی بھی آپس کے گالم گلوچ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جھگڑا بے شمار خرابیوں کا باعث ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ ھی الحالقۃ لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین۔ آپس کی لڑائی مونڈنے والی ہے میری مراد بالوں کا مونڈنا نہیں بلکہ یہ دین کو مونڈنے والی ہے۔ چونکہ لڑنا جھگڑنا

اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی روک تھام اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ جیسے بڑے گناہ کی بھی اجازت دے دی گئی۔

جھوٹ کی اجازت کا مطلب: علماء نے لکھا کہ یہاں جھوٹ سے توریہ مراد ہے۔ توریہ کا مطلب یہ کہ عبارت کا ظاہری مفہوم اور ہو جبکہ حقیقی مفہوم اور قائل کی مراد کچھ اور ہو۔ یعنی قائل درحقیقت سچ بول رہا ہو لیکن مخاطب اس سے کچھ اور معنی مراد لے۔ اس لئے اصلاح ذات البین کے معاملہ میں بھی جہاں تک ہو سکے توریہ سے کام لینا چاہیے۔ لیکن اگر توریہ سے کام چل ہی نہ سکے اور صریح جھوٹ بولے بغیر صلح ممکن ہی نہ ہو تو پھر مجبوری کی وجہ سے صریح جھوٹ بولنے کی بھی گنجائش ہے۔

بیوی سے جھوٹ بولنا: یعنی بیوی سے جتنی محبت ہے اس سے زیادہ جتانا، اس کو تمنا دلانا اس کی توجہ کے حصول کے لئے یا اخلاقی حالت سدھارنے کے لئے تعریف میں مبالغہ کرنا وغیرہ امور اس حیث کا مصداق ہو سکتے ہیں۔

لڑائی میں جھوٹ بولنا: یہاں بھی اگر توریہ سے کام نہ چلے تو صریح کذب بھی جائز ہوگا۔ لیکن حرب میں کذب سے غدر مراد نہیں کہ وہ ہر حال میں ناجائز ہے۔ البتہ حرب خدعہ یہاں بھی مراد ہے۔ (انوردالشذی)

خلاصۃ الابواب: یتیم کی کفالت اور اس پر رحم کرنا جنت میں داخلے کا سبب اور اس پر ظلم اور اس کا مال کھانا جہنم جانے کا باعث بن سکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (ان الذین یاکلون اموال الیتمی ...) جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ (۲) بچوں پر شفقت و محبت سے پیش آنا چاہیے۔

(۳) لوگوں پر رحم کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے۔ یہ انسان کی بدبختی ہے کہ اس سے رحم کا جذبہ چھین لیا جائے۔ (۴) دین تو ایک نصیحت ہے تمام مسلمانوں کے لئے خواہ وہ صاحب اقتدار ہوں یا عام مسلمان۔ بہترین مسلمان اس کو گردانا گیا ہے جس سے دوسرے مسلمان ان کا جان و مال عزت و حرمت محفوظ ہو۔ (۵) ایک مسلمان کو دوسرے کی پردہ پوشی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے۔ جو دنیا میں کسی مسلمان کی تنگی و تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی فرمائیں گے (۶) مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ اعراض کرے اور ان دونوں میں سے سلام میں ابتدا کرنے والا بہتر ہے۔ جبکہ بدتر انسان وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی غیبت اور چغل خوری کرے اور اس سے حسد کرے۔ شیطان کا یہ طریقہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ لڑنے والوں میں صلح کرانے والا کی فضیلت ہے حتی کہ وہ اس معاملے میں جھوٹ بھی بول سکتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ تین باتوں کے علاوہ جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ ایک خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے کوئی بات کہے۔ لڑائی کے درمیان جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا۔

۱۲۹۲: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخِيَانَةِ وَالْغِشِّ

۲۰۰۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ عَنْ لُؤْلُؤَةَ عَنْ اَبِي صِرْمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي بَكْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۱۲۹۲: باب خیانت اور دھوکہ

۲۰۰۵: حضرت ابوصرمہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کو ضرر یا تکلیف پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے ضرر اور تکلیف پہنچائیں گے اور جو کوئی کسی کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں مبتلا کرتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابوبکرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۰۰۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ الْعُكْلِيُّ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْكِنْدِيُّ ثَنَا فَرْقَدُ السَّبَخِيُّ عَنْ مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيلَ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ الطَّيِّبُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۲۰۰۶: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مؤمن کو تکلیف پہنچائے یا دھوکہ دے وہ ملعون ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: الخيانة ضد الامانة والغش من نصر، غش کالفظی معنی ہے دھوکہ دینا، ملاوٹ کرنا وغیرہ۔

یہاں مکافات عمل کا بیان ہے کہ کما تدین تدان، جیسا کروگے ویسا بھروگے، دھوکہ دہی۔ اور دوسروں کی مشقت کا خواہاں ہونا مؤمن کو زیب نہیں دیتا، ہمیں تو آپ والے اخلاق اپنانے چاہئیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان اللّٰہ لم یبعثنی معنتا ولا متعنتا ولکن بعثنی معلما میسرا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے دوسروں کو مشقت میں ڈالنے والا اور دوسروں کی لغزشوں اور تکلیف کو چاہنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ مجھے تو معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے (مسلم، کتاب الطلاق) تو دوسروں کو مشقت اور مشکلات میں ڈالنا، ان کو نقصان پہنچانا یہ ایک مومن کا شیوہ نہیں، چالبازی اور مکروفریب یہ منافقین کی نشانیاں ہیں مؤمن کی نہیں۔ ہمیں تو دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کرنی چاہئیں چہ جائیکہ ہم ان کی مشقت کا سامان بن کر خود اپنے لئے مشقت وضرر کے دروازے کھول دیں۔

۱۲۹۳: بَابُ مَاجَاءَ فِي حَقِّ الْجِوَارِ

۲۰۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ وَبَشِيرٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ فِي أَهْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَازَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَأَبِي شُرَيْحٍ وَأَبِي أُمَامَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۲۹۳: باب پڑوسی کے حقوق

۲۰۰۷: حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے گھر میں ان کیلئے ایک بکری ذبح کی گئی۔ جب آپ تشریف لائے تو پوچھا کیا تم نے اپنے یہودی پڑوسی کو گوشت (ہدیہ) بھیجا ہے (دومرتبہ پوچھا)۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جبرئیل مجھے ہمیشہ پڑوسی کے ساتھ بھلائی اور احسان کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ، ابن عباسؓ، عقبہ بن عامرؓ، ابوہریرہؓ، انسؓ، عبداللہ بن عمروؓ، مقداد بن اسودؓ، ابوشریحؓ اور ابوامامہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ مجاہد سے بھی ابوہریرہؓ اور عائشہؓ کے واسطے سے منقول ہے۔

۲۰۰۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ

۲۰۰۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل ہمیشہ مجھے پڑوسی کے

غَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَازَالَ جِبْرَئِيْلُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا يُوْصِيْنِىْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ۔

متعلق نصیحت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔

۲۰۰۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ۔

۲۰۰۹: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کیلئے بہتر ہے اور بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوعبدالرحمٰن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

تشریح: حتی ظننت انه سیورثه: یہاں وراثت سے کیا مراد ہے بعض حضرات نے یہاں وراثت کے حقیقی معنی مراد لئے ہیں۔ یعنی جس طرح رشتہ داروں کو میراث ملتی ہے اسی طرح اس کو بھی ملنی چاہیے۔

جبکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہاں مال کی میراث مراد نہیں بلکہ بر وصلہ اور حسن سلوک مراد ہے۔

لیکن اول معنی ہی درست ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف واضح ہے کہ وراثت میں ان کا حصہ مقرر نہیں ہوا جیسا کہ بخاری کی روایت ہے کہ "حتی ظننت انه یجعل له میراثا"

پڑوسیوں کی اقسام: حدیث میں ہے کہ پڑوسیوں کی تین اقسام ہیں۔

الجیران ثلاثة: جارله حق، وهو المشرك له حق الجوار، وجارله حقان وهو المسلم، له حق الجوار وحق الاسلام وجار له ثلاثة حقوق: مسلم له رحم، له حق الجوار، والاسلام والرحم۔ یعنی وہ پڑوسی جس کا ایک حق ہے وہ مشرک و کافر ہے۔

۲۔ جس کے دو حق ہیں: وہ مسلمان ہے کہ ایک حق اسلام کی وجہ سے اور ایک حق جوار کی وجہ سے۔ ۳۔ وہ پڑوسی جو مسلمان بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو اس کا ایک حق جوار کا اور ایک اسلام کا اور ایک رشتہ داری کا۔ (طبرانی)

ہمسائیگی کی حد: امام شافعیؒ کے نزدیک ہر جانب سے چالیس گھروں تک ہمسائے ہیں۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک محلہ کی مسجد کے تمام نمازی ہمسائے ہوں گے۔ جبکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہمسایہ وہ ہے جس کا گھر ساتھ لگا ہوا ہو، اور صحیح قول امام اعظمؒ کا ہے۔

(درمختار: کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم)

۱۲۹۴: بَابُ مَاجَاءَ فِى الْاِحْسَانِ اِلَى الْخَادِمِ

۱۲۹۴: باب خادم سے اچھا سلوک کرنا

۲۰۱۰: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ

۲۰۱۰: حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائیوں کو جوانی کی حالت میں تمہارا ماتحت بنایا۔ پس جس کا (مسلمان) بھائی اس کے ماتحت ہو اسے

اللّٰہُ فِتْیَۃً تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ کَانَ اَخُوْہُ تَحْتَ یَدِہٖ فَلْیُطْعِمْہُ مِنْ طَعَامِہٖ وَلْیُلْبِسْہُ مِنْ لِبَاسِہٖ وَلَا یُکَلِّفْہُ مَا یَغْلِبُہٗ فَاِنْ کَلَّفَہٗ مَا یَغْلِبُہٗ فَلْیُعِنْہُ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَاُمِّ سَلَمَۃَ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

چاہیے کہ اس کو اپنے کھانے میں سے کھانا اور لباس میں سے لباس دے اور اسے ایسی تکلیف نہ دے جو اس پر غالب ہو جائے اگر ایسی تکلیف دے تو اس کی مدد بھی کرے۔ اس باب میں حضرت علیؓ، ام سلمہؓ، ابن عمرؓ، اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۲۰۱۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ عَنْ ھَمَّامِ بْنِ یَحْیٰی عَنْ فَرْقَدٍ عَنْ مُرَّۃَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ سَیِّیءُ الْمَلَکَۃِ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَقَدْ تَکَلَّمَ اَیُّوْبُ السَّخْتِیَانِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ فِیْ فَرْقَدٍ السَّبَخِیِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِہٖ۔

۲۰۱۱: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ابوایوب سختیانی اور کئی راوی فرقد سبخی پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کا حافظہ قوی نہیں۔

۱۲۹۵: بَابُ النَّھْیِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدَّامِ وَشَتْمِھِمْ

۱۲۹۵: باب خادموں کو مارنے اور گالی دینے کی ممانعت

۲۰۱۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیُّ التَّوْبَۃِ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْکَہٗ بَرِیْئًا مِمَّا قَالَ لَہٗ اَقَامَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْحَدَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ کَمَا قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَابْنُ اَبِیْ نُعْمٍ ھُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ نُعْمٍ الْبَجَلِیُّ یُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ۔

۲۰۱۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے غلام یا لونڈی پر زنا کی تہمت لگائے گا اور وہ اس سے بری ہوں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر حد جاری کریں گے مگر یہ کہ اس کا الزام صحیح ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں سوید بن مقرنؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن ابی نعم، عبدالرحمٰن بن ابی نعم بجلی ہیں، ان کی کنیت ابوالحکم ہے۔

۲۰۱۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ثَنَا مُؤَمَّلٌ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنْتُ اَضْرِبُ مَمْلُوْکًا لِیْ فَسَمِعْتُ قَائِلًا مِنْ خَلْفِیْ یَقُوْلُ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْہِ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَمَا ضَرَبْتُ مَمْلُوْکًا لِیْ بَعْدَ ذٰلِکَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاِبْرَاھِیْمُ التَّیْمِیُّ ھُوَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ یَزِیْدَ بْنِ شَرِیْکٍ۔

۲۰۱۳: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میرے پیچھے سے ایک آواز آئی۔ جان لو ابومسعود، جان لو، ابومسعود میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنا تو اس پر قادر ہے۔ ابومسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کبھی بھی غلام کو نہیں مارا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابراہیم تیمی، ابراہیم بن یزید بن شریک ہیں۔

تشریح: یہاں سے خادموں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین پر مشتمل احادیث بیان کی جا رہی ہیں۔ خود آپ ﷺ نے

اپنے عمل سے نوکروں اور غلاموں کے ساتھ عمدہ برتاؤ کی مثال قائم فرمائی ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں دس سال رہا کبھی آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہیں کیا۔

آپ کی تعلیمات کو عوام میں عام کرنے کی بہت ضرورت ہے ہم طلباء و طالبات صرف پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں دوسرے لوگوں کے سامنے ان تعلیمات کو عام نہیں کرتے۔لوگ ان تعلیمات سے بالکل ناواقف ہیں۔ہمارے مسلم معاشرے میں نوکروں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اس کا مشاہدہ روزمرہ کی زندگی میں ہوتا رہتا ہے۔لہٰذا ہمیں اپنے خطبوں میں اور حلقہ درس میں تحریری طور پر ہر طرح سے ان تعلیمات کو عام کرنا چاہئے۔

۱۲۹۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي أَدَبِ الْخَادِمِ

۲۰۱۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ فَارْفَعُوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَبُوْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ ضَعَّفَ شُعْبَةُ أَبَا هَارُوْنَ الْعَبْدِيَّ قَالَ يَحْيٰى وَمَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرْوِيْ عَنْ أَبِي هَارُوْنَ حَتّٰى مَاتَ۔

۱۲۹۶: باب خادم کو ادب سکھانا

۲۰۱۴: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مار رہا ہو اور وہ اللہ کو یاد کرنے لگے تو اسے فوراً اپنا ہاتھ اٹھا لینا چاہیے۔ابو ہارون عبدی، عمارہ بن جوین ہے۔یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ شعبہ نے ابو ہارون عبدی کو ضعیف قرار دیا ہے۔یحییٰ فرماتے ہیں کہ ابن عون اپنے انتقال تک ابو ہارون سے احادیث نقل کرتے رہے۔

۱۲۹۷: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَفْوِ عَنِ الْخَادِمِ

۲۰۱۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ جُلَيْدٍ الْحَجْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ هٰذَا۔

۲۰۱۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

۱۲۹۷: باب خادم کو معاف کر دینا

۲۰۱۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کتنی مرتبہ اپنے خادم کو معاف کروں: آپ ﷺ خاموش رہے۔پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خادم کو کتنی بار معاف کروں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہر روز ستر مرتبہ'' یہ حدیث حسن غریب ہے۔عبداللہ بن وہب اسے ابو ہانی خولانی سے اسی سند سے اس کے ہم معنیٰ حدیث نقل کرتے ہیں۔

۲۰۱۶: ہم سے روایت کی قتیبہ نے انہوں نے عبداللہ بن وہب سے انہوں نے ام ہانی خولانی سے اسی سند سے اسی کے ہم معنیٰ اور بعض راوی اسی سند سے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں۔

خلاصۃ الابواب : اسلامی تعلیمات میں دھوکہ دہی اور خیانت کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔خیانت کو منافق کی ایک علامت خیال کیا گیا ہے دھوکہ دینے کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں'' ہم سب کے لئے ایک بہت بڑی تنبیہ ہے۔(۲) پڑوسی کے ساتھ بہتر سلوک ایمان کی علامت ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے ''جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی سے بہتر سلوک کرے'' (۳) خادم سے حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے اس کا کھانا لباس اور اس کو ایسی تکلیف نہ دے جو اگر خود انسان پر آجائے تو اسے ناگوار گذرے۔اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس شخص پر حد جاری فرمائیں گے جو اپنے خادم یا لونڈی پر زنا کی تہمت لگائے گا۔خادم کو معاف کرنا چاہئے۔ایک روایت کے مطابق ہر روز ستر مرتبہ بھی خواہ معاف کرنا پڑے تو کرو۔

۱۲۹۸: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اَدَبِ الْوَلَدِ

۲۰۱۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى عَنْ نَاصِحٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَنَاصِحُ بْنُ عَلَاءٍ الْكُوْفِيُّ لَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِالْقَوِيِّ وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيْثُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَنَاصِحٌ شَيْخٌ اٰخَرُ بَصْرِيٌّ يَرْوِيْ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ وَغَيْرِهٖ وَهُوَ اَثْبَتُ مِنْ هٰذَا۔

۲۰۱۸: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا عَامِرُ بْنُ اَبِيْ عَامِرٍ الْخَزَّازُ ثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَانَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَامِرِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ الْخَزَّازِ وَاَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهٰذَا عِنْدِيْ حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ۔

۱۲۹۸: باب اولاد کو ادب سکھانا

۲۰۱۷: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع (ایک پیمانہ) صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ناصح بن علاء کوفی محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔یہ حدیث اسی سند سے معروف ہے۔ناصح بصری ایک دوسرے محدث ہیں جو عمار بن ابو عمار وغیرہ سے نقل کرتے ہیں اور یہ اثبت ہیں۔

۲۰۱۸: حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی والد اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر انعام نہیں دیتا۔یہ حدیث غریب ہے۔ہم اس حدیث کو صرف عامر بن ابو عامر خزار کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ایوب بن موسیٰ، ابن عمرو بن سعید بن عاص ہیں۔یہ راویت مرسل ہے۔

۱۲۹۹: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ وَالْمُكَافَاةِ عَلَيْهَا

۲۰۱۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَكْثَمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ

۱۲۹۹: باب ہدیہ قبول کرنے اور اس کے بدلے میں کچھ دینا

۲۰۱۹: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ لی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ دیا کرتے تھے۔اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ،

عَلَيْهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عیسیٰ بن یونس سے مرفوع جانتے ہیں۔

تشریح: جس طرح ہدیہ قبول کرنا سنت ہے اسی طرح بدلہ میں ہدیہ دینا بھی سنت ہے۔ ہدیہ آپس میں محبت کا سبب ہے لیکن اس وقت سبب ہے کہ جب جانبین سے ہدیہ کا لین دین ہے۔ جیسا کہ آپؐ کے عمل سے ثابت ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ ان اعرابیا اھدی لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بکرۃ فحوضہ منھا ست بکرات (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

لہٰذا ہدیہ کے بدلے میں ہدیہ ہونا چاہئے لیکن بدلہ میں ہدیہ فوری دینا بھی ضروری نہیں بلکہ بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے اور بتانا بھی ضروری نہیں کہ یہ اس ہدیہ کا بدل ہے۔ اور اگر استطاعت نہ ہو تو نہ دینے کی بھی گنجائش ہے۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک مذکورہ احادیث کی وجہ سے بدلہ میں ہدیہ دینا واجب ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ اگر بدلہ دینا واجب ہو تو پھر ہدیہ تو نہ ہوا بلکہ بیع ہو گئی۔

ہدیہ دینے والے کی نیت بدلہ میں ہدیہ لینے کی نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی مخصوص کاموں پر تنخواہ پر متعین حضرات کو اپنا کام نکلوانے کے لئے ہدیہ دیا جائے کیونکہ اس صورت میں یہ ہدیہ نہ ہوگا بلکہ رشوت ہو گی۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر نیوتہ کی جو رسم ہے کہ ہدیہ اس وجہ سے دیا جاتا ہے کہ کل کو واپس آئے گا اور باقاعدہ کاپیوں میں اس کو لکھا جاتا ہے یہ انتہائی قبیح رسم ہے اس پر باقاعدہ ناراضگیاں ہوتی ہیں نہ دینے والوں کو طعنے دیئے جاتے ہیں کسی کی اگر دینے کی استطاعت نہ ہو تو کیا کرے۔

اسی طرح ہدیہ لینے والے کو چاہئے کہ ہدیہ کو حقیر نہ جانے بلکہ خوشدلی سے ہدیہ وصول کرے۔ اور ہدیہ کا وصول کرنا لالچ اور اشراف نفس کی بناء پر نہ ہو لوگوں کی چیزوں پر نظریں لگائے نہ بیٹھا ہو۔ اشاروں کنایوں میں بھی کسی سے نہ کہے کہ مجھے فلاں چیز ہدیہ میں دے دو۔

پھر ہدیہ دے کر واپس لے لینا بھی حریص ہونے کی علامت ہے احادیث میں ہدیہ دے کر واپس لینے والی کی مثال بیان کی گئی ہے وہ بڑی سخت ہے کہ جیسے کتے کا اپنا لعاب چاٹ لینا اس وجہ سے واپس نہ مانگنا چاہئے۔ ہمارے ایک عزیز ہیں انہوں نے اپنا پرانا قالین کسی کو ہدیہ کر دیا۔ ہدیہ لینے والوں نے اس کو خوب اچھی طرح دھو دھلا کر دیوار پر پھیلا دیا۔ انہوں نے جب دھلا دھلایا قالین چمکتا ہوا دیکھا تو افسوس ہوا کہ اتنا اچھا قالین کیوں دے دیا۔ لہٰذا انہوں نے واپس لے لیا۔

الغرض ہر چیز کے آداب ہوتے ہیں ہدیہ کے لین دین کے آداب بھی سیکھنے کی چیز ہیں۔

۱۳۰۰: بَابُ مَا جَآءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ اَحْسَنَ اِلَيْكَ

۱۳۰۰: باب محسن کا شکریہ ادا کرنا

۲۰۲۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

۲۰۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کا

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللّٰهَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا نہیں کرتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۰۲۱: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى ح وَثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّوَاسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۲۱: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر اس وقت کامل ہوتا ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالائے اس کی فرمانبرداری کرے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ہے کہ لوگوں کا شکر یہ ادا کیا جائے تو جب اللہ کا یہ حکم پورا نہ کیا اور لوگوں کا شکر گذار نہ ہوا تو پھر منعم حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر گذار کیسے ہوگا۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کر کے اس کی ناشکری میں مبتلا ہے۔

۲۔ لوگ تو چونکہ ظاہری طور پر بھی منعم علیہ کے شکر یہ کے حریص ہوتے ہیں اور عام طور پر ہر احسان کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ میرا شکر یہ ادا کیا جائے تو جب یہ اس محسن کی چاہت کے باوجود اور یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ شکر یہ کا طالب ہے پھر بھی شکر یہ ادا نہ کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات تو وراء الوراء ہے وہ تو ہمارے شکر یہ سے بے نیاز ہیں تو جب انسان ایک ظاہری چیز کا شکر گذار نہ ہو تو اس ذات کا شکر گذار کیسے ہوگا۔

۳۔ جس کی عادت اور فطرت لوگوں کی ناشکری کرنا بن جائے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسان کی بھی ناشکری کرے گا۔

فائدہ: حدیث میں آتا ہے کہ ''جس نے احسان کے بدلہ میں جزاک اللہ کہہ دیا۔ اس نے بہت بدلہ دے دیا۔'' اس لئے قولی شکر کے بدلہ جزاک اللہ کہنا کافی ہوگا۔ اور فعلی شکر یہ ہے کہ لوگوں کے اچھے سلوک پر بدلہ میں ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے۔

۱۳۰۱: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَنَائِعِ الْمَعْرُوْفِ

۱۳۰۱: باب نیک کام

۲۰۲۲: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ ثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا أَبُوْ زُمَيْلٍ قَالَ مَالِكُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَ

۲۰۲۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے سامنے مسکرانا اسے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب صدقہ ہے۔ پھر کسی بھولے بھٹکے کو راستہ بتا دینا، نابینے کے ساتھ چلنا، راستے سے پتھر، کانٹا یا ہڈی وغیرہ ہٹا دینا اور اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا بھی صدقہ ہے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ

اِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ اَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ وَعَائِشَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَاَبُو زُمَيْلٍ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيُّ وَالنَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ۔

، حذیفہ رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوزمیل کا نام سماک بن ولید حنفی اور نضر بن محمد جرشی یمامی ہیں۔

تشریح: قاموس میں ہے: المنیح: الاحسان یعنی نیکی بھلائی اور حسن سلوک کے معنی میں ہے۔

المعروف: المعروف هو اسم جامع لكل ماعرف من طاعة الله والتقرب اليه والاحسان الى الناس۔ یعنی ہر وہ عمل جو اللہ کی اطاعت، تقرب اور لوگوں ساتھ بھلائی میں مشہور ہو اس کو معروف کہتے ہیں۔

اس حدیث میں معروف کی قبیل سے چند اعمال ذکر کیے گئے ہیں اور مقصود ان تمام کے ذکر سے یہی ہے کہ نیکی چاہے بڑی ہو یا چھوٹی کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہئے بلکہ ہر معروف پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ "کل معروف صدقة" اور خاص طور پر وہ نیکی جس میں دوسروں کے ساتھ بھلائی واحسان ہو کیونکہ حدیث باب میں ان اعمال کا بھی ذکر ہے جو دوسرے لوگوں کے فائدے کیلئے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ بھلائی بہت محمود ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ "الخلق عيال الله فأحب الخلق الى الله من احسن الى عياله"۔

بہرحال معروف کا تعلق اپنی ذاتی نیکی سے ہو یا دوسروں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے ان سب پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

وافراغك من دلوك في دلو اخيك لك صدقة: مثلاً کوئی شخص گھڑا لیکر پانی بھرنے کے لئے آیا اور ڈول اس کے پاس نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ گھڑا بھرلے تو آپ اپنے ڈول سے اس کا گھڑا بھر دیں تو اس پر بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

۱۳۰۲: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِنْحَةِ

۱۳۰۲: باب عاریت دینا

۲۰۲۳: حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ ثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ هَدٰى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلُ عِتْقِ رَقَبَةٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوٰى مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَشُعْبَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ هٰذَا الْحَدِيثَ وَفِي الْبَابِ عَنْ

۲۰۲۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے دودھ یا ورق کا منیحہ دیا (یعنی عاریت دی) یا کسی بھولے بھٹکے کو راستہ بتایا اس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ابواسحٰق کی روایت سے۔ ابواسحٰق اسے طلحہ بن مصرف سے نقل کرتے ہیں اور ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ منصور بن معتمر اور شعبہ بھی طلحہ بن مصرف سے نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں نعمان بن بشیر سے بھی حدیث منقول ہے۔ ورق کی عاریت دینے سے مراد یہ ہے کہ

نُعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ مَنْ مَنَحَ مَنِيْحَةَ وَرِقٍ إِنَّمَا يَعْنِيْ بِهٖ قَرْضَ الدَّرَاهِمِ وَقَوْلُهٗ أَوْهَدٰى زُقَاقًا إِنَّمَا يَعْنِيْ بِهٖ هِدَايَةَ الطَّرِيْقِ وَهُوَ إِرْشَادُ السَّبِيْلِ۔

روپے پیسے کا قرض دینا۔ ''ھدٰی زقاقا'' کا مطلب راستہ دکھانا ہے۔

تشریح: منیحہ: قاموس میں ہے۔منحہ۔ کمنعہ وضربہ: اعطاہ یعنی منیحہ کا لفظی معنی ہے عطیہ۔ حافظ بن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ المنیحة عند الحرب علی وجھین: عربوں کے ہاں منیحہ دو قسم کا ہوتا ہے۔(۱) پہلا یہ ہے کہ معطی لہ کو مالک بنادے۔

۲۔دوسرا معنی یہ ہے کہ: ان یعطیه ناقة او شاة ینتفع بحلبها و دبرها زمنا ثم یردہ ''کسی کو اونٹنی یا بکری عارضی طور پر نفع حاصل کرنے کے لئے دی جائے کہ وہ اس کا دودھ اور اون وغیرہ ایک متعین مدت تک استعمال کرتا رہے اور پھر واپس لوٹا دے۔ (فتح الباری)

یہاں دوسرا معنی مراد ہے اور عام ہے کہ بکری وغیرہ دے یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز عارضی طور پر دے۔

اوورق: یہاں چاندی اور روپیہ پیسہ ادھار دینا مراد ہے۔

اوھدی زقاقا: الزقاق بالضم: الطریق۔ یعنی کسی بھولے ہوئے کو راستہ دکھانا، رہنمائی کرنا۔

۱۳۰۳: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ إِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ

۱۳۰۳: باب راستہ میں سے تکلیف دہ چیز ہٹانا

۲۰۲۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِي الطَّرِيْقِ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَأَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِيْ ذَرٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۲۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے کانٹے دار شاخ دیکھی اس نے اسے ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کی جزا دے گا۔ اور اس کو بخش دے گا۔ اس باب میں حضرت ابو برزہؓ، ابن عباسؓ اور ابوذرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: قال الجزری فی النهاية: فی اسماء الله تعالیٰ، الشكور۔ هو الذی یزکو عنده القلیل من اعمال العباد، فیضاعف لهم الجزاء فشکره لعباده مغفرته لهم۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ناموں میں ایک نام ''شکور'' بھی ہے (قدر دان) یعنی وہ ذات جو بندوں کے قلیل اعمال کو قابل قدر جانتے ہوئے ان کو بڑھا چڑھا کر اس کا بدلہ عطا فرماتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا بندوں کو شکریہ کا معنی یہ ہے کہ وہ بندوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (النھایہ)

مطلب یہ ہے کہ شکر کی نسبت جب بندوں کی طرف ہو تو شکر گزاری مراد ہوتی ہے اور جب نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہو تو جزائے خیر، اجر وثواب اور مغفرت مراد ہوتی ہے

۱۳۰۴: بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمَجَالِسَ بِالْاَمَانَةِ

۱۳۰۴: باب مجالس امانت کے ساتھ ہیں

۲۰۲۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَطَآءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ اَمَانَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ بْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ

۲۰۲۵: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی بات کر کے چلا جائے تو وہ تمہارے پاس امانت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے ابن ابی ذئب کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

تشریح: یہاں آداب مجلس کا بیان چل رہا ہے کہ مجلس میں کی جانے والی بعض باتیں راز کی ہوتی ہیں۔ ایسی راز کی باتیں افشاء کرنا اور دوسرے لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا یہ امانت میں خیانت ہے۔

مجلس میں کی جانے والی باتوں کا حکم: یہ حکم ہر محفل میں کی جانے والی ہر بات سے متعلق نہیں ہے بلکہ ایسی خاص باتیں مراد ہیں کہ جن کے مخفی رکھنے کا صاحب کلام صراحۃً کہہ دے یا دلالۃً ان کے اخفاء کا اشارہ کر دے۔ صراحۃً تو یہ ہے کہ زبان سے کہہ دے کہ یہ راز کی بات ہے کسی کو بتانا نہیں۔ اور دلالۃً یہ ہے جیسا کہ حدیث باب میں ہے۔ اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت۔ اس کی تشریح ابن رسلان یہ کرتے ہیں کہ: لان التفاته اعلام لمن یحدثه انه یخاف ان یسمع حدیثه احد وانه قد خصه سره فکان الالتفاف قائمًا مقام: اکتم هذا عنی، ای: خذه عنی واکتمه وهو عندك امانة۔

یعنی اس کا دائیں بائیں متوجہ ہونا دلالۃً اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اپنی بات جو خاص طور پر میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں یہ راز ہے اس کو چھپائے رکھنا اور کسی کو بتانا نہیں۔

الغرض وہ محفل میں کی جانے والی وہ خاص باتیں جن کا راز ہونا دلالۃً یا اشارۃً معلوم ہو جائے یہ امانت ہیں دوسری محافل میں ان کا بیان کرنا امانت میں خیانت ہے۔

کونسی باتیں راز نہ رکھی جائیں: ایسی باتیں جو دوسروں کے نقصان کا باعث ہیں ان کو راز نہیں رکھنا چاہئے بلکہ ضرر سے بچانے کے لئے لوگوں کو بتا دینی چاہئیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔ المجالس بالامانة الا ثلاثة مجالس: سفك دم حرام، او فرج حرام، او اقتطاع مال بغیر حق۔ مجالس امانت ہیں لیکن تین مجالس امانت نہیں ہیں۔ ۱۔ ایسی مجلس جس میں ناحق کسی کا خون بہانے کا پروگرام بنایا جائے۔ ۲۔ ناحق شرم گاہ استعمال کرنے کی منصوبہ بندی ہو۔ ۳۔ ناحق کسی کا مال لوٹنے کا منصوبہ بنایا جائے۔

یہ باتیں امانت نہیں بلکہ متعلقہ لوگوں سے دفع ضرر کے لئے بیان کر دینی چاہئیں۔

۱۳۰۵: بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّخَآءِ

۱۳۰۵: باب سخاوت کے بارے میں

۲۰۲۶: حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِیُّ الْبَصْرِیُّ

۲۰۲۶: حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا

ثَنَا حَاتِمُ ابْنُ وَرْدَانَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَيْسَ لِىْ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَىَّ الزُّبَيْرُ اَفَاُعْطِىْ قَالَ نَعَمْ لَاتُوْكِىْ فَيُوْكٰى عَلَيْكِ يَقُوْلُ لَاتُحْصِىْ فَيُحْصٰى عَلَيْكِ وَفِى الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا عَنْ اَيُّوْبَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ۔

یارسول اللہ ﷺ: میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ زبیرؓ ہی کی کمائی سے ہے۔ کیا میں اس میں سے صدقہ دے سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دے سکتی ہو بلکہ مال کو روک کے نہ رکھو۔ ورنہ تم سے بھی روک لیا جائے گا۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اسے ابن ابی ملیکہ سے وہ عباد بن عبداللہ سے اور وہ حضرت اسماءؓ سے نقل کرتے ہیں جبکہ کئی راوی اسے ایوب سے نقل کرتے ہوئے عباد بن عبداللہ بن زبیر کو حذف کر دیتے ہیں۔

۲۰۲۷: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّخِىُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ السَّخِىُّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اِنَّمَا يُرْوٰى عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَقَدْ خُوْلِفَ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فِىْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اِنَّمَا يُرْوٰى عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ شَىْءٌ مُّرْسَلٌ۔

۲۰۲۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ تعالیٰ سے قریب، جنت سے قریب اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے۔ بخیل اللہ تعالیٰ سے دور، جنت سے دور لوگوں سے دور اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف یحییٰ بن سعید کی اعرج سے روایت سے پہچانتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث صرف سعید بن محمد کی سند سے منقول ہے۔ اس حدیث کی روایت سے اختلاف کیا گیا ہے کیونکہ سعید، یحییٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ احادیث مرسلاً بھی نقل کرتے ہیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے مال سے اس وقت خرچ کر سکتی ہے جب اس کی طرف سے دلالۃً یا صراحۃً اجازت ہو۔ چونکہ آپ ﷺ حضرت زبیرؓ کے مزاج سے بخوبی واقف تھے اس بناء پر حضرت اسماءؓ کو کھلی اجازت مرحمت فرمادی۔

لاتوکی فیوکی علیك: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خرچ کرنا مال میں برکت اور اضافہ کا سبب ہے اور خرچ نہ کرنا بے برکتی اور تنگی کا سبب ہے۔

السخی قریب من اللہ۔ یعنی مال کے واجبات و احکام پورا کرنے کی وجہ سے سخی اللہ تبارک و تعالیٰ کے قریب ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ جنت کے بھی قریب ہے۔ اور لوگوں کے قریب بھی اس وجہ سے ہے کہ لوگوں کو اس سے مالی منفعت حاصل ہوتی ہے اود جو لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کا ذریعہ بنے تو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ جبکہ بخیل کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ اللہ سے

دور، مال میں اللہ کا حکم پورا نہ کرنے کی وجہ سے جہنم سے قریب اور لوگوں سے دور کہ مال کے ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی مشکلات میں کام نہیں آتا۔

الجاهل السخي: ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں جاہل عابد کی ضد کے طور پر ہے یعنی جاہل سے مراد یہ ہے کہ جو فرائض کا اہتمام کرے اور (نوافل کے فضائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے) عابد کی طرح نوافل کا اہتمام نہ کر سکے۔ یعنی ایسا شخص جو فرائض کا تو اہتمام کرتا ہے لیکن کم علمی کی وجہ سے عبادت میں زیادہ انہماک نہیں ہے تو یہ شخص بہتر ہے اس شخص سے کہ جو صاحب علم ہے اور کثرت عبادت میں مشہور ہے لیکن ہے بخیل، چونکہ حدیث کے مطابق "حب الدنیا رأس کل خطیئة" دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ تو عابد ہونے کے باوجود دنیا سے اور دنیاوی مال و دولت سے محبت ہے تبھی تو خرچ نہیں کرتا۔ جبکہ یہ شخص جاہل ہے لیکن خرچ خوب کرتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اس کے دل میں دنیا کی محبت اور مال و دولت سے لگاؤ نہیں ہے تبھی تو یہ خرچ کرتا ہے۔ تو جب دل میں حب دنیا نہیں ہے تو ظاہر ہے یہ اس شخص سے افضل ہوا کہ جو صاحب علم یا عابد تو ہے لیکن دنیا کی محبت اس کے دل میں ہے۔

۱۳۰۶: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْبُخْلِ

۲۰۲۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَالِبٍ الْحُدَّانِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَاتَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ صَدَقَةَ بْنِ مُوْسٰى۔

۲۰۲۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيْلٌ وَلَا مَنَّانٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۲۰۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۳۰۶: باب بخل کے بارے میں

۲۰۲۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مؤمن میں یہ دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ بخل اور بد اخلاقی۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف صدقہ بن موسیٰ کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

۲۰۲۹: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فریب کرنیوالا، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۰۳۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن بھولا اور کریم ہوتا ہے جبکہ فاجر (بدکار) دھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: خصلتان لاتجتمعان في مؤمن، البخل وسوء الخلق: یعنی مؤمن کی شان یہ ہے کہ برائیوں کا مجموعہ نہ ہو۔ انسان

ہونے کی وجہ سے ایک برائی مثلاً بداخلاقی پائی جائے تو دوسری برائی یعنی بخل اس میں نہ ہو یا اگر بخیل ہے تو بداخلاق نہ ہو۔ ویسے تو مؤمن میں یہ دونوں برائیاں نہ ہونی چاہئیں، لیکن اگر کوئی برائی اس میں ہے تو برائیوں کا مرقع و مجموعہ تو نہ ہو۔ اگر کسی میں دونوں برائیاں موجود ہے تو مطلب یہ ہوا کہ ایمان میں حد درجہ ضعف ہے۔

علامہ توریشتیؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ: **المراد به اجتماع الخصلتين فيه مع بلوغ النهاية بحيث لا ينفك عنهما ويوجد منه الرضا بهما الخ**۔ یعنی دونوں خصلتوں کے اجتماع سے مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صفات مستعمل اور ہر وقت اس میں پائی جائیں اور وہ ان صفات کے باوجود دلی طور پر مطمئن بھی ہو۔ لیکن ایک شخص ایسا ہے کہ کبھی کبھی اس سے بداخلاقی سرزد ہو جاتی ہے اور کبھی بخل کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے پھر اس کوتاہی پر نادم بھی ہوتا ہے اور خود کو لعنت ملامت بھی کرتا ہے تو یہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

خِبٌّ: بالفتح والکسر: دغاباز، دھوکہ باز۔ یہاں جنت میں عدم دخول سے دخول اولیٰ مراد ہے۔

غر کریم: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن چونکہ بے شمار صفات محمودہ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مثلاً حیاء، حسن ظن، مروت، احسان، عفو و درگزر وغیرہ یہ صفات اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں ان صفات کی وجہ سے لوگ اس کو بے وقوف اور بھولا سمجھتے ہیں اور خود ان کے اندر عیاری، چالاکی، غداری، دھوکہ بازی، وعدہ خلافی جیسی صفات رذیلہ پائی جاتی ہیں وہ اپنی ان صفات کی وجہ سے خود کو سمجھدار اور عقلمند سمجھتے ہیں اور مؤمن کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مؤمن کبھی تو اپنی ایمانی فراست کی وجہ سے ان کی دھوکہ بازی کو سمجھ لیتا ہے لیکن اپنی کریمی اور حسن اخلاق کی وجہ سے تسامح سے کام لیتا ہے اس کے اس تسامح کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ بے وقوف و کم فہم ہے۔ اس کے قلت کلام کو بھی کم فہمی سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ اللہ کے خوف و خشیت سے اس کی زبان خاموش ہوتی ہے جیسا کہ ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ "**اما علمتم ان لله عبادا اسكتتهم خشية الله من غير عي ولابكم، وانهم لهم العلماء والفصحاء والطلقاء والنبلاء العلماء**۔"

تم نہیں جانتے کہ اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جن کی زبانوں کو اللہ کے خوف نے خاموش کرا رکھا ہے۔ حالانکہ وہ بولنے سے عاجز نہیں نہ ہی گونگے ہیں بلکہ وہ تو بڑے علم والے فصیح و بلیغ اور ذی شرافت اہل علم لوگ ہیں۔

اور بعض مرتبہ مؤمن اپنے بھولپن کی وجہ سے دھوکا کھا بھی لیتا ہے تو یہ حالت استمراری نہیں ہوتی بلکہ ایک آدھ مرتبہ میں ہی محتاط ہو جاتا ہے اور دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا۔

۱۳۰۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ

۲۰۳۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا

۱۳۰۷: باب اہل وعیال پر خرچ کرنا

۲۰۳۱: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۳۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الدِّيْنَارِ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ بَدَاَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ فَاَيُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ لَهٗ صِغَارٍ يُعِفُّهُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَ يُغْنِيْهِمُ اللّٰهُ بِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۳۲: حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے یا پھر وہ دینار جسے وہ جہاد میں جانے کیلئے اپنی سواری پر یا اپنے دوستوں پر فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ راوی نے عیال کا شروع میں ذکر کیا اور پھر فرمایا: اس شخص سے زیادہ ثواب کسے مل سکتا ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے محنت ومشقت کرنے سے بچالیتا ہے اور انہیں اس کے ذریعے غنی کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: گھر والوں پر خرچ کرنا بڑی فضیلت کا حامل ہے۔ چونکہ گھر والوں پر ان کی ضرورت کی بقدر خرچ کرنا واجب ہے اور اہل و عیال کو مستقل خرچہ وغیرہ کی ضرورت رہتی ہے اور ان کا مستقل خرچ اس شخص کے ذمہ ہے لہٰذا اگر یہ خرچ کرنے والا گھر والوں پر خرچ کرے اور ثواب کی نیت سے کے ساتھ خرچ کرے تو واجب بھی پورا ہو جائے گا اور ثواب علیحدہ رہا۔ اور اگر ثواب کی نیت نہ کی ویسے ہی خرچ کرتا رہا تو واجب بہر حال پورا ہو جائے گا ثواب ہوسکتا ہے نہ ملے کیونکہ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ: اذا انفق المسلم نفقة علی اهله وهو يحتسبها: کہ جب مسلمان گھر والوں پر خرچ کرے اور ثواب کی امید بھی رکھے (بخاری ومسلم) تو اس حدیث سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ثواب کی نیت کرے گا تو ثواب ملے گا۔

نفقة الرجل علی اهله صدقة: اھل سے مراد صرف بیوی بھی ہوسکتی ہے اور دیگر گھر والے بھی محتمل ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ يسئلونك ماذا ينفقون قل ما انفقتم من خير فللو الدين والاقربين۔

اور صدقہ سے مراد یہ ہے کہ صدقہ کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ اصطلاحی صدقہ اگر مراد لیا جائے تو بیوی کے ہاشمی ہونے کی صورت میں اعتراض لازم آئے گا کہ اس کو تو ہاشمی ہونے کی وجہ سے صدقہ واجبہ نہیں دیا جاسکتا۔ حالانکہ اس پر خرچ کرنا بھی واجب ہے۔ لہٰذا یہاں صدقہ کا ثواب مراد ہے۔

۱۳۰۸: بَابُ مَا جَآءَ فِي الضِّيَافَةِ وَغَايَةُ الضِّيَافَةِ كَمْ هُوَ

۱۳۰۸: باب مہمان نوازی کے بارے میں

۲۰۳۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَتْهُ اُذُنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

۲۰۳۳: حضرت ابو شریح عدویؓ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا جب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اسے اپنے مہمان کی اچھی طرح مہمان نوازی کرنی چاہیے۔ صحابہ کرامؓ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتَهٗ قَالُوْا وَمَا جَائِزَتُهٗ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ قَالَ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَسْكُتْ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

نے پوچھا پر تکلف مہمانی کب تک ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن اور ایک رات تک پر تکلف ضیافت کرنا پھر فرمایا کہ ضیافت تین دن تک ہے اور اس کے بعد صدقہ ہے۔اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٠٣٤: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَجَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَا اَنْفَقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَثْوِیَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا يَثْوِیْ عِنْدَهٗ يَعْنِی الضَّيْفَ لَا يُقِيْمُ عِنْدَهٗ حَتّٰى يَشْتَدَّ عَلٰى صَاحِبِ الْمَنْزِلِ وَالْحَرَجُ وَهُوَ الضِّيْقُ اِنَّمَا قَوْلُهٗ يُحْرِجَهٗ يَقُوْلُ حَتّٰى يُضَيِّقَ عَلَيْهِ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِیُّ هُوَ الْكَعْبِیُّ وَهُوَ الْعَدَوِیُّ وَاسْمُهٗ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو۔

٢٠٣٤: حضرت ابو شریح کعبیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ضیافت تین دن تک اور پر تکلف ضیافت ایک دن و رات تک ہے۔اس کے بعد جو کچھ مہمان پر خرچ کیا جائے وہ صدقہ ہوتا ہے۔کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اس کے پاس زیادہ وقت تک ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اسے حرج ہونے لگے۔حرج کے معنیٰ یہ ہیں کہ مہمان میزبان کے پاس اتنا طویل نہ ٹھہرے کہ اس پر شاق گزرنے لگے۔اور حرج میں ڈالنے سے مراد یہی ہے کہ اسے تنگ نہ کرے۔اس باب میں حضرت عائشہؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔مالک بن انسؓ اور لیث بن سعدؓ بھی یہ حدیث سعید مقبری سے نقل کرتے ہیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو شریح خزاعی کعبی عدوی ہیں ان کا نام خویلد بن عمرو ہے۔

تشریح: مہمان کا پر تکلف اہتمام ایک دن ہے اور بقیہ دو دن جو گھر میں ہے وہ حاضر کردے۔اس کے بعد مہمان پر خرچ کرنا اگرچہ اس کا حق نہیں لیکن ثواب کا باعث ہے اس بناء پر تین دن کے بعد خرچ کو صدقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ضیافت کا حکم: امام شافعی، مالک اور ابو حنیفہ یعنی جمہور اہل علم کے نزدیک ضیافت و مہمانی سنت مؤکدہ ہے جبکہ امام لیث و احمدؒ کے نزدیک ایک دن ایک رات واجب ہے پھر امام احمدؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک دن ایک رات کا وجوب گاؤں و دیہات والوں کے لئے ہے اہل شہر کے لئے نہیں ہے۔اور وجوب کی دلیل ابوداؤد کی روایت ہے کہ " لیلة الضیف حق واجب" ایک رات کی مہمان نوازی ہر مسلمان پر واجب ہے۔(ابوداؤد)

جمہور کی دلیل اور جواب: جمہور کی دلیل حدیث باب ہے کہ اس میں " جائزته " کا لفظ عطیہ کے معنی میں ہے جو کہ استحباب پر دلالت کررہا ہے۔

باقی رہی ابوداؤد کی روایت تو اس کو بعض علماء نے منسوخ قرار دیا اور کہا کہ وجوب کی روایات ابتدائے اسلام کی ہیں بعد میں استحباب کی روایات سے منسوخ ہیں۔

لیکن بہتر ہے کہ بظاہر وجوب کی جو روایات ہیں وہ بھی استحباب پر محمول ہیں اور اس میں مہمان کے حق کی تاکید کے لئے اس قسم کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جیسے حدیث میں آتا ہے کہ " غسل الجمعة واجب علی کل محتلم "جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔ تو جیسے یہاں وجوب سے استحباب مراد ہے اسی طرح یہاں بھی ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہ سنت مؤکدہ ہے۔

۱۳۰۹: بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْيَتِيْمِ

۱۳۰۹: باب یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری

۲۰۳۵: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا مَعْنٌ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِيُ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ كَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ۔

۲۰۳۵: حضرت صفوان بن سلیم مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ اور محتاج کی ضروریات پوری کرنے کیلئے کوشش کرنے والا جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہے یا پھر ایسے شخص کی طرح جو دن میں روزہ رکھتا اور رات کو نمازیں پڑھتا ہے۔

۲۰۳۶: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَاَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ وَثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ شَامِيٌّ وَثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ۔

۲۰۳۶: ہم سے روایت کی انصاری نے انہوں نے معن سے انہوں نے مالک سے انہوں نے ثور بن یزید سے انہوں نے ابی الغیث سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اسی کی مثل۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابوغیث کا نام سالم ہے وہ عبداللہ بن مطیع کے مولیٰ ہیں۔ پھر ثور بن یزید شامی اور ثور بن یزید مدنی ہیں۔

تشریح: السعی علی الارملة : ای الکاسب لها الحامل لمؤنتها: یعنی بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کی کفالت کیلئے کوشش کرنے والا، اور ان کے لئے محنت کرنے والا۔

الارملة: وہ عورت جس کا خاوند مر گیا ہو، بیوہ عورت۔

المسکین: یہاں مسکین سے وہ یتیم بچہ مراد ہے جو بیوہ کی پرورش میں ہو۔ اسی لئے امام ترمذیؒ نے باب باندھا ہے۔ "باب ماجاء فی السعی علی الارملة و الیتیم"

۱۳۱۰: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ الْبِشْرِ

۱۳۱۰: باب کشادہ پیشانی اور بشاش چہرے سے ملنا

۲۰۳۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا الْمُنْكَدِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَاءِ اَخِيْكَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۳۷: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیک کام صدقہ ہے اور یہ بھی نیکیوں میں سے ہے کہ تم اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے (خوش ہو کر) ملو اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دو۔ اس باب میں حضرت ابوذرؓ سے

بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۱۱: بَابُ مَاجَآءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ

۲۰۳۸: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَعُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۳۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحِيْمِ ابْنِ هَارُوْنَ الْغَسَّانِيِّ حَدَّثَكُمْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَأَقَرَّ بِهٖ عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ هَارُوْنَ وَقَالَ نَعَمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ تَفَرَّدَ بِهٖ عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ هَارُوْنَ۔

۱۳۱۱: باب سچ اور جھوٹ

۲۰۳۸: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ کو لازم پکڑو بے شک سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی برابر سچ بولتا رہتا اور اس کا ارادہ کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق (سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ سے اجتناب کرو۔ بے شک جھوٹ گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے اور اس کا ارادہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب (جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمرؓ، عبداللہ بن شخیر اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۳۹: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کی بو کی وجہ سے اس آدمی سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ حدیث عبدالرحیم بن ہارون سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: ہاں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عبدالرحیم بن ہارون اس میں متفرد ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اچھے اعمال کبھی کبھی کر لینا یہ اصل نہیں ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ انسان برا اور نیکی کا عادی بن جائے۔ پھر صرف دنیا والے اس کو نیک نہ کہیں بلکہ آسمانوں میں بھی اس کی نیکی کے چرچے ہونے لگیں۔ جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ نیک بندہ نیکی کرتے کرتے اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ پھر اللہ کے حکم سے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور پھر تمام فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں پھر تمام اہل زمین پر اعلان ہو جاتا ہے کہ اللہ کو فلاں بندہ سے محبت ہے۔ جبریل بھی محبت کرتے ہیں۔ تمام فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں لہٰذا اے زمین والو! تم بھی اس سے محبت کرو۔

الغرض سچ بولنا ایسا عمل ہے جو انسان کو دیگر اچھائیوں کی طرف لے جاتا ہے دوسری نیکیوں کا حصول اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ نیکیاں بالآخر اس کو جنت میں لے جانے کا سبب بن جاتی ہیں۔

اور جب بندہ برابر سچ بولتا رہتا ہے۔ اور اس کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ یعنی بہت زیادہ سچ بولنے والا، تو آسمانوں میں اس کا نام سچوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جب بندہ جھوٹ بولے تو یہ جھوٹ بولنا دیگر برے اعمال کے ارتکاب کا بھی سبب بن جاتا ہے۔ اور یہ برے اعمال اس کو جہنم میں لے جاتے ہیں۔ جب بندہ جھوٹ ہی کی کوشش میں لگا رہے۔ تو اللہ کے ہاں بھی بہت بڑا جھوٹا قرار دیا جاتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ: لا یزال العبد یکذب و یتحری الکذب فینکت فی قلبه نکتة سوداء حتی یسود قلبه فیکتب عند الله من الکاذبین۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ہر نیکی وزن میں ایک جیسی نہیں ہوتی اور اسی طرح ہر ہر گناہ بھی برابر درجہ کا نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض نیکیاں لازم ہوتی ہیں۔ اور بعض نیکیاں متعدی ہوتی ہیں دوسری نیکیوں کی طرف، اسی طرح گناہوں کا حال ہے۔

تباعد عنه الملك میلاً من نتن ما جاء به: اس سے معلوم ہوا کہ اعمال کی بھی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے کہ جھوٹ بولنے کی بدبو اتنی ہوتی ہے کہ فرشتہ ایک میل اور چلا جاتا ہے۔

خلاصۃ الابواب: باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ صدقہ خیرات میں لگا رہے۔ (۲) ہدیہ وتحائف کا تبادلہ کرنا چاہئے اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۳) اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس ہوتا ہے اور وہ رب کا شکر گذار بندہ بن جاتا ہے۔ (۴) معمولی نیکیوں کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے مثلاً اپنے مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا، لڑائی سے روکنا، بھولے بھٹکے کو راستہ بتانا، راستے سے پتھر، کانٹے وغیرہ ہٹا دینا، حتیٰ کہ پانی پلانا بھی نیکی ہے (۵) سخاوت کی فضیلت اور مال کو روکنے کی مذمت کہ اللہ تعالیٰ سخی کو پسند کرتا اور بخیل کو ناپسند فرماتا ہے حتیٰ کہ بخیل کے لئے ہے کہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اصل میں سخاوت اور بخیل یہ دو اوصاف ہیں جو معاشرے میں بھلائی اور برائی کے گویا مرکز ہیں۔ بخیلی معاشرے میں مفاد پرستی اور خود غرضی کو ترجیح دیتی ہے جبکہ سخاوت ایثار اور محبت واخوت کو جنم دیتی ہے۔ (۶) اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ بہترین دینار ہے جو کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔ (۷) مہمان کی تکریم ایمان کی علامت ہے مہمانی کے آداب میں یہ بھی ہے کہ وہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگی محسوس نہ کرے۔ مہمان اور میزبان کو اس معاملے میں اعتدال اختیار کرنا چاہئے۔ (۸) یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنے والے کو گویا مجاہد قرار دیا گیا ہے یتیم اور بیوہ معاشرے کے دو ستم زدہ افراد ہوتے ہیں جن کو معاشرہ نظر انداز کر دیتا ہے اور یہ دونوں طبقات کسمپرسی کی حالت میں رہتے ہیں یا لوگوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ اس نے ان طبقات سے حسن وسلوک کو نیکی کا اعلیٰ درجہ قرار دیا ہے۔ اگر ہم اس معاملے میں اسلامی تعلیمات پر عمل کریں تو دوسرے معاشروں کے لئے قابل تقلید مثال پیش کر سکتے ہیں جہاں یہ دونوں طبقات بری حالت میں گذر بسر کرتے ہیں۔ (۹) سچ کو لازم پکڑنا چاہئے کیونکہ یہ انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے جبکہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ یہ جہنم کا راستہ ہے۔

۱۳۱۲: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفُحْشِ

۱۳۱۲: باب بے حیائی کے بارے میں

۲۰۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ

۲۰۴۰: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے حیائی جس چیز میں آتی ہے اسے عیب دار بناتی ہے

اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَہٗ وَمَا کَانَ الْحَیَاءُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَہٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔

اور حیا جس چیز میں آتی ہے اسے مزین کر دیتی ہے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ سے بھی حدیث منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالرزاق کی روایت سے جانتے ہیں۔

۲۰۴۱: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ یُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِیَارُکُمْ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا وَلَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۰۴۱: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کا اخلاق سب سے بہتر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی فحش گوئی کرتے اور نہ ہی یہ ان کی عادات میں سے تھا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: الفحش: کل خصلۃ قبیحۃ من الاقوال والافعال: یعنی قول وفعل کی ہر بری خصلت کو فحش کہتے ہیں۔ تو فحش: بتکلف فحش گوئی کرنا تفحش کہلاتا ہے۔

۱۳۱۳: بَابُ مَا جَاءَ فِی اللَّعْنَۃِ

۱۳۱۳: باب لعنت بھیجنا

۲۰۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَھْدِیٍّ ثَنَا ھِشَامٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ وَلَا بِغَضَبِہٖ وَلَا بِالنَّارِ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۰۴۲: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت، غضب اور دوزخ کی پھٹکار نہ بھیجو۔ اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی الْاَزْدِیُّ الْبَصْرِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ عَنْ اِسْرَآئِیْلَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ ھٰذَا الْوَجْہِ۔

۲۰۴۳: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طعن کرنے والا، کسی پر لعنت بھیجنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور بدتمیزی کرنے والا مومن نہیں ہے یہ حدیث حسن غریب ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے کئی سندوں سے منقول ہیں۔

۲۰۴۴: حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِیُّ الْبَصْرِیُّ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا اَبَانُ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ

۲۰۴۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيْحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنِ الرِّيْحَ فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَاِنَّهٗ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهٗ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ غَيْرَ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوا پر لعنت نہ بھیجو یہ تو پابندِ حکم ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے جو اس کی مستحق نہیں تو وہ لعنت اسی پر واپس آتی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف بشر بن عمر کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔

تشریح: لعنت کا لغوی معنی بدھتکارنا، دور کرنا۔ اور اصطلاحاً کسی کو اللہ کی رحمت اور خیر سے دور کرنے کی بددعا دینے کو لعنت کرنا کہتے ہیں۔

لاتلاعنوا بلعنة الله: یعنی یہ نہ کہے کہ تجھ پر اللہ کی لعنت۔

ولا بغضبه: یعنی یہ نہ کہیں تجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

ولا بالنار: یوں نہ کہے کہ اللہ تجھے جہنم میں داخل کرے۔

رجعت اللعنة عليه: یعنی جو مستحق لعنت نہ ہو اس پر لعنت کی جائے تو وہ لعنت کرنے والے کی طرف ہی لوٹتی ہے۔ اور لعنت کرنے والا خود ملعون بن جاتا ہے۔

لعنت کا حکم: جس شخص کے مستحق لعنت ہونے کا یقین ہو اس کو لعنت کرنا جائز ہے جیسے شیطان، فرعون، قادیانی وغیرہ اور اگر کسی کے مستحق لعنت ہونے کا یقین نہ ہو تو پھر لعنت کرنا جائز نہیں، خود ہی ملعون ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے خاص طور پر عورتیں اس میں بالکل احتیاط نہیں کرتیں۔

۱۳۱۴: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْلِيْمِ النَّسَبِ

۱۳۱۴: باب نسب کی تعلیم

۲۰۴۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عِيْسَى الثَّقَفِيِّ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ يَعْنِيْ بِهِ الزِّيَادَةَ فِي الْعُمُرِ۔

۲۰۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نسب کی اتنی تعلیم (ضرور) حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کر سکو اس لیے کہ رشتے داروں سے حسن سلوک کرنا اپنے گھر والوں میں محبت کا موجب، مال میں زیادتی اور موت میں تاخیر (یعنی عمر بڑھنے) کا موجب ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اور ''منسأۃ'' کا مطلب عمر میں اضافہ ہے۔

۱۳۱۵: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دَعْوَةِ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

۱۳۱۵: باب اپنے بھائی کیلئے پس پشت دعا کرنا

۲۰۴۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا قَبِيْصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ اَنْعُمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا دَعْوَةٌ اَسْرَعَ اِجَابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ

۲۰۴۶: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دعا اس سے زیادہ جلد قبول نہیں ہوتی جس قدر غائب کی دعا غائب کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْإِفْرِيْقِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمِ الْإِفْرِيْقِيُّ۔

پہچانتے ہیں۔ افریقی کا نام عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ہے اوران کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے۔

۱۳۱۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي الشَّتْمِ

۱۳۱۶: باب گالی دینا

۲۰۴۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۴۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ کہیں وہ ان میں سے ابتداء کرنے والے پر ہے۔ جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے۔ اس باب میں حضرت سعدؓ، ابن مسعودؓ اور عبداللہ بن مغفلؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۴۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ سُفْيَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرَوٰى بَعْضُهُمْ مِثْلَ رِوَايَةِ الْحَفَرِيِّ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عِنْدَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَهُ۔

۲۰۴۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردوں کو گالی نہ دو کیونکہ اس سے زندہ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس حدیث کو نقل کرنے میں سفیان کے ساتھیوں کا اختلاف ہے۔ بعض اسے حفری کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں جبکہ بعض سفیان سے اور وہ زیاد بن علاقہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ کے پاس ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہوئے سنا۔

۲۰۴۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ قَالَ زُبَيْدٌ قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۴۹: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو گالی دینا فسق (یعنی گناہ) اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ زبید کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے پوچھا۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ حدیث عبداللہؓ سے سنی تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: المستبان ما قالا فعلی البادی منهما: یعنی جس نے گالی گلوچ کی ابتداء کی وبال بھی اسی پر ہوگا کیونکہ یہ سبب بنا دوسرے کے گالی دینے کا بھی، لیکن اگر دوسرا شخص حد سے تجاوز کر جائے اور اس کی ایک گالی کے بدلہ میں کئی گالیاں سنا ڈالے تو پھر اس صورت میں ظاہر ہے کہ گناہ صرف پہلے پر نہیں ہوگا۔ بلکہ گناہ میں اپنی زیادتی کے بقدر دوسرا بھی شریک ہوگا۔

۱۳۱۷: بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوْفِ

۱۳۱۷: باب اچھی بات کہنا

۲۰۵۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ

۲۰۵۰: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا فَقَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بالا خانے ہیں جن کے بیرونی حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہوں گے۔ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: یہ کس کیلئے ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو نماز ادا کرے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن اسحٰق کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

تشریح: یہ فضیلت اس وقت حاصل ہوگی جب حدیث میں موجود چاروں باتوں پر عمل کرے۔

۱۳۱۸: بَابُ مَا جَآءَ فِي فَضْلِ الْمَمْلُوْكِ الصَّالِحِ

۱۳۱۸: باب نیک غلام کی فضیلت

۲۰۵۱: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نِعِمَّا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يُطِيْعَ رَبَّهُ وَيُؤَدِّيَ حَقَّ سَيِّدِهِ يَعْنِي الْمَمْلُوْكَ وَقَالَ كَعْبٌ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۵۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنا بہترین ہے وہ شخص جو اللہ کی بھی اطاعت کرے اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرے۔ (یعنی غلام یا باندی) کعب کہتے ہیں: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا ہے۔ اس باب میں حضرت ابو موسیٰؓ، اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ اُرَاهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُنَادِيْ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَاَبُو الْيَقْظَانِ اِسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ قَيْسٍ۔

۲۰۵۲: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جو مشک کے ٹیلے پر ہوں گے۔راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ "قیامت کے دن" بھی فرمایا۔ ایک وہ شخص جو اللہ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے گا۔ دوسرا وہ امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں اور تیسرا وہ شخص جو پانچوں نمازوں کے لئے اذان دیتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف سفیان کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ ابوالیقظان کا نام عثمان بن قیس ہے۔

۱۳۱۹: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُعَاشَرَةِ النَّاسِ

۱۳۱۹: باب لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

۲۰۵۳: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ ابْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ

۲۰۵۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو اور برائی کے بعد بھلائی کرو تا کہ وہ اسے مٹا دے اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۵۴: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ حَبِیْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ قَالَ مَحْمُوْدٌ وَثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ اَبِیْ شَبِیْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ قَالَ مَحْمُوْدٌ وَالصَّحِیْحُ حَدِیْثُ اَبِیْ ذَرٍّ۔

۲۰۵۴: ہم سے روایت کی محمود بن غیلان نے انہوں نے ابواحمد اور ابونعیم سے وہ سفیان سے اور وہ حبیب سے اسی سند سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں وکیع بھی سفیان سے وہ میمون بن ابی شبیب سے وہ معاذ بن جبل سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے مثل نقل کرتے ہیں۔ محمود کہتے ہیں کہ صحیح حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۱۳۲۰: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ظَنِّ السُّوْءِ

۱۳۲۰: باب بدگمانی کے بارے میں

۲۰۵۵: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَسَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَیْدٍ یَذْکُرُ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ سُفْیَانَ قَالَ قَالَ سُفْیَانُ الظَّنُّ ظَنَّانِ فَظَنٌّ اِثْمٌ وَظَنٌّ لَیْسَ بِاِثْمٍ فَاَمَّا الظَّنُّ الَّذِیْ هُوَ اِثْمٌ فَالَّذِیْ یَظُنُّ ظَنًّا وَیَتَکَلَّمُ بِهٖ وَاَمَّا الظَّنُّ الَّذِیْ لَیْسَ بِاِثْمٍ فَالَّذِیْ یَظُنُّ وَلَا یَتَکَلَّمُ بِهٖ۔

۲۰۵۵: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے پرہیز کرو کیونکہ یہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ میں (امام ترمذیؒ) نے عبد بن حمید سے سنا وہ سفیان کے بعض ساتھیوں سے نقل کرتے ہیں کہ سفیان نے فرمایا گمان دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم کا گمان گناہ ہے جبکہ دوسری قسم گناہ نہیں۔ گناہ یہ ہے کہ بدگمانی دل میں بھی کرے اور زبان پر بھی آئے۔ جبکہ صرف دل ہی میں بدگمانی کرنا گناہ نہیں۔

تشریح: ایاکم والظن: ا۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے ساتھ برا گمان کرنے سے بچو۔ بغیر کسی تحقیق کے بدگمانی کر لینا اور پھر اس بدگمانی کو حقیقت کا روپ دے لینا گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یا یها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن، (سورۃ الحجرات: ۱۲) ان بعض الظن اثم (ایضا) اس وجہ سے ہر سنی و دیکھی بات پر فوراً گمان نہیں کر لینا چاہئے۔ بلکہ مؤمن کی شان تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی غلطیوں کی تاویل کرے۔

قال سفیان: الظن ظنان: حضرت سفیان ثوریؒ کے بقول ظن کی دو اقسام ہیں۔ (۱) وہ گمان کہ جس پر انسان تکلم کرے۔ یعنی عملی طور پر صرف گمان پر ہی کوئی قدم اٹھالے تو اس گمان پر گناہ ہے اور یہ ممنوع ہے اور اسی کو اکذب الاحادیث کہا گیا ہے۔

۲۔ دوسری قسم گمان کی یہ ہے کہ صرف گمان ہی کرے، اس گمان پر کوئی عملی اقدام نہ کرے بلکہ دل ہی دل میں کوئی گمان پیدا ہوا، اور اس کو دل ہی میں دفن کر دیا تو ایسی صورت میں اس گمان پر کوئی گناہ نہ ہوگا، کیونکہ انسان ہونے کے ناطے یہ وساوس سے محفوظ نہیں، ہاں ان وساوس پر کوئی عمارت کھڑی کر لینا ممنوع ہے اور جب کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا تو ممنوع فعل کا مرتکب بھی نہ ہوا اسی وجہ سے گناہ گار بھی نہیں۔

ظن کی اقسام: امام ابوبکر جصاصؒ نے ظن کی چار اقسام بتائی ہیں۔

١۔ حرام ٢۔ واجب ٣۔ مندوب ٤۔ مباح

ان چاروں کی تفصیل بحوالہ معارف القرآن حسب ذیل ہے:

''امام ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں ایک جامع تفصیل اس طرح لکھی ہے کہ ظن کی چار قسمیں ہیں۔ ایک حرام ہے دوسری مامور بہ اور واجب ہے، تیسری مستحب اور مندوب ہے، چوتھی مباح اور جائز ہے۔ ظن حرام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی رکھے کہ وہ مجھے عذاب ہی دے گا یا مصیبت ہی میں رکھے گا اس طرح کہ اللہ کی مغفرت اور رحمت سے گویا مایوس ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لایؤمن احد کم الا وھو یحسن الظن باللّٰہ، تم میں سے کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کا اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہو۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آیا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ انا عند ظن عبدی بی۔ یعنی اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ جو چاہے گمان رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن فرض ہے اور بدگمانی حرام ہے اسی طرح ایسے مسلمان جو ظاہری حالت میں نیک دیکھے جاتے ہیں ان کے متعلق بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا حرام ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث، یعنی گمان سے بچو کیونکہ گمان جھوٹی بات ہے۔ یہاں ظن سے مراد باتفاق کسی مسلمان کے ساتھ، بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا ہے۔ اور جو کام ایسے ہیں کہ ان میں کسی جانب پر عمل کرنا شرعاً ضروری ہے اور اس کے متعلق میں قرآن وسنت میں کوئی دلیل واضح موجود نہیں، وہاں پر ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہے جیسے باہمی ومقدمات کے فیصلہ میں ثقہ گواہوں کی گواہی کے مطابق فیصلہ دینا، کیونکہ حاکم اور قاضی جس کی عدالت میں مقدمہ دائر ہے اس پر اس کا فیصلہ دینا واجب وضروری ہے اور اس خاص معاملہ کے لئے کوئی نص قرآن وحدیث میں موجود نہیں تو ثقہ آدمیوں کی گواہی پر عمل کرنا اس کے لئے واجب ہے۔ اگرچہ یہ امکان و احتمال وہاں بھی ہے کہ شاید کسی ثقہ آدمی نے اس وقت جھوٹ بولا ہو، اس لئے اس کا سچا ہونا صرف ظن غالب ہے اور اس پر عمل واجب ہے۔ اسی طرح جہاں سمت قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی ایسا آدمی نہ ہو جس سے معلوم کیا جاسکے وہاں اپنے ظن غالب پر عمل ضروری

ہے۔اس طرح کسی شخص پر کسی چیز کا ضمان دینا واجب ہو تو اس ضائع شدہ چیز کی قیمت میں ظن غالب ہی پر عمل کرنا واجب ہے۔اور ظن مباح ایسا ہے جیسے نماز کی ر ں میں شک ہو جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو اپنے ظن غالب پر عمل کرنا جائز ہے اور اگر وہ ظن غالب کو چھوڑ کر امر یقینی پر عمل کرے یعنی تین رکعت قرار دے کر چوتھی پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے۔اور ظن مستحب و مندوب یہ ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھے کہ اس پر ثواب ملتا ہے (جصاص ملخصاً) (بحوالہ معارف القرآن، ۱۲۰/۸)

۱۳۲۱: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِزَاحِ

۱۳۲۱: باب مزاح کے بارے میں

۲۰۵٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْوَضَّاحِ الْكُوْفِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى اَنْ كَانَ لَيَقُوْلُ لِاَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ۔

۲۰۵٦: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے ملے جلے رہتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے اے ابو عمیر! تمہارے نغیر کو کیا ہوا۔ (بغیر ایک چھوٹا پرندہ ہے)۔

۲۰۵۷: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ۔

۲۰۵۷: ہم سے روایت کی ھناد نے انہوں نے شعبہ انہوں نے ابی تیاح اور وہ انسؓ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو تیاح کا نام یزید بن حمید ہے۔

۲۰۵۸: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ ثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ اِنِّيْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا اِنَّمَا يَعْنُوْنَ اَنَّكَ تُمَازِحُنَا۔

۲۰۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ "تُدَاعِبُنَا" کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مزاح کرتے ہیں۔

۲۰۵۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ قَالَ مَحْمُوْدٌ قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ يَعْنِيْ مَازَحَهٗ۔

۲۰۵۹: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے دو کانوں والے! محمود کہتے ہیں ابو اسامہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے اس طرح (ان الفاظ) کے ساتھ مزاح کیا۔

۲۰٦۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ

۲۰٦۰: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ

مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

میں اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اونٹوں کو اونٹنیوں کے علاوہ بھی کوئی جنتا ہے۔(یعنی تمام اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہیں) یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

تشریح: قاموس میں ہے: مزح کمنع مزحا و مُزاحا و مُزاحة: داعبَ و مازحه الخ: یعنی ہنسی مذاق کرنا۔

ہنسی مذاق کرنا اور دل لگی کرنا شریعت اسلامی میں ممنوع نہیں لیکن ہر عمل کی طرح اس کی بھی حدود ہیں۔ حدود میں رہتے ہوئے ہنسی مذاق کیا جائے تو جائز ہے اور حدود سے تجاوز کر جائے تو ناجائز ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اعلم ان المزاح المنهی هو الذی فیه افراط ویداوم علیه فانه یورث الضحك وقسوة القلب الخ۔ یعنی ممنوع مزاح یہ ہے کہ جس میں افراط ہو اور اس پر یہ مستقل کیا جانے لگے، کیونکہ ایسا ہنسی مذاق ہنسی ٹھٹھہ اور دل میں سختی پیدا کرتا ہے، اللہ کے ذکر سے غافل کرتا ہے۔ اور دینی امور میں تساہل کا سبب ہے۔ اور عام طور پر دوسروں کی تکلیف کا باعث بن جاتا ہے جس سے دلدل میں کینہ پیدا ہوتا ہے اور آدمی کی ہیبت و وقار میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر مذکورہ امور سے اجتناب ہو تو پھر یہ مباح ہے جیسا کہ بعض مرتبہ آپ مزاح فرمایا کرتے تھے تاکہ مخاطب خوش ہو کر مانوس ہو جائے۔ اس صورت میں یہ سنت ہوگا، اور اس کو سیکھنا بھی چاہیے کیونکہ بعض مقامات پر اس کی ضرورت شدید ہو جاتی ہے۔

عبارت مذکورہ سے مزاح ممنوعہ کی چند صورتیں معلوم ہوئیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ہنسی مذاق کی کثرت ہو۔ کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی چٹکلہ چھوڑتا رہے۔

۲۔ مذاق تمسخر کی حد تک پہنچ جائے۔ کہ دوسروں کا مذاق اڑا کر انہیں اذیت میں مبتلا کیا جائے۔ ایسے مذاق سے دشمنی و عداوت اور کینہ پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ مذاق میں خلاف واقعہ امور بیان کیئے جائیں۔ یعنی جھوٹ کا سہارا لے کر لوگوں کو ہنسانے کی کوشش کی جائے۔

۴۔ بے محل و بے موقع درست مذاق بھی ناجائز ہوگا، مثلاً کسی ایسے حادثہ کے موقع پر جہاں لوگ غمگین ہوں وہاں ہنسنے ہنسانے کی بات شروع کردی جائے۔

آپ ﷺ سے مزاح کے جتنے بھی واقعات منقول ہیں وہ سب انتہائی برمحل اور واقعہ کے مطابق ہوا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تو یہ تھا کہ ہر وقت تفکر و تدبر اور امت کے غم میں مبتلا رہتے تھے۔ لیکن منصب نبوت جیسی بڑی ذمہ داری کے باوجود آپ ﷺ کے چہرہ پر مسکراہٹ رہتی تھی اور موقع محل کے حساب سے مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ لہذا آپ ﷺ کی اس سنت کو بھی سیکھنا چاہیے کہ کونسا موقع مزاح کا ہے اور کونسا سنجیدگی کا۔

اور ایسا بھی نہ ہونا چاہیے کہ ہر وقت عبوسا قمطریرا کا مصداق بنا رہے۔ ہر وقت سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے رکھنا اور چہرہ پر بارہ بجائے رکھنا بھی محمود نہیں۔ بلکہ اعتدال میں رہتے ہوئے خوش مزاجی اور دل لگی بھی کرنی چاہیے۔ تاکہ لوگ مانوس ہو کر قریب ہو جائیں۔ جیسا کہ آپ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ولو کنت فظًّا غلیظ القلب لانفضوا من حولك (آل عمران:۵۹)

الغرض سے شریعت اسلامی کا ہر عمل سیکھنے کی چیز ہے۔
اگلے باب میں مزاح کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے وہ یہی ممنوع مزاح ہے جس کی تفصیل ماقبل میں ذکر کر دی گئی۔

۱۳۲۲: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِرَاءِ

۲۰۶۱: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ ثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ اللَّيْثِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسٍ۔

۲۰۶۲: حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْكُوفِيُّ ثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَى بِكَ إِثْمًا أَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۰۶۳: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۳۲۲: باب جھگڑے کے بارے میں

۲۰۶۱: حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسا جھوٹ چھوڑ دیا جو باطل تھا تو اس کیلئے جنت کے کنارے پر ایک مکان بنایا جائے گا اور جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے۔ اس کے لیے جنت کے درمیان مکان بنایا جائے گا اور جو شخص خوش اخلاق ہوگا اس کے لیے جنت کے اوپر والے حصے میں مکان بنایا جائے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف سلمہ بن وردان کی روایت سے جانتے ہیں اور وہ حضرت انس ؓ سے نقل کرتے ہیں۔

۲۰۶۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جھگڑتے رہنے کا گناہ ہی تمہارے لئے کافی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۲۰۶۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا نہ کرو، مزاح نہ کرو اور نہ ہی اس سے ایسا وعدہ کرو۔ جسے تم پورا نہ کر سکو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۱۳۲۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُدَارَاةِ

۲۰۶۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ أَوْ أَخُو الْعَشِيرَةِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

۱۳۲۳: باب حسن سلوک

۲۰۶۴: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ میں آپ ﷺ کے پاس تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ کا یہ بیٹا (یا فرمایا) قبیلہ کا یہ بھائی کیا ہی برا ہے۔ پھر اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو کی۔ جب وہ چلا گیا تو میں

قُلْتَ لَہٗ مَاقُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَہُ الْقَوْلَ قَالَ یَاعَائِشَۃُ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اَوْوَدَعَہُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِہٖ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پہلے تو آپ ﷺ نے اسے برا کہا اور پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ بدترین شخص وہ ہے جسے اس کی فحش گوئی کی وجہ سے لوگوں نے چھوڑ دیا ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: المداراۃ: ملاینۃ الناس وحسن صحبتھم: یعنی لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا اور حسن سلوک سے پیش آنا۔

استأذن رجل: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا نام عیینہ بن حصن تھا ظاہراً اگرچہ مسلمان ہوگیا تھا۔ لیکن دلی طور پر اس نے اسلام کو قبول نہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی حالت پر لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے اور اس کے شر سے بچانے کے لئے یہ فرمایا کہ ''قبیلے کا برا آدمی ہے'' چنانچہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ شخص مرتد ہوکر اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں قیدی بنا کر لایا گیا۔ (شرح مسلم للنووی)

ماقبل میں غیبت کے جواز کی صورتوں میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ لوگوں کو کسی شخص کے شر سے بچانے کے لئے اس کی برائی بیان کرنا غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ کا عمل ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی برائی بیان کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کے سامنے فرمایا کہ ''بئس اخوا العشیرۃ'' امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اعلانیہ فسق وفجور میں مبتلاء شخص کی غیبت کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کے ساتھ نرمی برتنا بھی جائز ہے اور یہ مدارات ونرمی اس وقت تک ہے جب کہ مداہنت تک نہ پہنچ جائے۔ اور مدارات اور مداہنت میں فرق یہ ہے کہ مدارات کہتے ہیں: بذل الدنیا لصلاح الدنیا او الدین اوھما معا۔ یعنی دنیا کو استعمال کرنا (یعنی دنیاوی اسباب کو) دنیا یا دین یا دونوں کی اصلاح کے لئے۔ یعنی کوئی شخص دنیاوی اسباب ووسائل کو دنیا حاصل کرنے کے لئے صرف کرے یہ جائز ہے۔ یا دین کے حصول میں صرف کرے یہ بھی جائز ہے یا دنیاوی اسباب دین ودنیا دونوں کی اصلاح کے لئے صرف کرے یہ جائز ہے۔ اس کو مدارات کہتے ہیں اور شرعاً یہ پسندیدہ ومحمود ہے۔

مداہنت: مداہنت یہ ہے کہ دین کو اپنی دنیا کی اصلاح کے لئے صرف کرے۔ یعنی دنیاوی منافع حاصل کرنے کے لئے دین کو قربان کرڈالے یہ سوچ کہ دین پر آنچ آتی ہے تو آئے میری عزت پر کوئی حرف نہ آئے یہ مداہنت ہے۔

لہٰذا آپ ﷺ نے دنیاوی طور پر اس شخص کے شر سے بچنے کے لئے مدارات کا معاملہ کیا۔ اس میں دین پر کوئی حرف نہ آتا تھا۔ ورنہ آپ ﷺ کے بارے میں صاف منقول ہے کہ دینی نقصان پر آپ ﷺ کے غضب کو کوئی روکنے والا نہ ہوتا تھا۔

اس وجہ سے ہمارے لئے بھی کچھ دنیاوی یا دینی فوائد کے لئے دنیا کو قربان کرنا جائز ہے۔ لیکن دنیاوی فوائد کے لئے دین کو قربان کردینے کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں۔ مثلاً غیر شرعی مجالس ورسوم ورواج میں اس وجہ سے شرکت کرنا کہ لوگوں کی خوشنودی حاصل ہوجائے خواہ اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہوجائیں یہ کسی بھی حال میں جائز نہیں کہ حدیث میں آتا ہے۔ ''لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق'' خالق کی معصیت کرتے ہوئے مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔

۱۳۲۴: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي الْحُبِّ وَالْبُغْضِ

۲۰۶۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اُرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ اَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًا مَّا وَاَبْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًا مَّا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَيُّوْبَ بِاِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ اَيْضًا بِاِسْنَادٍ لَهُ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِيْحُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفٌ قَوْلُهُ

۱۳۲۴: باب محبت اور بغض میں میانہ روی اختیار کرنا

۲۰۶۵: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے مرفوعاً بیان فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے دوست کے ساتھ میانہ روی کا معاملہ رکھو۔ شاید کسی دن وہ تمہارا دشمن بن جائے اور دشمن کے ساتھ دشمنی میں بھی میانہ روی ہی رکھو کیونکہ ممکن ہے کہ کل وہی تمہارا دوست بن جائے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ یہ حدیث ایوب سے بھی ایک اور سند سے منقول ہے۔ حسن بن ابی جعفر بھی اسے نقل کرتے ہیں۔ یہ بھی ضعیف ہے۔ حسن بھی اپنی سند حضرت علیؓ کے حوالے سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت علیؓ پر موقوف ہے۔

تشریح: کسی سے دوستی میں اس حد تک آگے بڑھ جانا کہ اپنے تمام راز اس کے سامنے کھول کے رکھ دینا یہ نادانی کی بات ہے کہ کل کو اگر اس سے دشمنی پیدا ہوگی تو پھر پچھتانا پڑے گا کہ کاش میں اس سے اتنا تعلق قائم نہ کرتا۔ اسی طرح کسی سے دشمنی میں اتنا آگے چلے جانا کہ واپسی کا راستہ ہی نہ رہے۔ دشمنی میں اس کو خوب برا بھلا کہا لعن طعن کی، جو بن پڑا وہ کیا۔ لیکن وہ وہ دوست بن گیا۔ اس سے تعلق قائم ہوگیا تو شرمندگی ہوگی کہ کاش دشمنی میں اتنا آگے نہ بڑھتا۔ اس وجہ سے محبت وعداوت دونوں میں اعتدال ہو۔ محبت ہو تو اللہ کے لئے اور کسی سے بغض ہو تو وہ بھی اللہ کی رضا کی خاطر۔

۱۳۲۵: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْكِبْرِ

۲۰۶۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ نَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۳۲۵: باب تکبر کے بارے میں

۲۰۶۶: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، سلمہ بن اکوعؓ اور ابوسعیدؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۶۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّهٗ يُعْجِبُنِيْ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبِيْ حَسَنًا وَنَعْلِيْ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْجَمَالَ وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۲۰۶۷: حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور وہ شخص دوزخ میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: میں پسند کرتا ہوں کہ میرے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے جبکہ تکبر یہ ہے کہ کوئی شخص حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔
یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۰۶۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۲۰۶۸: حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے نفس کو اس کے مرتبے سے اونچا لے جاتا اور تکبر کرتا ہے تو وہ جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اسے بھی اسی عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جس میں وہ مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۰۶۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى بْنِ يَزِيْدَ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ نَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لِيْ فِيَّ التِّيْهُ وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَ وَلَبِسْتُ الشَّمْلَةَ وَقَدْ حَلَبْتُ الشَّاةَ وَقَدْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَلَيْسَ فِيْهِ مِنَ الْكِبْرِ شَيْءٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۲۰۶۹: حضرت نافع بن جبیر بن مطعمؓ اپنے والد سے راویت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ مجھ میں تکبر ہے حالانکہ میں گدھے پر سوار ہوا۔ موٹی چادر لباس کے طور پر استعمال کی اور بکری کا دودھ دوہا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جس نے یہ کام کئے اس میں کسی قسم کا تکبر نہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: خود کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو چھوٹا سمجھنا یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے اندر بڑائی کی صفات کا دعویدار ہو۔ کیونکہ تکبر خواہ مخواہ ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ انسان اپنی کسی ظاہری یا باطنی خوبی کے دعویٰ کی وجہ سے تکبر کرتا ہے۔ حالانکہ اسے یہ نہیں معلوم کہ حقیقی خوبیوں کا منبع تو صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ انسان کے اندر جتنی بھی خوبیاں ہیں وہ اس کی اپنی نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہیں۔ اگر یہ مال کی وجہ سے اکڑ رہا ہے تو یہ مال بھی اللہ کا۔ اگر حسن وجمال کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہے تو حسن وجمال بھی اللہ کا عطا کردہ ہے۔ اور پھر جو خوبیاں بھی اس کے اندر ہیں وہ ناقص ہیں کیونکہ انسان کی ذات ہی ناقص ہے تو اس کی خوبیاں بھی اسی طرح کی ہیں۔ لہٰذا جب انسان ان ناقص صفات کی وجہ سے خود کو بڑا سمجھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی مول لیتا ہے کیونکہ بڑائی وکبریائی اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

تکبر کی تعریف: حدیث میں متکبر کی تعریف یوں کی گئی کہ: المتکبر من بطر الحق وغمص الناس: جو حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر جانے یہ متکبر ہے۔ گویا کہ تکبر کی دو جانبیں ہوئیں۔ (۱) اللہ کے مقابلہ میں تکبر (۲) لوگوں کے مقابلہ میں تکبر۔ اللہ کے مقابلہ میں تکبر یہ ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکامات ہی کا انکار کر بیٹھے جو کہ کفر ہے۔ (۲) لوگوں کے مقابلہ میں تکبر یہ ہے کہ خود کو بڑا سمجھے اور لوگوں کو حقیر جانے، یہ بھی جہنم میں لے جانے کا سبب ہے اور حدیث میں جو ہے کہ لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر۔ تو اگر پہلی قسم کے تکبر میں مبتلا ہے تو ظاہر ہے کہ کفر کی صورت میں جنت میں نہیں جا سکتا۔ اور اگر دوسری قسم کے تکبر میں مبتلا ہے تو یہاں لایدخل الجنة سے دخول اولی مراد ہے یعنی پہلے جہنم کی آگ سے اس کی یہ اخلاقی بیماری ختم کی جائے گی۔ سزا بھگتنے کے بعد ہی جنت میں جانا ہوگا۔ الا یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فضل والا معاملہ فرمادیں۔

تکبر کا سبب: تکبر کا سبب دینی بھی ہو سکتا ہے اور دنیوی بھی دینی یہ کہ اپنے علم، تقویٰ، زہد، عبادت، زور کلام اور کسی دینی مرتبہ کی وجہ سے خود کو بڑا جانے اور دوسروں کو حقیر جانے۔ اور دنیوی اسباب یہ ہیں کہ، مال، حسن وجمال، حسب نسب، اور ظاہری صلاحیتوں وغیرہ کی وجہ سے خود کو بڑا اور دوسروں کو کمتر جانے۔

تکبر کے درجات: اپنی بڑائی اگر دل میں ہو تو یہ کبر ہے۔ اور اگر زبان پر بھی اپنی بڑائی آجائے تو یہ "فخور" ہے اور عمل اور چال ڈھال سے بھی تکبر ٹپکنے لگے تو یہ مختال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان اللہ لایحب کل مختال فخور (سورۃ لقمان: ۱۸)

یقولون لی فی التیه: یعنی لوگ مجھے متکبر سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے ایسے کام کیئے ہیں جن کے کرنے والے کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ متکبر نہیں ہو سکتا۔ میں گدھے پر سوار ہوا ہوں۔ یعنی گدھا چونکہ حقیر وغریب جانور ہے اس پر سواری کرنے والا بھی عزت وقدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا جیسا کہ آج کل سائیکل کی سواری ہے کہ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے وہ اس قسم کی حقیر سواری پر سفر کر ہی نہیں سکتا۔ تو جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ گدھے پر سوار ہوا۔ چھوٹی چادر اوڑھی، بکری کا دودھ دوہا۔ اگر متکبر ہوتا تو یہ کام کیوں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے بھی فرمایا کہ یہ کام کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ لہٰذا ہر دعویٰ کی دلیل ہوتی ہے جب تکبر کی علامات میرے اندر نہیں ہیں تو متکبر کیسے ٹھہرا؟

خلاصة الابواب: قرآن واحادیث سے ثابت ہے کہ حیاء انسان کی بہترین خصلت ہے جس سے مؤمن کو لازماً متصف ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ایسی علامت ہے جس سے خیر اور بھلائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ دنیا میں تو یہ ممکن ہے کہ انسان کو سخت جانی ومالی نقصان پہنچ جائے مگر بالآخر انسان اس سے بھلائی ہی پائے گا۔ یہ معاشرے میں خیر کی ضامن ہے جبکہ فحش گوئی وبے حیائی معاشرے کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ (۲) ہمارے معاشرتی رویہ کی ایک برائی ہے کہ ایک دوسرے پر معمولی باتوں پر لعنت وملامت کرنا ہے جبکہ حدیث مبارکہ میں اس کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے اس رویے کو معاشرے میں پنپنے نہ دیا جائے، حتی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! طعن، لعنت، بدتمیزی کرنے والا مؤمن نہیں ہے۔ یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے معاشرے میں ایسے رویوں کو جنم دے رہے ہیں ان کی سخت مذمت کرنی چاہیے۔ (۳) اپنے رشتہ داروں اہل عیال سے حسن سلوک، عمر، مال اور محبت کے بڑھنے کا موجب ہے۔ (۴) اپنے بھائی کے لئے پس پشت خیر خواہی کے جذبات رکھنا اور اس کے لئے دعا گو رہنا بندہ کو رب کی نظر میں صاحب فضیلت بنا دیتا ہے۔ اس کی یہ دعا جتنی جلدی قبول ہوتی ہے گویا کہ دوسری دعا اس کے مقابل نہیں۔ (۵) گالی دینا فسق

کی علامت اور لڑائی جھگڑے میں اس کی ابتداء کرنے والے پر اس کا تمام تر الزام ڈالا جائے گا۔(۶) مالک کے ساتھ ساتھ رب کے حقوق بھی ادا کرنے والا قیامت کے دن مشک کے ٹیلے پر ہوگا۔امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں اور پانچوں نمازوں کے لئے اذان دینے والا اللہ کی نظر میں صاحب فضیلت ہے۔(۷) لوگوں سے اچھا گمان رکھنا چاہئے بدگمانی سے پرہیز کرنا چاہئے اور اس کو زبان پر لانا تو گویا گناہ ہے۔(۸) سچا مزاح جائز ہے اور نبی کریم ﷺ کی کئی احادیث اس پر ہیں۔(۹) معاشرے میں تنزل کا سبب باہمی جھگڑے ہوتے ہیں لہٰذا اسلامی تعلیمات میں ایک مؤمن کے لئے یہ خاص تعلیم ہے کہ وہ جھگڑے سے پرہیز کرے ایسے شخص کے لئے جنت میں ایک مکان بنایا جائے گا جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کردے۔مؤمن کی خوبی ہوتی ہے کہ وہ جھوٹا ،مزاح جھوٹا وعدہ اور جھگڑا نہیں کرتا۔انسان کو باہمی تعلقات میں اعتدال اور میانہ روی رکھنا چاہئے کیونکہ انسان کبھی ایک دوسرے کے دشمن اور کبھی دوست ہوتے ہیں اس لئے دوستی و دشمنی میں بھی اعتدال سے نہ بڑھے۔(۱۰) تکبر کی مذمت۔تکبر صرف اللہ کو روا ہے انسان کے لئے تکبر اس کی تباہی کا سامان اور دنیا وآخرت میں خسارہ کا باعث ہے۔

۱۳۲۶: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ حُسْنِ الْخُلُقِ

۲۰۷۰: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اِبْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْمَمْلَكِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاشَيْءٌ اَثْقَلَ فِي الْمِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَاُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۰۷۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اِدْرِيْسَ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْثَرِ مَايُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ قَالَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَايُدْخِلُ النَّاسَ

۱۳۲۶: باب اچھے اخلاق

۲۰۷۰: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی اس لیے کہ بے حیا اور فحش گو شخص سے اللہ تعالیٰ نفرت فرماتا ہے۔اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ،ابوہریرہ رضی اللہ عنہ،انس رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۷۱: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی عمل نہیں۔ یعنی قیامت کے دن حساب وکتاب کے وقت۔ بے شک خوش اخلاق آدمی اچھے اخلاق کے ذریعے روزہ دار اور نمازی کا درجہ پالیتا ہے۔

یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

۲۰۷۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس عمل کی وجہ سے لوگ زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے خوف اور حسن اخلاق سے۔پھر پوچھا گیا کہ زیادہ تر لوگ جہنم میں کن اعمال کی وجہ

النَّارَ قَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَوْدِيِّ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ نَا اَبُوْ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ وَصَفَ حُسْنَ الْخُلُقِ فَقَالَ هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَكَفُّ الْاَذٰى۔

سے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا منہ (یعنی زبان) اور شرمگاہ کی وجہ سے۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ عبداللہ بن ادریس، یزید بن عبدالرحمٰن اودی کے پوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ حسن خلق یہ ہے کہ خندہ پیشانی سے ملے بھلائی کے کاموں پر خرچ کرے اور تکلیف دینے والی چیز کو دور کرے۔

تشریح: **خُلُقٌ:** بضم الخا: اخلاق پر اس کا اطلاق ہوتا ہے خواہ اخلاق اچھے ہوں یا برے۔ خلق کا لفظی مطلب ''عادت'' ہے یعنی اچھی عادات کو محاسن اخلاق اور بری عادات کو رذائل اخلاق کہا جاتا ہے۔

انسان اپنی عادات کے ذریعہ سے اپنا مقام و مرتبہ خود پہچان سکتا ہے۔ اگر اچھی عادات کا حامل ہے۔ حضور ﷺ والے اخلاق اپنائے ہوئے ہے۔ تو انشاء اللہ اللہ کے ہاں بھی بلند درجات پر فائز ہے اور اگر بری عادات اپنائے ہوئے ہے تو پھر فکر کرنی چاہئے کہ جن لوگوں کی عادات میں نے اپنائی ہوئی ہیں کہیں میرا حشر بھی ان لوگوں کے ساتھ نہ ہو۔ اور پھر دنیا کی حد تک تو دنیا والے بھی اس بات کے قائل ہیں کہ Your habits will determian your future کہ آپ کی عادات ہی آپ کا مستقبل متعین کرتی ہیں تو اگر اس بات کو صرف دنیا کی حد تک نہ لیا جائے بلکہ اخروی زندگی بھی مراد ہو تو بالکل ٹھیک بات ہے کہ ہماری موجودہ عادات ہی بتا دیتی ہیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔

ماشئ اثقل فی میزان المؤمن: ماقبل میں بھی ہم اس بات کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بعض اعمال کا وزن بہت زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ بعض اعمال کا وزن نماز روزے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ حسن اخلاق اور اچھی عادات بھی اسی قبیل سے ہیں کہ حسن اخلاق کا حامل شخص اگرچہ بہت زیادہ نوافل نہ پڑھتا ہو۔ اگرچہ نفلی روزوں کی کثرت نہ کرتا ہو لیکن یہ شخص اپنے اس وزنی عمل کی وجہ سے صاحب صوم وصلوٰۃ کے برابر کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ خاص طور پر وہ اعمال جو دوسرے انسانوں کے تعلق سے ہیں ان کا وزن اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے ایسے اعمال کی جستجو میں لگنا چاہئے کہ اللہ کے ہاں کون کونسے اعمال زیادہ وزن والے ہیں قرآن وحدیث سے ان کو جمع کر کے اپنی زندگی ان اعمال کے مطابق ڈھالنی چاہئے۔ باب کی تمام احادیث اسی سے متعلق ہیں۔

کیا عادات کا بدلنا ممکن ہے: مسند احمد کی ایک روایت ہے کہ: اذا سمعتم بجبل زال عن مكانه و فصدقوه واذا سمعتم برجل تغير عن خلقه فلا تصدقوه۔ کہ اگر تم کسی پہاڑ کے بارے میں سنو کہ اس نے اپنی جگہ بدل دی تو اس کی تصدیق کرو، لیکن کسی آدمی کے بارے میں سنو کہ اس کی خصلت بدل گئی تو ہرگز تصدیق نہ کرو۔

اس سے اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت وعادت تو نہیں بدل سکتی تو پھر حسن اخلاق کو کیسے اختیار کیا جائے؟ تو اس کا جواب محدثین نے یہ دیا ہے کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ انسانی خصائل کا ازالہ نہیں ہوسکتا، لیکن امالہ ہوسکتا ہے۔ یعنی انسان اگر اپنی عادت بدلنے کی کوشش کرے تو یہ ممکن ہے کہ پہلے اس کے اندر ایک عادت برے تعلق سے موجود تھی اب وہی عادت اچھے تعلق میں بدلی

گئی۔ مثلاً کسی کو غصہ زیادہ آتا تھا۔ اس نے غصہ کی عادت کو ختم کرنے کی محنت کی تو پہلے ناجائز باتوں پر آتا تھا اب یہی غصہ جائز باتوں کی طرف مائل ہو گیا۔ مثلاً دین اسلام کی حمایت کی طرف اس کے غصہ کا رخ مڑ گیا۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "لم یزل عنی الغضب لکنه کان اولا فی عداوة الاسلام، وحمایة للکفر والآن فی حمایة الاسلام" غصہ مجھ میں ابھی بھی موجود ہے۔ لیکن یہ غصہ پہلے اسلام کی عداوت اور کفر کی حمایت میں استعمال ہوتا تھا اور اب بھی یہی غصہ اسلام کی حمایت میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۳۲۷: بَابُ مَاجَآءَ فِی الْاِحْسَانِ وَالْعَفْوِ

۱۳۲۷: باب احسان اور معاف کرنا

۲۰۷۳: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ قَالُوْا نَا اَبُوْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ اَمُرُّبِهٖ فَلَا یَقْرِیْنِیْ وَلَا یُضَیِّفُنِیْ فَیَمُرُّبِیْ اَفَاَجْزِیْهِ قَالَ لَا اَقْرِهٖ قَالَ وَرَاٰنِیْ رَثَّ الثِّیَابِ فَقَالَ هَلْ لَکَ مِنْ مَالٍ قَالَ قُلْتُ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ قَالَ فَلْیُرَعَلَیْکَ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاَبُو الْاَحْوَصِ اسْمُهٗ عَوْفُ بْنُ مَالِکِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِیُّ وَمَعْنٰی قَوْلِهٖ اَقْرِهٖ یَقُوْلُ اَضِفْهُ وَالْقِرٰی الضِّیَافَةُ۔

۲۰۷۳: حضرت ابوالاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ میری مہمان نوازی نہیں کرتا پھر وہ میرے پاس سے گزرتا ہے کیا میں بھی اسی کے بدلے میں اس طرح کروں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کی میزبانی کرو۔ آپؐ نے مجھے میلے کچیلے کپڑوں میں دیکھا تو پوچھا۔ تمہارے پاس مال ہے۔ میں نے عرض کیا ہر قسم کا مال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ اور بکریاں عطا کی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم پر اس کا اثر ظاہر ہونا چاہیے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ، جابرؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابواحوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جشمی ہے۔ ''اقرہٖ'' کا مطلب اس کی مہمان نوازی کرو۔ ''قریٰ'' ضیافت کے معنیٰ میں ہے۔

۲۰۷۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِیُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَیْلِ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُمَیْعٍ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَکُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُ وْا فَلَا تَظْلِمُوْا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۰۷۴: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ہر ایک کی رائے پر نہ چلو یعنی یوں نہ کہو کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی کریں گے بلکہ اپنے آپ پر اعتماد و اطمینان رکھو، اگر لوگ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر برائی کریں تو ظلم نہ کرو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں۔

تشریح: حدیث کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ احسان و اخلاق یہ نہیں کہ آپ لوگوں کے رخ پر چلیں وہ آپ کے ساتھ بھلائی

کریں تو آپ بھی کریں وہ برائی کریں تو آپ بھی کریں۔ بلکہ احسان اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ دوسروں کی اذیت کو برداشت کرتے ہوئے ان کے ساتھ حسن معاملہ کیا جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساء الیك۔

۱۳۲۸: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ زِیَارَةِ الْاِخْوَانِ

۲۰۷۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحُسَیْنُ بْنُ اَبِیْ كَبْشَةَ الْبَصْرِیُّ قَالَ ثَنَا یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ السَّدُوْسِیُّ نَاۤ اَبُوْ سِنَانٍ الْقَسْمَلِیُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ سَوْدَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا اَوْزَارَ اَخًالَهٗ فِی اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ اَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاَبُوْسِنَانٍ اسْمُهٗ عِیْسَی بْنُ سِنَانٍ وَقَدْ رَوٰی حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا مِّنْ هٰذَا۔

۱۳۲۸: باب بھائیوں سے ملاقات

۲۰۷۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے یا کسی دینی بھائی سے ملاقات کرے تو ایک اعلان کرنے والا بلائے گا اور کہے گا کہ تمہیں مبارک ہو تمہارا چلنا مبارک ہو۔ تم نے جنت میں اپنے ٹھہرنے کی جگہ بنالی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ابوسنام کا نام عیسیٰ بن سنان ہے۔ حماد بن سلمہ ابورافع سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں سے کچھ حصہ نقل کرتے ہیں۔

۱۳۲۹: بَابُ مَاجَآءَ فِی الْحَیَاءِ

۲۰۷۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ نَاعَبْدَةُ بْنُ سُلَیْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِیْمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَیَاۤءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَالْبَذَآءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاۤءُ فِی النَّارِ وَفِی الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ بَكْرَةَ وَاَبِیْ اُمَامَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۲۹: باب حیاء کے بارے میں

۲۰۷۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے۔ بے حیائی ظلم ہے اور ظلم جہنم میں لے جاتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حیا کی تعریف: الحیاء تغیر وانکسار یعتری الانسان من خوف مایعاب به۔ اس کی لغوی تعریف یہ ہے کہ وہ تبدیلی جس سے انسان خود کو آراستہ کرے کسی عیب لگائے جانے کے خوف کی وجہ سے۔

شرعی تعریف: خلق یبعث علی اجتناب القبیح ویمنع من التقصیر فی حق ذی الحق۔ ایسی عادت جو انسان کو قبیح امور کے اجتناب پر ابھارے اور حق والے کے حق میں کوتاہی کرنے سے روکے۔

بعض علماء نے حیاء کی تعریف یہ کی کہ:

الحیاء هو انقباض النفس خشیة ارتکاب مایکره اعم من ان یکون شرعیا او عقلیا او عرفیا۔ یعنی ناپسندیدہ اعمال کے ارتکاب سے رک جانا خواہ شرعی سبب کی بناء پر ہو یا عقلی و عرفی۔

کسی شرعی محظور کا ارتکاب کرے گا تو فاسق کہلائے گا عقل محظور کا مرتکب پاگل عرفی محظور کا مرتکب بے وقوف کہلائے گا۔

امام راغبؒ نے حیاء کی تعریف یہ کی ہے۔الحیاء:انقباض النفس عن القبائح وترکه لذلك۔یعنی انسان کا برائیوں سے اجتناب کرنا اور دور رہنا یہ حیاء ہے۔

حیاء کی اقسام:

۱۔اللہ تبارک وتعالیٰ سے حیا: اللہ تبارک وتعالیٰ سے حیاء یہ ہے کہ انسان منہیات سے اجتناب کرے اور مامورات پر بحسن وخوبی عمل کرے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم استحیوا عن الله حق الحیاء قال: قلنا یا رسول الله انا نستحی والحمدلله قال لیس ذاك ولكن الاستحیاء من الله حق الحیاء ان تحفظ الرأس وما وعی، والبطن وما حوی وتتذكر الموتی والبلی، ومن اراد الاخرة ترك زینة الدنیا فمن فعل ذلك فقد استحیا من الله حق الحیاء۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جیسے حیاء کا حق ہے اس طرح حیاء کرو۔صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کا شکر ہے یا رسول اللہ! ہم تو اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مطلب نہیں بلکہ اللہ سے حیاء کا حق یہ ہے کہ آدمی اپنے سر کی اور آنکھ کان وغیرہ جو اس میں شامل ہیں ان کی حفاظت کرے (یعنی ان کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے) اپنے پیٹ اور اس میں شامل شرمگاہ کو بھی حرام سے بچائے، موت کو یاد رکھے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کا خیال کرے۔جو آخرت کو اپنا مقصود بنالے وہ دنیا کی زینت وزیبائش چھوڑ دیتا ہے۔جو آدمی یہ کام کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ سے حیاء کرنے کا حق ادا کر دیتا ہے۔

۲۔انسانوں کا انسانوں سے حیاء کرنا: لوگوں کی دل آزاری سے خود کو بچانا، ان کی حق تلفی نہ کرنا وغیرہ۔

۱۳۳۰: بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّأَنِّي وَالْعَجَلَةِ

۲۰۷۷: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَرْجِسَ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

۲۰۷۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَاصِمٍ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ۔

۲۰۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ

۱۳۳۰: باب آہستگی اور عجلت

۲۰۷۷: حضرت عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی خصلتیں، آہستہ آہستہ کام کرنا اور میانہ روی اختیار کرنا، نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۰۷۸: ہم سے روایت کی قتیبہ نے وہ نوح بن قیس سے وہ عبداللہ بن عمران سے وہ عبداللہ بن سرجس سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔اس سند میں عاصم کا ذکر نہیں۔صحیح حدیث نصر بن علی ہی کی ہے۔

۲۰۷۹: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدقیس کے قاصد اشج سے فرمایا: تم میں دو خصلتیں

عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْاَشَجِّ الْعَصَرِيِّ۔

ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ بردباری اور سوچ سمجھ کر کام کرنا (یعنی جلد بازی نہ کرنا) اس باب میں اشج عصری سے بھی حدیث منقول ہے۔

۲۰۸۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِيُّ نَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسٍ وَضَعَّفَهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔

۲۰۸۰: حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کام میں جلد بازی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ بعض اہل علم نے المھیمن بن عباس کے بارے میں کلام کیا ہے۔ اور انہیں حافظہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تشریح: دینی و دنیوی معاملات میں وقار کو ملحوظ اور جلد بازی سے اجتناب شرعاً محمود ہے۔ ہر ہر معاملہ خواہ دینی ہو یا دنیوی مختلف پہلوؤں کا حامل ہوتا ہے اگر معاملہ کے ہر ہر پہلو پر غور وفکر کر کے کام سرانجام دیا جائے تو نہ صرف یہ کہ وہ کام وقار اور عمدہ طریقہ سے تکمیل پاتا ہے بلکہ بعد میں بے شمار پیچیدگیوں اور نقصانات سے حفاظت بھی ہو جاتی ہے کسی بھی معاملہ کے بارے میں آغاز میں تھوڑا سا غور وفکر کر کے وقت صرف کر دینا بعد میں بہت سارا وقت ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔ اور اگر ابتداء میں جلد بازی سے کام لیا جائے تو وقتی طور پر تو کام نمٹ جاتا ہے لیکن بعد میں پریشانیوں کا باعث بنتا ہے اور وقت کا بھی ضیاع ہوتا ہے اسی وجہ سے احادیث میں تحمل مزاجی اور وقار کی ترغیب دی گئی ہے اور جلد بازی کو شیطان کی جانب سے قرار دیا گیا ہے۔

السمت الحسن: اچھی سیرت، اچھی عادت

التؤدة: متانت وسنجیدگی، اطمینان سے کام سرانجام دینا۔

الاقتصاد: میانہ روی، اعتدال، ہر معاملہ میں افراط وتفریط سے اجتناب۔

جزء من اربعة وعشرين جزءا من النبوة: یہاں یہ مراد نہیں کہ نبوت متجزی ہے اور یہ صفات اختیار کرنے والا نبوت کے بعض اجزاء حاصل کر لیتا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ صفات نبوت کے کمالات وصفات میں سے ہیں کہ ہمیں بھی نبیوں والی صفات اپنانی چاہئیں کہ کمالات نبوت کے اگر چوبیس حصہ کیئے جائیں تو یہ تین صفات اس کا ایک حصہ ہیں۔

۲۔ اس کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا کہ جو شخص ان کمالات سے متصف ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں میں اس کی توقیر وتعظیم پیدا فرما دیتے ہیں کہ جس طرح انبیاء کی عظمت ووقار لوگوں کے دلوں میں ایک رعب طاری کر دیتا ہے اسی طرح انبیاء کی صفات سے متصف شخص بھی لوگوں کی نگاہ میں مکرم ومعزز قرار پاتا ہے۔

باقی نبوت کے کمالات کا چوبیسواں حصہ کس اعتبار سے۔ اگر یہ چوبیسواں حصہ ہے تو باقی حصے کون سے ہیں اس کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہی ہے۔

قال لأشج عبدالقيس ان فيك خصلتين: اشج اس کا لقب تھا اس کا اصل نام منذر بن عائذ تھا۔ عبدالقیس قبیلہ کا نام ہے۔ جب یہ وفد مدینہ پہنچا تو سوائے منذر کے جو اس وفد کا سردار تھا تمام افراد عجلت میں اونٹ سے اترے اور فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہو

گئے۔ جبکہ منذر بن عائذ اطمینان سے اترا تمام لوگوں کی سواریاں جمع کیں۔ اپنی اونٹنی کو باندھا، غسل کیا عمدہ کپڑے پہنے اور پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کو قریب بلا کر اپنے پاس ایک طرف بٹھایا اور قبیلہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "تبایعون علی انفسکم وقولکم" اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرو۔ تمام قبیلہ والوں نے حامی بھر لی لیکن منذر نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنی طرف سے تو بیعت کر سکتے ہیں لیکن قوم کی طرف سے بیعت کیسے کریں۔ معلوم نہیں وہ اسلام قبول کرتے ہیں یا نہیں، ہاں ہم اتنا کر سکتے ہیں کہ "نرسل الیهم من یدعوهم، فمن اتبعنا کان منه ومن ابی قاتلناه" ہم ان کی طرف اسلام کی دعوت کے لئے کچھ لوگوں کو بھیجیں۔ اگر انہوں نے ہماری اتباع کر لی تو ہم میں سے ہونگے ورنہ ہم ان سے قتال کریں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "صدقت انك فيك خصلتين يحبهما الله الحلم والاناة" تمہارے اندر دو باتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ پسند فرماتے ہیں بردباری، اور اطمینان سے کام کرنا۔

الغرض بردباری اور طبیعت میں ٹھہراؤ اور غیر جذباتی پن اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند ہے۔

۱۳۳۱: بَابُ مَاجَآءَ فِي الرِّفْقِ

۲۰۸۱: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنِ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَنْ حُرِمَ حَظُّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۳۳۱: باب نرمی کے بارے میں

۲۰۸۱: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو نرمی سے حصہ دیا گیا اسے بھلائی سے حصہ دیا گیا اور جسے نرمی کے حصہ سے محروم رکھا گیا اسے بھلائی کے حصہ سے محروم رکھا گیا۔ اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، جریر بن عبداللہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: طبیعت میں نرمی کا ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں پسندیدہ صفات میں سے ہے اور آپ ﷺ کا امتیازی وصف بھی نرم مزاجی تھی۔ اس وجہ سے ترشروئی اور تندی مزاج کے بجائے نرمی کے زیور سے خود کو آراستہ کرنے سے انسانی اخلاق میں بھی حسن پیدا ہوتا ہے اور خارجی امور بھی احسن طریقہ سے سرانجام پاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ "ہر وہ کام جس میں نرمی اختیار کی جائے، اس کام کو مزین کر دیتی ہے۔ اور ہر سختی اختیار کیئے جانے والا کام عیب دار ہو جاتا ہے۔" اسی طرح مسلم کی حدیث ہے کہ "ان اللّٰہ رفیق یحب الرفق فی الامر کلہ" اللہ تعالیٰ نرم ہیں اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی کرنے پر جو کچھ دیتے ہیں وہ سختی کرنے پر نہیں دیتے۔" (مسلم) اسی طرح بخاری کی روایت ہے کہ "انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین" تمہیں آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے تنگی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"

حدیث باب میں بھی ہے کہ نرمی سے محروم، خیر سے بھی محروم رہتا ہے۔ اس لئے دنیوی واخروی فوائد کے حصول کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ نرم خوئی اختیار کی جائے۔

۱۳۳۲ بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ

۲۰۸۲: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو مَعْبَدٍ اسْمُهُ نَافِذٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ۔

۱۳۳۲: باب مظلوم کی دعا کے بارے میں

۲۰۸۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: مظلوم کی دعا سے ڈرنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو معبد کا نام نافذ ہے۔ اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۳۳۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۰۸۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَمَا مَسِسْتُ خَزًّا قَطُّ وَلَا حَرِيرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْبَرَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۳۳: باب اخلاق نبوی ﷺ کے بارے میں

۲۰۸۳: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے کبھی ''اُف'' تک نہیں کہا۔ نہ ہی میرے کسی کام کو لینے کے بعد فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور نہ آپ ﷺ نے میرے کسی کام کو چھوڑ دینے پر مجھ سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں چھوڑ دیا اور آپ ﷺ لوگوں میں سے سب سے بہتر اخلاق والے تھے۔ میرے ہاتھوں نے کوئی کپڑا، ریشم یا کوئی بھی چیز نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں چھوئی اور نہ ہی کوئی ایسا عطر یا مشک سونگھا جس کی خوشبو آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ ہو۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ اور براءؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۸۴: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيَّ يَقُولُ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ وَيُقَالُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدٍ

۲۰۸۴: حضرت ابوعبداللہ جدلیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو ام المومنینؓ نے فرمایا آپ ﷺ نہ کبھی فحش گوئی کرتے اور نہ ہی اس کی عادت تھی۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور کرنے والے بھی نہ تھے۔ اور آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف کر دیتے اور درگزر فرماتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعبداللہ جدلی کا نام عبد بن عبد ہے۔ انہیں عبدالرحمٰن بن عبد بھی کہا جاتا ہے۔

تشریح: یہاں سے آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا تذکرہ ہے۔ کہ ایک مؤمن کو حضور ﷺ والے اخلاق اپنانے چاہئیں۔ مؤمن کے لئے اسوۂ اور ماڈل حضور ﷺ کی ذات ہونی چاہیے کہ ہم پیروی کریں تو صرف آپ ﷺ کی۔ ہمیں طریقے صرف آپ ﷺ کے پسند ہوں کہ محبوب کی ادائیں بھی محبوب ہوتی ہیں کس کے طور طریقے اپنانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دل میں ان طور طریقے والوں کی محبت ہے ہمارا ظاہری حال چال وڈھال ہمارے باطن کا عکس ہوتا ہے ہمارے بیرونی حالات اندرونی کیفیات کی طرف مشیر ہوتے ہیں اس وجہ سے ہمارا ظاہر ہی حضور ﷺ کے طور طریقوں سے سنوارا ہونا چاہئے اور ہمارے باطن کی عمارت بھی آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی بنیاد پر استوار ہونی چاہئے۔

فما قال لی اف: لغوی طور پر ''اُف'' وسخ الاظفار یعنی ناخنوں کے میل کو کہتے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً یہ کلمہ ہر دکھ اور تکلیف کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ واحد، تثنیہ جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے یہی کلمہ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تقل لهما اف ولا تنهر هما (سورۃ الاسراء:۲۳)

''وما قال لشیء صنعته لم صنعته'' یعنی میرے کس فعل پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا؟ اور کوئی ایک کام جو میرے کرنے کا تھا میں نے نہ کیا ہو تو اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔ یعنی خدمت وغیرہ کے امور میں کبھی آپ ﷺ نے ردوقدح نہیں فرمائی۔

یہ ہیں آپ ﷺ کے اخلاق کہ دس سال کے عرصہ میں کبھی آپ ﷺ نے ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی جبکہ ہمارے یہاں اگر کوئی نوکر کسی غلطی کا مرتکب ہو جائے تو ہم مذکورہ تعلیمات کو سراسر بھلا کر بداخلاقی کا جو مظاہرہ کرتے ہیں اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے عتاب سے ڈرنا چاہیے۔

لم یکن فاحشا ولا متفحشا: یعنی آپ ﷺ کے اقوال وافعال میں طبعی طور پر فحش تھا اور نہ آپ ﷺ تکلفاً ایسا کرتے تھے۔

ولاصخابا: یعنی بازاروں میں بھی آپ ﷺ شور وشغب کرنے والے نہ تھے۔

ولکن یعفو ویصفح: عفو کا تعلق باطن سے ہے یعنی آپ ﷺ دل سے بھی معاف فرما دیتے تھے اور صفح یعنی درگذر کا تعلق ظاہر سے ہے یعنی ظاہراً بھی سے سے درگذر فرماتے تھے اور دل سے بھی اس کو معاف کر دیا کرتے تھے۔

خلاصة الابواب: اعلیٰ اخلاق کا حامل شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ قیامت کے دن لوگ اپنے اخلاق کے باعث روزہ داروں اور نمازیوں کا سا درجہ پائیں گے۔ اعلیٰ اخلاق جنت میں لے جانے کا سبب اور بداخلاقی اور فحش گوئی جہنم میں جانے کا باعث ہوں گے۔ خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری بعثت کا مقصد ہی اخلاق کی تکمیل ہے۔ (۲) احسان بے لوث ہونا چاہیے نہ کہ اس لئے احسان کیا جائے کہ لوگ بدلہ میں احسان کریں گے۔ بلکہ اگر وہ ظلم بھی کریں تو انسان کو معاف اور احسان سے پیش آنا چاہیے۔ (۳) حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا۔ جبکہ بے حیائی ظلم ہے اور ظلم تو جہنم میں جانے کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ حیاء سے خیر اور ظلم سے شر پھیلتا ہے۔ (۴) مؤمن کی بہترین صفات یہ ہیں کہ وہ اعتدال ومیانہ روی اختیار کرے۔ اپنی حرکات زبان، رویے میں اس کا اظہار کرے کیونکہ جلد بازی شیطان کا حصہ ہے جبکہ میانہ روی نبوّت کے چوبیس حصوں میں سے ایک ہے (۵) انسان کو نرمی اختیار کرنی چاہیے اس رویے کا حامل شخص بھلائی کو پانے میں حریص ہوتا ہے جبکہ سختی

کے حامل افراد اپنے رویوں میں لچک پیدا نہیں کر سکتے۔ تاریخی طور پر اہل مدینہ کا کردار ان کی نرم روی کی مثال ہے جنہوں نے خیر کو لپک کر لیا جبکہ اصل اپنی سختی کے باعث خیر کو نہ سمجھ سکے اور اس کی مخالفت پر اڑے رہے۔ (۶) مظلوم کو اللہ تعالیٰ نے یہ حق دیا ہے کہ وہ جب دعاء کرے گا تو وہ اپنے ربّ کے درمیان کوئی پردہ نہ پائے گا جبکہ ظلم اندھیرا ہے جو بندے اور ربّ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور پردہ حائل کر دیتا ہے۔ (۷) حضور اکرم ﷺ اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے اور آپؐ نے اپنی بعثت کو اخلاق کی تکمیل فرمایا۔ اعلیٰ اخلاق کے حامل افراد قیامت کے دن بھلائی کے حامل ہوں گے۔

۱۳۳۴: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ حُسْنِ الْعَهْدِ

۲۰۸۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ نَاحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاغِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَابِيْ اَنْ اَكُوْنَ اَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيْجَةَ فَيُهْدِيْهَا لَهُنَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۱۳۳۴: باب حسن وفا کے بارے میں

۲۰۸۵: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا حضرت خدیجہؓ پر کیا۔ اگر میں ان کے زمانے میں ہوتی تو میرا کیا حال ہوتا۔ اور یہ سب اس لیے تھا کہ آپ ﷺ انہیں بہت یاد کیا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی کسی سہیلی کو تلاش کرتے اور اس کے ہاں ہدیہ بھیجتے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: ما غرت علی احد من ازواج النبی ﷺ: ما غرت: بکسر الغین المعجمة من غار یغار۔ غیرت کھانا، حافظ بن حجرؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ: وفیه ثبوت الغیرة و انما غیر مستنکر وقوعها من فاضلات النساء فضلاً عمن دونهن۔ اس سے غیرت کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ اس قسم کی ذی فضیلت عورتوں سے غیرت کا ثبوت کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے چہ جائیکہ دیگر عام عورتیں ایسا کریں۔ (فتح الباری)

یہ غیرت کا وہ مباح درجہ ہے کہ جس کی وجہ سے دل میں دوسری عورت کے حوالہ سے کینہ و بغض وغیرہ پیدا نہ ہو۔ اس قسم کی غیرت کا ہونا فطری چیز ہے۔

ومابی ان اکون ادرکتها: بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ "وما رأيتها" حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہ تھا۔ یعنی مقصود یہ ہے کہ غیرت تو جب ہوتی ہے کہ سوکن ہم عصر ہو۔ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تو کافی عرصہ پہلے ہی انتقال فرما چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی غیرت کا وقوع اس وجہ سے ہوا کہ آپ ﷺ کثرت سے ان کا تذکرہ کرتے تھے۔

فیتتبع بها صدائق خدیجہ: بخاری ومسلم کی روایت میں ہے۔ وربما ذبح الشاة ثم یقطعها اعضاء ثم یبعثها فی صدائق خدیجة جب بھی آپ بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء ٹکڑوں میں تقسیم فرما دیتے اور انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دیتے۔

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بڑھیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کا حال دریافت فرمایا کہ "کیف انتم، کیف حالکم کیف کنتم بعدنا" آپ کیسی ہیں؟ کیا

حال چال ہیں؟ ہمارے بعد آپ کا کیا حال رہا؟ تو بڑھیا بولی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! خیر کا معاملہ رہا۔ جب وہ چلی گئی تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس قدر اہتمام سے اس کی طرف متوجہ رہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ خدیجہ کے زمانہ میں ہمارے ہاں آتی تھیں اور بے شک تعلقات کی پاسداری بھی ایمان کا حصہ ہے۔ وان حسن العھد من الایمان۔

تو چونکہ حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کثرت سے فرماتے تھے اور ان کی تعلق داروں کا خوب خیال رکھتے تھے اس وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو غیرت آتی تھی۔

پھر آپ ﷺ کا یہ معاملہ صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہ تھا بلکہ دیگر اعزاء اور تعلق داروں سے بھی آپ تعلقات کو نبھاتے تھے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی اس سنت کو بھی اپنانا چاہئے۔ اور تعلق داروں سے تعلقات کی پاسداری اور وفاداری قائم رکھنی چاہئے۔

۱۳۳۵ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَعَالِيَ الْاَخْلَاقِ

۲۰۸٦: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ نَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنِيْ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارِيْنَ وَالْمُتَشَدِّقِيْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اَلثَّرْثَارُ هُوَ كَثِيْرُ الْكَلَامِ وَالْمُتَشَدِّقُ هُوَ الَّذِيْ يَتَطَاوَلُ عَلَى النَّاسِ فِي الْكَلَامِ وَيَبْذُوْ عَلَيْهِمْ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ وَهٰذَا اَصَحُّ۔

۱۳۳۵: باب بلند اخلاق کے بارے میں

۲۰۸٦: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب بیٹھنے والے لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور دور رہنے والے لوگ وہ ہیں جو زیادہ باتیں کرنے والے، بلا سوچے سمجھے اور بلا احتیاط بولنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بہت باتونی اور زبان دراز کا تو ہمیں علم ہے "مُتَفَیْھِقُوْنَ" کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تکبر کرنے والے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ "اَلثَّرْثَارُ" بہت کلام کرنے والا۔ "مُتَشَدِّقُ" گفتگو کے ذریعے لوگوں پر فخر کرنے والا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ حدیث بواسطہ مبارک بن فضالہ، محمد بن منکدر اور حضرت جابرؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کی لیکن اس میں عبدربہ بن سعید کا واسطہ مذکور نہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔

لغات: ثرثارون: الثرثرۃ: کثرۃ الکلام وتردیدہ۔ بہت زیادہ بولنے والا ہونا اور کلام کو بار بار لوٹانا۔ یعنی خوب گھما پھرا کر بات کرنا۔

المتشدقون: هم المتوسعون فی الکلام من غیر احتیاط واحتراز۔ بغیر احتیاط کے بلا تکان بولنے والا

متفیھقون: پرتکلف اور مزین کلام کرنے والا۔

تشریح: تشدق یہ شدق سے ہے منہ کے کناروں یعنی باچھوں کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے یعنی کثرت کلام کی وجہ سے اپنی باچھوں کو ٹیڑھا میڑھا کرنا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مشدقون سے مراد وہ لوگ ہیں جو دوسروں کا مذاق اڑانے کے لئے اپنی باچھیں ٹیڑھی کرکے بولتے ہیں۔ بہرحال عمومی معنی یہی ہے کہ بغیر کسی احتیاط کے بلا تکان بولنا۔

اور متفیھقون کا معنی ہے تکبر کی وجہ سے منہ بھر کر بتکلف بولنا۔ اور لوگوں کے سامنے خود کو بڑا ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی وضاحت وبلاغت کا اظہار کرنے کے لئے منہ بھر کر کلام کرنا۔ دوٹوک معنی وہی ہے جو آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ متکبر لوگ مراد ہیں۔

مذکورہ احادیث سے کثرت کلام کا مذموم ہونا معلوم ہوتا ہے کہ کثیر الکلام ہونا اور بات کو خوب گھما پھرا کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا اور اپنے کلام کے ذریعہ سے لوگوں کے سامنے بڑائی کا طالب ہونا یہ نہ تو اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے نہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو پسند فرمایا۔ اور نہ ہی زیادہ بولنا صحابہ کی صفات میں سے تھا۔ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ "فضل علم السلف علی علم الخلف" میں رقم طراز ہیں کہ:

> ''متاخرین میں سے متعدد لوگ کثرت کلام کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے اور انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ جو شخص مسائل دین کے حوالہ سے بہت زیادہ بولنے والا اور بحث ومباحثہ کرنے والا ہے وہ زیادہ علم والا ہے بنسبت ان لوگوں کے جن میں یہ صفت نہیں ہے۔ جبکہ یہ جہالت محضہ ہے اپنے اکابر صحابہ اور علماء کے حالات میں غور کیجئے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاذ بن جبل، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم ان کی کیا کیفیت تھی۔ ان کا کلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بہت قلیل ہوا کرتا تھا حالانکہ یہ سب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ علم والے تھے۔
>
> اسی طرح تابعین کا کلام صحابہؓ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوا کرتا تھا حالانکہ صحابہ علم کے معاملہ میں تابعین سے بہت آگے تھے اسی طرح تبع تابعین، تابعین کی نسبت کثیر الکلام تھے لیکن تابعین ان سے زیادہ علم والے تھے۔
>
> اس وجہ سے علم کثرت روایت اور بہت زیادہ بولنے کا نام نہیں ہے بلکہ علم تو ایک نور ہے جو کہ دلوں میں ڈالا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے بندہ حق کو پہچان لیتا ہے اور حق وباطل میں تمیز کرلیتا ہے اور آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیئے گئے اور مختصر ترین کلام مرحمت فرمایا گیا اسی وجہ سے بہت زیادہ بولنے اور قیل وقال کی کثرت کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔.......... ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے بارے میں بالکل سچی بات کہی کہ: انھم ابر الامۃ قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا۔ کہ صحابہ امت میں سب سے زیادہ نیک دل، سب سے گہرے علم والے اور سب سے کم

تکلف والے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے بعد آنے والے لوگ علمی اعتبار سے تو کم درجہ کے ہوں گے لیکن تکلف میں بڑھے ہوئے ہونگے...... اور ابن مسعودؓ ہی کا فرمان ہے کہ: تم اس وقت ایسے زمانہ میں ہو کہ جس میں علماء بہت زیادہ خطباء بہت کم ہیں اور تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ علماء تو کم ہو جائیں گے لیکن خطباء کی کثرت ہو جائے گی پس جس کا علم زیادہ ہوا اور کلام کم ہوا تو یہ شخص قابل تعریف ہے اور جو اس کے برعکس ہوا وہ قابل مذمت ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ نے اہل یمن کے حق میں ایمان اور دینی سمجھ کی گواہی دی۔ جبکہ اہل یمن لوگوں میں سب سے کم بولنے والے اور وسیع علم رکھنے والے لوگ تھے لیکن ان کے دلوں میں علم نافع موجود تھا اور وہ زبان سے اپنے اس علم کو بقدر ضرورت ہی استعمال فرماتے تھے اور یہی دین کی سمجھ اور یہی علم نافع ہے۔

اور جس کا علم غیر نافع ہوتا ہے تو جب وہ اپنے آپ کو متقدمین سے زیادہ بولنے والا اور گھما پھرا کر بات کرنے والا پاتا ہے تو وہ یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ شاید وہ علم اور درجہ میں اللہ کے ہاں ان سے زیادہ ہے۔ اور بولنے کی خصوصیت کی ان کے مقابلہ میں اس کو نوازی گئی ہے اس وجہ سے وہ متقدمین کو حقیر جانتا ہے اور ان کو قلیل العلم قرار دینے کی جرأت کر بیٹھتا ہے۔

حالانکہ مسکین نہیں جانتا کہ اسلاف کا کم بولنا یہ صرف اور صرف اللہ کی خشیت اور تقویٰ کی بناء پر تھا اگر وہ لمبی لمبی باتیں کرنا چاہتے تو وہ اس سے عاجز نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب ایسے لوگوں کے بارے میں سنا کہ وہ دینی مسائل میں ایک دوسرے سے مذاق کر رہے ہیں تو فرمایا: تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جنہیں اللہ کے خوف نے خاموش کرا رکھا ہے وہ گونگے لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ تو علماء فصحاء اور کثیر العلم لوگ ہیں (فضل علم السلف علی علم الخلف: ص ۲۶۔۲۸ ۲۷)

۱۳۳۶ بَابُ مَا جَآءَ فِی اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ

۲۰۸۷: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا اَبُوْ عَامِرٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَا يَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يَّكُوْنَ لَعَّانًا

۱۳۳۶: باب لعن وطعن کے بارے میں

۲۰۸۷: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راوی اسی سند سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمن کیلئے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

۱۳۳۷: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَثْرَةِ الْغَضَبِ

۲۰۸۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا وَلَاتُكْثِرْ عَلَیَّ لَعَلِّیْ اَعِیْهِ قَالَ لَاتَغْضَبْ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَسُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ حَصِیْنٍ اسْمُهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَسَدِیُّ۔

۲۰۸۹: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ الْمُقْرِیُّ نَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ اَیُّوْبَ ثَنِیْ اَبُوْ مَرْحُوْمٍ عَبْدُ الرَّحِیْمِ بْنُ مَیْمُوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَیْظًا وَهُوَ یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّنَفِّذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَهٗ فِیْ اَیِّ الْحُوْرِ شَآءَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۱۳۳۷: باب غصہ کی زیادتی

۲۰۸۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ سکھایئے لیکن زیادہ نہ ہوتا کہ میں یاد رکھ سکوں۔ فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے کئی مرتبہ نبی اکرمؐ سے اسی طرح پوچھا اور آپؐ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کرو اس باب میں حضرت ابوسعیدؓ اور سلیمان صردؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے اور ابوحصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

۲۰۸۹: حضرت سہل بن معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصے کو ضبط کرلے حالانکہ وہ اس کے نفاذ پر قادر ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کرے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۳۳۸: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِجْلَالِ الْكَبِیْرِ

۲۰۹۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا یَزِیْدُ بْنُ بَیَانٍ الْعُقَیْلِیُّ ثَنَا اَبُو الرِّجَالِ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ یُّكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَانَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ هٰذَا الشَّیْخِ یَزِیْدَ بْنِ بَیَانٍ وَاَبُو الرِّجَالِ الْاَنْصَارِیُّ اٰخَرُ۔

۱۳۳۸: باب بڑوں کی تعظیم کے بارے میں

۲۰۹۰: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس کی عزت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوان کیلئے کسی کو مقرر فرمادیتا ہے جو اس کے بڑھاپے کے دور میں اس کی عزت کرتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یزید بن بیان اور ابوالرجال انصاری کی روایت سے جانتے ہیں۔

۱۳۳۹: بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمُتَهَاجِرِیْنَ

۲۰۹۱: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَیْلِ ابْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ

۱۳۳۹: باب ملاقات ترک کرنے والوں کے بارے میں

۲۰۹۱: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان دنوں میں ان لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے جو

وَالْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ فِيْهِمَا لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ إِلَّا الْمُتَهَاجِرَيْنِ يَقُوْلُ رُدُّوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَيُرْوٰى فِي بَعْضِ الْحَدِيْثِ ذَرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا وَ مَعْنٰى قَوْلِهِ الْمُتَهَاجِرَيْنِ يَعْنِي الْمُتَصَارِمَيْنِ وَهٰذَا مِثْلُ مَارُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

شرک کے مرتکب نہیں ہوتے۔البتہ ایسے دو آدمی جو آپس میں (ناراض ہو کر) جدا ہو گئے ہوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان دونوں کو واپس کر دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کریں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں کہ ان دونوں کو صلح کرنے تک چھوڑ دو۔ "متھاجرین" "قطع تعلق کرنے والے"۔یہ اس حدیث کی طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کیلئے اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا جائز نہیں۔

خلاصۃ الابواب: مرد کو باوفا ہونا چاہئے کیونکہ نیک عورت دنیا کی قیمتی متاع ہے۔حضور اکرم ﷺ کا حضرت خدیجہؓ کو یاد کرنا آپ ﷺ کی وفا کا مظہر ہے۔(۲) اعلیٰ اخلاق والے نبی کریم ﷺ کے قریب اور بد اخلاق آپ ﷺ سے دور ہیں۔زبان کا سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہئے۔اعلیٰ اخلاق کی علامت جبکہ بے سوچے سمجھے بے تکان بولنا احمق لوگوں کی علامت ہے۔اس لئے حضور ﷺ نے ان لوگوں کو ناپسند فرمایا۔(۳) لعن وطعن سے اجتناب کرنا چاہئے۔(۴) غصہ سے اجتناب کرنا چاہئے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے بار بار اسی کی تلقین کی کہ غصہ نہ کیا کرو،غصہ نہ کیا کرو۔غصہ پر قدرت رکھنا نہ صرف دنیا میں بھلائی کا ذریعہ ہے بلکہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعام بھی عطا ہوگا۔(۵) دنیا مکافات عمل ہے۔انسان اگر عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے بندے کو اس کا ساتھی بناتا ہے جو اس کی عزت کرتا ہے ورنہ جو دوسروں کی عزت نہیں کرتا وہ خود بھی عزت نہیں پاتا۔(۶) شرک کے بعد جن دو افراد کو جنت میں جانے سے روک دیا جاتا ہے ان میں وہ شامل ہیں جو آپس میں ترک تعلقات کے حامل ہوں۔یہاں تک وہ اپنے تعلق کو دوبارہ استوار کر لیں۔

۱۳۴۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ

۱۳۴۰: باب صبر کے بارے میں

۲۰۹۲: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوْا فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ قَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَالِكٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَيُرْوٰى عَنْهُ فَلَمْ أَدَّخِرْهُ عَنْكُمْ وَالْمَعْنٰى فِيْهِ وَاحِدٌ يَقُوْلُ لَنْ أَحْبِسَهُ عَنْكُمْ

۲۰۹۲: حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا۔آپؐ نے انہیں دے دیا۔انہوں نے پھر مانگا۔آپؐ نے دوبارہ دے دیا۔اس کے بعد فرمایا میرے پاس جو کچھ مال ہوگا میں اسے تم سے روک کر ہرگز جمع نہیں کروں گا اور جو شخص بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا۔جو مانگنے سے بچے گا،اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچائے گا۔جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرمائے گا اور کسی کو صبر سے بہتر اور کشادہ چیز نہیں دی گئی۔اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔مالک سے یہ حدیث "فَلَنْ أَدَّخِرَهُ" اور "فَلَمْ أَدَّخِرْهُ" کے الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔"تم سے روک کر نہیں رکھوں گا۔"

۱۳۴۱: بَابُ مَاجَآءَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

۲۰۹۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُو مُعٰوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَأَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۳۴۱: باب ہر ایک کے منہ پر اس کی طرفداری کرنے کے بارے میں

۲۰۹۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہے جو دو دشمنوں میں سے ہر ایک پر یہ ظاہر کرے کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ اس باب میں حضرت عمارؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں دور خا پن اختیار کرنے کی قباحت بیان کی گئی ہے امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے برا دوغلا آدمی ہوتا ہے کیونکہ اس کا حال منافق کے مشابہ ہوتا ہے کیونکہ وہ باطل اور جھوٹ کے ذریعہ ملمع سازی کرتا ہے اور لوگوں میں فساد کا ذریعہ بنتا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ذوالوجہین وہ ہے جو ہر فریق کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اور اس کے دوسرے فریق کا مخالف ہے۔ یہ محض منافقانہ فعل ہے اور سراسر جھوٹ اور دھوکا بازی ہے اور دونوں طرف کے رازوں پر مطلع ہونے کا حیلہ ہے اور یہی مداہنت محرمہ ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

بخاری کے الفاظ یہ ہے تجد من اشر الناس یوم القیامة عند اللّٰه ذو الوجهين الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجه۔ لوگوں میں قیامت کے دن سب سے برا شخص تو اس کو پائے گا جو دوڑ خا ہو۔ کہ ایک کے پاس ایک چہرہ لیکر آتا ہے اور دوسرے کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے۔

صلح کے غرض سے دور خا پن اختیار کرنا مباح ہے۔ چونکہ صلاح کرانے والے ہر ایک فریق کے سامنے دوسرے کی خوبی بیان کرتا ہے اور اس کا مقصد فریقین کو دور کرنا نہیں ہوتا بلکہ دونوں کی صلح مقصود ہوتی ہے اس لئے یہاں ایسا کرنا جائز ہے۔

جبکہ جس شخص کی فساد کی نیت ہوتی ہے وہ دونوں فریق کو ایک دوسرے سے متنفر کرتا ہے اور وعید اسی کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔

۱۳۴۲: بَابُ مَاجَآءَ فِي النَّمَّامِ

۲۰۹۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ هٰذَا يُبَلِّغُ الْأُمَرَاءَ الْحَدِيْثَ عَنِ النَّاسِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ قَالَ سُفْيَانُ وَالْقَتَّاتُ النَّمَّامُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۱۳۴۲: باب چغل خوری کرنے والے کے بارے میں

۲۰۹۴: حضرت ہمام بن حارثؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حذیفہ بن یمانؓ کے پاس سے گزرا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ لوگوں کی باتیں امراء تک پہنچاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ''قتات'' یعنی چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ سفیان کہتے ہیں کہ ''قتات'' چغل خور کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح النمیمة: نقل الحدیث من قوم الی قوم علی جهة الافساد والشر۔ یعنی شر اور فساد پھیلانے کے لئے ایک قوم کی بات دوسری قوم تک پہنچانا نمیمہ اور چغل خوری کہلاتا ہے۔

۱۳۴۳: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْعِيِّ

۲۰۹۵: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ قَالَ وَالْعِيُّ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلَامِ وَالْبَيَانُ هُوَ كَثْرَةُ الْكَلَامِ مِثْلُ هٰؤُلَاءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِيْنَ يَخْطُبُوْنَ فَيَتَوَسَّعُوْنَ فِي الْكَلَامِ وَيَتَفَصَّحُوْنَ فِيْهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيْمَا لَا يُرْضِي اللّٰهَ۔

۱۳۴۳: باب کم گوئی کے بارے میں

۲۰۹۵: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے شعبے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے ابوغسان محمد بن مطرف کی روایت سے جانتے ہیں۔ ''العی'' قلت کلام اور ''البذاء'' فحش گوئی اور ''البیان'' سے مراد کثرت کلام ہے۔ جس طرح ان خطباء کی عادت ہے کہ خطبہ دیتے وقت بات کو بڑھا دیتے ہیں اور لوگوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔

۱۳۴۴: بَابُ مَاجَآءَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

۲۰۹۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلَيْنِ قَدِمَا فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمَا فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ الشِّخِّيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۴۴: باب بعض بیان جادو ہے

۲۰۹۶: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو شخص آئے اور دونوں نے لوگوں سے خطاب کیا جس سے لوگ حیرت میں پڑ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ ہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا بعض لوگوں کا کسی چیز کو بیان کرنا جادو کی طرح ہوتا ہے۔ راوی کو شک ہے کہ بعض ''بیان'' فرمایا یا ''من البیان'' فرمایا۔ اس باب میں حضرت عمارؓ، ابن مسعودؓ اور عبداللہ بن شخیرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ دو افراد زبرقان اور عمرو بن ایتم مدینہ آئے۔ پہلے زبرقان نے تقریر کی اور اپنے قومی فضائل بیان کیے اور کہا کہ یارسول اللہ! انا سید بنی تمیم، والمطاع فیهم والمجابه امنعهم من الظلم واخذ منهم بحقوقهم وهذا یعلم ذلك۔

یعنی یہ تقریر کرنے کے بعد کہا کہ یہ عمرو بن ایتم بھی میرے فضائل جانتا ہے اس پر عمرو بن ایتم نے تعریف کرنے کے انداز میں کہا کہ: انه لشدید العارضة مانع لجانبه مطاع فی اذنیه۔ اس پر زبرقان نے کہا کہ: واللہ یارسول اللہ لقد علم من غیر ماقاله وما منعه ان یتکلم الا الحسد یارسول اللہ! یہ اس کے علاوہ بھی میرے اوصاف جانتا ہے لیکن صرف اور صرف حسد کی وجہ سے بتا نہیں رہا۔ اس پر عمرو کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ انا احسدک؟ میں تجھ جیسے سے حسد کروں گا؟

واللّٰه یارسول اللّٰه انه لنیم الخال حدیث المال احمق الوالد، مضیع فی العشیرة۔ یعنی یہ کمینہ۔ نودو لتیا۔ اس کا والا بھی احمق، خاندانی طور پر ذلیل۔

خوب اس کی مذمت بیان کی اور پھر کہا کہ یارسول اللہ! میں نے پہلے بھی سچ کہا تھا اور بعد میں بھی جھوٹ نہیں بولا لیکن یا رسول اللہ! میں تو ایسا آدمی ہوں کہ۔

اذا رضیت قلت احسن ما علمت، واذا غضبت قلت اقبح ماوجدت۔ جب میں خوش ہوتا ہے تو اپنے علم کے مطابق خوب اچھائی بیان کرتا ہوں اور جب غضبناک ہوتا ہوں تو منہ میں برا بھلا آتا ہے کہہ دیتا ہوں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان من البیان سحرًا'' (بعض بیان جادو کا سا اثر رکھتے ہیں) حدیث کے اس جملہ کی تعبیر میں علماء کا اختلاف ہے کہ آپ کا یہ فرمان بطور مدح کے تھا یا بطور ذم کے۔ امام مالکؒ نے اس کو بطور ذم کے لیا ہے اور باب ما یکرہ من الکلام کے تحت اس حدیث کو درج کیا ہے لیکن علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ

فان کان البیان فی امر باطل فهو کذلك و الا فمدح لامحالة۔

یعنی جادو بیانی اگر کسی امر باطل میں ہو تو مذموم ہے اور اگر حق بیان کرنا مقصود ہو تو ممدوح ہے۔ (عون المعبود)

خلاصة الابواب : صبر انسانی شخصیت کا جوہر ہے۔ انسانی زندگی............اہل حق کے لئے یہ سب سے بڑی نعمت ہے صبر اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ساتھی بتایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ'' اور ایک جگہ پر ارشاد ہے کہ ''اہل حق مسائل و آزمائش میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کریں۔'' اللہ تعالیٰ جس کو صبر عطا فرمادیں گویا اسے بہتر اور کشادہ چیز دے دی۔ ایک بہترین ہدایت یہ کہ انسان مانگنے سے بچے کیونکہ جو مانگنے سے احتراز کرے گا ربّ اسے عطا کرے گا اور جو انسانوں سے بے نیازی اختیار کرے گا تو ربّ اسے بے نیاز کردے گا۔ (۲) ہر ایک کی اس کے منہ پر اس کی طرف داری کرنے کی مذمت کی گئی اور قیامت کے دن اس شخص کو بدترین لوگوں میں شامل کیا جائے گا (۳) چغل خوری کی مذمت، گذشتہ احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔ چغل خوری معاشرتی برائیوں میں بڑی برائی ہے جس کے پھیلنے سے معاشرے میں مضر اثرات اور شر پھیلتا ہے۔ (۶) مؤمن کم گو ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں مؤمن کی یہ خوبی بیان ہوئی ہے وہ ''اعراض عن اللغو'' کرتا ہے۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے دو شعبے ہیں مؤمن کو تو ان سے لازمًا دور رہنا چاہیے۔

۱۳۴۵: بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّوَاضُعِ

۲۰۹۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِيْ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۴۵: باب تواضع کے بارے میں

۲۰۹۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ معاف کرنے والے کی عزت کے علاوہ کوئی چیز نہیں بڑھتی اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: مانقصت صدقۃ من مال: بے شمار آیات واحادیث اس مضمون کی تائید میں وارد ہوئی ہیں کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما انفقتم من شیٔ فھو یخلفہ۔

پورا پورا بدلہ دے گا (سورۃ سبا: ۳۹)

حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔

یا ابن آدم انفق أنفق علیك: اے ابن آدم! تم لوگوں پر خرچ کروگے تو میں تم پر خرچ کروں گا (مسلم) اسی طرح دوسری حدیث میں وارد ہے کہ ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا۔

ہر دن جب لوگ صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! مال روک کر رکھنے والے کے مال کو ہلاک فرما۔ (بخاری ومسلم)

وما زاد اللّٰہ عبدا بعفو الا عزا: اگر انسان تھوڑی دیر کے لئے اپنی انا کو پس پشت ڈال دے اور درگذر کرنے کی عادت اپنالے تو رعب بھی برقرار رہتا ہے اور عزت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ معاف کرنے کی بجائے کھری کھری سنا دیں تو ایک تو یہ کہ رعب بھی نہیں رہتا اور عزت ووقار میں بھی کمی آجاتی ہے۔

وما تواضع احد الا رفعہ اللّٰہ: جو شخص کسی مرتبہ کا مستحق ہونے کے باوجود اللہ کی رضا کی خاطر اپنے رتبہ سے نیچے آجائے بلکہ اپنے آپ کو اس مرتبہ کا لائق ہی نہ جانے تو اللہ تبارک تعالیٰ ضرور بالضرور بلندی عطا فرماتے ہیں اور اس کا مرتبہ لوگوں کی نگاہ میں خود بخود بلند ہوجاتا ہے۔

مذکرہ بالا تینوں امور کا تعلق غیب سے ہے کہ ظاہراً خرچ کرنے سے مال کم ہوجاتا ہے ظاہراً معاف کردینے سے ناک نیچی ہوجاتی ہے اور ظاہراً تواضع اختیار کرنے سے انسان بلند مرتبہ سے گر جاتا ہے لیکن جو شخص غیب کی باتوں پر یقین کامل کرتے ہوئے ان چیزوں کو اپنالے جن کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے تو پھر اللہ پاک اس کو حقیقی غنی، حقیقی عزت اور حقیقی سربلندی عطا فرماتے ہیں۔

۱۳۴۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي الظُّلْمِ

۲۰۹۸: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ نَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ۔

۱۳۴۶: باب ظلم کے بارے میں

۲۰۹۸: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں کا موجب ہے۔ اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہے۔ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے غریب ہے۔

تشریح:الظلم ظلمات یوم القیامة:بعض شارحین کی رائے یہ کہ یہاں "ظلمات" سے مراد عذابات ومصائب وآلام ہیں۔یعنی قیامت میں ظالم مختلف مصائب اور عذابات میں گرفتار ہوگا۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر آپ کہہ دیجئے کہ خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون بچائے گا(سورۃ الانعام:۶۳)

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ظالم تاریکی کے عذاب میں مبتلا ہوگا جبکہ مؤمن نور اور روشنی کی نعمت سے مالا مال ہوگا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اذ یقول المنافقون والمنافقات للذین اٰمنوا انظرونا نقتبس من نور کم، قیل ارجعوا وراء کم فالتمسوا نورا۔جب منافق مرد وعورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظام تو کرو ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو۔(سورۃ الحدید:۱۳)

۱۳۴۷:بَابُ مَاجَاءَ فِي تَرْكِ الْعَيْبِ لِلنِّعْمَةِ

۲۰۹۹:حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَاعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَاعَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ كَانَ اِذَا اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِلَّا تَرَكَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْحَازِمٍ هُوَ الْاَشْجَعِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ۔

۱۳۴۷:باب نعمت میں عیب جوئی ترک کرنے کے بارے میں

۲۰۹۹:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔اگر جی چاہتا تو کھا لیتے، ورنہ چھوڑ دیتے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ابوحازم اشجعی ہیں۔ان کا نام سلمان ہے اور وہ عزہ اشجعیہ کے مولیٰ ہیں۔

تشریح:ماعاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم طعاما قط:اس میں تفصیل ہے علامہ بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مباح طعام مراد ہے حرام کی مذمت وعیب آپؐ بیان فرماتے تھے۔

اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ عیب اگر خلقۃً ہو تو اس میں عیب نکالنے کی اجازت نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے اور اگر کھانا تیار کرنے والا کی طرف سے عیب پیدا ہوا ہے تو اس کے عیب کو بیان کیا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صنعت میں عیب نہیں نکالا جاسکتا لیکن مخلوق کی صنعت میں عیب نکالا جاسکتا ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں تعمیم ہی مراد ہے یعنی عیب چاہے خلقی ہو یا صنعی کسی بھی صورت میں عیب نہ نکالا جائے کیونکہ صنعی ہونے کی صورت میں مخلوق کی یعنی کھانا بنانے والے کی دل آزاری ہے اور کسی کی دل آزاری بھی جائز نہیں ہے۔

بذل المجہود میں حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کراہت طبعی کے اظہار میں کراہت وممانعت نہیں جیسے گوہ اور لہسن کے متعلق آپ ﷺ کا طرز عمل ہے کہ طبعاً گھن کی وجہ سے گوہ تناول نہ فرمائی اور لہسن کے بارے میں فرمایا کہ:لکنی اکرھه من اجل ریحه۔اس کی بو کی وجہ سے مجھے ناپسند ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ کھانے کے تاکیدی آداب میں سے یہ ہے کہ کھانے میں کوئی عیب نہ نکالا جائے مثلاً یوں نہ کہے کہ: نمک زیادہ ہوگیا کڑوا ہے نمک کم ہے۔شوربہ گاڑھا کیوں ہوگیا۔پتلا کیوں کردیا۔سالن بھی کچا ہے وغیرہ ذلک(شرح مسلم للنووی)

ان اشتہاہ اکله والا ترکه:جی چاہتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔جیسا کہ لہسن اور گوہ تناول نہ فرمائی۔

۱۳۴۸: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَعْظِیْمِ الْمُؤْمِنِ

۲۱۰۰: حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَکْثَمَ وَالْجَارُوْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا نَا فَضْلُ بْنُ مُوْسٰی نَا الْحُسَیْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ اَوْفٰی بْنِ دَلْهَمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰی بِصَوْتٍ رَفِیْعٍ قَالَ یَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ یَفْضَحْهُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِهٖ قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ یَوْمًا اِلَی الْبَیْتِ اَوْ اِلَی الْکَعْبَةِ فَقَالَ مَا اَعْظَمَکِ وَاَعْظَمَ حُرْمَتَکِ وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْکِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ الْحُسَیْنِ ابْنِ وَاقِدٍ وَقَدْ رَوٰی اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ السَّمَرْقَنْدِیُّ عَنْ حُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ نَحْوَهٗ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا۔

۱۳۴۸: باب مؤمن کی تعظیم کے بارے میں

۲۱۰۰: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے فرمایا: اے لوگوں کے وہ گروہ جو صرف زبانوں سے اسلام لائے ہیں اور ایمان ان کے دلوں میں نہیں پہنچا، مسلمانوں کو اذیت نہ دو انہیں عار نہ دلاؤ اور ان میں عیوب مت تلاش کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عیب گیری کرتا ہے اور جس کی عیب گیری اللہ تعالیٰ کرنے لگے وہ ذلیل ہو جائے گا۔ اگر چہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ ایک دن ابن عمرؓ نے بیت اللہ یا فرمایا کعبہ کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا: تم کتنے عظیم ہو۔ تمہاری حرمت بھی کتنی عظیم ہے۔ لیکن مؤمن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری عزت سے بھی زیادہ ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف حسین بن واقد کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ اسحٰق بن ابراہیم سمرقندی نے اسے حسین بن واقد سے اس کے ہم معنی روایت کیا۔ پھر ابو برزہ اسلمی بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں

۱۳۴۹: بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّجَارِبِ

۲۱۰۱: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْهَیْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ وَلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۳۴۹: باب تجربے کے بارے میں

۲۱۰۱: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اس وقت تک بردباری میں کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ ٹھوکر نہ کھائے۔ اسی طرح کوئی دانا بغیر تجربے کے دانائی میں کامل نہیں ہوسکتا۔

تشریح: لاحلیم الاذو عثرة: یعنی بردبار شخص وہ ہی ہوسکتا ہے کہ جس سے خود بھی لغزش ہوئی ہو تو جب یہ دوسروں سے لغزشوں کا صدور دیکھے گا تو یہ سوچے گا کہ جس طرح انسان ہونے کے ناطے مجھ سے غلطی سرزد ہوئی اس سے بھی ہوسکتی ہے پھر یہ درگذر سے کام لے گا۔

ولاحکیم الا ذوتجربة: یعنی انسان تجربہ کار اس وقت ہوتا ہے جب اپنے یا دوسروں کے ساتھ پیش آئندہ واقعات کو دیکھ کر تجربہ حاصل کرلے اور جب تجربہ کار ہو جاتا ہے امور کو بار بار آزمالیتا ہے تب بھی حکمت و دانائی اس پر کھلتی ہے۔

یہ باب یہاں اس لیے لائے کہ معاشرہ کے افراد کے حوالہ سے جب یہ تجربہ کار ہو جائے تو پھر ان کے ساتھ حسن معاملہ یا لین دین پھر اپنے تجربات کی روشنی میں کرنا چاہیے۔

۱۳۵۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَهُ

۲۱۰۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَعَائِشَةَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ يَقُولُ كَفَرَ تِلْكَ النِّعْمَةَ.

۱۳۵۰: باب جو چیز اپنے پاس نہ ہو اس پر فخر کرنا

۲۱۰۲: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کو کوئی چیز دی گئی اور اس میں قدرت واستطاعت ہے تو اس کا بدلہ دے ورنہ اس کی تعریف کرے اس لیے کہ جس نے تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے کسی نعمت کو چھپایا اس نے ناشکری کی اور جس شخص نے کسی ایسی چیز سے اپنے آپ کو آراستہ کیا جو اسے عطا نہیں کی گئی تو گویا کہ اس نے مکر (فریب) کا لباس اوڑھ لیا۔ اس باب میں حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ اور عائشہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ''مَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ'' کا مطلب ناشکری ہے۔

تشریح: المتشبع بما لم یعطه: متشبع سے مراد وہ شخص جو خود اپنے عمل سے کسی بھی نعمت سے متعلق مالا مال ثابت کرے اور در حقیقت وہ ایسا نہ ہو۔

ومن تحلی بما لم یعطه: ایک عورت نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ان لی ضرة فهل علی جناح ان اتشبع بما لم یعطی زوجی؟ اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے کیا میں اس کے سامنے خود کو ایسی چیز کا مالک قرار دے سکتی ہوں جو میرے شوہر نے مجھے نہیں دی؟ (یعنی سوکن کے سامنے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ شوہر مجھ سے انتہائی محبت کرتا ہے اور مجھے فلاں فلاں چیز اس نے دی یا اس طرح ظاہر کرے کہ شوہر اس سے بہت ہی شدید محبت کرتا ہے حالانکہ ایسا نہ ہو) اس پر آپ ﷺ نے یہ جملے ارشاد فرمائے من تحلی بما لم یعط کان کلابس ثوبی الزور: جھوٹ کے دو لباس اس لیے فرمائے اصل ستر ڈھانپنے کے لئے دو ہی لباس ہوتے ہیں۔ تہبند اور چادر۔ یا شلوار و قمیص تو جو شخص عملاً ایسا کرے تو گویا اس نے پورا لباس جھوٹ کا زیب تن کریں۔ یعنی سر سے لیکر پاؤں تک جھوٹ میں ڈوب گیا۔ عملاً جھوٹ بولنا بھی جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ صرف یہی نہیں کہ انسان اپنی زبان سے خلاف واقعہ بات کرے بلکہ اگر اپنے عمل سے خود کو جھوٹ ثابت کر رہا ہے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔

۱۳۵۱: بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ بِالْمَعْرُوفِ

۲۱۰۳: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ وَالْحُسَيْنُ ابْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ قَالَا ثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا

۱۳۵۱: باب احسان کے بدلے تعریف کرنے کے بارے میں

۲۱۰۳: حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ نیکی کا سلوک کیا گیا اور اس نے نیکی کرنے والے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اچھا صلہ عطا فرمائے۔ اس نے پوری تعریف کی۔ یہ حدیث حسن جید غریب ہے۔ ہم اسے اسامہ بن زید کی روایت سے صرف اسی سند سے

فَقَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ جَیِّدٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلُهٗ.

جانتے ہیں۔ بواسطہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ نیکی اور صلہ رحمی کے باب ختم ہوئے۔

خلاصۃ الابواب: کھانے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ اگر انسان کو کھانا ناپسند ہو تو اسے چھوڑ دے نہ کہ اس پر عیب جوئی کر کے کھلانے والے یا پکانے والے کے لئے باعث تکلیف بنے۔ (۲) ایک دوسرے کے عیوب نہ تلاش کرنے چاہئیں کیونکہ یہ ایک بڑی معاشرتی برائی کا سبب ہے۔ مسلم معاشرے میں یہ برائی معاشرے کو کمزور اور ناتواں بناتی ہے جبکہ عیوب جوئی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ بہترین مسلمان تو وہ ہے جسکی زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم ایک دوسری کی تعظیم کریں نہ عیوب کی تلاش میں اپنی صلاحیتوں کو ضائع کریں۔ (۳) انسانی زندگی میں تجربہ کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ انسان تجربے سے سیکھتا ہے اس لئے کہتے ہیں کہ تجربہ انسان کا استاد ہوتا ہے اور مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ انسان اپنے تجربات سے سیکھ کر ہی بردبار بنتا ہے۔ (۴) ایسی چیزوں پر فخر کرنا جو اپنے پاس نہ ہوں گویا خود کو دھوکہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس کو دیا ہے اس کی ناشکری کرتا ہے جبکہ انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت اس کو دی ہے اس پر شکر کرے اور اس کا اظہار کرے۔ (۵) نیکی کرنے والے کی تعریف کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے بدلے کی دعا کرنی چاہئے۔

تم كتاب البر والصلة ويليه كتاب الطب

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الطِّبِّ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
طبّ کے ابواب
جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں

ابواب الطب کا ماقبل: ابواب سے ربط، ابواب البر والصلۃ میں بعض روحانی بیماریوں کا تذکرہ تھا۔ مثلاً حسد، بغض، کینہ اور ان کا علاج بھی تجویز کیا گیا۔ اسی طرح ابواب الطب سے جسمانی بیماریوں اور ان کی اصلاح کی تفصیل بیان کی جارہی ہے:

یعنی جس طرح روح اگر بیمار ہو جائے اور اس میں بدبو اور تعفن پیدا ہو جائے تو اس کا علاج احکام خداوندی اور اتباع رسول کے ذریعہ ممکن ہے اسی طرح جسم اگر بیمار ہو جائے تو ظاہر اُس کا علاج غذا و ادویہ وغیرہ کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔

پھر چونکہ روح کی اہمیت جسم کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے یا دوسرے الفاظ میں روح کا صحت مند ہونا جسم کی صحت سے بہت زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے پہلے روح کی غذا تجویز کی گئی اب جسم کی غذا تجویز کی جارہی ہے۔

طب کا لفظی مطلب: اس کا معنی ہے علاج کرنا

اصطلاحی مطلب: هو علم يتعرف منه احوال بدن الانسان من جهته ما يصح ويزول عن الصحة ليحفظ الصحة الحاصلة ويستردها زائلة۔ یعنی صحت و بیماری کے اعتبار سے انسانی جسم کے احوال جاننا تاکہ موجودہ صحت کی حفاظت ہو سکے اور زائل ہونے والی صحت کو بحال کیا جاسکے۔ (فتح الباری)

علم طب کا مدار

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ومدار ذلك على ثلاثة اشياء حفظ الصحة والاحتماء عن الموذى واستفراغ المادة الفاسدة وقد اشير الى ثلاثة فى القرآن۔

یعنی جسمانی صحت کا مدار تین اشیاء ہیں۔ (۱) صحت کی حفاظت (۲) موذی اشیاء سے پرہیز (۳) جسم سے فاسد مادوں کا اخراج اور ان تینوں بنیادوں کی طرف قرآن میں اشارہ کر دیا گیا۔ (فتح الباری)

یہ تین اشیاء قرآن پاک میں اس طرح مذکور ہیں کہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کلوا واشربوا ولاتسرفوا۔ کھاؤ، پیو، حد سے تجاوز نہ کرو۔ (سورۃ الاعراف: ۳۱) چونکہ کھانے پینے میں حد سے تجاوز کر جانا حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف ہے اس لئے اس فرمان میں جہاں اور تعلیمات پوشیدہ ہیں وہیں ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ صحت کی حفاظت کرو۔

۲۔ دوسری چیز موذی اشیاء سے پرہیز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وان كنتم مرضى او على سفر الخ اگر تمہیں مرض لاحق ہو اور تمہیں پانی نہ ملے (حقیقتاً ہو یا حکماً) تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا کہ اگر پانی سے وضو یا غسل کرنا سخت مضر ہو تو پھر پانی سے پرہیز کیا جائے اور مٹی سے تیمم کر لیا جائے۔ لہٰذا یہ بیماری کی حالت میں پرہیز کی مثال ہے۔

۳۔جسم سے فاسد مادوں کا اخراج۔ارشاد باری تعالیٰ ہےفمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ (بقرۃ:۱۹۶) اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حالت احرام میں حضرت کعب بن عجرہ کے سر میں جوئیں پڑ گئیں جس سے وہ بہت پریشان ہو گئے اس آیت کے نزول پر آپؐ نے انہیں سر منڈا کر فدیہ دینے کا حکم دیا۔ کہ جب تک میل بالوں کی جڑوں میں باقی رہے گا جوؤں کا ختم ہونا مشکل ہے تو جسم سے فاسد مادے کے اخراج کے لئے سر منڈانے کا حکم دیا۔

ملحوظہ: کسی کو اگر ابواب الطب کی احادیث سے طبی طور پر فائدہ نہ ہوا ہو تو شبہ میں نہیں پڑنا چاہئے۔اس کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً آپ ﷺ کے ارشادات پر یقین کی کمزوری کی وجہ سے مرض کی صحیح تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے دوائی مقدار میں کمی وزیادتی کی وجہ سے، دوا مفرد استعمال کرنا ضروری تھی مرکب استعمال کر لی گئی یا بالعکس ان وجوہات کی وجہ سے اگر کسی کو فائدہ نہ ہو تو یہ نہ سمجھے کہ احادیث معمول بہا نہیں رہیں بلکہ آپ ﷺ کے ارشادات تا قیامت مؤثر اور قابل عمل ہیں۔ بذاتہ ان ارشادات میں کوئی کمی نہیں بلکہ وجوہات کی وجہ سے ظاہراً ان کا غیر مؤثر ہونا مفہوم ہو سکتا ہے۔

ابواب الطب کی احادیث کی تعداد: یہ ۳۳ ابواب اور ۵۳ احادیث پر مشتمل ہے۔

۱۳۵۲: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحِمْيَةِ

۲۱۰۴: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدِ الدُّوْرِيُّ يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ وَمَعَهُ عَلِيٌّ يَاْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ مَهْ مَهْ يَا عَلِيُّ فَاِنَّكَ نَاقِهٌ قَالَ فَجَلَسَ عَلِيٌّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَّ شَعِيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّهُ اَوْفَقُ لَكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَيُرْوٰى هٰذَا عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔

۲۱۰۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ وَاَبُوْ دَاوُدَ قَالَا نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ

۱۳۵۲: باب پرہیز کرنے کے بارے میں

۲۱۰۴: حضرت ام منذر رضی اللہ سے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ہمارے یہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں ایک کھجوروں کے خوشے (پکنے کے لیے) لٹک رہے تھے۔ آپ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے کھانا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ، تم تو ابھی بیماری سے اٹھے ہو۔ ام منذر رضی اللہ سے کہتی ہیں: اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کھاتے رہے۔ پھر میں ان کے لیے چقندر اور جو تیار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اس میں سے لے لو۔ یہ تمہاری طبیعت کے مطابق ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف فلیح بن سلیمان کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ وہ ایوب بن عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہیں۔

۲۱۰۵: ہم سے روایت کی محمد بن بشار نے انہوں نے ابوعامر اور ابوداؤد سے یہ دونوں فلیح سے وہ ایوب بن عبدالرحمٰن سے وہ یعقوب بن ابو یعقوب سے اور وہ ام منذر رضی اللہ سے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہوئے ان الفاظ کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ

ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ اَنْفَعُ لَكَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِیْ حَدِيْثِهٖ حَدَّثَنِيْهِ اَيُّوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا حَدِيْثٌ جَيِّدٌ غَرِيْبٌ۔

نے فرمایا: یہ تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ یعنی چقندر اور جو۔ محمد بن بشار اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ مجھ سے اسے ایوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا ہے یہ حدیث جید غریب ہے۔

۲۱۰۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا اِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَاءَ وَفِی الْبَابِ عَنْ صُهَيْبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا۔

۲۱۰۶: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسے دنیا سے اس طرح روکتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے روکتا ہے یعنی مرض استسقاء وغیرہ میں۔ اس باب میں صہیب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور محمود بن غیلان سے بھی منقول ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

۲۱۰۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الظَّفَرِيُّ هُوَ اَخُوْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لِاُمِّهٖ وَمَحْمُوْدُ بْنُ لَبِيْدٍ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَرَاٰهُ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيْرٌ۔

۲۱۰۷: ہم سے روایت کی علی بن حجر نے انہوں نے اسمٰعیل بن جعفر سے۔ انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے انہوں نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور وہ محمود بن لبید سے اسی کے مثل نقل کرتے ہوئے قتادہ بن نعمان کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ قتادہ بن نعمان ظفری، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ محمود بن لبید نے بچپن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

تشریح: ولنا دوال معلقة: جمع دالية وهي العذق من البسر يعلق فاذا رطب اكل: دالیہ کھجور کے کچے اور درخت پر لٹکے ہوئے خوشے کو کہتے ہیں جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو کھالیا جاتا ہے۔

مه مه: یہ اسم فعل ہے اکفف کے معنی میں یعنی رک جاؤ تم نہ کھاؤ۔

فانك ناقه: فی القاموس: نَقِهَ كفرح ومنع نَقَهًا وَ نُقُوْهًا۔

صح فيه ضعف: یعنی جو شخص بیماری سے صحت مند تو ہو گیا ہو لیکن کچھ نقاہت باقی ہو۔

فجلس علي: اس سے معلوم ہوا کہ اسباب عادیہ کا اختیار کرنا اور مضرات سے بچنا خلاف توکل نہیں۔

وصنعت شعيراً اوسلقاً: سلق چقندر کو کہتے ہیں۔

من هذا اصب فانه اوفق لك: چقندر کی تاثیر چونکہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھجور گرم تاثیر کا حامل ہوتا ہے (اس وجہ سے) اور حضرت علی رضی اللہ سے کو بیماری ایسی رہ چکی ہوگی جس میں کھجور نقصان دیتا ہو اور چقندر مفید ہو۔ اس وجہ سے آپؐ نے کھجور سے تو روک دیا اور چقندر کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمہارے لئے زیادہ موافق ہے اس تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ مضرت کی وجہ سے کسی چیز سے رک

جانا اور منفعت کی وجہ سے کسی چیز کا استعمال یہ توکل کے منافی نہیں ہے لیکن اعتماد ویقین ہر حال میں ان اشیاء کی بجائے اللہ کی ذات پر ہونا چاہئے۔

۱۳۵۳: بَابُ مَاجَاءَ فِي الدَّوَاءِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

۲۱۰۸: حَدَّثَنَا بِشْرُبْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ قَالَتِ الْأَعْرَابُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَتَدَاوٰى قَالَ نَعَمْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً أَوْقَالَ دَوَاءً إِلَّا دَاءً وَّاحِدًا فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُوَ قَالَ الْهَرَمُ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۵۳: باب دواء اور اس کی فضیلت کے بارے میں

۲۱۰۸: حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: کیا ہم دوانہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندو، دوا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا کہ اس کا علاج نہ ہو یا فرمایا دوانہ ہو ہاں ایک مرض لاعلاج ہے۔ عرض کیا: وہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا "بڑھاپا"۔ اس باب میں حضرت ابن مسعودؓ، ابو ہریرہؓ، ابوخزامہ (والد سے راوی ہیں) اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس مضمون کی روایت بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے۔ ما انزل اللّٰه داء الا انزله اشفاء: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کی شفاء بھی (ساتھ ہی) اتاری ہے۔ (بخاری: کتاب الطب) مسلم میں ہے۔ لکل داء دواء فاذا اصیب دواء الداء برأ باذن اللّٰه تعالٰی۔ ہر بیماری کے لئے دوا ہے پس جب دوا بیماری میں موافق آجائے تو اللہ کے حکم سے شفایابی ہوتی ہے۔ (مسلم)

دیگر کتب احادیث میں بھی اس مضمون سے متعلق روایات وارد ہوئی ہیں ان تمام روایات کا حاصل یہی ہے کہ علاج کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں علاج نہ کرانے کی صورت میں آدمی گناہ گار ہو جاتا ہے۔ تفصیل اس میں یہ ہے کہ جب آدمی بیمار پڑ جائے یا اس کو دوسرا کوئی ضرر لاحق ہو جائے تو اس بیماری اور ضرر کے مختلف حالات ہیں اور ان مختلف حالات کی وجہ سے علاج کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔

پہلی حالت: اگر اطباء اور ڈاکٹر حضرات کے نزدیک مریض کی حالت ایسی ہے کہ علاج کے ذریعہ مریض اور ضرر رسیدہ شخص کا تندرست وشفایاب ہو جانا یقینی ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ علاج معالجہ کے ذریعہ بیماری کو دور کرنے کی کوشش کرنا اور سبب ظاہری کے ذریعہ ضرر کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنا واجب ہے کیونکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ شفاء دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے شفاء کو دوا میں اور دفع ضرر کو اسباب ظاہری میں چھپا رکھا ہے۔ اور ایسے موقع پر علاج کروانا توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ علاج کا ترک کرنا خلاف توکل ہے اس لئے کوئی شخص شفایابی کی یقینی حالت کو دیکھتے ہوئے اگر علاج ترک کر دیتا ہے اور بیماری میں مرجاتا ہے تو یہ شخص گناہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

اعلم بان الاسباب المزيلة للضرر تنقسم الى مقطوع به كالماء المزيل لضرر العطش والخبز المزيل لضرر الجوع .... اما المقطوع به فليس تركه من التوكل بل تركه

حرام عند خوف الموت (۳۵۵/۵، کتاب الکراهیة الباب الثامن عشر)

دوسری حالت: مرض ایسا ہو کہ علاج معالجہ کے ذریعہ مریض کا شفایاب ہونا یقینی تو نہیں لیکن ظنی ہے یعنی گمان یہ ہے کہ اگر دوا استعمال کرے گا تو مریض شفایاب ہو جائے گا ایسے مریض کے لئے حکم یہ ہے کہ اس کو علاج کرانا جائز ہے واجب اور ضروری نہیں اگر مریض توکلا علی اللہ علاج نہیں کراتا اور اسی حالت میں مرجاتا ہے تو وہ گناہگار نہ ہوگا بلکہ اس کو توکل پر اجر ملے گا۔

والٰی مظنون کالفسد والحجامة وشرب المسهل وسائر ابواب الطب اعني معالجة البرودة بالحرارة ومعالجة الحرارة بالبرودة وهي الاسباب الظاهرة في الطب......... واما الدرجة المتوسطة وهي المظنونة كالداولة بالاسباب الظاهرة عند الاطباء ففعله ليس مناقضا للتوكل بخلاف الموهوم و تركه ليس محظورا بخلاف المقطوع به بل قد يكون افضل من فعله في بعض الاحوال وفي حق بعض الاشخاص فهو على درجة بين الدرجتين۔ (حواله مثل بالا)

تیسری حالت: یہ ہے کہ مریض کا مرض اتنا شدید ہے کہ اس کی شفایابی یقینی یا ظنی نہیں ہے بلکہ موہوم ہے مثلاً خطرناک آپریشن ہے اور شفایابی کی امید بہت کم ہے اور زیادہ رجحان مریض کے نہ بچنے کا ہے تو اس حالت کا حکم یہ ہے کہ علاج کرنا تو جائز ہے لیکن غالب گمان اس کے برخلاف ہے۔ لہٰذا ایسے مریض کا علاج کرنا خلاف توکل ہے اور جائز الکراہتہ ہے۔

والٰی موهوم كالكي والرقية......... امام الموهوم فشرط التوكل تركه اذ به وصف رسول الله ﷺ المتوكلين (حواله مثل بالا)

اور اسی کے بارے میں حدیث میں وارد ہے کہ قیامت میں ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے صحابہ نے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہونگے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: هم الذين لا يرقون ولا يسترقونه ولا يتطيرون و على ربهم يتوكلون۔ یعنی وہ لوگ ہیں جو نہ جھاڑتے ہیں نہ جھڑواتے ہیں نہ بدشگونی لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (مسلم)

چوتھی حالت: چوتھی حالت یہ ہے کہ مریض کی حالت اتنی خطرناک اور شدید ہے کہ علاج سے اس کا شفایاب ہونا موہوم بھی نہیں بلکہ صفر کے درجہ میں ہے یعنی علاج کے ذریعہ تو صحت یابی ممکن نہیں لیکن زیادہ سے زیادہ حیات کی کیفیت باقی رکھی جاسکتی ہے لیکن وہ کسی کام کا نہیں رہے گا اور اسی حالت میں پڑا رہے گا جیسے آج کل ایسے مریض کو جس کا بچنا ممکن ہی نہیں خواہ مخواہ مشین کے ذریعہ آکسیجن پہنچاتے رہتے ہیں کہ وہ زندہ لاش ہی ہوتی ہے اور مشین کے ذریعہ سانس اندر باہر ہوتی رہتی ہے اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ ایسے مریض کا علاج کرنا بلا فائدہ ہے اور اضاعت مال واضاعت وقت ہے اور مزید علاج جاری رکھنا شرعی اور طبی نقطہ نگاہ سے بھی جائز نہیں گناہ اور معصیت بلکہ طبعی موت کے خلاف بلا فائدہ اور ناجائز مقابلہ ہے۔

وفي الكيسانيات: في الجراحة المخوفة والقروح العظيمة والحصاة الواقعة في المثانة ان قيل قد ينجو وقد يموت او ينجو ولا يموت يعالج وان قيل لاينجو اصلاً لا يداوى بل يتركه كذا في الظهيرية۔

۱۳۵۴: بَابُ مَاجَاءَ مَا يُطْعَمُ الْمَرِيْضُ

۲۱۰۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَامُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ بَرَكَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ اَهْلَهُ الْوَعَكُ اَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَيَرْتُوْا فُؤَادَ الْحَزِيْنِ وَيَسْرُوْ عَنْ فُؤَادِ السَّقِيْمِ كَمَا تَسْرُوْا اِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِنْ هٰذَا۔

۲۱۱۰: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ الْجُزَيْرِيُّ نَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الطَّالِقَانِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ اِسْحَاقَ۔

۱۳۵۴: باب مریض کو کیا کھلایا جائے

۲۱۰۹: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں سے کسی کو بخار ہوجاتا تو آپ ﷺ ہریرہ تیار کرنے کا حکم دیا کرتے اور پھر اس میں سے گھونٹ گھونٹ پینے کا حکم دیتے اور فرماتے یہ غمگین دلوں کو تقویت پہنچاتا اور بیمار کے دل سے تکلیف دور کرتا ہے۔ جس طرح تم میں سے کوئی عورت پانی کے ساتھ اپنے چہرے کا میل کچیل دور کرتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری بھی عروہ سے وہ عائشہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

۲۱۱۰: ہم سے روایت کی یہ حدیث حسین جزیری نے انہوں نے ابواسحٰق طالقانی سے انہوں نے ابن مبارک سے انہوں نے یونس سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے عائشہؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ ہمیں یہ بات ابواسحٰق نے بتائی ہے۔

۱۳۵۵: بَابُ مَاجَاءَ لَا تُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

۲۱۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا بَكْرُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيْهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

۱۳۵۵: باب مریض کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا جائے

۲۱۱۱: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتے پلاتے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اس کو نہ کھانے پینے سے کمزوری لاحق نہیں ہوتی اس وجہ سے کھانے پینے میں زبردستی نہیں کرنی چاہئے ہاں طبیب کی رائے کو مریض کی رائے پر ترجیح دینی چاہئے۔

۱۳۵۶: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

۲۱۱۲: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۱۳۵۶: باب کلونجی کے بارے میں

۲۱۱۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سیاہ دانے (کلونجی) کو ضرور استعمال کرو۔ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔

عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ فَإِنَّ فِيهَا شِفَآءً مِنْ كُلِّ دَآءٍ إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

اس باب میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: فان فیھا شفاء من کل داء: علامہ عینی رحمہ اللہ اس کی تشریح کے تحت فرماتے ہیں کہ کلونجی میں تمام بیماریوں سے شفاء اس شخص کے لئے ہے، جس کا یقین مضبوط ہو، طب نبوی سے استفادہ اسی صورت میں ممکن ہے۔

موفق بن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اکثری ہے یعنی اکثر بیماریوں سے شفاء ہے۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ کلونجی ان تمام بیماریوں کے لئے مفید ہے جو بلغم اور دیگر رطوبات سے پیدا ہوتی ہیں یعنی مرطوب بیماریوں کا علاج ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ کلونجی تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے مگر اس کے استعمال کے طریقے مختلف ہیں کبھی تو مفرد استعمال کی جاتی ہے اور کبھی دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر فائدہ دیتی ہے۔

بہر حال عموم مراد لینا ہی زیادہ بہتر ہے کہ کلونجی آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے یقینی و اعتقاد کی ضرورت ہے۔

۱۳۵۷: بَابُ مَا جَآءَ فِي شُرْبِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ

۲۱۱۳: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ نَا عَفَّانُ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ نَا حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

اس کی تفصیل کتاب الاطعمہ کے تحت آ گئی ہے۔

۱۳۵۷: باب اونٹوں کا پیشاب پینے کے بارے میں یقین

۲۱۱۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عرینہ قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ طیبہ آئے تو انہیں مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقے (زکوۃ) کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔ اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۵۸: بَابُ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ أَوْ غَيْرِهِ

۲۱۱۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أُرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا بَطْنَهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا۔

۱۳۵۸: باب جس نے زہر کھا کر خودکشی کی

۲۱۱۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے آپ کو کسی لوہے سے قتل کیا وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے اپنے پیٹ پر مارتا رہے گا اور جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور جو آدمی زہر پی کر خودکشی کرے گا۔ اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہمیشہ جہنم میں اسے پیتا رہے گا۔

٢١١٥: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا۔

٢١١٥: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی لوہے سے خود کو قتل کرے گا وہ اس چیز کو ہاتھ میں لے کر آئے گا اور اسے اپنے پیٹ میں بار بار مار رہا ہوگا اور وہ یہ عمل جہنم کی آگ میں ہمیشہ اسی طرح کرتا رہے گا اور اسی طرح خود کو زہر سے مارنے والا بھی زہر ہاتھ میں لے کر آئے گا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ اسی طرح پیتا رہے گا۔ پھر جو شخص پہاڑ سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرے گا۔ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں اسی طرح گرتا رہے گا۔

٢١١٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا وَكِيْعٌ وَاَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ الْاَوَّلِ هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ عُذِّبَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَهٰكَذَا رَوَاهُ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ لِاَنَّ الرِّوَايَاتِ اِنَّمَا تَجِيْءُ بِاَنَّ اَهْلَ التَّوْحِيْدِ يُعَذَّبُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا يُذْكَرُ اَنَّهُمْ يُخَلَّدُوْنَ فِيْهَا۔

٢١١٦: محمد بن علاء بھی وکیع اور ابو معاویہ سے وہ اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے شعبہ کی اعمش سے منقول حدیث کی طرح نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے اور پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔ یہ حدیث اعمش سے بواسطہ ابوصالح بھی اسی طرح منقول ہے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ محمد بن عجلان، سعید مقبری سے اور وہ ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے زہر کھا کر خودکشی کی وہ جہنم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ کا ذکر نہیں۔ ابوزناد بھی اعرج سے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ اس طرح کی متعدد روایات آئی ہیں کہ توحید والوں کو دوزخ میں عذاب دینے کے بعد نکالا جائے گا۔ یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

٢١١٧: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ يَعْنِي السُّمَّ۔

٢١١٧: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دواء یعنی زہر سے منع فرمایا۔

١٣٥٩: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِيْ بِالْمُسْكِرِ

١٣٥٩: باب نشہ آور چیز سے علاج کرنا منع ہے

٢١١٨: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

٢١١٨: علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ

سِمَاكٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَهُ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ أَوْ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّا لَنَتَدَاوٰى بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ نَا النَّضْرُ وَشَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِهِ قَالَ مَحْمُودٌ قَالَ النَّضْرُ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ وَقَالَ شَبَابَةُ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔سوید بن طارق یا طارق بن سوید نے آپ ﷺ سے شراب کے متعلق دریافت کیا۔آپ ﷺ نے انہیں منع فرمادیا۔انہوں نے عرض کیا: ہم اس سے علاج کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ محمود بھی نضر اور شبابہ سے اور وہ شعبہ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔محمود کی روایت میں طارق بن سوید اور شبابہ کی سند میں سوید بن طارق ہے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: تداوی بالحرام کا مسئلہ ماقبل میں گذر چکا ہے مختصراً دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے چنانچہ: شوافع کے نزدیک حرام ونجس اشیاء سے علاج درست ہے بشرطیکہ نشہ آور نہ ہو۔علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: مذہبنا جواز التداوی بجمیع النجاسات سوی السکرات (المجموع شرح المهذب)

امام مالک اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک حرام اشیاء سے علاج مطلقاً حرام ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی تداوی بالحرام ناجائز ہے جبکہ امام ابویوسفؒ جواز کے قائل ہیں دیگر احناف کے ہاں تفصیل ہے وہ یہ کہ محرمات سے علاج کی اجازت اس وقت جائز ہے کہ جب ماہر دیندار طبیب نے یہ دوا تجویز کی ہو اور اس کے علاوہ اس مرض کی اور کوئی مثالی دوا موجود نہ ہو کیونکہ اس صورت میں یہ مضطر کے درجہ میں ہے اور مضطر کے لئے بقدر ضرورت حرام کے استعمال کی اجازت ہے لہٰذا یہاں بھی اجازت ہوگی شامی میں ہے کہ اسی قول پر فتوی ہے۔

الکحل ملی ہوئی دواؤں کا حکم: مغربی ممالک میں اکثر دواؤں میں الکحل ضرور شامل ہوتا ہے ۹۵ فیصد دوائیں الکحل سے خالی نہیں ان حالات میں ایسی دواؤں کے استعمال کے بارے میں شرعی حکم میں کچھ تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے اس لئے کہ ان دونوں حضرات کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (فتح القدیر ۸/۱۶۰)

دوسری طرف دواؤں میں جو الکحل ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے۔(انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا ۱۱/۵۴۴)

لہٰذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو شیخینؒ کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر الکحل انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دواء کا استعمال جائز نہیں البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دواء نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے۔(البحر الرائق: ۱/۱۱۶ بحوالہ ملخصاً کھانے پینے کی حلال وحرام چیزیں ۱۳۰)

۱۳۶۰: مَاجَآءَ فِي السَّعُوْطِ وَغَيْرِهِ

۲۱۱۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ نَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحِجَامَةُ وَ الْمَشِيُّ فَلَمَّا اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَّهُ اَصْحَابُهُ فَلَمَّا فَرَغُوْا قَالَ لُدُّوْهُمْ قَالَ فَلُدُّوْا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْعَبَّاسِ۔

۲۱۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُوْدُ وَالسَّعُوْطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَخَيْرَ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهٗ يَجْلُوا الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهٗ مُكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَهُوَ حَدِيْثُ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ۔

۱۳۶۰: باب ناک میں دوائی ڈالنے کے بارے میں

۲۱۱۹: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری دواؤں میں سے بہترین دوا سعوط[1]، لدود[2] پچھنے لگوانا اور مشی[3] ہے۔ پھر جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو صحابہؓ نے آپ ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ان سب کے منہ میں دوا ڈالو۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کے سوا تمام کے منہ میں دوا ڈالی گئی۔

۲۱۲۰: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری دواؤں میں سے بہترین دوائیں لدود، سعوط، پچھنے لگانا اور مشی ہے۔ جبکہ بہترین سرمہ اثمد ہے اس سے نظر تیز ہوتی ہے اور پلکوں کے بال اگتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ ﷺ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین سلائیاں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ یہ حدیث عباد بن منصور کی روایت سے حسن ہے۔

لغات: السعوط: ناک میں دوا ڈالنا۔ (بضم السین)

لدود: بضم اللام: زبان ایک طرف کر کے دوسری جانب دوا ڈالنا۔

الحجامۃ: پچھنے لگانا۔

المشی: مسہل دواء۔

تشریح: قال لُدُّوهم: آپؐ نے ان سب حضرات کے منہ میں دواء کیوں ڈلوائی اس کی تفصیل بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ لددنا رسول ﷺ فی مرضہ فاشار الا تلدونی فقلنا: کراہیة المریض للدواء فلما افاق قال۔ لایبقی منکم احد الا لد غیر العباس فانہ لم یشھدکم واللفظ لمسلم۔ ہم نے مرض (الوفات) میں آپ ﷺ کو لدود کیا۔ آپؐ نے اشارہ بھی کیا کہ مجھے لدود نہ کرو۔ ہم نے کہا کہ یہ ممانعت مریض کے دواء کو ناپسند کرنے کی وجہ سے ہے۔ جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو جس کا لدود نہ کیا جائے۔ سوائے عباسؓ کے وہ تمہارے ساتھ شریک نہ تھے۔ (بخاری و مسلم)

بدلہ لینے کی وجہ: آپؐ نے بدلہ اسی وجہ سے لیا کہ اگر حضور ﷺ کا بدلہ اللہ تبارک وتعالیٰ لیتے تو سزا کا کیا عالم ہوتا اس وجہ سے رحمۃ للعالمین نے اس ہلکی سزا پر ہی خلاصی کروادی۔ تاکہ بڑے انتقام سے بچ جائیں۔

لدود کو ناپسند کیوں کیا: اس وجہ سے ناراض ہوئے کہ لدود جس بیماری میں مفید ہے آپ ﷺ کو وہ بیماری نہ تھی۔

ورد الشذی میں ہے:

''پس آپ ﷺ کو حالت مرض میں جبکہ وہ تکلیف پہنچی تو آپؐ نے آثار و علامات سے معلوم کر لیا کہ ان تکلیف پہنچانے والوں کو کوئی سزا ہونے والی ہے پس آپؐ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کی سزا ان کو پہنچے اور پریشان کرے (ان اللہ شدید العقاب) اس لئے جلد آپؐ نے بطور خود جزاو سزا دی تا کہ باری تعالیٰ کی طرف سے سزا نہ ہو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ ایک شخص ان کو سخت الفاظ کہہ رہا تھا اور وہ ساکت تھے آنحضرت ﷺ بھی دیکھتے رہے جب حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا تب آپؐ چلے آئے اور دریافت کرنے پر فرمایا کہ پہلے تمہاری طرف سے اس پر فرشتے لعنت کرتے تھے جب تم خود بولے تو وہ چلتے ہوئے غرض خود بدلہ لینے سے عذاب الٰہی جاتا رہتا ہے اس لئے آپؐ نے شفقتاً ایسا کیا جیسا کہ ایک عورت اور ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ اس کی گستاخی پر آپ نے غلام کو فرمایا کہ طمانچہ مار اس نے تأمل کیا تو وہ عورت گر کر مر گئی، آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کو نہ مارا۔ ورنہ اگر جلد بدلہ لیا جاتا تو سزا من جانب اللہ نہ ہوتی غرض جون سی توجیہ کی جائے آپ کی غایت شفقت ثابت ہوتی ہے اول توجیہ کے مطابق شان نصوص بھی انہی کی غرض سے بتلائی اور دوسری صورت میں ذرا سی سزا دیکر منہ کڑوا کر دینا آسان سمجھا اس سے کہ من جانب اللہ کوئی سزا پہنچے۔ (ص ۲۷۶)

۱۳۶۱: بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْكَيِّ

۱۳۶۱: باب داغ لگانے کی ممانعت کے بارے میں

۲۱۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْكَيِّ قَالَ فَابْتُلِيْنَا فَاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَا وَلَا أَنْجَحْنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۲۱۲۱: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داغنے سے منع فرمایا راوی کہتے ہیں پس جب ہم بیمار ہوئے تو ہم نے داغ لگایا لیکن ہم نے مرض سے چھٹکارا نہیں پایا اور نہ ہی کامیاب ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۱۲۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ ابْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَمْرُو ابْنُ عَاصِمٍ نَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ نُهِيْنَا عَنِ الْكَيِّ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۲۱۲۲: حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں داغ لگانے سے منع کیا گیا۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عقبہ بن عامرؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۶۲: بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ

۱۳۶۲: باب داغ لگانے کی اجازت کے بارے میں

۲۱۲۳: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ نَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ نَا مَعْمَرٌ

۲۱۲۳: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَىٰ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الشَّوْكَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيٍّ وَ جَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

سعد بن زرارہ کو شوکہ (سرخ پھنسی) کی بیماری میں داغ دیا۔ اس باب میں حضرت ابی اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لغات: قاموس میں ہے۔ کواہ یکویہ کیا: احرق جلدہ لجدیدۃ ونحوھا۔ یعنی کھال کو لوہے وغیرہ سے داغ دینا۔

تشریح: داغنے سے متعلق چونکہ ممانعت واجازت دونوں طرح کی روایات ہیں اس بناء پر ممانعت والی روایات نہی تحریمی پر محمول نہ ہونگی۔ اور نہی کی مذکورہ روایت خود اس کی دلیل ہے کہ نہی تحریمی نہ تھی۔ اگر تحریمی ہوتی تو صحابہ آپؐ کے منع کرنے کے بعد ہرگز اس عمل کا ارتکاب نہ کرتے چونکہ یہ طریقہ علاج انتہائی تکلیف دہ تھا۔ جسم کو گرم لوہے سے داغا جائے تو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے انتہائی مجبوری کی حالت میں اس کی اجازت دی۔ اور شدید مجبوری نہ ہونے کی صورت میں منع فرمایا کہ متبادل علاج اختیار کیا جائے۔

یہی حکم خطرناک آپریشن وغیرہ کا ہے کہ اگر کوئی متبادل مل سکتا ہو تو حتی الامکان آپریشن سے بچنا چاہئے کوئی متبادل نہ ہو تو پھر مجبوری ہے جیسے آج کل ڈاکٹر حضرات خطرناک آپریشن کی صورت میں مریض کے لواحقین سے دستخط لیتے ہیں کہ مر گیا تو ہماری ذمہ داری نہیں تو ایسی صورت میں اسی قاعدہ پر عمل ہوگا۔

۱۳۶۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ

۱۳۶۳: باب پچھنے لگانے کے بارے میں

۲۱۲۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ نَا هَمَّامٌ وَجَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَا نَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۱۲۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر کے دونوں جانب کی رگوں اور شانوں کے درمیان پچھنے لگایا کرتے تھے اور یہ عمل سترہ، انیس یا اکیس تاریخ کو کیا کرتے تھے۔ اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۱۲۵: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوْفِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ أَنَّهٗ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوْهُ أَنْ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

۲۱۲۵: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کا قصہ سناتے ہوئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے کسی ایسے گروہ کے پاس سے نہیں گزرے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کو پچھنے لگانے کا حکم دینے کا نہ کہا ہو۔ یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے۔

۲۱۲۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ نَا عَبَّادُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ كَانَ لِابْنِ عَبَّاسٍ غِلْمَةٌ ثَلَاثَةٌ حَجَّامُوْنَ فَكَانَ اثْنَانِ يُغِلَّانِ عَلَيْهِ وَعَلٰى أَهْلِهِ وَوَاحِدٌ يَحْجِمُهُ وَيَحْجِمُ أَهْلَهُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ يَذْهَبُ بِالدَّمِ وَيُخِفُّ الصُّلْبَ وَيَجْلُوْا عَنِ الْبَصَرِ وَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ عُرِجَ بِهٖ مَامَرَّ عَلٰى مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ وَقَالَ إِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ يَوْمَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَقَالَ أَنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَدَّهُ الْعَبَّاسُ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَدَّنِيْ فَكُلُّهُمْ أَمْسَكُوْا فَقَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ مِّمَّنْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ عَمِّهِ الْعَبَّاسِ قَالَ النَّضْرُ اللَّدُوْدُ الْوَجُوْرُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ۔

۲۱۲۶: حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کے پاس تین غلام تھے جو پچھنے لگاتے تھے۔ان میں سے دو تو اجرت پر کام کیا کرتے اور ایک ان کی اور ان کے گھر والوں کی حجامت کیا کرتا تھا۔راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کرتے تھے کہ فرمایا: حجامت کرنے والا غلام کتنا بہترین ہے۔خون کو لے جاتا ہے۔پیٹھ کو ہلکا کر دیتا ہے اور نظر کو صاف کر دیتا ہے۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ معراج کیلئے تشریف لے گئے تو فرشتوں کے جس گروہ سے بھی آپ ﷺ کا گزر ہوا انہوں نے یہی کہا کہ حجامت ضرور کیا کریں۔فرمایا: پچھنے لگانے کیلئے بہترین دن سترہ،انیس اور اکیس تاریخ کے ہیں۔یہ بھی فرمایا کہ بہترین علاج سعوط بلدود، حجامت اور مشی ہے۔نبی اکرم ﷺ کے منہ میں عباسؓ اور دوسرے صحابہؓ نے دوا ڈالی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر موجود شخص کے منہ میں (بطور قصاص) دوا ڈالی جائے۔پس آپ ﷺ کے چچا عباسؓ کے علاوہ سب حاضرین کے منہ میں دوائی ڈالی گئی۔نضر کہتے ہیں کہ لدود،وجود کو کہتے ہیں یعنی منہ کی جانب سے دوائی پلانا۔اس باب میں حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہے۔یہ حدیث حسن غریب ہے۔ہم اسے صرف عباد بن منصور کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سینگی لگوانا بلند فشار خون (بلڈ پریشر) کا بہترین علاج ہے البتہ اس کی افادیت اس کے ماہرین ہی جانتے ہیں ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے یہ کن بیماریوں میں موافق آتا ہے اس کی کچھ تفصیل علامہ ابن قیمؒ نے طب نبوی میں ذکر کی ہے کہ

ابو عبداللہ مازریؒ فرماتے ہیں کہ بیماریوں چار قسم کی ہو سکتی ہے۔(۱) دموی (۲) صفراوی (۳) بلغمی (۴) سوداوی۔ بیماری اگر دموی ہے یعنی فساد خون کی وجہ سے ہے تو اس کا علاج خون کے فاسد مادہ کے اخراج کے ذریعہ ممکن ہے جیسے پچھنے لگوانا۔

اور اگر بیماری کا تعلق بقیہ تین اقسام سے ہے تو اس کا علاج پیٹ میں فاسد مادے کے اخراج یعنی اسہال کے ذریعہ ہوگا جیسا کہ شہد پینا وغیرہ طب کے یہی دو بنیادی اصول ہیں اور اگر بیماری مذکورہ چاروں طریقوں سے دور نہیں ہو رہی تو پھر آخر درجہ داغنے کا ہے کہ شدید مجبوری کی حالت میں اس کو اختیار کیا جائے گا (جیسا کہ ماقبل تفصیل بیان ہوئی)

پچھنے لگانے میں اوقات وایام کی تعیین: آپ ﷺ سے مختلف اوقات اور مختلف ایام میں پچھنے لگوانا ثابت ہے۔مثلاً حدیث باب میں ہے کہ سترہ،انیس اور اکیس تاریخ کو مفید ہے اور بعض ضعیف روایات میں دنوں کی تعیین بھی آئی ہے یہ سب ماہرین اطباء کی صوابدید پر محمول ہے کہ جن دنوں اور تاریخوں میں وہ مناسب سمجھیں ان کو اختیار کرنے سے آپ ﷺ کی سنت پر عمل ہو جائے گا۔

۱۳۶۴: بَابُ مَاجَآءَ فِي التَّدَاوِي بِالْحِنَّاءِ

۲۱۲۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ نَا فَائِدٌ مَوْلَى لِآلِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ جَدَّتِهِ وَكَانَتْ تَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاكَانَ يَكُونُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْحَةٌ وَلَا نَكْبَةٌ اِلَّا اَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فَائِدٍ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ فَائِدٍ فَقَالَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ اَصَحُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ فَائِدٍ مَوْلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ۔

۱۳۶۴: باب مہندی سے علاج کرنے کے بارے میں

۲۱۲۷: حضرت علی بن عبیداللہ اپنی دادی سے جو آنحضرت ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کو اگر کسی پتھر یا کانٹے وغیرہ سے زخم ہوجاتا تو آپ ﷺ مجھے اس زخم پر مہندی لگانے کا حکم فرماتے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف فائد کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض راوی یہ حدیث اس طرح فائد سے نقل کرتے ہیں کہ فائد، عبیداللہ بن علی سے اور وہ اپنی دادی سلمٰی سے نقل کرتے ہیں اور عبیداللہ بن علی زیادہ صحیح ہے۔ محمد بن علاء، زید بن حباب سے وہ عبیداللہ بن علی کے مولیٰ فائد سے وہ اپنے آقا سے وہ اپنی دادی سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنیٰ حدیث نقل کرتے ہیں۔

لغات: قرحۃ چھری تلوار وغیرہ سے لگنے والے زخم کو قرحۃ کہتے ہیں۔

نکبۃ۔ پتھر، کانٹے وغیرہ سے ہونے والے زخم کو نکبہ کہتے ہیں۔

تشریح: مہندی کے فوائد: مخزن مفردات کتاب الادویہ میں ہے مہندی انار جیسا ایک درخت ہے اس کے پتے سنا کے پتوں کے مشابہہ ہیں ان کو پیس کر عورتیں ہاتھوں پر لگاتی ہیں جس سے سرخ رنگ پیدا ہوتا ہے اس کا مزاج سرد اور گرم دو جوہروں سے مرکب ہے جن میں گرم جوہر غالب ہے مگر سرد جوہر کی قوت بہت جلد نمایاں ہوتی ہے اور اس کا مزاج سرد خشک بیان کیا جاتا ہے مہندی مسکن الم اور مخفف ہے ورموں کو تحلیل کرتی ہے مدر بول اور مصفی خون ہے اس کو پانی میں پیس کر ہاتھ پاؤں کی سوزش کو رفع کرنے کے لئے ہتھیلی اور تلووں پر لگاتے ہیں اس کے علاوہ مختلف بیماریوں میں مختلف طرح سے استعمال کی جاتی ہے۔ (بحوالہ تحفۃ الاحوذی)

بطور علاج مردوں کیلئے مہندی کا استعمال: ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ: والحدیث باطلاقہ یشمل الرجال والنساء لکن ینبغی للرجل ان یکتفی باختضاب کفوف الرجل ویجتنب صبغ الاظفار، احترازا من التشبہ بالنساء ما امکن: حدیث اپنے اطلاق کی وجہ سے مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے لیکن مردوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ صرف پاؤں کے تلووں پر لگائیں (یا جہاں ضرورت ہو) اور ناخنوں کو رنگنے سے اجتناب کریں تا کہ امکان کی حد تک عورتوں سے مشابہت نہ ہونے پائے۔ (بحوالہ عون المعبود)

۱۳۶۵: بَابُ مَاجَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّقْيَةِ

۲۱۲۸: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ

۱۳۶۵: باب تعویز اور جھاڑ پھونک کی ممانعت کے بارے میں

۲۱۲۸: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے داغ دلوایا، یا جھاڑ پھونک کی

عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوٰى اَوِاسْتَرْقٰى فَهُوَ بَرِئٌ مِنَ التَّوَكُّلِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وہ اہل توکل کے زمرے سے نکل گیا۔ اس باب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۶۶: بَابُ مَاجَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

۱۳۶۶: باب تعویذ اور دم وغیرہ کی اجازت کے بارے میں

۲۱۲۹: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ نَا مُعٰوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ۔

۲۱۲۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھو کے کاٹنے ،نظر بد اور پہلو کے زخم (پھنسیوں وغیرہ) میں جھاڑ پھونک کی اجازت دی ہے۔

۲۱۳۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَهٰذَا عِنْدِيْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُعٰوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَطَلْقِ ابْنِ عَلِيٍّ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَاَبِيْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ۔

۲۱۳۰: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھو کے کاٹنے اور پہلو کی پھنسیوں میں جھاڑ پھونک کی اجازت دی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ سے ،طلق بن علی رضی اللہ عنہ، عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، ابوخزامہ رضی اللہ عنہ (والد سے راوی ہیں) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۲۱۳۱: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْحُمَةٍ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ بُرَيْدَةَ۔

۲۱۳۱: حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نظر بد اور بچھو کے کاٹنے کے علاوہ رقیہ (یعنی جھاڑ پھونک) نہیں۔ شعبہ نے یہ حدیث بواسطہ حصینؓ اور شعبی بریدہ سے روایت کی۔

۱۳۶۷: بَابُ مَاجَآءَ فِي الرُّقْيَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ

۱۳۶۷: باب معوذتین کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے کے بارے میں

۲۱۳۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْنُسَ الْكُوْفِيُّ نَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَاسِوَاهُمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

۲۱۳۲: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" نازل ہوئیں۔ جب یہ نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا اور ان کے علاوہ سب کچھ ترک کر دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت

أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

انسؓ سے بھی منقول ہے۔امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۳۶۸: بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

۲۱۳۳: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عُرْوَةَ وَهُوَ ابْنُ عَامِرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّ أَسْمَآءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِيْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَبُرَيْدَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوْبَ بِهٰذَا۔

۱۳۶۸: باب نظر بد سے جھاڑ پھونک کرنے کے بارے میں

۲۱۳۳: حضرت عبید بن رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر کے بیٹوں کو جلدی نظر لگ جاتی ہے۔کیا میں ان پر دم کر دیا کروں۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے سکتی ہے تو وہ نظر بد ہے۔اس باب میں حضرت عمران بن حصینؓ اور بریدہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اسے ایوب بھی عمرو بن دینار سے وہ عروہ سے وہ عبید بن رفاعہ سے وہ اسماء بنت عمیس سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتی ہیں۔ہم سے اسے حسن بن علی خلال نے عبدالرزاق کے حوالے سے انہوں نے معمر سے اور انہوں نے ایوب سے بیان کیا ہے۔

۲۱۳۴: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَيَعْلٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَقُوْلُ أُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ إِبْرَاهِيْمُ يُعَوِّذُ إِسْحَاقَ وَإِسْمَاعِيْلَ۔

۲۱۳۴: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حسنؓ اور حسینؓ کیلئے ان الفاظ سے دم کیا کرتے تھے۔ اُعِیْذُ کُمَا .... لامۃ تک۔یعنی میں تم دونوں کیلئے اللہ کے تمام کلمات کے وسیلے سے ہر شیطان، ہر فکر میں ڈالنے والی چیز اور ہر نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔پھر آپ ﷺ فرماتے کہ ابراہیم علیہ السلام بھی اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام پر اسی طرح دم کیا کرتے تھے۔

۲۱۳۵: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۱۳۵: ہم سے روایت کی حسن بن علی خلال نے انہوں نے یزید بن ہارون اور عبدالرزاق سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے منصور سے اسی کے ہم معنیٰ حدیث نقل کی۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: جھاڑ پھونک کے جواز و عدم جواز کی تفصیل۔

اس باب میں جواز اور عدم جواز دونوں قسم کی روایات مروی ہیں حافظ ابن الاثیر جوزیؒ ان دونوں میں تطبیق اس طرح دیتے ہیں۔

وجه الجمع بينهما ان الرقى يكره منها ما كان بغير اللسان العربي، وبغير اسماء الله وصفاته و كلامه في

كتبه المنزلة وان يعتقد ان الرقى نافعة لامحالة فيتكل عليها واياها اراد بقوله: "ماتوكل من استرقى" ولايكره منها ما كان في خلاف ذلك كالتعوذ بالقرآن و اسماء الله تعالى والرقى المروية الخ۔

دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ ناپسندیدہ جھاڑ پھونک یہ ہے کہ غیر عربی زبان میں ہو نازل شدہ کتب میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء صفات اور کلام مروی ہے ان کے علاوہ ہو اور یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ جھاڑ پھونک لازمی طور پر نفع دے گی۔ اور حضور ﷺ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے جو آپؐ نے فرمایا: ''جس نے جھاڑ پھونک کی اس نے توکل نہ کیا'' اگر یہ تمام باتیں نہ ہوں تو پھر جھاڑ پھونک ناپسندیدہ نہیں جیسا کہ قرآنی تعوذات اور اللہ کے اسماء اور روایات سے ثابت شدہ جھاڑ پھونک کی جائے۔ (النہایۃ)

خلاصہ یہ کہ جھاڑ پھونک وغیرہ کی چند اقسام ہیں۔

۱۔ وہ کلام جس میں شرکیہ الفاظ ہوں یا غیر اللہ سے مدد طلب کی گئی ہو یہ حرام ہے۔

۲۔ غیر واضح اور مبہم الفاظ ہوں کہ ان کا معنی معلوم نہ ہو ایسے کلمات سے جھاڑ پھونک مکروہ تحریمی ہے۔

۳۔ وہ کلمات جن کا معنی و مفہوم تو درست ہے لیکن منقول نہیں ہیں

ان سے دم کرنا مباح اور جائز ہے۔ لہٰذا جواز اور عدم جواز کی جو بھی روایات ہیں وہ انہی تین اقسام میں منحصر ہیں۔

تعویذ کا حکم: آنحضرت ﷺ سے مختلف ادعیہ سے دم کرنا تو ثابت ہے لیکن تعویذ لکھنا اور باندھنا ثابت نہیں لیکن صحابہ کرامؓ کے عمل سے لکھنا اور باندھنا ثابت ہے چنانچہ ابوداؤد کی روایت ہے کہ:

كان عبدالله بن عمر يعلمهن من عقل من بنيه ومن لم يعقل كتبه فاعلقه عليه (ابوداؤد: باب كيف الرقى) یعنی حضرت ابن عمرؓ اپنے ذی شعور بچوں کو جو کلمات سکھا دیتے اور جو بچے سمجھدار نہ تھے ان کے لکھ کر لٹکا دیتے۔

لارقية الا من عين: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لارقية اولى و انفع الا من عين، یعنی نظر بد اور بچھو وغیرہ کے کاٹنے میں دم درود کرنا زیادہ نافع ہے بنسبت دوسری بیماریوں کے یہ ایسے ہی ہے جیسے یوں کہا جائے کہ لافتى الاعلى۔ نوجوان کوئی نہیں سوائے علی کے مقصود بہادری جتلانا ہے اسی طرح یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ جھاڑ پھونک کا زیادہ نفع ان اشیاء میں ہے وجہ یہ ہے کہ جس طرح یہ امراض خلاف ظاہر ہیں اسی طرح ان کا علاج بھی دم وغیرہ سے ہے جو کہ غیر ظاہر الاثر ہے تجویز کیا گیا۔ جیسا کہ الورد الشذی میں ہے۔

> ''رقیہ جو کہ شرعاً جائز ہو جمہور کے نزدیک ہر ایک مرض میں جائز ہے اور جملہ روایات ممانعت پر محمول ہیں رقیہ باطل اور رقیہ جاہلیت پر جو غیر معلوم المعنی یا فاسد المعنی ہو البتہ ان تین امراض میں پسندیدہ ہے جیسے یہ امراض خلاف ظاہر ہیں ایسے ان کا علاج بھی رقیہ سے مناسب ہے جو غیر ظاہر الاثر ہے۔ اور جیسے یہ قوی الاثر امراض ہیں ایسے ہی فوری اثر کرنے والا علاج ہونا چاہیے دوسرے امراض جن کے بہت ظاہر علاج ہیں (مثلاً درد شکم میں اگر دوا کھائی تو ظاہر ہے کہ اس نے اس مادہ کو تحلیل کیا اور درد کم ہو گیا) وہاں بھی رقیہ ہی کی تلاش کرنا بعید از توکل ہے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ علاج معالجہ نہیں بہت ہی مستغرق ہے کہ ایسے غیر ظاہر الاسباب علاج سے بھی مدد چاہتا ہے ہاں ظاہر

الاسباب امور سے معالجہ کرنا بعید عن التوکل نہیں جیسا کہ بھوک کے دفعیہ کے لئے کھانا کھالینا بعید عن التوکل نہیں محققین کی رائے تو توکل میں یہ ہے کہ توکل کامل یہ ہے جو تمام اسباب ظاہری کے حاصل ہونے کے بعد توکل کرے ورنہ بلا اسباب ظاہری تو ہر کوئی اللہ تعالیٰ کو معاملہ مفوض کرنے کو تیار ہے ہاں اسباب موجود ہوں اور پھر سب کو ہیچ سمجھ کر نظر اسی کارساز حقیقی پر رکھے۔ یہی ہے اعلیٰ درجہ توکل کا مولانا روم فرماتے ہیں۔

برتوکل زانوئے اشتر بہ بند

اور اکثر علماء جمہور کی یہ رائے ہے کہ تمام اسباب کو کھو کر توکل کرنا درجہ اعلیٰ ہے کہ سبب کوئی موجود ہی نہ ہو بلکہ اسی طرف نظر ہو۔ ان کے نزدیک توکل کامل یہ ہے کہ دوا بالکل نہ کرے اور توکل رکھے۔ (الورد الشذی ۲۷۷)

۱۳۶۹: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ وَاَنَّ الْغُسْلَ لَهَا

۲۱۳۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ نَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ نَا اَبُوْ غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ نَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ ثَنِيْ حَيَّةُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ ثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ لَاشَيْءَ فِي الْهَامِ وَالْعَيْنُ حَقٌّ۔

۲۱۳۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ نَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَحَدِيْثُ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ وَحَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ لَايَذْكُرَانِ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

۱۳۶۹: باب نظر لگ جانا حق ہے اور اس کیلئے غسل کرنا

۲۱۳۶: حضرت حیہ بن حابس تمیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہام (ایک پرندہ جس سے عرب بدفالی لیتے تھے) کوئی چیز نہیں لیکن نظر لگ جانا صحیح ہے۔

۲۱۳۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہو سکتی ہے تو وہ نظر بد ہے اور جب تمہیں لوگ غسل کرنے کا کہیں تو غسل کرو۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حیہ بن حابس کی روایت غریب ہے۔ اس روایت کو شعبان، یحییٰ بن ابی کثیر سے وہ حیہ بن حابس سے وہ اپنے والد سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ علی بن مبارک اور حرب بن شداد اس سند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح :لاشئ فی الھام: ا۔ بعض علماء کے نزدیک ہامۃ ایک پرندے کا نام ہے جورات کونکلتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد اُلو ہے۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مشہور تھا کہ یہ پرندہ اگر کسی کے دروازے پر آگرے تو یہ اس شخص یا اس کے گھر والوں کے لئے موت یا مصائب کی طرف اشارہ ہوتا ہے یعنی بدشگونی لیتے تھے مالک بن انس اس تشریح کے قائل ہیں۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عربوں کا یہ خیال تھا کہ مردے کی ہڈیاں یا اس کی روح پرندے کی شکل میں پرواز کرتی رہتی ہے۔ یہ معنی زیادہ مشہور ہے۔

الغرض آپ ﷺ نے اس پر رد فرمایا کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

والعین حق: یعنی نظر کا اثر برحق ہے۔ یہ معنی نہیں ہے کہ نظر لگنے کی تاثیر ذاتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسباب عادیہ کے طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسرے اسباب کی طرح اس میں بھی تاثیر رکھی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس کی نظر لگتی ہے اس کی آنکھوں میں کوئی خاص زہریلی لہریں ہوتی ہیں جو دوسرے اشخاص پر اثر انداز ہوتی ہیں جیسے کہ بعض زہریلے سانپ اس قدر زہریلے ہوتے ہیں کہ ان سے نظریں مل جانے کی صورت میں اندھاپن پیدا ہو جاتا ہے اور حاملہ عورتوں کا حمل گر جاتا ہے۔

بہر حال نظر رکھنے کی وجہ جو بھی ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں اثر رکھا ہے کہ بعض لوگوں کی نظر جلدی لگتی ہے بعض مرتبہ اپنے چاہنے والوں مثلاً والدین وغیرہ کی بھی نظر لگ جاتی ہے۔

نظر لگنے کا علاج: اذا استغسلتم فاغسلوا: یعنی جس شخص کی نظر لگی ہے۔ وہ وضو کرے اس کے وضوء کا پانی ایک برتن میں جمع کیا جائے پھر معیون (جس کو نظر لگتی ہے) کو اس پانی سے نہلائیں اس طرح کرنے سے عائن کی نظر کا اثر جاتا رہے گا۔

مسند احمد اور نسائی وغیرہ میں اس قسم کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ سفر پر تشریف لے گئے جب جحفہ کی ''خرار'' نامی گھاٹی میں پہنچے تو حضرت سہل بن حنیفؓ غسل کرنے لگے وہ تھے بھی سرخ وسفید اور خوبصورت جسم والے۔ عامر بن ربیعہ نے ان کی خوبصورتی دیکھی تو کہا کہ ''ما رایت کالیوم'' میں نے اس سے پہلے ایسا حسین جوان نہیں دیکھا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ سہل بے ہوش ہو کر گر پڑے آپ ﷺ کو بلایا گیا تو آپؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ ''ھل تتھمون بہ من احد'' کیا تم کسی کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتے ہو (جس کی نظر لگی ہو) تو صحابہ نے عامر بن ربیعہ کے بارے میں بتایا۔ آپؐ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور ان پر غصہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ ''علام یقتل احدکم اخاہ'' اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتے ہو ان کی تعجب خیز خوبی کو دیکھ کر تم نے برکت کی دعا کیوں نہ دی؟ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ تم اس کے لئے غسل کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، گھٹنے، پاؤں کے دونوں اطراف اور داخل ازار دھو کر اس کا پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ پھر یہ پانی ایک صاحب نے پشت کی جانب سے سہل کے سر اور کمر پر ڈالا اور برتن سے پانی انڈیل دیا گیا۔ چنانچہ سہل بالکل تندرست ہو گئے۔ (مسند احمد)

ملحوظہ: جس کی نظر لگتی ہو وہ جب بھی کسی عجلت کے حامل فرد یا اشیاء پر نظر ڈالے تو یہ پڑھے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ انشاء اللہ نظر نہیں لگے گی۔

۱۳۷۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّعْوِيْذِ

۱۳۷۰: باب تعویز پر اجرت لینا

۲۱۳۸: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ فَسَأَلْنَاهُمُ الْقِرٰى فَلَمْ يَقْرُوْنَا فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوْا هَلْ فِيْكُمْ مَنْ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا وَلٰكِنْ لَا أَرْقِيْهِ حَتّٰى تُعْطُوْنَا غَنَمًا قَالُوْا فَإِنَّا نُعْطِيْكُمْ ثَلَاثِيْنَ شَاةً فَقَبِلْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدَ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَأَ وَقَبَضْنَا الْغَنَمَ قَالَ فَعَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا تَعْجَلُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَيْهِ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ قَالَ وَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْبِضُوا الْغَنَمَ وَاضْرِبُوْا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَأَبُوْ نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ وَرَخَّصَ الشَّافِعِيُّ لِلْمُعَلِّمِ أَنْ يَأْخُذَ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ أَجْرًا وَيَرٰى لَهُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلٰى ذٰلِكَ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى شُعْبَةُ وَأَبُوْ عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔

۲۱۳۸: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا تو ہم ایک قوم کے پاس ٹھہرے اور ان سے ضیافت طلب کی لیکن انہوں نے ہماری میزبانی کرنے سے انکار کردیا۔ پھر ان کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا۔ وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی بچھو کے کاٹے پر دم کرتا ہے۔ میں نے کہا ہاں لیکن میں اس صورت میں دَم کروں گا کہ تم ہمیں بکریاں دو۔ انہوں نے کہا ہم تمہیں تیس بکریاں دیں گے۔ ہم نے قبول کرلیا اور پھر میں نے سات مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ ٹھیک ہوگیا اور ہم نے بکریاں لے لیں پھر ہمارے دل میں خیال آیا تو ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم جلدی نہ کریں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں۔ جب ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے پورا قصہ سنایا۔ فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے۔ بکریاں رکھ لو اور میرا حصہ بھی دو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابونضرہ کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔ امام شافعیؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے قرآن کی تعلیم دینے پر اجرت لینے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ انکے نزدیک اسے مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ شعبہ ابوعوانہ اور کئی راوی یہ حدیث ابومتوکل سے اور وہ ابوسعید سے نقل کرتے ہیں۔

۲۱۳۹: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ نَا شُعْبَةُ نَا أَبُوْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوْهُمْ وَلَمْ يُضَيِّفُوْهُمْ فَاشْتَكٰى سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوْا هَلْ عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ قُلْنَا نَعَمْ وَلٰكِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا وَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا عَلٰى ذٰلِكَ قَطِيْعًا مِنْ غَنَمٍ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَّا يَقْرَأُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ

۲۱۳۹: حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کی جماعت کا ایک بستی سے گزر ہوا بستی والوں نے ان کی میزبانی نہیں کی۔ پھر ان کا سردار بیمار ہوگیا تو وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہارے پاس اس کا علاج ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ لیکن تم لوگوں نے ہمیں مہمان بنانے سے انکار کردیا ہے اس لیے ہم اس وقت تک علاج نہیں کریں گے جب تک تم لوگ ہمارے لیے کوئی اجرت مقرر نہ کرو۔ پس انہوں نے اس پر بکریوں کا ایک ریوڑ اجرت مقرر کی۔ پھر ہم میں سے ایک صحابی نے اس

الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَلَمَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ نَهْيًا مِنْهُ وَقَالَ كُلُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ۔

پر سورہ فاتحہ پڑھی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے سامنے یہ قصہ بیان کیا۔ آپؐ نے پوچھا! تمہیں کیسے علم ہوا کہ یہ (سورہ فاتحہ) دم جھاڑ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے بکریاں لینے سے منع نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کھاؤ اور میرا بھی حصہ مقرر کرو۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اعمش کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ کئی راوی اسے ابوبشر جعفر بن ابووحشیہ سے وہ ابومتوکل سے وہ ابوسعید سے نقل کرتے ہیں۔ جعفر بن ایاس سے جعفر بن ابی وحشیہ مراد ہیں۔

تشریح: بعثنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی سریة فنزلنا بقوم: دار قطنی کی ایک روایت میں ہے کہ: بعثنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثلاثین رجلا فنزلنا بقوم لیلا: ہم تیس آدمیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اور ہم رات کے وقت ایک قوم کے پاس پہنچے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ ابوداؤد میں بھی مذکور ہے کہ علاقہ بن حجار نامی ایک صاحب نے تین دن تک ایک ایسے مجنون شخص کا علاج سورۂ فاتحہ سے کیا جو زنجیروں میں بندھا ہوا تھا۔ آپ دن میں دو مرتبہ اس پر دم فرماتے، چنانچہ وہ شخص بالکل تندرست ہو گیا اور اجرت کے طور پر ان کو لوگوں نے دو سو بکریاں دیں۔ انہوں نے حضور کو اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا "خذهما ولعمری من اکل برقیة باطل فقد اکلت برقة حق" کہ کرنے والے تو غلط قسم کی جھاڑ پھونک کے ذریعہ کماتے ہیں لیکن تو نے بالکل صحیح دم کر کے کمایا۔" (ابوداؤد)

مذکورہ روایات سے کلام اللہ کی تاثیر معلوم ہوئی، خاص طور پر سورۂ فاتحہ کی۔ اسی وجہ سے اس کا نام سورۂ شفاء بھی بتلایا گیا ہے علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> "جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ بعض کلاموں کے کچھ خواص اور منافع ہوا کرتے ہیں تو رب العالمین کے کلام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے خاص طور پر سورۂ فاتحہ کہ اس جیسی سورت قرآن میں اور اس کے علاوہ دیگر کتابوں میں نازل نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ سورت کتاب اللہ کے تمام معانی کو متضمن ہے۔ چنانچہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ناموں میں اصل الاصول اسماء موجود ہیں آخرت اور توحید کا تذکرہ ہے۔ مدد طلب کرنے میں صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف احتیاج کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگی گئی ہے اور سب سے افضل دعا اس میں موجود ہے اور وہ دعا سیدھے راستے (صراط مستقیم کی) رہنمائی طلب کرنا ہے۔ اور صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کی کمال معرفت، توحید، عبادت، اس کے امر پر عمل اور نواہی سے اجتناب، اور استقامت جیسے معانی کو

متضمن ہے اس سورت میں مخلوقات کی (دو) اصناف ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک انعام یافتہ لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ یقینی طور پر حق تعالیٰ کو پہنچانتے ہیں اور حق پر عمل کرتے ہیں اور دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں جو مغضوب علیہم ہیں۔ جو حق کو پہچاننے کے بعد اس سے کنارہ کش ہو گئے اور اس میں ضال اور گمراہ لوگ بھی شامل ہیں کہ جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت حاصل ہی نہیں کی (اور گمراہ ہو گئے)

اسی طرح اس سورت میں تقدیر کا ثبوت اسماء والصفات کا تذکرہ آخرت وتوبہ کا ذکر، تذکرہ النفس اور اصلاح قلب اور تمام اہل بدعت پر رد ہے اور یہ اسی سورت کی شان ہے کہ اس میں ہر بیماری کا علاج ہے (ملخصا من زاد المعاد)

تعویذات پر اجرت کا مسئلہ: مذکورہ روایات سے تعویذ اتم اور دم وغیرہ پر اجرت کا جواز معلوم ہوا۔ کہ اگر تعویذ یا دم وغیرہ میں غیر شرعی کلمات وافعال کا ارتکاب نہ کیا جائے تو اس پر اجرت لینا جائز ہے۔

تعلیم قرآن پر اجرت: اس حدیث سے ائمہ ثلاثہ نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے جواز کا مسئلہ مستنبط کیا ہے۔

متقدمین احناف کی رائے اس مسئلہ میں یہ ہے کہ طاعات مقصودہ کا اجارہ باطل ہے ان کے دلائل کتب فقہ میں موجود ہیں۔ البتہ متاخرین احناف نے ضرورت کی وجہ سے جواز کا فتویٰ دیا ہے یعنی ایسی طاعات مقصودہ جن کے ساتھ نظام اسلامی وابستہ ہے جیسے اذان، امامت، تعلیم قرآن اور تعلیم علوم شرعیہ، ان کے بارے میں جواز کا فتویٰ ہے۔

۱۳۷۱: بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّقٰى وَالْاَدْوِيَةِ

۲۱۴۰: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي خِزَامَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَآءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۱۴۱: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِي خِزَامَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِي خِزَامَةَ عَنْ اَبِيهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ اَبِي خِزَامَةَ عَنْ اَبِيهِ قَدْ رَوٰى غَيْرُ بْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي خِزَامَةَ عَنْ اَبِيهِ وَهٰذَا اَصَحُّ وَلَا نَعْرِفُ لِاَبِي خِزَامَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

۱۳۷۱: باب جھاڑ پھونک اور ادویات کے بارے میں

۲۱۴۰: حضرت ابوخزامہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم جھاڑ پھونک کریں یا دوا کریں اور پرہیز بھی کریں تو کیا یہ تقدیر الٰہی کو بدل سکتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خود اللہ کی تقدیر میں شامل ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۱۴۱: سعید بن عبدالرحمٰن اسے سفیان وہ زہری وہ ابن خزامہ وہ اپنے والد اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ ابن عیینہ سے یہ دونوں احادیث منقول ہیں۔ بعض نے بواسطہ ابوخزامہ ان کے والد سے اور بعض نے بواسطہ ابن ابی خزامہ، ابوخزامہ سے روایت کی۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ ہم ابوخزامہ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں جانتے۔

۱۳۷۲: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْكَمْأَةِ وَالْعَجْوَةِ

۱۳۷۲: باب کھمبی اور عجوہ (عمدہ کھجور)

۲۱۴۲: حَدَّثَنَا أَبُوعُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيْهَا شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ وَالْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ۔

۲۱۴۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عجوہ جنت کے میووں میں سے ہے اور اس میں زہر سے شفا ہے اور کھمبی مَنّ کی ایک قسم ہے (من وسلویٰ وہ کھانے جو بنی اسرائیل پر اترتے تھے) اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔ اس باب میں حضرت سعید بن زیدؓ، ابوسعیدؓ اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے محمد بن عمرو کی روایت سے صرف سعید بن عامر کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔

۲۱۴۳: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۱۴۳: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھمبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۱۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا الْكَمْأَةُ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۲۱۴۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کھمبی زمین کی چیچک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھمبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔ عجوہ (کھجور) جنت کے پھلوں میں سے ہے۔ اور اس میں زہر سے شفا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۲۱۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذٌ ثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذْتُ ثَلَاثَةَ أَكْمُؤٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ فَجَعَلْتُ مَاءَهُنَّ فِي قَارُوْرَةٍ فَكَحَلْتُ بِهِ جَارِيَةً لِي فَبَرَأَتْ۔

۲۱۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھمبیاں لیں انہیں نچوڑا اور ان کا پانی ایک شیشی میں رکھ لیا۔ پھر اسے ایک لڑکی کی آنکھوں میں ڈالا تو وہ صحیح ہوگئی۔

۲۱۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ الشُّوْنِيْزُ

۲۱۴۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کلونجی، موت کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں

دَوَآءٌ مِنْ كُلِّ دَآءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ قَتَادَةُ يَأْخُذُ كُلَّ يَوْمٍ إِحْدٰى عِشْرِيْنَ حَبَّةً فَيَجْعَلُهُنَّ فِيْ خِرْقَةٍ فَيَنْقَعُهُ فَيَسْتَعِطُ بِهٖ كُلَّ يَوْمٍ فِيْ مِنْخَرِهِ الْأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْأَيْسَرِ قَطْرَةً وَالثَّانِيْ فِي الْأَيْسَرِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْأَيْمَنِ قَطْرَةً وَالثَّالِثِ فِي الْأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْأَيْسَرِ قَطْرَةً

کہ وہ ہر روز اکیس دانے لے کر ایک کپڑے میں رکھتے اور اسے پانی میں تر کر لیتے۔ پھر ناک کے دائیں نتھنے میں دو قطرے، بائیں میں ایک قطرہ، دوسرے دن دائیں نتھنے میں ایک قطرہ، بائیں میں دو، تیسرے دن دائیں نتھنے میں دو قطرے اور بائیں نتھنے میں ایک قطرہ ڈالتے۔

تشریح: الکمأة بغیر پتوں اور ٹہنی کے ایک سفید چھتری نما نبات ہوتی ہے خودرو ہے۔ اکثر برسات میں ہوتی ہے۔ زیادہ تر ریتلے علاقوں میں بارش کے بعد نمودار ہوتی ہے اس کو سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں اس کو بھون کر پکایا بھی جاتا ہے۔ تل کر بھی کھاتے ہیں۔ فارسی میں اس کو سماروغ اور اردو میں کھمبی کہتے ہیں۔

عجوۃ: مدینہ کی کھجوروں کی ایک قسم ہے۔ سیاہ رنگ اور بڑی گٹھلی والی ہوتی ہے۔ انتہائی بابرکت اور موجب شفاء ہے۔

۱۳۷۳: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ أَجْرِ الْكَاهِنِ

۱۳۷۳: باب کاہن کی اجرت

۲۱۴۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۲۱۴۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ثمن الکلب: احناف کے نزدیک کتے کی بیع جائز ہے اور عالمگیری میں ہے۔ ویجوز بیع جمیع الحیوانات سوی الخنزیر وھو المختار کذا فی جواھر الاخلاطی (عالمگیری: کتاب البیوع، الباب التاسع ۳/۱۱۴) نیز شامی میں ہے۔

وصح بیع الکلب ولو عقورا والفھد والفیل والقردۃ والسباع بسائر انواعھا حتی الھرۃ و کذا الطیور علمت اولا سوی الخنزیر وھو المختار (شامی: کتاب البیوع، باب المتفرقات ۴/۱۳۹)

اور حدیث باب کی تین توجیہات ہوسکتی ہیں۔

۱۔ اس سے وہ کتا مراد ہے جس کا پالنا جائز نہیں۔

۲۔ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی ناسخ وہ احادیث ہیں۔ جن میں الاکلب صید کا استثناء ہے۔ چنانچہ نسائی کی روایت ہے۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمن الکلب الا کلب صید۔

۳۔ نہی تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔ کیونکہ آئندہ ابواب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ثمن الکلب والسنور۔

اس حدیث میں بلی کو بھی شامل کرلیا گیا ہے حالانکہ بلی کی بیع کسی کے نزدیک بھی حرام نہیں۔

وحلوان الکاہن:

کاہن کی تعریف: الکاھن الذی یتعاطی الخبر عن الکائنات فی مستقبل الزمان ویدعی معرفة الاسرار۔
یعنی کاہن وہ ہے جو کائنات کے حوالہ سے مستقبل کی خبریں دینے کا دعویٰ کرے اور پوشیدہ رازوں کی معرفت کا مدعی ہو۔

یہاں کاہن کا لفظ نجومی، عراف وغیرہ کو بھی شامل ہے اور حدیث کے مطابق ان کے پاس جانا اجرت لینا دینا سب ناجائز ہے۔

۱۳۷۴: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ التَّعْلِيْقِ

۲۱۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوْيَهَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنْ عِيْسٰی وَهُوَابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ اَبِیْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِیِّ اَعُوْدُهٗ وَبِهٖ حُمْرَةٌ فَقُلْتُ اَلَا تُعَلِّقُ شَيْئًا قَالَ الْمَوْتُ اَقْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيْهِ وَحَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُكَيْمٍ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی۔

۲۱۴۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰی بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَفِی الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ۔

۱۳۷۴: باب گلے میں تعویز لٹکانے کے بارے میں

۲۱۴۸: حضرت عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عکیم ابومعبد جہنی کے پاس ان کی عیادت کیلئے گیا تو ان کے جسم پر مرض کی سرخی تھی ۔میں نے عرض کیا آپ کوئی چیز (تعویز) کیوں نہیں گلے میں ڈال لیتے ۔فرمایا موت اس سے زیادہ قریب ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی چیز لٹکائی وہ اس کے سپرد کردیا جائیگا یعنی مدد غیبی نہیں رہے گی۔ عبداللہ بن عکیم کی روایت کو ہم ابن ابی لیلیٰ کی روایت سے جانتے ہیں۔

۲۱۴۹: محمد بن بشار بھی یحییٰ بن سعید سے اور وہ ابن ابی لیلیٰ سے اس کے ہم معنیٰ حدیث بیان کرتے ہیں ۔اس باب میں عقبہ بن عامرؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔

۱۳۷۵: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَبْرِيْدِ الْحُمّٰی بِالْمَآءِ

۲۱۵۰: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْحُمّٰی فَوْرٌ مِنَ النَّارِ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَامْرَاَةِ الزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ۔

۱۳۷۵: باب بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنا

۲۱۵۰: حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بخار، آگ کا جوش ہے، اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ اس باب میں حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ کی بیوی سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۲۱۵۱: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِیُّ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحُمّٰی مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ۔

۲۱۵۱: حضرت عائشہ رضی اللہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے۔ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۲۱۵۲: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ

۲۱۵۲: ہارون بن اسحٰق ،عبدۃ سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ

ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَفِیْ حَدِیْثِ اَسْمَاءَ کَلَامٌ اَکْثَرُ مِنْ هٰذَا وَکِلَا الْحَدِیْثَیْنِ صَحِیْحٌ۔

فاطمہ بنت منذر سے وہ اسماء بنت ابوبکر سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اسماءؓ کی حدیث اس سے زیادہ طویل ہے اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

۲۱۵۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِیُّ ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبَةَ عَنْ دَاؤُدَ بْنِ حُصَیْنٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمّٰی وَمِنَ الْاَوْجَاعِ کُلِّهَا اَنْ یَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبَةَ وَاِبْرَاهِیْمُ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ وَیُرْوٰی عِرْقٌ یَعَّارٌ۔

۲۱۵۳: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو بخار اور تمام دردوں پر ہر دعا بتایا کرتے تھے "بسم اللہ.....الخ (ترجمہ اللہ کبیر کے نام سے ہر پھڑ کنے والی رگ اور دوزخ کی گرمی سے اللہ تعالیٰ عظمت والے کی پناہ چاہتا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ ابراہیم کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے۔ اس حدیث میں "عرق یعار" کے الفاظ ہیں یعنی آواز کرنے والی رگ۔

تشریح: الحمی فور من النار: ایک روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں الحمی فیح جہنم۔ حاصل دونوں کا ایک ہی ہے یعنی بخار جہنم کے جوش اور گرمی سے ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں مختلف اقوال ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہاں حقیقی معنی مراد ہیں: یعنی بخار میں مبتلا شخص کے جسم کی گرمی حقیقتاً جہنم کی آگ کا جوش ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انسانی جسم میں اس کو اس وجہ سے ظاہر فرماتے ہیں تاکہ انسان اس سے عبرت پکڑے اور جسم کی گرمی اس کو جہنم کی گرمی کی یاد دلا دے جس طرح دنیا کی راحتیں اور لذات جنت کی نعمتوں کا پرتو ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ نعمتیں جنت یاد دلانے کے لئے رکھی ہیں اسی طرح جسم کی گرمی کا معاملہ ہے۔

۲۔ ایک قول یہ ہے کہ: یہاں بطور مثال اور تشبیہ کے یہ فرمایا گیا ہے یعنی بخار کی گرمی جہنم کی گرمی کے مشابہ ہے۔ معنی اول زیادہ راجح اور پسندیدہ ہے۔

فابردوھا: پانی سے ٹھنڈا کرنے کا حکم پانی ڈالنا، سر پاؤں وغیرہ پر گیلی پٹیاں رکھنا، نہانا سب کو عام ہے۔ یعنی یہاں حقیقی معنی مراد ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ ٹھنڈا پانی صدقہ کرنا مراد ہے کہ پانی صدقہ کرنے سے بخار کی شدت میں کمی واقع ہوتی ہے لیکن یہ قول مرجوح ہے۔

باقی رہا یہ اشکال کہ پانی بعض مرتبہ بخار کے لئے مضر ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بعض مرتبہ طبیعت، موسم اور وقت کے اختلاف کی وجہ سے ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ موسم وطبیعت کے اختلاف کی وجہ سے پانی بخار والے کے لئے مضر ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں اس کی تفصیل بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا یہ حکم اہل حجاز کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے کہ استنجاء کے وقت آپ ﷺ نے فرمایا شرقوا او غربوا۔ مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف۔ اب ہمارے دیار میں تو رخ قبلہ

مغرب ہی کی جانب ہے لہٰذا یہ حکم اہل حجاز کے ساتھ خاص ہوگا۔ لہٰذا یہ حکم بھی اہل حجاز اور ان ممالک کو لاحق ہوگا جو گرم خشک ہیں۔
(زادالمعاد)

جبکہ ہمارے دیار میں بھی بخار میں سر، پاؤں پر پٹیاں کرنے یا پورے جسم کو گیلے کپڑے سے رگڑنے کا حکم دیتے ہیں لہٰذا یہ کیا جاسکتا ہے ویسے تو یہ حکم عام ہے لیکن بعض مرتبہ طبیعت وموسم کے اختلاف کی بناء پر بخار والوں کو پانی مضر ہوتا ہے۔ لیکن بہتری یہی ہے کہ حدیث کو بلا تاویل تسلیم کیا جائے، جیسا کہ الورد الشذی میں ہے۔

> اصل یہ ہے کہ ہر ایک بخار میں یہ علاج نافع ہے بعض افراد کو نقصان ہونے سے علاج میں سقم نہیں آتا، بہت سی ادویہ سے بعض دفعہ نفع نہیں ہوتا، مگر ان کے کامل ومجرب ہونے میں کلام نہیں ہوتا، ایسے ہی یہ علاج ہے اگر نقصان ہوگیا تو علاج سے نہیں ہوا بلکہ بلا اس کے بھی ہوجاتا پس اس علاج کو ایک خاص قسم کے ساتھ مخصوص ماننا ٹھیک نہیں، مگر فساد عقیدہ اہل زمانہ کے خوف سے یہی تاویل بہتر ہے۔

۱۳۷۶: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْغِيلَةِ

۲۱۵۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا يَحْيَى بْنُ اِسْحَاقَ نَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ بِنْتِ وَهْبٍ وَهِيَ جُدَامَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ اَرَدْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيَالِ فَاِذَا فَارِسُ وَالرُّوْمُ يَفْعَلُوْنَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ اَوْلَادَهُمْ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَكَذَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ مَالِكٌ وَالْغِيَالُ اَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ۔

۲۱۵۵: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ اَحْمَدَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْاَسَدِيَّةِ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰى ذُكِرْتُ اَنَّ فَارِسَ وَ الرُّوْمَ

۱۳۷۶: باب بچے کو دودھ پلانے کی حالت میں بیوی سے جماع کرنے کے بارے میں

۲۱۵۴: حضرت جدامہ بنت وہب فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ تم لوگوں کو بچے کو دودھ پلانے والی بیوی سے صحبت کرنے سے منع کروں لیکن میں نے دیکھا کہ فارس اور روم والے ایسے کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس باب میں حضرت اسماء بنت یزید سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک اسے اسود سے وہ عائشہؓ سے وہ جدامہ بنت وہب اور وہ نبی اکرمؐ سے اسی کی مثل نقل کرتے ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ غیلہ اسے کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی سے دودھ پلانے کے زمانے میں صحبت کرے۔

۲۱۵۵: حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ حالتِ رضاعت میں جماع سے منع کردوں۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایرانی (فارس) اور رومی ایسا کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو نقصان نہیں پہنچاتے۔

يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ وَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ قَالَ مَالِكٌ وَ الْغِيْلَةُ اَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ تُرْضِعُ قَالَ عِيْسَى ابْنُ اَحْمَدَ وَثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ نَحْوَهٗ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

مالک فرماتے ہیں کہ غیلہ سے مراد عورت سے حالتِ رضاعت میں صحبت کرنا ہے۔ عیسیٰ بن احمد کہتے ہیں کہ ہم سے اسحٰق بن عیسیٰ نے بواسطہ مالک ابوالاسود سے اس کے ہم معنیٰ حدیث راویت کی۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: غیل کا مطلب ہے وهو ان يجامع الرجل زوجته وهي مرضع و كذلك اذا حملت وهي مرضع۔ یعنی شوہر کا بیوی سے جماع کرنا اس حال میں کہ وہ حالت رضاعت یا حالت حمل میں ہو آپ ﷺ نے اس وجہ سے منع فرمانا چاہا کہ عرب غیلہ سے احتراز کرتے تھے ان کا گمان یہ تھا کہ اس طرح کرنے سے بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اور یہ خیال ان کے درمیان بہت ہی زیادہ مشہور و معروف تھا۔ اس وجہ سے آپؐ نے ممانعت کا ارادہ فرمایا، لیکن جب آپؐ نے اہلِ فارس وروم کا مشاہدہ فرمایا کہ غیلہ کے ارتکاب کے باوجود ان کی اولاد صحت مند رہتی ہے تو آپؐ نے ممانعت کا ارادہ ترک فرمادیا۔

لہٰذا ابوداؤد کی روایت لاتقتلوا اولادكم سرا فان الغيل يدرك الفارس فيه عشرة عن فرسه۔ اس روایت کی وجہ سے منسوخ ہے۔

١٣٧٧: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ

١٣٧٧: باب نمونیہ کے علاج کے بارے میں

٢١٥٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْعَتُ الزَّيْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ قَالَ قَتَادَةُ وَيَلُدُّ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِيْ يَشْتَكِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اسْمُهٗ مَيْمُوْنٌ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ۔

٢١٥٦: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمونیہ والے کیلئے زیتون اور ورس (زرد رنگ کی بوٹی) کا علاج تجویز کیا کرتے تھے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ دوا منہ کے اسی جانب سے ڈالی جائے گی جس طرف درد ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعبداللہ کا نام میمون ہے یہ بصری شیخ ہیں۔

٢١٥٧: حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ الْبَصْرِيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ رَزِيْنٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ثَنَا مَيْمُوْنٌ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَدَاوٰى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مَيْمُوْنٍ وَقَدْ رَوٰى عَنْ مَيْمُوْنٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَذَاتُ الْجَنْبِ يَعْنِي السِّلَّ۔

٢١٥٧: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ذات الجنب (نمونیہ) کا علاج زیتون اور قسط بحری (کٹھ) سے کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف میمون کی زید بن ارقم سے روایت سے جانتے ہیں۔ میمون سے کئی اہل علم یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ ذات الجنب سے مراد سِل (پھیپھڑے کی بیماری) ہے۔

تشریح: ذات الجنب نمونیا کو کہتے ہیں۔ اس کا لفظی معنی ہے پہلو کی تکلیف۔ امام ترمذیؒ نے اس کی تشریح ''سل'' سے کی ہے جبکہ سل کا اطلاق پھیپھڑوں کے زخموں پر ہوتا ہے۔

جو کہ ذات الجنب یعنی تپ دق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یعنی اس کی ابتدائی شکل یہ ہوتی ہے کہ پھیپھڑے کی جھلی میں ورم آجاتا ہے پھر جھلی اور پھیپھڑے کے درمیان نمی پیدا ہو جاتی ہے جس کو نمونیا، تپ دق اور ذات الجنب کہتے ہیں پھر اس کے بعد پھیپھڑے میں زخم ہو جاتے ہیں جس کو سل کہتے ہیں۔ یہی تشریح نہایہ میں علامہ جزریؒ نے کی ہے کہ: ذات الجنب هی الدبیلة والامل الکبیرة التی تظهر فی باطن الجنب وتنفجر الی داخل و قلما یسلم صاحبها وذوالجنب الذی یشتکی جنبه بسبب الدبیلة۔ یعنی وہ بڑا پھوڑا جو لبوں کی اندرونی سطح پر ظاہر ہوتا ہے اور پھر بیرونی سطح تک سرایت کر جاتا ہے اور (بیرونی سطح تک سرایت کر جانے سے) بہت کم لوگ محفوظ رہتے ہیں ذوالجنب وہ شخص جس کے پہلو میں زخم کی وجہ سے تکلیف ہو۔ (النہایہ) چنانچہ سل کی تعریف یہ کی گئی ہے: السل هو قرحة الرية مع الدق۔ لہٰذا سل کا حقیقی اطلاق ذات الجنب پر کرنا درست نہیں۔

ورس: یہ ایک قسم کا پودا ہے رنگائی کے کام میں بھی آتا ہے ذات الجنب میں اس کے استعمال کا طریقہ حضرت قتادہؒ سے مروی ہے کہ ورس کے پتوں کو پیس کر زیتون کے تیل میں ڈال لیا جائے اور پھر اس کو بطور دوا کے منہ میں اس جانب سے ڈالا جائے جس جانب پہلو میں درد ہے۔

امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتداوى من ذات الجنب بالقسط البحرى۔

علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اطباء کے ہاں ذات الجنب کی دو اقسام ہیں۔ (۱) حقیقی (۲) غیر حقیقی

ذات الجنب حقیقی۔ یہ پسلیوں کی اندرونی جھلی میں ہوتا ہے اس کی وجہ سے مریض پانچ قسم کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (۱) بخار۔ (۲) کھانسی (۳) نخس (دباؤ) ۴۔ ضیق نفس (سانس کی تنگی) (۵) نبض منشاری

ذات الجنب غیر حقیقی: گیس و تبخیر کی وجہ سے پہلو میں انتڑیوں اور پیٹ کی کھال کے درمیان درد اٹھتا ہے جو ذات الجنب کے درد کے مشابہ ہوتا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قسط بحری کا جو علاج فرمایا گیا وہ ذات الجنب حقیقی کے لئے نہیں ہے بلکہ غیر حقیقی کے لئے ہے، جس میں گیس اٹھنے سے درد ہوتا ہے اور قسط بحری سے مراد عود ہندی ہے۔ کہ عود ہندی کو باریک پیس کر زیتون کے گرم تیل میں ملا کر گیس والی جگہ پر لیپ کیا جائے یا چاٹ لیا جائے تو اس مرض میں مفید اور دافع ریح ہے۔ باطنی، اعضاء کو تقویت دیتا ہے اور رکاوٹ دور کرتا ہے۔

اور قسط بحری ذات الجنب حقیقی میں اس وقت فائدہ دے سکتی ہے جبکہ ذات الجنب کا مرض بلغمی مادے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ (ملخصا من زاد المعاد)

۱۳۷۸: بَابٌ

۲۱۵۸: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا مَعْنٌ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۱۳۷۸: باب

۲۱۵۸: حضرت عثمان بن ابی عاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے مجھے اس وقت اتنا شدید درد تھا

كَعْبِ السَّلَمِيِّ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ اَنَّهُ قَالَ اَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيْ وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْ بِيَمِيْنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِهٖ اَهْلِيْ وَغَيْرَهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کہ قریب تھا کہ میں اس سے ہلاک ہو جاؤں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے سیدھے ہاتھ سے درد کی جگہ کو چھوؤ اور سات مرتبہ یہ پڑھو ''اعوذ........الخ۔ (ترجمہ اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت اور غلبہ کے ساتھ ہر اس چیز کے شر سے جسے میں پاتا ہوں پناہ مانگتا ہوں۔ عثمان کہتے ہیں کہ میں نے یہ عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء عطا فرما دی۔ اب میں ہمیشہ گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو یہ دعا بتاتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۷۹: بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّنَا

۱۳۷۹: باب سَنا کے بارے میں

۲۱۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنِيْ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلَهَا بِمَا تَسْتَمْشِيْنَ قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ اَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيْهِ شِفَآءٌ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۲۱۵۹: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا کہ تم کسی چیز کا مسہل (یعنی جلاب) لیتی ہو تو عرض کیا کہ شبرم کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو بہت گرم اور سخت ہے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں پھر میں نے سَنا کے ساتھ جلاب لیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر کسی چیز میں موت سے شفا ہوتی تو اس (سَنا) میں ہوتی۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: شبرم: حب يشبه الحمص، يطبخ ويشرب ماء ه للتداوي۔ یہ چھوٹے دانوں کے مشابہ ہوتا ہے اس کو پانی میں ابال کر بطور علاج کے پیا جاتا ہے۔

سنا: اس کو سنا مکی بھی کہا جاتا ہے اس کا مزاج گرم خشک ہوتا ہے۔ قلب کے لئے مقوی ہے عضلات میں انشراح پیدا کرتی ہے۔ خارش اور آدمی سر کے درد کے لئے مفید ہے طب میں اس کے بے شمار فوائد بیان کیے گئے ہیں۔

۱۳۸۰: بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّدَاوِيْ بِالْعَسَلِ

۱۳۸۰: باب شہد سے علاج کے بارے میں

۲۱۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَقَيْتُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْقِهٖ عَسَلًا فَقَالَ فَسَقَاهُ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَ اللّٰهُ وَ كَذَبَ

۲۱۶۰: حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو دَست لگے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ وہ دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ میں نے اسے شہد پلایا تو دَست اور زیادہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ اس نے پھر شہد دیا اور دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ اس سے دست مزید بڑھ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

بَطْنُ اَخِيكَ فَسَقَاهُ عَسَلاً فَبَرَأَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

سچے ہیں اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اسے پھر شہد پلاؤ۔ پس اسے شہد پلایا۔ اور وہ صحت یاب ہو گیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: صدق الله و کذب بطن اخيك: چونکہ شہد کے حوالہ سے فرداللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: فيه شفاء للناس اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ (سورۃ النحل: ۶۹) اس وجہ سے فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ تو جھوٹا ہوسکتا ہے اللہ کا فرمان جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

بعض لوگ اشکال کرتے ہیں کہ دست وغیرہ پیٹ میں گرمی کی وجہ سے ہوتے ہیں اور شہد کی تاثیر بھی گرم ہے۔ اس کو تو مزید بیماری میں اضافہ ہوگا؟

تو جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات ایسی ہے جو ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ آپ کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوا کہ سودی لین دین سے مال کم ہوتا ہے اور ظاہر یہ بتاتا ہے کہ مال بڑھتا ہے۔ زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ اس کی ادائیگی سے مال کم ہوتا ہے دکان چھوڑ کر مسجد میں جانا بظاہر دکانداری کا نقصان معلوم ہوتی ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ نماز میں رزق کی برکت پوشیدہ ہے۔ تاجروں کو ظاہر کی آنکھ جھوٹ بولنے میں لاکھوں کا فائدہ دکھاتی ہے اللہ کے رسول ﷺ فرمارہے ہیں کہ الکذب يهلك۔ جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ الغرض آپ کی بے شمار تعلیمات کو ہم عقل اور ظاہر کی آنکھ سے نہیں دیکھتے بلکہ سمعنا واطعنا کا مصداق بننا چاہئے۔ اور پھر ان ارشادات کی برکات اللہ تبارک وتعالیٰ ظاہر میں دکھا بھی دیتے ہیں اسی کا نام ایمان ہے۔ چنانچہ اس شخص نے آپ کی بات ظاہر کے خلاف مان لی اور برابر عمل کرتا رہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی۔ بالکل اسی طرح دیگر احکامات وتعلیمات ہیں کہ انسان ان پر عمل درآمد کے لئے مسلسل آگے بڑھتا رہے۔ استقامت دکھاتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایک دن ان احکامات کی برکات بھی ظاہر فرمادیتے ہیں۔ اللهم اجعلنا من المؤمنين بالغيب۔

۱۳۸۱: بَابٌ

۲۱۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمِنْهَالَ ابْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَعُودُ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ إِلَّا عُوفِيَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو۔

۱۳۸۱: باب

۲۱۶۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ کسی ایسے بیمار کی عیادت کرے جس کی موت کا وقت نہ آچکا ہو اور سات باریوں کہے "اسالک......الخ"۔ میں اللہ بزرگ و برتر اور عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرمائے۔ تو مریض تندرست ہوجاتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف منہال بن عمرو کی روایت سے جانتے ہیں۔

۱۳۸۲: بَابٌ

۲۱۶۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ الرِّبَاطِيُّ ثَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ ثَنَا مَرْزُوقٌ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ ثَنَا سَعِيدُ

۱۳۸۲: باب

۲۱۶۲: حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو بخار ہو جائے

رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ اَخْبَرَنَا ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمُ الْحُمّٰى فَاِنَّ الْحُمّٰى قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَآءِ فَلْيَسْتَنْقِعْ فِيْ نَهْرٍ جَارٍ فَلْيَسْتَقْبِلْ جِرْيَتَهٗ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَلْيَغْمِسْ فِيْهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِيْ ثَلَاثٍ فَخَمْسٌ فَاِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِيْ خَمْسٍ فَسَبْعٌ فَاِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِيْ سَبْعٍ فَتِسْعٌ فَاِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِاِذْنِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

تو وہ اسے پانی سے بجھائے اور بہتی نہر میں اتر کر جس طرف سے پانی آ رہا ہو اس طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھے "بسم اللہ....الخ" یعنی اللہ کے نام سے ابتداء کرتا ہوں۔ اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول ﷺ کو سچا کر۔ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے نہر میں اترے۔ پھر اسے چاہیے کہ نہر میں تین غوطے لگائے اور تین دن تک یہ عمل کرے۔ اگر تین دن تک صحت یاب نہ ہو تو پانچ دن اور اگر اس میں بھی نہ ہو تو سات دن اور پھر اگر سات دنوں میں بھی شفا نہ ہو تو نو دن تک یہ عمل کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا یہ مرض نو دن سے تجاوز نہیں کرے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۳۸۳: بَابُ التَّدَاوِيْ بِالرَّمَادِ

۲۱۶۳: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سُئِلَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَاَنَا اَسْمَعُ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَاْتِيْ بِالْمَآءِ فِيْ تُرْسِهٖ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْهُ الدَّمَ وَاُحْرِقَ لَهٗ حَصِيْرٌ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۸۳: باب راکھ سے زخم کا علاج کرنے کے بارے میں

۲۱۶۳: حضرت ابو حازم کہتے ہیں کہ سہل بن سعدؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زخم کا کس طرح علاج کیا گیا۔ فرمایا اس کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لاتے' حضرت فاطمہؓ زخم کو دھوتیں اور میں بوریا جلاتا پھر اس کی راکھ آپ ﷺ کے زخم مبارک پر چھڑک دیتے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: یہ واقعہ غزوہ احد کا ہے جس میں خود کے ٹکڑے آپؐ کے ماتھے میں گڑ گئے تھے۔

مابقی احد اعلم به مني: یہ مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کا علم رکھنے والے دیگر حضرات اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میں ہی باقی رہ گیا ہوں۔

راکھ سے علاج میں مصلحت: چونکہ راکھ میں جاذبیت ہوتی ہے اس وجہ سے اس میں خون روکنے کی قوت ہوتی ہے جیسا کہ آج کل سفوف وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں اس زمانہ میں یہی دیسی طریقہ علاج تھا کہ معمولی زخم میں ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ڈالنے سے خون رک جاتا تھا اور زخم زیادہ ہونے کی صورت میں یہ طریقہ استعمال کیا جاتا۔ آپؐ کے ماتھے کا زخم چونکہ کافی گہرا تھا۔ اس وجہ سے راکھ کے ذریعہ زخم بھرا گیا۔

۱۳۸۴: بَابٌ

۲۱۶۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُوْنِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۱۳۸۴: باب

۲۱۶۴: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی مریض کے پاس عیادت کے لئے جاؤ تو اس کی درازی عمر کیلئے دعا کیا کرو۔ یہ تقدیر

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَايَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ نَفْسَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

کو تو نہیں بدلتی لیکن اس کے (یعنی مریض کے) دل کو خوش کرتی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: **فنفسوا له في اجله:** یعنی ایسے کلمات کی ادائیگی کی جائے جو اس کا حوصلہ بڑھادیں۔ مثلاً کہا جائے۔ لاباس طهور ان شاء الله۔ کوئی حرج نہیں آپ بہت جلد تندرست ہو جائیں گے ان شاءاللہ۔ یطول الله عمرك۔ اللہ آپ کی عمر میں اضافہ کرے۔ يعافيك الله۔ اللہ آپ کو عافیت بخشے۔ يشفيك الله۔ اللہ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔ ليس مرضك صعبا۔ آپ کی بیماری ایسی نہیں ہے جو دور نہ ہو۔

ایسے کلمات نہیں کہنے چاہئیں کہ اس کی بیماری میں مزید اضافہ ہو جائے۔ جیسے بعض لوگ بیمار کو دیکھتے ہی بول اٹھتے ہیں ارے! آپ اتنے کمزور ہو گئے۔ آپ تو بڑے نڈھال دکھائی دے رہے ہیں وغیرہ۔

فان ذلك لايرد شيئا: اس سے تقدیر تو نہ بدلے گی۔ یعنی اگر اس کے مقدر میں اس بیماری میں موت لکھی ہے تو وہ تو بہر حال اپنے وقت پر آکر رہے گی لیکن مریض خوش ہو جائے گا۔

اس وجہ سے عیادت کے آداب بھی سیکھنے کی چیز ہیں۔

خلاصة الابواب : انسانی زندگی میں صحت و بیماری کے دور آتے رہتے ہیں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مرض کے دوران پرہیز کرنے اور علاج کرنے کی ہدایت کی۔

(۲) مریض کو زبردستی کھانے پینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ (۳) کلونجی کا استعمال کہ اس میں ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ (۴) بیماری میں شدت کے باعث اکثر اوقات انسان زندگی کو ختم کرنے کے متعلق سوچتا ہے نبی کریم ﷺ اس کی سختی سے ممانعت اور وعید سنائی کہ جو کوئی زہر یا کسی بھی طریقے سے خودکشی کرے گا اس کو یہ سزا ہمیشہ ملتی رہے گی۔ بیماری رب کی طرف سے آزمائش ہیں لہٰذا اس کو یہ صبر سے برداشت کرنا چاہئے۔ (۵) ہر نشہ آور چیز سے علاج حرام ہے۔ (۶) آپ ﷺ کی سیرت میں سرمہ کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ (۷) پچھنے لگانا حضور ﷺ سے ثابت ہے جبکہ داغ لگانے کے بارے میں ممانعت اور اثبات والی احادیث موجود ہیں۔ (۸) آپ ﷺ نے مہندی کو اکثر کانٹے کے زخم میں بھی استعمال کیا۔ (۹) قرآنی آیات سے دم کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ احادیث سے معوذتین، فاتحہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ دم کا معاوضہ لینا جائز نہیں اگر کوئی اپنی خوشی سے دے دے تو یہ جائز ہے۔ (۱۰) دم، دوا، پرہیز تقدیر ہی کی ایک شکل ہیں۔ (۱۱) کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن (غیبی علوم کے دعوے دار) کی اجرت سے ممانعت فرمائی۔ (۱۲) شہد کا استعمال عام زندگی میں اور بیماری میں کرنا چاہئے کیونکہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق اس میں شفا ہے۔ اسی طرح کلونجی، شہرم نیز اللہ تبارک وتعالیٰ سے کثرت سے دعا کرنا چاہئے۔

☆......☆......☆

أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابواب فرائض

جو مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ماقبل ابواب سے ربط: ماقبل ابواب میں طب سے متعلق تفصیل تھی امراض اوران کے علاج کا تذکرہ تھا۔اب ان ابواب میں موت کے بعد تقسیم میراث کے مسائل کا تذکرہ ہے دونوں ابواب کی مناسبت ظاہر ہے کہ ماقبل میں مرض زیر بحث تھا اب مرگ کے مسائل کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

فرائض کا لغوی معنی: فرائض فریضۃ کی جمع ہے۔اور فعیل بمعنی مفعول ہے یعنی فریضۃ مفروضۃ کے معنی میں ہے یعنی مقرر شدہ حصص چونکہ اس علم میں مقرر حصوں سے بحث کی جاتی ہے جو معلوم المقدار ہوتے ہیں اس وجہ سے اس کو علم الفرائض کہتے ہیں الفرض علم فرائض کا حاصل یہ ہوا کہ العلم بالسھام المعینۃ المعلومۃ المقدار۔

اوراس کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت میراث کے آخر میں اس کو فریضہ قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔فریضۃ من اللّٰہ۔اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس علم کو فرائض کے نام سے موسوم کیا۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"تعلموا الفرائض"

اصطلاحی تعریف: ھو علم یبحث فیہ عن انتقال ملك المیت الی ورثتہ الاحیاء وعن احوال تلك الورثۃ وعن السھام المقدرۃ لکل واحد منھم۔وہ علم جس میں میت کی ملک کے اس کے ورثہ کی طرف منتقل ہونے سے بحث کی جاتی ہے اوران ورثہ کے احوال سے بحث کی جاتی ہے اور جس میں ہر ایک کے مقررہ حصوں سے بحث کی جاتی ہے۔

موضوع: السھام المقدرۃ ومستحقوھا۔یعنی مقرر شدہ حصے اوران کے مستحقین سے بحث کرنا یہ اس علم کا موضوع ہے۔

غرض وغایت: ایصال الحقوق (السھام) الی الورثۃ ای الی مستحقیھا۔حقوق (مالیہ) کا ان کے ورثاء تک پہنچانا۔

علم میراث کا ماٰخذ: علم میراث کا ماٰخذ مصدر کتاب اللہ سنت رسول اوراجماع ہیں!کتاب اللّٰہ: یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم (سورۃ النساء) کلالہ کے بارے میں سورۃ نساء کی آخری آیات (۱۷۶)

ذوی الارحام کے بارے میں سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۷۵۔

سنت رسول: آئندہ ابواب میں آنے والی تمام احادیث۔

اجماع امت: مثلاً صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ دادی ایک ہو یا تعداد میں زیادہ ان کا حصہ سدس ہی ہے ابواب الفرائض کے ابواب واحادیث کی تعداد،اس مقام پر بیس ابواب اور چھبیس احادیث ہیں۔

۱۳۸۵: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ

۲۱۶۵: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ ثَنَا اَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى ﷺ اَطْوَلَ مِنْ هٰذَا وَاَتَمَّ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاَنَسٍ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ مَنْ تَرَكَ ضِيَاعًا يَعْنِيْ ضَائِعًا لَيْسَ لَهٗ شَيْءٌ فَاِلَيَّ يَقُوْلُ اَنَا اَعُوْلُهٗ وَاُنْفِقُ عَلَيْهِ۔

۱۳۸۵: باب جس نے مال چھوڑا وہ وارثوں کیلئے ہے

۲۱۶۵: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے عیال (بال بچے) چھوڑے ان کی نگہداشت و پرورش میرے ذمے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری اسے ابوسلمہؓ سے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں یہ طویل ہے۔ اس باب میں حضرت جابرؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ''من ترک ضیاعاً'' کا مطلب یہ ہے کہ جو ایسی اولاد چھوڑے جن کے پاس کچھ نہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا میں ان کی پرورش کا انتظام کروں گا۔

تشریح: ومن ترك ضياعا: الضياع یہ اصل میں ضاع یضیع سے مصدر ہے۔ ضائع ہونا۔ پھر ہر اس چیز پر اس کا اطلاق ہونے لگا جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ یہاں ''ضیاع'' سے مراد وہ چھوٹے بچے اور عورتیں ہیں جن کے مورث نے کچھ مال وغیرہ نہ چھوڑا ہو۔ چونکہ ایسے حالات میں ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے ان پر لفظ ''ضیاع'' کا اطلاق کیا گیا۔

اطول من هذا واتم: یعنی اس بات میں ابوسلمہ کی روایت زیادہ طویل اور جامع ہے اور وہ روایت یہ ہے۔ **عن يونس بن شهاب قال حدثني ابوسلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:**

انا اولٰى بالمؤمنين من انفسهم، فمن مات و عليه دين ولم يترك وفاء فعلينا قضاءه ومن ترك مالا فلورثته۔

میں مومنین پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہوں۔ پس جو شخص وفات پا گیا مقروض ہونے کی حالت میں اور قرضہ کی ادائیگی کے قابل کوئی مال نہ چھوڑا تو اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔ اور اگر اس نے مال چھوڑا تو اس کے ورثاء کا حق ہے۔ (بخاری)

فائدہ: آپ نے تبرعًا ایسا فرمایا۔ آپ پر امتیوں کے قرضوں کی ادائیگی واجب نہ تھی۔

۱۳۸۶: بَابُ مَاجَآءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ

۲۱۶۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ ثَنِي عَوْفٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ هٰذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ وَرَوٰى أَبُو أُسَامَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهٰذَا نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

۱۳۸۶: باب فرائض کی تعلیم

۲۱۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض اور قرآن خود بھی سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ۔ میں (عنقریب) وفات پانے والا ہوں۔ اس حدیث میں اضطراب ہے۔ اسامہ اسے عوف سے وہ سلیمان بن جابر سے وہ ابن مسعودؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ ہم سے یہ حدیث حسین نے ابواسامہ کے حوالے سے اس کے ہم معنی بیان کی ہے۔

تشریح: تعلموا الفرائض: یہاں دو معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

۱۔ بعض حضرات کے نزدیک فرائض سے علم میراث مراد ہے۔

۲۔ بعض دیگر حضرات کے نزدیک یہاں فرائض سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرض کئے ہوئے احکام ہیں۔ اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ یہاں فرائض کے ساتھ قرآن کا ذکر بھی ہے۔

فرائض کی اہمیت سے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسب ذیل ہے۔

تعلموا الفرائض وعلموها الناس، فاني امرؤ مقبوض، وان العلم سيقبض حتى يختلف الاثنان في الفريضة فلا يجدان من يفصل بينهما۔ (احمد، ترمذی، نسائی)

هذا حديث فيه اضطراب: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فضل بن دلہم نے اس حدیث کو عوف سے نقل کیا تو اسے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا۔ اور اس حدیث کو جب ابواسامہ نے عوف سے نقل کیا تو اس کو حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا۔ لیکن ابن مسعودؓ والی روایت میں ایک راوی مجہول بھی ہے اسی لئے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۱۳۸۷: بَابُ مَاجَآءَ فِي مِيرَاثِ الْبَنَاتِ

۲۱۶۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ ابْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قُتِلَ أَبُوهُمَا

۱۳۸۷: باب لڑکیوں کی میراث کے بارے میں

۲۱۶۷: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ سعد بن ربیع کی بیوی سعد کی دو بیٹیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے والد غزوۂ احد کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور شہید ہو گئے۔ ان کے چچا نے ان کا سارا مال

مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِي اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَمِّهِمَا فَقَالَ أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ وَقَدْ رَوَاهُ شَرِيكٌ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ۔

لے لیا اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا جب تک ان کے پاس مال نہ ہوگا ان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ اس پر آیتِ میراث نازل ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلا بھیجا اور فرمایا سعد کی بیٹیوں کو دو تہائی حصہ اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو۔ جو بچ جائے وہ تمہارے لیے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ شریک نے بھی اسے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کیا ہے۔

تشریح: جاءت امرأة سعد بن ربیع: سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ان کی مواخات کرائی تھی۔ یہی وہ سعد ہیں جنہوں نے مواخات کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو آدھے مال کی پیشکش کی تھی۔ یہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ان کو اور حضرت خارجہ بن زیدؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

وان عمهما اخذ مالهما: ان کے چچا نے جاہلیت کی رسوم کے مطابق کہ عورتوں کو میراث میں حصہ نہ ملتا تھا۔ اور میراث صرف ان مردوں کو ملتی تھی جو میدان جنگ میں لڑائی کے قابل ہوں۔ اس بناء پر سارا مال انہوں نے لے لیا۔ اس پر حضرت سعد بن ربیعؓ کی زوجہ مقدمہ حضورؐ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے وحی کا انتظار فرمایا۔ پھر آیت میراث کے نزول پر بیٹیوں کو دو ثلث بیوہ کو آٹھواں حصہ دیا اور چچا کو عصبہ بنایا۔

شراح حدیث کے مطابق یہ سب سے پہلی وراثت ہے جس میں اسلامی احکام کے مطابق تقسیم ہوئی۔

حقیقی بیٹیوں میں میراث کی تقسیم: میراث کی تقسیم میں حقیقی بیٹیوں کی تین حالتیں ہیں جو کتاب اللہ سے بھی ثابت ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ النصف للواحدۃ: بیٹی اگر ایک ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

۲۔ والثلثان للاثنین فصاعدًا: بیٹیاں اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو دو ثلث ملیں گے۔ دلیل دونوں حالتوں کی یہ ہے۔

فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ماترك وان کانت واحدة فلها النصف (سورۃ النساء)

ان میں دو بہنوں کا حصہ بھی دو تہائی مقرر کیا گیا ہے اس وجہ سے دو بیٹیوں کو بھی دو تہائی ملے گا اور پھر حدیث باب بھی اس کی دلیل ہے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیٹیوں کو آپؐ نے دو تہائی دیا۔

۳۔ ومع الابن للذکر مثل حظ الانثیین: یعنی اگر میت کی اولاد میں صرف بیٹیاں نہ ہوں بیٹا بھی ہو تو بیٹے اور بیٹیاں عصبہ بن جاتے ہیں اور بیٹے کو دو گنا اور بیٹیوں کو ایک گنا ملے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

للذکر مثل حظ الانثیین

واعط امهما الثمن: بیوہ کو آٹھواں حصہ دیا کیونکہ یہ حکم نازل ہوا تھا کہ

فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم (سورۃ النساء:۱۲)

۱۳۸۸: بَابُ مَاجَآءَ فِي مِيرَاثِ بِنْتِ الْإِبْنِ مَعَ بِنْتِ الصُّلْبِ

۲۱۶۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ عَنْ هُزَيْلِ ابْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى مُوسَى وَسُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَسَأَلَهُمَا عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ فَقَالَا لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ مِنَ الْأَبِ وَأُمٍّ مَا بَقِيَ وَقَالَا لَهُ انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ سَيُتَابِعُنَا فَأَتَى عَبْدَ اللَّهِ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَلَكِنِّي أَقْضِي فِيهِمَا كَمَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَلِلْأُخْتِ مَا بَقِيَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو قَيْسٍ الْأَوْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ ثَرْوَانَ كُوفِيٌّ وَقَدْ رَوَاهُ أَيْضًا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ۔

۱۳۸۸: باب بیٹی کے ساتھ پوتیوں کی میراث

۲۱۶۸: حضرت ہزیل بن شرجیل سے روایت ہے کہ ایک آدمی، ابوموسیٰ اور سلیمان بن ربیع کے پاس آیا اور ان دونوں سے ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن کی (وراثت) کے متعلق پوچھا۔ دونوں نے فرمایا بیٹی کیلئے نصف ہے اور جو باقی بچ جائے وہ سگی بہن کے لیے ہے۔ پھر ان دونوں نے اسے کہا کہ عبداللہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پس اس آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے واقعہ بیان کیا اور ان دونوں حضرات کی بات بتائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اگر میں یہی فیصلہ دوں تو میں گمراہ ہوگیا اور ہدایت پانے والا نہ ہوا لیکن میں اس میں وہ فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ بیٹی کیلئے نصف مال اور پوتی کیلئے چھٹا حصہ تا کہ یہ دونوں مل کر ثلث ہو جائیں اور جو بچ جائے بہن کے لیے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوقیس اودی کا نام عبدالرحمٰن بن ثروان ہے اور وہ کوفی ہیں۔ شعبہ بھی یہ حدیث ابوقیس سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: جاء رجل الى ابى موسىٰ وسليمان بن ربيعة: حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا ہے۔ (فتح الباری)

فقالا للابنتان النصف: ان حضرات نے چونکہ دو آیات سے مسئلہ استنباط کیا تھا اس بناء پر تصدیق کی امید کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس بھیج دیا۔ آیات یہ ہیں۔

وان كانت واحدة فلها النصف:

اس آیت کی رو سے بیٹی اگر ایک ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

ان امرؤا هلك ليس له ولد وله اخت فلها نصف ماترك۔

اس آیت کی رو سے مرنے والے کی اولاد نہ ہو صرف بہن ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

تو ان حضرات نے مذکورہ آیات کی رو سے نتیجہ یہ نکالا کہ بیٹی اور بہن دونوں کا حصہ نصف نصف قرار دیا اور پوتی کو محروم کردیا۔

لیکن حضرت ابن مسعودؓ نے آیات وحدیث کی روشنی میں فیصلہ دیا اور صلبی بیٹی کے ساتھ پوتی کو چھٹا حصہ دیا تا کہ دوتہائی پورا ہو جائے یعنی نصف بیٹی کو اور سدس پوتی کو دیا اس طرح نصف اور سدس کا مجموعہ ثلثان بن گیا۔ اور حقیقی بہن کو باقی ماندہ دیا چنانچہ حدیث میں بھی اسی طرح وارد ہے کہ

اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة۔

پوتی کے احوال: پوتی کی میراث میں چھ حالتیں ہیں۔

۱۔ النصف للواحدة: یہ اس صورت میں ہے جبکہ حقیقی بیٹی ایک بھی نہ ہو۔

۲۔ والثلثان للاثنتین فصاعدًا۔

۳۔ والثلثان السدس مع الواحدة الصلبية تكملة ثلثين

۴۔ ولا يرثن مع الصلبتين۔ کیونکہ اس صورت میں دوثلث دونوں بیٹیوں نے لے لیے اس کے لئے دوتہائی میں سے کچھ بھی نہ بچا۔

۵۔ الا ان يكون غلام بحذاء هن (یعنی پوتا بھی ساتھ ہو) او اسفل منهن (یعنی پوتے کا بیٹا ہو۔ پڑپوتا) فيعصبهن (یہ لڑکا ان کو عصبہ بنا دیتا ہے) فیکون الباقی بینهم للذکر مثل حظ الانثیین۔

۱۳۸۹: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مِیْرَاثِ الْاِخْوَةِ مِنَ الْاَبِ وَالْاُمِّ

۱۳۸۹: باب سگے بھائیوں کی میراث کے بارے میں

۲۱۶۹: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذَا الْاٰيَةَ (مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ) وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَاِنَّ اَعْيَانَ بَنِى الْاُمِّ يَرِثُوْنَ دُوْنَ بَنِى الْعَلَّاتِ الرَّجُلُ يَرِثُ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ دُوْنَ اَخِيْهِ لِاَبِيْهِ۔

۲۱۶۹: حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم یہ آیت پڑھتے ہو "مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ" (جو کچھ تم وصیت کرو یا قرض ہو اس کے بعد الخ) حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے وصیت سے پہلے ادائیگی قرض کا فیصلہ فرمایا اور حقیقی بھائی وارث ہوں گے علاتی بھائی وارث نہیں ہوں گے۔ آدمی اپنے اس بھائی کا وارث ہوتا ہے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے ہو۔ (یعنی حقیقی بھائی) اور صرف باپ کی طرف سے بھائی کا وارث نہ ہوگا۔

۲۱۷۰: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

۲۱۷۰: بندار، یزید بن ہارون سے وہ زکریا بن ابی زائدہ سے وہ ابو اسحٰق سے وہ حارث سے وہ علیؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مثل نقل کرتے ہیں۔

۲۱۷۱: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ نَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ

۲۱۷۱: حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ

الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْيَانَ بَنِي الْاُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْحَارِثِ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ۔

علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ حقیقی بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے سوتیلے نہیں۔اس حدیث کو ہم ابو اسحٰق کی روایت سے جانتے ہیں جو بواسطہ حارث، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔بعض علماء نے حارث کے بارے میں گفتگو کی ہے۔اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔

تشریح:الاخوۃ من الاب والام: بھائیوں کی تین اقسام ہیں۔

(۱) حقیقی۔یعنی جن کے ماں باپ ایک ہوں۔ (۲) علاتی: یعنی جن کا باپ ایک اور مائیں جدا جدا ہوں۔ (۳)اخیافی: یعنی جن کی ماں ایک اور باپ جدا ہوں۔پہلے دوقسم کے بھائی عصبہ بنتے ہیں اوراخیافی بھائی بہن ذوی الفروض میں سے ہیں۔یعنی ان کا حصہ مقرر ہے پس عصبہ ہونے کی صورت میں حقیقی بھائیوں کی موجودگی میں علاتی بھائی محروم رہیں گے کیونکہ قوت قرابت کے اعتبار سے ان کا درجہ زیادہ ہے کیونکہ یہ ماں اور باپ دونوں میں شریک ہیں جیسا کہ سراجی میں ہے کہ یرجحون بقوۃ القرابۃ اعنی بہ ان ذا القرابتین اولٰی من ذی قرابۃ واحدۃ ذکرا کان او انثٰی۔

وان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قضی بالدین قبل الوصیۃ: یعنی تم تلاوت وقراءت میں تو وصیت کو مقدم پڑھتے ہو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے قرضہ ادا فرمایا بعد میں وصیت پر عملدرآمد فرمایا۔

اس پر اشکال ہوا کہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے وصیت کو کیوں مقدم فرمایا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وصیت کا پورا کرنا لوگوں پر شاق ہوتا ہے اور لوگ اس میں تساہل سے کام لیتے ہیں جبکہ قرض کے معاملہ میں تساہل اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ قرض دار اپنا قرض خود ہی وصول کر لیتے ہیں اس بناء پر اہمیت کے پیش نظر بیان میں وصیت کو مقدم کیا لیکن عملی طور پر پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔

ان اعیان بنی الام یتوارثون: یہاں اعیان بنی الام کا ترجمہ ہے۔

ماں کے بیٹوں کے حقیقی بھائی۔یعنی حقیقی بھائی مراد ہیں۔اور حقیقی بھائیوں میں حقیقی بہنیں بھی آجاتی ہیں بھائیوں کا ذکر تغلیباً کیا۔

۱۳۹۰:بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنِيْنِ مَعَ الْبَنَاتِ

۱۳۹۰:باب بیٹوں اور بیٹیوں کی میراث کے متعلق

۲۱۷۲:حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ نَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ فِيْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ اَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنَ وَلَدِيْ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا فَنَزَلَتْ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

۲۱۷۲:حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں اس وقت بیمار تھا بنی سلمہ میں۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی اولاد میں مال کو کس طرح تقسیم کروں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔اور یہ آیت نازل ہوئی "یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ ......" (ترجمہ:اللہ تعالیٰ تمہیں

الْاُنْثَيَيْنِ الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهٗ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ۔

تمہاری اولاد کے متعلق وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ سورہ نساء آیت ۱۱)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن عیینہ اسے محمد بن منکدر سے اور وہ جابرؓ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: کیف اقسم مالی بین ولدی: صحیح یہ ہے کہ حضرت جابرؓ نے اپنی بہنوں کی میراث کے بارے میں سوال کیا نہ کہ اولاد کے بارے میں کیونکہ صحاح ستہ میں صرف اسی روایت میں ''ولدی'' کا لفظ ہے یہی روایت اگلے باب میں بھی ہے اور وہاں ''اخوات'' کی تصریح ہے اور بخاری کے الفاظ تو صریح ہیں کہ فقلت یارسول اللہ انما یرثنی کلالۃ: اس وجہ سے یہاں ''ولدی'' سے بہنیں ہی مراد لینی پڑیں گی کہ مجازاً یہاں بہنوں پر اولاد کا اطلاق کیا گیا۔

فنزلت یوصیکم اللہ: یہاں اشکال ہوتا ہے کہ پچھلے ابواب میں یہ وضاحت آچکی ہے کہ یہ آیت حضرت سعد بن ربیعؓ کی وراثت کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور یہاں یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ علماء نے اس کی مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ ''یوصیکم اللہ'' اس آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حوالہ سے وہم ہے بلکہ یہ آیت حضرت سعدؓ کی تقسیم میراث کے موقع پر ہی نازل ہوئی۔ جبکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سورۃ النساء کی آخری آیت ''یستفتونك'' یعنی آیت کلالہ نازل ہوئی۔

۲۔ آیت کا نزول متعدد ہوا ہے یعنی ایک مرتبہ سعد بن ربیع کے حوالہ سے نازل ہوئی پھر حضرت جابرؓ کے بارے میں بھی اس کا نزول ہوا۔

۱۳۹۱ بَابُ مِيْرَاثِ الْاَخَوَاتِ

۲۱۷۳: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَرِضْتُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَوَجَدَنِيْ قَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَاَتَانِيْ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وُضُوْءِهٖ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ اَوْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ شَيْئًا وَكَانَ لَهٗ تِسْعُ اَخَوَاتٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ الْاٰيَةَ قَالَ جَابِرٌ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۹۱: باب بہنوں کی میراث

۲۱۷۳: محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور مجھے بے ہوش پایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکرؓ تھے اور دونوں پیدل چل کر آئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بقیہ پانی مجھ پر ڈال دیا۔ مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنا مال کس طرح تقسیم کروں؟ آپ ﷺ خاموش رہے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جابرؓ کی نو بہنیں تھیں۔ یہاں تک کہ میراث کی یہ آیت نازل ہوئی ''یَسْتَفْتُوْنَكَ ......''۔ وہ آپ ﷺ سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے

تشریح: فصب علی من وضوءہ: علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ وضوء سے بچا ہوا پانی ان پر ڈالا گیا۔

۲۔ وضوء میں مستعمل پانی یعنی استعمال شدہ پانی ڈالا گیا اور یہی قول زیادہ راجح ہے۔

قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ: کلالۃ کی تعریف: الکلالۃ ھو ان یموت الرجل ولا یدع والدا ولا ولدا یرثانہ۔ یعنی کسی شخص کا اس حال میں انتقال ہو کہ نہ تو اس کے والدین میں سے کوئی ہو اور نہ اولاد میں سے کوئی ہو جو اس کا وارث بن سکے۔

۱۳۹۲: بَابُ مَا جَاءَ فِی مِیْرَاثِ الْعَصَبَةِ

۲۱۷۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا وُهَیْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ۔

۲۱۷۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ۔

۱۳۹۲: باب عصبہ کی میراث

۲۱۷۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل فرائض کو ان کا حق ادا کرو اور جو بچ جائے وہ اس مرد کیلئے ہے جو طب سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

۲۱۷۵: ابن عباسؓ نبی اکرم ﷺ سے اسی کے مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض راوی اسے ابن طاؤس سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: عصبہ کی تعریف:

العصبة فی اللغة: قرابة الرجل من جانب ابیہ ویطلق علی الواحد والجمع والمذکر والمؤنث۔ آدمی کی وہ رشتہ داری جو باپ کی جانب سے ہو۔ اور اس کا اطلاق واحد جمع مذکر مؤنث سب پر ہوتا ہے۔

وفی الاصطلاح: من لیس لہ سہم مقدر صریح فی کتاب اللہ ولا سنة رسولہ ولا الاجماع بل یستحق مابقی من اصحاب الفرائض عند وجودھم ویحرز جمیع المال عند عدمھم۔

عصبہ کی اقسام: اس کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔ (۱) عصبہ نسبی: یعنی جن کا میت سے نسبی تعلق ہوتا ہے۔ (۲) عصبہ سببی: یعنی وہ عصبہ جن کا میت سے آزاد کرنے کا تعلق ہوتا ہے۔ پھر عصبہ نسبی کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ عصبہ بنفسہ۔ (۲) عصبہ بغیرہ۔ (۳) عصبہ مع غیرہ پھر عصبہ بنفسہ کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ جزء المیت: جیسے بیٹا، پوتا، پڑپوتا نیچے تک

۲۔ اصل المیت: جیسے باپ، دادا، پڑدادا اوپر تک

۳۔ جزء ابیہ: اسے جزء اصل قریب بھی کہہ سکتے ہیں جیسے بھائی، اور اس کے بیٹے۔

جزء جدہ: اس کو جزء اصل بعید بھی کہہ سکتے ہیں جیسے چچا اور اس کے بیٹے۔

عصبہ بنفسہ کی تعریف: وھی کل ذکر لاتدخل فی نسبتہ الی المیت انثی۔ (ای لاتکون الانثی واسطة بینہ وبین المیت) یعنی ہر وہ مذکر رشتہ دار جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں کسی مؤنث کا واسطہ نہ آئے۔ (اس تعریف کو عصبہ بنفسہ کی

اقسام سے پہلے ذکر کرنا ہے عصبہ کے درمیان تقسیم کا ضابطہ، عصبات میں تقسیم کی ترتیب یہ ہوگی کہ ان میں سے اقرب کی موجودگی میں ابعد محروم رہے گا مثلاً بیٹا میت سے پوتے کی نسبت اقرب ہے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا محروم رہے گا۔

اسی طرح حقیقی بھائی کی موجودگی میں علاتی بھائی محروم رہے گا۔ کیونکہ حقیقی بھائی کا رشتہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہے اس وجہ سے قوی ہے جبکہ علاتی بھائی کا رشتہ صرف باپ کی جانب سے ہے اس وجہ سے کمزور ہے۔

عصبہ بغیرہ کی تعریف: هو كل انثى صاحبة فرض صارت عصبة باخيها۔ یعنی ذوی الفروض میں سے ہر وہ عورت جو اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ بن جائے اور اس میں چار قسم کی عورتیں آتی ہیں۔

(۱) حقیقی بیٹی۔ (۲) پوتی (۳) حقیقی بہن (۴) علاتی بہن

ان چاروں میں سے ہر ایک کو تنہا ہونے کی حالت میں نصف، دو یا دو سے زائد ہونے کی حالت میں دو ثلث ملتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کی موجودگی میں یہ عصبہ بن جاتی ہیں۔

عصبہ بغیرہ ہونے کی شرط: شرط یہ ہے کہ وہ مؤنث ذوی الفروض میں سے ہو اسی صورت میں اپنے بھائی کی موجودگی میں عصبہ بنے گی۔ پس وہ عورتیں جو ذوی الفروض میں سے نہیں ہیں اور ان کے بھائی عصبہ ہوں تو وہ اپنے بھائیوں کی وجہ سے عصبہ نہیں بنیں گی جیسا کہ پھوپھی چچا کی موجودگی میں عصبہ نہیں بنے گی بلکہ دیگر عصبات کی عدم موجودگی میں سارا مال چچا کو ملے گا پھوپھی کو کچھ نہ ملے گا۔

عصبہ مع غیرہ: هو كل انثى تصير عصبة مع انثى اخرى۔ یعنی میت کی وراثت میں شریک وہ عورتیں جو دوسری حصہ دار عورتوں کے ساتھ مل کر عصبہ بنیں۔ اور یہ دو ہیں۔

۱۔ حقیقی بہن۔ ۲۔ علاتی بہن۔ یہ دونوں میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں اس ارشاد نبوی کی وجہ سے کہ

''اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة''

حدیث باب میں عصبہ سے مراد: حدیث باب میں عصبات میں سے عصبہ بنفسہ کا بیان ہے۔

۱۳۹۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ

۲۱۷۶: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ مَاتَ فَمَا لِيْ مِيْرَاثِهٖ فَقَالَ لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ لَكَ سُدُسٌ آخَرُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ لَكَ طُعْمَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ۔

۱۳۹۳: باب دادا کی میراث

۲۱۷۶: حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا پوتا فوت ہوگیا ہے۔ میرا اس کی میراث میں سے کیا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لیے چھٹا حصہ ہوگا۔ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا تمہارے لیے اور بھی چھٹا حصہ ہے جب وہ چلا گیا تو پھر بلایا اور فرمایا۔ دوسرا چھٹا حصہ اصل حق زائد ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت معقل بن یسارؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔

تشریح: دادا کے احوال۔

میراث میں دادا کا حصہ بھی باپ کے طرح ہی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ الغرض المطلق وهو السدس: یعنی میت کے بیٹے یا پوتے وغیرہ کی موجودگی میں دادا کو سدس ملے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ولا بویه لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد۔

۲۔ الفرض والتعصيب معا: یعنی ذوی الفروض ہونے کی وجہ سے حصہ دار بھی ہوگا اور میت کی مذکر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے عصبہ بھی ہوگا۔ (جیسا کہ حدیث باب میں ہے) اور یہ اس صورت میں ہوگا کہ جب میت کے ورثاء میں بیٹی یا پوتی وغیرہ ہو۔ لقوله عليه السلام۔

الحقوا الفرائض بأهلها فما ابقيته فلأ ولى رجل ذكر (بخاری) ترمذی میں بھی یہ روایت ابھی ابھی گذری۔

۳۔ التعصيب المحض: یعنی اس کو تمام ترکہ ملے گا۔ اور یہ اس صورت میں ہوگا کہ میت کے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ میں سے کوئی بھی نہ ہو۔

حدیث باب کی تشریح: علامہ طیبیؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ: میت کے ورثاء میں دادا اور دو بیٹیاں تھیں آپؐ نے دو ثلث بیٹیوں کو دیا اور سدس دادا کو دیا اس طرح ثلثان اور سدس کی تقسیم کے بعد کل ترکہ کا سدس پھر بھی باقی رہ گیا تو وہ دوبارہ عصبہ ہونے کی وجہ سے دادا کو دیا۔ اس طرح دو سدس ملا۔ دو سدس کو جمع کیا جائے تو ایک ثلث بنتا ہے۔ شروع میں دادا کو ایک ثلث پورا کا پورا اس وجہ سے نہ دیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ دادا کا حصہ ذوی الفروض ہونے کی وجہ سے تو سدس میں ہے اور باقی سدس عصبہ ہونے کی وجہ سے دیا اور ان کے عصبہ ہونے کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ "ان السدس الأخر لك طعمة"۔

۱۳۹۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

۲۱۷۷: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ مَرَّةً قَالَ قَبِيصَةُ وَقَالَ مَرَّةً عَنْ رَجُلٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ اُمُّ الْاُمِّ اَوْ اُمُّ الْاَبِ اِلَى اَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَ ابْنِي اَوْ اِنَّ ابْنَ ابْنَتِي مَاتَ وَقَدْ اُخْبِرْتُ اَنَّ لِي فِي الْكِتَابِ حَقًّا فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ مَا اَجِدُ لَكِ فِي الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لَكِ بِشَيْءٍ وَسَاَسْئَلُ النَّاسَ فَشَهِدَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهَا السُّدُسَ قَالَ وَمَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ فَاَعْطَاهَا السُّدُسَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرَى الَّتِي تُخَالِفُهَا اِلَى عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَنِي فِيْهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ اَحْفَظْهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلٰكِنْ

۱۳۹۴: باب دادی، نانی کی میراث کے بارے میں

۲۱۷۷: حضرت قبیصہ بن ذویب کہتے ہیں کہ دادی یا نانی ابوبکرؓ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا پوتا یا نواسہ فوت ہو گیا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں میرا کچھ حق مذکور ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کتاب اللہ میں تمہارے لیے کوئی حق نہیں اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ دیتے ہوئے سنا ہے لیکن میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ پس جب انہوں نے صحابہؓ سے پوچھا تو مغیرہؓ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ دیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کسی نے یہ حدیث سنی ہے۔ کہا کہ محمد بن مسلمؓ نے۔ راوی کہتے ہیں: پھر حضرت ابوبکرؓ نے اس عورت کو چھٹا حصہ دیا۔ اس کے بعد دوسری دادی یا نانی (یعنی اس دادی یا نانی کی شریک) حضرت عمرؓ کے پاس آئی۔ سفیان کہتے ہیں کہ معمر

حَفِظْتُهُ مِنْ مَعْمَرٍ اَنَّ عُمَرَ قَالَ اِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ لَكُمَا وَاَيَّتُكُمَا انْفَرَدَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا۔

نے زہری کے حوالے سے یہ الفاظ زیادہ نقل کئے ہیں۔میں نے انہیں زہری سے حفظ نہیں کیا بلکہ معمر سے کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم دونوں اکٹھی ہوجاؤ تو چھٹا حصہ ہی تم دونوں میں تقسیم ہوگا اور اگر تم دونوں میں سے کوئی ایک اکیلی ہوگی تو اس کیلئے چھٹا حصہ ہوگا۔

۲۱۷۸: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا مَعْنٌ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَسَاَلَتْهُ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَالَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَالَكِ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فَارْجِعِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ النَّاسَ فَسَاَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ مِثْلَ مَاقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَاَنْفَذَهٗ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰى اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلَتْهُ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ مَالَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَلٰكِنْ هُوَ ذٰلِكَ السُّدُسُ فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيْهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَاَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ بْنِ عُيَيْنَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ۔

۲۱۷۸: حضرت قبیصہ بن ذویبؓ سے روایت ہے کہ ایک دادی حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئی اور اس نے اپنے حصہ میراث کا مطالبہ کیا۔آپؓ نے فرمایا۔اللہ کی کتاب میں تمہارے لئے کچھ نہیں۔سنت رسولؐ کے مطابق بھی تمہارے لئے کچھ نہیں۔تم واپس چلی جاؤ۔میں صحابہ کرامؓ سے پوچھوں گا۔پس حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا۔حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے عرض کیا میں نبی اکرم کی خدمت میں حاضر تھا۔آپؐ نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔اس پر حضرت محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوئے اور وہی بات کہی جو مغیرہؓ فرما چکے تھے۔پس حضرت ابوبکرؓ نے اس عورت کو چھٹا حصہ دے دیا۔راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور اپنی میراث طلب کی۔حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہارے لئے قرآن میں کوئی حصہ مقرر نہیں۔بس یہی چھٹا حصہ ہے۔اگر تم دونوں وارث ہو تو یہ دونوں کیلئے مشترکہ ہوگا اور گر کوئی اکیلی ہوگی تو یہ (چھٹا حصہ) اسی کا ہوگا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ابن عیینہ کی روایت سے یہ زیادہ صحیح ہے۔اس باب میں حضرت بریدہؓ سے بھی روایت منقول ہے۔

تشریح: عربی زبان میں دادی اور نانی دونوں پر جدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔پھر جدہ کی دو اقسام ہیں۔

۱۔جدہ صحیحہ ۲۔ جدہ فاسدہ

جدہ صحیحہ: یعنی وہ عورتیں کہ میت سے رشتہ جوڑنے میں درمیان میں جد فاسد نہ آئے یعنی درمیان میں نانا نہ آئے۔کیونکہ جد فاسد اس مذکر کو کہتے ہیں کہ جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ آئے۔

جدہ صحیحہ کی مثال: جیسے دادی، پردادی، نانی، باپ کی نانی باپ کی پرنانی وغیرہ۔

جدہ فاسدہ: وہ عورت کہ میت کے ساتھ اس کا رشتہ جوڑنے میں درمیان میں جد فاسد یعنی نانا کا واسطہ ہو جیسے نانا کی ماں، نانا کی دادی، نانا کی نانی وغیرہ۔

جدۃ الاخرى التى تخالفها: یعنی اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آنے والی عورت دادی تھی تو حضرت عمرؓ کے پاس نانی آئی۔یا

اگر پہلے نانی آئی تھی تو اب حضرت عمرؓ کے پاس دادی آئی۔

قال ان اجتمعتما فهو لكما وايتكما انفردت به فهو لها: اس سے معلوم ہوا کہ قربیٰ کی موجودگی میں بعدیٰ محروم ہوگی۔ مثلاً ماں کی ماں اور دادا کی ماں موجود ہوں تو ماں کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور دادا کی ماں محروم ہوگی۔

۱۳۹۵: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا

۱۳۹۵: باب باپ کی موجودگی میں دادی کی میراث کے بارے میں

۲۱۷۹: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِي الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا اِنَّهَا اَوَّلُ جَدَّةٍ اَطْعَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُسًا مَعَ ابْنِهَا وَابْنُهَا حَيٌّ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ وَرَّثَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَدَّةَ مَعَ ابْنِهَا وَلَمْ يُوَرِّثْهَا بَعْضُهُمْ۔

۲۱۷۹: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دادی کے بیٹے کی موجودگی میں دادی کی میراث کے متعلق فرمایا۔ یہ پہلی جدہ (دادی) تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے کے ہوتے ہوئے چھٹا حصہ دیا جبکہ اس کا بیٹا زندہ تھا۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ نے بیٹے کی موجودگی میں جدہ (دادی) کو وارث قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض نے وارث نہیں ٹھہرایا۔

تشریح: یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ حضرت عثمان، علی، ابی بن کعب، زید بن ثابت، سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے نزدیک میت کے باپ کی موجودگی میں دادی کو حصہ نہیں ملے گا۔ اور یہی چاروں ائمہ کرام کا مسلک ہے۔

جبکہ حضرت عمر، ابن مسعود، ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہم کے نزدیک میت کی دادی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث ہوگی۔ ان حضرات کا مستدل حدیث باب ہے۔

لیکن اول تو یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور پھر جمہور علماء کی جانب سے اس کی مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جدہ سے مراد میت کی نانی ہے اور ابنہا سے مراد میت کی نانی کا بیٹا ہے یعنی میت کا ماموں اس صورت میں اگر دیگر ورثاء نہ ہوں تو نانی کو سدس ملتا ہے۔

۲۔ مراد تو دادی ہے لیکن میت کا باپ غلام یا کافر ہوگا اس وجہ سے وہ حاجب نہیں بنا۔

۳۔ آپؐ نے بطور تبرع دادی کو دیا۔

۴۔ شروع اسلام میں دادی کا باپ کی موجودگی میں حصہ مقرر تھا بعد میں منسوخ ہوگیا۔

۱۳۹۶: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الْخَالِ

۱۳۹۶: باب ماموں کی میراث

۲۱۸۰: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَكِيْمِ ابْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَتَبَ مَعِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰى اَبِيْ عُبَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۲۱۸۰: حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے میری وساطت سے حضرت ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کا کوئی دوست نہ ہو۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کے دوست

قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ہیں اور جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں اس کا وارث ہے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ اور مقدام بن معدیکربؓ سے بھی روایات منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۱۸۱: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ اَرْسَلَهٗ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَاخْتَلَفَ فِيْهِ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَرَّثَ بَعْضُهُمُ الْخَالَ وَالْخَالَةَ وَالْعَمَّةَ وَاِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ ذَهَبَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَوْرِيْثِ ذَوِي الْاَرْحَامِ وَاَمَّا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَلَمْ يُوَرِّثْهُمْ وَجَعَلَ الْمِيْرَاثَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ۔

۲۱۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں اس کا وارث ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے بعض راوی مرسل نقل کرتے ہیں۔ اس مسئلے میں صحابہؓ کا اختلاف ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خالہ، ماموں اور پھوپھی کو میراث دیتے ہیں جبکہ اکثر علماء ''ذوی الارحام'' کی وارثت میں اسی حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس مسئلے میں میراث کو بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دیتے تھے۔

تشریح: ذوی الارحام کی میراث کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ جمہور صحابہ وتابعینؒ کی رائے یہ ہے کہ ذوی الفروض اور عصبات کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کو میراث میں سے حصہ ملے گا حضرت زید بن ثابتؓ اور فقہاء میں امام مالک وشافعی رحمہما اللہ کے نزدیک ذوی الفروض وعصبات کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کو حصہ نہیں ملے گا بلکہ ترکہ بیت المال میں جمع کروادیا جائے گا ان حضرات کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

سألت اللہ عزوجل عن میراث العم والخال فسارنی ان لا میراث لهما (ابوداؤد، دارقطنی)

جمہور کے استدلات:

ارشاد باری تعالیٰ:

۱۔ واولوا الارحام بعضهم اولٰی ببعض

۲۔ ترمذی کی احادیث ابواب

۳۔ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے ابن اخت القوم منهم (بخاری)

جمہور کی طرف سے فریق اول کے دلائل کے جوابات:

۱۔ یہ روایت مرسل ہے اور مرسل روایت صحیح وحسن کے درجہ کی مرفوع روایات کے مقابلہ میں قابل استدلال نہیں۔

۲۔ آپ کی پیش کردہ دلیل میں ماموں کے ساتھ چچا کا بھی تذکرہ ہے اور چچا کو تو آپ بھی عصبات میں شمار کرتے ہیں۔

۱۳۹۷: بَابُ مَا جَآءَ فِي الَّذِيْ يَمُوْتُ وَلَيْسَ لَهٗ وَارِثٌ

۲۱۸۲: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ مِنْ عِذْقِ نَخْلَةٍ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ انْظُرُوْا هَلْ لَهٗ مِنْ وَارِثٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَادْفَعُوْهُ اِلٰى بَعْضِ اَهْلِ الْقَرْيَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۷: باب جو آدمی اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا کوئی وارث نہ ہو

۲۱۸۲: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک آزاد کردہ غلام کھجور کے درخت سے گر کر مر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو اس کا کوئی وارث ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اس کا مال اس کی بستی والوں کو دے دو۔ اس باب میں حضرت بریدہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: اصولاً اس شخص کے وارث حضورؐ بذات خود تھے الولاء لمن اعتق کے اصول کے مطابق، اور بقول حضرت گنگوہیؒ کے انبیاء اگرچہ مورث نہیں ہوتے وارث ہوتے ہیں لیکن آپؐ نے ترکہ خود نہیں لیا بلکہ بستی والوں میں تقسیم فرما دیا۔

علامہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ بطور صدقہ اور تبرع کے آپؐ نے اس طرح کیا ورنہ اصل تو یہ تھا کہ یہ مال بیت المال جاتا اور پھر وہاں سے بطور استحقاق کے اس کے گاؤں والوں ہی کو ملتا اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ ابتداءً ہی اس کے گاؤں والوں کو دے دو۔

۱۳۹۸: بَابُ فِيْ مِيْرَاثِ الْمَوْلَى الْاَسْفَلِ

۲۱۸۳: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اَعْتَقَهٗ فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ اِذَا مَاتَ رَجُلٌ وَلَمْ يَتْرُكْ عَصَبَةً اَنَّ مِيْرَاثَهٗ يُجْعَلُ فِيْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

۱۳۹۸: باب آزاد کردہ غلام کو میراث دینا

۲۱۸۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص فوت ہو گیا اس کا کوئی وارث نہیں تھا البتہ ایک غلام تھا جسے اس نے آزاد کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا ترکہ اسی آزاد کردہ غلام کو دے دیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اہل علم کے نزدیک اگر کسی شخص کا عصبہ میں سے بھی کوئی وارث نہ ہو تو اس کی میراث مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرا دی جائے گی۔

تشریح: سوائے طاؤس اور شریح کے یہ مسئلہ تمام علماء کے درمیان اجماعی ہے کہ آزاد کردہ غلام اپنے آزاد کرنے والے کا وارث نہیں ہوتا بلکہ ایسی صورت میں مال بیت المال میں رکھا جائے گا لہٰذا یہاں آپؐ نے بطور میراث اس کو مال نہیں دیا بلکہ اس کے غریب و مستحق ہونے کی وجہ سے تبرعاً مال اس کو دے دیا۔

۱۳۹۹: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِبْطَالِ الْمِیْرَاثِ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْکَافِرِ

۱۳۹۹: باب مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی میراث نہیں

۲۱۸۴: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح وَثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا هُشَیْمٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ ابْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ثَنَا سُفْیَانُ ثَنَا الزُّهْرِیُّ نَحْوَهٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ هٰکَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ نَحْوَهٗ وَرَوٰی مَالِکٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهٗ وَحَدِیْثُ مَالِکٍ وَهْمٌ وَهِمَ فِیْهِ مَالِکٌ وَرَوٰی بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِکٍ فَقَالَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَاَکْثَرُ اَصْحَابِ مَالِکٍ قَالُوْا عَنْ مَالِکٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ هُوَ مَشْهُوْرٌ مِنْ وَلَدِ عُثْمَانَ وَلَا نَعْرِفُ عُمَرَ بْنَ عُثْمَانَ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ مِیْرَاثِ الْمُرْتَدِّ فَجَعَلَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمُ الْمَالَ لِوَرَثَتِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا یَرِثُهٗ وَرَثَتُهٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحْتَجُّوْا بِحَدِیْثِ النَّبِیِّ ﷺ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ۔

۲۱۸۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔ ابن ابی عمر، سفیان سے اور وہ زہری سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ معمر وغیرہ بھی زہری سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ مالک بھی زہری سے وہ علی بن حسین سے وہ عمرو بن عثمان سے وہ اسامہ بن زیدؓ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں مالک کو وہم ہوا ہے۔ بعض راوی عمرو بن عثمان اور بعض عمر بن عثمان کہتے ہیں۔ جبکہ عمرو بن عثمان بن عفان ہی مشہور ہے۔ عمر بن عثمان کو ہم نہیں جانتے۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ بعض علماء مرتد کی میراث میں اختلاف کرتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اسے اس کے مسلمان وارثوں کو دے دیا جائے جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اس کے مال کا کوئی مسلمان وارث نہیں ہوسکتا ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔

۲۱۸۵: حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ نَا حُصَیْنُ بْنُ نُمَیْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَیْنِ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی۔

۲۱۸۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دین والے آپس میں وارث نہیں ہوسکتے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف جابرؓ کی روایت سے جانتے ہیں۔ حضرت جابرؓ سے اسے ابن ابی لیلیٰ نے نقل کیا ہے۔

تشریح: اس مسئلہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہوتا ہے۔ سوائے حضرت معاذ بن جبل، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے اور سعید بن المسیبؒ اور مسروقؒ کے کہ ان کے نزدیک مسلمان کافر رشتہ دار کا وارث ہوگا۔

ان حضرات کا استدلال ''الاسلام یعلو ولا یعلی علیہ'' سے ہے لیکن جمہور کے نزدیک اس حدیث کا تعلق وراثت سے نہیں بلکہ اسلام کی فضیلت و برتری سے متعلق ہے۔

اسی طرح اس بات پر بھی اجماع ہے کہ مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ مسلمان مرتد کا وارث ہوسکتا ہے یا نہیں۔

امام شافعی، امام احمد ربیعہ بن لیلیٰ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ مسلمان بھی مرتد کا وارث نہیں ہوگا۔ (شرح مسلم للنووی)

صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک مسلمان مرتد کے وارث ہونگے۔

امام ابوحنیفہ، اوزاعی، اسحاق رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مسلمان ہونے کی حالت میں کمائے ہوئے مال کے مسلمان وارث ہونگے لیکن حالت ارتداد میں جو کچھ کمایا ہے وہ بیت المال میں جائے گا۔ مرتدہ کی میراث کا حکم، احناف کے ہاں مرتدہ کی میراث کے بارے میں اتفاق ہے کہ مسلمان رشتہ داروں کو اس کی میراث ملے گی۔

لایتوارث اھل ملتین:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر ملتیں ایک دوسرے کی وارث ہوں گی یا نہیں۔

امام شافعی اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ "الکفر ملة واحدة "کی وجہ سے تمام مذاہب چونکہ ایک ہی ملت ہیں اس وجہ سے ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔

۱۴۰۰: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِبْطَالِ مِيْرَاثِ الْقَاتِلِ

۲۱۸۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَاتِلُ لَايَرِثُ هٰذَا حَدِيْثٌ لَايَصِحُّ لَا يُعْرَفُ هٰذَا اِلَّامِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ فَرْوَةَ قَدْتَرَكَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْقَاتِلَ لَايَرِثُ كَانَ الْقَتْلُ خَطَاءً اَوْعَمَدًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا كَانَ الْقَتْلُ خَطَاءً فَاِنَّهٗ يَرِثُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ۔

۱۴۰۰: باب قاتل کی میراث باطل ہے

۲۱۸۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہیں ہوتا۔ یہ حدیث صحیح نہیں۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ سے بعض اہل علم احادیث نقل کرتے ہیں جن میں امام احمد بن حنبلؒ بھی شامل ہیں۔ اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قتل عمد اور قتل خطاء میں قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا لیکن بعض کے نزدیک قتل خطاء میں وارث ہوتا ہے۔ امام مالکؒ کا یہی قول ہے۔

تشریح: امام مالکؒ کے نزدیک قتل خطا کی صورت میں قاتل مقتول کا وارث ہوگا۔

جبکہ جمہور علماء کے نزدیک قتل عمد، قتل شبہ عمد اور قتل خطاسب کی صورت میں قاتل مقتول کا وارث نہ ہوگا۔

جمہور نے حدیث کے عموم پر نظر کی ہے کہ خواہ کوئی بھی قتل ہو حدیث کے عموم کی وجہ سے قاتل میراث سے محروم رہے گا اور قتل بالسبب میں نہ تو قصاص آتا ہے اور نہ ہی کفارہ آتا ہے اسی بناء پر جمہور اہل علم کے نزدیک قتل بالسبب کی صورت میں قاتل مقتول کا وارث بنے گا۔

۱۴۰۱: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مِیْرَاثِ الْمَرْاَۃِ مِنْ دِیَۃِ زَوْجِھَا

۱۴۰۱: باب شوہر کی وراثت سے بیوی کو حصہ دینا

۲۱۸۷: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ الدِّیَۃُ عَلَی الْعَاقِلَۃِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْاَۃُ مِنْ دِیَۃِ زَوْجِھَا شَیْئًا فَاَخْبَرَہُ الضَّحَّاکُ بْنُ سُفْیٰنَ الْکِلَابِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَتَبَ اِلَیْہِ اَنْ وَرِّثِ امْرَءَۃَ اَشْیَمَ الضَّبَابِیِّ مِنْ دِیَۃِ زَوْجِھَا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۱۸۷: حضرت سعید بن میسب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیت عاقلہ پر واجب الاداء ہوتی ہے اور بیوی شوہر کی دیت کی وارث نہیں ہوتی۔ اس پر ضحاک بن سفیان کلابی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو ان کے شوہر کی دیت میں سے ان کا حصہ دو۔

تشریح: ولا ترث المرأۃ من دیۃ زوجھا: حضرت عمرؓ ابتداء میں بیوی کو خاوند کی دیت سے حصہ دینے کے قائل نہ تھے۔ اس کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں۔

۱۔ دیت چونکہ شوہر کے مرنے کے بعد ثابت ہوتی ہے اور موت سے نکاح ختم ہو جاتا ہے اس وجہ سے عورت کو دیت میں سے بھی حصہ نہیں ملے گا۔

لیکن موت کی صورت میں عورت جب تک عدت میں ہوتی ہے نکاح بہر حال باقی رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ دیت کا ثبوت عورت کی عدت میں ہی ہوگا۔

۲۔ دیت چونکہ عاقلہ سے ہی وصول کی جاتی ہے اور عاقلہ میں صرف مذکر افراد شامل ہوتے ہیں عورتوں سے دیت نہیں لی جاتی تو شبہ ہوا ہوگا کہ جب عورتوں سے دیت لی نہیں جاتی تو دیت میں عورتوں کا حصہ بھی نہ ہوگا۔

وجہ بہر حال جو بھی ہو لیکن جب ان کو ضحاک بن سفیان کے حوالہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس خط بھیجا تھا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو ان کے شوہر کی دیت سے حصہ دیا جائے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنے قول سے رجوع فرما لیا۔

۱۴۰۲: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ الْمِیْرَاثَ لِلْوَرَثَۃِ وَ الْعَقْلَ عَلَی الْعَصَبَۃِ

۱۴۰۲: باب میراث وارثوں کیلئے اور دیت عصبہ کے ذمہ ہے

۲۱۸۸: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ نَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

۲۱۸۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی ایک عورت کے حمل کے متعلق جو گر کر مر گیا تھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِي قُضِيَ عَلَيْهَا بِغُرَّةٍ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَاَنَّ عَقْلَهَا عَلٰى عَصَبَتِهَا وَرَوٰى يُوْنُسُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَرَوٰى مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا۔ پھر وہ عورت جس کے حق میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ فوت ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی میراث بیٹوں اور خاوند کیلئے ہے۔ اور دیت اس کے عصبہ پر ہے۔ یونس نے یہ حدیث زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔ مالک بھی یہ حدیث زہری سے وہ ابوسلمہ سے اور وہ ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں پھر مالک، زہری سے وہ سعید بن مسیب سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

تشریح: شان ورود: قبیلہ ہذیل کے ایک شخص بنو لحیان میں سے دو سوکنوں میں آپس میں لڑائی ہوئی ایک سوکن نے دوسری حاملہ سوکن کے پیٹ پر مارا جس سے حمل ساقط ہوگیا اور بچہ مرگیا آپ ﷺ نے اس مارنے والی عورت پر بطور تاوان کے ایک غرہ کا فیصلہ فرمایا یعنی ایک بردہ (غلام یا باندی) ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ عورت جس کا بچہ ساقط ہوا تھا وہ مرگئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مرنے والی عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور شوہر کو ملے گی اور دیت مارنے والی عورت کے عصبہ پر لازم ہوگی۔ یہ تفصیل اسی صورت میں ہوگی کہ جب میراثھا، بنیھا زوجھا، اور عقلھا کی ضمیر کا مرجع مظلومہ عورت ہو۔ اور آخری ضمیر علی عصبتھا کا مرجع جانیہ عورت ہو اور اگر ان تمام ضمائر کا مرجع جانیہ عورت ہو تو اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ وہ جانیہ عورت مرگئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس جانیہ کی میراث تو اس کے بیٹوں اور شوہر کو ملے گی جبکہ اس کی جانب سے دیت کی ادائیگی اس کے عاقلہ پر ہوگی۔

پھر یہ غرہ کا فیصلہ اس وقت ہوگا جب بچہ ماں کے پیٹ ہی میں مرگیا ہو۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد مرا تو اب کامل دیت آئے گی۔ فقہاء نے اس ضمن میں کئی صورتیں بیان فرمائی ہیں:

۱۔ بچہ زندہ پیدا ہو کر مرا اور ماں زندہ ہے تو تو بچے کی مکمل دیت واجب ہوگی۔

۲۔ بچہ مردہ پیدا ہوا اور اس کے فوراً بعد ماں کا بھی انتقال ہوگیا تو اس صورت میں بچہ کی وجہ سے غرہ اور ماں کی وجہ سے دیت لازم ہوگی۔

۳۔ ماں زندہ ہے اور بچہ مردہ پیدا ہوا تو صرف غرہ واجب ہوگا۔

۴۔ ماں کا انتقال ہوگیا بچہ زندہ رہا تو اب ماں کی وجہ سے دیت کامل واجب ہوگی۔ (شرح مسلم للنووی)

۱۴۰۳: بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيِ الرَّجُلِ

۱۴۰۳: باب وہ شخص جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو

۲۱۸۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيْعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

۲۱۸۹: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ مشرک

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ وَيُقَالُ ابْنُ مَوْهَبٍ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ وَقَدْ اَدْخَلَ بَعْضُهُمْ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَبَيْنَ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُوَيْبٍ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ وَزَادَ فِيْهِ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ وَهُوَ عِنْدِيْ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُجْعَلُ مِيْرَاثُهُ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ۔

جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر مسلمان ہوگا اس کا کیا حکم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس کی زندگی اور موت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔اس حدیث کو ہم صرف عبداللہ بن وہب سے نقل کرتے ہیں بعض انہیں ابن موہب کہتے ہیں۔ وہ تمیم داری سے نقل کرتے ہیں جبکہ بعض ان کے درمیان قبیصہ بن ذویب کا ذکر کرتے ہیں۔ یحیٰ بن حمزہ اسے عبدالعزیز بن عمر سے نقل کرتے ہوئے قبیصہ بن ذویب کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔لیکن میرے نزدیک یہ سند متصل نہیں۔بعض اہل علم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اس کی میراث بیت المال میں جمع کرادی جائے۔امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ان کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ ''اَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ'' حق ولاء اسی کیلئے ہے جس نے آزاد کیا۔

۲۱۹۰۔ثنا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ اَوْ اَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنًا لَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ ابْنِ لَهِيْعَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ وَلَدَ الزِّنَا لَا يَرِثُ مِنْ اَبِيْهِ۔

۲۱۹۰: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص نے کسی آزاد عورت یا باندی سے زنا کیا تو بچہ زنا کا ہوگا۔نہ وہ وارث ہوگا اور نہ اس کا کوئی وارث ہوگا۔یہ حدیث ابن لہیعہ کے علاوہ اور راوی بھی عمرو بن شعیب سے نقل کرتے ہیں۔اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ولدالزنا اپنے باپ کا وارث نہیں ہوتا۔

تشریح: یہاں مولیٰ الموالات کی میراث کے مسئلہ کا بیان ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو وہ دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے اور اس سے کہے کہ آپ میرے مولیٰ (بمعنی ذمہ دار) بن جائیں اگر مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد ہوگیا جس کی دیت دینی پڑی تو دیت آپ کے ذمہ ہوگی۔اور اگر میرا انتقال ہوگیا تو میری میراث کے حقدار آپ ہونگے تو اس سارے معاملہ کو عقد موالات کہتے ہیں کہ اگر دوسرا فریق اس کو قبول کرے تو وہ مولی الموالات کہلائے گا۔

احناف کے نزدیک عقد معتبر ہے اور اس کی چند شرائط ہیں۔

۱۔ اس غلام کا کوئی رشتہ دار نہ ہو۔

۲۔ وہ مجہول النسب ہو۔

۳۔ آقا اور غلام میں پہلے یہ معاہدہ طے ہو کہ مرنے کے بعد ولاء آقا کو ملے گی۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ عقد معتبر نہیں ان کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہو چکا آیت میراث کے ذریعہ سے اور اس کے مال کو بیت المال میں جمع کیا جائے گا جمہور کا استدلال ''الولاء لمن اعتق کے ذریعہ ہے'' یعنی ان کے نزدیک حدیث سے حصر مقصود ہے کہ ولا صرف آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور کسی کے لئے نہیں ہے۔

احناف کا استدلال: ولکل جعلنا موالی مما ترك الوالدان والاقربونه والذین عقدت ایمانهم فاتوهم نصیبهم۔

ترجمہ: اور ہر ایسے مال کے لئے جس کو والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دو۔

اس آیت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اگر ورثاء موجود ہیں تو پھر عقد ولاء معتبر نہیں اور اگر کوئی وارث نہ ہو اور میت نے کسی سے عقد موالات کر رکھا ہو تو پھر اس صورت میں مولی الموالات ہی میراث کا حقدار ہوگا۔

۲۔ احناف کی دوسری دلیل حدیث باب ہے جس میں حضورؐ نے بیان فرمایا کہ: هو اولی الناس بمحیاه ومماته۔

جمہور کی دلیل کا جواب: الولاء لمن اعتق میں الف لام استغراقی نہیں ہے یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بھی ولاء ہوگی وہ آزاد کرنے والے کے لئے ہوگی بلکہ اس میں الف لام عہدی ہے۔ یعنی وہ ولاء جو اعتاق کی وجہ سے حاصل ہو وہ آزاد کرنے والے کے لئے ہے اس سے اس ولاء کی نفی نہیں ہوتی جو عقد موالات اور قبول اسلام کی وجہ سے ہو۔

ایما رجل عاهر: یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ زنا کی وجہ سے پیدا ہونے والی اولاد زانی کی وارث نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ زانی کے لئے مورث ہوتی ہے یعنی زانی اس کا وارث بھی نہیں بنتا۔ ہاں ولد الزناء کی ماں اس کی وارث ہوتی ہے اور وہ اپنی ماں کا وارث ہوتا ہے۔

(ف) ولد الزنا اپنے باپ کا وارث نہیں ہوتا لیکن وہ اپنی ماں کا وارث ہوتا ہے اور ماں بھی اس کی وارث ہوتی ہے (مترجم)

۱۴۰۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَرِثُ الْوَلَاءَ

۱۴۰۴: باب ولاء کا کون وارث ہوگا

۲۱۹۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَرِثُ الْمَالَ هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ۔

۲۱۹۱: حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولاء کا وہی وارث ہوتا ہے جو مال کا وارث ہوتا ہے۔ اس حدیث کی سند قوی نہیں۔

۲۱۹۲: حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ أَبُوْ مُوسَى الْمُسْتَمْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ نَا عُمَرُ بْنُ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ الْبَصْرِيِّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ تَحُوزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۱۹۲: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین ترکوں کی مالک ہوتی ہے۔ اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کے ترکے کی۔ جس بچے کو اس نے اٹھا کر پالا ہو۔ اس کی اور اس بچے کی جسے لے کر اس نے اپنے شوہر سے لعان کیا اور اس سے الگ ہو گئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے محمد بن حرب کی روایت سے اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: یہاں اس شخص کی وراثت کا بیان ہے کہ غلامی سے آزادی کے بعد اس کا انتقال ہو جائے اور اس کے ورثاء میں قریبی یا

بعیدی کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کو آزاد کرنے والا اس کے مال کا وارث بنے گا۔ اور اگر آزاد کنندہ زندہ نہ ہو تو اس کے مذکر رشتہ دار وارث ہونگے خواتین وارث نہ ہونگی ہاں اگر آزاد کنندہ عورت ہی ہو تو اس صورت میں وہ وارث ہوگی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

لیس للنساء الولاء الا ما اعتقن او اعتق ما اعتقن، او کاتبن او کاتب ما کاتبن او دبرن او دبر من دبرن۔ (الانتھاب)

المرأة تحوز ثلثة مواریث عتیقها و لقیطها الخ۔

لقیط یعنی جس بچہ کو عورت نے پڑا ہوا پایا اٹھا کر اس کی پرورش کی۔

جمہور علماء کے نزدیک لقیط اور ملتقط کے درمیان میراث جاری نہ ہوگی کیونکہ ان دونوں کے درمیان وراثت کے دو اسباب نسب و اعتاق میں سے کوئی سبب بھی نہیں پایا جاتا اس وجہ سے یہ دونوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے۔ اور حدیث باب کو علماء نے بیت المال کے مصرف پر محمول کیا ہے یعنی پرورش کرنے والی عورت غریب ہو اس وجہ سے بیت المال میں جا کر بھی مال اسی کے مصالح میں خرچ ہوتا۔ لہٰذا براہ راست اسی کو دے دیا جائے۔

ولدها التی لاعنت عنه: یعنی شوہر نے حاملہ بیوی پر تہمت لگائی زناء کی لیکن گواہوں کی عدم موجودگی کی بناء پر اس تہمت کو ثابت نہ کر سکا۔ دونوں کے درمیان قاضی کے سامنے لعان ہوا اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی گئی۔ بعد میں بچہ پیدا ہوا اور ترکہ چھوڑ کر مر گیا تو اس کی میراث اس کی ماں کو ملے گی۔ تہمت کی وجہ سے اور پھر لعان کی وجہ سے اس کا نسب باپ سے ثابت نہیں۔ لہٰذا ماں ہی اس کی وارث ہوگی۔

خلاصۃ الابواب: مال وارثوں کا ہے۔ اگر اسلامی حکومت قائم ہو تو مرنے والے کے ورثاء کی نگران حکومت ہوگی۔ (۲) اولاد کو فرائض اور قرآن پاک کی تعلیم دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) اسلام کا یہ احسان ہے کہ اس نے عورتوں کو وراثت میں حصہ دار بنایا اگرچہ آج کل ہمارے معاشرے میں اس کا رواج نہیں ہے مگر علماء کرام اور اہل حق کو حضور ﷺ کی اس تعلیم پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔ عورتوں کو وراثت میں حصہ دار بنانے سے بہت سی معاشرتی برائیاں جو پھیلتی ہیں ان کا سدِ باب ہو سکے گا۔ (۴) حقیقی بھائی اپنے بھائی کی میراث کا وارث ہوگا، یعنی باپ کی طرف سے وراث ہونے کے علاوہ بھائی بھی دوسرے بھائی کی میراث میں حق دار ہوگا۔ (۵) اولاد کو وراثت کی تقسیم میں مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔ (۶) دادا کے لئے پوتے کی میراث میں چھٹا حصہ ہے۔ (۷) الخالہ میں میراث کی تقسیم کے بعد قرابت داروں کا بھی حق ہے۔ (۸) جس کا کوئی وارث نہ ہو ماموں اس کا وارث ہے۔ (۹) اگر کوئی بھی وارث نہ ہو میراث بستی والوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (۱۰) آزاد کردہ غلام بھی میراث کا وارث ہو سکتا ہے بشرطیکہ اور کوئی امیدوار نہ ہو۔ (۱۱) مسلمان کافر کی میراث نہیں پا سکتا جبکہ کافر مسلمان کی میراث کا حق دار نہیں ہوگا۔ جبکہ مرتد کی میراث میں اختلاف ہے۔ بعض علماء اس کے حامی ہیں جبکہ بعض علماء اس کے مخالف ہیں۔ (۱۲) قاتل کے لئے کوئی میراث نہیں، قتل عمد میں اس معاملے میں اتفاق ہے جبکہ قتل خطاء میں بعض علماء کے نزدیک وارث ہوتا ہے۔ (۱۳) بیوی اگر شوہر قتل ہو جائے تو دیت میں سے حصہ دار ہوگی۔ (۱۴) جبکہ زنا سے جنم لینے والا بچہ وارث نہیں ہوگا۔ (۱۵) عورت تین ترکوں کی مالک ہوتی ہے ایک: آزاد کئے ہوئے غلام کی۔ دوم: اپنے لقیط کی۔ سوم: اس بچے کی جسکو لے کر اس نے اپنے شوہر سے لعان کیا۔

اَبْوَابُ الْوَصَايَا
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وصیتوں کے متعلق ابواب
جو مروی ہیں رسول اللہ ﷺ

وصیت کا لفظی معنی: وصایا وصیة کی جمع ہے جیسے خطایا خطیئة کی جمع ہے۔ یہ وصی الشئ بأخر سے مشتق ہے۔ جس کا لفظی معنی ہے ''ملانا''

اصطلاحی تعریف: هو عهد خاص مضاف الى ما بعد الموت۔ یعنی وصیت وہ عہد خاص ہے جس کو آدمی مرنے کے بعد انجام دینے کے لئے کہہ جاتا ہے۔

وصیت کی مختلف صورتیں ہیں: ا۔ وصیت صرف جائز امور میں کی جاسکتی ہے ناجائز امور میں وصیت کرنا جائز نہیں۔

۲۔ ورثاء کو محروم کرنے کی نیت سے کوئی وصیت کرنا موجب عذاب ہے۔ حدیث کے مطابق انسان ساری زندگی نیکیاں کرتا ہے اور مرنے کے وقت ایسا کام کر جاتا ہے جو جہنم میں داخلے کا سبب بن جاتا ہے اس لئے ورثاء کو محروم کر کے مر گیا تو یہ بھی اس وعید میں شامل ہوگا۔

۳۔ لاوصية لوارث کی بناء پر وراثت کے حقدار افراد کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ مثلاً اولاد، والدین یا زوجہ وغیرہ کے لئے کی گئی وصیت کالعدم شمار ہوگی۔

۴۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے جو حقوق زندگی میں ادا نہیں کیے جاسکے ان کی ادائیگی کے لئے وصیت کرنا واجب ہے مثلاً نماز روزے ذمہ میں باقی ہیں یا کسی کا قرض دینا ہے وغیرہ ان امور میں وصیت کرنا واجب ہے۔

۵۔ غیر وارث رشتہ دار کے لئے وصیت کرنا مستحب ہے۔

۶۔ ذمہ میں واجب امور کے علاوہ عام امور میں وصیت کرنا مستحب ہے جبکہ اہل ظواہر کے نزدیک واجب ہے وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرن الوصية (الآية)

اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں وصیت واجب تھی لیکن آیت میراث کے نزول کے بعد اس کا وجوب منسوخ ہو گیا اب صرف استحباب باقی ہے۔

وصیت کی حکمت: حکمت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیاوی ساز و سامان میں عارضی طور پر انسان کو ملکیت عطا فرمائی ہے انسان کے برعکس دوسری مخلوقات کو اختیار نہیں دیا اس عارضی ملکیت کی وجہ سے انسانوں میں باہم جھگڑوں کی نوبت آجاتی ہے۔ اس وجہ سے جن لوگوں کے حق میں کوتاہی ہوتی ہے ان کے لئے وصیت کرنا مستحسن ہے تاکہ مرتے مرتے تمام حقوق و واجبات سے

سبکدوش ہو کر دنیا سے رخصت ہو۔

۱۴۰۵: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

۲۱۹۳: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَتِيْ فَاُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً اِلَّا اُجِرْتَ فِيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا اِلٰى فِيْ امْرَاَتِكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ رِفْعَةً وَدَرَجَةً وَلَعَلَّكَ اِنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرَّبِكَ اٰخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِلرَّجُلِ اَنْ يُّوْصِيَ بِاَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ۔

۱۴۰۵: باب تہائی مال کی وصیت

۲۱۹۳: حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال بیمار ہوا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہؐ میری عیادت کیلئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے پاس بہت سا مال ہے لیکن ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اس کیلئے سارے مال کی وصیت کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کیا دو تہائی مال کی وصیت کر دوں۔ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا۔ آدھے مال کی۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ تہائی مال۔ فرمایا ہاں تہائی مال۔ اور یہ بھی زیادہ ہے۔ تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ تنگ دست ہوں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ تم اگر ان میں سے کسی پر خرچ کرو گے تو تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ تمہارا اپنی بیوی کو ایک لقمہ کھلانا بھی ثواب کا موجب ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گیا میں اپنی ہجرت سے پیچھے ہٹ گیا۔ فرمایا میرے بعد تم رضائے الٰہی کے لیے جو بھی نیک عمل کرو گے تمہارا مرتبہ بڑھے گا اور درجات بلند کیے جائیں گے۔ شائد تم میرے بعد زندہ رہو اور تم سے کچھ قومیں نفع حاصل کریں اور کچھ قومیں نقصان اٹھائیں۔ (پھر آپؐ نے دعا فرمائی) اے اللہ میرے صحابہؓ کی ہجرت کو پورا فرما اور انہیں ایڑیوں کے بل نہ لوٹا۔ لیکن سعد بن خولہ کا افسوس ہے۔ رسول اللہؐ ان کے مکہ ہی میں فوت ہو جانے پر افسوس کیا کرتے تھے۔ اس باب میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ آدمی کے لیے تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں۔ بعض علماء نے تہائی مال سے کم کی وصیت کو مستحب قرار دیا کیونکہ نبی اکرمؐ نے فرمایا تہائی مال زیادہ ہے۔

تشریح: عام الفتح: حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہاں الفتح کے بجائے صحیح عام حجۃ الوداع ہے اور اکثر روایات میں یہی وارد ہوا ہے۔ البتہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے فتح مکہ مراد ہے۔

لیس یرثنی الا ابنتی: اس وقت تو صرف ایک بیٹی تھی لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو چار بیٹے بھی تھے کیونکہ آپؐ کے وصال کے بعد ایک طویل عرصہ تک حیات رہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں گورنر رہے۔ مروان بن حکم کے دور میں ۵۰ یا ۵۵ ہجری میں انتقال ہوا۔ یعنی آپؐ کے وصال کے بعد بھی تقریباً ۴۵ برس حیات رہے۔

والثلث کثیر: حدیث کے اس جملہ کی وجہ سے علماء نے لکھا ہے وصیت ثلث سے بھی کسی قدر کم میں کرنا بہتر ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ثلث سے زائد اگر وصیت کی تو نافذ نہ ہوگی ہاں اگر تمام ورثاء عاقل اور بالغ ہوں اور وہ مورث کی وصیت کو رضامندی کے ساتھ ثلث سے زائد میں بھی نافذ قرار دیں تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک ثلث سے زائد میں بھی نافذ ہوگی۔ جبکہ امام مالک وشافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اس صورت میں بھی نافذ نہ ہوگی۔

قلت یارسول اللّٰہ: أخلف عن ھجرتی: میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں اپنی ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ مطلب یہ ہے کہ اپنے شدت مرض کی وجہ سے یہ سمجھے کہ میری موت کا وقت قریب ہے اور اگر مکہ میں ہی موت آگئی تو ہجرت سے پیچھے رہ گیا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپؐ نے ہجرت ہی نہیں فرمائی بلکہ مدینہ کی طرف آپ کا ہجرت کرنا معروف ومسلم ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ اب واپس مکہ میں قیام پذیر ہیں کہیں اس دوران میرا انتقال ہوجائے تو میں ہجرت سے پیچھے ہی نہ رہ جاؤں۔

لکن البائس سعد بن خولہ: بعض علماء کے نزدیک انہوں نے مکہ سے ہجرت ہی نہیں کی اور مکہ ہی میں ان کا انتقال ہوگیا اس صورت میں آپؐ کا افسوس فرمانا ظاہر ہے۔ جبکہ اکثر علماء کے نزدیک انہوں نے ہجرت کی تھی لیکن واپس مکہ آکر ان کا انتقال ہوا، تو از راہ کرم آپؐ نے ایسا فرمایا۔

ثم یحضرھم الموت فیضاران فی الوصیة:

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اعمال انتہائی وزنی ہوتے ہیں خواہ وہ نیکیوں کی قبیل سے ہوں یا برائیوں کی قبیل سے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ مخلوق کی حق تلفی کی وجہ سے ساری زندگی کی نیکیاں برباد ہوسکتی ہیں۔ (اللھم احفظنا منه)

۱۴۰۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

۲۱۹۴: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ مَا يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَ وَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۱۴۰۶: باب وصیت کی ترغیب

۲۱۹۵: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان جس کے پاس وصیت کے لیے مال ہو تو اسے لازم ہے کہ دو راتیں بھی اس حالت میں نہ گزارے کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری اسے سالم سے وہ ابن عمرؓ سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

تشریح: مامن مسلم یبیت لیلتین: بعض روایات میں لیلة اولیلتین کا لفظ ہے۔ مقصود یہی ہے کہ وصیت لکھنے میں تساہل نہ برتے۔

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں اہل ظواہر نے یہ موقف اختیار کیا کہ وصیت کرنا واجب ہے۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک وصیت کرنا مستحب ہے ہاں اگر حقوق واجبہ ذمہ میں ہوں تو پھر ایسی صورت میں وصیت واجب ہے۔

پھر جمہور علماء کے نزدیک وصیت صرف لکھ لینا کافی نہیں بلکہ اس پر دو گواہ بھی قائم کیئے جائیں جبکہ امام محمد بن نصر المروزیؒ کہتے ہیں حدیث کے ظاہر سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ صرف لکھ لینا بھی کافی ہے گواہ بنانا ضروری نہیں۔

۱۴۰۷: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یُوْصِ

۱۴۰۷: باب رسول اللہ ﷺ نے وصیت نہیں کی

۲۱۹۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا اَبُوْ قَطَنٍ نَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قُلْتُ وَكَیْفَ كُتِبَتِ الْوَصِیَّةُ وَكَیْفَ اَمَرَ النَّاسَ قَالَ اَوْصٰی بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ اِلَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ۔

۲۱۹۶: طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا پھر وصیت کیسے لکھی گئی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو کیا حکم دیا؟ فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی وصیت کی تھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف مالک بن مغول کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے دنیوی وصیتیں نہیں فرمائیں بلکہ دینی وصیتیں فرمائی ہیں۔ دنیوی وصیتیں چونکہ مال وغیرہ میں ہوتی ہیں اور انبیاء جو مال چھوڑتے ہیں وہ میراث میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ صدقہ ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے ''لانورث ماترکنا صدقة'' اس وجہ سے دنیوی امور میں وصیت نہیں فرمائی بلکہ دینی امور میں وصیت فرمائی۔

قال اوصی بکتاب اللہ: اس سے مراد یا تو حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

ترکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب

یعنی میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اس کو مضبوطی سے تھام لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔

یا اس سے مراد یہ ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کے احکامات پر کاربند رہنے کی وصیت فرمائی آپ کی دیگر دینی وصایا۔

صحیح مسلم وغیرہ میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی۔

لایبقین بجزیرة العرب دینان

جزیرہ عرب میں دو دین باقی نہیں رہنے چاہئیں یعنی دین اسلام ہی کا غلبہ اور بول بالا ہونا چاہئے۔

اجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزهم به

وفود کو اپنی شرائط کے ساتھ اجازت دو جن شرائط کے ساتھ میں انہیں اجازت دیا کرتا تھا۔

الصلٰوة وما ملکت ایمانکم۔

نماز کا اہتمام رکھنا۔ اور اپنے ماتحتوں کے حقوق کا خیال رکھنا۔

اخرجوا الیهود من جزیرة العرب

یہود کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔

میری قبر کو عیدگاہ مت بنانا۔ وغیرہ ذٰلک۔

۱۴۰۸: بَابُ مَاجَآءَ لَاوَصِیَّةَ لِوَارِثٍ

۲۱۹۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَعَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ نَا شُرَحْبِیْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَدْ اَعْطٰی كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوِانْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ التَّابِعَةُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا تُنْفِقُ امْرَاَةٌ مِنْ بَیْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذَاكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا وَقَالَ الْعَارِیَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّیْنُ مَقْضِیٌّ وَالزَّعِیْمُ غَارِمٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَرِوَایَةُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَاَهْلِ الْحِجَازِ لَیْسَ بِذَاكَ فِیْمَا تَفَرَّدَ بِهٖ لِاَنَّهٗ رُوِیَ عَنْهُمْ مَنَاكِیْرَ وَرِوَایَتُهٗ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ اَصَحُّ هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ ابْنَ الْحَسَنِ یَقُوْلُ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ اَصْلَحُ بَدَ لَا حَدِیْثًا مِنْ بَقِیَّةَ وَلِبَقِیَّةَ اَحَادِیْثُ مَنَاكِیْرُ عَنِ الثِّقَاتِ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ زَكَرِیَّا ابْنَ عَدِیٍّ یَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِیُّ خُذُوْا عَنْ بَقِیَّةَ مَاحَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا تَاْخُذُوْا عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ مَاحَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا غَیْرِ الثِّقَاتِ۔

۱۴۰۸: باب وارث کیلئے وصیت نہیں

۲۱۹۷: حضرت ابوامامہ باہلیؓ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کیلئے حصہ مقرر کر دیا ہے۔ لہٰذا اب کسی وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کیلئے پتھر ہے۔ ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ جو آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کا دعویٰ کرے یا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرے اس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت مسلسل برستی رہے گی۔ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے خرچ نہ کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کھانا بھی نہیں۔ فرمایا کھانا ہمارے سب مالوں سے افضل ہے۔ پھر فرمایا مانگی ہوئی چیز اور دودھ کیلئے ادھار لیے ہوئے جانور واپس کیے جائیں اور قرض ادا کیا جائے اور ضامن اس چیز کا ذمہ دار ہے جس کی اس نے ضمانت دی ہے۔ اس باب میں حضرت عمرو بن خارجہؓ اور انس بن مالکؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوامامہؓ سے اور سندوں سے بھی منقول ہے۔ اسمٰعیل بن عیاش کی اہل عراق اور اہل حجاز سے وہ روایات قوی نہیں جن کو نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں۔ کیونکہ انہوں نے منکر روایتیں نقل کی ہیں۔ جبکہ انکی اہل شام سے نقل کردہ احادیث زیادہ صحیح ہیں۔ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ احمد بن حسن، احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں کہ اسمٰعیل بن عیاش بقیہ سے زیادہ صحیح ہیں کیونکہ ان کی بہت سی احادیث جو وہ ثقہ راویوں سے نقل کرتے ہیں منکر ہیں۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن، زکریا بن عدی سے اور وہ ابو اسحٰق فزاری سے نقل کرتے ہیں کہ بقیہ سے وہ حدیثیں لے لو جو وہ ثقات سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن اسمٰعیل بن عیاش، ثقات سے روایت کریں یا غیر ثقات سے ان سے کوئی روایت نہ لو۔

۲۱۹۷: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَلٰی نَاقَتِهٖ وَاَنَا تَحْتَ جِرَانِهَا وَهِیَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَاِنَّ لُعَابَهَا یَسِیْلُ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

۲۱۹۸: حضرت عمرو بن خارجہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطاب فرمایا۔ میں اس کی گردن کے نیچے کھڑا تھا وہ جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان گر رہا تھا میں نے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا۔ پس وارث کیلئے وصیت نہیں۔ لڑکا صاحب فراش کا ہوگا (یعنی جس کی وہ بیوی یا باندی ہے) اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: زمانہ جاہلیت میں میت کی وصیت پر لازمی طور پر عمل کیا جاتا تھا وصیت کیلئے کوئی قاعدہ، ضابطہ مقرر نہ تھا ایک دوسرے کے خلاف وصیت کر کے باہم ایک دوسرے کو نقصان پہنچایا جاتا تھا کبھی قریبی رشتہ دار محروم کر دیئے جاتے کبھی دور کے رشتہ داروں سے صرف نظر کر لیا جاتا۔

دین اسلام نے ان تمام جاہلانہ خرافات کو رد کرتے ہوئے میراث کے قواعد وضوابط بیان کیئے کہ کون سے رشتہ دار وراثت کے حقدار ہونگے اور کون محروم کریں گے۔ پھر زیادتی کے سد باب کے لئے مزید یہ حکم نازل فرمایا کہ ”لاوصیة لوارث“ کہ جس رشتہ دار کو وراثت میں حصہ مل رہا ہے پھر وصیت کے ذریعہ اس کو نواز دیا جائے اور دیگر مستحقین کو محروم رکھا جائے یہ سراسر بے انصافی ہے اس لئے ضابطہ مقرر ہوا کہ وارث کے لئے وصیت معتبر نہ ہوگی بلکہ اس کا حصہ میراث مقرر ہے اسی میں سے اس کو ملے گا۔ اور غیر ورثاء کے لئے ایک تہائی مال سے وصیت کی اجازت دے دی گئی۔

۱۴۰۹: بَابُ مَاجَآءَ یُبْدَأُ بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّةِ

۱۴۰۹: باب قرض وصیت سے پہلے ادا کیا جائے

۲۱۹۸: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِیِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّةِ وَاَنْتُمْ تَقْرَؤُوْنَ الْوَصِیَّةَ قَبْلَ الدَّیْنِ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ یُبْدَأُ بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّةِ

۲۱۹۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض وصیت سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ تم لوگ قرآن میں وصیت کو پہلے اور قرض کو بعد میں پڑھتے ہو۔ عام علماء کا اس پر عمل ہے کہ وصیت سے پہلے قرض دیا جائے۔

تشریح: اس حدیث کی تشریح پہلے گذر چکی ہے کہ بیان میں تو وصیت کو مقدم کیا اس وجہ سے کہ لوگ وصیت کے پورا کرنے میں تساہل برتتے ہیں اور لیت ولعل سے کام لیتے ہیں لیکن عملاً ادائیگی کے موقع پر پہلے قرض ادا کیا جائے گا اور پھر یہ کہ قرضدار اپنا قرض وصول کر ہی لیتے ہیں جبکہ وصیت کے معاملہ میں موصی لہ کے لئے وصیت پر عملدر آمد کرانا مشکل کام ہوتا ہے کہ اس کو ایسا مال ملنے والا ہوتا ہے جو ابھی تک اس کی ملک میں آیا ہی نہیں تو اب مانگنا مشکل ہوتا ہے جبکہ قرض کا مال اپنی جیب سے نکل کر دوسرے کی جیب میں جا چکا ہوتا ہے اسی لئے قرض خواہ قرض کا تقاضا کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا جبکہ مقروض قرض خواہ سے بچتا پھرتا ہے یعنی قرض کی ادائیگی کو لوگ اپنے ذمہ سمجھتے ہیں جبکہ وصیت کے معاملہ میں ایسا نہیں ہوتا اس وجہ سے وصیت کی اہمیت کے پیش نظر بیان میں تو وصیت کو مقدم کیا لیکن ادائیگی کے وقت وصیت سے پہلے میت کے مال میں سے قرض ادا کیا جائے گا۔

۱۴۱۰: بَابُ مَا جَآءَ فِی الرَّجُلِ یَتَصَدَّقُ اَوْیُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ

۲۱۹۹: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیّ نَاسُفْیَانُ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی حَبِیْبَۃَ الطَّائِیّ قَالَ اَوْصٰی اِلَیَّ اَخِیْ بِطَائِفَۃٍ مِّنْ مَّالِہٖ فَلَقِیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ اِنَّ اَخِیْ اَوْصٰی اِلَیَّ بِطَائِفَۃٍ مِنْ مَّالِہٖ فَاَیْنَ تَرٰی لِیْ وَضْعَہٗ فِی الْفُقَرَاءِ اَوِالْمَسَاکِیْنِ اَوِالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ اَمَّا اَنَا فَلَوْکُنْتُ لَمْ اَعْدِلْ بِالْمُجَاھِدِیْنَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَثَلُ الَّذِیْ یَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُھْدِیْ اِذَا شَبِعَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۴۱۰: باب موت کے وقت صدقہ کرنے یا غلام آزاد کرنا

۲۲۰۰: حضرت ابوحبیبہ طائی کہتے ہیں کہ مجھے میرے بھائی نے اپنے مال کے ایک حصے کی وصیت کی۔ میری ابو درداءؓ سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ میرے بھائی نے میرے لیے کچھ مال کی وصیت کی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ مال کہاں خرچ کیا جائے۔ فقراء پر، مساکین پر یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والوں پر۔ فرمایا اگر میں ہوتا تو مجاہدین کے برابر کسی کو نہ دیتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ مرتے وقت غلام آزاد کرنے والے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص شکم سیر ہوکر ہدیہ بھیجے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اپنی حاجت کے وقت میں اور محبوبیت کی حالت میں مال کا صدقہ کرنا انتہائی اجر وثواب کا موجب ہے کہ ایثار اسی کا نام ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ

اس وجہ سے اللہ کی مخلوق کا اکرام کرنا اور ان کی ضروریات میں اس حال میں لگنا کہ انسان خود ضرورت مند ہو اللہ کے ہاں انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔

اس کے برعکس جب مال سے اپنی حاجت متعلق نہ رہے۔ اور اپنی غرض پوری ہو جائے اس صورت میں مال خرچ کرنے پر اجر تو ملتا ہے لیکن بہت کم۔ جیسا کہ حدیث باب میں ہے کہ:

موت کے وقت غلام آزاد کرنا ایسا ہے جیسے پیٹ بھرے کا کھانا کسی کو ہدیہ دے دینا۔

کہ اس صورت میں جب انسان کو یہ ادراک ہو جاتا ہے کہ اب اس دنیا میں زیادہ قیام باقی نہ رہا تو ایسے وقت ہبہ وصدقہ اور اعتکاف کا اجر وثواب زیادہ نہیں ملتا۔

۱۴۱۱: بَابٌ

۲۲۰۰: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ نَااللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ بَرِیْرَۃَ جَاءَتْ تَسْتَعِیْنُ عَائِشَۃَ فِی

۱۴۱۱: باب

۲۲۰۱: حضرت عروہؓ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ بریرہؓ اپنی بدل کتابت میں حضرت عائشہؓ سے مدد لینے

كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاءُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاءُكِ فَلْتَفْعَلْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

کے لیے آئیں جبکہ انہوں نے اس میں سے بالکل کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: واپس جاؤ اور ان سے پوچھو اگر وہ لوگ پسند کریں کہ میں تمہاری کتابت ادا کردوں اور حق ولاء مجھے حاصل ہو تو میں ایسا کروں گی۔ حضرت بریرہؓ نے یہ بات ان لوگوں کو بتائی تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ اگر حضرت عائشہؓ چاہیں تو ثواب کی نیت کرلیں اور حق ولاء ہمیں حاصل ہو تو ہم ایسا کرلیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ بات نبی اکرم ﷺ سے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے خرید کر آزاد کردو۔ کیونکہ ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرط باندھتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں۔ جو شخص ایسی شرط لگائے گا۔ وہ شرط پوری نہیں کی جائے گی۔ اگرچہ وہ سو مرتبہ ہی کیوں نہ شرط لگائے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت عائشہؓ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔ اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے۔

تشریح: یہاں پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدل کتابت کی ادائیگی میں محض تعاون نہ کرنا چاہتی تھیں بلکہ حضرت بریرہ رضی اللہ سے کو خرید کر آزاد کرنا چاہتی تھیں لیکن حضرت بریرہ کے مالکین یہ سمجھے کہ شاید بدلِ کتابت میں تعاون کی وجہ سے ولاء کا اختیار حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

اگر محض تعاون مقصود ہوتا تو پھر شبہ ہوسکتا تھا کہ محض تعاون کی وجہ سے تو کس کو ولاء نہیں مل سکتی بلکہ ولاء تو پھر بھی حضرت بریرہؓ کے مالکین ہی کو ملتی۔ کیونکہ وہ انہیں کی باندی تھیں اور کتابت کا معاملہ انہوں نے ہی کیا تھا۔ اور بدلِ کتابت کی ادائیگی کے بعد بھی ولاء انہیں مالکین کو ملتی ہے جنہوں نے مکاتب کا معاملہ کیا ہے۔

لیکن چونکہ حضرت عائشہؓ بدلِ کتابت کی قیمت کے بدلہ ان کو خریدنا چاہتی تھیں جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی ان سے فرمایا کہ

"ابتاعي فاعتقي فانما الولاء لمن اعتق"

''اس کو خرید کر آزاد کردو، بے شک ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہی ہے''۔

لہٰذا جب ان کا ارادہ خرید کر آزاد کرنے کا تھا تو پھر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ ولاء تو حضرت بریرہؓ کے مالکین کے لیے ہی ہوگی۔ محض تعاون کی بناء پر حضرت عائشہؓ ولاء کا مطالبہ کیسے کرسکتی ہیں۔

اشکال: بعض روایات میں حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ''اشرطي لهم الولاء'' کہ خریدنے کے معاملے کے ساتھ ولاء کی شرط لگالو۔

اشکال: اشکال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خریدنے کے معاملے کے ساتھ کوئی شرط لگانے سے منع فرمایا ہے۔
اس صورت میں شرط فاسد ہوتی ہے اور عقد بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے شرط لگانے کا کیسے فرما دیا؟
جواب: ایسی شرط فاسد ہوتی ہے جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو، لیکن ایسی شرط جو مقتضائے عقد کے مناسب ہو یہ شرط فاسد نہیں ہوتی، جیسے بائع پر شرط لگائے کہ ٹھیک ہے اس چیز کی قیمت تم ایک ماہ بعد دیدینا لیکن میرے پاس رہن رکھوانا پڑے گا۔ اب یہ شرط چونکہ مقتضی عقد کے مناسب ہے کہ عقد بیع کا تقاضا یہی ہے کہ مشتری کو...... مل جائے اور بائع کو ثمن مل جائے۔ اب ثمن کے حصول کے لئے بائع یہ شرط لگا رہا ہے۔ لہٰذا یہ مقتضائے عقد کے بالکل مناسب ہے۔
اسی طرح یہاں پر عقد کا تقاضا یہی ہے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہو''الولاء لمن اعتق'' اس وجہ سے آپ ﷺ کا حضرت عائشہؓ سے یہ فرمانا کہ ولاء کی شرط لگا دو یہ مقتضائے عقد کے بالکل مناسب ہے اور ایسی شرط لگانے سے نہ تو شرط فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی عقد فاسد ہوتا ہے۔

خلاصۃ الابواب: تہائی مال کی وصیت جائز ہے اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اپنی اولاد کو مالدار چھوڑا جائے کہ تنگ دست نہ ہوں کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں کیونکہ اولاد اور بیوی پر خرچ کرنا صدقہ ہے اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔ وصیت میں عدل کیا جائے اس معاملے میں سخت ہدایت ہے کہ وصیت میں وارثان کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اس عمل کے باعث انسان ساری عمر نیکی کرنے کے باوجود بھی جہنم میں داخل ہو سکتا ہے لہٰذا اس معاملے میں عدل ضروری ہے۔ (۲) وصیت لازماً کرنی چاہئے کیونکہ عدل سے اولاد میں وراثت کی تقسیم انہیں لڑائی جھگڑوں سے بچا سکتی ہے۔ ورنہ ان کے درمیان نفرتوں کی خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ (۳) جن ورثاء کے لئے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں حصہ مقرر کر دیا گیا ہے ان کے لئے کوئی وصیت نہیں۔ (۴) وصیت کی تقسیم سے قبل قرض ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد وراثت تقسیم کی جائے گی۔ مرنے سے قبل نیکی کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شکم سیر ہو کر ہدیہ بھیجے لہٰذا نیکی موت کے آثار سے قبل صحت و تندرستی میں کرے یہ اس سے افضل ہے کہ مرتے دم یہ کہے کہ یہ مال یوں صدقہ کر دو اور یہ مال یوں صدقہ کرو۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ولاء اور ہبہ کے متعلق ابواب
جو مروی ہیں رسول اللہ ﷺ سے

اس مسئلہ کی وضاحت تفصیل سے ماقبل میں ہو چکی ہے کہ مرنے والا غلام ہو اور اس کے اعزاء و اقرباء میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، جس کو اس کی وراثت ملے تو ایسی صورت میں ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہوتی ہے یعنی اس کی وراثت اس کے آزاد کرنے والے کو ملے گی۔ مزید وضاحت کے لئے چند احادیث ذکر کی جائیں گی۔

۱۴۱۲: بَابُ مَاجَآءَ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ

۲۲۰۱: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْطَى الثَّمَنَ اَوْلِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ۔

۱۴۱۲: باب ولاء آزاد کرنے والے کا حق ہے

۲۲۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کو خریدنے کا ارادہ فرمایا تو اس کے آقاؤں نے ولاء کی شرط رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولاء اسی کا حق ہے جو آزاد کرے یا فرمایا جو نعمت کا والی ہو۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔

۱۴۱۳: بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ

۲۲۰۲: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ وَيُرْوٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَوَدِدْتُّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِيْنَارٍ حِيْنَ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَذِنَ لِيْ حَتّٰى كُنْتُ اَقُوْمُ اِلَيْهِ فَاُقَبِّلَ رَاْسَهٗ وَرَوٰى

۱۴۱۳: باب ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے کی ممانعت

۲۲۰۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف عبداللہ بن دینار کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ شعبہ، سفیان ثوری اور مالک بن انس بھی عبداللہ بن دینار سے اسے نقل کرتے ہیں۔ شعبہ سے منقول ہے کہ اگر عبداللہ بن دینار مجھے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے اجازت دیں تو میں ان کی پیشانی چوم لوں۔

يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ وَهْمٌ وَهِمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ وَالصَّحِيْحُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَتَفَرَّدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

یحییٰ بن سلیم نے یہ حدیث عبیداللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کی ہے لیکن اس میں وہم ہے اور صحیح سند یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمر، عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ اس سند سے کئی راویوں نے یہ حدیث عبیداللہ بن عمرو سے نقل کی ہے۔ اور عبداللہ بن دینار اسے نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

تشریح: ولاء آزاد کنندہ کا حق ہے لیکن یہ ایسا حق ہے جس کو بیچنا یا ہبہ کرنا جائز نہیں ہے، بیچنا اس وجہ سے جائز نہیں کہ جب ولاء کا حق اس نے ابھی تک وصول نہیں کیا تو اسے کیا معلوم کہ ولاء کے ذریعہ ملنے والے مال کی مقدار کتنی ہے۔ یعنی یہ مجہول ہے اور مبیعہ جب مجہول ہو تو بیع جائز نہیں ہوتی۔

ہبہ کرنا اس وجہ سے جائز نہیں کہ جس چیز پر ابھی اس کا خود قبضہ نہیں ہوا، آگے اس کو ہبہ کیسے کر سکتا ہے۔

"ویری عن شعبة قال لوددت ان عبد الله من دينار"

شعبہ کی اس خواہش کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایت ابن عمرؓ سے صرف اور صرف عبداللہ بن دینارؒ کے واسطے سے ہی ہے اور کسی نے عبداللہ بن عمرؓ سے سوائے ان کے نقل نہیں کیا۔ اور یہ روایت عبداللہ بن دینارؒ سے ۳۵ طرف سے مروی ہے۔ اس وجہ سے امام مسلم رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ:

"الناس كلهم عيال على عبد الله بن دينار في هذا الحديث"

وروی یحییٰ بن سلیم: یحییٰ بن سلیم نے اس روایت کو عبداللہ بن دینار کے بجائے عن نافع عن بن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے۔ لیکن امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ یحییٰ بن سلیم کے وہم ہے۔ یہ روایت صرف اور صرف عبداللہ بن دینارؒ سے ہی مروی ہے۔

۱۴۱۴: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ اَوِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ

۱۴۱۴: باب باپ اور آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی کو باپ یا آزاد کرنے والا کہنا

۲۲۰۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ صَحِيْفَةٌ فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ فَقَدْ كَذَبَ وَقَالَ فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ

۲۲۰۳: حضرت ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا جو شخص یہ گمان کرے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے سوا کوئی اور کتاب ہے اس نے جھوٹ بولا۔ اس صحیفہ میں اونٹوں کے دانتوں کی دیت اور زخموں کے احکامات مذکور ہیں۔ اسی خطبہ میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مدینہ، حیر (پہاڑ) سے ثور (پہاڑ) تک حرم ہے۔

اَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا اَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْتَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهٗ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ۔

پس جو کوئی اس میں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا اور جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی یا اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی اس پر بھی اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کریں گے اور مسلمانوں کا کسی کو پناہ دینا ایک ہی ہے۔ ان کا ادنیٰ آدمی بھی اگر کسی کو پناہ دے دے تو سب کو اس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اسے اعمش سے وہ ابراہیم تیمی سے وہ حارث سے اور وہ علیؓ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ سے یہ حدیث کئی سندوں سے منقول ہیں۔

تشریح: "من زعم ان عندنا شیء نقرؤه الا کتاب اللّٰہ و هذه الصحيفة" بخاری کی روایت میں ہے۔

" ما عندنا شیء الا كتاب اللّٰه وهذه الصحيفة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم" (بخاری)

علامہ نوویؒ اس روایت کی تشریح کے تحت فرماتے ہیں:

"هذا تصريح من رضى اللّٰه عنه با بطال ما تزعمه الرافضة و الشيعة ويختر عونه من قولهم ان عليا رضى اللّٰه عنه اوصٰى اليه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بامور الشريعة وأنه صلی اللّٰه علیه وسلم خص اهل البيت عالم يطلع عليه غيرهم، وهذا دعاوى باطلة و اختراعات فاسدة لا اصل لها ويكفي فى ابطالها قول على رضى اللّٰه عنه" (شرح مسلم للنووی)

خلاصہ یہ کہ شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایسے اسرار و رموز بتائے تھے جو کسی کو نہیں معلوم اور اہلِ بیت کو ایسی بتائیں تھیں جو ان کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں۔ یہ سارے دعوے باطل ہیں۔ ان کی کوئی اصل و بنیاد نہیں، اور خود حضرت علیؓ کا یہ فرمان ان کے دعاوی باطلہ کے باطل ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

"المدينه حرم مابين عير: اسی طرح ایک دوسری حدیث صحیح میں بھی یہ الفاظ وارد ہیں کہ:" المدينه حرم ما بين عير الى ثور: "عیر" مدینہ میں ایک معروف پہاڑ کا نام ہے اور "ثور" سے مراد مکہ کا مشہور پہاڑ مراد نہیں بلکہ یہاں مراد مدینہ کی ایک پہاڑی ہے جس کا نام ثور ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں رقم طراز ہیں کہ:

"قال المحب الطبری فی "الاحکام" بعد حکاية كلام ابى عبيد و من تبعه: قد اخبرنى الثقة العالم ابو محمد عبد السلام البصرى، ان حذاء عن يساره جانحا الى وراء جبل صغير"

احد پہاڑ کے پیچھے اس کی محاذات میں ہی ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے (جس کا نام ثور ہے)۔

مدینہ کے حرم ہونے کا مطلب: اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا مدینہ بھی مکہ کی طرح ہے یا دونوں میں کچھ

تفاوت ہے۔ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے۔یعنی یہاں بھی شکار کرنا، ہری گھاس وغیرہ کا کاٹنا حرام ہوگا۔

جبکہ احناف کے نزدیک مدینہ اس معنی میں مکہ کی طرح حرم نہیں ہے کہ یہاں شکار وغیرہ کی ممانعت ہو، بلکہ مدینہ کو تعظیم کی وجہ سے حرم فرمایا گیا ہے۔اوران حضرات کا استدلال ''یا ابا عیر ما فعل النغیر'' والی حدیث سے ہے کہ اگر شکار کی ممانعت ہوتی تو پرندے کو آزاد کرنے کا حکم فرماتے اور قید کرنے کی ممانعت فرمادیتے۔لیکن آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا اس وجہ سے یہاں شکار وغیرہ کی ممانعت نہیں ہے۔

اور حدیث باب میں احترام کی وجہ سے اس کو حرم قرار دیا گیا۔''فمن احدث فیھا حدثا او اوی محدثا:

یعنی جس نے یہاں بدعت کو رواج دیا اور یہاں بدعت یا بدعتی کے قرار پکڑنے پر راضی رہا تو اس پر لعنت ہے۔

''محدثا بفتح الدال و بکسر ھا'' دونوں طرح ہے۔

''محدثا'' اگر بکسر الدال ہو تو ترجمہ ہوگا کہ جس نے یہاں بدعت کو ٹھکانہ دیا، اس کی مدد و نصرت کی۔اور اگر بفتح الدال ہو تو اس سے بدعتی کے بجائے بدعت مراد ہوگی اور ترجمہ ہوگا کہ جو یہاں بدعت کے قرار پکڑنے پر راضی رہا، اس پر خاموش رہا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تینوں درجات میں سے کسی درجہ پر بھی عمل نہیں کیا۔

''فعلیه لعنة اللّٰه والملائکة والناس اجمعین'' قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ بدعت کو رواج دینا کبائر میں سے ہے۔

''والملائکة ''فرشتوں کی لعنت کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے ایسے شخص کے لئے اللہ کی رحمت سے دوری کی بددعا کرتے ہیں۔

''والناس اجمعین ''یعنی اس بدعتی کے علاوہ تمام لوگوں کی اس پر لعنت ہے۔

''لا یقبل اللّٰه منه یوم القیامة صرفًا ولاعدلًا''

اس کی شارحین نے مختلف ترجیحات بیان فرمائی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ صرف سے مراد فرض ہے اور عدل سے مراد نفل ہے۔

۲۔ اس کا عکس مراد ہے یعنی صرف سے مراد نفل اور عدل سے مراد فرض ہے۔

۳۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قبول رضا حاصل نہ ہوگی اگرچہ قبول جزاء حاصل ہو جائے۔

۴۔ صرف سے مراد شفاعت ہے اور عدل سے مراد فدیہ ہے۔یعنی نہ تو کوئی سفارش چلے گی اور نہ ہی فدیہ دیکر جان چھوٹے گی۔

۱۴۱۵: بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِي مِنْ وَلَدِهٖ

۱۴۱۵: باب باپ کا اولاد سے انکار کرنا

۲۲۰۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۲۲۰۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنوفزارہ کا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ میری بیوی نے سیاہ لڑکا جنا ہے۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ عرض کیا۔جی

إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيهَا أَوْرَقُ قَالَ نَعَمْ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ أَنَّى أَتَاهَا ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهَا قَالَ فَهٰذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ہاں۔فرمایا: ان کا رنگ کیسا ہے؟ عرض کیا۔ سرخ آپ ﷺ نے پوچھا کیا ان میں کوئی سیاہ بھی ہے؟ عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کہاں سے آگیا۔ اس نے عرض کیا شاید اس میں کوئی رگ آگئی ہو۔ (یعنی اس کی نسل میں کوئی کالا ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر شاید تمہارے بیٹے میں بھی ایسی کوئی رگ تمہارے باپ دادا کی آگئی ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''جاء رجل'': یہ شخص ضمضم بن قتادہ رضی اللہ عنہ تھے۔اور اور انہوں نے شبہ کے طور پر یہ بات کہی کہ شاید یہ میری اولاد نہیں ہے اس پر آپ ﷺ نے انتہائی عمدہ انداز میں ان کے شبہ کو دور فرمادیا اور نفسیاتی طور پر مطمئن کردیا کہ صرف رنگ کے مختلف ہونے سے اولاد ہونے کی نفی نہیں کی جاسکتی۔

اس بات سے اور قواعد سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی میں شک اور وہم کی کوئی گنجائش نہیں، اور کسی بھی قسم کا اقدام کرنے کے لئے ایسے ذرائع واسباب کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ جن کا نتیجہ یقینی نہ ہو۔ مثلاً فال لینا، الہام وکشف کا حجت نہ ہونا، احکام میں شک کا اعتبار نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس وجہ سے اس مقام پر علماء نے فرمایا کہ اگر باپ اور اولاد کے رنگ وروپ میں اختلاف ہو تو اس کی وجہ سے لعان کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بلکہ وہ اولاد باپ ہی کی شمار ہوگی۔ شکل وصورت تو اللہ پاک بناتے ہیں وہ جیسے چاہے بنادے۔

''ھو الذی یصور کم فی الارحام کیف یشاء'' (الآیۃ)

۱۴۱۶: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَافَةِ

۱۴۱۶: باب قیافہ شناسی

۲۲۰۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ هٰذِهِ الْأَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَزَادَ فِيهِ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا مَرَّ عَلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَقَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ هٰكَذَا ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ

۲۲۰۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ان کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے دیکھا کہ مجزز (قیافہ شناس) نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھ کر کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان بن عیینہ اسے زہری سے وہ عروہ سے اور وہ عائشہؓ سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے دیکھا کہ مجزز (قیافہ شناس) زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کے پاس سے گزرا جبکہ ان کے سر ڈھکے ہوئے اور پاؤں ننگے تھے۔ مجزز نے کہا کہ یہ پیر ایک دوسرے میں سے ہیں۔

الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ اِقَامَةِ اَمْرِ الْقَافَةِ۔

سعید بن عبدالرحمٰن اور کئی حضرات نے بھی اسے اسی طرح سفیان سے نقل کیا ہے۔ بعض علماء اس حدیث سے قیافہ لگانے کو درست کہتے ہیں۔

تشریح: قافہ خائف کی جمع ہے، علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ قیافہ شناس اس وہ شخص ہوتا ہے جو جسم کی ہیئت یعنی ہاتھ پاؤں، چہرے کے خدوخال اور نشانات ولکیریں دیکھ کر دو اشخاص کی مشابہت پہچان کر بتادے کہ یہ فلاں خاندان سے ہے اور فلاں شخص کا رشتہ دار ہے۔ ’’الم تری أن مجززًا نظر انفا انخ‘‘ حضرت زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہ بن زید رنگ وروپ میں ایک دوسرے کے مشابہ تھے۔ حضرت زید بن حارثہؓ خوش شکل تھے جبکہ اسامہ بن زید کا رنگ قدرے کالا تھا۔ اس فرق کی بناء پر بعض لوگ الزام تراشی کرتے۔ اور اسامہ کا نسب ثابت نہ مانتے۔

ایک مرتبہ دونوں باپ بیٹے قریب قریب سوئے ہوئے تھے۔ اور ان کے پاؤں کھلے ہوئے تھے۔ قیافہ شناس وہاں سے گزرا تو دونوں کے قدم دیکھ کر کہا کہ یہ ’’ان ھذہ الا قدام بعضھا من بعض‘‘ ’’یہ قدم ایک دوسرے سے ہیں‘‘ قیافہ شناس کے کہنے پر آپ ﷺ خوش اس بناء پر ہوئے کہ اب لوگوں کی زبانیں بند ہوجائیں گی اور الزام تراشی سے باز آجائیں گے۔

’’وقد احتج بعض اهل العلم بهذا الحديث في اقامة امر القافة‘‘

ائمہ ثلاثہ امام اوزاعی اور بعض دیگر علماء کے نزدیک قیافہ شناس کا قول اثبات نسب کے لئے حجت ہے۔ جبکہ احناف کے نزدیک اثبات نسب میں محض قیافہ شناس کے قول کا اعتبار نہ ہوگا۔ جب تک کہ دیگر قرائن وشواہد بھی قائف کے قول کے مؤید نہ ہوں۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: ان حضرات کی دلیل حدیث باب ہے کہ آپ ﷺ کا کائف کے قول پر مسرور ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا قول حجت ہے۔ احناف کی طرف سے جواب: احناف فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قائف کے قول پر خوش ہونا اس کی حجت ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کا خوش ہونا ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کے خیالات سے دوسرے شخص کے خیالات وگمان کی تائید ہوجائے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ دیکھو خود تمھاری صحت وسقم کے پیمانے کے مطابق بھی تمھاری تائید نہیں ہوئی، کہ تم لوگ قائف کی باتوں کو یقین کا درجہ دیتے ہو تو خود قائف کا اندازہ تمہارے گمان کے خلاف ہے۔

۱۴۱۷: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَثِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّهَادِيْ

۱۴۱۷: باب آنحضرت ﷺ کا ہدیہ دینے پر رغبت دلانا

۲۲۰۶: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَوَاءٍ نَااَبُوْ مَعْشَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ

۲۲۰۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو۔ ہدیہ دینے سے دل کی خفگی دور ہوجاتی ہے۔ نیز کوئی پڑوسی عورت اپنے پڑوس میں رہنے والی عورت کو بکری کا کھر دیتے ہوئے بھی نہ شرمائے

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا وَاَبُوْ مَعْشَرٍ اسْمُهٗ نَجِيْحٌ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔

(یعنی حقیر چیز کا بھی ہدیہ دیا جا سکتا ہے) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ابو معشر کا نام نجیح ہے اور یہ بنو ہاشم کے مولیٰ ہیں۔ بعض اہل علم ان کے حافظہ پر اعتراض کرتے ہیں۔

تشریح: اس سے قبل مال سے متعلق حقوق اضطراریہ یعنی میراث کی تفصیل بیان ہوئی۔ اور اب مال سے متعلق حق اختیاری یعنی ہبہ و ہدیہ کی تفصیل بیان ہو رہی ہے۔

''فان الهدية تذهب و حرة الصدر'': ''وحر'' بفتح الواؤ والحاء المهملة: دل کے وساوس وخطرات کو کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کینہ وبغض، عداوت اور دلی غم وغصہ پر بھی وحر کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دل کی اتنی بڑی بڑی بیماریوں کا علاج انتہائی معمولی ہے۔ معمولی سا ہدیہ خواہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو دلوں کے میل کو دور کرنے کا سبب ہے اور دلوں کا میل دور ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں کہ یہی میل بعض مرتبہ قتل وغارت گری اور فتنہ وفساد کا سبب بن جاتا ہے۔ الغرض بیماری بہت بڑی ہے لیکن علاج انتہائی آسان ہے۔ اور پھر یہاں اس بات کی بھی تعلیم ہے کہ ہدیہ کے لین دین میں تکلف نہیں برتنا چاہیے۔ بلکہ معمولی سا ہدیہ بھی دینے اور قبول کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ بعض مرتبہ انسان کسی عمدہ اور مہنگی چیز کے ہدیہ دینے کے چکر میں اسباب میسر نہ ہونے کی وجہ سے اس سنت سے محروم ہی رہتا ہے۔ اس بناء پر معمول ہدیہ کو عار نہیں سمجھنا چاہیے۔

۱۴۱۸: بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الرُّجُوْعِ فِي الْهِبَةِ

۱۴۱۸: باب ہدیہ یا ہبہ دینے کے بعد واپس لینے کی کراہت کے متعلق

۲۲۰۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ نَا حُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَالْكَلْبِ اَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَآءَ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِيْ قَيْئِهٖ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

۲۲۰۷: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہدیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی سی ہے کہ جو خوب کھا کر پیٹ بھرے اور قے کر دے پھر دوبارہ اپنی قے کھانے لگے۔ اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۲۲۰۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ثَنِيْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيْثَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدُ فِيْمَا يُعْطِيْ وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ اَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَآءَ ثُمَّ عَادَ فِيْ قَيْئِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

۲۲۰۸: حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کسی شخص کیلئے ہدیہ دینے کے بعد واپس لینا حلال نہیں۔ ہاں البتہ باپ اپنے بیٹے کو چیز دینے کے بعد واپس لے سکتا ہے اور جو شخص کوئی چیز دے کر واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو کھا کر پیٹ بھرنے کے بعد قے کرے اور دوبارہ اسے

صَحِيْحٌ قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَحِلُّ لِمَنْ وَهَبَ هِبَةً اَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدُ فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْمَا اَعْطٰى وَلَدَهٗ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ تَمَّ الْوَلَآءُ وَالْهِبَةُ

کھانے لگے ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شافعیؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ باپ کے علاوہ کسی شخص کو ہدیہ دینے کے بعد واپس لینا حلال نہیں۔

تشریح: ہدیہ کے رجوع میں اختلاف ائمہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رجوع ''من الھبہ'' حرام ہے۔اور پھر امام شافعیؒ والد کا استثناء فرماتے ہیں۔ کہ والد اپنی اولاد سے ہبہ میں رجوع کرسکتا ہے۔

احناف کا مذہب: عندالاحناف ہدیہ سے رجوع حرام نہیں ہے لیکن مکروہ ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: ان حضرات کی دلیل حدیث باب ہے۔

احناف کی دلیل: عن ابی ہریرۃ ''من وهب هبة فهوا حق بهاما لم يثب منها حاكم ''(ابن ماجہ)

حدیث باب کا مطلب: حدیث باب میں بھی حرمت مراد نہیں بلکہ کراہت مراد ہے۔اور یہ ضروری نہیں کہ ناپسندیدہ اشیاء ناجائز بھی ہوں جیسا کہ طلاق ناپسندیدہ اور ابغض الحلال ہے لیکن مجبوری کے وقت اس کی اجازت ہے۔

'' عند الاحناف رجوع فی الهبة '' کن مقامات میں جائز نہیں: علامہ ابن نجیمؒ نے بحرالرائق میں سات ایسے مقامات کا تذکرہ کیا ہے جن میں احناف کے نزدیک بھی رجوع جائز نہیں، جن کا مجموعہ '' دمع خزقة'' ہے۔یعنی:

۱۔ دال سے مراد زیادت متصل فی الموھوب ہے۔یعنی موھوب لہ نے شیء موھوب میں زیادتی کرلی اور یہ زیادتی موھوب لہ سے متصل ہے۔ جیسے زمین میں درخت لگالیا، ستو میں گھی ملادیا، زمین میں تعمیر کرلی، وغیرہ۔

۲۔ م سے مراد'' موت احد المتعا قدین'' ہے۔ یہاں بھی رجوع فی الھبۃ جائز نہیں۔

۳۔ عین سے مراد عوض ہے موھوب لہ نے ہبہ کے عوض واھب کو کچھ دیا ہو، اس صورت میں بھی رجوع جائز نہیں۔

۴۔ خا۔سے مراد خروج الموهوب عن ملك الموهوب له ہے کہ اگر موھوب لہ نے خود آگے کسی کو ہبہ کردی تو اب واھب اول رجوع نہیں کرسکتا۔

۵۔ زاء: اس سے مراد زوجین ہیں، یعنی زوجین ایک دوسرے سے ہبہ میں رجوع نہیں کرسکتے۔

۶۔ ق سے مراد یہ ہے کہ واھب اور موھوب لہ کا باہم ذی رحم محرم کا تعلق ہو تو اب رجوع جائز نہیں۔

۷۔ ھا۔سے مراد ہلاکت ہے کہ شئی موھوب ہلاک ہوجائے تو رجوع جائز نہیں۔

خلاصۃ الابواب: ولاء اسی کا حق ہے جو آزاد کرے۔ (۲) اپنے باپ کے نسب کے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت کرنے کی شدید مذمت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی نسبت سے انکار کیا اس نے گویا ہمارے لائے ہوئے دین کا انکار کیا۔ (۳) حضور ﷺ نے قیافہ شناسی کے عمل پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ بعض علماء اس حدیث سے قیافہ لگانے کو درست قرار دیتے ہیں۔ (۴) ایک دوسرے کو ہدیہ دینا چاہئے خواہ قلیل مقدار میں ہی کیوں نہ ہو یا قیمتاً کم قیمت ہو۔ جبکہ ہدیہ واپس لینے کی کراہت بیان کی ہے اور اس عمل کو قے کرکے کھانے کے مترادف قرار دیا ہے البتہ اپنے بیٹے کو دے کر واپس لے سکتا ہے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبوَابُ القَدرِ
تقدیر کے متعلق

تقدیر کا لغوی معنی: اندازہ لگانا۔ "قد جعل اللہ لکل شیء قدرًا، انا کل شیء خلقناہ بقدر" (سورۃ القمر:۴۹)

اصطلاحی معنی: "عبارۃ عما قضاہ اللہ و حکم بہ من الامور"۔ تمام امور میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلے اور قضاء کو تقدیر کہتے ہیں۔

تقدیر کا حکم: تقدیر پر ایمان لانا ایمانیات میں سے ہے۔ اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

تقدیر کی اقسام: تقدیر کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مبرم ۲۔ معلق

تقدیرِ مبرم: اللہ تبارک وتعالیٰ کے تعلق سے ہر تقدیر مبرم ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں تو ہر چیز طے شدہ ہوتی ہے۔ مستقبل میں کیا امور پیش آنے والے ہیں۔ کن اشخاص کے ساتھ کیا واقعات رونما ہونگے۔ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے علمِ ازلی میں موجود ہے۔ اور اس سے تخلف نہیں ہوسکتا، کسی بھی معاملہ کے جتنے بھی پہلو ہوسکتے ہیں، مثلاً جو والدین اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرے گا اس کی عمر میں اضافہ ہوگا اگر نہیں کرے گا تو عمر میں اضافہ بھی نہ ہوگا۔ اب یہ علم کہ اس کی عمر میں اضافہ ہوگا یا نہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علمِ ازلی میں موجود ہے اس سے تخلف نہیں ہوسکتا۔

تقدیرِ معلق: تقدیر کی یہ قسم بندوں کے تعلق سے ہے یعنی اگر بندے فلاں کام کریں تو ان کا مستقبل یہ ہوگا۔ اگر یہ کام نہ کریں پھر نتیجہ یہ ہوگا۔ یہ بندوں سے متعلق ہوتی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم ازلی میں اس کا نتیجہ معلوم نہیں ہے بلکہ اللہ کے علم میں تو سب کچھ ہوتا ہے بلکہ یہ تقدیرِ معلق تو صرف بندوں کے علم اور ظہور حوادث کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ " الکذب ینقص الرزق" جھوٹ روزی کو گھٹاتا ہے۔ اب فلاں شخص جھوٹ بولے گا یا نہیں اور اس کی روزی میں اضافہ ہوگا یا نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں پہلے سے ہے۔ اس کو تقدیرِ مبرم کہتے ہیں اور بندہ خود جھوٹ بول کر اپنے رزق میں کمی کرتا ہے یا سچ بول کر اضافہ کرتا ہے یہ بندے کے تعلق سے ہے اور اسی کو تقدیرِ معلق کہتے ہیں۔

مسئلہ تقدیر میں غور و خوض: احادیث میں اس کی ممانعت آتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ انسان کے پاس جو علم ہے وہ انتہائی محدود ہے، اس کی عقل کی رسائی ایک حد سے آگے نہیں ہے۔ انسان صرف اس دنیا کے طول عرض عمق کو جانتا ہے، یہاں کے صرف ظاہری زمان ومکان کا علم اسے ہے وہ بھی بہت تھوڑا سا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو پابندی ہے اور نہ وہ زمان ومکان کی قیود کے پابند ہیں۔ اس لیے تقدیر کے بارے میں جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ اس میں زیادہ غور وغوض میں نہ پڑو تو ہمیں بھی آمنا و صدقنا کا مصداق بننا چاہیے۔ کہ بے شمار فرقے اس مسئلہ میں الجھنے سے گمراہ ہوئے۔ جیسے:

۱۔ مرجئہ اور۔ ۲۔ قدریہ۔اس بناء پر اس مسئلہ میں غور وغوض سے احتیاط لازم ہے۔

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

۱: بَابُ مَاجَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ فِي الْخَوْضِ فِي الْقَدْرِ

۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ نَا صَالِحُ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِيْ وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ فَقَالَ أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ صَالِحِ الْمُرِّيِّ لَهُ غَرَائِبُ يَتَفَرَّدُ بِهَا

۱: باب تقدیر میں بحث کرنے کی ممانعت

۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ایک مرتبہ تشریف لائے تو ہم لوگ تقدیر پر بحث کر رہے تھے۔آپؐ غصے میں آ گئے یہاں تک کہ آپؐ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا گویا کہ آپؐ کے چہرے پر انار کے دانوں کا عرق نچوڑ دیا گیا ہو۔پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگوں کو اس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا میں اسلئے بھیجا گیا ہوں؟ تم لوگوں سے پہلے کی قومیں اسی مسئلے میں بحث ومباحثہ کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں۔میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اس مسئلے میں آئندہ بحث وتکرار نہ کرنا۔اس باب میں عمرؓ، عائشہؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔یہ حدیث غریب ہے۔ہم اس حدیث کو صرف صالح مُری کی روایت سے جانتے ہیں اور ان سے کئی غریب روایات مروی ہیں جن میں وہ منفرد ہیں۔

تشریح:'' فغضب حتی احمرو جهه'': آپ ﷺ کا غصہ فرمانا اس وجہ سے تھا کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے جس کی کامل حقیقت کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتے ہیں اس وجہ سے اس کے بارے میں بحث ومباحثہ اختیار کرنا بعض مرتبہ کفر تک پہنچا دیتا ہے اور باطل عقائد اور شکوک وشبہات کا سبب بنتا ہے جیسا کہ مرجئہ اور قدریہ کا معاملہ ہوا۔

۲: مَا جَاءَ فِيْ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

۲: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا أَبِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى يَا آدَمُ أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهِ أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى عَمَلٍ عَمِلْتُهُ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ

۲: باب

۲: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمؑ اور موسیٰؑ کے درمیان مکالمہ ہوا۔موسیٰؑ نے فرمایا: اے آدمؑ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا پھر اپنی روح آپ میں پھونکی اور پھر آپ کی لغزش کی وجہ سے لوگوں کو جنت سے نکالا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔آدم علیہ السلام نے جواباً فرمایا: اے موسیٰ! تو وہ ہے جسے اللہ نے شرفِ ہمکلامی کے ذریعے برگزیدہ کیا۔کیا تو مجھے ایسے عمل پر ملامت کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ

اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَالَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَجُنْدُبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْاَعْمَشِ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُ اَصْحَابِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پہلے میرے لیے (لوحِ محفوظ میں) لکھ دیا تھا۔ نبی اکرمؐ فرماتے ہیں اس طرح آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر (گفتگو میں) غالب آگئے۔ اس باب میں حضرت عمرؓ اور جندبؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ (یعنی سلیمان کی اعمش سے) اعمش کے بعض ساتھی اسے اعمش، وہ ابوصالح وہ ابوہریرہؓ اور وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں جبکہ بعض راوی اسے ابوہریرہؓ کی جگہ ابوسعیدؓ سے نقل کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے ابوہریرہؓ کے واسطے سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

تشریح:احتج آدم و موسی: اس حوالہ سے علماء کی متعدد آراء ہیں کہ یہ مناظرہ کب اور کہاں ہوا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات میں یہ مناظرہ ہوا۔ جب حضرت موسی علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی کی کہ " یا ربّ ارنا آدم الذی اخرجنا و نفسہ من الجنۃ، فاراہ اللّٰہ آدم فقال انت ابونا"......(ابوداؤد) تو اس دعا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے کروائی، تو اس پر یہ مناظرہ ہوا۔ یعنی حضرت موسی علیہ السلام کی حیات میں حضرت آدم علیہ السلام کے احیاء کے ساتھ ہوا۔

۲۔ قیامت میں یہ مناظرہ ہوگا کہ حضرت آدم و موسی علیہ السلام کی ملاقات ہوگی اور پھر یہ مکالمہ ہوگا۔

۳۔ ملاعلی کاریؒ فرماتے ہیں چونکہ انبیاء زندہ ہیں اس لئے ان کی ملاقات ممکن ہے۔ (مرقاۃ)

۴۔ یہ مناظرہ آسمانوں میں ہوا جب ان کی روحوں کی ملاقات ہوئی۔

اغویت الناس: حافظ بن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہاں گمراہی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف یہ سبب بعید کے درجہ میں ہے یعنی اگر درخت سے نہ کھاتے تو جنت سے نکالے نہ جاتے اور جنت سے نکالے نہ جاتے تو نفس و شیطان بھی ان پر مسلط نہ ہوتا۔

کیا گناہ کے لئے تقدیر کی آڑ لینا درست ہے: گناہ کے لئے تقدیر کی آڑ لینا اور یہ کہنا کہ مجھ سے جو سرزد ہوا وہ میرے مقدر میں لکھا تھا، میں کیا کرسکتا ہوں، یہ درست نہیں ہے۔ یا قاتل یہ کہے کہ گناہ تو میری تقدیر میں لکھا تھا لہٰذا مجھے سزا نہ دی جائے تو اس عذر کی بناء پر سزا سے چھوٹ نہیں سکتا۔ باقی حضرت آدم علیہ السلام نے تقدیر کا سہارا نہیں لیا بلکہ دنیا میں آنے کا سبب بیان فرمایا کہ چونکہ دنیا میں آنا پہلے ہی سے مقدر تھا اس وجہ سے یہ فعل سرزد ہوا۔

اور اس کا یہ جواب بھی دیا گیا کہ دنیا میں موجود زندہ افراد کے لئے اس قسم کا عذر پیش کر کے جان چھڑوانا، جائز نہیں۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام چونکہ اس دنیا میں موجود نہیں اور دار التکلیف سے خارج ہیں اس وجہ سے آپ علیہ السلام کا اس قسم کا جواب دینا درست تھا۔ یعنی عالم ارواح میں تقدیر کے حوالہ سے اس قسم کی بات کرنا جائز نہیں۔

عصمت انبیاء کا مسئلہ: باقی رہا یہ مسئلہ کہ انبیاء سے گناہ کا صدور ممکن ہے یا نہیں تو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ پر قدرت رکھنے کے باوجود گناہ نہیں کرتے۔ ان سے صغیرہ وکبیرہ گناہ کا صدور بالکل نہیں ہوسکتا، البتہ جو لغزشیں ان

حضرات سے صادر ہوئیں وہ سہو، ترک اول یا اجتہادی غلطی پر محمول ہیں۔

۳: بَابُ مَاجَآءَ فِی الشَّقَاءِ وَالسَّعَادَةِ

۳: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ مَا نَعْمَلُ فِیْهِ اَمْرٌ مُبْتَدَعٌ اَوْمُبْتَدَاٌ اَوْفِیْمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ قَالَ فِیْمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ یَابْنَ الْخَطَّابِ وَکُلٌّ مُیَسَّرٌ اَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاِنَّهٗ یَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَاِنَّهٗ یَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَحُذَیْفَةَ بْنِ اُسَیْدٍ وَاَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۳: باب بدبختی اور خوش بختی کے بارے میں

۳: حضرت سالم اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جو عمل کرتے ہیں کیا یہ نیا امر ہے؟ یا عرض کیا کہ نیا شروع ہوا ہے یا یہ پہلے سے تقدیر میں لکھا جا چکا ہے اور اس سے فراغت حاصل کی جا چکی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پہلے سے لکھا ہوا ہے اور اس سے فراغت ہو چکی ہے۔ اے خطاب کے بیٹے! ہر شخص پر وہ چیز آسان کر دی گئی ہے جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو نیک بخت لوگ ہیں وہ نیک بختی کے عمل (اعمال صالح) کرتے ہیں اور جو بدبخت ہیں وہ اسی کیلئے عمل کرتے ہیں۔ اس باب میں علیؓ، حذیفہ بن اُسیدؓ، انسؓ اور عمران بن حصینؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴: اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِیُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ نُمَیْرٍ وَوَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَنْکُتُ فِی الْاَرْضِ اِذْ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ مَامِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ عُلِمَ قَالَ وَکِیْعٌ اِلَّا قَدْ کُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا اَفَلَا نَتَّکِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۴: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی اکرمؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ زمین کرید رہے تھے (جیسے کوئی تفکر کی حالت میں کرتا ہے) اچانک آپؐ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کے متعلق متعین نہ ہو چکا ہو کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی۔ وکیع کہتے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کیلئے جنت یا دوزخ میں اس کی جگہ لکھی نہ جا چکی ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم (تقدیر کے لکھے پہ) بھروسہ کر لیں آپؐ نے فرمایا عمل کرو ہر ایک جس کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس پر وہ (کام) آسان کر دیا گیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: "اعملوا فکل میسر لما خلق لہ" علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "الجواب من اسلوب الحکیم، منعهم عن ترك العمل و امرهم با لتزام ما یجب علی العبد من العبودیة و زجرهم عن التصرف فی الا مور المغیبة فلا یجعلوا العبادة و ترکها سببا مستقلا لدخول الجنة و النار بل هی علامات فقط"

یعنی آپ ﷺ کا یہ جواب اسلوبِ حکیم کی قبیل سے ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے عمل ترک کرنے سے منع کیا، اور بندہ کو بندگی سے متعلق اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی ترغیب دی۔ اور ان کو غیبی امور میں تصرف سے منع فرمایا۔ (یعنی تم قانونِ قدرت میں دخل اندازی مت کرو، بلکہ جو تمہارا وظیفہ ہے اس کو پورا کرتے رہو) اور عبادت کرنا یا نہ کرنا یہ جنت میں داخلہ کا سبب مستقل نہیں ہے بلکہ یہ علامت کے درجے میں ہے (یعنی جنت میں انسان اللہ کے فضل ہی کی بناء پر جائے گا نہ کہ اپنے اعمال کی بناء پر۔ لیکن یہ اعمال اس

بات کی علامت ہیں کہ آیا بندہ اللہ کے فضل کے حصول کی کوشش میں لگا ہوا ہے یا نہیں)۔

جبریہ پر رد: اس حدیث میں حدیثِ جبریہ پر رد بھی ہے کہ تیسر جبر کی ضد ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی کو مجبورِ محض نہیں بنایا بلکہ ہمیں اعمال کی توفیق و آسانی دے دی گئی۔

۴: بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالْخَوَاتِيْمِ

۵۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ وَاِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ فِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعٍ يَكْتُبُ رِزْقَهٗ وَاَجَلَهٗ وَعَمَلَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴: باب اس متعلق کہ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے

۵: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ صادق ومصدوق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ تم میں ہر ایک ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی حالت میں رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد گاڑھا خون بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن میں گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار چیزیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے (رزق، موت، عمل اور یہ کہ وہ نیک بخت ہے یا بد بخت) پس اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم میں سے کوئی اہل جنت کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر تقدیر الٰہی اسکی طرف سبقت کرتی ہے تو اس کا خاتمہ دوزخیوں کے اعمال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک آدمی (عمر بھر) جہنمیوں کے اعمال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا ہے پھر تقدیر الٰہی اسکی طرف دوڑتی ہے اور اس کا خاتمہ جنتیوں کے اعمال پر ہوتا ہے۔ پس وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا الْاَعْمَشُ نَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ سَمِعْتُ اَحْمَدَ مَا رَاَيْتُ بِعَيْنِيْ مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَهٗ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدٍ نَحْوَهٗ۔

۶: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی اکرم ﷺ سے حدیث روایت کی اور اسی کی مثل ذکر کیا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ سے بھی روایات مروی ہیں۔ احمد بن حسن فرماتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید قطان کی مثل کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور ثوریؒ نے اعمش سے اس کی مثل روایت کی۔ محمد بن علاء نے وکیع کے واسطے سے انہوں نے بواسطہ اعمش حضرت زید سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

تشریح: "وهو الصادق المصدوق" آپ ﷺ کو صادق اس بناء پر کہا کہ وہ خود بھی سچے ہیں اور مصدوق اس بناء پر کہا گیا کہ آپ ﷺ تک وحی لانے والے یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی سچے ہیں۔ یعنی کسی بھی بات میں دو جانب سے جھوٹ کا احتمال ہوتا ہے۔

۱۔ بات کرنے والے نے جھوٹ بولا۔ تو اس شخص کے سچا ہونے کے باوجود اس کی بات سچی نہ ہوئی۔

۲۔ بات پہنچانے والے نے تو سچی بات پہنچائی لیکن اس نے جھوٹ بولا اور پہنچانے والے کے خلاف بات کہی تو اس کی بات بھی جھوٹی ہوئی۔

جب کہ یہاں معاملہ یہ ہے کہ خود آپ ﷺ بھی سچوں کے سردار ہیں اور آپ ﷺ تک وحی لانے والے بھی فرشتوں کے سردار ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "نزل به الروح الامين، على قلبك ان احد كم يجمع خلقه" علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ شہوت کے وقت منی منتشر ہوتی ہے۔ یہاں اس منتشر منی کو جمع کرنا مراد ہے۔

علامہ طیبیؒ اس حدیث کی تشریح میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول پیش کرتے ہیں کہ: نطفہ جب رحم میں جاتا ہے اور اللہ کسی انسان کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمالیں تو نطفہ عورت کے جسم میں گھومتا پھرتا ہے۔ اس کے ہر ناخن اور بالوں سے ہوتا ہوا آتا ہے پھر چالیس راتوں کے لئے ٹھہر جاتا ہے اور پھر خون بن کر رحم میں اترتا ہے۔ یہ اس کا جمع کرنا ہوا۔ (واللہ اعلم)

"ثم يرسل اليه الملك" اس فرشتہ سے مراد یا تو وہی فرشتہ ہے جو رحم پر مقرر کیا گیا ہے۔ یا اسی فرشتہ کو لوحِ محفوظ کی طرف بھیجا جاتا ہے وہاں لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق یہ بچہ کی تقدیر لکھ دیتا ہے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ رحم پر مقرر فرشتہ کے علاوہ کوئی دوسرا فرشتہ اس کی تقدیر سے متعلق تفصیلات لے کر آتا ہے۔

۵: بَابُ مَاجَآءَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ

۵: باب اس بارے میں کہ ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے

۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ رَبِيْعَةَ الْبُنَانِيُّ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْمِلَّةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُشَرِّكَانِهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ هَلَكَ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ بِهٖ۔

۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا ملت اسلامیہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مشرک بنادیتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ جو بچے جوان ہونے سے پہلے فوت ہوگئے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اگر بڑے ہوتے تو کیا کرتے۔

۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَا نَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُهٗ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ۔

۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں لیکن یہاں "يُوْلَدُ عَلَى الْمِلَّةِ" کی جگہ "يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ" کے الفاظ ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ وغیرہ اسے اعمش وہ ابو صالح، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی کی مثل نقل کرتے ہیں اور اس میں "يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ" کے الفاظ ہیں۔

تشریح: فطرت کا مصداق:

۱۔ عام علماء مثلاً امام بخاری، علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک فطرت کا مصداق اسلام ہے۔

۲۔ علامہ ماریؒ فرماتے ہیں کہ یہاں فطرت سے مراد ''عہد الست'' ہے۔

۳۔ علامہ طیبیؒ، تورپشتیؒ اور علامہ قرطبیؒ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ فطرت سے مراد انسان کی وہ صلاحیت واستعداد ہے جو حق کے اور اسلام کے قبول کرنے میں معاون ومددگار ہوتی ہے۔

'' فابواہ یھودانہ وینصرانہ و یشر کانہ:

اس کے چند مطالب ہوسکتے ہیں:

۱۔ ماں باپ صراحۃً اس کو ضلالت وگمراہی کا حکم دیتے ہیں اور بچہ ان کی بات مان کر اپنے اختیار سے گمراہ ہوجاتا ہے۔

۲۔ صراحۃً تو اس کی ضلالت کا حکم نہیں دیتے مگر تعلیمات اور ماحول سے متاثر ہوکر ان ہی جیسا ہوجاتا ہے۔

'' قال اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین''

اطفال مشرکین کا حکم: ان کے بارے میں فتح الباری میں چند اقوال بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ عند البعض اپنے آباء کی متابعت میں یہ بھی جہنم میں جائیں گے۔

۲۔ یہ اعراف میں ہونگے۔

۳۔ اہلِ جنت کے خدام ہونگے۔

۴۔ ان کا امتحان ہوگا، پاس ہوگئے تو جنت میں ورنہ جہنم میں جائیں گے۔

۵۔ جنت میں جائیں گے۔

۶۔ ان کے بارے میں سکوت کیا جائے جیسا کہ حدیث باب میں ہے کہ '' **اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین**''۔

ان تمام اقوال میں درست یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے اور استدلال مندرجہ ذیل امور سے ہے۔

۱۔ ابراہیم خلیل اللہ کی حدیث کہ جب آپ ﷺ نے انہیں جنت میں دیکھا تو اس بات کا بھی مشاہدہ کیا کہ ان کے اردگرد لوگوں کے بچے ہیں۔ اس پر لوگوں نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مشرکین کی اولاد بھی ان کے گرد تھی تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ (بخاری)

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: '' **وما کنا معذ بین حتی نبعث رسولا**'' یعنی ہم ان کو عذاب نہیں دینے والے یہاں تک کہ رسول بھیج دیں۔ اور بچے مکلف ہی نہیں اس وجہ سے ان کو عذاب بھی نہ ہوگا۔

۳۔ مسند ابو یعلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: '' **سالت ربی اللاھین من ذریۃ البشر الا بعذبھم فا عطا نیھم**'' اور لاھین کی تفسیر اطفال سے کی گئی ہے۔

۴۔ مسند احمد میں خنساء بنتِ معاویہ بن صریم کی اپنی پھوپھی سے روایت ہے کہ یارسول اللہ: '' **من فی الجنۃ ؟ قال : النبی فی الجنۃ، والشھید فی الجنۃ، والمو لود فی الجنۃ۔**

۵۔ مسند عبدالرزاق میں حضرت عائشہ رضی اللہ سو سے مروی ہے: سألت خديجة النبي ﷺ عن اولاد المشركين۔ فقال هم مع آبائهم، ثم سألته بعد ذلك فقال الله اعلم بما كانوا عاملين۔ ثم سألته بعد ما الاسلام فنزل۔ "ولا تزر وازرة وزر اخرى" (فاطر:۱۸) قال: هم على الفطرة، اوقال: هم في الجنة۔

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث اگر چہ ضعیف ہے لیکن قاطع للنزاع ہے۔

٦: بَابُ مَاجَآءَ لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَآءُ

۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَیْدٍ الرَّازِیُّ وَ سَعِیْدُ ابْنُ یَعْقُوْبَ قَالَا نَا یَحْیٰی بْنُ الضُّرَیْسِ عَنْ اَبِیْ مَوْدُوْدٍ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیِّ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمَرِ اِلَّا الْبِرُّ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَانَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ یَحْیٰی بْنِ الضُّرَیْسِ وَاَبُوْ مَوْدُوْدٍ اِثْنَانِ اَحَدُھُمَا یُقَالُ لَهٗ فِضَّةٌ وَالْاٰخَرُ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سُلَیْمَانَ اَحَدُھُمَا بَصْرِیٌّ وَالْاٰخَرُ مَدِیْنِیٌّ وَکَانَا فِیْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ وَاَبُوْ مَوْدُوْدٍ الَّذِیْ رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ اسْمُهٗ فِضَّةٌ بَصْرِیٌّ۔

٦: باب اس بارے میں کہ تقدیر کو صرف دعا ہی لوٹا سکتی ہے

۹: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قضاء (قدر) کو صرف دعا ہی بدل سکتی ہے اور عمر کو نیکی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔ اس باب میں ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف یحییٰ بن ضریس کی روایت سے جانتے ہیں اور ''ابومودود'' دو ہیں۔ ایک کو فضہ اور دوسرے کو عبدالعزیز بن سلیمان کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک بصری اور دوسرے مدینی ہیں۔ جنھوں نے یہ حدیث نقل کی ہے وہ ابومودود فضہ بصری ہیں۔

تشریح: "لا يرد القضاء الا الدعاء":

۱۔ مطلب یہ ہے کہ قضاء سے مراد وہ ناپسندیدہ اور مکروہ مصائب و آلام ہیں جن سے بندہ جان چھڑاتا ہے۔ اور ان کے ازالہ کی دعا کرتا ہے تو جب اس کی دعا موافق و قبول ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ یہ مصائب اس سے دور کر دیتے ہیں۔ تو ان مصائب کو یہاں مجازاً قضاء کہہ دیا گیا۔

۲۔ تقدیر پر بھروسہ نہ کرے اور اسباب کے درجہ میں دعا کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔

۳۔ کلام علی الفرض والتقدیر ہے: کہ اگر بالفرض کوئی چیز تقدیر کو بدلتی ہوتی تو وہ دعا ہوتی۔

۴۔ مصائب تو مقدر ہیں وہ بدلتے نہیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو برداشت کرنے کی ہمت اور طاقت دے دیتے ہیں اور وہ دعاؤں کے ذریعے قوت حاصل کرتا ہے حتی کہ اس کو اس قدر قوت مل جاتی ہے کہ گویا کہ وہ مصائب اس پر نازل ہی نہیں ہوئے۔

۵۔ یہاں قضاء سے تقدیرِ معلق مراد ہے یہ دعا سے بدل جاتی ہے۔

ولا یزید فی العمر الا البر : یہاں بھی تقدیرِ معلق کی بات ہے۔

۶۔ عمر تو اتنی ہی رہتی ہے جتنی لکھ دی گئی لیکن اللہ پاک اس میں برکت بھر دیتے ہیں۔ جیسے ہمارے اکابرین ایک رات میں ہزاروں رکعات پڑھ لیا کرتے تھے اور ہم سے سینکڑوں بھی نہیں پڑھی جاتیں، تو یہ اوقات اور عمر کی برکت ہے جو حدیث کا مقصود ہے۔

۷: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيِ الرَّحْمٰنِ

۱۰: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَانَبِىَّ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ شَآءَ وَفِى الْبَابِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَعَآئِشَةَ وَاَبِىْ ذَرٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اَنَسٍ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اَنَسٍ اَصَحُّ۔

۷: باب اس بارے میں کہ لوگوں کے دِل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں

۱۰: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر پڑھا کرتے تھے "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى دِيْنِكَ" اے دِلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم ایمان لائے آپؐ پر اور جو چیز آپؐ لائے اس پر بھی۔ کیا آپؐ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں کیونکہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے۔ اس باب میں نواس بن سمعانؓ، اُم سلمہؓ، عائشہؓ اور ابوذرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے اسی طرح کئی راوی اعمش، وہ ابوسفیان اور وہ انسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ بعض راوی انسؓ کی جگہ جابرؓ سے بھی اسے نقل کرتے ہیں لیکن ابوسفیان کی اعمش سے منقول حدیث زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: یہ بات چونکہ طے شدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے جسمیت ثابت نہیں اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے حدیث کی تشریح میں چند اقوال ہیں۔

۱۔ جن احادیث میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اصبع و ید وغیرہ کا ذکر ہے انکا علم اللہ کے سپرد کیا جائے اور ان الفاظ کی جستجو اور تاویل میں نہ پڑا جائے۔

۲۔ متکلمین ان الفاظ کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ید وساق وغیرہ کو ثابت ہے لیکن یہ مخلوق کے اعضاء وجوارح کی طرح نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تاویل کی صفات میں سے ہے۔

۳۔ جمہور کے نزدیک ان الفاظ کی تاویل کی جائے گی، یعنی "ید" سے مراد اللہ کی قدرت، وجہ سے مراد "ذات" اصبعین کا معنی قبضہ وگرفت وغیرہ۔ اور حدیث کا مطلب یہ کہ تمام بنی آدم کے دل اللہ تبارک وتعالیٰ کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔

٨: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِ النَّارِ

۸: باب اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں اور جنتیوں کے متعلق کتاب لکھی ہوئی ہے

١١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِيْ قَبِيْلٍ عَنْ شُفَيِّ بْنِ مَاتِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِهٖ كِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا فَقَالَ اَصْحَابُهٗ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ وَاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِّنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔

۱۱: حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ آپؐ کے پاس دو کتابیں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں مگر یہ کہ آپؐ ہمیں بتائیں۔ آپؐ نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا۔ یہ "رب العلمین" کی طرف سے ہے اور اس میں اہل جنت کے نام ہیں۔ پھر ان کے آباء واجداد اور ان کے قبیلوں کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں میزان ہے۔ پھر ان میں نہ کمی ہوگی اور نہ زیادتی ہوگی۔ پھر آپؐ نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ بھی "رب العلمین" کی طرف سے ہے۔ اس میں اہل دوزخ، ان کے آباء اجداد اور قبائل کے نام مذکور ہیں اور پھر آخر میں میزان کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان میں نہ کمی ہوگی اور نہ زیادتی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا تو پھر عمل کا کیا فائدہ؟ آپؐ نے فرمایا سیدھی راہ چلو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنت والوں ہی کے عمل پر ہوگا اگرچہ اس سے پہلے کیسے بھی عمل ہوں اور اہل دوزخ کا خاتمہ دوزخ والوں کے اعمال پر ہی ہوگا۔ خواہ اس سے پہلے اس نے کسی طرح کے بھی عمل کیے ہوں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ہاتھوں سے اشارہ کیا اور دونوں کتابوں کو پھینک دیا پھر فرمایا: تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے۔ ایک فریق جنت میں اور دوسرا دوزخ میں ہے۔

١٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ اَبِيْ قَبِيْلٍ نَحْوَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْ قَبِيْلٍ اسْمُهٗ حُيَيُّ بْنُ هَانِئٍ۔

۱۲: قتیبہ بھی بکر بن مضر ابو قبیل سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو قبیل کا نام حیی بن ھانی ہے۔

١٣: اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ

۱۳: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے

اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ فَقِيْلَ كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يُوَفِّقُهُ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

تو اسکوعمل پر لگا دیتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ؟ کیسے عمل میں لگا تا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق دے دیتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: علامہ تورپشتیؒ، طیبیؒ اور شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، ملا علی قاری اور دیگر محدثین نے فرمایا ہے کہ دستِ مبارک میں کوئی کتاب نہ تھی بلکہ بطور تمثیل کے بیان فرمایا اور پھر ان کتابوں کو پھینکنا اور دکھانا وغیرہ سے بھی تمثیل ہی مراد ہے۔ حافظ بن حجرؒ فرماتے ہیں کہ وہ کتابیں حقیقتاً آپ ﷺ کے ہاتھ میں موجود تھیں لیکن پہلا قول ہی راجح ہے۔

۹: بَابُ مَاجَآءَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

۹: باب عدوی[۱] صفر[۲] اور ہامہ[۳] کی نفی کے متعلق

۱۴: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ نَا اَبُوْزُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ قَالَ نَا صَاحِبٌ لَنَا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يُعْدِيْ شَيْءٌ شَيْئًا فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْبَعِيْرُ اَجْرَبُ الْحَشَفَةِ يُدْنِيْهِ فَيُجْرِبُ الْاِبِلَ كُلَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ خَلَقَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ فَكَتَبَ حَيَاتَهَا وَرِزْقَهَا وَمَصَائِبَهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسٍ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيَّ الْبَصْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ ابْنَ الْمَدِيْنِيِّ يَقُوْلُ لَوْ حُلِّفْتُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَحَلَفْتُ اَنِّيْ لَمْ اَرَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ۔

۱۴: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: کسی کی بیماری کسی کو نہیں لگتی۔ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ۔ ایک اونٹ جسے کھجلی ہوتی ہے جب دوسرے اونٹوں کے درمیان آتا ہے تو سب کو کھجلی والا کر دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر پہلے اونٹ کو کس کی کھجلی لگی؟ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ ہی صفر کا اعتقاد صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو پیدا کیا اور اس کی زندگی، رزق اور مصیبتیں بھی لکھ دیں۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ میں (امام ترمذی) نے محمد بن عمرو بن صفوان ثقفی بصری کو کہتے ہوئے سنا کہ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ اگر مجھے مقامِ ابراہیم اور رکن کے درمیان (کھڑا کر کے) قسم دلائی جائے تو میں قسم اٹھا کر کہوں گا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے زیادہ علم والا کوئی نہیں دیکھا۔

تشریح: امراض تعدیہ: اس سے متعلق تفصیل کتاب الاطعمہ باب ۱۹ میں گذر چکی ہے۔

ولا صفر: صفر یصفر باب سمع سمع سے ہے۔ ماہِ محترم مہینوں کے بعد آتا ہے تین محترم مہینے ذوالعقدہ، ذوالحجہ اور محرم کہلاتے ہیں اور چوتھا مہینہ رجب کا ہے ان مہینوں کے احترام میں تعا نہیں لڑی جاتی تھیں اور جیسے ہی محرم کا مہینہ ختم ہوتا لوگ لڑائی کے لئے میدان

---

۱ عدوی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کی طرف متعدی نہیں ہوتی۔

۲ صفر۔ اس میں علماء کے دو اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ صفر کو محرم پر مقدم کیا جائے جیسے عرب کے کافر کیا کرتے تھے۔ دوسرا یہ کہ عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ جانور کے پیٹ میں ایک کیڑا ہے جو بھوک کے وقت ہیجان کرتا ہے۔ اور اکثر جانور کو مار ڈالتا ہے۔

۳ ہامہ۔ اُلو کو کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ میت کی ہڈیاں سڑ کر اُلو بن جاتی ہیں اور عرب اس سے بدفالی لیتے تھے۔ (مترجم)

جنگ میں اتر آتے اوران کے گھر مردوں سے خالی ہوجاتے وصفرت بیوتھم ان کے گھر خالی ہوجاتے۔اس وجہ سے صفر کوصفر کہا جانے لگا کہ اس مہینہ میں گھر خالی ہوجاتے ہیں۔

لاصفر کی تشریح میں متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ اس سے مراد صفر کا مہینہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اس مہینہ کو منحوس سمجھا جاتا تھا اوراس میں نکاح اور دیگر معاملات وغیرہ سے گریز کیا جاتا تھا (جیسا کہ ہمارے ہاں بھی آج کل یہ رسمِ بد رائج ہے)۔

۲۔ اہلِ عرب کا گمان یہ تھا کہ آدمی کے پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جو بھوک کی حالت میں کاٹتا ہے اس کو صفر کہتے ہیں۔

ولاھامۃ:ھامۃ کھوپڑی کو کہتے ہیں۔اس کے مطلب میں بھی چند اقوال ہیں:

۱۔ ھامۃ سے ''الو'' مراد ہے زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ جس گھر پر بیٹھ جائے وہ گھر ویران ہوجاتا ہے۔یا اس گھر کا کوئی فرد مرجاتا ہے۔

۲۔ کوئی آدمی قتل ہوجائے تو اس کی ہڈیوں سے ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے جو یہ صدائیں دیتا ہے:" اسقونی اسقونی " مجھے پلاؤ، مجھے پلاؤ، جب یہ قاتل مرجاتا ہے تو یہ پرندہ خود بخود غائب ہوجاتا ہے۔

۳۔ جو معنی بھی مراد ہو آپ ﷺ نے اس کی نفی فرمادی کہ اسلام میں اس قسم کے اوہام کی گنجائش نہیں۔

یدنیه: یا تو یہ ''ادن'' سے متعلق متکلم کا صیغہ ہے۔اور ادن کا معنی ہے خطیرۃ الغنم اذا کانت من القصب: بانس کی لکڑی سے بنا ہوا بکریوں کا باڑا۔مطلب یہ ہوا ''ہم اس خارشی اونٹ کو باڑے میں داخل کرتے ہیں تو وہ دوسرے اونٹوں کو بھی خارش لگا دیتا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ لفظ ہذنبہ ہو اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ "ان البعیر یجرب حشفته ثم یجرب الا بل کلھا"۔یعنی اولاً اونٹ اپنی دم کے ذریعے حشفہ کو خارشی بنادیتا ہے پھر تمام اونٹوں کو خارشی بنا دیتا ہے (واللہ اعلم)۔

خلاصۃ الابواب : قضاوتقدیر کا مسئلہ اتنا دقیق وباریک ہے کہ اس میں جھگڑنا تو درکنار گفتگو کرنا بھی خطرہ سے خالی نہیں کیونکہ ایسے باریک مسائل میں جہاں گفتگو کی وہیں کوئی نہ کوئی پہلو بحث اور جھگڑے کا نکلا بس تقدیر کے انکار کے امکانات پیدا ہوئے۔(۲) مصیبت میں تقدیر کا سہارا لینا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت ایزدی سے ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے کا فیصلہ فرماچکے تھے۔(۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل فیصلہ وہی ہوتا ہے جو قضاوتقدیر کر چکی ہے۔اعمال ظاہری تو وہ انسان کے اچھے اور بُرے ہونے کی صرف ظاہری نشانیاں ہیں اس لئے تمام اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے ۔(۴) اس میں تین چیزوں تقدیر،عمر،رزق کا ذکر ہے اور تین چیزیں اسلامی عہد کے بعد نا قابل تبدیل ہونے میں ضرب المثل ہیں۔ اگر غور کیجئے تو یہاں ایک ہی چیز ہے تقدیر،عمر اور رزق اس کے اجزاء ہیں ان تینوں کے مقابلہ میں آپ ﷺ نے یہاں تین چیزیں بیان فرمائی ہیں جن کی تاثیر سے آج تک دنیا ناواقف تھی یعنی دعاء،نیکی اور گناہ۔ان میں سے دعاء کی برکت سے کبھی نوشتہ تقدیر بھی ٹل جاتا ہے اور نیکی کی بدولت عمر میں اضافہ ہوجاتا ہے حالانکہ وہ بھی مقرر شدہ شے ہے۔اس جگہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ مکتوبات ،ص ۲۱۷،۲۲۲۔(۵) حق تعالیٰ کی علی الاطلاق قدرت اور بندہ کی انتہائی بے چارگی اور بے بسی کا نقشہ اس سے زیادہ مؤثر اور مختصر انداز میں ادا نہیں کیا جاسکتا کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ وقدرت ہے۔

۱۰: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْإِيْمَانِ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ

۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوالْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَهٗ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهٗ وَاَنَّ مَا اَخْطَاَهٗ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَيْمُوْنٍ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔

۱۶: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاؤُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ۔

۱۷: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ عَلِيٍّ حَدِيْثُ اَبِيْ دَاؤُدَ عَنْ شُعْبَةَ عِنْدِيْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ النَّضْرِ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْجَارُوْدُ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَقُوْلُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ لَمْ يَكْذِبْ فِي الْاِسْلَامِ كِذْبَةً۔

۱۰: باب خیر وشر کے مقدر ہونے پر ایمان لانا

۱۵: حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ یہاں تک کہ وہ جان لے کہ جو چیز اسے ملنے والی تھی وہ اسے ہی ملی کسی اور کے پاس نہیں جا سکتی تھی اور جو چیز اسے نہیں ملنی وہ کسی صورت اسے نہیں مل سکتی۔ اس باب میں حضرت عبادہؓ، جابرؓ اور عبداللہ بن عمروؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث جابرؓ کی حدیث سے غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبداللہ بن میمون کی حدیث سے پہچانتے ہیں اور عبداللہ بن میمون منکر حدیث تھا۔

۱۶: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لائے۔ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ موت پر ایمان لائے (یعنی اس کیلئے اعمال صالحہ سے تیاری کرے) موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر اور تقدیر پر ایمان لائے۔

۱۷: محمود بن غیلان، نضر بن شمیل سے اور وہ شعبہ سے اسی کے مانند نقل کرتے ہیں لیکن ربعی ایک شخص سے اور وہ حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں۔ ابوداؤد کی شعبہ سے منقول حدیث میرے نزدیک نضر کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ کئی راویوں نے بھی منصور سے انہوں نے ربعی سے اور انہوں نے علیؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ جارود بیان کرتے ہیں کہ وکیع کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے ربعی بن حراش نے اسلام میں ایک مرتبہ بھی جھوٹ نہیں بولا۔

۱۱: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ النَّفْسَ تَمُوْتُ حَيْثُ مَا كُتِبَ لَهَا

۱۸: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا مُؤَمَّلٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۱: باب اس بارے میں کہ ہر شخص وہیں مرتا ہے جہاں اس کی موت لکھی ہوتی ہے

۱۸: حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے بندے

وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ عَزَّةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَلَا نَعْرِفُ لِمَطَرِ بْنِ عُكَامِسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

کی کسی جگہ موت لکھی ہوتی ہے تو وہاں (جس جگہ موت لکھی ہو) کوئی ضرورت پیدا کردیتا ہے۔ اس باب میں ابوعزہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ مطر بن عکامس کی اس حدیث کے علاوہ کسی حدیث کا ہمیں علم نہیں۔

۱۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا مُؤَمَّلٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهٗ۔

۱۹: ہم سے محمود بن غیلان نے اور ان سے مؤمل اور ابوداؤد حفری نے سفیان کی روایت اسی کے مثل بیان کی۔

۲۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْ عَزَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً اَوْقَالَ بِهَا حَاجَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عَزَّةَ لَهٗ صُحْبَةٌ اِسْمُهٗ يَسَارُ بْنُ عَبْدٍ وَاَبُو الْمَلِيْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَامِرُ بْنُ اُسَامَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ۔

۲۰: احمد بن منیع اور علی بن حجر بھی یہ حدیث نقل کرتے ہیں اور دونوں کے معنیٰ ایک ہی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسمٰعیل بن ابراہیم، ایوب سے وہ ابوملیح اور وہ ابوعزہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کیلئے کسی مقام کو جائے موت قرار کردیتا ہے تو اس طرف اس کے لیے کوئی حاجت پیدا کردیتا ہے۔ (راوی کو شک ہے کہ) "اِلَيْهَا حَاجَةٌ" کے الفاظ ہیں یا "بِهَا حَاجَةٌ" کے الفاظ یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوعزہ صحابی ہیں ان کا نام یسار بن عبد ہے اور ابوملیح، عامر بن اسامہ بن عمیر ہذلی ہیں۔

۱۲: بَابُ مَاجَآءَ لَا تَرُدُّ الرُّقٰى وَلَا الدَّوَاءُ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا

۱۲: باب اس بارے میں کہ تقدیر الٰہی کو دم جھاڑ اور دوا نہیں ٹال سکتے

۲۱: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَهٰذَا اَصَحُّ هٰكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ۔

۲۱: حضرت ابوخزامہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ رقیہ جن سے ہم دم کرتے ہیں اور یہ دوائیں جن سے ہم علاج کرتے ہیں اور یہ بچاؤ کی چیزیں جن سے ہم ضرب سے بچتے ہیں۔ (یعنی ڈھال وغیرہ) کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ (علاج وغیرہ) بھی تقدیر الٰہی میں سے ہے۔ یہ حدیث ہم صرف زہری کی روایت سے جانتے ہیں کئی راوی اسے سفیان، وہ زہری، وہ ابوخزامہ اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اسی طرح کئی راوی زہری سے وہ ابوخزامہ سے اور وہ اپنے والد سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔

۱۳: بَابُ مَاجَآءَ فِی الْقَدَرِيَّةِ

۲۲: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَبِيْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ اَلْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۲۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا سَلَّامُ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ نَا عَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔

۱۳: باب قدریہ کے بارے میں

۲۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سے دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک فرقہ مرجیہ[1] اور دوسرا فرقہ قدریہ[2]۔ اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۳: محمد بن رافع، محمد بن بشر وہ سلام بن ابوعمرہ، وہ عکرمہ وہ ابن عباسؓ اور وہ نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں پھر محمد بن بشر بھی علی وہ فزار وہ عکرمہ وہ ابن عباسؓ سے وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۱۴: بَابٌ

۲۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ نَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ وَسَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ نَا اَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُثِّلَ ابْنُ اٰدَمَ وَاِلٰى جَنْبِهِ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ مَنِيَّةً اِنْ اَخْطَاَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتّٰى يَمُوْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ۔

۱۴: باب

۲۴: حضرت عبداللہ بن شخیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو آدم کی تصویر اس نقشے پر تیار کی گئی ہے کہ اس کے دونوں جانب ننانوے خواہشات ہیں۔ اگر وہ زندگی بھر ان تمام تمناؤں سے محفوظ بھی رہے تو بڑھاپے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ پھر اسی میں اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابو العوام سے مراد عمران القطان ہیں۔

۱۵: بَابُ مَاجَآءَ فِي الرِّضَآءِ بِالْقَضَآءِ

۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا

۱۵: باب رضاء بالقضاء کے بارے میں

۲۵: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنو آدم کی سعادت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر پر راضی رہے اور اسکی بدبختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب نہ کرے اور اس کی قضاء پر ناراضگی کا اظہار کرے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن ابی حمید کی روایت سے جانتے ہیں۔ محمد بن

[1] فرقہ مرجیہ: مرجیہ کا عقیدہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے۔ سب کچھ تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے۔

مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي حُمَيْدٍ وَيُقَالُ لَهُ اَيْضًا حَمَّادُ بْنُ اَبِي حُمَيْدٍ وَهُوَ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ الْمَدِيْنِيُّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

حمید کو حماد بن ابی حمید بھی کہتے ہیں۔ یہ ابو ابراہیم مدنی ہیں اور محدثین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے نزدیک قوی نہیں۔

١٦: بَابٌ

٢٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِي اَبُوْ صَخْرٍ ثَنِي نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا يُقْرِئُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ لَهُ بَلَغَنِي اَنَّهُ قَدْ اَحْدَثَ فَاِنْ كَانَ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوْفِي اُمَّتِي اَلشَّكُّ مِنْهُ خَسْفٌ اَوْ مَسْخٌ اَوْقَذْفٌ فِي اَهْلِ الْقَدْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْصَخْرٍ اِسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ۔

١٦: باب

٢٦: حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ فلاں آپ کو سلام کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ اس نے نیا عقیدہ نکالا ہے اگر یہ صحیح ہے تو اسے میرا اسلام نہ کہنا اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت میں یا فرمایا میری امت میں زمین میں دھنسا دینا، چہروں کا مسخ کر دینا اہل قدر میں ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابوصخر کا نام حمید بن زیاد ہے۔

٢٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى نَا اَبُوْدَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيْتُ عَطَاءَ ابْنَ اَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّ اَهْلَ الْبَصْرَةِ يَقُوْلُوْنَ فِي الْقَدْرِ قَالَ يَا بُنَيَّ اَتَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاقْرَءِ الزُّخْرُفَ قَالَ فَقَرَاْتُ (حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّهُ فِي اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ) قَالَ اَتَدْرِي مَا اُمُّ الْكِتَابِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهُ كِتَابٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمَآءَ وَقَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْاَرْضَ فِيْهِ اِنَّ فِرْعَوْنَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَفِيْهِ (تَبَّتْ يَدَا اَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ط) قَالَ عَطَاءٌ فَلَقِيْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهُ مَا كَانَتْ وَصِيَّةُ اَبِيْكَ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالَ دَعَانِي فَقَالَ يَا بُنَيَّ اِتَّقِ اللّٰهَ وَاعْلَمْ اَنَّكَ لَنْ تَتَّقِيَ اللّٰهَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ

٢٧: عبدالواحد بن سلیم کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو میری ملاقات عطاء بن ابی رباح سے ہوئی۔ میں نے کہا اے ابومحمد! اہل بصرہ تقدیر کے متعلق کچھ چیزوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ فرمایا: بیٹے تم قرآن پڑھتے ہو۔ میں نے کہا "ہاں"۔ فرمایا تو پھر سورہ زخرف پڑھو۔ کہتے ہیں میں نے پڑھنا شروع کیا اور حٰمٓ سے حکیم تک پڑھا (ترجمہ۔ قسم ہے اس واضح کتاب کی۔ ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا۔ تاکہ تم لوگ سمجھ سکو اور یہ قرآن ہمارے پاس لوح محفوظ میں اس سے برتر اور مستحکم ہے)۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اُم الکتاب کیا ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے پہلے لکھا۔ اس میں تحریر ہے کہ فرعون دوزخی ہے اور ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ خود ٹوٹ گیا۔ عطاء کہتے ہیں کہ پھر میں نے صحابی رسول ولید بن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا آپ کے والد نے موت کے وقت کیا وصیت کی تھی۔ فرمایا میرے

ؒ فرقہ قدریہ: ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں کے اعمال خود ان کی اپنی قدرت سے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ تقدیر الٰہی کے منکر ہیں۔ (مترجم)

فَاِنْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اُكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ مَاكَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

والد نے مجھے بلایا اور فرمایا بیٹے اللہ سے ڈر اور جان لو اگر تم اللہ سے ڈرو گے تب ہی اس پر ایمان لاؤ گے اور اچھی اور بری تقدیر پر بھی ایمان لاؤ گے اور اگر تم اس کے علاوہ کسی اور عقیدے پر مرو گے تو جہنم میں جاؤ گے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور حکم دیا کہ لکھو۔ اس نے عرض کیا۔ کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تقدیر۔ جو گزر چکی اور جو ہمیشہ، ہمیشہ ہونے والی ہے قیامت تک۔

۲۸: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُنْذِرِ الصَّنْعَانِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِيُّ نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ثَنِيْ اَبُوْهَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَدَّرَ اللّٰهُ الْمَقَادِيْرَ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۲۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تقدیریں آسمان وزمین پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مُشْرِكُوْا قُرَيْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَاصِمُوْنَ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ) هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش نبی اکرم ﷺ کے پاس تقدیر کے متعلق جھگڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ" (ترجمہ: جس دن دوزخ میں منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے (اور کہا جائے گا) دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: يكون في هذا الامة ـــــ خسف۔

سوال: آپ ﷺ کی دعا پر اس امت کو خسف اور مسخ سے مامون کر دیا گیا، تو پھر تقدیر کے منکر کو مسخ وقذف کا عذاب کیوں کر ہوگا؟

جواب: ۱۔ جن احادیث میں خسف کی نفی ہے وہ عموم کی نفی ہے یعنی پوری امت پر ایسا اجتماعی عذاب نہیں آئے گا کہ وہ سارے کے سارے قذف یا مسخ کے عذاب میں مبتلاء ہوں، ہاں انفرادی طور پر ایسا ہو سکتا ہے۔ اللھم احفظنا منه

۲۔ علامہ تورپشتیؒ کے نزدیک یہ وعید بطور تہدید اور دھمکی کے ہے۔

۳۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ مسخ حسی اور ظاہری مراد نہیں بلکہ یہاں مسخ قلوب مراد ہے۔

۴۔ ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قیامت کے دن کا عذاب ہے (مرقاۃ)۔

اول ما خلق اللّٰہ القلم: سب سے پہلے کیا چیز پیدا کی گئی اس کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔

۱۔ حدیثِ باب کے مطابق سب سے پہلے قلم پیدا کیا گیا۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ پانی کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

۳۔ عرش

۴۔ نور محمدی سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔ چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے: "اول ما خلق اللّٰہ نوری"۔

تطبیق: علامہ ابن حجرؒ نے ان اقوال میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ: درحقیقت سب سے پہلے پانی پیدا کیا گیا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وکان عرشہ علی الماء خلق قبل العرش"۔

پھر پانی پر عرش کو پیدا کیا گیا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وکان عرشہ علی الماء"۔ (سورہ ھود: ۷) پھر اس کے بعد قلم کو پیدا کیا گیا۔ یعنی پانی اور عرش کے بعد سب سے پہلے قلم پیدا کیا گیا۔

اولیت نوعیت کے اعتبار سے ہے۔: اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے ہر چیز پہلے پیدا کی گئی۔ مثلاً جو درختوں کی جنس سے ہے۔ وہ اپنی جنس کے اعتبار سے سب پہلے پیدا کیا گیا۔

بخمسین الف سنۃ: یہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ بعض روایات میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: "الفی سنۃ"۔ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ یہاں تحریر مراد نہیں بلکہ تکثیر مراد ہے۔

۲۔ وقوع حالات وواقعات کے متعدد ہونے کی وجہ سے بعض کی تقدیر پچاس ہزار سال سال پہلے لکھی گئی اور بعض کی کم وبیش لکھی گئی۔

خلاصۃ الباب: احادیث درحقیقت آنحضرت ﷺ کی ان گفتگوؤں کا ایک مجموعہ ہیں جو آپ ﷺ اپنی مجلسوں میں وقتاً فوقتاً فرمایا کرتے تھے اس لئے ان کا انداز بیان کتابی شکل کا نہیں ہوتا اس لئے یہاں بھی ایمانیات کے صرف وہی چند اجزاء بیان کردیئے گئے ہیں جو اس محفل میں کسی وقتی مناسبت سے زیادہ اہم سمجھے گئے تھے (۲) منکرین تقدیر کے حق میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شدید کلمات اور ان کو سلام کا جواب نہ دینا اس بات کی علامت ہے کہ تقدیر کے منکر مجوسیوں کی طرح ہیں لہٰذا جو مسلمانوں کے حقوق ہیں وہ ان کے نہیں ہیں۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْفِتَنِ

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فتنوں کے متعلق

رسول اللہ ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

فتن کا لفظی معنی: فتن فتنہ کی جمع ہے اس کا لفظی معنی ہے آزمائش، عذاب، امتحان، گمراہ کرنا، گمراہ ہونا وغیرہ۔

فتنہ کی نسبت: اگر فتنہ کا لفظ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے بندوں کے لئے استعمال ہو تو مصیبت وابتلاء کے معنی ہے۔ اور اگر اس کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو مصیبت وابتلاء کے معنی میں ہے۔ اور اگر اس کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو گناہ اور معصیت مراد ہوتی ہے۔ مثلاً: ''ونبلو کم بالشر والخیر فتنة والفتنة اشد من القتل''

١٧: بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلٰثٍ

۳۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلٰثٍ زِنًى بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ اِرْتِدَادٍ بَعْدَ اِسْلَامٍ اَوْقَتْلَ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِيْ اِسْلَامٍ وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ فَبِمَ تَقْتُلُوْنَنِيْ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ وَرَفَعَهٗ وَرَوَاهُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَوَقَفُوْهُ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

١٧: باب اس بارے میں کہ تین جرموں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون بہانا حرام ہے

۳۰: حضرت ابواُمامہ بن سہل بن حنیف ؓ کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان ؓ اپنے دورِ خلافت میں اہل فتنہ کے ڈر سے گھر میں محبوس تھے کہ ایک دن چھت پر چڑھے اور فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کا خون تین جرموں کے علاوہ بہانا حرام ہے۔ اول یہ کہ شادی شدہ زنا کرے۔ دوسرا یہ کہ کوئی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے اور تیسرا یہ کہ کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کرے (حضرت عثمان ؓ نے فرمایا) اللہ کی قسم میں نے نہ کبھی زمانہ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد۔ پھر جس دن سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس کے بعد مرتد نہیں ہوا، اور نہ ہی میں نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا ہے۔ جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا۔ پس تم لوگ مجھے کس جرم میں قتل کرتے ہو؟ اس باب میں حضرت ابن مسعود ؓ، عائشہ ؓ اور ابن عباس ؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو حماد بن سلمہ، یحیٰی بن سعید سے غیر مرفوع نقل کرتے ہیں۔ پھر یحیٰی بن سعید قطان اور کئی راوی یحیٰی بن سعید سے یہی حدیث موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ حضرت عثمان ؓ سے یہ حدیث کئی سندوں سے مرفوعاً منقول ہے۔

تشریح: یہاں امام ترمذی حضرت عثمان بن عفانؓ کے خطاب کو اس لئے ذکر فرمایا کہ تاریخ اسلامی میں ناحق قتل کا سبب سے بڑا سانحہ ان کے ساتھ ہی پیش آیا، اور ناحق قتل تو ویسے بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ چہ جائیکہ ان جیسے جلیل القدر صحابی کو شہید کر دیا جائے۔ پھر ان کی شہادت کے بعد بے شمار فتنوں کے دروازے کھل گئے۔ اس وجہ سے امام ترمذیؒ نے اس کی ابتداء کی کہ مسلمان کے ناحق قتل سے ہی فتنوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

یوم الدار: اس سے وہ ایام مراد ہیں جن میں بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ مندرجہ ذیل حدیث میں مسلمان کے قتل کے تین بنیادی اسباب ذکر کئے گئے ہیں جب کہ علماء نے مسلمان کے قتل کے تقریباً دس اسباب ذکر کئے ہیں۔ جیسا کہ حملہ آور کو اپنے دفاع میں قتل کرنا، باغیوں اور فسادیوں کو قتل کرنا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ان یقتلوا او یصلبوا" ۔ (مائدہ)۔ "فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ"۔

۱۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالْأَمْوَالِ

۳۱: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ ابْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي بِلَادِكُمْ هٰذِهِ أَبَدًا وَلٰكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَحِذْيَمِ ابْنِ عَمْرٍو السَّعْدِيِّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَى زَائِدَةُ عَنْ شَبِيبِ ابْنِ غَرْقَدَةَ نَحْوَهُ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ۔

۱۸: باب جان و مال کی حرمت کے بارے میں

۳۱: حضرت عمرو بن احوصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے پوچھا: یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا۔ حج اکبر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک تم لوگوں کی جان و مال اور عزت آپس میں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی تمہارے اس شہر میں حرمت ہے۔ جان لو کہ انسان کے جرم کا وبال اس پر ہے سن لو انسان کے جرم کا وبال نہ اس کی اولاد پر ہے اور نہ باپ پر۔ سن لو: شیطان اس بات سے ہمیشہ کیلئے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے اس شہر میں اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن تم اپنے چھوٹے چھوٹے اعمال میں اس کی اطاعت کرو گے اور وہ اس پر راضی ہوگا۔ اس باب میں ابو بکرہؓ، ابن عباسؓ، جابرؓ اور حذیم بن عمرو ساعدیؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس حدیث کو زائدہ، شبیب بن غرقدہ کی سند سے نقل کرتے ہیں۔

قالوا یوم الحج الاکبر: حج اکبر سے کیا مراد ہے اس کے تعین میں متعدد اقوال ہیں:

۱۔ عمرہ کو چونکہ حج اصغر کہا جاتا ہے اس بناء پر حج کو اس کے مقابلہ میں حج اکبر کہا جاتا ہے۔

۲۔ اس حج کو حج اکبر اس وجہ سے کہا گیا کہ اس حج میں اس زمانے کے اکثر صحابہ نے شرکت کی تھی۔

۳۔ آپ ﷺ نے خود جو حج ادا فرمایا وہ حج اکبر ہے اور باقی تمام حج حج اصغر ہیں

باقی لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ ذی الحجہ میں یوم العرفہ کو جمعہ بھی ہو تو اس کو حج اکبر کہا جاتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

الا وان الشیطان قد ایس ان یعبد: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس کی تشریح میں چند اقوال ذکر کئے گئے ہیں:

۱۔ شیطان کی عبادت سے بتوں کی پوجا مراد ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جزیرہ عرب میں بتوں کی پوجا نہ کی جائے گی، اور بت پرستی کو شیطانی عبادت اس لئے کہا گیا کہ شیطان ہی بت پرستی پر ابھارتا ہے۔

۲۔ یہودیوں کی طرح اس امت کے نمازی اپنی عبادت میں بتوں کی پوجا نہ کرینگے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ: " ان الشیطٰن قد ایس من ان یعبده المصلون"۔

۳۔ من حیث العموم تمام لوگ اسلام سے پھر جائیں اور بتوں کی پرستش کرنے لگیں ایسا نہ ہوگا۔ جزوی واقعات اس کے منافی نہیں۔

ولکن ستکون له طاعة: یعنی کفر و شرک سے کم درجہ کے گناہوں میں لوگ شیطان کی پیروی کریں گے جیسے جھوٹ، خیانت، رشوت وغیرہ۔

۱۹: بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُّرَوِّعَ مُسْلِمًا

۳۲: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْخُذْ اَحَدُكُمْ عَصَا اَخِيْهِ لَاعِبًا جَادًّا فَمَنْ اَخَذَ عَصَا اَخِيْهِ فَلْيَرُدَّهَا اِلَيْهِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَجَعْدَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ لَهٗ صُحْبَةٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ غُلَامٌ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَالسَّائِبُ ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاَبُوْهُ يَزِيْدُ بْنُ السَّائِبِ هُوَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ۔

۱۹: باب کسی مسلمان کو گھبراہٹ میں مبتلا کرنے کی ممانعت کے متعلق

۳۲: حضرت عبداللہ بن سائب بن یزید اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص بطور مذاق اپنے بھائی کو پریشان کرنے کے لیے اس کی لاٹھی نہ لے اور اگر کسی نے لی ہو تو واپس کر دے۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ، جعدہ رضی اللہ عنہ، اور ابو ہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن ابی ذئب کی روایت سے جانتے ہیں۔ سائب بن یزید صحابی ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث سنی ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ جبکہ ابو یزید بن سائب صحابی ہیں اور انہوں نے کئی احادیث رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

تشریح: معلوم ہوا کہ نہ تو مذاق میں اور نہ ہی حقیقتاً کسی کی چیز لے کہ یہ ایذاء مسلم کا سبب ہے۔

لا یأخذ احد کم عصا اخیه: یہاں عصاء حسبِ معمول چیز کا تذکرہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ قیمتی اشیاء کا لینا بطریقِ اولیٰ جائز نہیں ہے۔

۲۰: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اِشَارَةِ الْمُسْلِمِ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ

۲۰: باب کسی مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے متعلق

۳۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ نَا مَحْبُوْبُ ابْنُ الْحَسَنِ نَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ خَالِدِ الْحَذَّاءِ وَرَوٰى اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَزَادَ فِيْهِ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ۔

۳۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہتھیار سے اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ اس باب میں ابو بکرہؓ، عائشہؓ، اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ یعنی خالد بن حذاء کی روایت سے۔ محمد بن سیرین سے بھی ابوہریرہؓ کے واسطے سے اسی طرح کی حدیث نقل کی گئی ہے۔ لیکن یہ مرفوع نہیں اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں "وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ" اگرچہ وہ اسکا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

۳۴: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا۔

۳۴: قتیبہ بھی حماد بن زید سے اور وہ ابوایوب سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح: من اشار الی اخیه بحدیدة: معلوم ہوا کہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا مطلقاً منع ہے خواہ مذاقاً ہو یا سنجیدگی کے ساتھ ہر حال میں فرشتوں کی لعنت کا مستوجب ہے۔

۲۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوْلًا

۲۱: ننگی تلوار کا تبادلہ ممنوع ہے

۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَرَوٰى ابْنُ لَهِيْعَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ بَنَّةَ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ عِنْدِيْ اَصَحُّ۔

۳۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار لینے اور دینے سے منع فرمایا۔ اس باب میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حماد بن سلمہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ ابن لہیعہ اسے ابو زبیر سے وہ جابرؓ سے وہ بَنَّةَ الْجُهَنِيِّ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ میرے نزدیک حماد بن سلمہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: "نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یتعاطی السیف مسلولا" ننگی تلوار لینے دینے سے اس وجہ سے منع فرمایا کہ اس صورت میں یا تو

زخمی ہونے کا اندیشہ ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث سے یہ مستفاد ہوا کہ ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس میں کسی نقصان کا اندیشہ بھی ہو۔ خواہ مخواہ رسک لینا کوئی بہادری نہیں ہے۔

۲۲: بَابُ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

۳۶: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَتْبَعَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِنْ ذِمَّتِهٖ وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدُبٍ وَابْنِ عُمَرَ مِنْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۲: باب اس بارے میں کہ جس نے فجر کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے

۳۶: حضرت ابو ہریرہؓ، نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے فجر کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے۔ لہٰذا ایسا نہ ہو کہ اللہ کی پناہ توڑنے کے جرم میں وہ تمہارا مواخذہ کرے۔ اس باب میں حضرت جندبؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں ۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: من صلی الصبح: اس کی تشریح میں شراح حدیث نے "مع الجماعة" کی قید لگائی ہے۔ یعنی اللہ کے ذمہ میں وہ شخص آئے گا جو جماعت کے ساتھ فجر پڑھے۔

فال یتبعنکم اللّٰہ بشیء من ذمته: اس کا مطلب یہ ہے کہ۔

۱۔ چونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ضمان وحفاظت میں آگیا لہٰذا اس سے تعرض کی صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ خود تم سے تعرض فرمائیں گے اور اس کا بدلہ لیں گے۔

۲۔ یہاں ذمہ داری سے مراد نماز کی ذمہ داری ہے یعنی نماز کی پابندی کرتے رہو۔ ورنہ اس میں سستی وکوتاہی کی صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ تم سے مواخذہ فرمائیں گے۔

۲۳: بَابُ فِيْ لُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ

۳۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا النَّضْرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ اَبُو الْمُغِيْرَةِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قُمْتُ فِيْكُمْ كَمَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِاَصْحَابِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا

۲۳: باب جماعت کی پابندی کرنے کے متعلق

۳۷: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو میں تم لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اپنے صحابہؓ کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں، پھر ان کے بعد آنے والوں کی اور پھر ان سے متصل آنے والوں کی۔ (یعنی تابعین اور تبع تابعین کی) اس کے بعد جھوٹ رواج پکڑ جائے گا۔ یہاں تک کہ قسم لئے بغیر لوگ قسمیں کھائیں گے اور بغیر گواہی طلب کیے لوگ گواہی دیں گے۔ خبردار کوئی شخص

الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے۔ (یعنی علیحدگی میں نہ رہے)۔ اس لیے کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ جماعت کو لازم پکڑو اور علیحدگی سے بچو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ جبکہ دو آدمیوں سے دور ہوتا ہے۔ جو شخص جنت کا وسط چاہتا ہے اس کیلئے جماعت سے وابستگی لازمی ہے جس کو نیکی سے خوشی ہو اور برائی کا ارتکاب برا محسوس ہو وہی مؤمن ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ابن مبارک نے اسے محمد بن سوقہ سے روایت کیا ہے اور یہ کئی سندوں سے حضرت عمرؓ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

۳۸: حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَدِيْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْقَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَسُلَيْمَانُ الْمَدِيْنِيُّ هُوَ عِنْدِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

۳۸: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا امت محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے جبکہ جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ آگ میں ڈال دیا گیا۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ میرے نزدیک سلمان مدینی سے مراد سلمان بن سفیان ہیں۔ اس باب میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔

۳۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۳۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے صرف اسی سند جانتے ہیں۔

تشریح: جابیة: جابیہ دمشق میں واقع ایک بستی کا نام ہے

ثم الذین یلونھم۔ اس سے مراد تابعین ہیں۔

ثم الذین یلونھم: اس سے مراد تبع تابعین ہیں۔

ثم یفشو الکذب۔ یعنی پہلے تین ادوار تو خیر وصلاح پر ہونگے پھر برائیاں پھیل جائیں گی جھوٹ عام ہو جائے گا۔ لوگ بلا قسم کے مطالبہ کے قسم کھائیں گے۔

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ قاعدہ کے مطابق مقدمات میں پہلے گواہی ہوتی ہے اگر گواہی نہ ملے تو پھر قسم کا مطالبہ کیا جاتا ہے لیکن

لوگ جھوٹ پر اتنے حریص ہونگے کہ وہ گواہی کا بھی انتظار نہ کریں گے اور اس سے پہلے قسمیں کھانا شروع ہو جائیں گے۔

یا یہ کہ لوگوں میں دینداری نہ ہونے کی وجہ سے بات بات پر قسمیں کھائی جائیں گی۔

اسی طرح جھوٹی گواہیاں بکثرت ہونگی۔

علیکم بالجماعة: "جماعت": کی تعین میں متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ جماعت سے مراد صحابہ کی جماعت ہے۔

۲۔ جماعت سے مراد سواد اعظم یعنی اہل حق کی کثیر جماعت ہے۔

۳۔ وہ جماعت جو ایک خلیفہ کے ساتھ متفق ہو کر اس کی اطاعت کرے اور اس کے خلاف بغاوت نہ کرے بشرطیکہ امیر میں امارت کی اہلیت شرعی موجود ہو۔

ان اللہ لایجتمع امتی او قال امة محمد علی الضلالة:

یہاں امت کے اجتماع سے مراد اہل علم کا متفق ہونا ہے وغیر ذلك۔ اور یہ حدیث اجماع امت کے حجت ہونے پر دال ہے۔

خلاصۃ الباب: فتن اصل میں فتنۃ کی جمع ہے فتنۃ کے کئی معنی ہیں مثلاً آزمائش وامتحان، ابتلاء، گناہ، فضیحت، عذاب، مال اور دولت، اولاد، بیماری، جنون، محنت، عبرت، گمراہ کرنا و گمراہ ہونا اور کسی چیز کو پسند کرنا اور اس پر فریفتہ ہونا نیز لوگوں کی رائے میں اختلاف پر بھی فتنہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ حدیث باب میں حضرت عثمانؓ کا وہ خطبہ ہے جو انہوں نے مفسدین اور بلوائیوں کو دیا تھا شہادتِ عثمانؓ وہ روح فرسا واقعہ اور فتنہ ہے جس کی طرف حضور ﷺ نے گویا پہلے ہی اشارہ فرما دیا تھا اسلامی تاریخ میں فتنوں کا آغاز حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ہوا اس کے بعد مسلسل فتنہ پر فتنہ رونما ہوا کسی مسلمان بھائی کو ڈرانا اور گھبراہٹ میں ڈالنا سخت ترین منع ہے اور اس کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا باعث لعنت فعل ہے۔ مسلمانوں کی عزت اور مال و جان بہت قیمتی ہے (۲) نماز پڑھنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں آ جاتا ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی جائے پناہ نہیں (۳) صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے اور ان کا ادب و احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں لہٰذا ان کی جماعت کو لازم پکڑنا واجب ہے۔

۲۴: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ نُزُوْلِ الْعَذَابِ اِذَا لَمْ یُغَیِّرِ الْمُنْکَرَ

۴۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اَنَّهٗ قَالَ یَآاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ

۲۴: باب اس بارے میں کہ برائی کو نہ روکنا نزول عذاب کا باعث ہے

۴۰: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو: تم یہ آیت پڑھتے ہو "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......" تک (یعنی اے ایمان والو تم اپنی جانوں کی فکر کو ضروری سمجھو۔ کوئی گمراہ تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتا بشرطیکہ تم ہدایت یافتہ ہو) جبکہ میں نے

ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ) وَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: اگر لوگ ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اسے (ظلم سے) نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔

۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ نَحْوَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ نَحْوَ حَدِيْثِ يَزِيْدَ وَرَفَعَهٗ بَعْضُهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ وَوَقَفَهٗ بَعْضُهُمْ۔

۴۱: محمد بن بشار، یزید بن ہارون سے اور وہ اسمٰعیل بن خالد سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ ام سلمہؓ نعمان بن بشیرؓ عبداللہ بن عمرؓ اور حذیفہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ کئی راوی اسمٰعیل سے یزید کی روایت کی طرح مرفوعاً نقل کرتے ہیں جبکہ بعض راوی اسے موقوفاً بھی نقل کرتے ہیں۔

تشریح: منکرات اور برائیوں کی روک تھام پر قدرت ہونے کے باوجود ان کی روک تھام کے لئے کوشش نہ کرنا یہ گناہ ہے جو قوموں کے عذاب اور زوال کا سبب بن جاتا ہے۔ بعض ناواقف لوگ آیت کریمہ کے ظاہر سے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہر شخص اپنی ذات کا مکلّف پر اپنی اصلاحی وعبادت ہی کافی ہے، دوسروں کی بدعملی ان ہی کے لئے مضر ہے اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہر فرد کے ذمہ اپنی استطاعت کے بقدر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا لازم وضروری ہے۔ ورنہ اس کے ترک کا نتیجہ یہ ہوگا کہ برائیاں معاشرے میں عام ہو جائیں گی۔ اور جب برائیاں عام ہو جائیں تو پھر اللہ کی طرف سے مختلف عذابات نازل ہوتے ہیں۔ اور پھر اس دنیاوی عذاب کی لپیٹ میں وہ نیک وصالح لوگ بھی آ جاتے ہیں جو صرف اپنی نیکی پر مطمئن بیٹھے رہے۔ اگرچہ ''وامتازوا الیوم ایھا المجرمون'' کے تحت آخرت میں وہ مجرمین سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

حدیث میں مذکور آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ:

وتوهم من ظاهر الآية الرخصة ترك الامر بالمعروف و النهي عن المنكر، واجيب عن ذلك بوجوه الاول: ان الاهتداء لا يتم الا بالمعروف و النهي عن المنكر، فان ترك ذلك مع المقدرة عليه ضلال۔

اس آیت کے ظاہر سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کی رخصت مفہوم ہوتی ہے، (جبکہ ایسا نہیں ہے) اور چند وجوہ سے اس کے جوابات دیئے گئے ہیں: اول یہ کہ ہدایت اسی صورت میں کامل ہوتی ہے کہ جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کیا جاتا رہے۔ کیونکہ قدرت کے باوجود اس کو چھوڑ دینا تو گمراہی ہے (ہدایت کیسے ہو سکتی ہے)۔

اور تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ: وليس فيها دليل ترك الامر بالمعروف و النهي عن المنكر اذا كان فعل ذلك ممكنا"۔

اس آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کی کوئی دلیل نہیں ہے جبکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ممکن ہو۔

لہٰذا یہ ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ استطاعت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوتاہی نہ کرے۔ دوسروں کی برائی کرتے دیکھ کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوا جا سکتا، بلکہ اس برائی پر استطاعت کے مطابق ہاتھ، زبان یا دل سے نکیر کرنا ضروری ہے۔

٢٥: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

٢٥: باب بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بارے میں

٤٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ فَتَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ۔

٤٢: حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھی باتوں کا حکم اور برائی سے روکنا) کرتے رہو۔ ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر عذاب بھیج دے اور تم اس سے دعائیں مانگو اور وہ قبول نہ کرے۔

٤٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٤٣: علی بن حجر بھی اسمٰعیل بن جعفر سے اور وہ عمرو بن ابی عمرو سے اسی سند سے اسی کی مثل حدیث نقل کرتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

٤٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيِّ الْاَشْهَلِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا اِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٤٤: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی۔ یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کرو اپنی تلواروں سے لڑائی کرو اور تمہارے دنیاوی امور شریر لوگوں کے ہاتھ میں آ جائیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

٤٥: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سُوْقَةَ عَنْ نَافِعِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الْجَيْشَ الَّذِيْ يُخْسَفُ بِهِمْ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ لَعَلَّ فِيْهِمُ الْمُكْرَهَ قَالَ اِنَّهُمْ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

٤٥: حضرت ام سلمہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپؐ نے اس لشکر کا ذکر کیا جو دھنسا دیا جائے گا (یعنی اس پر عذاب نازل ہوگا) ام سلمہؓ نے عرض کیا: ممکن ہے کہ اس میں بعض لوگ مجبور بھی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا وہ لوگ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ یہ حدیث نافع بن جبیر سے بھی حضرت عائشہؓ کے واسطے سے مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔

تشریح: حتی تقتلوا امامکم: اس سے مراد خلیفہ اور بادشاہِ وقت ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔

ذکر الجیش الذی یخسف بھم: بعض شارحین کے نزدیک اس سے مراد وہ لشکر ہے جو ''خانہ کعبہ'' پر حملہ آور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس پورے لشکر کو دھنسا دیں گے۔

قال انھم یبعثون علی نیاتھم: اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی عذاب میں تو سب شریک ہوں گے۔ آخرت میں ان کی

نیتوں کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

۲۶ بَابُ مَاجَآءَ فِی تَغْیِیرِ الْمُنْکَرِ بِالْیَدِ اَوْ بِاللِّسَانِ اَوْبِالْقَلْبِ

۴۶: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِیِّ نَا سُفْیَانُ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لِمَرْوَانَ خَالَفْتَ السُّنَّةَ فَقَالَ یَافُلَانُ تُرِکَ مَاهُنَاكَ فَقَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰی مَاعَلَیْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُنْکِرْهُ بِیَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۶: باب ہاتھ، زبان یا دل سے برائی کو روکنے کے متعلق

۴۶: حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے (عید کی) نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا وہ مروان تھا۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور مروان سے کہا کہ تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اس نے جواب دیا: اے فلاں سنت جسے تم ڈھونڈ رہے ہو اب چھوڑ دی گئی ہے۔ ابوسعیدؓ نے فرمایا اس شخص نے اپنا حق ادا کردیا (یعنی امر بالمعروف کا) اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: عیدین کے خطبہ میں سنت یہ ہے کہ نماز کے بعد ہو حضور ﷺ کے زمانہ سے لیکر آج تک اسی پر عمل چلا آ رہا ہے۔ شراح نے لکھا ہے کہ مروان بن حکم اپنے خطبوں میں اہل بیت کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگ اس کا خطبہ سنتے نہ تھے۔ ان کو زبردستی سننے پر مجبور کرنے کیلئے اس نے یہ قدم اٹھایا اور عذر یہ پیش کیا کہ لوگ بعد میں خطبہ سنتے نہیں ہیں اس لئے یہ سنت متروک ہے۔ حالانکہ اس کی غلط باتوں کی وجہ سے لوگ خطبہ نہیں سنتے تھے۔

عندالائمہ قبل از نماز عید خطبہ کا حکم: احناف اور مالکیہ کے نزدیک اگر نماز عید سے قبل خطبہ دیا جائے تو جائز مع الکراهت ہے۔ خلاف سنت ہونے کی وجہ سے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین مراتب: اس کے تین مراتب یہاں ذکر کئے گئے اور یہ ترتیب ہر ایک کی استطاعت کے اعتبار سے ہوگی۔

فلینکرہ بیدہ: اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے: ''فلینکرہ بیدہ''، یعنی اس برائی سے فعلاً منع کرے۔ مثلاً آلات لہو ولعب توڑ دے۔ شراب بہا دے وغیرہ وغیرہ۔

فبلسانه: یعنی زبان سے اس سے روکے۔ زبان سے منع کرنا، وعظ ونصیحت وغیرہ سب اس میں شامل ہے۔

فبقلبه: اگر زبان سے روکنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر دل سے برا جانے، یعنی دل سے اس سے راضی نہ ہو، اور دل میں اس برائی کی وجہ سے کڑھے۔

وذلك اضعف الا يمان: اس کو اضعف الایمان اس وجہ سے کہا گیا کہ تینوں صورتوں میں اس کا فائدہ سب سے کم ہے اور پھر جو لوگ قوی الایمان ہوتے ہیں وہ ہاتھ یا زبان سے منع کرتے ہوئے کسی سے ڈرتے نہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ''**ولا يخافون لومة لائم**'' (سورۃ المائدۃ:۵۴) اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے: ''**الذين يبلغون رسلت الله ويخشونه ولا يخشون احدا الا الله**''۔

اس وجہ سے اگر دل ہی دل میں برا جان رہا ہے اور اس سے زیادہ کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایمان والا تو ہے لیکن سب سے ضعیف ایمان والا ہے۔

۲۷: بَابُ مِنْهُ

۴۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْمُدْهِنِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فِي الْبَحْرِ فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِي الْبَحْرِ اَسْفَلَهَا يَصْعَدُوْنَ فَيَسْتَقُوْنَ الْمَاءَ فَيَصُبُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا فَقَالَ الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُوْنَ فَتُؤْذُوْنَنَا فَقَالَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا فَاِنَّا نَنْقُبُهَا فِيْ اَسْفَلِهَا فَنَسْتَقِيْ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ فَمَنَعُوْهُمْ نَجَوْا جَمِيْعًا وَاِنْ تَرَكُوْهُمْ غَرِقُوْا جَمِيْعًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۷: باب اسی سے متعلق

۴۷: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حدودِ الٰہی کو قائم کرنے اور ان میں سستی برتنے والوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک قوم کشتی پر سوار ہوئی اور کشتی کے اوپر اور نیچے والے حصہ کو باہم تقسیم کرلیا۔ بعض کو اوپر والا اور بعض کو نیچے والا حصہ۔ نچلے والے اوپر والے حصے میں جا کر پانی لاتے ہیں تو وہ پانی اوپر والوں پر گرنے لگا۔ پس اوپر والوں نے کہا ہم تمہیں اوپر نہیں آنے دیں گے کیونکہ تم ہمیں تکلیف دیتے ہو۔ اس پر نچلے والے کہنے لگے کہ اگر ایسا ہے تو ہم نچلے حصے میں سوراخ کر کے دریا سے پانی حاصل کریں گے۔ اب اگر اوپر والے ان کو اس حرکت سے باز رکھیں تو سب محفوظ رہیں گے اور اگر نہ روکیں تو سب کے سب غرق ہو جائیں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: **مثل قائم على حدود الله**: اس سے مراد امر بالمعروف کرنے والا اور نہی عن المنکر کرنیوالا ہے۔

والمد هن فيها: اس سے مراد وہ شخص جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی کرے اور استطاعت کے باوجود بھی اس پر عمل نہ کرے۔

حدیث کا معنی واضح ہے کہ لوگوں پر برائیوں میں مبتلاء ہونے سے جو عذاب نازل ہوتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے اس سے بچے رہتے ہیں۔ بصورتِ دیگر سارے ہی لوگ عذاب میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ''**واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة**''۔ اس آزمائش سے بچو جو صرف تمہارے ظالموں کو ہی نہ پہنچے گی (بلکہ سب ہی اس آزمائش وابتلاء میں مبتلاء ہو جائیں گے)۔

۲۸: بَابُ اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

۴۸: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مُصْعَبٍ اَبُوْ يَزِيْدَ نَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۲۸: باب اس بارے میں کہ جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے[1]

۴۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا ہے۔ اس باب میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: ا۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا افضل الجہاد اس وجہ سے ہے کہ جہاد میں یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ فتح نصیب ہو اور شکست کا احتمال بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ مجاہد خوف و رجاء کے درمیان متردد رہتا ہے۔ جب کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنے والا گویا کہ یقینی طور پر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور اس میں رجاء کے بجائے خوف ہی کا غلبہ ہوتا ہے اس وجہ سے یہ افضل الجہاد ہے۔ (معالم السنن)

۲۔ اس کے افضل الجہاد ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی کہ ظالم بادشاہ کا ظلم انسانوں کے ایک جم غفیر تک متعدی ہوتا ہے اس لئے یہ حق گو جب بادشاہ کو ظلم سے روکتا ہے تو تمام کی تمام رعایا اس کے ظلم سے بچ جاتی ہے اس وجہ سے بھی یہ افضل الجہاد ہے۔

۲۹: بَابُ سُؤَالِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا فِيْ اُمَّتِهٖ

۴۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابِ ابْنِ الْاَرَتِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَاَطَالَهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلَاثًا فَاَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ

۲۹: باب امت کیلئے رسول اللہ ﷺ کے تین سوال

۴۹: حضرت عبداللہ بن خباب بن ارتؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بہت طویل نماز پڑھی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسی طویل نماز پہلے کبھی نہیں پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں بے شک یہ امید وخوف کی نماز تھی میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں مانگی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں عطاء فرمادیں اور ایک چیز نہیں دی۔ میں نے سوال کیا کہ میری ساری امت قحط میں ہلاک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا۔ میں نے سوال کیا کہ ان پر کسی غیر قوم سے دشمن مسلط نہ ہو۔ یہ دعا بھی قبول کرلی

---

[1] امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق ضروری ہے۔ ہمارے اسلاف اور بزرگانِ دین اپنی جان کی پروا کئے بغیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ بے شمار واقعات اس کی دلیل ہیں۔ افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہا جائے اور غیر شرعی امور میں بادشاہوں کی مدد کرنا بہت بڑی خیانت ہے۔

غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ۔

گئی۔ پھر میں نے سوال کیا کہ ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ لڑائی کا مزانہ چکھا۔ لیکن یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت سعدؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۵۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَلَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا أَوْ قَالَ مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۵۰: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین میرے سامنے کردی اور میں نے اس کے مشرق ومغرب دیکھے۔ بے شک میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچے گی۔ جہاں تک یہ میرے سامنے سمیٹی گئی ہے اور مجھے دو خزانے عطا کئے گئے سرخ اور سفید (یعنی سونا، چاندی) پھر میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت کو ایک ہی مرتبہ قحط میں ہلاک نہ کرنا۔ ان کے علاوہ کسی اور دشمن کو ان پر مسلط نہ کرنا جو ساری امت کو ہلاک کردے۔ اس پر رب ذوالجلال نے فرمایا اے محمد (ﷺ) جب میں کسی چیز کا حکم دیتا ہوں تو وہ واپس نہیں لیا جاتا۔ میں نے تمہاری امت کو یہ عطا کردیا ہے کہ میں انہیں قحط عام سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے علاوہ کسی ایسے دشمن کو ان پر مسلط نہیں کروں گا جو ان کی پوری جماعت کو ہلاک کردے۔ خواہ تمام اہل زمین ہی اس پر متفق کیوں نہ ہو جائیں۔ لیکن انہی میں سے بعض لوگ دوسروں کو ہلاک کریں گے اور انہیں قید کریں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: انها رغبة ورهبة: یعنی عام طور پر نماز میں امید اور خوف میں سے کوئی ایک چیز غالب ہوتی ہے لیکن یہ امید وخوف دونوں کو جامع تھی۔ یعنی آپ ﷺ نے اس نماز میں اپنی امت کے لئے مانگا تو اس میں اجابت دعا کی امید تھی۔ اور رد کا خوف بھی تھا۔ اسی امید وبیم میں نماز طویل ہوگئی۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ کفار اگر اپنی تمام سائنس وٹیکنالوجی بھی جنگ کے میدان میں جھونک دیں پھر بھی وہ امتِ مسلمہ کو ختم نہیں کرسکتے۔ یہ معرکہ ایمان ومادیت تا قیامت جاری رہے گا۔ بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کو فتح عطا فرمائیں گے اور اہل مادیت کو شکست سے دوچار ہونا ہوگا۔

ان الله زوٰى لى الارض: یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے کردیا۔

علامہ خطابیؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

معناه: "ان الارض زويت لى جملتها مرة واحدة فرأيت مشارقها و مغاربها ثم هى تفتح لامتى جزءًا فجزءًا

حتی یصل ملك امتی الی کل اجزا ئها" یعنی تمام کی تمام زمین ایک مرتبہ میرے سامنے سمیٹ کر جمع کر دی گئی۔ اور میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا، پھر یہ تمام زمین تھوڑی تھوڑی کر کے میری امت کی مفتوحہ بن جائے گی یہاں تک کہ میری امت کی سلطنت اس زمین کے تمام حصوں تک پھیل جائے گی۔

واعطیت الکنزین: الاحمر، والابیض:

علامہ تورپشتیؒ فرماتے ہیں کہ احمر وابیض سے قیصر وکسریٰ کے خزانے مراد ہیں کیونکہ کسریٰ کی حکومت میں زیادہ تر دینار رائج تھا۔ اور قیصر کی حکومت میں عام طور پر درھم کا سکہ چلتا تھا۔ لہٰذا احمر سے سونا اور ابیض سے چاندی مراد ہے۔

فیستبیح بیضتهم: ای یستهلك و یقلع جماعتهم: یعنی ایسا نہ ہوگا کہ پوری کی پوری امت مسلمہ کا قلع قمع ہو جائے۔ بیضہ کے اصل معنی وسط الدار کے ہیں مراد اس سے مکمل قوت وطاقت ہے۔

یوں بھی کہا گیا کہ اس سے انڈا مراد ہے کہ جب انڈے کا اصل اور سک خراب ہوئے تو سارا انڈا خراب ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس امت کی اصل ایمانی قوت اور طاقت ختم ہو کر تمام مسلم امت ختم ہو جائے گی ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

ولو اجتمع علیهم من اقطارها: یعنی اگر دشمن دنیا کے تمام گوشوں سے جمع ہو کر بھی امتِ مسلمہ پر حملہ آور ہو جائیں تب بھی امتِ مسلمہ کو ختم نہیں کیا جا سکتا، عملاً اس کا مشاہدہ آج کے دور میں افغانستان میں کیا جا سکتا ہے کہ نیٹو میں شامل 40 سے اوپر ممالک مل کر افغانستان پر حملہ آور ہوئے لیکن سوائے ذلت ورسوائی کے کچھ ہاتھ نہ لگا۔

۳۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ فِي الْفِتْنَةِ

۵۱: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيهَا قَالَ رَجُلٌ فِي مَاشِيَتِهِ يُؤَدِّي حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهُ وَرَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ يُخِيفُ الْعَدُوَّ وَيُخَوِّفُونَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ نِ الْخُدْرِيِّ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَاهُ لَيْثُ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۳۰: باب جو شخص فتنے کے وقت ہو وہ کیا عمل کرے

۵۱: حضرت اُم مالک بہزیہ رضی اللہ سو فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ بہت قریب ہے۔ میں نے عرض کیا؛ اس دور میں کون بہترین شخص ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جو اپنے جانوروں میں ہوگا۔ اور ان کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرے گا۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے گھوڑے کو پکڑ کر دشمن کو ڈرا رہا ہوگا اور وہ اسے ڈرا رہے ہوں گے۔ اس باب میں ام مبشرؓ، ابو سعید خدریؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ لیث بن ابی سلیم بھی اسے طاؤس سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

۵۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ زِيَادِ ابْنِ سِيمِينَ كُوشَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۵۲: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فتنہ ایسا ہوگا جو عرب کو گھیر لے گا اور اس میں قتل ہونے والے دوزخی ہوں گے۔ اس میں تلوار

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ الْفِتْنَةُ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيهَا اَشَدُّ مِنَ السَّيْفِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيلَ يَقُولُ لَا نَعْرِفُ لِزِيَادِ بْنِ سِيْمِيْنَ كُوْشَ غَيْرَهٰذَا الْحَدِيثِ وَرَوَاهُ حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ فَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ فَوَقَفَهُ۔

سے زیادہ زبان شدید ہوگی (یعنی اس دور میں کلمۂ حق کہنا کسی پر تلوار نکالنے سے زیادہ شدید ہوگا) یہ حدیث غریب ہے۔امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ زیاد بن سیمین کی اس حدیث کے علاوہ کسی حدیث کو ہم نہیں پہچانتے کہ وہ لیث سے نقل کرتے ہوں۔حماد بن سلمہ اسے لیث سے مرفوعاً اور حماد بن زید لیث سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ماقبل باب میں آپس میں نزاع واختلاف کے متعلق تفصیل تھی۔اس باب میں یہ بتایا جارہا ہے کہ اس قسم کے نزاع میں مسلمان کالائحہ عمل کیا ہونا چاہیے۔اور ایسے موقع پر نجات کیونکر ممکن ہے۔تو اس کا حل یہ تجویز فرمایا کہ:

۱۔ اپنے مال ومویشی سمیت سب سے الگ ہوجائے اور مویشیوں کے حقوق کی بھی پاسداری کرے اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہے۔

۲۔ اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر خالصتاً دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جائے۔کبھی یہ دشمن کو خوفزدہ کرے،کبھی دشمن اسے ڈرائیں۔(کہ ایسی صورت میں مسلمان کی خونریزی کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا اور دشمن کو بھی نقصان پہنچتا رہے گا)۔

آپس کے جھگڑے قتل وقتال کے فتنہ سے بچ کر یکسر ہو کر اپنی عبادت میں لگ جانے سے متعلق بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے۔:"یوشك ان یکون خیر مال المسلم، غنم، یتبع بها شعف الجبال و مواقع القطر یفر بدینه من الفتن۔

یعنی عنقریب مسلمانوں کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی اور بارش کی جگہوں پر چڑھ جائے،اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے فرار اختیار کرے۔

تکون الفتنة تستنظف العرب: یعنی ایسا فتنہ ہوگا جو سارے عرب کو محیط ہوگا۔

قتلا ھا فی النار: اس فتنہ کے مقتولین کا جہنمی ہونا اس وجہ سے ہوگا کہ قتل وقتال سے مقصود اعلاء کلمۃ اللہ، دفع ظلم یا اہل حق کی اعانت نہ ہوگا بلکہ مال وملک کی لالچ میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے۔

اللسان فیھا اشد من السیف: کیونکہ تلوار کی ضرب تو صرف ایک آدمی کا نقصان کرتی ہے جبکہ زبان کی تیزی ہزارہا افراد کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

۳۱: بَابُ مَاجَاءَ فِي رَفْعِ الْاَمَانَةِ

۳۱: باب امانت داری کے اٹھ جانے کے متعلق

۵۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ

۵۳: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک میں نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کررہا ہوں۔آپؐ نے فرمایا "امانت" لوگوں کے وسط قلوب میں نازل ہوئی پھر قرآن پاک نازل ہوا تو انہوں نے امانت (یعنی ایمان) کا حق قرآن سے دیکھا اور

رَفْعِ الْاَمَانَةِ فَقَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَتْ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلٰى رِجْلِهٖ قَالَ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَحَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ وَاَظْرَفَهٗ وَاَعْقَلَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ قَالَ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ فِيْهِ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ دِيْنُهٗ وَلَئِنْ كَانَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حدیث سے بھی سیکھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ایک آدمی سویا ہوگا اور اسکے دل سے امانت نکال لی جائے گی اور صرف ایک دھبہ باقی رہ جائے گا۔ پھر وہ حالت نیند میں ہوگا اور اس کے دل سے امانت قبض کرلی جائے گی اور اس کا اثر نشان آبلہ کی طرح رہ جائے گا۔ جیسے کہ تم انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دو اور وہ چھالا بن جائے لیکن اس میں کچھ نہ ہو۔ پھر آپ نے ایک کنکری اٹھائی اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکا کر دکھایا۔ پھر فرمایا: جب صبح ہوگی تو لوگ خرید وفروخت کررہے ہوں گے اور کوئی ایسا نہیں ہوگا کہ امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک شخص امین ہے اور یہاں تک کہ کسی کی تعریف میں اس طرح کہا جائے گا۔ کتنا چست وچالاک آدمی ہے۔ (یعنی کاروبار وغیرہ میں) جبکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ راوی کہتے ہیں بے شک مجھ پر ایسا زمانہ آیا۔ کہ میں بلاخوف وخطر خرید وفروخت کیا کرتا تھا۔ اگر کسی مسلمان کے پاس میرا حق رہ جاتا تو وہ اپنے دین کی وجہ سے مجھے واپس کردیتا اور اگر یہودی یا نصرانی ہوتا تو ان کے سردار ہمیں ہمارا حق دلواتے (یعنی آنحضرت ﷺ کا زمانہ) لیکن آج کل میں کسی سے معاملات نہیں کرتا۔ ہاں البتہ فلاں اور فلاں شخص سے کرلیتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: الامانة: یہاں امانت سے کیا مراد ہے اس کی تعیین میں چند اقوال ہیں:

۱۔ دیانت داری مراد ہے۔ یعنی لوگوں کے اموال اور ان کے حقوق میں خیانت نہ کرنا۔ اور ان کی امانتوں کی ادائیگی مکمل اہتمام کے ساتھ کرنا۔

۲۔ انسانوں کے قلوب میں اتاری گئی فطری صلاحیت امانت کا مصداق ہے۔ یعنی وہ صلاحیت جس کی وجہ سے انسان طاعات کو اختیار کرتا ہے اور معاصی سے اجتناب کرتا ہے۔ جس کی آبیاری قرآن وحدیث کے آبِ معطر سے ہوتی ہے، یہاں تک کہ امانت دل کی گہرائیوں سے نکل کر اعمال میں سرایت کرجاتی ہے اور انسان سراپا طاعت بن جاتا ہے۔ الغرض امانت کے دلوں کے وسط میں اتارے جانے سے یہی فطری صلاحیت مراد ہے۔

۳۔ علامہ نوویؒ کے نزدیک اس سے مکلّف کی وہ استعداد مراد ہے جو کہ لوگوں کے دلوں میں اتاری جاتی ہے۔

البتہ پہلا قول رائج ہے کہ یہاں دیانت داری مراد ہے۔ یعنی لوگوں کی امانتوں میں خیانت نہ کرنا۔ جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام سے ظاہر ہے۔

ثم نزل القرآن: یعنی پہلے امانت کی صلاحیت قلوب میں ودیعت کی گئی پھر قرآن وسنت کی روشنی میں اسے پروان چڑھایا گیا۔

قال ینام الرجل النومة: یہاں یاتو حقیقتاً سونا مراد ہے۔کہ آدمی سوکر بیدار ہوگا تو امانت سے کنایہ ہے کہ آخرت سے غفلت اور دنیوی امور میں کثرتِ رغبت کی وجہ سے آہستہ آہستہ امانت دلوں سے رخصت ہو جائے گی۔

فیظل اثرھا مثل الوکت: ''وکت'' کا معنی ہے: ''الاثر الیسیر کالنقطة فی الشیء''۔ ہلکے سے نشان اور نقطہ کو حرکت کہتے ہیں۔

فیظل مثل اثر المجل: ''مجل'' کا معنی ہے: ''وھو التنفط الذی یصیر فی الید فی العمل بفأس اونحوھا ویصیر کالقبة فیه ماء قلیل'' یعنی کلہاڑا وغیرہ مسلسل چلانے کی وجہ سے ہاتھ میں چھالا پڑ جاتا ہے اوراس میں تھوڑا سا پانی بھی ہوتا ہے اس چھالے کو''مجل'' کہتے ہیں۔

کجمر دحر جته علی رجلك فنفطت فتراہ منتبرا: یعنی جیسے چنگاری پڑ جانے کی وجہ سے پھولا ہوا سا پھوڑا بن جاتا ہے لیکن اندر کچھ نہیں ہوتا۔اس طرح امانت معمولی سی رہ جائے گی، بظاہر لوگوں کا دعوی تو ہوگا امین ہونے کا لیکن درحقیقت امانت نہ ہوگی۔

ملاحظہ: یہاں عبارت کی ترتیب تواس طرح ہونی چاہیے تھی کہ پہلے مجل کا ذکر کیا جاتا، پھر وکت کا ذکر کیا جاتا، کیونکہ آبلہ اور پھوڑا نقطے کے مقابلے میں بڑا ہوتا ہے، لیکن''وکــت'' کومقدم کیا، وجہ اس کی یہ ہے کہ آبلہ اگرچہ حجم کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے لیکن جسم میں اس کو رسوخ حاصل نہیں ہوتا اوپر ہی ہوتا ہے، جبکہ نقطہ اگرچہ حجم کے اعتبار سے چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس کو رسوخ حاصل ہوتا ہے۔

"وحتی یقال للرجل ما اجلدہ واظرفه واعقله"

حاصل یہ ہے کہ دل سے امانت کا نور تدریجاً ختم ہوتا جائے گا یہاں تک کہ امانت اتنی مفقود ہو جائے گی کہ امانت کا مفہوم بھی ذہنوں سے محو ہو جائے گا۔خائن کو امین سمجھا جائے گا اور اچھے برے کی تمیز ختم ہو جائے گی۔کہ معاشرہ میں جب برائی کو رواج مل جائے تو وہ برائی ہی اچھائی نظر آنے لگتی ہے۔بدبو میں رہنے کا عادی بدبو محسوس کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔اسی طرح لوگ اس قدر خائن ہو جائیں گے کہ خیانت کی قباحت دلوں میں باقی نہ رہے گی، دنیاوی اعتبار سے جتنا تیز طرار اور دھوکہ باز ہوگا وہی لوگوں کی نگاہ میں عقلمند جانا جائے گا حالانکہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی امانت نہ ہوگی اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

لیردنه علی دینهُ: یہاں پر لفظ''دین''مرفوع ہے فاعل ہونے کی بناء پر اور معنی یہ کہ''یحمل اسلامه علی اداء الامانة'' یعنی اگر مسلمان سے معاملہ ہوتا اور اس کے پاس میرا حق رہ جاتا تو اس کا دین اس کو امانت کی ادائیگی پر ابھارتا اور وہ میری امانت اور حق ادا کر دیتا۔

لیردنه علی ساعیه: اس طرح ملوک و بادشاہ بھی اصحاب عدل تھے۔اگر یہود و نصاریٰ میں سے کسی کے پاس میرا حق رہ جاتا تو اس کا متولی، نگران، بادشاہ میرا حق اس سے دلوا دیتا۔

فاما الیوم فما کنت ابایع منکم الا فلانا و فلانا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں ان کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد سن ۳۶ ہجری کے اوائل میں ہوئی۔اس زمانہ ہی میں لوگوں کے ایمان و

امانت میں تغیر آچکا تھا۔ تو اب پر اس پر چودہ سو سال گزر چکے ہیں اب ہمارا اپنا کیا خیال ہے یہ ہر شخص خود ہی جانتا ہے۔

۳۲: بَابُ مَا جَاءَ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۳۲: باب اس بارے میں کہ سابقہ امتوں کی عادات اس امت میں بھی ہوگی

۵۴: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانٍ عَنْ اَبِيْ وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ اِلٰى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ يُعَلِّقُوْنَ عَلَيْهَا اَسْلِحَتَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ وَاقِدِ اللَّيْثِيُّ اِسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

۵۴: حضرت ابو واقد لیثیؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین کے لیے نکلے تو مشرکوں کے ایک درخت کے پاس سے گزرے جس کو "ذات انواط" کہا جاتا تھا اور وہ اس کے ساتھ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے بھی ان کی طرح کا "ذات انواط" مقرر فرمادیں۔ آپؐ نے (تعجب کرتے ہوئے) سبحان اللہ کہا اور فرمایا یہ تو ایسا ہی سوال ہے جیسا حضرت موسیٰ سے ان کی قوم نے کیا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایک معبود بنادیں جیسا ان کے لیے ہے۔ (پھر فرمایا) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور پہلی امتوں کا راستہ اختیار کروگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو واقد لیثیؓ کا نام حارث بن عوف ہے۔ اس باب میں حضرت ابو سعیدؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

تشریح: "لما خرج الی حنین" مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

اجعل لنا ذات انواط: "انواط" نوط کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں لٹکانا۔ تو "ذات" "انواط" کا معنی یہ ہوا (لٹکائی ہوئی چیزوں کا درخت)

اس درخت کو دیکھ کر صحابہ نے بھی ایسے درخت کا مطالبہ کیا جس پر اسلحہ وغیرہ لٹکایا جائے۔ اور ان کے مطالبہ سے مقصود شرکیہ فعل نہ تھا اور نہ ہی مشرکین میں سے مشابہت مقصود تھی۔ بلکہ مراد یہ تھی کہ اس طرح کفار پر ہیبت طاری ہوگی اور اسلحہ کو دیکھ کر دلوں میں رعب پیدا ہوگا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس ادنیٰ مشابہت کو بھی پسند نہ فرمایا۔ چہ جائیکہ ہم رہن سہن، اٹھنے بیٹھنے، لباس و پوشاک میں کفار کی مشابہت اختیار کریں۔ بڑی عبرت کی چیز ہے اور سوچنے کا مقام ہے۔

والذی نفسی بیدہ لترکبن سنۃ من کان قبلکم: "یعنی "تم اپنے سے پچھلی قوموں کی ضرور پیروی کروگے۔ اور بخاری میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "لتتبعن سنن من قبلکم شبرا شبرا و ذراعا ذراعا حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموھم، قلنا یا رسول اللّٰہ الیھود و النصاری، قال: فمن؟

یعنی تم ہر ہر بالشت اور ہر ہر گز میں (قدم بقدم) پچھلی امتوں کی پیروی کروگے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوں گے، ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پچھلی امتوں سے آپ ﷺ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ اور آپ نے فرمایا، تو

اورکون مراد ہیں۔(بخاری)

اسی طرح مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں ''وحتی لو ان احدھم جامع امرأته في الطريق لفعلتموه ''(مستدرک حاکم)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہاں اتباع وپیروی سے مراد کفر کی پیروی نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ تم معاصی میں ان کی موافقت و پیروی کروگے۔(شرح مسلم للنووی)

۳۳: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ كَلَامِ السِّبَاعِ

۵۵: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا اَبِيْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ نَا اَبُوْ نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰى يُكَلِّمُ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهٖ وَشِرَاكُ نَعْلِهٖ وَتُخْبِرُهٗ فَخِذُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ وَالْقَاسِمُ ابْنُ الْفَضْلِ ثِقَةٌ مَامُوْنٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَثَّقَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ۔

۳۳: باب درندوں کے کلام کے متعلق

۵۵: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے بات نہیں کریں گے اور جب تک کسی شخص سے اس کی (یعنی جانور کی) چابک کی رسّی اور تسمہ وغیرہ بات نہیں کریں گے اور اس کی ران اسے بتادے گی کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی نے کیا کیا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے قاسم بن فضل کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ثقہ اور مامون نہیں۔ انہیں یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

تشریح:حتی تکلم السباع :''سباع'' میں وحشی جانور اور وحشی درندے اور وحشی پرندے دونوں شامل ہیں۔

الانس: اس سے جنسِ انسان مراد ہے یعنی درندے انسانوں سے بات کریں گے عام ہے کہ وہ انسان مومن ہو یا کافر ہو۔

وحتی یکلم الرجل عذبة سوطه : العذبة بفتح العين المهملة و الذال المعجمة، ای: طرفه یعنی چابک وکوڑے کی ڈور۔

وشراك نعله: احد سيور تكون على النعل و جهها۔ یعنی جوتے کا تسمہ جو سامنے کی جانب ہوتا ہے۔

ملاحظہ: موجودہ دور کی جدید ایجادات کو سامنے رکھتے تو اس حدیث کو سمجھنا مشکل نہیں۔ کہ اس زمانہ میں بھی ایسے سائنسی آلات ایجاد ہوچکے ہیں جن کے ذریعے ہزاروں میل دور بیٹھے افراد سے نہ صرف یہ کہ رابطہ بلکہ ان کی شکل وصورت بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ مثلاً موبائل، انٹرنیٹ، جدید کیمرے وغیرہ۔

موبائل کی صورت میں ایک چھوٹا سا آلہ بھی گفتگو کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور جدید کیمرے اگر کسی مخصوص جگہ میں نصب کردیئے جائیں تو سینکڑوں میل دور بیٹھ کر بھی وہاں کی نقل وحرکت دیکھی اور محفوظ کی جاسکتی ہے حتی کہ سمندر کی گہرائیوں اور شیروں کی کچھار

میں بھی یہ کیمرے پہنچ گئے ہیں۔ چھوٹی سی چیونٹی کی بود وباش، اس کی نقل وحرکت، رہن سہن تک کے بارے میں ان کیمروں کے ذریعہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔

جب یہ سب کچھ ممکن ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ درندے انسانوں سے بات چیت کرنے لگیں۔ انسان کی ران بول اٹھے۔ جس طرح قیامت میں اللہ تعالیٰ انسانی اعضاء کو زبان مرحمت فرمائیں گے۔ اور یہ اعضاء انسان کے خلاف گواہی دینگے اسی طرح اس دنیا میں بھی اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جانوروں کو گویائی دیدیں یا انسانی اعضاء کو زبان عطاء فرمادیں، یا غیر جاندار اشیاء کو بولنے پر قادر کردیں تو یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں۔

۳۴: بَابُ مَاجَاءَ فِي انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

۳۴: باب چاند کے پھٹنے کے متعلق

۵۶: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُودَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْهَدُوْا وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَنَسٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۶: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس معجزہ پر) گواہ رہو۔ اس باب میں ابن مسعودؓ، انسؓ اور جبیر بن مطعمؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: بخاری کے ابواب التفسیر میں یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے:

" انشق القمر على عهد رسول الله ﷺ فرقتين، فرقة فوق الجبل و فرقة دو نه"

اسی طرح بخاری ہی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان اهل مكة سألوا رسول الله ﷺ ان يريهم آية فاراهم القمر شقيقين حتى ر أوا حراء بينهما"

یعنی اس روایت کے مطابق چاند کے دو ٹکڑے اس طرح پر ہوئے کہ " جبل حرا" ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان تھا۔

اس طرح ابونعیم نے "الدلائل" میں ایک ضعیف روایت نقل کی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

" اجتمع المشركون الى رسول الله ﷺ، منهم الوليد بن مغيرة وا بو جهل بن هشام، والعاص بن وائل والاسود بن المطلب والنصر بن الحارثه ونظراء هم فقالو النبي ﷺ: ان كنت صادقا فشق لنا القمر فرقتين، فسأل ربه فانشق"۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "اس حدیث کو صحابہ کی ایک کثیر جماعت نے روایت کیا ہے، پھر تابعین کی ایک کثیر جماعت نے ان سے روایت کیا، پھر ان سے ایک جم غفیر نے روایت کیا یہاں تک کہ یہ روایت ہم تک پہنچی، اور پھر اس کی تائید قرآن کی آیت بھی کرتی ہے (اقتربت الساعة وانشق القمر) لہٰذا اس واقعہ کو ناممکن قرار دینے والوں کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ اور اگرچہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا زیادہ دیر تک نہیں رہا۔ اس کے باوجود جب اہل مکہ نے آفاق مکہ میں

کچھ لوگوں کو اس واقعہ کی تحقیق کے لئے بھیجا تو وہ خبر لائے کہ وہاں بھی شقِ قمر کے گواہ مل گئے کیونکہ رات کو سفر کا تعین کرتے ہیں اس بناء پر دوسرے لوگوں نے بھی اس کا مشاہدہ کیا۔ (اس بناء پر اس واقعہ کا انکار کر دینا کم عقلی نہیں تو پھر اور کیا ہے)۔

اس طرح تاریخ فرشتہ میں یہ مذکور ہے کہ ہندوستان کے جنوب میں ملیبار کے ایک شہر گنڈ لگانور میں جب ایک اتفاقی حادثہ کی بناء پر مسلمان وہاں پہنچے تو وہاں کے حاکم سامری نے ان سے دین و مذہب کی بابت بات چیت کی۔ دورانِ گفتگو شقِ قمر کے واقعہ کا تذکرہ چل نکلا تو حاکم نے سابقہ واقعات کے ریکارڈ کے رجسٹر منگوائے جن میں ان کے آباؤ اجداد نے مخصوص واقعات درج کر رکھے تھے۔ مختصر یہ کہ ان رجسٹروں میں یہ واقعہ مل گیا جس پر حاکم اسلام لے آیا۔ اور یہ ریاست مالا بار کا پہلا حاکم تھا جس نے اسلام قبول کیا۔

ان تمام شواہد کی روشنی میں شقِ قمر کے انکار کی بالکل گنجائش نہیں۔

۳۵: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخَسْفِ

۵۷: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غُرْفَةٍ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَرَوْا عَشْرَ اٰيَاتٍ طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَالدَّآبَّةَ وَثَلٰثَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اَوْتَحْشُرُ النَّاسَ فَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا۔

۵۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَالدُّخَانَ۔

۵۹: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ نَحْوَ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ وَالْمَسْعُوْدِيِّ سَمِعَا فُرَاتًا الْقَزَّازَ نَحْوَ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتٍ زَادَ فِيْهِ الدَّجَّالَ اَوِالدُّخَانَ۔

۳۵: باب زمین کے دھنسنے کے بارے میں

۵۷: حضرت حذیفہ بن اُسیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے سے ہم لوگوں کو قیامت کے متعلق بات چیت کرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، یاجوج ماجوج (کا ظہور) دابۃ الارض (جانور کا نکلنا)۔ زمین کا تین جگہ سے دھنسنا، مشرق، مغرب اور جزیرۂ عرب میں۔ عدن کی جڑ سے آگ کا نکلنا جو آدمیوں کو ہانکے گی یا فرمایا اکٹھا کرے گی اور اس کے ساتھ جہاں وہ رات گزاریں رات گزارے گی اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے یعنی دوپہر گزاریں گے وہیں ٹھہرے گی۔

۵۸: محمود بن غیلان، وکیع سے، اور وہ سفیان سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ البتہ اس میں "وَالدُّخَانَ" دھواں کے الفاظ زیادہ ہیں۔

۵۹: ھناد بھی ابواحوص سے اور وہ فرات قزاز سے وکیع کی سفیان سے منقول حدیث کے مثل نقل کرتے ہیں۔ محمود بن غیلان، ابو داؤد طیالسی سے وہ شعبہ سے اور مسعودی سے اور وہ فرات قزاز سے عبدالرحمٰن کی سفیان سے منقول حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں اور اس میں "الدَّجَّالَ اَوِالدُّخَانَ" (دجال یا دھواں) کے الفاظ زیادہ ہیں۔

۶۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا اَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعِجْلِيُّ عَنْ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيْهِ وَالْعَاشِرَةُ اَمَّا رِيْحٌ تَطْرَحُهُمْ فِي الْبَحْرِ وَاَمَّا نُزُوْلُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۰: ابوموسیٰ، ابونعمان سے وہ شعبہ سے اور وہ فرات سے شعبہ کی حدیث کے مثل نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں'' اور دسویں نشانی یا تو ہوا ہے جو ان کو سمندر میں پھینک دے گی یا حضرت عیسٰی بن مریم کا نزول ہے''۔ اس باب میں حضرت علیؓ، ابو ہریرہؓ، ام سلمہؓ اور صفیہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۱: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ نُعَيْمٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْمُرْهِبِيِّ عَنْ مُسْلِمِ ابْنِ صَفْوَانَ عَنْ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يَغْزُوَ جَيْشٌ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ اَوْبِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ اَوْسَطُهُمْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ كَرِهَ مِنْهُمْ قَالَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَا فِيْ اَنْفُسِهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۱: حضرت صفیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اس گھر (بیت اللہ شریف) پر چڑھائی کرنے سے باز نہیں آئیں گے یہاں تک کہ ایک لشکر چڑھائی کرے گا اور جب وہ زمین کے ایک چٹیل میدان میں ہوں گے ان کے اوّل اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔ (حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ ان لوگوں میں سے اس فعل کو برا سمجھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں ان کو دلوں کے حال کے مطابق اٹھائیں گے (یعنی ان کی نیتوں پر دارومدار ہوگا)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا صَيْفِيُّ بْنُ رِبْعِيٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا ظَهَرَ الْخَبَثُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ تَكَلَّمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔

۶۲: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے آخر میں (یہ عذاب نازل ہوں گے) زمین میں دھنسا دینا، چہرے کا مسخ ہونا اور آسمان سے پتھروں کی بارش۔ پھر فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود ہلاک ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں جبکہ فسق و فجور ظہور پذیر (یعنی غالب) ہوگا۔ یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی روایت سے غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر (حضرت عمرؓ کے صاحبزادے نہیں بلکہ ایک اور راوی ہیں) کے حافظے پر یحییٰ بن سعید اعتراض کرتے ہیں۔

تشریح: لاتقوم الساعة حتی ترو اعشر آیات: یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو۔

طلوع الشمس من مغربہا: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا متعدد احادیث میں وارد ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دن

سورج مغرب سے طلوع ہوگا جس کی تفصیل آئندہ باب میں آرہی ہے۔

ویاجوج وماجوج: یاجوج وماجوج کے بارے میں بھی آئندہ مستقل باب: باب خروج یاجوج وماجوج میں تفصیل ملاحظہ کی جائے۔

والدابۃ: "دابۃ الارض" کا خروج بھی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"**واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم**" (سورۃ النمل:۸۲)

چنانچہ مفسرین نے اس کے بارے میں لکھا کہ یہ کوہ صفا سے ظاہر ہوگا۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ یہ وہی "جساسۃ" ہے جس کا ذکر دجال کی جاسوسہ کے طور پر احادیث میں ملتا ہے۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دابۃ الارض" کی ہیئت اور شکل وصورت کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی لمبائی ساٹھ گز (ساٹھ ہاتھ) ہوگی جس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ بھی ہونگے۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ متعدد جانوروں کے مشابہ ہوگا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ طائف کے پہاڑوں سے ظاہر ہوگا۔ اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ کسی میں استطاعت نہ ہوگی کہ اس کو پکڑ سکے کیا اس سے جان چھڑوا سکے۔ اپنے عصاء کے ذریعہ اہل ایمان کے چہروں پر "مومن" لکھ دے گا اور انگوٹھی کے ذریعہ کافروں کے چہروں پر "کافر" کی مہر لگادے گا (النھایۃ)

وثلاثۃ خسوف: شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "اشراط الساعۃ" میں لکھتے ہیں کہ دھنسنے کے یہ واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت کے قریب ہونگے۔

نار تخرج من قعر عدن: بعض روایات میں ہے کہ "تخرج من ارض الحجاز" یعنی اس آگ کا ظہور حجاز سے ہوگا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں روایتوں کو تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ آگ تو ایک ہی ہوگی لیکن ابتداء اس کا خروج یمن کے شہر عدن سے ہوگا اور پھر حجاز تک بھی پہنچ جائے گی۔

ظہور کب ہوگا: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ رونما ہو چکا۔ چنانچہ ۳ جمادی الثانی بروز جمعہ ۶۷ ہجری میں اس آگ کا ظہور ہوا، اور یہ ۵۳ دن تک شعلے مارتی رہی۔ یہ آگ عظیم شہر کی مانند تھی، جس پہاڑ سے بھی گزرتی اسے راکھ میں تبدیل کر دیتی۔ یوں محسوس ہوتا کہ اس کے اندر آگ کا سرخ دریا بہہ رہا ہے۔ اس کی چمک سے حرم نبوی، جنگلات اور تمام گھر روشن ہوگئے۔ سورج کی روشنی ان دنوں مدھم پڑگئی اور روشنی کو یمامہ وبصرہ تک میں دیکھا گیا۔ بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں اس سے روشن ہوگئیں۔ اس کی زد میں ایک ایسا پتھر آیا جو آدھا حرم میں تھا اور آدھا حرم سے باہر تھا، حرم سے باہر والا پتھر تو جل گیا لیکن باقی آدھا جو حرم میں تھا اس کو نہ جلایا۔ (مزید تفصیل کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب "علامات قیامت" ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔

وزاد ففیہ: "والدخان" علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں دخان سے وہی دخان مراد ہے جو آیت میں مذکور ہے "**یوم تأتی السماء بدخان مبین**" (سورۃ الدخان:۱۰)

اور آسمان کے دھواں دھار ہونے کے واقعہ کا وقوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ یہاں دخان سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں قریش قحط میں مبتلاء ہوئے یہاں تک کہ (نقاہت کی وجہ سے) ان کو اپنے اور آسمان کے درمیان میں دھواں سا نظر آتا۔ جبکہ دیگر صحابہ جن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ "وانه يمكث في الارض اربعين يوما" کہ زمین میں یہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کی رائے کا سبب بنے گا جبکہ مومنین کو اس کی وجہ سے ہلکا ساز کام ہو جائے گا۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ دخان کا وقوع دو مرتبہ ہوگا۔

"اما ريح تطر حهم في البحر اى تلقيهم فيه"

علاماتِ قیامت کی ترتیب: آخری دس علامات قیامت کی ترتیب کیا ہوگی اس میں روایات مختلف ہیں۔ اس وجہ سے اہل علم بھی اس کی ترتیب میں مختلف ہوئے ہیں۔ بعض کے نزدیک ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلی علامت دخان ہے۔ پھر خروجِ دجال پھر نزول عیسیٰ پھر خروج یاجوج وماجوج پھر "دابة الارض" کا ظہور، پھر طلوع الشمس من المغرب۔

جبکہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے دھنسنے کے واقعات ہونگے، پھر خروج دجال، پھر نزول عیسیٰ، پھر یاجوج ماجوج کا ظہور پھر وہ ہوا چلے گی جو اہل ایمان کی روحیں قبض کرلے گی۔ اس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا، پھر دابۃ الارض کا ظہور ہوگا، پھر دھواں ظاہر ہوگا۔

کچھ علماء سے توقف کا قول بھی منقول ہے کہ ترتیب کا علم اللہ ہی کو ہے اس میں توقف کیا جائے۔

۳۶: بَابُ مَاجَاءَ فِي طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا

۶۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ لِتَسْتَأْذِنَ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا اطْلُعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا وَقَالَ ذٰلِكَ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَحُذَيْفَةَ ابْنِ اَسِيْدٍ وَاَنَسٍ وَاَبِيْ مُوْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۶: باب سورج کا مغرب سے نکلنا

۶۳: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں غروب آفتاب کے بعد مسجد میں داخل ہوا تو نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: ابوذرؓ جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ سجدے کی اجازت لینے کے لیے جاتا ہے اور اسے اجازت دے دی جاتی ہے گویا کہ پھر حکم دیا جائے گا کہ وہاں سے طلوع کرو جہاں سے آئے ہو۔ اس طرح وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی "وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا" (یعنی یہی اسکا ٹھکانہ ہے)۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ ابن مسعودؓ کی قراءت ہے۔ اس باب میں صفوان بن عسالؓ، حذیفہ بن اسیدؓ، انسؓ اور ابوموسیٰؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

تشریح: لتستاذن فی السجود: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج میں بھی حیات رکھی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بظاہر بے جان چیزوں میں زندگی ڈالنا کوئی مشکل نہیں۔

یہ حدیث بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

" ویوشك ان تسجد فلا یقبل منها، وتستأذن فلا یؤذن لها یقال لها: ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربها" (بخاری)

۳۷: بَابُ مَاجَاءَ فِی خُرُوْجِ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ

۶۴: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ حَبِیْبَةَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ اِسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَوْمٍ مُحْمَرًّا وَجْهُهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ عَشْرًا قَالَتْ زَیْنَبُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَهْلِكُ وَفِیْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ جَوَّدَ سُفْیَانُ هٰذَا الْحَدِیْثَ وَقَالَ الْحُمَیْدِیُّ عَنْ سُفْیَانَ ابْنِ عُیَیْنَةَ حَفِظْتُ مِنَ الزُّهْرِیِّ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ اَرْبَعَ نِسْوَةٍ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ حَبِیْبَةَ وَهُمَا رَبِیْبَتَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجَیِ النَّبِیِّ ﷺ وَرَوٰی مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَلَمْ یَذْكُرْ فِیْهِ عَنْ حَبِیْبَةَ۔

۳۷: باب یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کے متعلق

۶۴: حضرت زینب بنت جحش فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا پھر آپؐ نے تین مرتبہ "لا الہ الا اللہ" پڑھا اور فرمایا: عرب کیلئے اس شر سے ہلاکت ہے جو قریب ہوگیا ہے۔ آج کے دن یاجوج ماجوج کو روکنے والی دیوار میں اس کے برابر سوراخ ہوگیا اور پھر آپؐ نے انگلی سے گول دائرے سے نشان بنا کر دکھایا۔ زینبؓ فرماتی ہیں: نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم صالحین کے ہونے کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جب برائی زیادہ ہوجائے گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان نے اسے جید قرار دیا ہے۔ حمیدی، سفیان کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے زہری کی اس سند سے چار عورتوں کو یاد کیا ہے۔ زینب بنت ابوسلمہ کو جو حبیبہ سے نقل کرتی ہیں اور یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی پرورش میں رہیں۔ ام حبیبہؓ، زینب بنت جحش سے روایت کرتی ہیں اور یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے تھیں۔ معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا لیکن اس میں حبیبہ کا ذکر نہیں ہے۔

تشریح: یاجوج وماجوج:

وجہ تسمیہ: یا تو یہ "اجیج النار" سے مشتق ہے اور اس کا معنی ہے شعلوں کا بھڑکنا۔ جب آگ بھڑک اٹھے تو ہر طرف پھیل جاتی ہے اس کا بجھانا مشکل ہوتا ہے۔ اس طرح جب یہ ظاہر ہونگے تو ہر طرف پھیل جائیں گے۔ اور ان کی زد سے بچنا بہت مشکل ہوگا۔

یا یہ ''اجة'' سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے۔ اختلاط، گرمی کی شدت۔ چونکہ یہ فتنہ انتہائی شدید ہوگا اس وجہ سے ان کو یاجوج ماجوج کہا گیا۔

یاجوج وماجوج کی تعداد کیا ہوگی: ان کی کثرت تعداد کا اندازہ حسب ذیل چند احادیث سے لگایا جاسکتا ہے:

" ان یا جوج و ماجوج اقل ما یترك احدهم لصلبه الفا من الذرية" (ابن حبان)

ان کا ایک فرد اپنی پشت سے کم سے کم جو اولاد چھوڑ کر جاتا ہے اس کی تعداد ایک ہزار ہے۔

اس طرح نسائی کی ایک روایت میں ہے۔

"ان یا جوج و ماجوج یجامعون ما شاؤوا ولا یموت رجل منهم الا ترك من ذريته الفا وفصاعدا"

اس قسم کی روایات ''مستدرک حاکم'' وغیرہ میں بھی ہیں الغرض ان کے تعداد انسانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔

یاجوج وماجوج کا نسب: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ حواء کی نسل سے نہیں ہیں لیکن یہ قول درست نہیں ہے صحیح یہی ہے کہ یہ بھی آدم وحواء علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

" ویل للعرب من شر قد اقترب"

'' ویل کا معنی ہے ''حلول الشر'' شر کا حلول کر جانا۔ یعنی ہلاکت، تباہی وغیرہ کے معنی میں ہے کہ عرب پر ایسا زمانہ آنے والا ہے جو ان کے لئے شر وہلاکت کا باعث ہوگا۔

شر وہلاکت سے کیا مراد ہے: شر وہلاکت کی تعین میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے قتل عثمان رضی اللہ عنہ مراد ہے کہ ان کی شہادت کے بعد شرور وفتن کا دروازہ کھل گیا۔

عند البعض یہاں فتنہ تاتار مراد ہے۔

عرب کی تخصیص کی وجہ: اس زمانہ میں مسلمان زیادہ تر عرب ہی تھے اس وجہ سے شرور وفتن کو مخصوص کیا عربوں کیساتھ۔

یا یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو فتنہ پھیلا اس کی زد میں سب سے پہلے عرب ہی آئے اس وجہ سے ان کو خاص طور پر مخاطب کیا۔

فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج: یعنی ذوالقرنین نے جو لوہے اور تانبے سے دیوار بنائی تھی۔ اس میں معمولی سا رخنہ پڑ گیا۔ یعنی یہی رخنہ جب وسیع ہو جائے گا تو ان کا خروج ہوگا۔ اور دجال کے فتنہ کے بعد ہوگا۔

اذا کثر الخبث: یعنی جب خبائث غالب آجائیں تو اس میں نیک لوگ بھی دنیاوی عذاب میں مبتلاء ہو جائیں گے۔ اگرچہ آخرت میں مجرمین اور صالحین کو الگ کر دیا جائے گا: کما قال اللہ تعالی: وامتازوا الیوم ایها المجرمون''

اس کی مثال اس طرح ہے جیسے آگ جب شدت اختیار کر جاتی ہے تو ہر خشک وتر کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اس کی شدت کی وجہ سے پانی میں تر اشیاء بھی جل جاتی ہیں۔ اسی طرح جب خباثت غالب آجائیں اور شدت اختیار کر جائیں تو پھر نیک وبد دونوں ہی آزمائش میں آجاتے ہیں۔

۳۸: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ الْمَارِقَةِ

۶۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاش عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَاَبِيْ ذَرٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصْفُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ اِنَّمَا هُمُ الْخَوَارِجُ الْحَرُوْرِيَّةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْخَوَارِجِ۔

۳۸: باب خارجی گروہ کی نشانی کے بارے میں

۶۵: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی جن کی عمریں کم ہوں گی۔ بے عقل ہوں گے، قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ (رسول کریم ﷺ) والی بات (یعنی احادیث) کہیں گے لیکن دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اس باب میں حضرت علیؓ، ابوسعیدؓ اور ابوذرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کے علاوہ بھی نبی اکرم ﷺ سے ان لوگوں (خارجیوں) کے اوصاف منقول ہیں۔ وہ یہ کہ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان لوگوں سے مراد خوارج کا فرقہ حروریہ اور دوسرے خوارج ہیں۔

تشریح: ''انما هم الخوارج الحرورية'' خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ظاہر ہوئے ان کو خارجی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے خروج کیا۔ یہ اپنے غلط عقائد کی وجہ سے اہلِ سنت والجماعت سے خارج اور گمراہ قرار دیئے گئے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے تھے، اس طرح کبائر کے مرتکب اور جنگ جمل کے شرکاء کی تکفیر کے بھی قائل تھے ''وغیر ذلك''۔

چونکہ یہ کوفہ کے قریب واقعہ حروراء نامی مقام کے رہنے والے تھے۔ اس وجہ سے ان کو حروریہ بھی کہا جاتا ہے۔

۳۹: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْاَثَرَةِ

۶۶: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاؤُدَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۹: باب اثرہ[1] کے بارے میں

۶۶: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص کو حاکم بنایا اور مجھے نہیں بنایا۔ آپؐ نے فرمایا تم میرے بعد اثرہ (یعنی ناجائز ترجیح) دیکھو گے، پس صبر کرنا یہاں تک کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملاقات کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

[1]: اثرہ۔ سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرامؓ پر دوسرے لوگوں کو مقدم کریں گے (یعنی ترجیح دیں گے)۔ (مترجم)

٦٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

٦٧: حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ میرے بعد ناجائز ترجیحات اورناپسندیدہ امور دیکھوگے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا آپ ﷺ ہمیں اس وقت کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم ان حاکموں کا حق ادا کرنا (یعنی ان کی اطاعت کرنا) اوراپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''ادوا الیھم حقھم ''یعنی دینی اور جائز امور میں ان کی اطاعت کرنا۔

واسألوا اللہ الذی لکم: یعنی مال غنیمت اور مال ''فـــی ''وغیرہ میں سے حصہ نہ دیں اور دیگر حقوق کی ادائیگیاں کریں تو پھر اپنا حق اللہ سے مانگنا، اپنے حق کے لئے ان سے مت جھگڑنا۔

اس حدیث میں یہ بات بھی مفہوم ہوئی کہ دوسروں کے جائز حقوق کی ادائیگی کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ خواہ مخواہ وہ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کریں۔ یعنی دوسروں کی بے دینی کی وجہ سے اپنا دینی نقصان نہیں کرنا چاہیے۔

٤٠: بَابُ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

٤٠: باب اس بارے میں کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو قیامت تک کے واقعات کی خبردی

٦٨: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ نَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلَاةَ الْعَصْرِ بِنَهَارٍ ثُمَّ قَامَ خَطِيبًا فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا أَخْبَرَنَا بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ فَكَانَ فِيمَا قَالَ إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ أَلَا وَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَكَانَ فِيمَا قَالَ أَلَا لَا تَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ قَالَ فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ قَدْ وَاللّٰهِ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهِبْنَا وَكَانَ فِيمَا قَالَ أَلَا إِنَّهُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ وَلَا غَدْرَةَ أَعْظَمُ مِنْ غَدْرَةِ إِمَامِ عَامَّةٍ يُرْكَزُ لِوَاؤُهُ عِنْدَ اسْتِهِ وَكَانَ فِيمَا حَفِظْنَا يَوْمَئِذٍ أَلَا إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلَى طَبَقَاتٍ شَتَّى فَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَى مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا

٦٨: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور پھر خطاب فرمایا جس میں آپؐ نے قیامت تک واقع ہونے والی کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ پس یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔ آپؐ نے فرمایا دنیا بڑی سرسبز وشاداب اور میٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو آئندہ آنے والے لوگوں کا خلیفہ بنانے والے ہیں۔ پھر وہ دیکھیں گے کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ خبردار دنیا اور عورتوں سے بچو۔ خبردار کسی شخص کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے جبکہ اس کو اس کا حق ہونا معلوم ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ ابوسعید یہ حدیث بیان کرتے ہوئے رونے لگے اور فرمایا اللہ کی قسم ہم بہت چیزوں سے ڈر گئے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا: خبردار قیامت کے دن ہر غدار کیلئے اسکی بے وفائی کی مقدار پر جھنڈا ہوگا۔ اور امام عام (حاکم) سے غداری کرنے والا سب سے بڑا غدار ہے۔ اس کا جھنڈا اسکی پشت پر لگایا جائے گا۔ ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ اس دن جو چیزیں ہم نے یاد

وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰى كَافِرًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيٰى مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰى كَافِرًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِنًا اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمُ الْبَطِيْءَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ وَمِنْهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمْ سَرِيْعَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ اَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيْءُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ اَلَا وَشَرُّهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ بَطِيْءُ الْفَيْءِ اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ حَسَنُ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمُ السَّيِّئَ الْقَضَاءِ السَّيِّئَ الطَّلَبِ اَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ اَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ اَلَا وَاِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِيْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ مَا رَاَيْتُمْ اِلٰى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَلْصِقْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَجَعَلْنَا نَلْتَفِتُ اِلَى الشَّمْسِ هَلْ بَقِيَ مِنْهَا شَيْءٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَّوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَاَبِيْ زَيْدِ بْنِ اَخْطَبَ وَحُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مَرْيَمَ ذَكَرُوْا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ هُوَ كَائِنٌ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ

کیں ان میں آپ کا یہ فرمان بھی تھا کہ آگاہ ہو جاؤ: انسان کئی طبقات پر پیدا ہوئے ہیں ان میں سے بعض مؤمن پیدا ہوتے اور مؤمن ہی کی حیثیت سے زندہ رہتے اور مؤمن ہی مرتے ہیں ۔جبکہ بعض کافر پیدا ہوتے اسی حیثیت سے جیتے اور اسی حیثیت (یعنی کافر) پر مرتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو مؤمن ہی پیدا ہوتے اور اسی حیثیت سے جیتے ہیں لیکن کافر ہو کر مرتے ہیں۔ پھر ان کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے اور جو کافر پیدا ہوتا ہے کافر بن کر زندگی گزارتا ہے لیکن خاتمہ ایمان پر ہو جاتا ہے۔ انہی میں سے کچھ ایسے ہیں جنہیں دیر سے غصہ آتا اور جلدی ٹھنڈا ہو جاتا ہے جبکہ بعض غصے کے بھی تیز ہوتے ہیں اور ٹھنڈے بھی جلدی ہو جاتے ہیں۔ یہ دونوں برابر برابر ہیں انہی میں ایسا طبقہ بھی ہے جو جلدی غصے میں آ جاتا ہے لیکن دیر سے اس کا اثر زائل ہوتا ہے۔ ان میں سب سے بہتر دیر سے غصے میں آنے والے اور جلدی ٹھنڈے ہونے والے ہیں اور سب سے برے جلدی غصہ میں آنے والے اور دیر سے ٹھنڈے ہونے والے ہیں۔ یہ بھی جان لو کہ ان میں بعض لوگ جلدی قرض ادا کرنے والے اور سہولت کے ساتھ ہی تقاضا کرنے والے ہیں (یعنی جب وہ کسی کو قرض دیتے ہیں) بعض قرض کی ادائیگی میں برے ہیں لیکن تقاضا (قرض) حسن وخوبی ہی کے ساتھ کرتے ہیں۔ تیسرا طبقہ ایسا بھی ہے جو ادائیگی میں تو ٹھیک ہے لیکن تقاضے میں برا ہے۔ جبکہ کچھ ایسے بھی ہیں جو مانگنے میں بھی برے ہیں اور ادا کرنے میں بھی صحیح نہیں۔ جان لو کہ ان میں سے سب سے بہتر بحسن وخوبی تقاضا کرنے والے اور ادا کرنے والے ہیں اور ان میں سے بدترین وہ ہیں جو دونوں چیزوں میں برے ہیں۔ خبردار: غضب ابن آدم کے دل میں ایک چنگاری ہے۔ کیا تم اس کی آنکھوں کی سرخی اور اسکی گردن کی رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھتے۔ پس جسے غصہ آئے اسے زمین پر لیٹ جانا چاہیے۔ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم سورج کی طرف دیکھنے لگے کہ آیا کچھ باقی رہ گیا ہے۔ (یا غروب ہو گیا ہے)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سن لو: دنیا کی باقیات گزرے ہوئے زمانے کی بہ نسبت اتنی ہی رہ گئی ہیں جتنا تمہارا آج کا دن گزرے ہوئے پورے دن کی بہ نسبت۔ اس باب میں مغیرہ بن شعبہؓ، ابو زید بن اخطبؓ، حذیفہؓ اور ابو مریمؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ تمام راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دی۔

تشریح: ان الدنیا خضرۃ: دنیا کو سرسبزی وشادابی سے تشبیہ اس وجہ سے دی کہ عرب عموماً تروتازہ اور حسن و جمال میں عمدگی کو سرسبزی و شادابی سے ترجیح دیتے تھے۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے تم دنیا کے ظاہری رنگ وروپ اور اس کی رنگینیوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو بچاتے رہنا۔

واتقوا النساء: یعنی عورتوں کے مکروفریب سے اپنے آپ کو بچاتے رہنا کہ عورتیں ظاہراً تو کمزور ہوتی ہیں لیکن ان کا مکروفریب بڑے بڑوں کو دھوکے میں ڈال دیتا ہے۔

فليلصق بالارض: یہ حکم اس وجہ سے دیا تاکہ آدمی کو اپنی اصلیت یاد آجائے کہ مجھے اسی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا تکبر میرے لائق نہیں۔

اواس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ بلندی سے پستی کی طرف لوٹنے سے غصہ کی آگ مزید بھڑکنے کے بجائے کم ہو جائے گی۔ کہ جب انسان زیادہ غصہ میں ہوتا ہے، تو بیٹھا ہوا ہو تو کھڑا ہو جاتا ہے اور قتل وقتال کی نوبت آجاتی ہے یعنی غصے کی آگ جب بھڑکتی ہے تو چونکہ آگ کا خاصہ ہے اوپر کی طرف اٹھنا تو یہ انسان کو بھی استعلاء کی طرف مائل کرتی ہے کہ اٹھو اور کچھ کر گزرو۔

لیکن اگر ایک قدم پیچھے کی جانب اٹھالیا جائے اور زمین سے لپٹ جائے گا تو ایسا ہی ہے جیسے بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈال دیا جائے کہ دھواں تو بہت نکلے گا (یعنی برداشت تو خوب کرنا پڑے گا) لیکن آگ بجھ جائے گی۔ اور غصے میں کسی غلط اقدام سے بچ جائے گا۔

خلاصۃ الباب: نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کے حق میں دعائیں کرنا اُمت کے ساتھ شفقت اور مہربانی کی روشن دلیل ہے (۲) فتنہ کے زمانہ میں بالکل الگ تھلگ رہنا اور خلوت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا اور اسلام کے دشمنوں کو ڈرانا یہ بہترین خصلت ہے۔ ''انواط'' دراصل ''نوط'' کی جمع ہے۔ اس کے معنی لٹکانا کے ہیں۔ چونکہ اس درخت پر ہتھیار لٹکائے تھے اس لئے اس کا نام ''ذات انواط'' ہو گیا اور یہ نام اسی خاص درخت کا تھا۔ حدیث کے آخری جملہ کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ نے گویا ان لوگوں کے لئے ناراضگی و بے اطمینانی کا اظہار فرمایا کہ اگر تم لوگ ایسی بات کہتے اور کرتے رہے تو عجب نہیں کہ گمراہی اور حد سے بڑھ جانے کے اس راستے پر جا پڑو جس کو پچھلی امتوں کے لوگوں نے اختیار کیا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے مبغوض بندے قرار پائے تھے (۳) حدیث باب میں امانت سے مراد ایمان ہے۔ اس جملہ کا حاصل یہ ہے کہ دین وشریعت کی طرف سے غافل ہو جانے اور گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے دل میں ایمان کا نور کم ہو جائے گا اور غافل جب اس صورت حال سے آگاہ ہو گا اور اپنے دل کی حالت وکیفیت پر غور وفکر کرے گا تو یہ محسوس کرے گا کہ اس میں ایک نقطہ کی مقدار علاوہ نور ایمان میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ ''پھر جب دوبارہ سو جائے گا'' کے ذریعہ اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ غفلت اور ارتکاب گناہ کی وجہ سے دل میں سے نور ایمان کا بقیہ حصہ بھی نکل جائے گا صرف آبلہ (چھالے) کی طرح نشان کی صورت میں رہ جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی ایسے فتنہ پرداز کا ذکر کرنے سے احتراز نہیں کیا جو دنیا کے ختم ہونے تک پیدا ہونے والا ہے۔ ''قائد'' یعنی فتنہ پرداز سے مراد وہ شخص ہے جو فتنہ وفساد اور تباہی وخرابی کا باعث ہو جیسے وہ عالم دین جو دین میں بدعت پیدا کرے، دین کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑائے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ درندے' کوڑے کی رسی اور جوتے کا تسمہ باندھنا کریں گے اور یاجوج و ماجوج کا خروج ہو گا، آگ کا عدن سے نکلنا، دس آیات کا لوگوں کے سامنے واقع ہونا اور دشمنان اہل بیت یعنی خارجیوں کا پیدا ہونا بھی قیامت کی نشانی ہے۔ اس طرح حکمرانوں کا نااہل لوگوں کو عہدوں پر مسلط کرنا اور ان کو ترجیح دینا بھی ایک نشانی ہے۔ غرضیکہ قیامت تک آنے والے واقعات کی خبر نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ارشاد فرمائی۔

۴۱: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَھْلِ الشَّامِ

۶۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا اَبُوْدَاوٗدَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَافَسَدَ اَھْلُ الشَّامِ فَلَاخَیْرَفِیْکُمْ لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ ھُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ نَا بَھْزُبْنُ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیْنَ تَاْمُرُنِیْ قَالَ ھٰھُنَا وَنَحَا بِیَدِهٖ نَحْوَالشَّامِ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۴۱: باب اہل شام کی فضیلت کے بارے میں

۶۹: حضرت معاویہ بن قرۃؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل شام میں خرابی پیدا ہوگی تو تم میں کوئی خیروبھلائی نہ ہوگی۔ میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہے جس کی ہمیشہ مدد ونصرت ہوتی رہے گی اور کسی کا ان کی مدد نہ کرنا انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ امام بخاریؒ علی بن مدینی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ فرقہ محدثین کا ہے۔ اس باب میں عبداللہ بن حوالہؓ، ابن عمرؓ، زید بن ثابتؓ اور عبد اللہ بن عمروؓ سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۰: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ مجھے کہاں قیام کا حکم دیتے ہیں۔ پس نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس طرف۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: طائفہ منصورہ کا مصداق: اس حوالہ سے علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ اس کا مصداق محدثین ہیں جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
۲۔ اس کا مصداق اہل علم ہیں۔
۳۔ اس کا مصداق اہل سنت والجماعت ہیں۔
۴۔ وہ گروہ جو دجال کی وجہ سے پریشان ہوگا پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور دجال کا خاتمہ ہوگا۔
۵۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام وہ افراد اور جماعتوں کا مجموعہ ہے، جو متفرق طور پر دینی خدمات سرانجام دے رہے ہوں۔ جیسا کہ مجاہدین، فقہاء، محدثین، مبلغین وغیرہ۔

جیسا کہ کوکب الدری میں ہے:۔ ''والحق انه شامل لکل طائفه قائمة علی الدین''۔

۴۲: بَابُ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَّضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْحَفْصٍ عَمْرُوْبْنُ عَلِیٍّ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ نَا فُضَیْلُ بْنُ غَزْوَانَ ثَنَا عِکْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَ[illegible] بَعْدِیْ کُفَّارًا یَّضْرِبُ

۴۲: باب میرے بعد کافر ہو کر ایک دوسرے کو قتل نہ کرنے لگ جانا

۷۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔ اس باب میں حضرت عبداللہ

بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَجَرِيْرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَ كُرْزِ ابْنِ عَلْقَمَةَ وَوَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ وَالصُّنَابِحِيِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

بن مسعود، جریر، ابن عمر، کرز بن علقمہ، واثلہ بن اسقع اور صنابحی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''لاترجعوا بعدی کفارا'': مطلب یہ ہے کہ جس طرح کافر قتل وغارت گری اور فساد پھیلاتے ہیں تم بھی ان کی طرح ایسا نہ کرو۔

تم مسلمانوں کے قتل کو حلال وجائز سمجھ کر کفر تک نہ پہنچو۔

۴۳: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّهٗ تَكُوْنُ فِتْنَةُ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ

۴۳: باب ایسا فتنہ جس میں بیٹھا رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا

۴۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ قَالَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ دَخَلَ عَلٰى بَيْتِيْ وَبَسَطَ يَدَهٗ اِلَيَّ لِيَقْتُلَنِيْ قَالَ كُنْ كَابْنِ اٰدَمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَخَبَّابِ ابْنِ الْاَرَتِّ وَاَبِيْ بَكْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ وَاقِدٍ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَخَرَشَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَزَادَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ رَجُلًا وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

۴۷: حضرت بسر بن سعیدؓ، سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کرتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے عثمان غنیؓ کے خلاف فتنہ کے موقع پر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا عنقریب ایک فتنہ بپا ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ کسی نے پوچھا۔ بتایئے اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو اور مجھے قتل کرنے لگے تو میں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا تو آدمؑ کے بیٹے ہابیل کی طرح ہو جا۔ (جو اپنے بھائی کے ہاتھوں قتل ہوا)۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ، خباب بن ارتؓ، ابوبکرہؓ، ابن مسعودؓ، ابوواقدؓ، ابوموسیٰؓ، اور خرشہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے اور بعض راوی اسے لیث بن سعدؓ سے نقل کرتے ہوئے ایک راوی کا اضافہ کرتے ہیں۔ پھر یہ نبیؐ سے بواسطہ سعدؓ کئی سندوں سے منقول ہے۔

تشریح: ''القاعد فیھا خیر من القائم'': مطلب یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں باہم قتل وقتال شروع ہو جائے تو اس وقت جو شخص قتل وغارت گری میں پڑنے سے جتنا دور ہوگا وہ اتنا ہی فتنوں سے محفوظ ہوگا۔ خواہ اپنی ذات پر ظلم ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے ایسے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی تعالیٰ عنہ کی نصیحت یہ ہے کہ ابن آدم کے بیٹے کی طرح ہو جانا کہ جب قابیل نے ہابیل کے قتل کا ارادہ کیا تو ہابیل نے کہا:

''لئن بسطت الی یدك لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیك لا قتلك انی اخاف اللہ رب العالمین'' (القرآن: سورۃ المائدہ)

۴۴: بَابُ مَا جَآءَ سَتَكُونُ فِتْنَةٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

۷۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَحَدُهُمْ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۷۴: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۷۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَقْوَامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضِ الدُّنْيَا وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجُنْدَبٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَبِي مُوسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۷۶: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ يَقُولُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا قَالَ يُصْبِحُ مُحَرِّمًا لِدَمِ أَخِيهِ وَعِرْضِهِ

۴۴: باب اس بارے میں کہ ایک فتنہ ایسا ہوگا جو اندھیری رات کی طرح ہوگا

۷۳: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال صالحہ میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ اندھیری رات کی طرح فتنے تم لوگوں کو گھیر لیں جن میں انسان صبح مؤمن اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ پھر شام کو مؤمن ہوگا لیکن صبح تک کافر ہو جائے گا اور اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے مال کے عوض بیچ دے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۴: حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نیند سے بیدار ہو گئے اور فرمایا سبحان اللہ۔ آج رات کتنے فتنے نازل ہوئے اور کس قدر خزانے اتارے گئے۔ کون ہے جو حجروں والیوں (یعنی ازواج مطہرات) کو جگائے۔ بہت سی دنیا میں لباس پہننے والی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی[1]۔

۷۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب ایسے فتنے واقع ہوں گے جو اندھیری رات کی طرح ہوں گے۔ ان میں انسان صبح مؤمن ہوگا تو شام کو کافر اور شام کو مؤمن ہوگا تو صبح کافر ہو جائے گا۔ اور بہت سے لوگ تھوڑے سے مال کے عوض اپنا دین بیچ ڈالیں گے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، جندبؓ، نعمان بن بشیرؓ اور ابوموسیٰؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

۷۶: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے متعلق بیان فرماتے تھے (صبح مؤمن ہوگا شام کو کافر ہو جائے گا) کہ صبح کو اپنے بھائی کی جان، مال اور عزت کو اپنے اوپر حرام سمجھے گا لیکن شام کو حلال سمجھنے لگے گا اور اسی

---

[1]: ان عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو باریک لباس پہنتی ہیں۔ مال حرام سے لباس بناتی ہیں اور اس طرح لباس پہنتی ہیں کہ ان کے جسم کے اعضاء ننگے رہتے ہیں۔ (مترجم)

وَمَالِهٖ وَيُمْسِيْ مُسْتَحِلًّا لَّهٗ وَيُمْسِيْ مُحَرِّمًا لِدَمِ اَخِيْهِ وَعِرْضِهٖ وَمَالِهٖ وَيُصْبِحُ مُسْتَحِلًّا لَّهٗ.

طرح شام کو حرام سمجھتا ہوگا تو صبح حلال سمجھنے لگے گا۔

۷۷: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْخَلَّالُ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ يَسْاَلُهٗ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَيْنَا اُمَرَاءُ يَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا وَيَسْاَلُوْنَا حَقَّهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۷: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کو یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ اگر ہم پر ایسے حاکم حکمرانی کرنے لگیں جو ہمیں ہمارا حق نہ دیں اور اپنا حق طلب کریں تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو اس لیے کہ ان کا عمل ان کے ساتھ اور تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: "بادروا بالاعمال": یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جونہی نیکی کا موقع ملے یا نیکی کا خیال دل میں آجائے تو نیکی فوراً کر گزرنی چاہیے۔ اس میں ٹال مٹول نہیں کرنی چاہیے۔ علماء فرماتے ہیں کہ نیکی کا خیال دل میں آجانا یہ اللہ کی طرف سے مہمان کے طور پر ہے اور اس مہمان کا اکرام یہ ہے کہ جلدی سے اس نیکی پر عمل کر گزرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں موقع نہ ملے اور ایسے فتنے نازل ہو جائیں کہ پھر نیکی کرنا بھی چاہے تو کر نہ سکے۔

فتنا كقطع الليل المظلم: فتنوں کو اندھیری رات سے تشبیہ اس وجہ سے دی کہ جس طرح رات چھانے پر اس کے ابتدائی حصہ میں اندھیرا کم ہوتا ہے اور جوں جوں رات گہری ہوتی چلی جاتی ہے اندھیرا بھی بڑھتا چلا جاتا ہے اس طرح یہ فتنے ایسے ہونگے کہ ابتداء میں ان کی شدت کم ہوگی اور پھر دھیرے دھیرے ان کی شدت بڑھتی چلی جائے گی۔

يبيع احدهم دينه بعرض من الدنيا: یہ بات کافی حد تک وقوع پذیر ہو چکی ہے کہ دنیاوی اغراض اور چند سکوں کی خاطر دین کا سودا کر دیا جاتا ہے۔

"یارب كاسية في الدنيا عارية في الاٰخرة"

یعنی دنیا میں باریک لباس پہننے والی، یا مال حرام سے لباس بنانے والی یا چست لباس پہننے والی آخرت میں برہنہ ہونگی۔

يسئلونا حقهم: اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے خواہ وہ ہمارے حقوق ادا کریں یا نہ کریں۔

۴۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَرْجِ

۴۵: باب قتل کے بارے میں

۷۸: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ وَّرَائِكُمْ اَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ هٰذَا حَدِيْثٌ

۷۸: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علم اٹھا لیا جائے گا اور "هرج" زیادہ ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "هرج" کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "قتل"۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، خالد بن ولیدؓ اور معقل بن یسارؓ سے بھی

حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۹:حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ رَدَّهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ فَرَدَّهُ إِلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَدَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ۔

۷۹: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قتل کے ایام میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف معلّٰی بن زیاد کی روایت سے جانتے ہیں۔

۸۰:حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۸۰: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو پھر قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی۔ (یعنی جب ایک مرتبہ خونریزی شروع ہوگی تو پھر کبھی بھی ختم نہیں ہوگی) یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: ''لفظاً'': ''ھرج'' اختلاط وفتنہ کے معنی میں ہے، چونکہ قتل فتنہ کا سبب ہوتا ہے اس وجہ سے قتل مراد ہے۔ موجودہ دور میں علم کی قلت اور قتل وغارت گری کی کثرت اس کا پورا پورا مصداق ہے۔

العبادة فی الھرج کھجرة الی: اس زمانہ میں اللہ کی طرف متوجہ ہوجانا اور قتل وغارت گری سے خود کو بچا کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوجانا ایسا ہے جیسا مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔ کہ جتنی مشقت ہجرت میں تھی اتنی ہی خود کو فتنوں سے بچا کر عبادت میں مشغول ہوجانے میں ہوگی۔

اذا وضع السیف: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت مراد ہے کہ اس کے بعد سے حالات مزید بگڑتے ہی چلے گئے۔

۴۶ :بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ السَّيْفِ مِنْ خَشَبٍ

۴۶: باب لکڑی کی تلوار بنانے کے بارے میں

۸۱:حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عُدَيْسَةَ بِنْتِ أُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَتْ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى أَبِي فَدَعَاهُ إِلَى الْخُرُوْجِ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي إِنَّ خَلِيْلِي وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ أَنْ أَتَّخِذَ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ فَقَدِ اتَّخَذْتُهُ فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهِ مَعَكَ قَالَتْ فَتَرَكَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ۔

۸۱: عدیسہ بنت اھبان بن صیفی غفاریؓ کہتی ہیں کہ حضرت علیؓ میرے والد کے پاس آئے اور انہیں لڑائی میں اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میرے والد نے کہا بے شک میرے دوست اور تمہارے چچازاد بھائی رسول اللہ اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر لوگوں میں اختلافات ہوجائیں تو میں لکڑی کی تلوار بنالوں۔ لہٰذا میں نے وہ بنوالی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ چلوں تو میں تیار ہوں۔ عدیسہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت علیؓ نے انہیں چھوڑ دیا۔ اس باب میں محمد بن سلمہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبداللہ بن عبید کی روایت سے جانتے ہیں۔

۸۲: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ نَا هَمَّامٌ نَا مُحَمَّدُبْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَرْوَانَ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ كَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَالْزَمُوْا فِيْهَا اَجْوَافَ بُيُوْتِكُمْ وَكُوْنُوْا كَابْنِ اٰدَمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ هُوَ اَبُوْ قَيْسٍ الْاَوْدِيُّ۔

۸۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فتنہ کے زمانے میں اپنی کمانیں توڑ دینا۔ زین کو کاٹ دینا اور اپنے گھروں ہی میں رہنا۔ جس طرح ہابیل بن آدم نے قتل ہونے پر صبر کیا تھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبد الرحمٰن بن ثروان سے مراد ابوقیس اودی ہے۔

خلاصۃ الباب: اہل شام کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ دورِ فتن میں اہل شام بھلائی اور خیر پر ہوں گے نیز یہ بھی ارشاد فرمایا میرے بعد قتل وقتال جائز سمجھنے والے نہ بن جانا البتہ کفار اور مشرکین کے ساتھ قتال عین عبادت ہے۔

(۲) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دورِ فتن میں خلوت اور تنہائی اختیار کرنے کا نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ علماء کرام نے ارشاد فرمایا ہے کہ شاید یہ فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت رونما ہو چکا ہے۔

۴۷: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

۴۷: باب علامتِ قیامت کے متعلق

۸۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا النَّضْرُبْنُ شُمَيْلٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ اَحَدٌ بَعْدِيْ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَفْشُوَ الزِّنَا وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً قَيِّمٌ وَاحِدٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۳: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اور یہ حدیث میرے بعد کوئی ایسا شخص بیان نہیں کرے گا جس نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا۔ جہالت ظاہر وغالب ہو جائے گی۔ زنا رواج پکڑ جائے گا۔ شراب بکثرت استعمال ہوگی۔ عورتوں کی کثرت ہوگی اور مرد کم ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا۔ اس باب میں حضرت ابوموسیٰ اور ابو ہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۴: حضرت زبیر بن عدی فرماتے ہیں کہ ہم انس بن مالکؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج بن یوسف کے مظالم کی شکایت کی۔ آپؓ نے فرمایا ہر آنے والا سال گزرے ہوئے سال کے مقابلے میں برا ہوگا۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی ﷺ سے سنی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک اس پر کوئی اللہ، اللہ کہنے والا موجود ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۸۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی لِلْخَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهٗ وَلَمْ یَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ۔

۸۶: محمد بن مثنیٰ اسے خالد بن حارث سے وہ حمید سے اور وہ انسؓ سے اسی کی مثل نقل کرتے ہیں لیکن یہ روایت مرفوع نہیں اور یہ پہلی والی روایت کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے۔

۸۷: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ابْنُ سَعِیْدٍ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو ح وَثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِیُّ الْاَشْهَلِیُّ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَکُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْیَا لُکَعُ بْنُ لُکَعٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو۔

۸۷: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ آبائی احمق دنیا کے سعادت مند لوگ شمار نہ ہونے لگیں گے۔ یہ حدیث حسن ہے اور ہم اسے عمرو بن ابی عمرو کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

۸۸: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی نَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقِیْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ کَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ فَیَجِیْءُ السَّارِقُ فَیَقُوْلُ فِیْ هٰذَا قُطِعَتْ یَدِیْ وَیَجِیْءُ الْقَاتِلُ فَیَقُوْلُ فِیْ قَتَلْتُ وَیَجِیْءُ الْقَاطِعُ فَیَقُوْلُ فِیْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِیْ ثُمَّ یَدَعُوْنَهٗ فَلَا یَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَیْئًا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۸۸: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے جگر کے خزانے سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح اگلے گی۔ آپ نے فرمایا چور آئے گا اور کہے گا اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا، قاتل آئے گا اور کہے گا اسکی وجہ سے میں نے قتل کیا۔ قاطع رحم آئے گا اور کہے گا اس کی وجہ سے میں نے (اقارب سے) قطع تعلق کیا پھر وہ (سب) اسے چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ بھی نہیں لیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: ''ان من اشراط الساعة ان یرفع العلم ......''

حدیث میں مذکورہ پانچ باتوں کے وقوع پذیر ہونے کو قربِ قیامت کی علامت بتایا گیا ہے۔ کہ یہ پانچ باتیں دین و دنیا کے لئے انتہائی مضر ہیں۔ چنانچہ ۱۔۲ علم کے ختم ہو جانے اور جہالت کے عام ہونے کی وجہ سے دین تباہ ہوتا ہے۔

۳۔ شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ ماں بہن میں بھی تمیز نہیں ہوتی۔

۴۔ زناء سے خاندانی نظام برباد ہو کر رہ جاتا ہے اور نسب ضائع ہو جاتا ہے اور شرم و حیاء ختم ہو جاتی ہے۔

۵۔ عورتوں کا زیادہ ہونا اور ان پر نگرانوں کا کم ہونا فتنہ کا باعث ہے۔

لا یحد ثکم احد بعدی: بصری میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں اس وجہ سے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ (بصری میں) اور کوئی صحابی تمہیں یہ حدیث نہیں سنائے گا۔

حتی یکون اسعد الناس بالدنیا لکع بن لکع: نھایہ میں ''لکع'' کی توضیح یہ کی گئی ہے کہ ''لکع عند العرب استعمل للعبد ثم استعمل فی الحمق والذم'' عرب کے ہاں یہ لفظ پہلے غلام کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر حماقت اور قباحت میں اس کا استعمال ہونے لگا۔ اور مرقات میں ہے کہ لکع وہ ہوتا ہے کہ:

''لا یعرف به اصل ولا یحمد له خلق''

''جس کی نہ تو اصل (حسب نسب) جانی پہچانی ہو اور نہ ہی اخلاق ایسے ہوں کہ اس کی تعریف کی جائے''۔

یعنی نہ تو خاندانی لحاظ سے معروف اور ثابت النسب ہو اور نہ ہی تعریف کے قابل اخلاق ہوں۔ معاشرہ کا احمق، کمینہ اور بے وقوف آدمی ہو۔

ایسا شخص جب لوگوں میں سعادت مند جانا جانے لگے تو یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔

تقئ الارض: اس سے مال کی کثرت مراد ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ:

''لا تقوم الساعة حتی یکثر المال فیکم''

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تم میں مال کی کثرت نہ ہو جائے۔

۴۸: بَابٌ

۸۹: حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ اَبُوْفَضَالَةَ الشَّامِیُّ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ قِیْلَ وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَاَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَبَرَّ صَدِیْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِیْرُ وَاتُّخِذَتِ الْقِیَانُ وَالْمَعَازِفُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ اَوْ خَسْفًا اَوْ مَسْخًا هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْلَمُ

۴۸: باب

۸۹: حضرت علی بن ابی طالبؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا اگر میری امت میں پندرہ خصلتیں آ جائیں گی تو ان پر مصیبتیں نازل ہوں گی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جب مالِ غنیمت ذاتی دولت بن جائیگی۔ امانت کو لوگ مال غنیمت سمجھنے لگیں گے۔ زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائیگا۔ شوہر بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کریگا۔ دوستوں کے ساتھ بھلائی اور باپ کے ساتھ ظلم و زیادتی کریگا۔ مسجد میں لوگ زور زور سے باتیں کریں گے۔ ذلیل قسم کے لوگ حکمران بن جائینگے۔ کسی شخص کی عزت اسکے شر سے محفوظ رہنے کیلئے کی جائے گے۔ شراب پی جائے گی۔ ریشمی کپڑا پہنا جائے گا۔ گانے بجانے والیاں لڑکیاں اور گانے کا سامان گھروں میں رکھا جائے گا اور اُمت کے آخری لوگ پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ پس اس وقت لوگ عذابوں کے منتظر رہیں یا تو سرخ آندھی، یا خسف (دھنسنے کا عذاب) یا پھر چہرے مسخ

اَحَدًا رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ غَیْرَ الْفَرَجِ ابْنِ فَضَالَةَ وَقَدْ تَکَلَّمَ فِیْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِیْثِ وَضَعَّفَهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَقَدْ رَوٰی عَنْهُ وَکِیْعٌ وَغَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ۔

ہو جانے والا عذاب۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے حضرت علیؓ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں ہمیں علم نہیں کہ اسے فرج بن فضالہ کے علاوہ کسی اور نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہو۔ بعض محدثین فرخ کو انکے حافظے کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ وکیع اور کئی ائمہ ان سے احادیث نقل کرتے ہیں۔

۹۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ رُمَیْحٍ الْجُذَامِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّکٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامِ بَالٍ قُطِعَ سِلْکُهٗ فَتَتَابَعَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۹۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائیگا۔ امانت مال غنیمت بن جائے گی۔ زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جانے لگے گا۔ علم کا حصول غیر دین کے لیے ہوگا۔ انسان اپنی بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا۔ دوست کے ساتھ وفا اور باپ کے ساتھ بے وفائی کرے گا۔ مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ قبیلے کی سرداری فاسقوں کے ہاتھوں میں آجائے گی۔ ذلیل شخص قوم کا رہبر بن جائے گا اور کسی شخص کو اس کے شر سے ڈرتے ہوئے قابل تعظیم سمجھا جائے گا۔ گانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان رواج پکڑ جائیں۔ شراب پی جائے گی اور امت کے آخری لوگ گزرے ہوؤں پر لعن طعن کریں گے۔ تو پھر وہ لوگ سرخ آندھی، زلزلے، خسف (زمین میں دھنسنا) چہرے کے بدلنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے عذابوں کا انتظار کریں۔ اس وقت نشانیاں اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی پرانی (موتیوں کی) لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور پے در پے گرنے لگیں۔ (یعنی قیامت کی نشانیاں) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۹۱: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ یَعْقُوْبَ الْکُوْفِیُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ ابْنِ یَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَتٰی ذٰلِکَ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْقِیَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَرُوِیَ

۹۱: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اُمت میں (تین) عذاب آئیں گے۔ خسف، مسخ اور قذف۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کب''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گانے والیوں اور باجوں کا رواج ہو جائے گا اور لوگ شرابیں پینے لگیں گے۔ یہ حدیث غریب ہے

هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا۔

اوراعمش سے بھی عبدالرحمٰن بن سابط کے حوالے سے منقول ہے لیکن یہ مرسل ہے۔

تشریح: مندرجہ بالا تقریباً تمام علامات کا وقوع ہمارے زمانہ میں ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

۴۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

۴۹: باب نبی اکرم ﷺ کی بعثت قیامت کے قرب کی نشانی ہے

۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ الْاَسَدِيُّ الْكُوْفِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَرْحَبِيُّ نَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ اَنَا فِيْ نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهِ هٰذِهِ لِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ الْمُسْتَوْرِدِ ابْنِ شَدَّادٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۹۲: مستور بن شداد فہری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ میں اور قیامت ایک ساتھ خوث کئے گئے لیکن میں اس پر درمیانی انگلی کی شہادت کی انگلی پر بعثت کی طرح سبقت لے گیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے مستور بن شداد کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۹۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَاَشَارَ اَبُوْدَاوٗدَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَمَا فَضْلُ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۹۳: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ میں اور قیامت ان دو (انگلیوں) کی طرح (متصل) بھیجے گئے ہیں۔ پھر ابو داؤد (راوی) نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا کہ ان میں سے ایک کی دوسری پر کیا فضیلت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس سے کون لوگ مراد ہیں۔ اس کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ اس سے یاجوج وماجوج مراد ہیں۔

۲۔ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے ترک مراد ہیں اور ترک دراصل یاجوج وماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے۔ اکیس تو سدِ ذوالقرنین میں بند ہو گئے ایک باہر رہ گیا تھا، ان کو ترک اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ ''لا نهم تركوا خارجا من اسد''

۳۔ بعض لوگوں کے نزدیک اس سے منگولین یا تاتاری مراد ہیں۔ مسلم کی ایک روایت سے قولِ ثانی کی تائید ہوتی ہے۔ جو حسبِ ذیل ہے۔

''لا تقوم الساعة حتى يقاتل المسلمون الترك قوما كان وجوههم المجان المطرقة يلبسون الشعر، ويمشون في الشعر''

۴۔ حقیقتاً جوتے ایسے ہونگے جو بالوں کے بنے ہونگے۔

۵۰: بَابُ مَاجَآءَ فِي قِتَالِ التُّرْكِ

۹۴: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُوَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ وَعَمْرِ وبْنِ تَغْلِبَ وَمُعَاوِيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۰: باب ترکوں سے جنگ کے متعلق

۹۴: حضرت ابوہریرہؓ، نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک لوگ تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہیں کروگے۔ جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے پھر مزید فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ایسے لوگوں سے تمہاری جنگ نہ ہوگی جن کے چہرے ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوں گے۔ اس باب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، بریرہؓ، ابوسعیدؓ، عمرو بن تغلبؓ، اور معاویہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''اذا هلك كسرٰی'': ایران کے ہر بادشاہ کا لقب کسریٰ اور روم کے بادشاہ کا لقب قیصر ہوا کرتے تھے۔ جیسے مصر کے بادشاہ کا لقب فرعون اور ترک کے بادشاہ کا لقب خاقان ہوا کرتا تھا۔

قریش تجارت کے لئے شام و عراق جایا کرتے تھے۔ جب اسلام لے آئے تو ڈر ہوا کہ کہیں قیصر و کسریٰ مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان القابات کے تمام بادشاہوں کا صفایا ہو جائے گا، ایران و عراق پر کسریٰ کا تسلط نہ رہے گا جبکہ شام و روم پر قیصر کی حکومت نہ رہے گی۔

۵۲: بَابُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ قِبَلِ الْحِجَازِ

۹۵: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْمِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبِيْ ذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ۔

۵۲: باب حجاز سے آگ نکلنے سے پہلے قیامت قائم نہیں ہوگی

۹۵: حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ حضرموت یا فرمایا: حضرموت کے سمندر کی طرف سے قیامت سے پہلے ایک آگ نمودار ہوگی جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی۔ عرض کیا گیا: ہم لوگ اس وقت کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم (ملک) شام میں سکونت اختیار کرنا۔ اس باب میں حضرت حذیفہ بن اسید، انس، ابوہریرہ اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

خلاصۃ الباب: قیامت کی جونشانیاں حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں وہ ظاہر ہورہی ہیں۔ علم اٹھ رہا ہے جہالت بڑھ رہی ہے شراب نوشی بہت کثرت سے ہورہی ہے عورتوں کی کثرت ہے حکام ظالم ہیں جو بھی حاکم آتا ہے وہ پہلے سے زیادہ ظالم

ہوتا ہے۔ آج اس زمانہ میں بیوی کو ماں پر ترجیح دی جارہی ہے اور باپ کی بات کو ٹھکرا کر دوست کی مانی جاتی ہے۔ مسجدیں جو عبادت کے لئے تھیں ان میں شوروغوغا کیا جاتا ہے عبادت برائے نام رہ گئی ہے۔ گانے والیاں اور گانے کے آلات کی بہتات ہے گھر گھر ناچ اور گانے کی اشیاء (سامان) موجود ہیں۔ سلفِ صالحینؒ پر لعن طعن بہت کثرت کے ساتھ ہے اور قیامت کی ایک خاص نشانی یہ ہے کہ جھوٹے لوگ بہت زیادہ ہوں گے یعنی جھوٹی حدیثیں گھڑیں گے یا وہ لوگ مراد ہیں جو نبوت کا جھوٹا دعوٰی کریں گے یا وہ لوگ ہیں جو بدعتیں رائج کریں گے اپنے غلط سلط عقائد وخیالات اور اپنی جھوٹی اغراض وخواہشات کو صحیح اور جائز ثابت کرنے کے لئے ان کی نسبت صحابہ کرامؓ اور اگلے بزرگوں کی طرف کریں گے۔ واللہ اعلم۔

۵۳: بَابُ مَاجَآءَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ كَذَّابُوْنَ

۵۳: باب جب تک کذاب نہ نکلیں قیامت قائم نہیں ہوگی

۹۶: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْبَعِثَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَفِى الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۹۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ قیامت اس تک نہیں آئے گی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال نبوت کے دعویدار بن کر ظاہر نہیں ہوں گے۔ اس باب میں حضرت جابر بن سمرہؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۹۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِىْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى يَعْبُدُوا الْاَوْثَانَ وَاَنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِىْ اُمَّتِىْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِىٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِىَّ بَعْدِىْ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۹۷: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک میری امت کے کئی قبائل مشرکین کے ساتھ الحاق نہیں کریں گے اور بتوں کی پوجا نہیں کریں گے۔ پھر فرمایا؛ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا یہی دعوٰی ہوگا کہ وہ نبی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں خاتم النبیین (آخری نبی) ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: اس ضمن میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔
چنانچہ طبرانی کی ایک ضعیف روایت میں ہے:
"لا تقوم الساعة حتی یخرج سبعون کذابا"
مسند احمد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:
"سیکون فی امتی کذابون دجالون سبعة و عشرون منهم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی"
اس وجہ سے علماء نے فرمایا کہ حدیث باب میں تیس سے تحدید مراد نہیں بلکہ تکثیر مراد ہے۔

۲۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن کی اتباع کرنے والے زیادہ ہونگے وہ تیس ہونگے۔
۳۔ جن کی لوگوں میں شہرت زیادہ ہوگی وہ تیس ہونگے۔

۵۴: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ

۹۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُصْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ نَا شَرِيْكٌ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ وَشَرِيْكٌ يَقُوْلُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُصْمَةَ وَاِسْرَائِيْلُ يَقُوْلُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُصْمَةَ وَيُقَالُ الْكَذَّابُ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ حَسَّانَ قَالَ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفَ قَتِيْلٍ۔

۵۴: باب بنی ثقیف میں ایک کذاب اور ایک خون ریز ہوگا

۹۸: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ بنوثقیف میں ایک کذاب اور ایک خون بہانے والا شخص (پیدا) ہوگا۔ اس باب میں حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ سے بھی روایت ہے۔ عبدالرحمٰن بن واقد بھی شریک سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابن عمرؓ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف شریک کی سند سے جانتے ہیں اور وہ راوی کا نام عبدالرحمٰن بن عصم بیان کرتے تھے جبکہ اسرائیل عبداللہ بن عصمہ کہتے۔ کہا جاتا ہے کہ کذاب سے مراد مختار بن ابوعبید اور قاتل سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔ ابوداؤد، سلیمان بن سلم بلخی، نضر بن شمیل سے اور وہ ہشام بن حسان سے نقل کرتے ہیں کہ حجاج کے قتل کیے ہوئے افراد کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچتی ہے۔

تشریح: ''کذاب'' سے مراد امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول مختار بن ابی عبید ثقفی ہے، ابتداء یہ بڑا عالم تھا بعد میں گمراہ ہوا اور وحی کا مدعی ہوا۔

ومبیر: اس سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔ اس شخص کی سنگدلی مشہور تھی۔ اس نے بغیر چھت کے ایک بڑا جیل خانہ بنوایا تھا۔ اس نے ایک لاکھ تیس ہزار افراد کو باندھ کر قتل کروایا تھا۔ جن میں صحابہ کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ علماء وفضلاء کی کثیر تعداد شامل تھی۔

۵۵: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْقَرْنِ الثَّالِثِ

۹۹: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ

۵۵: باب تیسری صدی کے متعلق

۹۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے زمانے کے لوگ سب سے بہتر ہیں۔ پھر ان کے بعد والے (یعنی صحابہ) پھر ان کے بعد والے (تابعین) پھر ان کے

الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُوْنَ وَ يُحِبُّوْنَ السِّمَنَ يُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْأَلُوْهَا هٰكَذَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَلِيَّ بْنَ مُدْرِكٍ۔

بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹا ہونا چاہیں گے۔ موٹاپے کو پسند کریں گے۔ وہ لوگ گواہی طلب کئے بغیر گواہی دیں گے۔ یہ حدیث محمد بن فضیل بھی اعمش سے وہ علی بن مدرک سے اور وہ ہلال بن یساف سے اسی طرح نقل کرتے ہیں جبکہ کئی راوی اسے اعمش سے وہ ہلال بن یساف سے نقل کرتے ہوئے علی بن مدرک کا ذکر نہیں کرتے۔

۱۰۰: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ نَا هِلَالُ بْنُ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَهٰذَا اَصَحُّ عِنْدِيْ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۰۰: حسین بن حریث بھی وکیع سے وہ اعمش سے وہ ہلال بن یساف سے وہ عمران بن حصین سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ میرے (امام ترمذی کے) نزدیک یہ حدیث محمد بن فضیل کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ یہ حدیث کئی سندوں سے عمران بن حصینؓ ہی سے مرفوعاً منقول ہے۔

۱۰۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ وَلَا اَعْلَمُ اَذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ يَنْشَؤُ اَقْوَامٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَفْشُوْ فِيْهِمُ السِّمَنُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۱: عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ بہترین لوگ میری بعثت کے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر جو ان کے بعد ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ تیسرے زمانے کا بھی ذکر فرمایا یا نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا؛ اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو بغیر طلب کئے گواہی دیں گے۔ خیانت کریں گے۔ امین نہیں ہوں گے اور ان میں موٹاپا زیادہ ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۶: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخُلَفَاءِ

۵۶: باب خلفاء کے بارے میں

۱۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ نَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِيْ اِثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا قَالَ ثُمَّ

۱۰۲: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات فرمائی لیکن میں سمجھ نہیں سکا۔

تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَسَأَلْتُ الَّذِي يَلِينِي فَقَالَ قَالَ كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَتَدْرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ۔

پس میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا؛ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے جابر بن سمرہؓ سے منقول ہے۔

۱۰۳: حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ نَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوْسٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا الْحَدِيْثِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوْسٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

۱۰۳: ابوکریب بھی اسے عمرو بن عبید سے وہ اپنے والد وہ ابوبکر بن ابوموسیٰ سے اور وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔یعنی بواسطہ ابوبکر بن موسیٰ۔ اس باب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۰۴: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا أَبُوْ دَاوٗدَ نَا حُمَيْدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ زِيَادِ ابْنِ كُسَيْبٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَقَالَ أَبُوْ بِلَالٍ اُنْظُرُوْا إِلٰى أَمِيْرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۱۰۴: حضرت زیاد بن کسیب عدوی کہتے ہیں کہ میں ابوبکرہؓ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خطبہ دے رہا تھا اور اس کے جسم پر باریک کپڑے تھے۔ ابو بلال کہنے لگے؛ دیکھو ہمارا امیر فساق کے کپڑے پہنتا ہے۔ ابوبکرہؓ نے فرمایا خاموش ہو جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی زمین میں حاکم کی توہین کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کریں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: ''یکون من بعدی اثنا عشرا میرا'' بارہ خلفاء کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ اس سے بنوامیہ مراد ہیں۔

۲۔ بارہ خلفاء تک لوگ ایک خلیفہ پر مجتمع رہیں گے۔

۳۔ خلافت علی منہاج السنۃ مراد ہے کہ منہاج نبوت پر حکومت کرنے والے خلفاء کی تعداد بارہ ہوگی اور ان کا مسلسل ہونا ضروری نہیں وقفہ وقفہ سے بھی ہو سکتے ہیں یہی قول زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے یہ تمام خلفاء قریش میں سے ہونگے یہ ایسے خلفاء ہونگے کہ خود کو حضور ﷺ کا نائب تصور کرتے ہونگے حکومت کو اپنی ملک نہ سمجھیں گے اور حکومت کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے استعمال نہ کریں گے۔

من اہان سلطان اللہ: یہاں یہ مضمون بیان کر دیا گیا کہ حاکم سلطنت کا احترام ضروری ہے۔

۵۷: بَابُ مَا جَآءَ فِی الْخِلَافَةِ

۱۰۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا سُرَیْجُ بْنُ النُّعْمَانِ نَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَہَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُمْھَانَ قَالَ ثَنِیْ سَفِیْنَۃُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْخِلَافَۃُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ مُلْکٌ بَعْدَ ذٰلِکَ ثُمَّ قَالَ لِیْ سَفِیْنَۃُ اَمْسِکْ خِلَافَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ قَالَ وَخِلَافَۃَ عُمَرَ وَخِلَافَۃَ عُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ اَمْسِکْ خِلَافَۃَ عَلِیٍّ فَوَجَدْنَاھَا ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً قَالَ سَعِیْدٌ فَقُلْتُ لَہٗ اِنَّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ الْخِلَافَۃَ فِیْھِمْ قَالَ کَذَبُوْا بَنُو الزَّرْقَآءِ بَلْ ھُمْ مُلُوْکٌ مِّنْ شَرِّ الْمُلُوْکِ وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ قَالَا لَمْ یَعْھَدِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخِلَافَۃِ شَیْئًا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاہُ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُمْھَانَ وَلَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِہٖ۔

۱۰۶: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قِیْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ اَبُوْ بَکْرٍ وَاِنْ لَمْ اَسْتَخْلِفْ لَمْ یَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ طَوِیْلَۃٌ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

۵۷: باب خلافت کے متعلق

۱۰۵: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس سال تک خلافت رہے گی پھر بادشاہت آ جائے گی۔ سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر، عمر، عثان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت گن لو یہ پورے تیس سال ہیں۔ سعید نے عرض کیا؛ بنوامیہ سمجھتے ہیں کہ خلافت انہی میں ہے۔ حضرت سفینہ نے فرمایا کہ بنوزرقاء جھوٹ بولتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ تو بدترین بادشاہوں میں سے ہیں۔ اس باب میں حضرت عمرؓ اور علیؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ دونوں حضرات بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کسی شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اسے کئی راوی سعید بن جمہان سے نقل کرتے ہیں۔ ہم بھی اسے صرف انہی کی روایت سے جانتے ہیں۔

۱۰۶: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں خلیفہ بناتا ہوں تو ابوبکرؓ نے بھی کسی کو خلیفہ مقرر کیا تھا اور اگر نہ مقرر کروں تو اس میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ اس حدیث میں طویل قصہ ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن عمرؓ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

تشریح: "الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ" خلفاء راشدین کی مدت خلافت تیس سال بنتی ہے ان میں سے ہر ایک کی مدت خلافت حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ربیع الاول ۱۱ ھجری سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ھجری تک ہے۔ کل مدت خلافت دو سال تین ماہ دس دن ہے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت جمادی الثانی ۱۳ ھجری سے ذی الحجہ ۲۳ ھجری تک ہے۔ کل مدت خلافت دس سال چھ ماہ آٹھ دن ہے۔

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت کا آغاز محرم ۲۴ ھجری سے ذوالحج ۳۵ ھجری تک ہے، کا مدت خلافت گیارہ ماہ، نو

دن ہے۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ۳۶ ھجری سے رمضان المبارک ۴۰ ھجری تک ہے۔کل مدت خلافت نو ماہ سات دن ہے۔اور چھ ماہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا دور رہا۔

خلافت کے چار طریقے:

۱۔ بیعت کے ذریعہ ارباب حل وعقد خلیفہ منتخب کریں۔جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت۔

۲۔ موجوہ خلیفہ اپنے بعد والے خلیفہ کو نامزد کرے اور لوگوں کو اس کی پیروی کی وصیت کرے۔جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد ہوا تھا۔

۳۔ خلافت ایک جماعت میں دائر کر دے اور وصیت کرے کہ ان میں سے ایک کو خلیفہ منتخب کیا جائے۔

۴۔ ایسا شخص جس میں خلیفہ کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں وہ لوگوں پر غلبہ پا کر حکومت اپنے قبضہ میں لے لے اس سے بھی خلافت منعقد ہو جاتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتخاب خلافت کے بارے میں صحیح رائے یہ ہے کہ پہلے طریقے کے مطابق ان کو خلیفہ مقرر کیا گیا تھا۔

وفي الحديث قصة طويلة: مسلم کی کتاب الامارۃ کے اوائل میں یہ قصہ مذکور ہے۔ فمن شاء فليطالع ثمة.

۵۸: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ الْخُلَفَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ

۵۸: باب اس بارے میں کہ خلفاء قیامت تک قریش ہی میں سے ہوں گے

۱۰۷: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْبَصْرِيُّ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ نَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْهُذَيْلِ يَقُوْلُ كَانَ نَاسٌ مِّنْ رَّبِيْعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ اَوْ لَيَجْعَلَنَّ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فِيْ جُمْهُوْرٍ مِّنَ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

۱۰۷: حضرت عبداللہ بن ابی ہذیل فرماتے ہیں کہ ربیعہ کے کچھ لوگ عمرو بن عاصؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بکر بن وائل (قبیلے) کے ایک شخص نے کہا کہ قریش کو (فسق وفجور سے) باز رہنا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ خلافت ان کے غیر جمہور عرب کے سپرد کر دیں گے۔عمرو بن عاصؓ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو ایسا نہیں ہوگا۔کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت تک خیر وشر میں قریش ہی لوگوں کے حکمران ہوں گے۔اس باب میں حضرت ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ، اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں ۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۰۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْبَكْرِ الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا

۱۰۸: حضرت عمرو بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے

يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

ہوئے سنا کہ رات اور دن نہیں جائیں گے۔ (یعنی قیامت قائم نہ ہوگی) یہاں تک کہ غلاموں میں سے ایک آدمی برسراقتدار آئے گا جس کو جہجاہ کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: ''قریش ولاۃ الناس فی الخیر و الشر''

شارح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ھذہ الاحادیث یعنی احادیث ابی ھریرۃ و جابر بن عبد اللہ، و عبد اللہ بن مسعود التی رواھا مسلم فی بابہ الخلافۃ فی قریش و اشباھھا دلیل ظاھر ان الخلافۃ مختصۃ بقریش لا یجوز عقدھا لاحد من غیرھم وعلی ھذا انعقد الاجماع فی زمن الصحابۃ و کذلك بعدھم۔ ومن خالف فیہ من اھل البدعۃ فھو محجوج باجماع الصحابۃ و التابعین فمن بعدھم بالاحادیث الصحیحۃ"

یعنی اس قسم کی تمام احادیث میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ استحقاق خلافت قریش کے ساتھ ہی مخصوص ہے، قریش کے علاوہ کسی اور کا استحقاق خلافت کا دعوی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس بات پر صحابہ کا اور ان کے بعد کے تمام علماء کا اجماع ہے۔ اور اہل بدعت میں سے جن لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ وہ صحابہ تابعین اور بعد کے علماء کے اجماع کی وجہ سے مردود ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

یعنی قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ اہل قریش ہی خلافت کا استحقاق رکھتے ہیں ہاں اگر کبھی ایسا ہو کہ جزوی یا کلی طور پر قریش کے علاوہ اگر خلیفہ بن بیٹھے تو پھر اختلافات سے بچتے ہوئے اسی کی اطاعت کا حکم ہے خواہ وہ کوئی غلام ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ بعض احادیث سے ظاہر ہے۔ خلاصہ یہ کہ استیلاء وتغلب کی صورت میں تو کوئی بھی خلیفہ ہوسکتا ہے جیسا کہ باب کی دوسری روایت میں ہے کہ قریب قیامت میں جہجاہ نامی ایک آزاد شدہ شخص خلیفہ بن جائے گا۔ اور اگر معاملہ اختیاری ہو تو اس صورت میں خلافت کے مستحق قریش ہی ہیں۔ جیسا کہ کوکب الدری میں ہے۔ ''اما لو تغلب عبد حقیقۃ بطریق الشوکۃ فان طاعتہ تجب اخماد للفتنۃ مالم یامر بمعصیۃ''۔

۵۹: بَابُ مَا جَآءَ فِي الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ

۵۹: باب گمراہ حکمرانوں کے متعلق

۱۰۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي أَئِمَّةً مُضِلِّيْنَ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۱۰۹: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا ڈر ہے۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب ہوں گے۔ انہیں کسی کے اعانت ترک کر دینے سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

خلاصۃ الباب: سب سے بہترین دور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین کرامؒ اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا ہے۔

حدیث نمبر۱۰۳: اس حدیث کے معنی و مفہوم کی تعیین میں کئی اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ کہ بارہ/۱۲ خلیفوں سے مراد وہ بارہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے بعد سریرآرائے خلافت وحکومت وسلطنت ہوئے اور ان کے زمانۂ حکومت میں مسلمانوں کے ظاہری حالات ومعاملات اور رعایا کے مفاد کے اعتبار سے حکومت وسلطنت کا نظام مستحکم رہا اگرچہ ان میں سے بعض ظلم وبے انصافی کے راستہ پر بھی چلے۔ یہ قول قاضی عیاضؒ کا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس قول کی تحسین کی ہے۔ دوسرا قول یہ کہ خلفاء سے مراد عادل اور انصاف کرنے والے نیک طینت اور پاکباز مراد ہیں اس قول کی بناء پر حدیث کا لازمی مطلب یہ بیان کرنا نہیں ہوگا کہ یہ بارہ/۱۲ خلفاء حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد متصلاً (یکے بعد دیگرے) منصب خلافت وامارت پر متمکن ہوں گے بلکہ اصل مقصد محض تعداد بیان کرنا ہو خواہ یہ خلفاء کسی زمانہ میں رہے ہوں۔ ان کے علاوہ بھی اقوال ہیں یہ بھی ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش خلافت کے مستحق ہیں اس لئے خلافت کا منصب جلیلہ قریش ہی کے پاس رہنا چاہئے۔ جس حدیث میں خلافت کو تیس سال میں منحصر (بند) بیان فرمایا ہے اس میں خلافت کبریٰ مراد ہے جو اصل میں خلافت نبوت ہے چنانچہ خلفاء راشدین کی خلافت تو حقیقی ہے ان کے دور کے بعد خلافت مجازی ہے۔

٦٠: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْمَهْدِيِّ

۱۱۰: حَدَّثَنَا عُبَيْدُبْنُ اَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيُّ نَا اَبِي نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِي وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَاَبِي سَعِيْدٍ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلِي رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِي قَالَ عَاصِمٌ وَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ الْعَمِّيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الصِّدِّيْقِ النَّاجِيَّ

٦٠: باب امام مہدی کے متعلق

۱۱۰: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے میرے ہی نام کا کوئی شخص پورے عرب پر حکمرانی نہیں کرے گا۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ، ام سلمہؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۱: حضرت عبداللہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اہل بیت میں سے میرے نام کا ایک شخص دنیا کا حکمران ہوگا۔ عاصم، ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا میں سے ایک دن ہی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے طویل کردے گا۔ یہاں تک کہ امام مہدی حکمران ہو جائیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِالْخُدْرِيِّ قَالَ خَشِينَا أَنْ يَّكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْسَبْعًا أَوْتِسْعًا زَيْدُ الشَّاكُّ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِينَ قَالَ فَيَجِيءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِوَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ إِسْمُهُ بَكْرُبْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُبْنُ قَيْسٍ۔

کوئی بدعت شروع ہو جائے۔ پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ میری امت میں ایک مہدی آئے گا۔ جو پانچ، سات یا نو سال (راوی کو شک ہے) تک حکومت کرے گا؛ پھر اس کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دیجئے۔ مجھے دیجئے۔ پس وہ اسے اتنے دینار دیں گے جتنے اس میں اٹھانے کی استطاعت ہوگی۔ یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا منقول ہے۔ ابو صدیق کا نام بکر بن عمرو ہے انہیں بکر بن قیس بھی کہتے ہیں۔

تشریح: واضح رہے کہ متعدد افراد نے اپنے مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ اور کئی فرقے بعض لوگوں کی مہدویت کے قائل ہوئے۔ جیسا کہ شیعوں نے محمد بن حسن عسکری کو مہدی موعود قرار دیا، ہندوستان کے مہدوی فرقہ کے لوگ محمد جونپوری کو مدی مانتے ہیں۔ جبکہ قادنیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو مہدی کا لقب دیا۔ یہ تمام کے تمام فرقے شدید ترین گمراہی میں مبتلاء ہیں۔

احادیث میں حضرت مہدی سے متعلق جو علامات ذکر کی گئی ہیں۔ ان سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے ان افراد و اشخاص کو مہدی تسلیم کرنا سراسر گمراہی وعناد ہے۔ مختصراً حضرت مہدی کی صفات وعلامات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مہدی خاندان بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہونگے۔

۲۔ آپ کا نام نامی ''محمد'' ہوگا۔

۳۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جیسا کہ احادیث باب میں ہے۔''لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب من اهل بيتي يو اطئي اسمه اسمي''۔

۴۔ آپ والد کی طرف سے حسنی سادات میں سے ہونگے اور والدہ کی طرف سے حسینی ہونگے۔ (ابوداؤد)

حتى يملك العرب: اہل عرب کی شرافت وعظمت کی بناء پر یہ فرمایا اگرچہ آپ عرب وعجم کے سردار ہونگے۔

خشينا ان يكون بعد نبينا حدث: یعنی ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بدعات رواج پا گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں ان بدعات سے کیسے نمٹیں گے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے تو ظاہر ہے کہ ہر آنے والا زمانہ پہلے سے بد تر ہوگا تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا کہ ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے اس وجہ سے اچھا وقت بھی آئے گا۔ حضرت مہدی تشریف لائیں گے اور لوگوں کی اصلاح فرمائیں گے، اسلام کا بول بالا ہوگا، کفر وضلالت کے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔ اور نفاق وبدعات کی بیخ کنی فرمائیں گے۔ غرض یہ کہ فتنے جتنے بھی بڑھتے چلے جائیں اپنا کام کئے جانا۔ ان مصائب وآلام کی وجہ سے گھبرانا نہیں بلکہ ہمت وحوصلہ کے ساتھ اللہ کے کلمہ کو پوری دنیا میں بلند کرنے کی سعی میں لگے رہنا۔ یہاں تک کہ مہدی کا ظہور ہو جائے تو

ان کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا فرماسکیں۔

یعیش خمسا او سبعاً او تسعا: یہاں راوی کو شک ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی مدت اقامت کیا تھی۔لیکن ابوداؤد کی روایات میں سات سال کی تصریح ہے۔چنانچہ ابوداؤد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

"ویملك سبع سنین"

اسی طرح ابوداؤد ہی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

"فیلبث سبع سنین"

لہٰذا ان روایات سے واضح ہوگیا کہ دنیا میں ان کا قیام سات سال تک ہوگا۔

٦١: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ نُزُوْلِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ

٦١: باب عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بارے میں

۲۱۱۳: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُقْسِطًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۱۱۳: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔عنقریب لوگوں میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے جو عدل اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔صلیب کو توڑ دیں گے،خنزیر کو قتل کریں گے،جزیے کو موقوف کردیں گے اور اتنا مال تقسیم کریں گے کہ لوگ قبول کرنا چھوڑ دیں گے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: قیامت کی علامات کبریٰ میں سے روایت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا تھا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔"وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم"۔(النساء) "وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه"(سورۃ النساء:۱۵۶) لہٰذا قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔

فیکسر الصلیب: صلیب کو توڑنے کا مطلب شراح نے یہ لکھا ہے کہ عیسائیت کو ختم کردیں گے اور دینِ حنیف یعنی اسلام کا پرچار کریں گے۔

حکما مقسطا: ای حاکما۔یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فیصلے شریعت محمدی کے مطابق ہوں گے کیونکہ آپ کی لائی ہوئی شریعت تاقیامت قائم رہے گی۔

ویضع الجزیة: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دارالاسلام میں صرف اسلام کے پیروکار ہونگے،کوئی ذمی ہوگا ہی نہیں جس کے ذمہ جزیہ لازم آئے۔

یہ مطلب بھی بیان کیا گیا کہ مال اتنا کثیر ہوجائے گا کہ جزیہ لیا ہی نہ جائے گا۔

٦٢: بَابُ مَا جَآءَ فِی الدَّجَّالِ

٦٢: باب دجال کے بارے میں

۲۱۱۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِیَةَ الْجُمَحِیُّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ عَنْ

۲۱۱۴: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی

يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ الدَّجَّالَ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِي أَوْسَمِعَ كَلَامِي قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ فَقَالَ مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ أَوْخَيْرٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اِسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَّاحِ۔

نے اس کے اوصاف بیان کئے اور فرمایا؛ شاید مجھے دیکھنے اور سننے والوں میں سے بھی کوئی اسے دیکھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن ہمارے دلوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی طرح یا اس سے بھی بہتر اس باب میں حضرت عبداللہ بن بسر، عبداللہ بن مغفل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف خالد حذاء کی روایت سے جانتے ہیں اور ابو عبیدہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے۔

۱۱۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلٰكِنْ سَأَقُولُ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ لِلنَّاسِ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَنْ يَرٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوتَ وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۱۵: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد دجال کا ذکر کیا اور فرمایا؛ میں تم لوگوں کو اس سے ڈراتا ہوں جیسے کہ مجھ سے پہلے تمام انبیاء ڈرایا کرتے تھے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس فتنے سے ڈرایا لیکن میں اس کے متعلق ایسی بات بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی وہ یہ کہ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا (یعنی ایک آنکھ سے اندھا) نہیں۔ زہری کہتے ہیں کہ عمر بن ثابت انصاری نے مجھے بعض صحابہؓ سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ نے اس روز لوگوں کو دجال کے فتنے سے ڈراتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ تم میں سے کوئی اپنے خالق حقیقی اللہ رب العالمین کو اپنی زندگی میں نہیں دیکھ سکتا۔ نیز اس کی (یعنی دجال کی) پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا۔ جو لوگ اس سے بیزار ہوں گے وہی یہ لفظ پڑھ سکیں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا الْيَهُودِيُّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۱۱۶: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ یہودی تم لوگوں سے جنگ کریں گے اور تمہیں ان پر مسلط کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ پتھر کہے گا اے مسلمان میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کرو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: اس امت کے بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ، فتنہ دجال ہے۔ اس فتنہ کی نوعیت کیا ہوگی، اور کہاں کہاں برپا ہوگا، اس کی

تفصیلات کے لیے آٹھ ابواب باندھے گئے ہیں۔

دجال کی وجہ تسمیہ: دجال ''دجل'' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے ملمع سازی، جھوٹ فریب، حقیقت پر پردہ ڈال دینا وغیرہ۔ دجال میں چونکہ یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہونگی اس وجہ سے مبالغہ کے صیغہ کے ساتھ اس کے لئے ''دجال'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔

دجال کے مسیح کا اطلاق: دجال کے لئے یہ لفظ مطلق نہیں بولا جاتا بلکہ مقید بولا جاتا ہے یعنی ''مسیح الدجال''۔ وجہ تسمیہ میں حسب ذیل اقوال ہیں۔

۱۔ یہ ممسوح العین سے ہے۔ چونکہ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی۔ اس وجہ سے اس کو مسیح الدجال کہا جاتا ہے۔

۲۔ یہ مساحت بمعنی مسافت ہے کہ اس کی رفتار ہوا کی طرح ہوگی اور تھوڑے عرصہ میں پوری دنیا کی مسافت طے کرلے گا اس وجہ سے اس کو مسیح الدجال کہا جاتا ہے۔

۳۔ بمعنی ممسوح الخیر ہے۔ چونکہ خیر سے محروم ہوگا اس وجہ سے اس کو یہ لقب دیا گیا۔

دجال کا حلیہ اور علامات: ۱۔ وہ ایک نوجوان مرد ہوگا اس کے بال چھوٹے اور گھنگریالے ہونگے۔ (مسلم)

۲۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ کعبہ کا طواف کررہے ہیں اس دوران انہیں دجال دکھایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ بھاری بھرکم جسم، سرخ رنگت، گھنگریالے بال اور ایک آنکھ سے نابینا ہے۔ اس کی آنکھ لٹکے ہوئے انگور کے دانے جیسی ہے''۔ (بخاری)

۳۔ اس کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا ہوگا۔ اور ہر اہلِ ایمان خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ وہ اس لفظ کو پڑھ سکے گا۔ (مسند احمد)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ دجال ایک ہیبتناک انسان کی شخصیت کا نام ہے، یہ کسی ملک یا قوم یا علامتی نام نہیں ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں بعض لوگ امریکہ کو دجال قرار دیتے ہیں یہ درست نہیں۔ بلکہ دجال ایک انسان کا نام ہے جس کو کچھ اضافی صلاحیتیں دے دی جائیں گی۔

اگلے ابواب کی احادیث میں اس کی علامت اور اس کے خروج کی کیفیت بیان کی گئی ہیں۔

۶۳: بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ

۷۱۱: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

۶۳: باب اس متعلق کہ دجال کہاں سے نکلے گا

۷۱۱: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا جسے خراسان کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوں گے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبداللہ بن شوذب بھی اسے ابو تیاح

وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَوْذَبٍ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ وَلَا یُعْرَفُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اَبِی التَّیَّاحِ۔

سے نقل کرتے ہیں اور یہ ابو تیاح کی حدیث سے پہچانی جاتی ہے۔

۶۴: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَلَامَاتِ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ

۶۴: باب دجال کے نکلنے کی نشانیوں کے بارے میں

۱۱۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا الْحَکَمُ بْنُ الْمُبَارَکِ نَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ سُفْیَانَ عَنْ یَزِیْدِ بْنِ قُطَیْبِ السَّکُوْنِیِّ عَنْ اَبِیْ بَحْرِیَّةَ صَاحِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰی وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِیْنِیَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِیْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ وَفِی الْبَابِ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ لَانَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۱۸: حضرت معاذ جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ زبردست خونریزی، قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج سات (۷) مہینوں میں ہوگا۔ اس باب میں صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۱۱۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِیْنِیَّةُ مَعَ قِیَامِ السَّاعَةِ قَالَ مَحْمُوْدٌ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَالْقُسْطَنْطِیْنِیَّةُ هِیَ مَدِیْنَةُ الرُّوْمِ تُفْتَحُ عِنْدَ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ وَالْقُسْطَنْطِیْنِیَّةُ قَدْ فُتِحَتْ فِیْ زَمَانِ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۱۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسطنطنیہ قیامت کے قریب فتح ہوگا۔ محمود کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور قسطنطنیہ روم کا ایک شہر ہے جو خروج دجال کے وقت فتح ہوگا۔ قسطنطنیہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی فتح ہوا۔

۶۵: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

۶۵: باب دجال کے فتنے کے متعلق

۱۲۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ جَابِرٍ دَخَلَ حَدِیْثُ اَحَدِهِمَا فِیْ حَدِیْثِ الْاٰخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ جَابِرٍ الطَّائِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْکِلَابِیِّ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِیْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰی ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رُحْنَا اِلَیْهِ فَعَرَفَ ذٰلِکَ فِیْنَا فَقَالَ مَا شَاْنُکُمْ

۱۲۰: حضرت نواس بن سمعان کلابی فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو اس طرح اسکی ذلت و حقارت اور اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم سمجھنے لگے کہ وہ کھجوروں کی آڑ میں ہے۔ پھر ہم لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ اور دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ہمارے دلوں کے خوف کو بھانپ گئے پس آپ نے پوچھا کیا حال ہے (راوی فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل آپ نے دجال کا فتنہ بیان کیا تو ہمیں یقین ہوگیا کہ وہ کھجوروں کی آڑ میں ہے۔ یعنی یقیناً وہ آنے والا ہے۔ آپ

رِيحَ نَفَسِهِ يَعْنِي أَحَدًا إِلَّا مَاتَ وَرِيحُ نَفَسِهِ مُنْتَهَى بَصَرِهِ
قَالَ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ
ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَضْتَ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ
فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ لِي عَلَيْكُمْ
إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ
وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلَى
كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ قَائِمَةٌ شَبِيهٌ بِعَبْدِ
الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُورَةِ
أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَالَ يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ
فَعَاثَ يَمِينًا وَشِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ اثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ
وَمَا لُبْثُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ
كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قَالَ قُلْنَا
يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِي كَالسَّنَةِ أَتَكْفِينَا فِيهِ
صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا وَلٰكِنِ اقْدُرُوا لَهُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا
سُرْعَتُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي
الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُكَذِّبُونَهُ وَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ
فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَتَتْبَعُهُ أَمْوَالُهُمْ فَيُصْبِحُونَ لَيْسَ
بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ
لَهُ وَيُصَدِّقُونَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرُ وَيَأْمُرُ
الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ
كَأَطْوَلِ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَمَدِّهِ خَوَاصِرَ وَأَدَرِّهِ ضُرُوعًا
ثُمَّ يَأْتِي الْخَرِبَةَ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَيَنْصَرِفُ
مِنْهَا فَيَتْبَعُهُ كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا شَابًّا
مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ ثُمَّ
يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ
إِذْ هَبَطَ عِيسَى بْنُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ قَالَ فَيَلْبَثُ كَذٰلِكَ
مَا يَشَاءُ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ يُوحِي اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ حَوِّزْ عِبَادِي إِلَى

نے فرمایا؛ دجال کے علاوہ ایسی بھی چیزیں ہیں جن کا مجھے دجال کے فتنے سے زیادہ خوف ہے کیونکہ اگر دجال میری موجودگی میں نکلا تو میں اس سے تم لوگوں کی طرف سے مقابلہ کرنے والا ہوں اور اگر میری غیر موجودگی میں نکلا تو ہر شخص خود اپنے نفس کی طرف سے مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ اسکی صفت یہ ہے وہ جوان ہوگا، گھنگریالے بالوں والا ہوگا۔ اسکی ایک آنکھ ہوگی (ا) اور عبدالعزی بن قطن (زمانہ جاہلیت میں ایک بادشاہ تھا) کا ہم شکل ہوگا۔ اگر تم میں سے کوئی اسے دیکھے تو سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور دائیں بائیں کے لوگوں کو خراب کرے گا۔ اے اللہ! کے بندو، ثابت قدم رہنا۔ پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کتنی مدت زمین پر ٹھہرے گا؟ آپؐ نے فرمایا؛ چالیس دن تک۔ پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک ماہ اور تیسرا ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ پھر باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا "نہیں" بلکہ (اوقات کا) اندازہ لگالینا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زمین میں اس کی تیز رفتاری کس قدر ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا ان بادلوں کی طرح جن کو ہوا ہنکا کرلے جائے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس آکر انہیں اپنی خرافات کی دعوت دے گا۔ وہ لوگ اسے جھٹلا دیں گے اور واپس کردیں گے۔ پس وہ ان سے واپس لوٹے گا تو ان کے اموال اس کے پیچھے چل پڑیں گے اور وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گے، وہ ایک اور قوم کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا۔ وہ قبول کریں گے اور اسکی (یعنی دجال کی) تصدیق کریں گے تب وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا وہ بارش برسائے گا اور زمین کو درخت اُگانے کا حکم دے گا تو وہ درخت اُگائے گی۔ شام کو ان کے جانور (چراگاہوں

الطُّوْرِ فَاِنِّیْ قَدْ اَنْزَلْتُ عِبَادًا لِّیْ لَا یَدَانِ لَاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ قَالَ یَبْعَثُ اللّٰهُ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ قَالَ وَیَمُرُّ اَوَّلُهُمْ بِبُحَیْرَةِ الطَّبَرِیَّةِ فَیَشْرَبُ مَا فِیْهَا ثُمَّ یَمُرُّ بِهَا اٰخِرُهُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ یَسِیْرُوْنَ حَتّٰی یَنْتَهُوْا اِلٰی جَبَلِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِی الْاَرْضِ فَهَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِی السَّمَآءِ فَیَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ فَیَرُدُّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ نُشَّابَهُمْ مُحْمَرًّا دَمًا وَیُحَاصَرُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی یَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ یَوْمَئِذٍ خَیْرًا لَّهُمْ مِنْ مِّائَةِ دِیْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْیَوْمَ قَالَ فَیَرْغَبُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی اللّٰهِ وَاَصْحَابُهٗ قَالَ فَیُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ النَّغَفَ فِیْ رِقَابِهِمْ فَیُصْبِحُوْنَ فَرْسٰی مَوْتٰی كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ قَالَ وَیَهْبِطُ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهٗ فَلَا یَجِدُ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا وَقَدْ مَلَاَتْهُ زَهَمَتُهُمْ وَنَتْنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ قَالَ فَیَرْغَبُ عِیْسٰی اِلَی اللّٰهِ وَاَصْحَابُهٗ قَالَ فَیُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ طَیْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ قَالَ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ بِالْمَهْبِلِ وَیَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِیِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِیْنَ وَیُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مَطَرًا لَا یُكِنُّ مِنْهُ بَیْتُ وَبَرٍ وَلَا مَدَرٍ قَالَ فَیَغْسِلُ الْاَرْضَ فَیَتْرُكُهَا كَالزَّلَفَةِ قَالَ ثُمَّ یُقَالُ لِلْاَرْضِ اَخْرِجِیْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّیْ بَرَكَتَكِ فَیَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ الرُّمَّانَةَ وَیَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَیُبَارَكُ فِی الرِّسْلِ حَتّٰی اِنَّ الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ لَیَكْتَفُوْنَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْاِبِلِ وَاِنَّ الْقَبِیْلَةَ لَیَكْتَفُوْنَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْبَقَرِ وَاِنَّ الْفَخِذَ لَیَكْتَفُوْنَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْغَنَمِ فَبَیْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِیْحًا فَقَبَضَتْ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَیَبْقٰی سَائِرُ النَّاسِ

سے) اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان لمبے، کوکھے چوڑے اور پھیلے ہوئے اور تھن دودھ سے بھرے ہوں گے پھر وہ ویران جگہ آ کر کہے گا "اپنے خزانے نکال دے" جب واپس لوٹے گا تو خزانے اس کے پیچھے شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح (کثرت کے ساتھ) چل پڑیں گے۔ پھر وہ ایک بھرپور جوانی والے جوان کو بلا کر تلوار سے اسکے دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اسے پکارے گا تو وہ زندہ ہو کر ہنستا ہوا اس کو جواب دے گا۔ وہ انہی باتوں میں مصروف ہوگا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہلکے زرد رنگ کا جوڑا پہنے جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینارہ پر اس حالت میں اتریں گے کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے۔ جب آپ سر نیچا کریں گے تو ان کے بالوں سے نورانی قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مثل سفید چاندی کے دانے جھڑتے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کافر تک آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے سانس کی ہوا پہنچے گی مرجائے گا اور آپ کے سانس کی ہوا حد نگاہ تک پہنچتی ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ لد[1] کے دروازے پر پائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق مدت تک زمین پر قیام کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو "کوہ طور" پر لے جا کر جمع کر دیں۔ کیونکہ میں ایسی مخلوق کو اتارنے والا ہوں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا وہ ارشاد خداوندی کے مطابق ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا انکا پہلا گروہ بحیرہ طبرہ پر سے گزرے گا اور اس کا پورا پانی پی جائے گا۔ پھر جب ان کا دوسرا گروہ یہاں سے گزرے گا تو وہ لوگ کہیں گے کہ یہاں

[1] لد بیت المقدس میں ایک جگہ کا نام ہے جبکہ بعض اہل علم کے نزدیک یہ [illegible] (آج کل یہودیوں کا بہت بڑا فوجی ایئر بیس ہے)

النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ كَمَا يَتَهَارَجُ الْحُمُرُ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدِ بْنِ جَابِرٍ۔

کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ پھر وہ لوگ آگے چل دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر پہنچیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا۔ اب آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں پس وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون آلود (سرخ) واپس بھیج دے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی محصور ہوں گے (یعنی کوہ طور پر) یہاں تک کہ ان کے نزدیک (بھوک کی وجہ سے) گائے کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان (یاجوج، ماجوج) کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ سب یکدم مر جائیں گے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی اتریں گے تو ان کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں پائیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے اونٹوں کی مثل پرندے بھیجے گا۔ جو انہیں اٹھا کر پہاڑ کے غار میں پہنچا دیں گے۔ مسلمان ان کے تیروں کمانوں اور ترکشوں سے سات سال تک ایندھن جلائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر گھر اور خیمہ تک پہنچے گی۔ تمام زمین کو دھو کر شیشہ کی طرح صاف شفاف کر دے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا۔ اپنے پھل باہر نکال اور اپنی برکتیں واپس لاؤ۔ پس اس دن ایک گروہ ایک انار (کے درخت) سے کھائے گا اور اس کے لوگ اس کے چھلکے سے سایہ کریں گے۔ نیز دودھ میں اتنی برکت پیدا کر دی جائے گی کہ ایک اونٹنی کے دودھ سے ایک جماعت سیر ہو جائے گی، ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلہ اور ایک بکری کے دودھ سے ایک کنبہ سیر ہو جائے گا۔ وہ لوگ اسی طرح زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا بھیجے گا جو ہر مؤمن کی روح قبض کرے گی اور باقی صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح راستے میں جماع کرتے پھریں گے اور انھی پر قیامت قائم ہوگی۔ یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

تشریح: "الدجال يخرج من ارض بالمشرق" خروجِ دجال کے دو معنی ہیں۔ ۱۔ دجال کا دنیا میں ظہور ۲۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں اس کا خروج۔ پہلے معنی کے اعتبار سے وہ مشرق سے ظاہر ہوگا یعنی خراسان سے۔ اور خراسان کے علاقہ میں نیشاپور، طوس، مرو، سرخس، بلخ، طالقان، فاریاب اور انبار وغیرہ شامل ہیں۔

دوسرے معنی کے اعتبار اس کا خروج شام اور عراق کی گھاٹی سے ہوگا جیسا کہ باب ۴۹ کی حدیث میں آ رہا ہے۔ (کوکب)

خروج دجال کے سلسلہ میں روایات میں چار مقامات کا تذکرہ آ رہا ہے۔

۱۔ مشرق یعنی خراسان کا علاقہ ۲۔ شام وعراق کی درمیانی گھاٹی

۳۔ اصفہان کا مقام، یہودیہ ۴۔ حوز وکرمان

شراح حدیث نے ان تمام روایات میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ پہلی مرتبہ اس کا ظہور شام وعراق کی وسطی گھاٹی سے ہوگا مگر اس وقت اس کی شہرت نہ ہوگی اور اس معاونین کے ومددگار یہودیہ گاؤں میں اس کے منتظر ہونگے وہ وہاں جائے گا اور ان کے خلاف اس کا خروج خراسان سے ہوگا۔ اور یہودیہ میں جو یہودی اس کا انتظار کر رہے ہونگے وہ ترک نسل کے ہونگے۔ ان کا چہرے چوڑے اور ناک چپٹی ہوگی۔ اور پہلے باب ۳۴ میں عربوں کی ترکوں سے جنگ کا ذکر آیا ہے شاید وہ یہی جنگ ہو۔ (تحفۃ الالمعی)

الملحمة العظمٰى: "یعنی جنگ عظیم" اس جنگ کا وقوع بظاہر خروجِ دجال سے پہلے ہوگا، اس کی تفصیلات کیا ہونگی اس پر بیسیوں کتابیں عربی واردو میں لکھی جا چکی ہیں۔ "فمن شاء فليطالع ثمة"۔

وفتح القسطنطنية: قسطنطنیہ یہ قسطنطین بادشاہ کی طرف منسوب ہے جس نے یہ شہر بسایا تھا۔ یہ علاقہ روم کا پایہ تخت تھا اس شہر کو سب سے پہلے یزید کی سرکردگی میں صحابہ نے فتح کیا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات اسی شہر کے محاصرہ میں ہوئی۔ پھر روم نے اس پر غلبہ پالیا تھا۔ جو بارہ جمادی الاخریٰ ۸۵۷ھ میں پندرہ دن محاصرہ کے بعد ترکی کے بادشاہ محمد فاتح رحمۃ اللہ نے اس کو فتح کیا۔ اور اس کا نام استنبول یا السلام بول رکھا اور اب بھی یہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے حدیث باب میں خروج دجال کے قریب اس علاقہ کی فتح سے اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ علاقہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور خروجِ دجال سے پہلے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس علاقہ کو فتح فرمائیں گے۔

باقی ترمذی کی اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ ''جنگ عظیم'' فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال سات ماہ میں ہوں گے جبکہ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن بسرؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ چھ سال میں ہوگا اور ساتویں سال میں دجال نکلے گا۔ چنانچہ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''بین الملحمة وفتح المدینة ست سنین و یخرج الدجال فی السابعة'' (ابوداؤد)

لہٰذا ابوداؤد کی یہی روایت راجح ہے کیونکہ امام ابوداؤد نے ترمذی کی حدیث کے مقابلہ میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ لہٰذا صحیح یہی ہے کہ چھ سال کے دورانیہ میں جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح ہوگی، اور پھر ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا۔ یا یہ بھی معنی ہوسکتا ہے کہ اس کی اونچ نیچ سب بیان فرمادی۔

شبیه بعبد العزی بن قطن: تحفۃ الاحوذی میں ہے کہ: ''هو رجل من خزاعة هلك فی الجاهلية'' یعنی یہ شخص قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتا تھا، زمانہ جاہلیت میں ہی مرگیا تھا۔

یہ شخص مشرک تھا، چونکہ زمانہ جاہلیت میں صحابہ نے اس کو دیکھا تھا اس وجہ سے اس سے تشبیہ دی کہ دجال کی اس سے ظاہری مشابہت تھی۔

قال اربعین یوما: بعض روایات میں اس کے قیام کی مدت چالیس سال ذکر کی گئی ہے۔ جیسا کہ شرح السنۃ میں ''اربعین سنة'' کے الفاظ ہیں۔ لیکن یہ حدیث صحت کے لحاظ سے ترمذی کی یہ حدیث باب سے معارض نہیں ہوسکتی جبکہ ترمذی کی یہ حدیث بعینہٖ مسلم میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا راجح یہی ہے کہ دجال کا قیام دنیا میں چالیس دن ہوگا نہ کہ چالیس سال۔

ولکن اقدرو اله: اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوا کہ وہ علاقے جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے وہاں چوبیس گھنٹوں کے اعتبار سے اوقات تقسیم کرکے پانچویں نمازیں ادا کی جائیں گی۔ یعنی یہ نہ ہوگا کہ چھ میں صرف پانچ ہی فرض ہوں بلکہ ہر چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں ہونگی۔

لم یدعو رجلا شبابا ممتلئا شبابا: مسلم میں اس کے ضمن میں یہ مذکور ہے کہ ''قال ابو اسحق: ان هذا الرجل هو الخضر علیه السلام'' یعنی یہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہونگے اور اس کا قرینہ ماقبل کی روایت کے الفاظ ہیں: ''سیدد که بعض من رانی او سمع کلامی''۔

ولا یجد ریح نفسه یعنی احد الا مات: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہوگی۔ کہ پہلے آپ کی پھونک کے ذریعہ مردے زندہ ہوجایا کرتے تھے اور اب دجال پگھل جائے گا اور کافر مرجائیں گے۔

حتی یدرکه بباب لد: ''لد'' ایک شہر کا نام ہے یہ بیت المقدس کے قریب ہے اور بعض عینی شاہدین کے مطابق یہاں ایک بڑا

گیٹ ہے جو باب الد (لد کا دروازہ) کہلاتا ہے۔ اس پر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہے: ھذا یخرج ملك السلام "۔ سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا۔ (دجال کون، کہاں، کب)

٦٦: بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الدَّجَّالِ

۱۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الدَّجَّالِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَحُذَيْفَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَسْمَاءَ وَجَابِرِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْفُلْتَانِ ابْنِ عَاصِمٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

٦٦: باب دجال کی صفات کے بارے میں

۱۲۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں جبکہ دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے گویا کہ وہ ایک پھولا ہوا انگور ہے۔ اس باب میں حضرت سعدؓ، حذیفہؓ، ابوہریرہؓ، اسماءؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابوبکرہؓ، عائشہؓ، انسؓ، ابن عباسؓ اور فلتان بن عاصمؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

٦٧: بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الدَّجَّالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ

۱۲۳: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَمِحْجَنٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

٦٧: باب اس بارے میں کہ دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکتا

۱۲۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دجال مدینہ طیبہ کے پاس آئے گا اور فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا۔ پس نہ تو طاعون مدینہ طیبہ میں آسکتا ہے اور نہ ہی دجال۔ ان شاء اللہ۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، فاطمہ بنت قیسؓ، مجنؓ، اسامہ بن زیدؓ اور سمرہ بن جندبؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۲۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِيْنَةُ لِأَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَأَهْلِ الْوَبَرِ يَأْتِي الْمَسِيْحُ إِذَا جَاءَ دُبُرَ أُحُدٍ صَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمنی ہے اور کفر مشرقی ہے۔ بکریوں والوں کے لئے سکون واطمینان ہے جبکہ اونٹ اور گھوڑے والوں میں تکبر غرور اور درشتگی پائی جاتی ہے اور دجال جب اُحد (پہاڑ) کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اس کا رخ شام کی طرف موڑ دیں گے جہاں وہ ہلاک ہوگا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۸: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَتْلِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ

۱۲۵: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیِّ مِنْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّیْ مُجَمِّعَ بْنَ جَارِیَةَ الْاَنْصَارِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ یَقْتُلُ ابْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ وَّ فِی الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ وَّ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ وَ اَبِیْ بَرْزَةَ وَحُذَیْفَةَ بْنِ اَسِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ کَیْسَانَ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ وَجَابِرٍ وَاَبِیْ اُمَامَةَ وَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

۶۸: باب اس بارے میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے

۱۲۵: حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد کے پاس قتل کریں گے۔ اس باب میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ، ابو برزہ رضی اللہ عنہ، حذیفہ بن اَسید رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کیسان رضی اللہ عنہ، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابو امامہ رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمرو، سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۹: بَابٌ

۱۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَ اِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ کَافِرٌ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

۶۹: باب

۱۲۶: حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کو کانے کذاب کے فتنے سے ڈرایا۔ سن لو کہ وہ کانا ہے (یعنی دجال) اور تمہارا رب کانا نہیں۔ اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

خلاصۃ الباب: امام مہدیؒ کا اصل نام محمد ہوگا اور لقب مہدی ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی پشت سے تعلق رکھتے ہوں گے باپ کی جانب سے حسنی اور ماں کی جانب سے حسینی ہوں گے اور حضور ﷺ کے ساتھ ان کا تعلق صرف نسلی نہیں ہوگا بلکہ روحانی اور شرعی بھی ہوگا یعنی طور طریقہ اور عادات و معمولات حضور ﷺ کے معمولات و عادات کے مطابق ہوں گے اس موقع پر ایک خاص بات یہ بتا دینی ضروری ہے کہ حضور ﷺ نے امام مہدیؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو یہ فرمایا کہ اس کا نام میرے نام پر اور اس کے باپ کا نام میرے نام پر ہوگا تو اس بات سے شیعہ لوگوں کی اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ مہدی موعود قائم ومنتظر ہیں۔ بہر حال امام مہدی روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ فتنہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اس کی پہچان کرا دی ہے۔ احادیث کو غور سے پڑھنے سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے

اتریں گے حضور ﷺ کے دین کا اتباع کریں گے اور اپنے تمام احکام شریعت محمدی کے مطابق جاری ونافذ کریں گے۔ البتہ جزیہ جو اس وقت کے کفار سے لیا جاتا ہے وہ منسوخ ہو جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور بہت برکتوں والا ہوگا نیز دجال کو قتل کر دیں گے۔ جب آسمان پر اٹھائے گئے ان کی عمر تینتیس/۳۳ سال تھی پھر آسمان سے زمین پر اترنے کے بعد وہ سات سال دنیا میں رہیں گے بعض احادیث میں ان کی مجموعی مدت قیام پینتالیس سال نقل ہوئی ہے وفات کے بعد روضۂ اقدس میں دفن ہوں گے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان سے اٹھیں گے۔

۷۰: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذِكْرِ ابْنِ صَيَّادٍ

۱۲۷: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبَنِي ابْنُ صَيَّادٍ اِمَّا حُجَّاجًا وَاِمَّا مُعْتَمِرِيْنَ فَانْطَلَقَ النَّاسُ وَتُرِكْتُ اَنَا وَهُوَ فَلَمَّا خَلَصْتُ بِهٖ اقْشَعْرَرْتُ مِنْهُ وَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهِ فَلَمَّا نَزَلْتُ قُلْتُ لَهٗ ضَعْ مَتَاعَكَ حَيْثُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَاَبْصَرَ غَنَمًا فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَانْطَلَقَ فَاسْتَحْلَبَ ثُمَّ اَتَانِيْ بِلَبَنٍ فَقَالَ لِيْ يَا اَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِشْرَبْ فَكَرِهْتُ اَنْ اَشْرَبَ عَنْ يَدِهٖ شَيْئًا لِمَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهِ فَقُلْتُ لَهٗ هٰذَا الْيَوْمُ يَوْمٌ صَائِفٌ وَاِنِّيْ اَكْرَهُ فِيْهِ اللَّبَنَ فَقَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰخُذَ حَبْلًا فَاُوْثِقَهٗ اِلَى الشَّجَرَةِ ثُمَّ اَخْتَنِقَ لِمَا يَقُوْلُ النَّاسُ لِيْ وَفِيَّ اَرَاَيْتَ مَنْ خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيْثِيْ فَلَنْ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ النَّاسِ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ كَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ عَقِيْمٌ لَا يُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ خَلَّفْتُ وَلَدِيْ بِالْمَدِيْنَةِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ لَهٗ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ اَلَسْتُ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ ذَا اَنْطَلِقُ مَعَكَ اِلٰى مَكَّةَ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَازَالَ يَجِيْءُ بِهٰذَا حَتّٰى قُلْتُ فَلَعَلَّهٗ مَكْذُوْبٌ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ

۷۰: باب ابن صیاد کے بارے میں

۱۲۷: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ابن صیاد نے میرے ساتھ حج یا عمرے کا سفر کیا تو لوگ آگے بڑھ گئے اور میں اور وہ پیچھے رہ گئے۔ جب میں اس کے ساتھ تنہا رہ گیا تو میرا دل خوف کی وجہ سے دھڑکنے لگا۔ اور مجھے اس سے وحشت ہونے لگی کیونکہ لوگ اس کے متعلق کہا کرتے تھے کہ دجال وہی ہے۔ جب میں ایک جگہ ٹھہرا تو اس سے کہا کہ اپنا سامان اس درخت کے نیچے رکھ اتنے میں اس نے کچھ بکریاں دیکھیں تو پیالہ لے کر گیا اور ان کا دودھ نکال کر لایا اور مجھ سے کہا کہ اسے پیو لیکن مجھے اس کے ہاتھ سے کوئی چیز پینے میں کراہت محسوس ہوئی کیونکہ لوگ اسے دجال کہتے تھے۔ پس میں نے اس سے یہ کہہ دیا کہ آج گرمی ہے اور میں گرمی میں دودھ پینا پسند نہیں کرتا۔ اس نے کہا ابوسعید میں نے لوگوں کی ان باتوں سے جو وہ میرے متعلق کہتے ہیں تنگ آ کر فیصلہ کیا کہ رسّی لے کر درخت سے باندھوں اور گلا گھونٹ کر مر جاؤں۔ دیکھو اگر میری حیثیت کسی اور پر پوشیدہ رہے تو رہے تم لوگوں پر تو پوشیدہ نہیں رہنی چاہیے۔ اس لیے کہ تم لوگ احادیث رسول اللہ ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے ہو۔ اے انصار کی جماعت کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: کہ وہ (دجال) کافر ہوگا جبکہ میں مسلمان ہوں۔ کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ ناقابل تولد ہوگا اور اسکی اولاد نہ ہوگی جبکہ میں اپنا بچہ مدینہ میں چھوڑا ہے۔ پھر کیا رسول اللہ

يَا اَبَا سَعِيدٍ وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّكَ خَبَرًا حَقًّا وَاللّٰهِ لَاَعْرِفُهٗ وَاَعْرِفُ وَالِدَهٗ اَيْنَ هُوَ السَّاعَةَ مِنَ الْاَرْضِ فَقُلْتُ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ مکہ میں داخل نہیں ہوسکتا جبکہ میں اہل مدینہ میں سے ہوں اور اس وقت تمہارے ساتھ مکہ جارہا ہوں۔ ابوسعید فرماتے ہیں کہ اس نے اس قسم کی دلیلیں پیش کیں کہ میں سوچنے لگا کہ شاید لوگ اس کے متعلق جھوٹی باتیں کہتے ہوں گے۔ پھر اس نے کہا: ابوسعید میں تمہیں ایک سچی خبر بتاتا ہوں کہ اللہ کی قسم میں دجال اور اس کے باپ کو جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہے جب اس نے یہ بات کہی تو میں نے کہا تجھ پر سارے دن کی ہلاکت ہو۔ یعنی مجھے پھر اس سے بدگمانی ہوگئی کیونکہ آخر میں اس نے ایسی بات کہ دی تھی۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۲۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ اُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ قَالَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَاْتِيْكَ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَاْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي قَدْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَخَبَاَ لَهٗ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَكُ حَقًّا فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَا يَكُنْ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَعْنِي الدَّجَّالَ۔

۱۲۸: حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے چند صحابہؓ (جن میں عمرؓ بھی شامل تھے) کے ساتھ ابن صیاد کے پاس سے گزرے وہ بنو مغالہ کے قلعے کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپؐ کی آمد کا اسے اس وقت تک اندازہ نہ ہوا جب تک نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کی پیٹھ پر نہیں مار دیا اور آپؐ نے فرمایا کیا میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن صیاد نے آپؐ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اُمیوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کس قسم کی خبریں آتی ہیں۔ ابن صیاد نے کہا جھوٹی بھی اور سچی بھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر تیرا کام مختلط ہوگیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا میں نے دل میں تمہارے متعلق کوئی بات سوچی ہے (لہٰذا بتاؤ کہ وہ کیا ہے) اور آپؐ نے یہ آیت سوچ لی "يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ" ابن صیاد نے کہا وہ بات "درخ" ہے (یعنی دخان کا جزء ہے)۔ آپؐ نے فرمایا دھتکار ہو تم پر۔ تم اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اتار دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر یہ دجال ہی ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اسے قتل

کرنے کی قدرت نہیں دے گا اور اگر وہ نہیں تو اگا اور اگر وہ نہیں تو اسے مارنے میں تمہارے لئے بھلائی نہیں ہے۔ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ اس سے مراد ''دجال'' ہی ہے۔

ع حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَقِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَاحْتَبَسَهُ وَهُوَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ وَلَهُ ذُؤَابَةٌ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْتَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرٰى قَالَ أَرٰى عَرْشًا فَوْقَ الْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرٰى عَرْشَ إِبْلِيسَ فَوْقَ الْبَحْرِ قَالَ مَا تَرٰى قَالَ أَرٰى صَادِقًا وَكَاذِبَيْنِ أَوْ صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحَفْصَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۹: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ کے ایک راستہ میں نبی اکرم ﷺ کی ملاقات ابن صیاد سے ہوئی تو آپؐ نے اسے روک لیا۔ وہ یہودی لڑکا تھا اس کے سر پر بالوں کی چوٹی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ، حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ اس سے آپؐ نے فرمایا کیا تو میری رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ ابن صیاد نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔ پھر آپؐ نے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے۔ ابن صیاد نے کہا میں پانی پر تخت دیکھتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دریا پر شیطان کا تخت دیکھ رہا ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا اور کیا دیکھتا ہے۔ ابن صیاد نے کہا ایک سچا اور دو جھوٹے یا دو سچے اور ایک جھوٹا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر معاملہ خلط ملط ہو گیا۔ پھر آپؐ اس سے الگ ہو گئے۔ اس باب میں حضرت عمرؓ، حسین بن علیؓ، ابن عمرؓ، ابوذرؓ، ابن مسعودؓ، جابرؓ اور حفصہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ أَبُو الدَّجَّالِ وَأُمُّهُ ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُولَدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضَرُّ شَيْءٍ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ أَبُوهُ طُوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ كَأَنَّ أَنْفَهُ مِنْقَارٌ وَأُمُّهُ امْرَأَةٌ فِرْضَاخِيَّةٌ طَوِيلَةُ الثَّدْيَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرَةَ فَسَمِعْتُ بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى

۱۳۰: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے ماں باپ کے ہاں تیس سال تک اولاد نہ ہوگی اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی آنکھیں سوئیں گی (یعنی کانا ہوگا) دل نہیں سوئے گا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے والدین کا حلیہ وغیرہ بیان کیا اور آپؐ نے فرمایا اس کا باپ کافی لمبا اور دبلا پتلا ہوگا اور اس کی ناک مرغ کی چونچ کی طرح ہوگی۔ جبکہ اسکی ماں لمبے لمبے پستان والی عورت ہو گی۔ ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے یہودیوں کے ہاں ایک بچے کی ولادت کا سنا تو میں اور زبیر بن عوام اسے دیکھنے کے لیے گئے۔ ہم نے اس کے ماں باپ کو نبی اکرم ﷺ کے بیان کردہ

اَبَوَيْهِ فَإِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمَا قُلْتُ هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَثْنَا ثَلَاثِيْنَ عَامًا لَا يُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضَرُّ شَيْءٍ وَاَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيْفَةٍ لَهُ وَلَهُ هَمْهَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ۔

اوصاف کے مطابق پایا۔ میں نے ان سے پوچھا کیا تمہاری اولاد ہے انہوں کہا ہم تیس سال تک بے اولاد رہے پھر ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو کانا ہے اور اس میں نفع سے زیادہ ضرر ہے اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا پھر ہم ان کے پاس سے نکلے تو اچانک اس لڑکے پر نظر پڑگئی وہ ایک موٹی روئیں دار چادر میں (لپٹا ہوا) دھوپ میں پڑا ہوا کچھ بڑبڑا رہا تھا اتنے میں اس نے اپنے سر سے چادر اٹھائی اور پوچھا تم نے کیا کہا۔ ہم نے کہا کہ تو نے ہماری بات کو سنا ہے۔ کہنے لگا ہاں سنا ہے۔ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: فتنہ دجال چونکہ اس امت کا معمولی فتنہ نہیں ہے اس وجہ سے آپ ﷺ دجال سے متعلق تحقیق وجستجو فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ بنو بخار کے حلیف یہودِ مدینہ میں سے ایک یہودی کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا جس میں کچھ مشتبہ اور عجیب وغریب علامات پائی جاتی تھیں۔ اس کو ابنِ صیاد کہا جاتا ہے اور اس کا نام ''صاف'' تھا۔ یہ کاہن بھی تھا، یعنی جن اس کے تابع تھے۔ سچی جھوٹی باتیں ملا جلا کر بتایا کرتا تھا۔ کاہنوں اور شعبدہ بازوں جیسا چکر باز تھا۔

آپ ﷺ کو اس کے دجال ہونے کا شبہ تھا۔ اس کی بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے درمیان بھی اختلاف پایا جاتا تھا۔ حضرت جابر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حلفاً یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہی جال ہے لیکن بعد کے حالات وقرائن نے ثابت کر دیا کہ یہ دجال نہیں تھا۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ واقعہ حرا میں یہ شخص غائب ہو گیا تھا۔ اور معلوم نہ ہو سکا کہ کدھر گیا۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اس کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ لیکن کوکب الدری میں ابن الملک کے حوالہ سے یہ منقول ہے کہ مدینہ میں اس کیا انتقال کی بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔

لیکن اکثر اہل علم کی رائے یہی ہے کہ یہ شخص وہ دجال اکبر نہ تھا جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بابِ لد پر قتل کریں گے۔

عند اطم بنی مفالة: پتھروں سے بنی ہوئی قلعہ نما عمارت کو اطم کہتے ہیں۔ بنومفالہ الضار کا ایک ذیلی قبیلہ تھا، جس کا قبیلہ منبرِ نبوی سے دائیں جانب تھا۔

قال ابن صياد : اتشهد انى رسول الله: یہاں ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ اس کے نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود آپ ﷺ نے اس کو قتل کیوں نہ فرمایا؟۔ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ وہ نابالغ تھا اس بناء پر قتل نہ کروایا۔

۲۔ آپ ﷺ کی مدینہ آمد کو زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا، اور آپ ﷺ نے یہود اور ان کے حلیف قبائل سے امن کا معاہدہ کیا ہوا تھا۔

اس وجہ سے اس کو قتل نہ کروایا۔

۳۔ اس نے صریح دعویٰ نبوت نہ کیا تھا بلکہ استفہاماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ "اتشھد انت انی رسول اللہ ؟"

یاتینی صادق و کاذب: یعنی میرے پاس آنے والا جو باتیں مجھے بتاتا ہے اس میں سے بعض باتیں سچی ہوتی ہیں اور بعض باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

وھو الدخ: یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ اس کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دخان سے متعلق آیت پڑھی ہے؟

جواب میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہی ہے کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پوشیدہ بات کا ادراک نہ ہوسکا۔ سوائے اس ناقص قلم کے۔ جیسا کہ کاہنوں کی عادت ہوتی ہے کہ شیاطین شہاب ثاقب لگنے سے پہلے جو ناقص معلومات حاصل کرتے ہیں وہ کاہنوں کو بتادیتے ہیں۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "فلن تعد و قدرك"۔ بس تیری پہنچ یہیں تک تھی۔

۷۱: بَابٌ

۱۳۱: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ يَعْنِي الْيَوْمَ تَأْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَبُرَيْدَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فِيْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلَ النَّاسُ فِيْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تِلْكَ فِيْمَا يَتَحَدَّثُوْنَهٗ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ نَحْوَ مِائَةِ سَنَةٍ وَإِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۷۱: باب

۱۳۱: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کہ کوئی سانس لینے والا نفس اس وقت زمین پر نہیں کہ اس پر سو برس گزر جائیں (یعنی سو برس تک سب مرجائیں گے)۔[1] اس باب میں حضرت ابن عمرؓ، ابوسعیدؓ اور بریدہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات طیبہ کے آخری ایام میں ایک مرتبہ ہمارے ساتھ نماز عشاء پڑھی۔ پھر سلام پھیر کر کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا: دیکھو جو لوگ آج کی رات زندہ ہیں ان میں سے کوئی سو سال کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کرنے میں غلطی کی اور اسے سو برس تک باقی رہنے کے معنیٰ میں نقل کیا حالانکہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ سو سال بعد اس صدی یا زمانے کے لوگ ختم ہوجائیں گے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: اکثری احوال کے اعتبار سے یہ فرمایا، جنات، خضر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

---

[1]: اس سے مراد یہ نہیں کہ قیامت قائم ہوجائے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس طبقے کے لوگ ختم ہوجائیں گے۔ (مترجم)

۷۲: بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيَاحِ

۱۳۳: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ وَنَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۷۲: باب ہوا کو برا کہنے (گالی دینے) کی ممانعت

۱۳۳: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا کو گالی نہ دو۔ اگر تم کوئی ناپسندیدہ بات دیکھو تو کہو اے اللہ: ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے کی بھلائی اور جس بات کا حکم دیا گیا ہے کی بھلائی چاہتے ہیں اور اس کی شر، اس کے اندر جو کچھ ہے یا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے کی برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ سے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: جس طرح احادیث میں زمانہ کو برا بھلا کہنے کی ممانعت آئی ہے کیونکہ حوادث زمانہ من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ زمانہ کو برا بھلا کہنے کا مطلب یہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کو برا بھلا کہا جارہا ہے۔

اس طرح ہوا کے بارے میں بھی ارشاد ہے کہ اس کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ وہ اپنی مرضی سے نہیں چلتی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے۔ یعنی وہ من جانب اللہ مامور ہے اور مامور کو برا بھلا کہنے کا معنی یہ ہے کہ آمر کو برا بھلا کہا جارہا ہے۔ اس وجہ سے ہوا کی تیزی کے وقت عمل بتادیا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔

۷۳ بَابٌ

۱۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ نَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَضَحِكَ فَقَالَ إِنَّ تَمِيمَ الدَّارِيَّ حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ فَفَرِحْتُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ رَكِبُوا سَفِينَةً فِي الْبَحْرِ فَجَالَتْ بِهِمْ حَتّٰى قَذَفَتْهُمْ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَإِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَبَّاسَةٍ نَاشِرَةٍ شَعْرَهَا فَقَالُوا مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوا فَأَخْبِرِينَا قَالَتْ لَا أُخْبِرُكُمْ وَلَا أَسْتَخْبِرُكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِنَّ ثَمَّ مَنْ

۷۳: باب

۱۳۴: حضرت فاطمہ بنت قیسؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تمیم داری نے مجھ سے ایک قصہ بیان کیا ہے جس سے میں بہت خوش ہوا۔ پس میں نے چاہا کہ تمہیں بھی سنادوں کہ اہل فلسطین میں سے چند لوگ ایک کشتی میں سوار ہوئے یہاں تک کہ وہ کشتی موجوں میں گھر گئی جس نے انہیں ایک جزیرے پر پہنچا دیا۔ وہاں انہوں نے ایک لمبے بالوں والی عورت دیکھی۔ نہوں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا نہ میں تمہیں کچھ بتاتی ہوں اور نہ ہی پوچھتی ہوں۔ ہاں تم لوگ بستی کے کنارے پر چلو وہاں

مَنْ يُخْبِرُكُمْ وَيَسْتَخْبِرُكُمْ فَاَتَيْنَا اَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُوْثَقٌ بِسِلْسِلَةٍ فَقَالَ اَخْبِرُوْنِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ قُلْنَا مَلْاٰى تَدْفِقُ قَالَ اَخْبِرُوْنِي عَنِ الْبُحَيْرَةِ قُلْنَا مَلْاٰى تَدْفِقُ قَالَ اَخْبِرُوْنِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ الَّذِي بَيْنَ الْاُرْدُنِّ وَ فِلَسْطِيْنَ هَلْ اَطْعَمَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَخْبِرُوْنِي عَنِ النَّبِيِّ هَلْ بُعِثَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَخْبِرُوْنِي فِي كَيْفَ النَّاسُ اِلَيْهِ قُلْنَا سِرَاعٌ قَالَ فَنَزَى نَزْوَةً حَتّٰى كَادَ قُلْنَا فَمَا اَنْتَ قَالَ اَنَا الدَّجَّالُ وَ اِنَّهُ يَدْخُلُ الْاَمْصَارَ كُلَّهَا اِلَّا طَيْبَةَ وطَيْبَةُ الْمَدِيْنَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ۔

کوئی تم سے کچھ پوچھے گا بھی بتائے گا بھی۔ پس ہم لوگ وہاں گئے تو دیکھا کہ ایک شخص زنجیروں میں بندھا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: مجھے چشمۂ زغر کے متعلق بتاؤ۔ ہم نے کہا وہ بھرا ہوا ہے اور اس سے پانی چھلک رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا کہ وہ بھی بھرا ہوا جوش مار رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا بیسان کے نخلستان، جو اردن اور فلسطین کے درمیان میں ہے، کا کیا حال ہے؟ کہا وہ پھل دیتا ہے۔ ہم نے کہا ''ہاں'' کہنے لگا بتاؤ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی ہے؟ ہم نے کہا: ''ہاں'' اس نے کہا کہ اس کی طرف لوگوں کا میلان کیسا ہے؟ ہم نے کہا: تیزی کے ساتھ لوگ اس کی طرف جا رہے ہیں (یعنی اسلام قبول کر رہے ہیں)

راوی کہتے ہیں پھر وہ اتنا اچھلا قریب تھا کہ زنجیروں سے نکل جائے۔ ہم نے پوچھا: تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا میں ''دجال'' ہوں اور دجال طیبہ کے علاوہ تمام شہروں میں داخل ہوگا اور طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ یہ حدیث قتادہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے اور کئی راویوں نے اسے بواسطہ شعبی ؒ فاطمہ بنت قیس سے روایت کیا ہے۔

تشریح: جساسہ دجال کی جاسوسہ ہونے کی وجہ سے جساسہ کہلائی۔ اور اپنی مشکوک اور ملتبس حالت کی وجہ سے لباسہ کہلائی یا یہ کہ اس کے کثرتِ لباس (یعنی اس کے بال اتنے کثیر تھے گویا دبیز لباس پہنے ہوئے ہے) کی وجہ سے لباسہ کہا گیا۔

فاذا فيه رجل مو ثق بسلسلة: اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''فاذا فيه اعظم انسان ما راء يناه قط خلقا و اشده وثاقا بجهوعة يداه الى عنقه ما بين ركبتيه الى كعبيه با لحديد، قلنا: ويلك ما انت؟ قال: قد قدرتم على خبرى فاخبرونى ما انتم؟ قالو: نحن اناس من العرب۔

فقال اخبرونی من عين زغغر: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' هي بلدة معروفة فى جانب القبلى من الشام۔ (شرح للنووی)۔ اور آج کل کے جدید مردار (Dead Sea) کے مشرق میں واقع ہے۔

اس حوالہ سے مسلم کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ''قالو ا: عن اى شا نها تستخبر؟ قال هل فى العين ماء و هل يزرع اهلها بماء العين؟ قلنا له: نعم هى كثيرة الماء واهلها يزرعون من مائها۔

قال: اخبرونی عن البحيرة: بحیرہ یہ بحر کی تصغیر ہے۔ یہاں بحریہ طبریہ مراد ہے۔ جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے: عن بحيرة طبرية ''۔

قاموس میں ہے کہ طبریہ اردن کے ایک قصبہ کا نام ہے اور طبریہ کا رہنے والا طبرانی کہلاتا ہے۔ بحر طبریہ اسرائیل کے شمال مشرق میں اردن کی سرحد کے قریب واقع ہے۔ اس کی لمبائی ۲۳ کلومیٹر اور چوڑائی تقریباً ۱۳ کلومیٹر ہے اور زیادہ سے زیادہ گہرائی

۱۵۷ افٹ ہے۔اس کا کل رقبہ ۱۶۶ (ایک سو چھیاسٹھ) کلومیٹر ہے اس وقت یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کا پانی بغیر کسی ظاہری وجہ سے رفتہ رفتہ خشک ہوتا جارہا ہے۔اسرائیلی حکومت خلیج تھبہ سے پائپ لائنوں کے ذریعہ پانی یہاں پہنچاتی ہے۔

اخبرونی عن نخل بسیان بین الاردن: بسیان اردن کے قریب ایک فلسطینی مقام ہے اسے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مشہور صحابی حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔۱۹۲۴ میں، لافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد جزیرۃ العرب کے حصے بخرے ہوئے تو یک اردن کا حصہ بن گیا۔۱۹۴۸ تک یہ اسلامی ملک اردن کا حصہ تھا۔مئی ۱۹۴۸ میں اسرائیل نے بیسان سمیت اردگرد کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔اور تا حال یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔یہ علاقہ قدیم زمانہ میں ایک کھجوروں کے باغات کے لئے مشہور تھا۔لیکن اب یہاں پھل پیدا نہیں ہوتا۔مشہور مؤرخ علامہ یاقوت حموی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''معجم البلدان'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں کئی مرتبہ بیسان گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے باغ ہی نظر آئے ہیں'' اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کے باغ پہلے پھل دیتے تھے ۶۲۶ھ تک جو علامہ حموی رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ وفات ہے ان درختوں نے پھل دینا بند کردیا تھا۔(ملخصامن ''دجال'' مؤلف مفتی ابولبابہ صاحب)

خلاصۃ الباب: ابنِ صیاد کا اصل نام ''صاف'' تھا اور بعض حضرات نے ''عبداللہ'' بتایا ہے وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ کا باشندہ تھا ابن صیاد سحر یعنی جادو اور کہانت کا ماہر تھا اور اس وجہ سے اس کی شخصیت پر اسرار بن کررہ گئی تھی وہ ایک بڑا فتنہ تھا جس میں مسلمانوں کو مبتلا کر کے ان کا امتحان لیا گیا تھا اس کے حالات بڑے مختلف تھے اسی بناء پر صحابہؓ کے درمیان بھی اس کی حیثیت کے تعین میں اختلاف تھا چنانچہ کچھ صحابہؓ کا خیال یہ تھا کہ ابنِ صیاد ہی دجّال ہے جس کی خبر دی گئی ہے لیکن اکثر حضرات کا کہنا یہ تھا کہ ابن صیاد وہ بڑا دجّال تو نہیں ہے لیکن ان چھوٹے چھوٹے دجّالوں میں سے ایک ضرور ہے۔حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں شبہ میں پڑ گیا کہ ذریعہ گویا یہ بیان کیا کہ پہلے تو میں یقین رکھتا تھا کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے لیکن اب اس نے جو دجّال ہونے سے انکار کیا تو میں شک وشبہ میں پڑ گیا کہ اس کو دجّال سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں۔علماء محققین فرماتے ہیں کہ ابن صیاد کے بارے میں جو احادیث وروایات منقول ہیں اگر چہ ان کے درمیان اختلاف وتضاد ہے اور اس کے متعلق علماء کا کوئی متفقہ فیصلہ نہیں لیکن جس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ ابن صیاد کے دجّال ہونے کے خوف میں مبتلا رہے اس کی یہ توجیہ ضروری ہے کہ جب تک آپ ﷺ کو مسیح دجّال کے بارے میں پورے حقائق کا علم نہیں ہوا تھا آپ ﷺ ابن صیاد کو دجّال سمجھتے تھے لیکن جب تمیم داریؓ کے واقعہ سے اور وحی کے ذریعہ بھی آپ ﷺ کو یہ یقین حاصل ہوگیا کہ دجّال کون ہوگا تو آپ ﷺ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ابن صیاد وہ دجّال نہیں ہے جو سمجھا جاتا تھا نیز دجّال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ نہیں جاسکے گا اور اس کی اولاد نہیں ہوگی اور وہ کافر ہوگا جبکہ ابن صیاد کی اولاد تھی مدینہ میں رہتا تھا اور مکہ مکرمہ حج کرنے گیا تھا۔ہوا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو بادلوں کو لے کر آتی ہے بھی تند وتیز بھی چلتی ہے تو ناگوار ہوتی ہے اس وقت دعاء مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اس عجیب الخلقت جانور نے اپنا نام جساسہ یعنی جاسوسی کرنے والا اس اعتبار سے فرمایا کہ وہ دجّال کو خبریں پہنچایا کرتا تھا۔نخل بیان ایک شہر کا نام ہے۔''دتیر'' اصل میں عیسائیوں کی عبادت گاہ یعنی ''گرجا'' کو کہتے ہیں۔لغت کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''دیر'' راہبوں کے رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں یہاں

حدیث میں ''دیر'' سے مرادوہ بڑی عمارت ہے جس میں دجّال تھا۔

۷۴: بَابٌ

۱۳۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدُبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۷۴: باب

۱۳۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مؤمن کے لیے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کوئی شخص اپنے نفس کو کس طرح ذلیل کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی طاقت سے زیادہ مشقتیں اٹھانے کے باعث۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۷۵: بَابٌ

۱۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ نَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَصَرْتُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَكُفُّهٗ عَنِ الظُّلْمِ فَذَاكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۵: باب

۱۳۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مظلوم اور ظالم بھائی کی مدد کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد تو ٹھیک ہے لیکن ظالم کی مدد کس طرح کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے ظلم سے روک کر۔ یہی تیری طرف سے اسکی مدد ہے۔ اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''قال يتعرض من البلاء لما لا يطيق'' خود کو ایسی آزمائشوں میں مبتلاء کرنا جن کی استطاعت نہیں رکھتا یہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔ یعنی دنیاوی یا اخروی معاملات میں اپنے نفس پر اتنا بوجھ ڈالنا چاہیئے جس کی استطاعت ہو۔ کیونکہ ہر شخص کو اپنی کیفیت خوب معلوم ہوتی ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں اس وجہ سے کسی بھی عمل کو اپنی کیفیت کے مطابق ہی اختیار کرنا چاہیئے۔

احادیث میں اس سے متعلق متعدد واقعات موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے کیفیت کو بھانپتے ہوئے دوسروں کے برداشت سے زیادہ بوجھ کو پسند فرمایا، مثلاً ایک مرتبہ ایک صاحب انڈے کے برابر سونا لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ میری کل پونجی یہی ہے قبول فرمالیجیے۔ اس پر آپ ﷺ نے وہ ڈلی اس زور سے پھینکی کے کسی کے لگ جاتی تو زخمی کر دیتی، پھر فرمایا کہ بعض لوگ اپنا سارا مال صدقہ کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے پھرتے ہیں۔

لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سارا مال لائے تو قبول فرمالیا۔ تبوک کے موقع پر۔

اسی طرح درمنثور میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے کی یہ حالت دیکھ کر لوگوں سے کپڑا خیرات کرنے کو ارشاد فرمایا، بہت سے کپڑے چندہ میں جمع ہوگئے۔ حضور ﷺ نے ان میں

سے دو کپڑے ان صاحب کو عطاء فرما دیئے۔ اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کی ترغیب دی اور لوگوں نے صدقہ کا مال دیا تو ان صاحب نے بھی دو کپڑوں میں سے ایک صدقہ میں دے دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان کا کپڑا واپس فرما دیا۔

۷۶: بَابٌ

۱۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَى اَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ۔

۷۶: باب

۱۳۷: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جنگل میں سکونت اختیار کی وہ سخت خو اور بدخلق ہوگیا۔ (کیونکہ اسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق کم ہوتا ہے) اور جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہوگیا اور جو حاکموں کے دروازے پر گیا وہ فتنوں میں مبتلا ہوگیا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ابن عباسؓ کی روایت سے حسن غریب ہے ہم اسے صرف ثوری کی روایت سے جانتے ہیں۔

۱۳۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذَاكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۸: حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ مدد کیے جانے والے ہو اور تم لوگوں کو مال و دولت عطا کیا جائے گا اور تمہارے ذریعے ممالک فتح ہوں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس زمانہ کو پائے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''مسکن البادیة جفا'' یعنی دور دراز دیہات میں رہائش اختیار کرنے سے انسان بہت ساری چیزوں سے لاعلم رہتا ہے اور اس کی صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے۔ دل سخت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دور دراز دیہات میں رہنے والے لوگ اہل علم حضرات سے دور رہتے ہیں اور لوگوں سے اختلاط بہت کم ہو پاتا ہے۔ اس وجہ ان کی طبیعتوں میں وحشت آجاتی ہے اور ماحول سے متاثر ہونے کی وجہ سے حیوانی صفات گھر کر جاتی ہیں۔ نماز، روزے تک کے مسائل سے ناواقفی ہوتی ہے۔

تشریح: ''ومن اتبع الصید غفل'' یعنی جو شکار کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے وہ عبادت واطاعت سے غافل ہو جاتا ہے، جمعہ و جماعت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے ضمن میں وہ تمام لہو ولعب آ گئے جو دین سے غافل کر دیں۔ باقی معاش کے لئے شکار کرنا جو غفلت کا باعث نہ ہو یہ جائز ہے۔

ومن اتی ابواب السلطان افتتن :یعنی بادشاہوں سے میل ملاپ کی صورت میں ان کی بے دینی پر بے جا حمایت یا چشم پوشی کرنی پڑے گی اور مداھنت لازمی آئے گی۔

یا پھران کی مخالفت کی صورت میں جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ہاں اگر کوئی شخص اپنی جان کی پرواہ نہ کرے اور حق گوئی کی نیت سے ان کے پاس آنا جانا رکھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے تو اس کے لئے تفصیل ترین جہاد ہے۔

۷۷: بَابٌ

۱۳۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَعَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ وَ حَمَّادٍ سَمِعُوْا اَبَاوَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا قَالَ حُذَيْفَةُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ عُمَرُ لَسْتُ عَنْ هٰذَا اَسْاَلُكَ وَلٰكِنْ عَنِ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَيُفْتَحُ اَمْ يُكْسَرُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ اِذًا لَا يُغْلَقُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُوْوَائِلٍ فِيْ حَدِيْثِ حَمَّادٍ فَقُلْتُ لِمَسْرُوْقٍ سَلْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْبَابِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۷۷: باب

۱۳۹: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ فتنے کے متعلق نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کو کون بخوبی بیان کرسکتا ہے۔حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا ''میں'' پھر حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ کس شخص کے لیے اس کے اہل وعیال مال اور اس کا پڑوسی فتنہ ہیں ۔ (یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی میں نقص رہ جاتا ہے۔) اور ان فتنوں کا کفارہ نماز، روزہ صدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس فتنے کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔ میں تو اس فتنے کی بات کررہاہوں جو سمندر کی موج کی طرح اٹھے گا۔(حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا امیر المومنین آپ کے اور اس عظیم فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا؛ کیا وہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا تو ڑا جائے گا۔حضرت عمرؓ نے فرمایا تو پھر وہ قیامت تک دوبارہ بند نہیں ہوگا۔ابو وائل اپنی حدیث میں حماد کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں کہ میں نے مسروق سے کہا کہ حذیفہؓ سے پوچھئے کہ وہ دروازہ کیا ہے۔حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ وہ حضرت عمرؓ کی ذات ہے۔یہ حدیث صحیح ہے۔

۷۸: بَابٌ

۱۴۰: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ خَمْسَةٌ وَاَرْبَعَةٌ اَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ

۷۸: باب

۱۴۰: حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے ہم کل نو آدمی تھے جن میں سے پانچ عربی اور چار عجمی یا اس کے برعکس۔آپؐ نے فرمایا سنو کیا تم لوگوں نے سنا کہ میرے بعد ایسے حاکم اور امراء آئیں گے

سَيَكُونُ بَعْدِيْ اُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ فَهُوَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ مِسْعَرٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ قَالَ هَارُوْنُ وَثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ قَالَ هٰرُوْنُ وَثَنِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَلَيْسَ بِالنَّخَعِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ مِسْعَرٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ۔

ہونے کے باوجود تصدیق کرے گا اور ان کی ظلم پر اعانت کرے گا تو اس کا مجھ سے کوئی متعلق نہیں اور نہ ہی وہ میرے حوض (کوثر) پر آئے گا۔ ہاں جو شخص ان حکام کے پاس نہیں جائے گا، ان کی ظلم پر اعانت نہیں کرے گا اور ان کے جھوٹ بولنے کے باوجود ان کی تصدیق نہیں کرے گا۔ وہ مجھ سے اور میں اس سے وابستہ ہوں اور وہ شخص میرے حوض پر آ سکے گا۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو مسعر کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ہارون یہ حدیث محمد بن عبدالوہاب سے وہ سفیان سے وہ ابو حصین سے وہ شعبی سے وہ عاصم عدوی سے وہ کعب بن عجرہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ پھر ہارون محمد وہ سفیان وہ زبیر وہ ابراہیم سے (یہ ابراہیم نخعی نہیں) وہ کعب بن عجرہ اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مسعر ہی کی حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت حذیفہؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۴۱: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ ابْنَةِ السُّدِّيِّ الْكُوْفِيُّ نَا عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ۔

۱۴۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اپنے دین پر قائم رہنے والا ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والے کی طرح تکلیف میں مبتلاء ہوگا۔

یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ عمر بن شاکر بصری ہیں۔ ان سے کئی اہل علم احادیث نقل کرتے ہیں۔

۷۹: بَابٌ

۷۹: باب

۱۴۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى اُنَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجٰى خَيْرُهٗ

۱۴۲: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ چند بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا میں تمہیں اچھوں اور بروں کے متعلق بتاؤں۔ وہ لوگ خاموش رہے تو آپ نے یہی سوال تین مرتبہ دہرایا تو ایک شخص نے عرض کیا "ہاں" یارسول اللہ ﷺ ہمیں برے بھلے کی خبر دیجئے۔ فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی امید رکھیں اور اس کے شر سے بے خوف ہوں جبکہ بدترین شخص

وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

وہ ہے جس سے نیکی کی کوئی امید نہ ہو بلکہ اس کے شر سے بھی لوگ محفوظ نہ ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۸۰: بَابٌ

۸۰: باب

۱۴۳: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ نَا زَيْدُ ابْنُ حُبَابٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ ثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَشَتْ اُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدَمَهَا اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ اَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ سُلِّطَ شِرَارُهَا عَلٰى خِيَارِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ۔

۱۴۳: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری اُمت کے لوگ اکڑ اکڑ کر چلیں گے اور بادشاہوں کی اولاد (یعنی مفتوحہ علاقوں کے بادشاہوں کی اولاد جو مسلمانوں کی غلام ہوگی) ان کی خدمت کرے گی یعنی فارس وروم کی اولاد تو ان کے نیک لوگوں پر ان کے بدترین لوگ مسلط کردیے جائیں گے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اس حدیث کو ابو معاویہ بھی یحییٰ بن سعید انصاری سے نقل کرتے ہیں۔

۱۴۴: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْوَاسِطِيُّ نَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُعْرَفُ لِحَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَصْلٌ اِنَّمَا الْمَعْرُوْفُ حَدِيْثُ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَقَدْ رَوٰى مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

۱۴۴: ہم سے یہ حدیث محمد بن اسمٰعیل نے ابو معاویہ کے حوالے سے انہوں نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے انہوں نے عبداللہ بن دینار کے انہوں نے ابن عمرؓ اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے بیان کی ہے۔ جبکہ ابو معاویہ کی یحییٰ بن سعید سے مرسلا عبداللہ بن دینار، حضرت ابن عمرؓ سے منقول حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ مشہور حدیث موسیٰ بن عبیدہ ہی کی ہے۔ مالک بن انس بھی یہ حدیث یحییٰ بن سعید سے مرسلا نقل کرتے ہیں اور اس میں عبد اللہ بن دینار کا ذکر نہیں کرتے۔

۱۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ نَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَلَكَ كِسْرٰى قَالَ مَنِ اسْتَخْلَفُوْا قَالُوْا اِبْنَتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً قَالَ فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْبَصْرَةَ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵: حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی برکت سے ایک فتنے سے بچایا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ جب کسریٰ ہلاک ہوا تو آپؐ نے پوچھا: اس کا خلیفہ کسے بنایا گیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کی بیٹی کو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جن پر کوئی عورت حکمرانی کرتی ہو۔ ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہؓ بصرہ آئیں تو مجھے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد یاد آ گیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی معیت سے بچالیا۔ یہ

حدیث صحیح ہے۔

۱۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا أَبُوْعَامِرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ وَخِيَارُهُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتَدْعُونَ لَهُمْ وَيَدْعُونَ لَكُمْ وَشِرَارُ أُمَرَائِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ وَمُحَمَّدٌ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ۔

۱۴۶: حضرت عمر بن خطابؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تم لوگوں کے بہترین اور بدترین حکام کا نہ بتاؤں۔ اچھے حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو گے اور وہ تم سے محبت کریں گے۔ تم ان کے لیے دعا کرو گے اور وہ تمہارے لیے دعا کریں گے اور تمہارے برے حاکم وہ ہوں گے جن سے تمہیں بغض ہوگا اور وہ تم سے بغض رکھیں گے تم ان پر لعنت بھیجو گے اور وہ تم پر لعنت بھیجیں گے۔ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اس کو محمد بن حمید کی روایت سے ہی پہچانتے ہیں۔ محمد کو حفظ کے بارے میں ضعیف کہا گیا ہے۔

۱۴۷: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ فَقِيلَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۴۷: حضرت ام سلمہؓ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں عنقریب ایسے حاکم آئیں گے جنہیں تم (اچھے اعمال کی وجہ سے) پسند بھی کرو گے اور (بعض کو برے اعمال کی وجہ سے) ناپسند۔ پس جو ان کے منکرات کو ناپسند کرے گا وہ بری الذمہ ہے اور جو ان کے منکرات کو برا جانے گا وہ ان کے گناہ میں شریک ہونے سے بچ جائے گا۔ لیکن جو شخص ان سے رضامندی ظاہر کرے گا اور ان کا ساتھ دے گا وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ فرمایا ''نہیں'' جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ نَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا نَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتْ أُمَرَاءُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَتْ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا هٰذَا

۱۴۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے حکمران اچھے لوگ ہوں تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشورہ سے طے ہوں تو زمین کا ظاہر اس کے باطن سے تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر لوگ ہوں، تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو اس وقت زمین کا بطن تمہارے لیے اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے۔ (یعنی مرجانا) یہ حدیث غریب ہے

اَحَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ صَالِحِ الْمُرِّيِّ وَصَالِحٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ غَرَائِبُ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ۔

اور ہم اسے صالح مری کی روایت سے جانتے ہیں۔ صالح کی احادیث غریب ہیں اور ان میں کوئی بھی اس کی اتباع نہیں کرتا اور وہ نیک آدمی ہے۔

تشریح: ''لن یفلح قوم ولو امرهم امرأة'' کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا، مگر چھ ماہ بعد زہر کھا لینے کی وجہ سے اس کی بیٹی بوران کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو اس پر فرمایا کہ! ''لن یفلح قوم ولو امرهم امرأة''۔

یہ مسئلہ فقہاء کے درمیان اختلافی ہے کہ عورت کو سربراہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک عورت امارت وقضاء کی حقدار نہیں ہوسکتی۔ البتہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک روایت یہی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جن امور میں عورت کی گواہی معتبر ہے ان امور میں وہ امیر بھی بن سکتی ہے۔ ہاں تغلب و استیلاء کی صورت میں اس کے احکام کی بجا آوری کی جائے گی۔

۸۱: بَابٌ

۱۴۹: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجُوْزَجَانِيُّ نَا نُعَيْمُ ابْنُ حَمَّادٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ۔

۸۱: باب

۱۴۹: حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم ایسے زمانے میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی اس کام کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے جس کے کرنے کا حکم ہے تو ہلاک ہوا۔ پھر وہ زمانہ آئے گا کہ اگر کوئی حکم کئے گئے کام کا دسواں حصہ بھی ادا کرے گا نجات پائے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف نعیم بن حماد کی روایت سے جانتے ہیں جو سفیان بن عیینہ سے روایت کی گئی ہے۔ اس باب میں حضرت ابوذرؓ اور ابوسعیدؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۱۵۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ هٰهُنَا اَرْضُ الْفِتَنِ وَاَشَارَ اِلَى الْمَشْرِقِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ اَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا فتنوں کی زمین اس طرف ہے اور مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جہاں سے شیطان کا سینگ یا فرمایا سورج کا سینگ نکلتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۵۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ

۱۵۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ انہیں کوئی نہیں روک سکے گا یہاں تک

مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُوْدٌ فَلاَ يَرُدُّهَا شَئُ حَتّٰى تُنْصَبَ بِاِيْلِيَاءِ هٰذَاحَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ۔ کہ وہ بیت المقدس میں نصب ہوں گے۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔

تشریح: ''من ترك منكم عشر ما امر به هلك '' یہاں مامور بہ دسویں حصہ سے کیا مراد ہے۔

۱۔ یہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مراد ہے کہ اس زمانہ میں اس میں کمی کی کسی طرح بھی گنجائش نہ تھی اب اگر دسویں حصہ پر بھی عمل کرلیا تو چھٹکارہ ہو جائے گا۔

۲۔ یعنی اگر فتنوں کے دور میں صرف فرائض کا اہتمام کرے اور سنن و مستحبات کو چھوڑ دے تب بھی نجات پا جائے گا۔

فلا یردھا شئی :یہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور ان کے مصاحبین کی جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ مسند احمد کی روایت میں ہے۔

'' اذا رایتم الرایات السود قد جائت من قبل خراسان فأ تو ھا، فان فیھا خلیفة الله المھدی''

ان کا ظہور حرمین میں ہی ہوگا لیکن پھر جہاد کرتے ہوئے خراسان پہنچ جائیں گے۔ اور پھر مزید عسکری قوت کے ساتھ وہاں سے آگے بڑھیں گے۔

خلاصۃ الباب : مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اپنے آپ کو ذلت سے بچانا چاہئے (۲) ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی مدد کرنے کے مترادف ہے (۳) شہر میں تہذیب و تمدن ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے کے مواقع میسر آتے ہیں اس کے برعکس دیہات میں تعلیم حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوتا اس لئے آدمی بدخلق ہو جاتا ہے (۴) حکام کے پاس جانا فتنہ سے خالی نہیں اس لئے سلف صالحین امراء و حکام کے پاس جانے سے بہت احتراز کرتے تھے (۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات فتنوں کے لئے رکاوٹ تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو فتنے پھوٹ نکلے (۶) سخت فتنے کے زمانہ میں دین پر چلنا بہت مشکل ہے جس کی پیشین گوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ دور آ گیا ہے کہ آج کے دور میں دین پر چلنا بھی مشکل ہے (۷) بیوی' بچے' مال اور پڑوسی فتنہ ''ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ بیوی' بچوں کی وجہ سے بعض اوقات خلاف شریعت کام کر بیٹھتا ہے یا ان کی وجہ سے پریشانی اور غم لاحق ہوتا ہے اور کبھی مال غلط طریقہ سے حاصل کرتا ہے اور اس کو بے جا خرچ کر دیتا ہے اور ہمسایہ کی طرح بننے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی یہ تمنا کرتا ہے کہ پڑوسی کا مال چھن جائے جب تک کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے تو نماز روزہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کفارہ ہو جاتے ہیں (۸) اس دور میں پریشانی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام معاملات عورتوں کے سپرد ہیں (۹) ظالم حکام کی ہاں میں ہاں ملانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری کا سبب ہے اس کی وجہ سے سخت پیاس اور گھبراہٹ والے دن حوض کوثر سے محرومی کا سبب ہے۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الرُّؤْيَا

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خواب کے متعلق

رسول اللہ ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

رؤیا کی تعریف: رؤیا فعلیٰ کے وزن پر مرثیہ کے معنی میں ہے یعنی خواب، دیکھا ہوا۔
اس کی تعریف میں مختلف علماء سے مختلف اقوال منقول ہیں۔

۱۔ علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"الرؤيا ادراكات علقها الله تعالى فى قلب العبد على يدى ملك او شيطان"

رؤیا ان ادراکات کو کہتے ہیں جو فرشتے یا شیطان کے ذریعہ بندہ کے دل میں ڈالے جاتے ہیں۔ (کوکب)

۲۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"هى ما يراه الشخص فى منامه" آدمی نیند میں جو واقعات دیکھتا ہے ان کو رؤیا کہتے ہیں۔

اطباء کے نزدیک انسان کے مزاج پر جس چیز کا غلبہ ہوتا ہے اسی مناسبت سے خواب آتے ہیں۔ مثلاً بلغمی مزاج والے کو پانی اور اس کے متعلقات مثلاً دریا، تیراکی، وغیرہ خواب میں نظر آتے ہیں۔ صفراوی مزاج والے کو آگ اور اس کے متعلقات دکھائی دیتے ہیں۔

البتہ جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک خواب ان القاءات کا نام ہے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتے یا شیطان کے ذریعہ حالت نوم میں انسان کے دل میں پیدا فرماتے ہیں۔

۸۲: بَابُ اَنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

۸۲: باب اس بارے میں کہ مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے

۱۵۲: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ نَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَاَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُهُمْ حَدِيْثًا وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰى مِنَ

۱۵۲: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب زمانہ قریب ہو جائے گا (یعنی قیامت کے قریب) تو مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور سچا خواب اسکا ہوتا ہے جو خود سچا ہو۔ اور مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک ہے۔ پھر خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ پس ایک تو اچھے خواب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتے ہیں دوسرے وہ جو شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کیلئے

اللّٰهِ وَالرُّؤْيَا مِنْ تَحْزِيْنِ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ فَإِذَا رَأَى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ وَلْيَتْفُلْ وَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ قَالَ وَاُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ اَلْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

ہوتے ہیں۔اور تیسرے وہ خواب جو انسان اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے۔وہی نیند میں متصور ہوجاتے ہیں۔پس اگر تم میں سے کوئی خواب میں ایسی چیز دیکھے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو تو کھڑا ہو کر تھوک دے،اور لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں خواب میں زنجیر دیکھنا پسند کرتا ہوں کیونکہ اسکی تعبیر دین پر ثابت قدم رہنا ہے جبکہ گلے میں ڈالے جانے والے طوق کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۵۳:حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ اَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ وَاَنَسٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ وَابْنِ عُمَرَ حَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۳:حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ،ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ،انس رضی اللہ عنہ،ابوسعید رضی اللہ عنہ،عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ،عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

تشریح:۱۔''اذا اقترب الزمان: اس جملے کی تشریح میں محدثین کے چند اقوال ہیں: المراد من، اقتراب الزمان، انتهاء مدته اذا دنا قيام الساعة ''یعنی زمانے کا اختتام اور قرب قیامت کا وقت مراد ہے۔۲۔خواب دیکھنے والے کی موت کا وقت مراد ہے۔

۳۔ ''وقت استواء: الليل و النهار في ايام الربيع فذلك وقت اعتدال الطبائع غالبا''۔یعنی موسم بہار میں جب دن ورات برابر ہوتے ہیں کہ ان دنوں انسان کا مزاج معتدل ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ مراد ہے،چونکہ اس زمانہ میں عدل وانصاف خوب ہوگا لوگ خوش وخرم ہونگے،گو خوشی کا زمانہ قریب اور مختصر ہوتا ہے جبکہ غم کا زمانہ طویل ہوتا ہے۔''المراد با لزمان المذكور زمان المهدى عند بسط العدل''۔

۵۔ ''المراد زمان الطائفة الباقية مع عيسٰى بعد قتل الدجال''اس سے مراد حضرت عیسٰی علیہ السلام کا وہ زمانہ ہے۔جب دجال قتل کر دیا جائے گا۔

رؤيا المومن جزء من ستة و اربعين ''پہلی وحی کے نزول سے قبل چھ ماہ تک آپ ﷺ سچے خواب دیکھتے رہے،جو کچھ آپ ﷺ خواب میں دیکھتے بیداری میں اس کا ظہور ہو جاتا۔اس کے بعد وحی کا نزول شروع ہوا اور تئیس سال تک جاری رہا۔ان تئیس سال کو چھ ماہ پر تقسیم کیا جائے تو یہ چھ ماہ تئیس سال کا چھیالیسواں حصہ بنتے ہیں۔

اشکال:اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی تو اب سچے خواب نبوت کا حصہ کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب:۱۔علامہ مازری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ''يحتمل ان يراد با لنبوة ذكر هذا الحديث الخبر با لغيب لا غير''۔
یعنی یہاں مشابہت مراد ہے کہ نبی کو جس طرح غیب سے اشارات ملتے ہیں اسی طرح سچا خواب دیکھنے والے کو بھی غیب سے اشارات ملتے ہیں لیکن یہ اشارات شریعت کے تابع ہوتے ہیں۔تو اس ادنیٰ مشابہت کی وجہ سے کہا گیا کہ سچے خواب نبوت کا حصہ ہیں۔

۲۔ یہاں نبوت سے مرادِعلمِ نبوت ہے۔کہ سچے خواب علم نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔جس طرح علم نبوت میں وراثت جاری ہوتی ہے۔اور علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اس طرح یہ سچے خواب بھی علمِ نبوت کا حصہ ہیں۔

۳۔ جواب کی سچائی میں اشتراک مراد ہے۔جس طرح انبیاء کے خواب سچے ہیں تو اسی طرح اگر کسی امتی کو بھی سچے خواب نظر آئیں تو سچائی کے اعتبار سے مشابہت پائی گئی۔یعنی نبوت سے اصطلاحی مراد نہیں بلکہ لغوی مراد ہے۔یعنی رؤیائے صالحہ سے خبر صادق مراد ہے۔

۴۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''معنی هذا الكلام تحقيق امر الرؤيا و تاكيده ''۔یعنی مقصود صرف اتنا ہے کہ یہ خواب ثابت ہے اور درست ہے اور اس کی بھی حقیقت ہے۔یہ مراد نہیں کہ حقیقی نبوت کا ایک حصہ اس کو حاصل ہو گیا۔

والرؤيا ثلاث :خواب کی تین اقسام بیان ہوئیں۔

۱۔ پہلی قسم وہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بشارت اور مؤمن کی طمانیت اور اطمینان کا باعث ہوتے ہیں۔یا اگر بظاہر پریشانی کا باعث ہو لیکن مؤمن ایسا خواب دیکھنے کے بعد حق کی طلب میں لگ جاتا ہے۔جو بعد میں راحت کا سبب بنتے ہیں۔ایسے ہی خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ ''والرؤيا من تحزين الشيطان '':دوسری قسم وہ ہے جو شیطانی اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے کہ شیطان نیند کی حالت میں خوف وحزن میں مبتلاء کرتا ہے۔اس قسم کے خوابوں کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔

۳۔ ''والرؤيا مما يحدث نفسه '':تیسری قسم وہ ہے کہ انسان دن بھر جن مشاغل میں مشغول رہتا ہے۔رات کو خواب میں بھی وہی ریل چلتی رہتی ہے اس قسم کے خواب کی بھی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔

فاذا رأى احدكم ما يكره :براخواب دیکھنے والا حسبِ ذیل کام کرے:

۱۔ اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہے۔

۲۔ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ چاہے۔

۳۔ نیند سے بیداری پر بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے۔

۴۔ اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کرے۔

تذکرہ نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس کا خواب سن کر الٹی سیدھی تعبیریں بیان کریں گے جس سے خواب دیکھنے والے کی طبیعت میں بھی انقباض پیدا ہوگا۔اور طرح طرح کے اوہام وخیالات پیدا ہونگے۔اس بناء پر کسی سے تذکرہ نہ کرے،ہاں کسی جید عالم کے آگے خواب بیان کرسکتا ہے۔

۸۳:بَابُ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ

۸۳:باب نبوت چلی گئی اور بشارتیں باقی ہیں

۱۵۴:حَدَّثَنِى مَالِكٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ

۱۵۴:حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہیں اور اب میرے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔راوی کہتے ہیں کہ یہ بات لوگوں کیلئے

لٰكِنَّ الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَحُذَيْفَةَ ابْنِ اَسِيْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاُمِّ كُرْزٍ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ۔

باعث رنج ہوئی تو آپ نے فرمایا لیکن بشارتیں (باقی ہیں) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بشارتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا مسلمان کا خواب اور یہ نبوت کا ایک حصہ ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، حذیفہ بن اسیدؓ، ابن عباسؓ اور ام کرزؓ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے صحیح غریب ہے یعنی مختار بن فلفل کی روایت سے۔

۱۵۵: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) فَقَالَ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ اُنْزِلَتْ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ الصَّامِتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۵: عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک مصری شخص نے ابودرداءؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا "لَهُمُ الْبُشْرٰى ......" (ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے) تو آپؓ نے فرمایا کہ جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ہے تمہارے علاوہ صرف ایک شخص نے مجھ سے اس کے متعلق دریافت کیا ہے اور جب میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا یہ آیت جب سے نازل ہوئی ہے تم پہلے شخص ہو جس نے اس کے متعلق پوچھا ہے۔ مراد نیک خواب ہے جسے کوئی مسلمان دیکھتا ہے یا فرمایا کہ اسے دکھایا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۵۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ۔

۱۵۶: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کے وقت دیکھی جانے والی خوابیں زیادہ صحیح ہوتی ہیں۔

۱۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْدَاوُدَ نَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ وَعِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰى لَهُ قَالَ حَرْبٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ ثَنَا يَحْيٰى ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۷: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ خبر ملی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لَهُمُ الْبُشْرٰى" کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مؤمن کا اچھا خواب ہے جسے وہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ حرب اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

خلاصۃ الباب: رؤیا (خواب) یعنی وہ بات جو انسان نیند میں دیکھے۔ محققین فرماتے ہیں کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) محض خیال کہ وہ دن بھر انسان کے دل و دماغ پر جو باتیں چھائی رہتی ہیں وہ خواب بن کر متشکل ہو کر نمودار ہو جاتی ہیں۔

(۲) خواب شیطانی اثرات کا عکاس ہوتا ہے مثلاً ڈراؤنے خواب نظر آتے ہیں (۳) وہ خواب ہے جو من جانب اللہ بشارت اور بہتری کو ظاہر کرتا ہے اس طرح خواب کو رؤیا صالحہ (اچھا خواب) کہلاتے ہیں۔ اس حدیث میں اچھے خواب کو نبوت کے چھیالیسویں حصوں میں ایک حصہ فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بہترین خواب علم نبوت کے اجزاء اور حصوں سے میں ایک جزو اور حصہ ہے اور ظاہر ہے کہ علم نبوت باقی ہے تو اس کا حصہ بھی باقی ہے اگرچہ نبوت باقی نہیں اور اس عدد سے متعین عدد (گنتی) مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے۔

۸۴: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ

۸۴: باب نبی اکرم ﷺ کے اس قول کے بارے میں کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا

۱۵۸: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَھْدِیٍّ نَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ قَتَادَۃَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَجَابِرٍ وَاَنَسٍ وَاَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِیْہِ وَاَبِیْ بَکْرَۃَ وَاَبِیْ جُحَیْفَۃَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۵۸: حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل وصورت میں نہیں آسکتا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ، ابو قتادہ، ابن عباس، ابو سعید، جابر، انس، ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہم، بواسطہ اپنے والد، ابو بکرہ رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: "من رانی فی المنام فقد رانی" یہ حدیث کتب حدیث میں متعدد الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

"من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ": جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ حالت بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا۔

من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی ان احادیث کی تشریح میں علماء کے متعدد اقوال منقول ہیں۔

۱۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا کہ حالت بیداری میں اس نے میرا دیدار کیا۔

۲۔ جس نے خواب میں مجھے دیکھا قیامت میں وہ بھی مجھ کو دیکھے گا۔

۳۔ آپ کا جو حلیہ مبارک وصال کے وقت تھا اگر اسی حلیہ میں دیکھا تو اس نے مجھے دیکھا بصورت دیگر اس نے آپ کی زیارت نہیں کی۔

لیکن محققین ومتاخرین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ خواب دیکھنے والے نے آپ کو جس حلیہ میں بھی دیکھا اس نے آپ ہی کی قیادت کی۔

البتہ اس میں خواب دیکھنے والے کی ایمانی حالت کے اعتبار سے آپ کی متعدد صورتوں میں زیارت ہوسکتی ہے یعنی اگر خواب دیکھنے والا کامل الایمان ہے تو وہ بہترین مشکل وصورت میں آپ کی زیارت کرے گا۔ اور جس نے آپ کو نامناسب حالت میں دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ایمان واعمال میں نقص ہے اور ایسے شخص کو اپنے ایمان واعمال میں اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ یہی قول امام نوویؒ کا ہے اور حضرت گنگوہیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ خواب میں آپ کی زیارت کرنے والا آپ ہی کو دیکھتا ہے

جیسا کہ ایک شخص نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے انگریزی ہیٹ لگایا ہوا تھا تو حضرت گنگوہیؒ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ اس کو انگریزوں سے محبت ہے (تنظیم الاشتات)۔

یعنی ان کے نزدیک خواب دیکھنے والے کو جس شخص سے مناسبت ہوتی ہے وہ اسی شکل وصورت میں آپ کی زیارت کرتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ نے بھی اپنے رسالہ فضائل حج میں اس حدیث کی تشریح فرمائی ہے فلیطالع ثمہ

خواب میں آپ کی زیارت سے صحابیت کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ: بانه لاتثبت له صحبة لان الصحابی من رأى النبیؐ فی حالة الاسلام رؤية معهودة جارية على العادة (عمدۃ القاری)

اسی طرح خواب میں آپ کی طرف سے کسی کام کے کرنے کا حکم ہوا یا نہ کرنے کا حکم ہوا تو اس کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا کہ آپ کی حیات دنیویہ میں جو ارشادات آپؐ سے منقول ہیں اگر اس کے خلاف کوئی حکم ہوتا ہے تو یہ خواب دیکھنے والے کی فہم کا قصور ہے۔

۸۵: بَابُ مَاجَآءَ اِذَا رَاٰى فِي الْمَنَامِ مَايَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ

۱۵۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو وَاَبِي سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ وَاَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۵: باب اس بارے میں کہ اگر خواب میں کوئی مکروہ چیز دیکھے تو کیا کرے

۱۵۹: حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب اللہ تعالیٰ جبکہ برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ پس اگر تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور اللہ تعالیٰ سے اس خواب کے شر سے پناہ مانگے تو اسے نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، ابوسعیدؓ، جابرؓ، اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۶: بَابُ مَاجَآءَ فِي تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا

۱۶۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاؤُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ اَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَالَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَاِذَا تُحَدِّثُ بِهَا سَقَطَتْ قَالَ وَاَحْسَبُهٗ قَالَ وَلَا تُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا لَبِيْبًا اَوْحَبِيْبًا

۸۶: باب خواب کی تعبیر کے بارے میں

۱۶۰: حضرت ابورزین عقیلیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ اور یہ کسی شخص کیلئے اس وقت تک پرندے کی مانند ہے جب تک وہ اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے۔ اگر اس نے بیان کر دیا تو گویا کہ وہ اڑ گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنا خواب کسی عقلمند یا دوست کے سامنے ہی بیان کرو۔

۱۶۱: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا

۱۶۱: ابورزین عقیلیؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے

شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو رَزِينٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهُ لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ فَقَالَ وَكِيعُ بْنُ حُدُسٍ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَهُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ وَهٰذَا أَصَحُّ۔

فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک ہے اور یہ کس شخص کے لیے اس وقت تک پرندے کی مانند ہوتا ہے جب تک اسے وہ کسی سے بیان نہیں کرتا۔ اگر وہ بیان کر دیتا ہے تو اس کی بیان کردہ تعبیر واقع ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ کا نام لقیط بن عامر ہے۔ حماد بن سلمہ، یعلی بن عطاء سے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وکیع بن حدس سے روایت ہے جبکہ شعبہ، ابو عوانہ اور ہشیم، یعلی بن عطاء اور وہ وکیع بن عدس سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: "وهی علی رجل طائر" یہ محاورہ ہے "پرندے کے پیر میں" کہ پرندہ جب پیروں میں کوئی چیز لے کر اڑے تو یہ احتمال ہے کہ اس کے پیروں ہی میں رہے۔ اور یہ احتمال ہے کہ نیچے گر جائے۔ یعنی اس کو کوئی ثبات نہیں ہوتا۔ اس طرح خواب کی مثال ہے کہ جب تک اس کی تعبیر بیان نہیں کی گئی اس کو کوئی ثبات نہیں ہوتا، لیکن جب کسی کے سامنے بیان کر دیا گیا تو اس کی تعبیر واقع ہو جائے گی۔

ولا تحدث بها الا لبيبا او حبيبا: خواب کی تعبیر دو اشخاص کے سامنے بیان کی جا سکتی ہے۔

۱۔ یا تو کوئی عقلمند آدمی ہو، کہ وہ خواب سن کر درست تعبیر بیان کرے گا۔

۲۔ قریبی دوست و ہمدرد کے سامنے خواب بیان کرے کہ وہ تسلی دے گا اور اچھی تعبیر بیان کرے گا۔

۸۷: بَابٌ

۱۶۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللّٰهِ السَّلِيمِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ نَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَرُؤْيَا حَقٌّ وَرُؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَكَانَ يَقُولُ يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَكَانَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فَإِنِّي أَنَا هُوَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلشَّيْطٰنِ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي وَكَانَ يَقُولُ لَا تُقَصُّ الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأُمِّ الْعَلَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۸۷: باب

۱۶۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواب تین قسم کے ہیں ایک سچا خواب ہوتا ہے، ایک خواب انسانی خیالات ہوتے ہیں اور ایک خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس جو برا خواب دیکھے وہ اٹھے اور نماز پڑھے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خواب میں زنجیر کا دیکھنا پسند ہے جبکہ طوق کو میں پسند نہیں کرتا۔ اس لئے کہ زنجیر دین پر ثابت قدمی کی علامت ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے (خواب میں) مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ خواب صرف کسی عالم یا ناصح کے سامنے ہی بیان کرو۔ اس باب میں حضرت انسؓ، ابوبکرہؓ، ام علاءؓ، ابن عمرؓ، عائشہؓ، ابو سعیدؓ، جابرؓ، ابوموسیٰؓ، ابن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۸: بَابُ مَاجَآءَ فِي الَّذِي يَكْذِبُ فِي حُلُمِهٖ

۱۶۳: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُواَحْمَدَ الزُّبَيْرُ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهٖ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيْرَةٍ۔

۱۶۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْاَعْلٰى عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي شُرَيْحٍ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ۔

۱۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ نَا اَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ كَاذِبًا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَعْقِدَ بَيْنَهُمَا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۸۸: باب جھوٹا خواب بیان کرنا

۱۶۳: حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے تو قیامت کے دن اسے دو جو کے دانوں کو گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا۔

۱۶۴: قتیبہ، ابوعوانہ وہ عبدالاعلی وہ ابوعبدالرحمٰن سلمی سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابن عباسؓ، ابو ہریرہؓ، ابوشریحؓ اور واثلہ بن اسقعؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

۱۶۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے گا اسے قیامت کے دن دو جو کے دانوں میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا۔ اور وہ ہرگز ان میں گرہ نہیں لگا سکے گا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: "كلف يوم القيامة عقد شعيرة" یہاں "جو" کو گرہ دینے کا مطلب اس کی عجز و مجبوری کو بیان کرنا ہے۔ یہاں وہ ایسا کرنہ سکے گا اور اس کی سزا جاری رہے گی، جیسا کہ تصویر بنانے والے کو اپنی بنائی ہوئی تصویر میں روح پھونکنے کا حکم دیا جائے گا، اور وہ اس پر قادر نہ ہوگا۔ لہٰذا سزا جاری رہے گی۔

پھر جھوٹا خواب بیان کرنے کا نقد نقصان یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس خواب کو حقیقت میں تعبیر مل جائے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے دو قیدیوں نے جھوٹا خواب بیان کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے تعبیر بیان کرنے پر اس تعبیر کو وجود مل گیا۔ "قضی الامر الذی فیه تستفتیان"۔

۸۹: بَابٌ

۱۶۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَخُزَيْمَةَ وَالطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ وَسَمُرَةَ وَاَبِي اُمَامَةَ وَجَابِرٍ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۸۹: باب

۱۶۶: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں سو رہا تھا کہ ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس میں سے پیا اور جو باقی بچا وہ عمر بن خطابؓ کو دے دیا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اسکی کیا تعبیر ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "علم"۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ، ابوبکرہؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن سلامؓ، خزیمہؓ، طفیل بن سخبرہؓ، سمرہؓ، ابوامامہؓ اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن عمرؓ کی حدیث صحیح ہے۔

۹۰: بَابٌ

۱۶۷: حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرِیْرِیُّ الْبَلْخِیُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ یَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّیْنَ۔

۱۶۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَیْسَانَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا اَصَحُّ۔

۹۰: باب

۱۶۷: حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیفؓ بعض صحابہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کرتے پہن رکھے ہیں۔ کسی کا کرتہ پستانوں تک اور کسی کا اس سے نیچے تک ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر حضرت عمرؓ میرے سامنے پیش کئے گئے تو (میں نے کیا دیکھا کہ) ان پر ایک قمیص ہے جسے وہ گھسیٹ رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ اس کی کیا تعبیر فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ''دین''۔

۱۶۸: عبد بن حمید، یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے وہ اپنے والد سے وہ صالح بن کیسان سے وہ زہری سے وہ ابوامامہ سے وہ ابوسعید خدریؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

خلاصۃ الباب: ایک مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے گویا عالم بیداری میں دیکھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ صحابی بن گیا۔ دوسرا مطلب یہ کہ اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے فرمایا کہ میرے زمانہ میں جو شخص مجھ کو خواب میں دیکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہجرت کی توفیق عطا فرمائے گا تاکہ وہ مجھ سے آکر ملے۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ اس کا خواب سچا ہے کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ (۲) خواب عقلمند اور نیک عالم شخص کے سامنے بیان کرنا چاہئے ہر ایک کو نہ بتائے نیز اگر برا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور اللہ تعالیٰ سے اس خواب کے شر سے پناہ مانگے تو اسے نقصان نہیں پہنچے گا (۳) جھوٹا خواب لوگوں سے بیان کرنے پر سخت وعید بیان فرمائی ہے (۴) دودھ پینا اس کی تعبیر علم سے کی ہے۔ (۵) قمیص پہنے ہوئے خواب میں دیکھنا اس کی تعبیر دین کی پابندی سے کی ہے۔

تشریح: ''اذ اتیت بقدح لبن'' دودھ کی تعبیر علم سے کیوں کی گئی۔ اس کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جس طرح بچہ کی غذا ماں کا دودھ ہوتی ہے اور یہ بچہ کی نشوونما کا سبب بنتا ہے، اسی طرح علم بھی روح کی قوت کا سبب ہے۔ لہٰذا علم اور دودھ کے منافع مشترک ہونے کی وجہ سے دودھ کی تعبیر علم سے کی گئی۔

رأیت الناس یعرضون علی وعلیهم قمص: قمیص کو دین سے تشبیہ دینے کی وجہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح قمیص انسان کے ستر کو چھپاتی ہے اسی طرح دین بھی دنیا و آخرت میں عذاب سے نجات کا باعث ہے اور دین عذاب سے بچاتا ہے۔

۹۱: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ رُؤْیَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمِیْزَانِ وَالدَّلْوِ

۹۱: باب نبی اکرم ﷺ کا میزان اور ڈول کی تعبیر بتانا

۱۶۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا الْاَنْصَارِیُّ نَا اَشْعَثُ

۱۶۹: حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے پوچھا تم میں

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَرَاَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِیْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا جی ہاں میں نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو اُتارا گیا ہے پھر آپؐ اور ابوبکرؓ کا وزن کیا گیا۔ آپؐ زیادہ وزنی تھے۔ ابوبکر اور عمرؓ اور عثمانؓ کا وزن کیا گیا تو ابوبکرؓ بھاری تھے۔ پھر عمرؓ اور عثمانؓ کا وزن کیا گیا تو عمرؓ بھاری تھے پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ خواب سننے کے بعد ہم نے آپؐ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۷۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَنْصَارِیُّ نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ نَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَرَقَةَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ اِنَّهٗ كَانَ صَدَّقَكَ وَاِنَّهٗ مَاتَ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُرِيْتُهٗ فِی الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٌ وَلَوْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِالْقَوِیِّ۔

۱۷۰: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے متعلق پوچھا گیا تو خدیجہؓ نے عرض کیا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان (نبوت) سے پہلے وہ انتقال کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وہ خواب میں دکھائے گئے تو ان کے بدن پر سفید رنگ کے کپڑے تھے اگر وہ دوزخی ہوتے تو کسی اور رنگ کے کپڑے ہوتے۔ یہ حدیث غریب ہے اور عثمان بن عبدالرحمٰن محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

۱۷۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ ثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رُؤْيَا النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا فَنَزَعَ اَبُوْبَكْرٍ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ فِيْهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ قَامَ عُمَرُ فَنَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِیْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِالْعَطَنِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ۔

۱۷۱: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ کے ابوبکرؓ و عمرؓ کو خواب میں دیکھنے کے متعلق فرمایا چنانچہ آپؐ نے فرمایا میں نے بہت سے لوگوں کو ایک کنوئیں پر جمع ہوتے ہوئے دیکھا پھر ابوبکرؓ نے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا اور ان کے کھینچنے میں ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کریں گے۔ پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور ڈول نکالا تو وہ بہت بڑا ہو گیا۔ پھر میں نے کسی پہلوان کو ان کی طرح کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو کر اپنی آرام گاہوں میں چلے گئے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث ابن عمرؓ کی روایت سے صحیح غریب ہے۔

۱۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ

۱۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے وہ مدینہ سے نکلی اور مہیعہ یعنی جحفہ کے مقام پر جا کر

الْمَدِينَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُهَا وَبَاءَ الْمَدِينَةِ يُنْقَلُ إِلَى الْجُحْفَةِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

ٹھہر گئی۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک وباء مدینہ طیبہ میں آئے گی جو جحفہ منتقل ہو جائے گی۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

۱۷۳: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ الْحَسَنَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَوَقَفَهُ۔

۱۷۳: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور سب سے سچا خواب اس کا ہوتا ہے جو خود سچا ہوتا ہے۔ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ نیک خواب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے دوسری قسم انسان کے خیالات ہیں۔ تیسری قسم شیطانی خواب ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی سے بیان نہ کرے بلکہ اٹھ کھڑا ہو اور نماز پڑھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں زنجیر دیکھنا پسند ہے اور طوق کا دیکھنا ناپسند کرتا ہوں اس لیے کہ زنجیر دیکھنے کی تعبیر دین پر ثابت قدم رہنا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ عبدالوہاب ثقفی یہ حدیث ایوب سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں جبکہ حماد بن زید اسے ایوب ہی سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

۱۷۴: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ نَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ حُسَيْنٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَاذِبَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا مُسَيْلِمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعَنْسِيُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

۱۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ مجھے انہوں نے فکر میں ڈال دیا۔ پھر مجھ پر وحی کی گئی کہ ان دونوں کو پھونک ماروں۔ پس میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ پھر میں نے ان کی تعبیر کی کہ میرے بعد دو کذاب (جھوٹے) نکلیں گے۔ ایک کا نام ۲ ہوگا جو یمامہ سے نکلے گا اور دوسرا عنسی جو صنعاء سے نکلے گا۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

۱۷۵: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَسْتَقُونَ بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ

۱۷۵: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے آج کی رات خواب میں ایک بادل دیکھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور لوگ ہاتھوں سے لے کر پی رہے ہیں۔ کچھ زیادہ لیتے ہیں اور کچھ کم اور ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک متصل ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔

وَالْمُسْتَقِلُّ وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلاً مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَأَرَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ فَقُطِعَ بِهِ ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا بِهِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّي أَعْبُرُهَا فَقَالَ اعْبُرْهَا فَقَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهٰذَا الْقُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ وَأَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ فَأَخَذْتَ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَكَ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ فَيَعْلُو بِهِ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ أَقْسَمْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْبِرَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تُقْسِمْ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

آپ کے بعد ایک شخص نے اسے پکڑا اور اوپر گیا۔ پھر ایک اور شخص نے اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک اور شخص نے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی مگر وہ اس کے لیے جوڑ دی گئی اور وہ بھی چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا اے اللہ! کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے اسکی تعبیر بتانے دیجئے۔ آپ نے فرمایا: "بتاؤ"۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا بادل سے مراد اسلام ہے اور اس سے برسنے والا گھی اور شہد قرآن مجید کی نرمی اور مٹھاس ہے۔ زیادہ اور کم حاصل کرنے والوں سے قرآن پاک سے زیادہ اور کم نفع حاصل کرنے والے لوگ مراد ہیں۔ آسمان سے زمین تک متصل رسّی دین جس پر آپ ہیں آپ نے اسے اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ مرتبہ عطا فرمائے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اسے اختیار کرے گا وہ بھی بلند ہوگا۔ پھر ایک اور شخص پکڑے گا وہ بھی بلند ہوگا۔ پھر ایک شخص اور پکڑے گا وہ بھی بلند ہوگا۔ پھر ایک اور شخص پکڑے گا تو وہ ٹوٹ جائیگی۔ پھر اس کیلئے ملائی جائے گی اور وہ بھی بلند ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ ﷺ بتایئے میں نے صحیح تعبیر کی یا غلط کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ صحیح ہے اور کچھ میں خطا واقع ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں آپ کی قسم دیتا ہوں کہ میری غلطی کی اصلاح کیجئے۔ آپ نے فرمایا "قسم نہ دو"۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: "فرأينا الكراهية في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم" آپ ﷺ کی ناگواری کی وجہ شاید یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا۔

وعليه ثياب بياض: ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا تو فرمایا کہ یہ ان کے دوزخی نہ ہونے کی علامت ہے۔

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ورقہ بن نوفل نے اپنے انتقال سے پہلے آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرلیا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کی دعوت کے ظہور سے پہلے ہی ان کا انتقال ہوگیا۔

اشارۃً سفید لباس کی فضیلت بھی معلوم ہوئی، جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ سفید لباس آپ ﷺ کو پسند تھا۔

فنزع ابو بكر ذنوبا اور ذنوبين: "ذنوب" پانی سے بھرے ہوئے ڈول کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع "ذنائب" آتی ہے۔

الغرب بفتح العين: (بیل کی کھال سے بنا ہوا بڑا ڈول)۔

فيه ضعف: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ڈول کھینچنے میں کمزوری سے ان کی مدتِ خلافت کے اختصار اور ان کی مشکلات کی طرف اشارہ ہے۔ اور "والله يغفر له" کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کوئی کوتاہی سرزد

ہوئی بلکہ اس میں ان کی وفات کے مقدم ہونے کا بھی اشارہ ہے۔جیسا کہ" فسبح بحمد ربك و استغفره "میں آپ ﷺ کی رحلت کی طرف اشارہ ہے۔

فاستحالت غربا: پھر یہ ڈول بڑھ کر حجم میں بڑا ہو گیا۔اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمانہ خلافت میں اسلامی سلطنت کے پھیل جانے کی طرف اشارہ ہے۔

فلن أر عبقريا يفري فريه: یعنی میں نے ان جیسا کوئی باکمال آدمی نہیں دیکھا جو اتنی قوت سے پانی کھینچ رہا ہو۔ یہاں تک کہ لوگوں کے اونٹ سیراب ہو گئے اور وہ اپنی آرام گاہوں میں چلے گئے۔یعنی اسلامی سلطنت کے پھیلاؤ کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل وانصاف میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی،اور کوئی شخص انصاف سے محروم نہیں رہا۔

عبقری: قدیم عرب کے خیال میں جنات کی رہائش گاہ عبقر کہلاتی تھی، پھر باکمال و ماہر افراد کے لئے اس لفظ کا استعمال ہونے لگا۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:" عبقری حسان "(حیرت انگیز خوبصورت لباس)۔

الفری: تعجب خیز اور حیرت انگیز بات کیلئے یہ لفظ بولا جاتا ہے،یعنی جب کسی شخص سے کوئی حیرت انگیز امر سرزد ہو تو اس کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔جیسا کہ حضرت مریم کی بابت ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"یا مریم لقد جئت شیئا فریا "(اے مریم تو انتہائی عجیب چیز لائی)

رأيت امرأة سوداء ثائرة الرأس: بالوں کا بکھرے ہوئے ہونا ہیبتناک چیز سے کنایہ ہے۔لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہیبتناک چیز یعنی وباء اور بیماری مدینہ سے نکل گئی۔

آپ ﷺ اور صحابہ جب مدینہ پہنچے تو چند صحابہ وہاں بیمار پڑ گئے۔جس پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ"اللهم حبب الينا المدينة و انقل وباها الى الجحفة "۔

في آخر الزمان لا تكاد رؤيا المؤمن تكذب: آخری زمانہ میں مومن کے خواب سچے ہونے کی علماء نے مختلف وجوہات تحریر فرمائی ہیں۔

۱۔ چونکہ فتنوں کا دور ہو گا اور پریشانی کا عالم ہو گا اس بناء پر اللہ تبارک وتعالیٰ خوابوں کے ذریعہ رہنمائی فرمائیں گے۔

۲۔ مومن کی غفلت دور کرنے کے لئے اس کو سچے خواب دکھائے جائیں گے۔

اصبت بعضا و اخطأت بعضا: خواب میں تعبیر میں کیا خطاء ہوئی اس سے متعلق متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے"عسل" سے مراد صرف قرآن لیا جبکہ یہاں قرآن وحدیث دونوں کا نام لیا جاتا۔

۲۔ رسی کے ٹوٹنے سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی اور دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے جوڑی گئی۔تو رسی کا جوڑنا جس کی رسی ٹوٹی اس کے لئے نہیں تھا بلکہ بعد والے کے لئے جوڑی گئی۔یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔اب پھر خلافتِ راشدہ کا سلسلہ جوڑا گیا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے تھا۔

۱۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى بِنَا الصُّبْحَ أَقْبَلَ عَلَى

۱۷۶: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتے کہ کیا کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے۔ یہ حدیث

النَّاسِ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ رُؤْيَا اللَّيْلَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَيُرْوٰى عَنْ عَوْفٍ وَجَرِيْرِ ابْنِ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِىْ قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ وَهٰكَذَا رَوٰى لَنَا بُنْدَارٌ هٰذَا حَدِيْثٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيْرٍ مُخْتَصَرًا۔

حسن صحیح ہے اور عوف اور جریر بن حازم سے بھی بواسطہ ابو رجاء منقول ہے۔ ابو رجاء سمرہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اس حدیث میں طویل قصہ ہے۔ بندار بھی وہب بن جریر سے یہی حدیث مختصراً نقل کرتے ہیں۔

خلاصۃ الباب : باب کی پہلی حدیث میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت اوران کی قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھائی گئی (۲) ورقہ بن نوفل کی وفات حالتِ اسلام میں ہوئی تھی اس لئے اچھی حالت میں دکھائے گئے۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

گواہوں کے متعلق

نبی اکرم ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

۱۷۷: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ حَزْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ عَمْرَۃَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُھَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ الشُّھَدَاءِ الَّذِیْ یَاْتِیْ بِشَھَادَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلَھَا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ نَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ بِہٖ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ عَمْرَۃَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَاَکْثَرُ النَّاسِ یَقُوْلُوْنَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَۃَ وَاخْتَلَفُوْا عَلٰی مَالِکٍ فِیْ رِوَایَۃِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فَرَوٰی بَعْضُھُمْ عَنْ اَبِیْ عَمْرَۃَ وَرَوٰی بَعْضُھُمْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَمْرَۃَ وَھُوَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرَۃَ الْاَنْصَارِیُّ وَھٰذَا اَصَحُّ عِنْدَنَا لِاَنَّہٗ قَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ حَدِیْثِ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ غَیْرَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَھُوَ صَحِیْحٌ اَیْضًا وَاَبُوْ عَمْرَۃَ ھُوَ مَوْلٰی زَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُھَنِیِّ وَلَہٗ حَدِیْثُ الْغُلُوْلِ لِاَبِیْ عَمْرَۃَ۔

۱۷۷: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین گواہوں کے متعلق نہ بتاؤں وہ ایسے گواہ ہیں جو طلب شہادت سے پہلے گواہی دیتے ہیں۔ احمد بن حسن، عبداللہ بن مسلمہ سے اور وہ مالک سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ ابن ابی عمرہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اکثر راوی انہیں عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کہتے ہیں اور مالک کے یہ حدیث نقل کرنے میں اختلاف کرتے ہیں چنانچہ بعض ابی عمرو سے اور بعض ابن ابی عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا نام عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری ہے اور یہی ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ اس لئے کہ مالک کے علاوہ بھی کئی راوی عبدالرحمٰن بن ابی عمرو انصاری ہی کہتے ہیں۔ وہ زید بن خالد سے اس کے علاوہ بھی احادیث نقل کرتے ہیں۔ وہ بھی صحیح ہیں۔ ابوعمرہ، زید بن خالد جہنی کے مولیٰ ہیں ان کی ایک حدیث یہ بھی ہے جس میں غلول کا ذکر ہے۔ یہ ابی عمرہ سے منقول ہے۔

۱۷۸: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ ابْنُ ابْنِ اَزْھَرَ السَّمَّانِ نَا زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ ثَنِیْ اُبَیُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرِوبْنِ عُثْمَانَ ثَنِیْ خَارِجَۃُ بْنُ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ ثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَۃَ ثَنِیْ زَیْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُھَنِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ الشُّھَدَاءِ مَنْ اَدّٰی شَھَادَتَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلَھَا ھٰذَا

۱۷۸: حضرت زید بن خالد جہنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین گواہ وہ ہیں جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دیتے ہیں۔

یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۷۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا مَرْوَانُ بْنُ الْمُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادِ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ وَلَا مَجْلُوْدٍ حَدًّا وَلَا مَجْلُوْدَةٍ وَلَا ذِيْ غِمْرٍ لِاَحْنَةٍ وَلَا مُجَرَّبٍ شَهَادَةٍ وَلَا الْقَانِعِ اَهْلَ الْبَيْتِ لَهُمْ وَلَا ظَنِيْنٍ فِيْ وَلَاءٍ وَلَا قَرَابَةٍ قَالَ الْفَزَارِيُّ الْقَانِعُ التَّابِعُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادِ الدِّمَشْقِيِّ وَيَزِيْدُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَلَا نَعْرِفُ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا يَصِحُّ عِنْدَنَا مِنْ قِبَلِ اِسْنَادِهٖ وَالْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا اَنَّ شَهَادَةَ الْقَرِيْبِ جَائِزَةٌ لِقَرَابَتِهٖ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ شَهَادَةِ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَالْوَلَدِ لِلْوَالِدِ فَلَمْ يُجِزْ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ شَهَادَةَ الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَلَا الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا كَانَ عَدْلًا فَشَهَادَةُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ جَائِزَةٌ وَكَذٰلِكَ شَهَادَةُ الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَلَمْ يَخْتَلِفُوْا فِيْ شَهَادَةِ الْاَخِ لِاَخِيْهِ اَنَّهَا جَائِزَةٌ وَكَذٰلِكَ شَهَادَةُ كُلِّ قَرِيْبٍ لِقَرَابَتِهٖ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ الرَّجُلِ عَلَى الْاٰخَرِ وَاِنْ كَانَ عَدْلًا اِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا عَدَاوَةٌ وَذَهَبَ اِلٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ حَنَةٍ يَعْنِيْ صَاحِبَ عَدَاوَةٍ وَكَذٰلِكَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ حَيْثُ قَالَ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ غِمْرٍ يَعْنِيْ صَاحِبَ عَدَاوَةٍ۔

۱۷۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خائن مرد و عورت کی گواہی یا کسی ایسے مرد و عورت کی گواہی جن پر حد جاری ہو چکی ہو، یا کسی دشمن کی گواہی یا ایسے شخص کی گواہی جو ایک مرتبہ جھوٹا ثابت ہو چکا ہے یا کسی کے ملازم کی اس کے حق میں گواہی اور ولاء یا قرابت میں تہمت زدہ کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ یعنی ان تمام مذکورہ اشخاص کی گواہی قابل قبول نہیں فزاری کہتے ہیں کہ قانع سے مراد تابع ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف یزید بن زیاد دمشقی کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہیں۔ پھر یہ حدیث ان کے علاوہ کوئی راوی بھی زہری سے نقل نہیں کرتے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بھی روایت ہے ہمیں اس حدیث کے مفہوم کا علم نہیں اور میرے نزدیک اسکی سند بھی صحیح نہیں۔ اہل علم کا عمل اس طرح ہے کہ قریب کی قریب کے لیے شہادت جائز ہے۔ ہاں باپ کی بیٹے کے لیے شہادت میں اختلاف ہے۔ اس طرح بیٹے کی باپ کے لیے۔ پس اکثر علماء ان دونوں کی ایک دوسرے کے لیے شہادت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن بعض اہل علم اس کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ وہ دونوں عادل ہوں۔ پھر بھائی کی بھائی کیلئے شہادت اور قرابت داروں کی آپس میں شہادت کے متعلق علماء میں کوئی اختلاف نہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کسی دشمن کی کسی پر شہادت کسی صورت بھی جائز نہیں اگرچہ گواہ عادل ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کی دلیل عبدالرحمٰن سے منقول حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب عداوت کی گواہی جائز نہیں۔

۱۸۰: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ

۱۸۰: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ

بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْقَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

علیہ وسلم: آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی، جھوٹی گواہی یا فرمایا جھوٹی بات کہنا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ مسلسل فرماتے ہیں یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۸۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ الْاَسَدِيِّ عَنْ فَاتِكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ اَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اِشْرَاكًا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَقَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَلَا نَعْرِفُ لِاَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ

۱۸۱: حضرت ایمن بن خریمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: "فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ" یعنی بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔ اس حدیث کو ہم صرف سفیان بن زیاد کی روایت سے جانتے ہیں اور ان سے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ پھر ایمن بن خریم کا مجھے علم نہیں کہ ان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت ہے یا نہیں۔

۱۸۲: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَجِيْئُ قَوْمٌ مِنْ بَعْدِهِمْ يَتَسَمَّنُوْنَ وَيُحِبُّوْنَ السِّمَنَ يُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُسْاَلُوْهَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ وَاَصْحَابُ الْاَعْمَشِ اِنَّمَا رَوَاعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ۔

۱۸۲: حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے زمانے کے لوگ سب سے بہتر ہیں پھر ان کے بعد کے زمانے والے پھر ان کے بعد والے اور پھر ان کے بعد والے یعنی تین زمانوں کے متعلق فرمایا۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو بزرگی کو پسند کریں گے اور اسی کو دوست رکھیں گے (یعنی بڑے کہلوانا پسند کریں گے) اور طلب کیے بغیر گواہی دینے کے لیے موجود ہوں گے۔ یہ حدیث اعمش کی علی بن مدرک سے روایت سے غریب ہے۔ اعمش اس سند سے روایت کرتے ہیں کہ اعمش، ہلال بن یساف سے اور وہ عمران بن حصینؓ سے نقل کرتے ہیں۔

۱۸۳: حَدَّثَنَا اَبُوْعَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُسْاَلُوْهَا

۱۸۳: ہم سے روایت کی ابو عمار حسین بن حریث نے انہوں نے وکیع سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ہلال بن یساف سے انہوں نے عمران بن حصین سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل۔ یہ محمد بن فضیل کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث سے وہ گواہ مراد ہیں جو بغیر سوال کے

إِنَّمَا يَعْنِي شَهَادَةَ الزُّوْرِ يَقُوْلُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسْتَشْهَدَ وَبَيَانُ هٰذَا فِي حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ وَيَحْلِفُ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَمَعْنٰى حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْ يَأْتِيْ بِشَهَادَتِهِ أَنْ يُسْأَلَهَا هُوَ إِذَا اسْتُشْهِدَ الرَّجُلُ عَلَى الشَّيْءِ أَنْ يُؤَدِّيَ شَهَادَتَهُ وَلَا يَمْتَنِعَ مِنَ الشَّهَادَةِ هٰكَذَا وَجْهُ الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

جھوٹی گواہی دینے کیلئے تیار ہوں گے۔ محدثین کہتے ہیں کہ اس کا بیان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ کہ سب زمانوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر ان سے متصل پھر ان سے متصل اور پھر جھوٹ عام ہو جائے گا یہاں تک کہ ایک شخص سے گواہی طلب نہیں جائے گی۔ اور وہ ازخود گواہی دے گا۔ اسی طرح قسم طلب کیے بغیر لوگ قسمیں کھائیں گے اور اس حدیث کا مطلب کہ بہترین گواہ وہ ہیں جو بن بلائے گواہی دیں۔ یہ ہے کہ جب کسی انسان سے شہادت طلب کی جائے تو بلا تامل گواہی دے۔ بعض اہل علم کے نزدیک حدیث مبارکہ کی توجیہ یہ ہے۔

تشریح: شہادت کا اہل وہ شخص ہے جس میں حسب ذیل شرائط پائی جاتی ہوں:

۱۔ بلوغ ۲۔ حریت ۳۔ اسلام ۴۔ عقل ۵۔ عدالت

۶۔ محفوظا من التهمة من المحبة و العداوة والقرابة:

الا اخبركم بخير الشهداء: یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ دوسری روایات میں تو گواہی کے طلب کئے جانے سے قبل گواہی دینے کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ جب کہ یہاں پر مدح کی جا رہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

۱۔ دنیاوی لالچ کے لئے اپنی گواہی کو بیچنے کی خاطر یہ شخص گواہی مطلوب نہ ہونے کے باوجود گواہی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے منع فرمایا، لیکن اگر دینی مصلحت کے تحت شہادت کی طلب سے پہلے دے دیتا تو یہ مذموم نہیں۔

۲۔ حقدار کو اپنا حق معلوم نہیں، اب یہ تیسرا شخص اس کا حق دلانے کے لئے بغیر طلب کئے گواہی دیتا ہے تو یہ محمود ہے۔

۳۔ یہاں ''قبل'' کا حقیقی معنی مراد ''نہیں''، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ گواہی دینے میں مسارعت سے کام لیتا ہے اور جونہی گواہی طلب کی جاتی ہے فوراً حاضر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "الجواد من يعطي قبل السوال": سخی وہ ہے جو سوال سے پہلے عطا کر دے۔ یعنی سخی وہ ہے جو سوال کرنے پر فوراً عطا کر دے۔ اس میں توقف نہ کرے۔

لا تجوز شهادة خائن: خائن امانت میں خیانت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اب امانات دو قسم کی ہوئیں۔

۱۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں خیانت کرنا۔ کیونکہ اللہ کے احکامات کو بھی امانت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس میں غفلت خیانت کہلائے گا۔ کما فی قوله تعالیٰ:

''انا عرضنا الامانة على السموات و الارض الخ''

۲۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں خیانت کرنا۔ کما فی قوله تعالیٰ:

''يايها الذين آمنوا لا تخونوا الله و الرسول و تخونوا اماناتكم وانتم تعلمون'' (الانفال: ۲۷)

تو یہاں کونسی خیانت مراد ہے اس حوالہ سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہاں حقوق العباد میں خیانت مراد ہے۔ علامہ توربشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔

۳۔ یہاں خیانت کی دونوں اقسام مراد ہیں۔ یعنی جوان دونوں اقسام میں خیانت کرے گا۔ اس کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔

ولا مجلود حدا : یعنی وہ شخص جس نے کسی پر تہمت لگائی ہو اور اس کے نتیجہ میں اس کو حد لگائی گئی ہو۔

محدود فی القذف کی شہادت کا مسئلہ: تہمت لگانے والا جب گواہ پیش نہ کر سکے تو قرآن پاک میں اس کے لئے تین احکام مذکور ہیں۔

۱۔ اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں۔ ۲۔ اس کی گواہی مقبول نہیں۔ ۳۔ یہ فاسقوں میں سے ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"**والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا، واولئك هم الفسقون**" آگے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**الا الذین تابوا من بعد ذلك واصلحوا**"

اب یہاں فقہاء کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ "**الا الذین تابوا**" کا استثناء صرف "**اولئك هم الفسقون**" سے ہے۔ یا دو امور سے ہے۔

احناف سفیان ثوری اور حسن بن صالح رحمہم اللہ کے نزدیک استثناء صرف آخری بات یعنی اولئك هم الفسقون سے ہے یعنی جو توبہ کرلے اور اپنے حال کی اصلاح کرلے تو اب اس کا فسق ختم ہو جائے گا اور یہ فاسقین کے زمرے میں نہ آئے گا باقی اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی جبکہ امام مالک، شافعی اور لیث رحمہم اللہ کے نزدیک استثناء دو امور سے متعلق ہے یعنی توبہ کرنے والا اب فاسق بھی نہ رہے گا۔ اور آئندہ اس کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔

"**ولا ذی غمر لاخیه**: یعنی دشمن کی گواہی بھی معتبر نہ ہوگی بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں:" ولا ذی غمر لاخیه" اس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھنے والے کی گواہی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔

دشمن کی گواہی کا مسئلہ: شوافع اور مالکیہ کے ہاں بلا تفصیل یہ مسئلہ ہے کہ "دشمن کی گواہی معتبر نہیں"۔

جبکہ عندالاحناف اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر دشمنی دنیوی امور میں ہے تو پھر تو ایک دشمن کی گواہی دوسرے کے حق میں معتبر نہیں، لیکن اگر کسی سے بغض وعداوت اخروی امور میں ہے تو پھر گواہی قبول ہے۔

ولا مجرب شهادة : یعنی جو شخص جھوٹی گواہی دینے کا عادی ہو اور جس کے جھوٹی گواہی دینے کا تجربہ ہو چکا ہو۔

ولا القانع اهل بيت لهم : یہ قناعت سے نہیں بلکہ قنوع سے مشتق ہے۔ یعنی وہ شخص جو مشهود لہ سے اپنے کسی فائدے کا طالب ہو اس کی گواہی بھی ان کے حق میں معتبر نہیں، کیونکہ اس پر تہمت آسکتی ہے کہ اپنے مفاد کی خاطر ان کے حق میں گواہی دی۔

بعض علماء کے نزدیک یہ قناعت سے مشتق ہے اس صورت میں قانع سے مراد وہ شخص ہوگا جو دوسروں کے نفقہ پر قناعت کرنے والا ہو یعنی خادم وغیرہ۔

یا اس سے مراد وہ شاگرد جو اپنے استاد کے گھر سے کھاتا ہو اس کی گواہی بھی استاد کے حق میں قبول نہیں۔

ولاظنین فی ولاء :اس سے مراد وہ شخص ہے جو ولاء یا نسب وقرابت وغیرہ میں جھوٹ بولنے کی وجہ سے متہم ہو۔یعنی جس مولا نے اس کو آزاد کیا اس کے علاوہ کسی اور کے بارے میں ولاء کا دعوی کرے، یا اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے جوڑے تو اس کے جھوٹا اور فاسق ہونے کی بناء پر اس کی گواہی بھی معتبر نہ ہوگی۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ شخص جھوٹ تو نہیں بول رہا لیکن گمان یہ ہے کہ جس کے لیے گواہی دے رہا ہے وہ اس کا مولا ہے، یا اس سے قریبی رشتہ سے اس تعلق کی بناء پر یہ اس کا لحاظ نہ کرر ہا ہو لہٰذا اس شخص کی گواہی بھی قبول نہ ہوگی۔

قریبی رشتہ داروں کے حق میں اس وقت شہادت قبول نہ ہوگی جب تہمت کا اندیشہ ہو۔بصورت دیگر قرابت داروں کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں معتبر ہے۔

باپ کی بیٹے کے حق میں اور بیٹے کی باپ کے حق میں گواہی کا مسئلہ: حضرت حسن بصری، شعبی، زید بن علی، سفیان ثوری، امام مالک، شافعی اور احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک باپ کی گواہی بیٹے کے حق میں قبول نہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ باپ اگر عادل ہو اور اس پر تہمت نہ ہو تو اس کی گواہی بیٹے کے حق میں مقبول ہے۔جبکہ اس کا بالعکس ہو، یعنی بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں تو جمہور کے نزدیک بیٹے کی گواہی بھی باپ کے حق میں مقبول نہیں۔

جبکہ اصحاب الظواہر، ابوثور، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بیٹے کی گواہی کو مقبول قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح زوجین کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں، یہ بھی عند الجمہور معتبر نہیں۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الزُّهْدِ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زُہد کے باب

جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں

۱۸۴: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ صَالِحٌ ثَنَا وَقَالَ سُوَيْدٌ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔

۱۸۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ بہت سے لوگ ''دو نعمتوں'' تندرستی اور فراغت میں نقصان میں ہیں۔

۱۸۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ وَرَفَعُوْهُ وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ۔

۱۸۵: ہم سے روایت کی محمد بن بشار نے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے اسی حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔ جبکہ بعض راوی اسے عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔

۱۸۶: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ نَا جَعْفَرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ طَارِقٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْخُذُ عَنِّيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْيُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قُلْتُ اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ شَيْئًا هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِيِّ

۱۸۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے کلمات سیکھ کر ان پر عمل کرے یا اسے سکھائے جو ان پر عمل کرے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سیکھتا ہوں۔ پس نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں شمار کیں آپؐ نے فرمایا حرام کاموں سے پرہیز کرو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اللہ کی تقسیم پر راضی رہو اس سے تم لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو اس سے تم مؤمن ہو جاؤ گے۔ لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اس سے تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی روایت سے جانتے ہیں اور حسن کا ابو ہریرہؓ سے سماع ثابت ہے۔ ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے

ابْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَوٰى اَبُوْعُبَيْدَةَ النَّاجِيُّ عَنِ الْحَسَنِ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

بھی یہی منقول ہے کہ حسن نے ابو ہریرہؓ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ پھر ابو عبیدہ ناجی نے حسن سے یہ حدیث روایت کی لیکن اس میں حضرت ابو ہریرہؓ اور نبی اکرم ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔

زہد کے لغوی معنی: زہد کا لفظی معنی ہے رغبت کا کم ہونا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی یہ کیفیت بیان کی گئی کہ: ''و کانوا فیہ من الزاھدین'' اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بے رغبت تھے۔

زہد کی اصطلاحی تعریف: ۱۔ ترک الرغبة فی الدنیا علی ما یقتضیه الکتاب والسنة: یعنی قرآن وحدیث کی بیان کردہ حدود وقیود میں رہتے ہوئے دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا زہد کہلاتا ہے۔

۲۔ ترک الحظوظ مع اداء الحقوق باتباع السنة و حسن النیة: اخلاصِ نیت کے ساتھ سنت کی پیروی کرتے ہوئے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے نفس کا حصہ چھوڑ دینا، یہ زہد ہے۔

بعض علماء نے زہد کے تین درجات بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ حرام کو چھوڑ دینا: یہ زہد کا ادنیٰ درجہ ہے اور یہ عوام کا زہد ہے۔

۲۔ ضرورت سے زائد کو چھوڑ دینا: یہ درمیانہ درجہ ہے اور خواص کا زہد ہے۔

۳۔ جو چیز بھی اللہ کے ذکر سے غافل کرے اس کو چھوڑ دینا، یہ عارفین کا زہد ہے۔

زہد اور ورع میں فرق: علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہد اور ورع میں فرق یہ ہے کہ زہد کہتے ہیں: ''ان الزهد ترك ما لا ینفع فی الآخرة'' یعنی زہد یہ ہے کہ آدمی اس چیز کو چھوڑ دے جو آخرت میں نفع نہ دے، اور ورع یہ ہے: ''الورع ترك ما یخشی ضررہ فی الآخرة'' کہ ان امور کا چھوڑ دینا جن سے اخروی امور میں نقصان کا اندیشہ ہو۔

ابواب الزھد میں ۵۰ ابواب اور ایک سو گیارہ احادیث ہیں۔

نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس:

صحت اور فراغت دو عظیم نعمتیں:

یہ دو نعمتیں ایسی قیمتی ہیں کہ اگر انسان کو مل جائیں تو وہ خوش قسمت ترین شخص ہے۔ ان دونوں نعمتوں کا درست استعمال انسان کی دنیوی واخروی فلاح کا ضامن ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جس نے ان دونوں نعمتوں کو ضائع کر کے کوئی مقام حاصل کیا ہو۔ بلکہ یہ نعمتیں ہی انسان کو بلند درجات پر فائز کرا دیتی ہیں۔ اور ان نعمتوں کی ناقدری ہی پستی و ناکامی کا سبب بنتی ہے۔

بعض مرتبہ انسان صحت مند ہوتا ہے لیکن فراغت کی دولت میسر نہیں ہوتی اور بعض مرتبہ فراغت حاصل ہوتی ہے لیکن صحت کی دولت سے محروم ہوتا ہے۔ یہ دونوں نعمتیں اگر انسان کو میسر آجائیں اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے تو نقصان وخسران نہیں تو اور کیا ہے۔

پھر اگر صحت کو اللہ تعالیٰ کی رضا والے کاموں میں استعمال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ بیماری میں بھی توفیق دے دیتے ہیں۔

اور بیماری میں بھی حوصلہ عطا فرمادیتے ہیں، یا اگر بیماری میں عمل کی قدرت نہ بھی رہے تب بھی عمل کرنے کا ثواب عطا فرمادیتے ہیں۔ اس طرح اگر فراغت میں اللہ کی خوشنودی کے حصول میں لگا رہا تو مصروفیت میں بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں رہتا، بلکہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا والے کاموں ہی میں اپنی مصروفیت تلاش کرتا ہے۔

لیکن جب صحت وفراغت میں ہی اللہ کی یاد نہ آئی تو بھی بیماری میں اور دنیاوی مشاغل کی کثرت میں اللہ کہاں یاد آئیں گے۔

الغرض صحت وفراغ ان دونعمتوں کو اگر درست استعمال نہ کیا تو پھر انسان افسوس کرے گا اور کہے گا کہ "ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون"۔ اے اللہ اب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، (صرف ایک مرتبہ) ہمیں لوٹا دیجیے۔ اب کہ ہم نیک کام کریں گے، اب ہمیں یقین آ گیا ہے۔

لیکن پھر وہاں پر حسرت وافسوس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لہٰذا صحت وفراغت وغنیمت جانتے ہوئے ان نعمتوں کا درست استعمال بھی سیکھنے کی چیز ہے۔

او یعلم من یعمل بھن: علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں "او" "بمعنی" "واؤ" کے ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ "جو خود اس پر عمل کرے اور ایسے شخص کو سکھائے بھی جو اس پر عمل کرے۔ اس صورت میں اس کی دو ذمہ داریاں ہو جائیں گی۔ خود اپنے علم پر عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں "او" "تنویع کے معنی میں ہے۔ اس صورت میں ایک ہی ذمہ داری ہے کہ یا تو خود عمل کرے، یا کسی عمل کرنے والے کو سکھا دے۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان فوراً کسی بات پر عمل نہیں کر سکتا، یا اس میں عمل کی اہلیت ہی نہیں ہوتی، مثلاً کسی نابینا سے کہا جائے کہ اپنی نظروں کو جھکالو۔ تو ظاہر ہے کہ اس پر خود تو عمل نہیں کر سکتا لیکن دوسرے ایسے بینا لوگوں کو یہ بات سمجھا سکتا ہے۔

یا بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ کوئی بات حافظہ قوی میں نہیں رہتی لیکن اگر کسی دوسرے کو سکھا دی تو ہو سکتا ہے کہ اس کا حافظہ قوی ہو اور وہ اس بات کو یاد رکھے اور جونہی موقع آئے عمل کر گزرے اسی کو دوسری حدیث میں اس طرح فرمایا ہے کہ "رب مبلغ اوعی من سامع" "بعض پہنچانے والے سننے والے سے زیادہ بات کو محفوظ رکھتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان جو علم دین بھی سیکھے اس پر جب استطاعت عمل بھی کرے۔ اور دوسروں تک پہنچائے بھی، تاکہ وہ بھی عمل پر آ جائیں۔

اتق المحارم تکن اعبد الناس: عبادت کا مقصود چونکہ بندگی ہے اس وجہ سے صرف نماز، روزہ وغیرہ امور کو عبادت سمجھنا عبادت کے مفہوم کو انتہائی محدود کر دیتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تبارک وتعالی کے حکم کی بجا آوری کا نام عبادت ہے، عبادت کے لئے یہ کافی نہیں کہ انسان صرف نماز، روزہ وغیرہ امور کر کے اپنے آپ کو بڑا عابد سمجھنے لگے، بلکہ اللہ تبارک وتعالی کے حرام کردہ تمام امور سے اجتناب کا نام عبادت ہے۔ خواہ وہ امور تجارت سے متعلق ہوں، زراعت کی قبیل سے ہوں، معاملات ہوں، یا معاشرتی امور ہوں یا نماز وروزہ کی ادائیگی ہی ہو، ان امور میں منہیات سے اجتناب کا نام عبادت اور بندگی ہے۔

۹۲: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَادَرَةِ بِالْعَمَلِ — ۹۲: باب نیک اعمال میں جلدی کرنا

۱۸۷: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنْ مُحْرِزِ بْنِ هَارُونَ عَنْ — ۱۸۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تُنْظَرُوْنَ اِلَّا اِلٰی فَقْرٍ مُنْسٍ اَوْغِنًی مُطْغٍ اَوْمَرَضٍ مُفْسِدٍ اَوْهَرَمٍ مُفْنِدٍ اَوْ مَوْتٍ مُجْهِزٍ اَوِالدَّجَّالِ فَشَرٌّ غَائِبٌ یُنْتَظَرُ اَوِالسَّاعَةِ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰی اَمَرُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِیْثِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مُحْرِزِ بْنِ هَارُوْنَ وَ رَوٰی مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَمَّنْ سَمِعَ سَعِیْدًا الْمَقْبُرِیَّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا۔

فرمایا؛ سات چیزوں کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرلو کیا تم بھلا دینے والے فقر کا انتظار کرتے ہو یا سرکش کردینے والی امیری، فاسد کردینے والی بیماری، مخبوط الحواس سن کردینے والے بڑھاپے، جلد رخصت کرنے والی موت کے منتظر ہو، یا دجال جوان چیزوں میں جواب تک غائب ہیں سب سے برا ہے اس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ یا قیامت اور قیامت تو بہت ہی سخت اور کڑوی ہے ان میں سے کس کا انتظار کرتے ہو۔ یہ حدیث غریب ہے حسن ہے۔ ہم اسے بواسطہ اعرج حضرت ابوہریرہؓ سے صرف محرز بن ہارون کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ معمر نے اس حدیث کو ایک ایسے شخص سے روایت کیا ہے جس نے سعید مقبری سے سنا انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے اس کے ہم معنیٰ روایت ذکر کی۔

تشریح: "هل تنظرون الا الی فقر منس " بعض مرتبہ فقر کی پریشانی ایسی شدید ہوتی ہے کہ انسان کو سب کچھ بھلا کر رکھ دیتی ہے اور اگر ایمان مضبوط نہ ہو تو معاذ اللہ یہ فقر کفر تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: "کاد الفقر ان یکون کفرا"

انسان زبان سے فقر کی پریشانی میں کچھ ایسے الفاظ استعمال کر لیتا ہے جو شکوہ و شکایت اور ناشکری کا رنگ لئے ہوئے ہوتے ہیں۔

لہٰذا فرمایا کہ ایسے فقر کے آنے سے پہلے جلدی جلدی اعمال کرلو۔ اعمال کے محافظ بن جاؤ۔

حدیث میں آتا ہے کہ انسان جب خوشحالی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد رکھتا ہے پھر کوئی پریشانی پیش آجاتی ہے اور یہ اللہ کو پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ کیسی مانوس آواز ہے۔ لیکن جب خوشحالی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے غافل رہے اور پھر پریشانی پیش آنے پر اللہ کو پکارے تو فرشتے کہتے ہیں کہ کیسی غیر مانوس آواز ہے۔

او غنی مطغ: مال کا فتنہ بسا اوقات دین سے غفلت کا سبب بن جاتا ہے۔ انسان لذتوں اور شہوتوں میں منہمک ہوجاتا ہے اور ایسے مال سے پناہ بھی مانگی گئی ہے، لہٰذا ایسی مالداری سے پہلے ہی نیک اعمال کی عادت ڈالنی چاہیے۔

او مرض مفسد: بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جو انسانی اعضاء وقویٰ کو ناکارہ کرکے رکھ دیتی ہیں۔ مثلاً فالج وغیرہ، پھر انسان نیک اعمال بھی کرنا چاہے تو کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ پھر حسرت ہوتی ہے کہ کاش کچھ کمائی کر لیتا، چلتے چلتے چست و چالاک بدن دیکھ کر دل میں ہوک اٹھتی ہے، لیکن موقع ضائع ہوچکا ہوتا ہے۔ لہٰذا صحت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ایسی بیماری کے آنے سے پہلے دینداری اختیار کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

او هرم مفند: بڑھاپا جب زیادہ ہوجائے تو انسانی دماغ ماؤف ہوجاتا ہے اور عقل درست طریقہ سے کام نہیں کرتی، بعض مرتبہ انسان جوانی میں اس دھوکہ میں دینداری اختیار نہیں کرتا کہ ابھی عمر پڑی ہے بڑھاپے میں توبہ کرلیں گے، لیکن یہ بڑھاپا اور بیکاری لاتا ہے جوانی میں جب اعضاء قوی تھے تب تو عمل کی عادت نہ ڈالی، اب جبکہ اعضاء ضعیف ہوچکے، عقل میں فتور آگیا تو اب

کہاں عمل کی توفیق ہوگی۔ ہاں اگر جوانی سے ہی اعمال کا عادی تھا، تو عقل خراب ہونے پر بھی اعمال نہیں بھولیں گے کہ جو چیز گھٹی میں پڑی ہو وہ چھوٹتی نہیں ہے۔

او موت مجهز: انسان ہمیشہ یہی سوچتا رہتا ہے کہ ابھی میرے پاس بڑی مہلت باقی ہے توبہ بھی کرلیں گے۔لیکن اچانک ڈھیل ختم ہوجاتی ہے۔رسی کھینچ لی جاتی ہے۔اچانک بلاوا آجاتا ہے، اچانک کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے، اچانک جیتا جاگتا انسان اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔اسی کو احادیث میں فرمایا گیا ہے۔کہ انسان دنیا میں منہمک ہوتا ہے شادی کی تیاریوں میں لگا ہوتا ہے اور بازاروں میں اس کے کفن کا کپڑا آچکا ہوتا ہے۔اور یوں دولہا کا لباس پہنتے پہنتے کفن پہنا دیا جاتا ہے۔اچانک موت سے بھی پناہ مانگی گئی ہے کہ اس میں توبہ کی مہلت نہیں ملتی۔لہٰذا ایسی اچانک موت سے پہلے جلدی جلدی اعمال کرلینے چاہئیں، کہیں مہلت ختم نہ ہوجائے۔

او الدجال، فشر غائب ینتظر: دجال اس امت کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔آج کل لوگ مادیت کے فتنہ سے ہی شدید متاثر ہوئے، ظاہری چمک دمک کے پیچھے احکاماتِ خداوندی کو بھلا بیٹھے ہیں تو جب دجال کا فتنہ ظاہر ہوگا تو اس کے زمانہ میں مادیت کا عروج ہوگا۔اس کو نبی اور خدا ماننے والے ظاہراً خوشحال ہونگے اور نہ ماننے والے ظاہراً بدحال ہونگے۔تو اگر پہلے سے ایمان و اعمال پر محنت نہ ہوئی تو پھر اس فتنہ کے ظہور کے وقت باقی ماندہ ایمان کیسے بچایا جاسکے گا۔"اللهم انا نعوذبك من فتنة الدجال"

او الساعة و الساعة ادهٰی و امر: قیامت کی ہولناکی کے وقت کون ہوگا اعمال اختیار کرے کہ جب سارا نظام ہی لپیٹ اور سمیٹ دیا جائے گا تو پھر اعمال کی استطاعت کس کو ہوگی۔

۹۳: بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ذِکْرِ الْمَوْتِ

۹۳: باب موت کو یاد کرنے کے بارے میں

۱۸۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعْنِی الْمَوْتَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ حَسَنٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ۔

۱۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز یعنی موت کو کثرت کے ساتھ یاد کیا کرو۔ یہ حدیث غریب حسن ہے اور اس باب میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

تشریح: "اکثروا ذکر هاذم اللذاته ای قاطع اللذات" تمام لذتوں کو توڑنے والی اور قطع کرنے والی اٹل حقیقت موت کی یاد یہ نسخہ اکسیر ہے غفلت دور کرنے کا۔

۹۴: بَابٌ

۹۴: باب

۱۸۹: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ نَا هِشَامُ ابْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُحَیْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ هَانِئًا مَوْلٰی عُثْمَانَ قَالَ کَانَ عُثْمَانُ اِذَا وَقَفَ عَلٰی قَبْرٍ یَبْکِیْ حَتّٰی یَبُلَّ لِحْیَتَهٗ فَقِیْلَ لَهٗ تُذْکَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْکِیْ وَتَبْکِیْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی

۱۸۹: عبداللہ بن بحیر، حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ہانی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ ان سے کہا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کے ذکر پر اتنا نہیں روتے جتنا قبر کو دیکھ کر روتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ فَاِنْ نَجَامِنْہُ فَمَا بَعْدَہٗ اَیْسَرُ مِنْہُ وَاِنْ لَمْ یَنْجُ مِنْہُ فَمَا بَعْدَہٗ اَشَدُّ مِنْہُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاَیْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْہُ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ ھِشَامِ بْنِ یُوْسُفَ۔

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر کسی نے اس سے نجات پالی تو بعد کے مرحلے اس کے لیے آسان ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کو اس سے نجات نہ ملی تو بعد کے مرحلے اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ میں نے قبر کے منظر سے زیادہ گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والا منظر نہیں دیکھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ہشام بن یوسف کی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کے باوجود قبر کے حالات کے خوف سے رونا قبر کی وحشت اس کے حالات کے استحضار اور غلبہ خوف کی وجہ سے تھا کہ یہ حضرات جنت کی بشارتوں کے باوجود بھی خود کو کوتاہ سمجھتے تھے۔ ورنہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ''الحاك اذا صلى ركعتين ينتظر الوحي'' جولاہا جب دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے تو وحی کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے۔ کہ تھوڑا سا عمل کر کے ہم خود کو بڑا اور دوسروں کو حقیر جاننے لگتے ہیں۔ ''فاين نحن من هؤلاء''۔ ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک''۔ (کہاں وہ حضرات جو اعمال کے پہاڑ تھے اور کہاں ہمارا ناقص عمل) اس کے باوجود بھی ہم بے فکری میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اور یہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک محدود نہیں بلکہ تمام صحابہ کی یہی حالت ہوا کرتی تھی۔

قبر کی مثال ایک انتظار گاہ کی سی ہے کہ جس درجہ کا ٹکٹ ہوتا ہے اسی درجہ کی انتظار گاہ بھی ملتی ہے۔ فرسٹ کلاس کا ٹکٹ ہو تو انتظار گاہ بھی اس کے مطابق ہوتی ہے۔ ایسے ہی قبر کا معاملہ ہے کہ جس درجہ کا عمل ہوتا ہے ویسا ہی معاملہ اس انتظار گاہ یعنی قبر میں ہوتا ہے۔ اگر قبر میں معاملہ اچھا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آگے بھی اچھا ہوگا۔ اور معاذ اللہ ایسا نہیں ہے تو اگلی منازل بھی کٹھن ہونگی۔ ''اللهم احفظنا منه''۔

۹۵: بَابُ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ

۹۵: باب جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا خواہشمند اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے

۱۹۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا اَبُوْدَاؤُدَ نَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَعَائِشَۃَ وَاَبِیْ مُوْسٰی وَاَنَسٍ حَدِیْثُ عُبَادَۃَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

۱۹۰: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ کو بھی اسکی ملاقات پسند نہیں۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ، عائشہؓ، ابو موسیٰؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حدیث عبادہ صحیح ہے۔

تشریح: احادیث میں وارد ہے کہ ''تحفة المؤ من الموت'' ''موت تو مومن کے لئے تحفہ ہوتی ہے۔ سچ ہے کہ جو آخرت کی اور موت کی تیاری میں لگا رہے۔ اس کی خاطر کبھی جان مال کی قربانی دے اور کبھی نفس کو قربان کرتا ہے۔ آئندہ کی تیاری کی خاطر اپنے نفس کا گلا گھونٹتا رہے اور ''الدنيا سجن المو من و جنة الكافر'' کا مصداق بنا رہے تو جونہی موت آئے گی، ان تمام مشقتوں سے

اسے راحت مل جائے گی، اب تو راحت سے سونا ہی ہوگا اور کہا جائے گا کہ "نم کنومة العروس" تو ایسے شخص کے لئے موت تحفہ نہیں تو اور کیا ہے اور ایسا شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملاقات کی خاطر جب تکالیف برداشت کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں۔

باقی رہا موت کا خوف تو یہ ایک طبعی چیز ہے ہاں مومن اس وجہ سے خوفزدہ ہوتا ہے کہ میرا عمل تو اس قابل نہیں ہے کہ نجات ہو، اگر جلدی موت آگئی تو عمل کا دروازہ تو بند ہو جائے گا۔ اس بناء پر موت سے خوفزدہ رہتا ہے۔

۹۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي اِنْذَارِ النَّبِيِّ ﷺ قَوْمَهُ

۱۹۱: حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمْ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ مُوْسٰى حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

۹۶: باب نبی اکرم ﷺ کا امت کو خوف دلانا

۱۹۱: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ " وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" (اور آپ ﷺ اپنے قریب والے رشتہ داروں کو ڈرائیں) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے صفیہ بنت عبدالمطلب، اے فاطمہ بنت محمد اور اے بنو عبد المطلب میں تم لوگوں کے لیے اللہ رب العزت کے عذاب سے بچانے میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں میرے مال سے جو تم چاہو طلب کرلو۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ اور ابو موسیٰؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث حسن ہے۔ بعض راوی اسے ہشام بن عروہ سے ان کے والد کے حوالے سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے آپ ﷺ کی شفاعت قبول ہونے کی نفی ثابت نہیں ہوتی بلکہ شفاعت باذن اللہ آپ ﷺ کو حاصل ہوگی لیکن اس کے لئے امتیوں کو بھی کچھ اعمال اختیار کرنے پڑیں گے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جنت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں، حضور نے دریافت فرمایا کہ اس کے علاوہ بھی اور کچھ تمنا ہے، عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ! مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ " فاعنی علی نفسك بكثرة السجود " (کثرت سجود کے ساتھ اپنے نفس پر میری مدد کرنا)۔

اسی لیے آپ ﷺ کی شفاعت کے حصول کے لئے سفارش کرنے والے یعنی حضور ﷺ سے تعلق شرط ہے اور تعلق آپ ﷺ کی نقل اتارنے یعنی سنت کی پیروی کرنے سے ہی نصیب ہو سکتا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ آپ ﷺ نے اقرباء میں سے چند کو مخاطب کیوں کیا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ خطاب کے موقع پر تمام لوگوں کا نام نہیں لیا جاتا بلکہ بعض کو مخاطب کر کے سب سے کلام مقصود ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے اتنے قریبی اعزاء سے یہ فرمایا کہ "انی لا املك لكم من الله شيئا" تو اقرباء بعید کو اور بھی زیادہ اعمال کی فکر کرنی چاہیے۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ نجات کے لئے نسب کا کچھ فائدہ ہے یا کچھ بھی نہیں ہے تو اس پر امام شافعی رحمہ اللہ نے رسائل ابن عابدین میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔ "فمن شاء فليطالع ثمه"

۹۷: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

۹۷: باب خوف خدا سے رونے کی فضیلت کے بارے میں

۱۹۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ رَيْحَانَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ مَدِيْنِيٌّ ثِقَةٌ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ۔

۱۹۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ جو شخص خوف خدا کی وجہ سے رویا وہ اس وقت تک دوزخ میں نہیں جائے گا۔ یہاں تک کہ دودھ پستان میں واپس ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اس باب میں ابوریحانہؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے اور محمد بن عبدالرحمٰن آل طلحہ کے مولیٰ ہیں۔ یہ مدینی ہیں اور ثقہ ہیں۔ ان سے سفیان ثوری اور شعبہ بھی احادیث نقل کرتے ہیں۔

بکی من خشیة: اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف بڑی چیز ہے بے شمار آیات واحادیث میں اس کے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً ''ولمن خاف مقام ربه جنتن، الذين يبلغون رسلت الله و يخشونه ولا يخشون احدا الا الله الاٰ ية''۔ وغیرہ بے شمار آیات واحادیث میں اس کے فضائل وارد ہوئے ہیں۔

پھر خوف کے دو درجے ہیں۔ ۱: اس وجہ سے اللہ سے ڈرنا کہ بدعملی پر اس کی طرف سے عذاب وعتاب ہوگا۔

۲۔ ایسا خوف واندیشہ جو محبوب کی ناراضگی کے خدشہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی جس ذاتِ باری تعالیٰ نے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو جائے، پھر کس منہ سے اس کے ہاں حاضری ہوگی۔ خوف کی یہ قسم پہلے قسم کی خوف سے زیادہ اعلیٰ ہے۔

حتی یعود اللبن فی الضرع: یہ تعلیق بالمحال کے قبیل سے ہے۔ یعنی کسی واقعہ کو کسی ایسی چیز کے ساتھ معلق کر دینا جس کا وقوع محال ہو۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط'' یہ کافر لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔

۹۸: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا

۹۸: باب نبی اکرم ﷺ کا فرمان کہ اگر تم لوگ وہ کچھ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو ہنسنا کم کر دو

۱۹۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ نَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۹۳: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچراتا ہے اور اس کا چرچرانا، حق ہے۔ اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضَعُ اَرْبَعَ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ لِلّٰهِ سَاجِدًا وَاللّٰهِ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا الْوَجْهِ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ قَالَ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ وَيُرْوٰى عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ مَوْقُوْفًا۔

میں چار انگلی کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے کہ وہاں کوئی فرشتہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیشانی رکھ کر سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگ وہ کچھ جاننے لگو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت نہ حاصل کرتے، جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ایک اور سند سے بھی حضرت ابوذرؓ کا یہ قول منقول ہے کہ کاش میں ایک درخت ہوتا اور لوگ مجھے کاٹ ڈالتے۔

۱۹۴: حَدَّثَنَا اَبُوْحَفْصٍ عَمْرُوبْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۹۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ وہ کچھ جان جاؤ جو میں جانتا ہوں تو تم لوگوں کی ہنسی میں کمی اور رونے میں کثرت پیدا ہو جائے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

۹۹: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ لِيُضْحِكَ النَّاسَ

۹۹: باب جو شخص لوگوں کو ہنسانے کیلئے کوئی بات کرے

۱۹۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْحَاقَ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَاْسًا يَهْوِيْ اللّٰهُ بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فِي النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی بات کرتے ہیں جس میں ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے انہیں ستر سال کی مسافت تک دوزخ میں پھینک دیتا ہے۔

یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۱۹۶: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا بَهْزُبْنُ حَكِيْمٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهٗ وَيْلٌ لَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۹۶: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹی بات کرے۔ اس کے لئے خرابی ہے، اس کے لیے خرابی ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۰۰: بَابٌ

۱۹۷: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ نَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَعْنِيْ رَجُلًا أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ أَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۹۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا أَبُوْ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۹۹: ثَنَا قُتَيْبَةُ نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ۔

۱۰۰: باب

۱۹۷: حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کی وفات ہوئی تو ایک شخص نے اسے جنت کی بشارت دی۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ شاید اس نے کوئی فضول بات کی ہو یا کسی ایسی چیز کے خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا ہو جسے خرچ کرنے سے اس کو کوئی نقصان نہیں تھا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ لغو باتوں کو چھوڑ دے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ لیٰ کی روایت سے جانتے ہیں۔ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ لیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

۱۹۹: قتیبہ بھی مالک سے وہ زہری اور وہ علی بن حسین سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین مسلمان ہونے کیلئے کسی شخص کا لایعنی باتوں کو ترک کر دینا ہی کافی ہے۔ زہری کے کئی ساتھی بھی علی بن حسین سے اسی طرح کی حدیث مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

خلاصۃ الباب : صحت اور فارغ البال ہونا ایسی دو نعمتیں ہیں جو بہت کم لوگوں کو میسر ہیں۔ (۲) گناہوں سے بچنا بڑی عبادت ہے اور بھی بہت جامع کلمات نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کا محبوب بننے کے نسخے ہیں (۳) نیک اعمال میں جلدی کرنے کی تعلیم فرمائی ہے (۴) موت کو یاد کرنے سے مراد ہے کہ یاد کر کے آخرت کی تیاری میں لگ جانا ہے (۵) قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے یہ آسان ہوگئی تو بعد میں آسانی ہو جائے گی (۶) جب حضور ﷺ کے رشتہ دار نیک اعمال اور ایمان کے بغیر نجات نہیں پائیں گے تو باقی لوگ کس کھاتے میں ہیں (۷) اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت سے رونا دوزخ کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے (۸) زیادہ ہنسنا غفلت اور دل میں سختی پیدا کرتا ہے (۹) ویل کے معنی ہیں عظیم ہلاکت اور ویل دوزخ کی ایک گہری وادی کا نام بھی ہے جس میں اگر پہاڑ ڈال دئے جائیں تو گرمی سے گل جائیں (۱۰) زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی شاخ ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ کا متن؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو جتنی نعمتوں سے بھی نوازا ہے وہ نعمتیں بطور امتحان کے ہیں نہ کہ بطور اطمینان

کے۔ ہر ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا کہ ہماری اس دی ہوئی نعمت کو کس مصرف میں استعمال کیا۔ چنانچہ یہی معاملہ زبان کا ہے کہ اس سے نکلا ہوا ایک ایک کلمہ پرکھا جائے گا، لہٰذا محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے اور محفل گرم کرنے کے لئے باتیں گھڑنا، نازیبا گفتگو کرنا خسران و نقصان کا باعث ہے۔ اسی وجہ سے احادیث میں قلتِ کلام اور خاموشی رہنے کے بڑے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ علماء نے آفات اللسان کے موضوع پر بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ لہٰذا زبان کا درست استعمال بھی سیکھنے کی چیز ہے۔ کہ یہ زبان دنیا میں بھی قتل و غارت گری اور فساد کا سبب بنتی ہے اور اخروی عتاب کا باعث بھی ہوتی ہے۔

۱۰۱: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قِلَّةِ الْكَلَامِ

۲۰۰: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ هٰذَا وَقَالُوْا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ۔

۱۰۱: باب کم گوئی کی فضیلت کے متعلق

۲۰۰: حضرت بلال بن حارث مزنیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (ایسا بھی ہے) جو کوئی ایسی بات کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور وہ ایسے مرتبے پر پہنچتی ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ پس اللہ تعالیٰ اس بات کے سبب سے اس شخص کیلئے اس دن تک رضامندی لکھ دیتا ہے جس دن وہ ان سے ملاقات کرے گا۔ جبکہ کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات کرتا ہے اور اس بات کا وبال کتنا زیادہ ہوگا وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس سے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ اس باب میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی راوی محمد بن عمرو سے اسی کی مثل نقل کرتے ہوئے اس طرح سند بیان کرتے ہیں۔ "عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ" جبکہ مالک اس سند میں "دادا" کا ذکر نہیں کرتے۔

۱۰۲: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللّٰهِ

۲۰۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۰۲: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی بے وقعتی

۲۰۱: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی مچھر کے پر کے برابر بھی قدر ہوتی تو کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے صحیح غریب ہے۔

۲۰۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ

۲۰۲: حضرت مستورد بن شدادؓ کہتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ہمراہ آپؐ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کے مردہ بچے کے

شَدَّادٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِيْنَ وَقَفُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّخْلَةِ الْمَيِّتَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ هَانَتْ عَلٰى اَهْلِهَا حِيْنَ اَلْقَوْهَا قَالُوْا مِنْ هَوَانِهَا اَلْقَوْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى اَهْلِهَا وَفِى الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ حَدِيْثُ الْمُسْتَوْرِدِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

قریب کھڑے ہوکر فرمایا: تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ کس طرح اس کے مالکوں نے اسے بے قیمت سمجھ کر کیسے پھینک دیا ہے؟ جانتے ہو کیوں؟ اس لیے کہ یہ ان کے نزدیک ذلیل اور حقیر ہوگیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ یہی وجہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل اور حقیر ہے۔ اس باب میں حضرت جابرؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۲۰۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ نَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ ابْنَ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَافِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْمُتَعَلِّمٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۲۰۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ دنیا اور اس کی تمام چیزیں ملعون ہیں۔ البتہ اللہ (عزوجل) کا ذکر اور اس کی معاون چیزیں اور عالم یا متعلم اللہ کے نزدیک محبوب ہیں۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۰۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ اَخْبَرَنِىْ قَيْسُ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا اَخَابَنِىْ فِهْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِى الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَا ذَا تَرْجِعُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۰۴: حضرت مستورد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی آخرت کے مقابلے میں صرف اتنی حیثیت ہے کہ کوئی شخص سمندر میں انگلی ڈال کر نکال لے چنانچہ دیکھ لے کہ اسکی انگلی کو کتنا پانی لگا ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''السخلة'' بکری کا کمزور بچہ: بکری کا مرا ہوا کمزور دنا تواں بچہ کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، نہ تو اس کی کھال کسی قابل ہوتی ہے اور نہ ہی مال وغیرہ سے کوئی کام لیا جا سکتا ہے۔ جیسے لوگوں کی نظروں میں یہ حقیر ہے ایسے ہی دنیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظروں میں ذلیل وحقیر ہے۔

دنیا کی حقارت کی وجہ: چونکہ دنیا اور اس کی زیب وزینت جنت کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہے۔ جنت اور دنیا کی کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ دنیا جنت کے مقابلہ میں کوڑے کی بھی حیثیت نہیں رکھتی، اپنی رضا کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کو جن انعامات سے نوازنے والے ہیں ان کا تصور بھی محال ہے، لیکن جب یہ کوڑا کرکٹ ہی اصل نعمتوں سے اعراض کا باعث بن جائے۔ یہاں کی ظاہری چمک دمک اندر کی گندگی پر پردہ ڈال دے۔ اس کو اصل سمجھ کر انسان لذتوں اور شہوتوں میں منہمک ہوجائے اور آخرت کو بھول جائے تو اس کا عنداللہ مبغوض ہونا ظاہر ہے۔ دنیا کی اس ظاہری زیب وزینت کی عنداللہ کیا حیثیت ہے اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''زين للناس حب الشهوات من النساء و البنين و القناطير المقنطرة من الذهب و الفضة والخيل المسومة

والانعام و الحرثه ذلك متاع الحيوة الدنيا و الله عنده حسن المآب "۔

متاع کی تشریح سابقہ ابواب میں گذر چکی ہے کہ انتہائی حقیر اشیاء پر متاع کا اطلاق ہوتا ہے۔

اس وجہ سے دنیا اور دنیاوی آسائشات کا زیادہ ہونا یہ تفاخر کی بات نہیں ہے کہ یہ حقیر چیز ہر کس و ناکس کو ملتی ہے، ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"ان الله يعطى الدنيا من يحبه و من لايحبه ولا يعطى الدين الامن احبه"

اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتے ہیں جس کو محبوب رکھتے ہیں اور اسے بھی دیتے ہیں جس کو محبوب نہیں رکھتے لیکن دین صرف اسی کو دیتے ہیں جس سے محبت رکھتے ہیں۔

اسی طرح دوسری حدیث میں وارد ہے:

"ان الله يحمى عبده المومن عن الدنيا كما يحمى احد كم المريض عن الماء "۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جیسا کہ تم لوگ مریض کو پانی سے بچاتے ہیں۔

الغرض اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک دنیا انتہائی اور ردی اور خسیس ہے۔ اگر مچھر کے پر کے برابر بھی اس کی قیمت ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ ملتا۔

۱۰۳: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

۲۰۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

۱۰۳: باب اس بارے میں کہ دنیا مؤمن کے لیے جیل اور کافر کے لیے جنت ہے

۲۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

۱۰۴: بَابُ مَاجَاءَ مِثْلُ الدُّنْيَا مِثْلُ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ

۲۰۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا اَبُوْ نُعَيْمٍ نَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا يُوْنُسُ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ سَعِيْدٍ الطَّائِيِّ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ اَنَّهُ قَالَ ثَنِيْ اَبُوْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ مَانَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ

۱۰۴: باب دنیا کی مثال چار شخصوں کی سی ہے

۲۰۶: حضرت ابو کبشہ انماری رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا؛ میں تین چیزوں کے متعلق قسم کھاتا اور تم لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہوں تم لوگ یاد رکھنا۔ پہلی یہ کہ کسی صدقہ یا خیرات کرنے والے کا مال صدقے یا خیرات سے کبھی کم نہیں ہوتا۔ دوسری یہ کہ کوئی مظلوم ایسا نہیں کہ اس نے ظلم پر صبر کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اسکی عزت نہ بڑھائیں۔ تیسری یہ کہ جو شخص اپنے اوپر سوال (بھیک مانگنے) کا

عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةٍ نَحْوَهَا وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ فَقَالَ إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي رَبَّهُ فِيهِ وَيَصِلُ بِهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

دروازہ کھولتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر ومحتاجی کا دروازہ کھول دیتے ہیں یا اسی طرح کچھ فرمایا؛ چوتھی بات یاد کرلو کہ دنیا چار اقسام کے لوگوں پر مشتمل ہے۔(۱)۔ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دونوں دولتوں سے نوازا ہوا اور وہ اس میں تقویٰ اختیار کرتا ہے۔(۲) وہ شخص جسے علم تو دیا گیا لیکن دولت سے نہیں نوازا گیا چنانچہ وہ صرف دل کے ساتھ اپنی اس تمنا کا اظہار کرے کہ کاش میرے پاس دولت ہوتی جس سے میں فلاں شخص کی طرح عمل کرتا (مذکورہ بالا نیک شخص کی طرح) ان دونوں شخصوں کے لیے برابر اجر وثواب ہے۔(۳) ایسا مالدار جو علم کی دولت سے محروم ہو اور اپنی دولت کو ناجائز جگہوں پر خرچ کرے نہ اس کے کمانے میں خدا کے خوف کو ملحوظ رکھے اور نہ اس سے صلہ رحمی کرے اور نہ ہی اس کی زکوٰۃ وغیرہ ادا کرے۔یہ شخص سب سے بدتر ہے۔(۴) ایسا شخص جس کے پاس نہ دولت ہے اور نہ علم لیکن اس کی تمنا ہے کہ کاش میرے پاس دولت ہوتی تو میں فلاں کی طرح خرچ کرتا یہ شخص بھی اپنی نیت کا مسئول ہے اور ان دونوں کا گناہ بھی برابر ہے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: جن امور پر آپ ﷺ قسم کھالیں ان کے یقینی ہونے میں کیا شائبہ ہوسکتا ہے۔ویسے تو آپ ﷺ کے تمام ارشادات قابلِ یقین اور مومن کے لئے حرزِ جان ہونے چاہئیں۔لیکن قسمیہ الفاظ کی وجہ سے مزید تاکید آگئی۔

ما نقص مال عبد من صدقة: صدقہ سے مال کا کم نہ ہونا بلکہ اضافہ ہونا دیگر آیات واحادیث میں بھی مروی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"یمحق اللہ الربوٰا و یربی الصدقات"

(اللہ سود (کے مال) کو جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں اور صدقات (کے مال) کو بڑھا دیتے ہیں)۔

ولا ظلم عبد صبر علیها: مظلوم کا صبر اس کی عزت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

ولا فتح عبد باب مسئلة: بلاضرورت لوگوں سے سوال کا دروازہ کھولنا اللہ کو پسندیدہ نہیں اور ایسے شخص کا فقر کبھی بند نہیں ہوتا، اور فقر کیونکر بند ہو کہ جب اس نے اللہ کی ذات پر بھروسہ چھوڑ دیا۔اور لوگوں پر بھروسہ کرنا شروع کر دیا تو لوگ تو خود اللہ کی ذات کے محتاج ہیں۔ان کے پاس جو کچھ ہے انتہائی محدود ہے ان کی عطاء سے فقر کا دروازہ کہاں بند ہوسکتا ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ مالکِ ارض وسماء ہیں، ان کے خزانوں میں کمی کا تصور بھی نہیں، ارشاد ہے:"ما عندکم ینفد و ما عند اللہ باق" (اس پر توکل اور بھروسہ کرنے والا کیسے لوگوں کا محتاج بن سکتا ہے۔اس وجہ سے انسان کی نظر اللہ کی ذات پر ہونی چاہیے)۔

باقی شدید مجبوری کے عالم میں بطور قرض کے اس طور پر مانگنا کہ قرض کی ادائیگی کی نیت بھی کامل ہو تو یہ آپ ﷺ سے بھی ثابت ہے اور صحابہ اور دیگر اکابرین کا بھی عمل رہا ہے، کہ اس میں سوال برائے سوال نہیں ہوتا بلکہ ادائیگی کا خیال پختہ ہوتا ہے اور جب ادائیگی کی نیت ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ادائیگی کا انتظام بھی فرمادیتے ہیں۔خواہ کتنا ہی بڑا قرض کیوں نہ ہو۔

پیشہ ور بھکاریوں کا حکم: پیشہ ور بھکاری جنہوں نے سوال کو اپنا پیشہ بنایا ہوا ہے ان کو دینے والا بھی گناہ گار ہے کہ یہ گناہ پر معاونت ہے۔

وہ لوگ جن کی ضرورت کبھی پوری ہی نہیں ہوتی اور روزانہ ہی سوال کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ پیشہ ور بھکاری ہیں۔
ضرورت مند فقراء کی نشانی قرآن میں یہ بیان کی گئی ہے کہ:

''یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیما ھم لا یسئلون الناس الحافا''

(ناواقف شخص ان کے دستِ درازنہ کرنے کی وجہ سے ان کو مالدار سمجھتا ہے، تو ان کی پیشانی سے پہچانے گا، وہ سوال نہیں کرتے لوگوں سے لپٹ کر)۔

انما الدنیا لاربعة نفر: یہاں انسان کے قلبی عمل نیت اور عزم کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ جو درجہ اس شخص کا بھی ہے جو صاحبِ علم تو ہے لیکن مال اس کے پاس نہیں۔ لیکن اس کی نیت اور عزم کی بناء پر یہ پہلے شخص کے برابر ہے۔

اس طرح علم کی دولت سے محروم مالدار کا جو برا مقام ہے، وہی مقام اس شخص کا بھی ہے جو مال اور علم دونوں سے محروم ہے لیکن نیت کی خرابی کی وجہ سے تیسرے شخص کے برابر ہو کر ''اخبث المنازل'' کا مستحق قرار پایا۔

الغرض حدیث کا خلاصہ دو چیزیں ہیں:

۱۔ اخلاصِ نیت ۲۔ علم

جس کے پاس یہ دو چیزیں ہوں وہ محروم نہیں ہوسکتا، خواہ اس کے پاس مال موجود ہو یا نہ ہو۔

۱۰۵: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْهَمِّ الدُّنْیَا وَحُبِّهَا

۲۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ نَا سُفْیَانُ عَنْ بَشِیْرٍ اَبِیْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ سَیَّارٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَیُوْشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ وَاٰجِلٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

۲۰۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا سُفْیَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ جَاءَ مُعَاوِیَةُ اِلٰی اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَرِیْضٌ یَعُوْدُهٗ فَقَالَ یَاخَالُ مَا یُبْکِیْكَ اَوَجَعٌ یُشْئِزُكَ اَوْحِرْصٌ عَلَی الدُّنْیَا قَالَ کُلٌّ لَا وَلٰکِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۵: باب دنیا کی محبت اور اس کے متعلق غمگین ہونا

۲۰۷: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو فاقے میں مبتلا کیا گیا اور اس نے اپنی حالت لوگوں سے بیان کرنی شروع کردی اور چاہا کہ لوگ اسکی حاجت پوری کردیں تو ایسے شخص کا فاقہ دور نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس نے اپنی آزمائش پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اسے رزق عطا فرمائے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۰۸: حضرت ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ ابو ہاشم بن عتبہ کے مرض میں ان کی عیادت کیلئے آئے تو عرض کیا ماموں کیا وجہ ہے کہ آپ رو رہے ہیں کیا کوئی تکلیف ہے یا دنیا کی حرص اس کا سبب ہے۔ انہوں نے کہا ایسی بات نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا جسے میں پورا نہ کرسکا۔ آپؐ نے

عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا لَمْ اٰخُذْ بِهٖ قَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَجِدُنِي الْيَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ وَقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ وَعَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ قَالَ دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى اَبِيْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

فرمایا تھا کہ تجھے زیادہ مال جمع کرنے کی بجائے صرف ایک خادم اور جہاد کیلئے ایک گھوڑا کافی ہے جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے پاس بہت کچھ ہے (اس وجہ سے رو رہا ہوں)۔ زائدہ اور ابو عبیدہ بن حمید بھی یہ حدیث منصور سے وہ ابووائل سے اور وہ سمرہ بن سہم سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں بریدہ اسلمی سے بھی مرفوعاً منقول ہے۔

۲۰۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْاَخْرَمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۲۰۹: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ باغات اور کھیتیاں وغیرہ نہ بناؤ۔ کیونکہ اس کی وجہ سے دنیا سے رغبت ہو جائے گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: "فيوشك الله له برزق عاجل او آجل" رزق چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے۔ انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اس کے رزق کا فیصلہ ہو جاتا ہے پھر یہ رزق کسی کے دینے سے زیادہ نہیں ہوتا اور کسی کے نہ دینے سے کم نہیں ہوتا، اسی وجہ سے جو شخص رزق کے معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے لوگوں سے استغناء اختیار کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے مقدر رزق میں برکت دے دیتے ہیں اور جلد یا بدیر اس کے لئے کشادگی فرما دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص اللہ پر بھروسہ نہ کرے اور لوگوں کے آگے دستِ سوال دراز کرنے کو اپنی عادت بنا لے۔ گویا کہ لوگوں پر بھروسہ کرنے لگے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے مقدر رزق میں بے برکتی ڈال دیتے ہیں۔ پھر اس کا فاقہ بند نہیں ہوتا۔ اور لوگوں کا محتاج ہی رہتا ہے۔

اس وجہ سے اگر رزق کے حصول میں تاخیر ہو رہی ہے تو اس کو اللہ کی مصلحت سمجھے، اسی پر بھروسہ کرے اور حصول رزق کے جائز اسباب کے اختیار کرنے کی کوشش میں لگا رہے اور ناجائز ذرائع آمدنی سے اجتناب کرتا رہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"لا يحملنكم استبطاء الرزق ان تطلبوه بمعصية الله" (کنز العمال)

(تمہیں رزق ملنے میں دیر لگنا اس بات پر نہ ابھارے کہ تم اسے اللہ کی معصیت کے ساتھ طلب کرنے لگو) (یعنی ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرلو)

وا جدني اليوم قد جمعت: یہ صحابہ کرام کا تقویٰ تھا کہ دنیا سے خوب کنارہ کش رہتے ہوئے بھی اللہ سے ڈرتے رہتے تھے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ دنیا سے خوب جی بھر کر استفادہ کرتے ہیں پھر بھی خوفِ خدا پیدا نہیں ہوتا۔

لا تتخذوا الضيعة: یعنی باغات کی دیکھ بھال اور کھیتی باڑی میں اس قدر مشغول نہ ہو جاؤ کہ یادِ الٰہی سے غافل ہو جاؤ اور دنیا کی محبت دل میں اتر جائے۔ یہ حکم صرف کھیتی باڑی وغیرہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کسبِ معاش کا ہر وہ ذریعہ جس میں حد سے زیادہ انہماک ہو جائے، اور اس میں مشغولیت کی وجہ سے اللہ کے احکامات کی بجا آوری میں سستی ہونے لگے یہ سب اس حدیث کے عموم

میں شامل ہے۔ کیونکہ ارشاد ہے:

''اجملوا في الطلب''یعنی رزق کی تلاش میں اختصار اختیار کرو۔

۱۰۶: بَابُ مَاجَاءَ فِي طُوْلِ الْعُمْرِ لِمُؤْمِنٍ

۱۰۶: باب مؤمن کیلئے لمبی عمر

۲۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۱۰: حضرت عبداللہ بن بُسر کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بہترین آدمی کون ہے۔ آپ نے فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۲۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْحَفْصٍ عَمْرُوْبْنُ عَلِيٍّ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۱۱: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین شخص کون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ پھر سوال کیا؛ کون سا شخص برا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل برا ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: '' من طال عمره و حسن عمله '' یہاں یہ بتلادیا گیا انسان کی اچھائی و برائی کا معیار اس کا عمل ہے۔ اب اگر عمر طویل ہے تو ظاہر ہے کہ اعمال بھی زیادہ کرے گا۔ اور درجہ کے اعتبار سے بھی دوسروں سے بڑھا ہوا ہوگا۔ جیسا کے روایات میں بھی آتا ہے کہ ایک صحابی شہید ہوگئے۔ جب کہ دوسرے صحابی کا ان کے ایک سال بعد انتقال ہوا کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ صحابی جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا وہ شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوگئے۔ اس پر ان کو تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت بلند ہوتا ہے یہ دوسرے صحابی جنہوں نے طبعی موت پائی وہ ان شہید سے آگے کیسے بڑھ گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کہ ایک سال میں کتنی بڑھ گئیں۔ کتنی نمازیں اور روزے ان کے زیادہ ہوگئے۔

تو معلوم ہوا کہ عمر لمبی ہو اور عمل بھی اچھا ہو تو یہ شخص بڑا خوش نصیب ہے۔ اور عمر بھی طویل اور عمل بھی برا، اس سے بڑھ کر بد نصیبی اور کیا ہوگی۔

۱۰۷: بَابُ مَاجَاءَ فِي فَنَاءِ اَعْمَارِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلٰى سَبْعِيْنَ

۱۰۷: باب اس بارے میں کہ اس امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں

۲۱۲: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ كَامِلٍ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرُ اُمَّتِيْ مِنْ سِتِّيْنَ سَنَةً اِلٰى سَبْعِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

۲۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے لوگوں کی عمر عموماً ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہوگی۔

یہ حدیث ابو صالح کی روایت سے حسن غریب ہے اور کئی

غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

سندوں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے۔

۱۰۸: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ تَقَارُبِ الزَّمَانِ وَقِصَرِ الْاَمَلِ

۱۰۸: باب زمانے کا قرب اور امیدوں کی قلت کے متعلق

۲۱۴۳: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدِ الدُّوْرِيُّ نَا خَالِدُ بْنُ مُخْلَدٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَيَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَسَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ هُوَ اَخُوْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ۔

۲۱۴۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک زمانہ چھوٹا نہ ہو جائے۔ یعنی سال مہینے کے برابر، مہینہ ہفتے کے برابر، ہفتہ دن کے برابر، دن ایک گھڑی (گھنٹے) کے برابر اور گھنٹہ آگ کی چنگاری کے برابر نہ ہو جائے[1]۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور سعد بن سعید یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔

تشریح: ''لا تقوم الساعة حتی یتقارب الزمان'' زمانہ باہم قریب ہو جائے گا، اس سے کیا مراد ہے اس ضمن میں مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ ''قیل ھو کنایة عن قصر الاعمار و قلة البرکة'' یعنی عمر کے کم ہونے اور برکت کی قلت کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ ''قیل لکثرة اھتمام الناس بالنوازل و الشدائد و الفتن لا ید رون کیف ینقضی ایامھم'' لوگ مصائب و آلام اور فتنوں میں اس قدر پڑ جائیں گے کہ دنوں کے گزرنے کا انہیں پتہ ہی نہ چلے گا۔

۳۔ ''والحق ان المراد نزع البرکة من کل شیء حتی الزمان'' راجح اور درست معنی یہ ہے کہ ہر چیز سے برکت نکل جائے گی، یہاں تک کہ اوقات سے بھی برکت نکل جائے گی۔

۴۔ ''تقارب زمان'' سے قرب قیامت مراد ہے۔ یعنی دنیا کا زمانہ وعمر قیامت کے قریب ہو جائے گا۔

۵۔ ''شر'' اور برائی کے اعتبار سے آخری زمانہ پہلے زمانہ کی نسبت قریب تر ہو جائے گا، یعنی شرور زیادہ ہو جائیں گے۔ اور برائیاں عام ہو جائیں گی۔

۱۰۹: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قِصَرِ الْاَمَلِ

۱۰۹: باب امیدوں کے کم ہونے کے متعلق

۲۱۴۴: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ قَالَ كُنْ فِيْ

۲۱۴۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بدن کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا دنیا میں کسی مسافر یا کسی راہ گیر کی طرح رہو اور خود کو قبر والوں میں شمار

[1] اوقات کے چھوٹا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وقت میں برکت باقی نہ رہے گی یعنی پہلے جو کام اسلاف ایک دن میں کر لیتے تھے وہ آج کے لوگوں سے ہفتوں میں نہیں ہو پاتا۔ ہفتہ گزر جاتا ہے اور لگتا ہے کہ کل ہی کی بات ہے یہی وقت کا چھوٹا ہونا ہے۔ (مترجم)

الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ قَبْلَ مَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ غَدًا۔

کرو۔ مجاہد کہتے ہیں کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا؛ اگر صبح ہو جائے تو شام کا بھروسہ نہ کرو اور اگر شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو۔ بیماری آنے سے پہلے صحت سے اور موت آنے سے پہلے زندگی سے فائدہ حاصل کرو کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ کل تم زندہ رہو گے یا مر جاؤ گے۔

۲۱۵: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ۔

۲۱۵: احمد بن عبدہ بھی حماد بن زید سے وہ لیث سے وہ مجاہد سے وہ ابن عمرؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث اعمش بھی مجاہد سے ابن عمرؓ کے حوالے سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

۲۱۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذَا ابْنُ آدَمَ وَهٰذَا أَجَلُهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَهَا فَقَالَ وَثَمَّ أَمَلُهُ وَثَمَّ أَمَلُهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۲۱۶: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کا وقت موت ہے یہ فرماتے ہوئے آپؐ نے اپنا دست مبارک اپنی گردن سے ذرا اوپر رکھا اور پھیلایا پھر فرمایا یہاں اسکی امیدیں ہیں۔ (یعنی لمبی امیدیں)۔ اس باب میں حضرت ابوسعیدؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۱۷: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْنَا قَدْ وَهِيَ فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ فَقَالَ مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو السَّفَرِ سَعِيدُ بْنُ يُحْمِدَ وَيُقَالُ ابْنُ أَحْمَدَ الثَّوْرِيُّ۔

۲۱۷: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو ہم لوگ اپنے مکان کے لیے گارا بنا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا؛ یہ گھر پرانا ہو گیا ہے اس لیے ہم اسکی مرمت کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں موت کو اس سے بھی جلدی دیکھ رہا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوسفر کا نام سعید بن محمد ہے انہیں ابواحمد ثوری بھی کہا جاتا ہے۔

۱۱۰: بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ فِتْنَةَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي الْمَالِ

۱۱۰: باب اس بارے میں کہ اس امت کا فتنہ مال میں ہے

۲۱۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ نَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ۔

۲۱۸: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ ہر امت کے لیے ایک فتنہ (آزمائش) ہے اور میری امت کی آزمائش مال و دولت ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف معاویہ بن صالح کی روایت سے جانتے ہیں۔

۱۱۱: بَابُ مَاجَاءَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا بْتَغٰى ثَالِثًا

۱۱۱: باب اگر کسی شخص کے پاس دو وادیاں مال سے بھری ہوں تب بھی اسے تیسری کی حرص ہوگی

۲۱۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ نَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ سَعْدٍ نَا اَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ لِاِبْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ لَاَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ ثَانِيًا وَلَا يَمْلَأُ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ وَفِی الْبَابِ عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِیْ وَاقِدٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۱۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ اگر انسان کیلئے سونے کی ایک وادی بھی ہو تو اسے دوسری کی چاہت ہوگی۔ اس کا منہ صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ ضرور قبول کرتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابی بن کعب، ابوسعید، عائشہ، ابن زبیر، ابو واقد، جابر، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی احادیثِ مبارکہ منقول ہیں۔

یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

خلاصۃ الباب: (۱) دنیا کی بے وقعتی کی دلیل اس حدیث میں فرمائی گئی ہے مطلب یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس دنیا کی کچھ وقعت ہوتی تو اس دنیا کی کوئی ادنیٰ ترین چیز بھی کافر کو نصیب نہ ہوتی (۲) ایمان والے کے لئے دنیا قید خانہ ہے، کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پابندیاں عائد ہیں (۳) نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاملہ کیا جاتا ہے (۴) لوگوں کے سامنے اپنی ضرورت کو پیش کرنا فقر وفاقہ کو ختم نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور صبر کرنے سے رزق میں فراوانی ہوتی ہے (۵) صحابہ کرامؓ مال کی کثرت کو دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرتے تھے (۶) قیامت کی نشانیوں میں سے اوقات میں بے برکتی بھی ہے (۷) حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ موت کا آنا اس مکان کی ٹوٹ پھوٹ اور خرابی سے پہلے متوقع ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ اپنے مکان کو گارا مٹی لگانا اشد ضرورت کے تحت نہیں ہوگا بلکہ زیادہ مضبوطی اور آرائش کے لئے اس کو لیپ پوت رہے تھے (۸) یعنی آدمی کی حرص وطمع کا یہ عالم ہے کہ کسی بھی حد پر پہنچ کر اس کو سیری حاصل نہیں ہوتی (۹) یعنی انسان کی موت اس کی آرزو سے زیادہ قریب ہے۔

تشریح: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں وادیان کا ذکر کیا جب کہ حدیث میں وادیان کا ذکر نہیں ہے اس لئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہاں وادی میں حصر نہیں ہے بلکہ انسان کی حرص کا کوئی بھی کنارہ نہیں ہے۔

جب کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث روایت میں ''وادیان'' کا بھی تذکرہ ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

''لو كان لابن آدم واديان من مال لا بتغى ثالثا''

تو اس روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے یہ ترجمۃ الباب قائم فرمایا۔

ويتوب الله على من تاب: یعنی جو شخص حرص جیسی خصلت سے توبہ کرلے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہوئے اس کو قناعت کی دولت سے نواز دیتے ہیں۔

۱۱۲: بَابُ مَاجَاءَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ

۱۱۲: باب اس بارے میں کہ بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت پر جوان ہے

۲۲۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولِ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۲۲۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت پر جوان ہے ایک لمبی زندگی اور دوسرے مال کی محبت۔ اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۲۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۲۲۱: حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ انسان بوڑھا ہوجاتا ہے لیکن اس میں دو چیزیں جوان ہوجاتی ہیں ایک لمبی عمر ہونے کی اور دوسرے مال کی حرص۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: انسان جب جوانی میں اپنی خواہشات نفسانی پر قابو پالے تو بڑھاپے میں جب کہ ان نفسانی خواہشات پر قابو پانے والی قوت عقلیہ کمزور پڑجاتی ہے تب بھی یہ خواہشات قابو سے باہر نہیں ہوتیں۔ لیکن جب جوانی مین ان پر قابو نہ رکھا جائے تو بڑھاپے میں قوت عقلیہ کے کمزور ہونے پر ان خواہشات پر قابو نہیں رہتا بلکہ یہ اور زیادہ بے قابو ہوجاتی ہیں۔ اور لمبی زندگی اور مال کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

۱۱۳: بَابُ مَاجَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا

۱۱۳: باب دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں

۲۲۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ نَا يُونُسُ بْنُ حَلْبَسَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِمَّا فِي يَدِ اللّٰهِ وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ إِذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِيهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ۔

۲۲۲: حضرت ابوذر ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ زہد (دنیا سے بے رغبتی) صرف حلال کو حرام کردینے اور مال کو ضائع کردینے ہی کا نام نہیں بلکہ زہد یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابل اعتماد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جب تجھے مصیبت پہنچے تو اس کے ثواب (کے حصول) میں زیادہ رغبت رکھے اور یہ خواہش ہو کہ کاش یہ میرے لئے باقی رہتی (اور مجھے اجر ملتا رہتا)۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اس سند سے جانتے ہیں۔ کہ ابوادریس خولانی کا نام عائذ بن عبداللہ ہے اور عمرو بن واقد منکر الحدیث تھا۔

۲۲۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ

۲۲۳: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ

الْوَارِثِ نَا حُرَيْثُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ ثَنِيْ حُمْرَانُ بْنُ اَبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ وَ جِلْفَ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ حَدِيْثُ حُرَيْثِ بْنِ السَّائِبِ وَسَمِعْتُ اَبَا دَاؤُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَلْمٍ الْبَلْخِيَّ يَقُوْلُ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ جِلْفُ الْخُبْزِ يَعْنِيْ لَيْسَ مَعَهُ اِدَامٌ۔

علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ابن آدم کا دنیا میں ان چیزوں کے علاوہ کوئی حق نہیں رہنے کیلئے گھر، تن ڈھانپنے کیلئے مناسب کپڑا اور روٹی اور پانی کے برتن ۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد اور سلمان بن سلم بلخی، نضر بن شمیل سے نقل کرتے ہیں کہ ''جِلْفُ الْخُبْز'' بغیر سالن کی روٹی کو کہتے ہیں۔

۲۲۴: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ اَوْ اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۲۴: حضرت مطرف کہتے ہیں کہ میرے والد ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ''اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ'' پڑھ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم (انسان) کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال۔ حالانکہ تمہارا صرف وہی ہے جو تم نے صدقہ یا خیرات کر کے جاری رکھا یا کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۲۵: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ نَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَاَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَشَدَّادُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُكْنٰى اَبَا عَمَّارٍ۔

۲۲۵: حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم تم اگر اپنی ضرورت سے زائد مال کو محاسن میں خرچ کر دو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو یہ تمہارے لیے بدتر ہوگا جبکہ حاجت کے بقدر اپنے اوپر خرچ کرنے پر ملامت نہیں کی جائے گی اور صدقات وخیرات کی ادائیگی میں ابتداء اس سے کرو جس کی تم کفالت کرتے ہو اور جان لو کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شداد بن عبداللہ کی کنیت ابوعمار ہے۔

۲۲۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ تَمِيْمٍ الْجَيْشَانِيُّ اِسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَالِكٍ۔

۲۲۶: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے صبح کو وہ (پرندے) بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ ابوتمیم جیشانی کا نام عبداللہ بن مالک ہے۔

۲۲۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْدَاؤُدَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ۔

۲۲۷: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے ایک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا ایک مرتبہ مزدوری کرنے والے نے اپنے بھائی کی آپؐ سے شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہوسکتا ہے تمہیں بھی اسی کی وجہ سے رزق ملتا ہو۔

۲۲۸: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَمَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ شُمَيْلَةَ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَوْلُهٗ حِيْزَتْ يَعْنِيْ جُمِعَتْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا الْحُمَيْدِيُّ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَحْوَهٗ۔

۲۲۸: عبداللہ بن خطمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ خوش حال تھا، بدن کے لحاظ سے تندرست تھا اور اس کے پاس اس دن کیلئے روزی موجود تھی تو گویا کہ اس کے لیے دنیا سمیٹ دی گئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف مروان بن معاویہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ "حِيْزَتْ" کے معنٰی "جمع کی گئی" کے ہیں۔ ہم سے روایت کی محمد بن اسمٰعیل نے انہوں نے حمیدی سے انہوں نے مروان بن معاویہ سے اسی کی مثل۔

تشریح: "قال ليس لابن آدم حق سوى هذه الخصال" یعنی ضروریات زندگی مراد ہیں کہ ان بنیادی ضروریات کے حصول میں مشغولی انسان کا حق ہے اس پر باز پرس نہ ہوگی۔

يا ابن آدم! انك ان تبذل الفضل خير لك: ضرورت سے زائد خرچ کرنا زکوۃ کی ادائیگی کے لئے تو واجب ہے، اس کے علاوہ نفلی صدقات وخیرات میں خرچ کرنا، حقوق واجبہ میں سے نہیں ہے لیکن اگر بقیہ مال کو احکامات شرعیہ کے مطابق خرچ نہ کیا تو سوال سے تو جان نہیں چھوٹ سکتی۔ وہاں تو ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا۔

وهو يقول الهكم التكاثر: یعنی آپؐ سورۂ تکاثر کی تفسیر فرما رہے تھے۔ لفظ "سرب" سین اور راء دونوں کے فتحہ کے ساتھ ہو تو "بیت" کے معنی میں ہے۔ اور بکسر السین ہو تو "نفس" کے معنی میں ہے یعنی جس نے اپنے نفس کے حوالہ سے پرامن صبح کی۔

اس طرح بکسر السین ہونے کی صورت میں ایک معنی جماعت کا بھی ہے کہ جس نے جماعت میں یعنی اپنے اہل وعیال میں پرامن صبح کی۔

كانما حيزت له الدنيا: یہ لفظ حیازۃ سے از باب تفعیل فعلِ ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی "جمع کرنا"۔ یعنی جس کو یہ نعمتیں مل گئیں گویا کہ پوری دنیا کی دولت اس کے لئے سمیٹ دی گئی۔

۱۱۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ

۲۲۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي كَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ نَقَرَ بِأُصْبُعَيْهِ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ قَلَّ تُرَاثُهُ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا قُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا أَوْ قَالَ ثَلَاثًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ فَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيُكْنٰى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَيُكْنٰى أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ۔

۱۱۴: باب گزارے کے لائق روزی پر صبر کرنا

۲۲۹: حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے دوستوں میں سب سے قابل رشک وہ شخص ہے جو کم مال والا، نماز میں زیادہ حصہ رکھنے والا اور اپنے ربّ کی اچھی طرح عبادت کرنے والا ہے۔ نیز یہ کہ جو خلوت میں بھی اپنے رب کی اطاعت کرے لوگوں میں چھپا رہے اور اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیے جائیں۔ اس کا رزق بقدر کفایت ہو اور وہ اسی پر صبر کرتا ہو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے چٹکیاں بجائیں اور فرمایا اس کی موت جلدی آئے اور اس پر رونے والیاں کم ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اسکی میراث بھی کم ہو۔ اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے ربّ نے میرے لیے وادی بطحا کو سونا بنانے کی پیشکش کی۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ اے میرے ربّ: بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں یا فرمایا تین دن تک یا اسی طرح کچھ فرمایا اس لیے کہ جب میں بھوکا رہوں تو تجھ سے التجا کروں اور عجز وانکساری بیان کرتے ہوئے تجھے یاد کروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیرا شکر اور تعریف وتحمید کروں۔ اس باب میں فضالہ بن عبید سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور قاسم بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے مولیٰ ہیں۔ یہ شام سے تعلق رکھتے ہیں اور ثقہ ہیں جبکہ علی بن زید ضعیف ہیں ان کی کنیت عبدالملک ہے۔

۲۳۰: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ نَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شُرَحْبِيْلَ ابْنِ شَرِيْكٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۳۰: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام لایا اور اسے کفایت کے بقدر رزق عطا کیا گیا جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت دی تو وہ شخص کامیاب ہو گیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۳۱: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ ثَنَا حَيْوَةُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ

۲۳۱: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے بشارت ہے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی، ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اس پر اس

فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ لِلْاِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهٗ كَفَافًا وَقَنَعَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْهَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اِسْمُهٗ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ۔

نے صبر کیا۔

یہ حدیث صحیح ہے اور ابو ہانی خولانی کا نام حمید بن ہانی ہے۔

تشریح: "خفیف الحاذ" ہلکے بوجھ والا۔ یعنی وہ شخص جو" قلیل المال والعیال "ہو نہ تو مالی اعتبار سے مضبوط ہو نہ اہل وعیال زیادہ ہوں عام طور پر یہ دو چیزیں ہی دینی امور کی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"انما اموالکم و اولاد کم فتنة"

الغرض یہ شخص مال وعیال دونوں میں زیادہ مشغول نہ ہو۔

ذوحظ من الصلٰوة: نماز سے اس کو وافر حصہ ملا ہو، خوب اہتمام کرنے والا ہو۔

احسن عبادة ربه: یہ تعیم بعد التخصیص ہے۔ کیونکہ عبادت تو نماز میں بھی آ گئی، لیکن چونکہ عبادت کا تعلق صرف نماز سے ہی نہیں بلکہ عبادت انسان کی پوری زندگی سے متعلق ہے۔ کھانا پینا، سونا، اٹھنا، بیٹھنا زندگی کا ہر شعبہ عبادت بن سکتا ہے اگر احکامِ شرعیہ کے مطابق ہو۔ یعنی یہ شخص اللہ کی بندگی خوب عمدہ طریقہ سے کرنے والا ہو۔

واطاعه فی السر: تنہائی میں بھی اللہ کی اطاعت کرے، یعنی اخلاص والا ہو کہ صرف جلوت میں لوگوں کو دکھلانے کے لئے عبادت نہ کرے۔ بلکہ خلوت میں بھی اللہ سے لو لگانے والا ہو۔

وکان غامضا فی الناس: لوگوں میں زیادہ مصروف نہ ہو۔ لوگوں میں چھپا رہے۔ اس کی بزرگی وولایت کا لوگوں کو اندازہ نہ ہو کہ کتنا بڑا اللہ والا ہے۔

لا یشار الیه بالاصابع: عدم شہرت کی طرف اشارہ ہے کہ مشہور آدمی کی طرف اشارے کئے جاتے ہیں کہ وہ دیکھو فلاں بزرگ جا رہے ہیں۔ ایسا مشہور آدمی ہر وقت خطرے میں ہوتا ہے کہ کہیں اس میں عجب، تکبر، یا ریاکاری پیدا نہ ہو جائے۔

۱۱۵: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ الْفَقْرِ

۱۱۵: باب فقر کی فضیلت کے بارے میں

۲۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا رَوْحُ بْنُ اَسْلَمَ نَا شَدَّادُ اَبُوْطَلْحَةَ الرَّاسِبِيُّ عَنْ اَبِي الْوَازِعِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِيْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ۔

۲۳۲: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا؛ اللہ کی قسم میں آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سوچو کیا کہہ رہے ہو۔ کہنے لگا اللہ کی قسم میں آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر کے لیے تیار ہو جا کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے تو اس کی طرف فقر اس سیلاب سے بھی تیز رفتاری سے آتا ہے جو اپنے بہاؤ کی طرف تیزی سے چلتا ہے۔

۲۳۳: حَدَّثَنَا نَصْرُبْنُ عَلِيٍّ نَا اَبِیْ عَنْ شَدَّادٍ اَبِیْ طَلْحَةَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَاَبُو الْوَازِعِ الرَّاسِبِیُّ اِسْمُهٗ جَابِرُبْنُ عَمْرٍو وَهُوَ بَصْرِیٌّ۔

۲۳۳: نضر بن علی اپنے والد سے اور وہ شداد بن ابی طلحہ سے اسی کے ہم معنٰی حدیث نقل کرتے ہیں ۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابو وازع راسبی کا نام جابر بن عمرو بصری ہے۔

تشریح: فاعد للفقر تجفافا: ''تجفاف'' میدان جنگ میں گھوڑے کو زخمی ہونے سے بچانے کے لئے جو کپڑا اس پر ڈالا جاتا ہے اس کو تجفاف کہتے ہیں۔ یہاں صبر واستقامت سے کنایہ ہے یعنی استقامت کے ساتھ فقر وفاقہ کے برداشت کرنے کے لئے ہو جاؤ۔ فقر کے اوڑھنے بچھونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

چونکہ آپ ﷺ نے بھی فقر وفاقہ میں زندگی بسر کی اور یہی آپ ﷺ کو پسند بھی تھا۔ اب جو شخص آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرے تو محبت اسی کو کہتے ہیں کہ جو محبوب کو پسند ہو وہی محب کو بھی اچھا لگے۔ ''ان المحب لمن یحب مطیع''۔

۱۱۶: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَائِهِمْ

۱۱۶: باب اس بارے میں کہ فقراء مہاجرین امراء سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے

۲۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَی الْبَصْرِیُّ نَا زِیَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَائِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۳۴: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء مہاجرین اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۲۳۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ وَاصِلٍ الْکُوْفِیُّ نَا ثَابِتُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعَابِدُ الْکُوْفِیُّ نَا الْحَارِثُ ابْنُ النُّعْمَانِ اللَّیْثِیُّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَائِهِمْ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا یَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّی الْمِسْکِیْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ یَاعَائِشَةُ اَحِبِّی الْمَسَاکِیْنَ وَقَرِّبِیْهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ یُقَرِّبُكِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۲۳۵: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور انہی میں موت دے اور پھر انہی میں سے دوبارہ زندہ کرنا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ یہ اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہؓ کبھی کسی مسکین کو واپس نہ لوٹاؤ۔ اگر چہ آدھی کھجور ہی کیوں نہ دو، مسکینوں سے محبت کرو اور انہیں اپنے قریب کرو اس لیے کہ اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنا قرب نصیب کریگا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۲۳۶: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا قَبِیْصَةُ نَا سُفْیَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ

۲۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء جنت [illegible] اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

داخل ہوں گے اور یہ قیامت کے دن کا آدھا حصہ ہے۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۳۷:حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ نَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۲۳۷: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کے فقراء جنت میں اغنیاء سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔
یہ حدیث حسن ہے۔

۲۳۸:حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَاءِ هِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فقراء مسلمان جنت میں اغنیاء سے نصف دن پہلے داخل ہوں گے اور وہ (آدھا دن) پانچ سو سال کا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: مندرجہ بالا احادیث میں دخولِ جنت کے اعتبار سے فقراء پر اغنیاء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ کہ فقر و فاقہ کی مشقت کی بناء پر ان کو یہ اعزاز ملے گا کہ اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

بظاہر احادیث باب میں تعارض ہے کہ دو حدیثوں میں پانچ سو سال پہلے جانے کا ذکر ہے جبکہ دو حدیثوں میں چالیس سال پہلے دخولِ جنت کا تذکرہ ہے۔ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ کوکب میں ہے: ''الظاهر ان ذلك ليس تحديد ا، وانما المقصود بذ لك بيان كثرة زمان قبيلتهم في الدخول ''۔ یعنی تحدید مراد نہیں بلکہ تکثیر مراد ہے۔

۲۔ یہاں فقراء کی کیفیت کے اعتبار سے مدت مختلف بیان فرمائی کہ وہ فقراء جو فقر کے باوجود حرص و طمع نہ رکھتے ہوں وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ اور جو اس درجے کے نہ ہوں وہ چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

۳۔ پہلے چالیس سال کی مدت القاء کی گئی، پھر دوبارہ پانچ سو سال کی وحی کی گئی۔

۴۔ مہاجرین فقراء پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے اور دیگر فقراء چالیس سال پہلے جائیں گے۔

۵۔ سند کے اعتبار سے پانچ سو سال والی روایت زیادہ راجح ہے۔

۱۱۷: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ مَعِيْشَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِهٖ

۱۱۷: باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کا رہن سہن

۲۳۹:حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ

۲۳۹: حضرت مسروق ؒ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت

عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَدَعَتْ لِيْ بِطَعَامٍ وَقَالَتْ مَا اَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَاَشَاءُ اَنْ اَبْكِيَ اِلَّا بَكَيْتُ قَالَ قُلْتُ لِمَ قَالَتْ اَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِيْ فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدُّنْيَا وَاللّٰهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ مَرَّتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا اور فرمایا میں جب سیر ہو کر کھانا کھاتی ہوں تو مجھے رونا آتا ہے۔ مسروقؒ کہتے ہیں میں نے پوچھا کیوں۔ ام المومنینؓ نے فرمایا مجھے نبی اکرم ﷺ کی دنیا سے رحلت یاد آ جاتی ہے۔ اللہ کی قسم آپ ﷺ کبھی ایک دن میں روٹی اور گوشت سے دو مرتبہ سیر نہ ہوئے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۲۴۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۴۰: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کبھی دو دن متواتر جَو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۴۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَهْلُهُ ثَلَاثًا تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں تین دن تک متواتر گیہوں کی روٹی سے سیر نہ ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۴۲: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ نَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ نَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ مَا كَانَ يَفْضُلُ عَنْ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزُ الشَّعِيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۴۲: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے کبھی جَو کی روٹی حاجت سے زائد نہ نکلتی تھی (یعنی بقدر حاجت ہی ہوتی) یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

۲۴۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ نَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا وَاَهْلُهُ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۴۳: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے کئی کئی راتیں بھوک سے رہتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس شام کا کھانا نہ ہوتا اور عام طور پر ان کا کھانا جَو کی روٹی ہوتی تھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۴۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ نَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ

۲۴۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ آل محمد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت) کا رزق بقدر کفایت کر دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۴۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا غَيْرُ جَعْفَرِ ابْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا۔

۲۴۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کل کیلئے کوئی چیز نہیں رکھتے تھے۔ یہ حدیث غریب ہے اور جعفر بن سلیمان کے علاوہ بھی مرسلاً منقول ہے۔

۲۴۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا اَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا اَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ۔

۲۴۶: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان (یعنی چھوٹا میز جو زمین سے کچھ اونچا ہوتا ہے) پر کھانا نہیں کھایا اور نہ چپاتی ہی کھائی۔ یہاں تک (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کہ رحلت کر گئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۴۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الْحَنَفِيُّ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ نَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهُ قِيْلَ لَهُ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ يَعْنِي الْحُوَّارَى فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ فَقِيْلَ لَهُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ قِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِالشَّعِيْرِ قَالَ كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نُثَرِّيْهِ فَنَعْجِنُهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ۔

۲۴۷: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے کسی نے پوچھا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میدہ کھایا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر میدہ نہیں دیکھا۔ پھر پوچھا گیا کیا عہد نبوی میں آپ لوگوں کے پاس چھلنیاں ہوا کرتی تھیں۔ آپؓ نے فرمایا ''نہیں'' عرض کیا گیا تو پھر جَو کے آٹے کو کس طرح چھانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہم اسے پھونک مارتے جو اڑنا ہوتا اڑ جاتا پھر باقی میں پانی ڈال کر گوندھ لیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے ابو حازم سے نقل کیا ہے۔

تشریح: مندرجہ بالا احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ساری زندگی فقر و فاقہ میں گزاری اور آپ ﷺ کے پاس مال آیا لیکن آپ ﷺ سارے کا سارا تقسیم فرما دیتے تھے۔ اور اپنے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے۔

۱۱۸: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَعِيْشَةِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۱۸: باب صحابہ کرامؓ کے رہن سہن کے بارے میں

۲۴۸: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ نَا

۲۴۸: حضرت قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی

اَبِیْ عَنْ بَیَانٍ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ اَهْرَاقَ دَمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَغْزُوْ فِی الْعِصَابَةِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا نَاْکُلُ اِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةِ حَتّٰی اِنَّ اَحَدَنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاةُ وَالْبَعِیْرُ وَاَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ یُعَزِّرُوْنِیْ فِی الدِّیْنِ لَقَدْ خِبْتُ اِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِیْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ بَیَانٍ۔

وقاص ؓ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے جہاد میں کفار کو قتل کیا اور خون بہایا۔ اسی طرح جہاد میں پہلا تیر پھینکنے والا بھی میں ہی ہوں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں صحابہ ؓ کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد میں شریک تھا تو ہم لوگ درختوں کے پتوں اور خاردار جھاڑیوں کے پھل کھا کر گزارا کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارا پاخانہ بکریوں اور اونٹوں کی مینگنی کی طرح ہوتا۔ اب قبیلہ بنو اسد میرے دین کے بارے میں طعن کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس وقت میں نامراد رہا اور میرے اعمال ضائع ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے بیان کی روایت ہے۔[1]

۲۴۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ نَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ ثَنِیْ قَیْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ اِنِّیْ اَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَیْتُنَا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةَ وَهٰذَا السَّمَرَ حَتّٰی اَنَّ اَحَدَنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُوْنِیْ فِی الدِّیْنِ لَقَدْ خِبْتُ اِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِیْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ۔

۲۴۹: حضرت سعد بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر پھینکا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کر رہے تھے ہمارے پاس کھانے کیلئے خاردار درختوں کے پتوں اور پھلوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہاں تک کہ ہمارا پاخانہ بکریوں کی مینگنیوں کی طرح ہوتا لیکن اب بنو اسد نے مجھے دین کی وجہ سے ملامت کرنی شروع کر دی تو میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر ایسا ہے تو میں تو برباد ہو گیا اور میری نیکیاں ضائع ہو گئیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں عتبہ بن غزوان سے بھی روایت ہے۔

۲۵۰: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ کَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فِیْ اَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ بَخٍ بَخٍ یَتَمَخَّطُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فِی الْکَتَّانِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاِنِّیْ لَاَخِرُّ فِیْمَا بَیْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مِنَ الْجُوْعِ مَغْشِیًّا عَلَیَّ فَیَجِیْءُ الْجَائِیْ فَیَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰی عُنُقِیْ یَرٰی اَنَّ بِیَ الْجُنُوْنَ وَمَا بِیْ جُنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا الْجُوْعُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

۲۵۰: محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ ؓ کے پاس تھے ان کے پاس دو سرخ رنگ کے کپڑے تھے انہوں نے اس میں سے ایک کپڑے سے ناک صاف کیا اور فرمایا: واہ واہ، ابو ہریرہ ؓ آج اس کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے اور ایک زمانہ تھا کہ میں منبر رسول ﷺ اور حضرت عائشہ ؓ کے حجرے کے درمیان بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو کر گر گیا تو گزرنے والے یہ سمجھتے ہوئے میری گردن پر پاؤں رکھنے لگے کہ شاید یہ پاگل ہو گیا ہے حالانکہ میں بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۵۱: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ

۲۵۱: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

---

[1] سعد بن مالک (ابو وقاص) قبیلہ بنو اسد کے امام تھے لوگوں نے انہیں نماز سکھانی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ آپ کی نماز صحیح نہیں۔ پس حضرت سعد بن مالک سوچنے لگے اگر واقعی میری نماز صحیح نہیں تو میں اتنی مدت جو عمل کرتا رہا وہ تو بیکار ہو گیا اور میں نقصان میں رہا لیکن ان لوگوں کا یہ الزام صحیح نہیں تھا۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

الْمُقْرِئُ نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ثَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتَّى تَقُولَ الْأَعْرَابُ هٰؤُلَاءِ مَجَانِينُ أَوْ مَجَانُونَ فَإِذَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً قَالَ فُضَالَةُ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھایا کرتے تو اصحابِ صفہ میں سے بعض حضرات بھوک سے نڈھال ہوکر بے ہوش ہوکر گر جاتے تو دیہاتی لوگ کہتے کہ یہ پاگل ہیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان سے فرماتے اگر تم جان لو کہ اس فقر وفاقے پر اللہ تعالیٰ تمہیں کس قدر انعام واکرام سے نوازیں گے تو تم لوگ اس سے بھی زیادہ فقر وفاقے کو پسند کرنے لگو۔ فضالہ کہتے ہیں کہ میں اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۵۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ نَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَاعَةٍ لَا يَخْرُجُ فِيهَا وَلَا يَلْقَاهُ فِيهَا أَحَدٌ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ خَرَجْتُ أَلْقَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْظُرُ فِي وَجْهِهِ وَالتَّسْلِيمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ قَالَ الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ فَانْطَلَقُوا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَدَمٌ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَالُوا لِامْرَأَتِهِ أَيْنَ صَاحِبُكِ فَقَالَتْ انْطَلَقَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ وَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو الْهَيْثَمِ بِقِرْبَةٍ يَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُفَدِّيهِ بِأَبِيهِ وَأُمِّهِ ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ إِلَى حَدِيقَتِهِ فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلَةٍ فَجَاءَ بِقِنْوٍ فَوَضَعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا تَنَقَّيْتَ لَنَا مِنْ رُطَبِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَخْتَارُوا أَوْ قَالَ تَخَيَّرُوا مِنْ رُطَبِهِ وَبُسْرِهِ

۲۵۲: حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ خلاف عادت (وقت میں) گھر سے نکلے۔ اس وقت آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے بھی کوئی نہیں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ صرف آپ ﷺ کی ملاقات زیارت اور سلام عرض کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ بھی آ گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیسے آنا ہوا عمر؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے آیا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے کچھ بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ پھر وہ سب ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے گھر کی طرف چل پڑے۔ ابوالہیثم کے ہاں بہت سے کھجوروں کے درخت اور کثیر تعداد میں بکریاں تھیں البتہ خادم کوئی نہیں تھا۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہیں موجود نہ پا کر ان کی بیوی سے پوچھا کہ کہاں گئے ہیں؟ عرض کیا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ ایک مشک اٹھائے ہوئے پہنچ گئے۔ پھر مشک رکھی، اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ لپٹ گئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پھر ابوالہیثم ان تینوں حضرات کو لے کر اپنے باغ میں چلے گئے ان کے لیے کپڑا بچھایا اور درخت سے کھجور کا گچھا توڑ کر حاضر کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم ہمارے لیے صرف تازہ

فَأَكَلُوْا وَشَرِبُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مِنَ النَّعِيْمِ الَّذِيْ تُسْأَلُوْنَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَّ رُطَبٌ طَيِّبٌ وَّمَاءٌ بَارِدٌ فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ جَدْيًا فَأَتَاهُمْ بِهَا فَأَكَلُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ فَأْتِنَا فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْ مِنْهُمَا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اخْتَرْ لِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هٰذَا فَإِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يُصَلِّيْ وَاسْتَوْصِ بِهٖ مَعْرُوْفًا فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ إِلٰى امْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ امْرَأَتُهٗ مَا أَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنْ تُعْتِقَهٗ قَالَ هُوَ عَتِيْقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيْفَةً إِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوْهُ خَبَالًا وَمَنْ يُوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِيَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

کھجوریں ہی کیوں نہ لائے؟ انہوں نے عرض کیا میں اس ارادہ سے تازہ پختہ اور نیم پختہ کھجوریں لایا ہوں تاکہ آپؐ جو چاہیں اختیار فرمائیں۔ پس انہوں نے کھجوریں کھائیں اور میٹھا پانی پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ ٹھنڈا سایہ، پاکیزہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی ایسی نعمتیں ہیں کہ قیامت کے دن ان کے متعلق تم لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ پھر جب ابوالہیثمؓ آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کرنے کیلئے جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ ابوالہیثمؓ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور پکا کر پیش کیا تو ان حضرات نے کھانا کھایا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی خادم نہیں۔ انہوں نے عرض کیا "نہیں" یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو آنا (تھوڑے ہی دنوں میں) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دو قیدی پیش کیے گئے۔ تو ابوالہیثمؓ بھی حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا ان میں سے جسے چاہو لے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا آپ ﷺ جو چاہیں دے دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے یہ لے لو کیونکہ میں اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں اور سنو میں تمہیں اس سے بھلائی کی نصیحت عبدالملک بن عمیر سے اور وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابوالہیثمؓ نے بیوی کے پاس جا کر نبی اکرم ﷺ کا ارشاد سنایا تو وہ کہنے لگیں کہ تم نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل اس صورت میں کر سکتے ہو کہ اسے آزاد کر دو۔ ابوالہیثمؓ کہنے لگے تو پھر یہ اسی وقت آزاد ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر نبی یا خلیفہ کے ساتھ دو قسم کے رفقاء رکھتے ہیں ایک وہ جو اسے اچھے کاموں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اور دوسرے وہ جو اسے خراب کرتے ہیں۔ لہٰذا جسے برے رفقاء سے نجات دے دی گئی وہ نجات پا گیا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۵۳: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ

۲۵۳: ہم سے روایت کی صالح بن عبداللہ نے انہوں نے ابوعوانہ سے وہ ایک دن نبی اکرم ﷺ، ابوبکرؓ اور عمرؓ باہر تشریف لائے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنٰی روایت نقل کی لیکن اس میں حضرت ابوہریرہؓ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔ شیبان کی حدیث ابوعوانہ کی حدیث سے

يَذْكُرْفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيثُ شَيْبَانَ أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَأَطْوَلُ وَ شَيْبَانُ ثِقَةٌ عِنْدَهُمْ صَاحِبُ كِتَابٍ۔

زیادہ مکمل اور طویل ہے۔شیبان محدثین کے نزدیک ثقہ اور صاحب کتاب (یعنی علم والے) ہیں۔

۲۵۴:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ نَا سَيَّارٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْجُوعَ وَ رَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَيْنِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۵۴:حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بھوک کی شدت بیان کی اور پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ ہم نے ایک ایک پتھر باندھ رکھا ہے۔پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا اٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۲۵۵:حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عُمَرَ۔

۲۵۵: سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر کو فرماتے ہوئے سنا: کیا تمہیں تمہارا پسندیدہ کھانا اور پانی میسر نہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بعض اوقات) پیٹ بھر کرادنی قسم کی کھجوریں بھی حاصل نہ ہوتی تھیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ابوعوانہ اور کئی راوی اسے سماک بن حرب سے اس کے ہم معنی نقل کرتے ہیں۔شعبہ یہی حدیث سماک سے وہ نعمان بن بشیرؓ سے اور وہ حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح:" انی لاول رجل اهراق دما فی سبیل الله ":اس کا پس منظر یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں مسلمان خفیہ طور پر چھپ کر عبادت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مسلمان چھپ کر نماز ادا کر رہے تھے تو کچھ مشرکین کا وہاں سے گزر ہوا اور مسلمانوں کو نماز پڑھتا دیکھ کر برا بھلا کہنے لگے۔ کچھ بات بڑھی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وہاں پر پڑا ہوا اونٹ کا ایک جبڑا اٹھایا اور مشرکین کو دے مارا، جس سے ایک مشرک زخمی ہوگیا۔(رواہ ابن اسحاق، ھکذا فی الکوکب)

وانی لاول رجل رمٰی بسهم فی سبیل الله:فتح الباری میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سن۱ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ساٹھ سواروں کو"ابواء" نامی مقام کی طرف روانہ فرمایا، راستہ میں کافروں کے ایک لشکر سے ٹکراؤ ہوا، اس لشکر کے سردار ابوسفیان تھے۔ باہم تیراندازی ہوئی اور مسلمانوں میں سب سے پہلا تیر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے چلایا۔لیکن ہلکی پھلکی جھڑپ ہوئی، مستقل جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

واصبحت بنو اسد یعزرونی:حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قبیلہ بنو اسد کے لوگ طلحہ بن خویلد کے بہکاوے میں آکر مرتد ہوگئے، اور اس کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی پیروی کرنے لگے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور ہی میں خالد بن ولید کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ اور ان کا قلع قمع کیا گیا۔ چنانچہ طلحہ نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور پھر یہ قبیلہ کوفہ میں

آباد ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی اور یہ الزام بھی لگایا کہ یہ نماز درست نہیں پڑھتے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اتنی جنگوں اور غزوات میں شرکت کے باوجود بھی اگر میرا اسلام اور نماز درست نہیں تو پھر تو میری ساری محنت رائیگاں چلی گئی۔ یعنی اپنی صفائی میں یہ کلمات کہے کہ ان کے الزامات کی کوئی حقیقت نہیں۔

فانطلقوا الی منزل ابی الهیثم بن التیهان: ابوالہیثم کا نام ''مالک'' تھا۔

فقالوا لا مرأته این صاحبك: اس سے معلوم ہوا کہ بقدر ضرورت اجنبی عورت سے بات کی جاسکتی ہے۔

فجاء بقنو: اس سے یہ ادب معلوم ہوا کہ اگر کھانا وغیرہ تیار نہ ہو تو جو گھر میں میسر ہو فوراً حاضر کردے۔ بعد میں کھانے کا انتظام بھی کردے۔

شارع مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس سے یہ ادب بھی ثابت کیا ہے کہ اگر پھل موجود ہو تو وہ کھانے سے پہلے رکھا جائے۔

بہر حال حضور ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما چونکہ شدید بھوک کی حالت میں تھے۔ اور کھانا تیار کرنے میں وقت لگتا اس بناء پر جو موجود تھا وہ فوراً پیش کردیا تا کہ کچھ افاقہ ہو جائے۔ لہٰذا کھانے میں دیر ہو تو پھل وغیرہ پہلے رکھ دیا جائے۔

لا تذبحن ذات در: آپ ﷺ نے بکری کے بچے اور میزبان دونوں کی رعایت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو چاہیئے کہ میزبان کو زیادہ تکلف میں پڑنے سے روکے۔

وله بطانتان: اس سے مراد فرشتہ اور شیطان ہیں۔ یہ دونوں قسم کے ملہم آپ ﷺ کے مطیع ہو گئے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ولکن اللہ اعاننی فاسلم ای انقاد و اطاع''

ورفعنا عن بطوننا عن حجر حجر: بھوک کے عالم میں پیٹ پر پتھر کیوں باندھتے تھے اس کی کئی وجوہ کتب میں مذکور ہیں:

۱۔ ''ان یشد حجرا علی بطنه لیتقوم به صلبه'' پیٹ پر پتھر اس لئے باندھا جاتا تھا تا کہ کمر سیدھی رہے۔

۲۔ جس طرح آج کل کمر کو سیدھا رکھنے کے لئے بیلٹ باندھی جاتی ہے، اسی طرح کوئی کپڑا باندھا جاتا تھا، لیکن خالی پیٹ کپڑے کی رگڑ برداشت نہ ہوتی ہوگی اس وجہ سے پتھر باندھا جاتا تھا (واللہ اعلم)۔

۳۔ پتھر کی ٹھنڈک کی وجہ سے بھوک کی حالت میں کمی واقع ہوتی ہوگی اس وجہ سے باندھا جاتا تھا۔ اس ضمن میں اول معنی ہی راجح ہے کہ پیٹ کے خالی ہونے کی وجہ سے پیٹ کو سہارا دینے کے لئے اور کمر کو سیدھا رکھنے کے لئے پتھر باندھا جاتا تھا۔

۱۱۹: بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ

۲۵۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَیْلِ بْنِ قُرَیْشٍ الْیَامِیُّ الْکُوْفِیُّ نَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

۱۱۹: باب غناء در حقیقت دل سے ہوتا ہے

۲۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حقیقی مالداری، مال کی کثرت نہیں بلکہ نفس کا غنی ہونا ہی اصل مالداری ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: "لیس الغنی عن کثرۃ العرض" مال کی زیادہ اور کثرت سے غنی اور مالداری حاصل نہیں ہوتی بلکہ دل کی قناعت اور مالداری اصل مالداری ہے۔ بلکہ مال جتنی کثرت سے آتا ہے لالچی اور حریص لوگوں کی احتیاج اور ضرورت اسی قدر بڑھتی رہتی ہے۔ انسان مال کا محتاج اور ضرورت مند ہوتا چلا جاتا ہے اور دل کا انقباض بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ تو کوئی مالداری نہ ہوئی کہ مال کی کثرت کے ساتھ بخل بھی بڑھ گیا۔ حقیقی مالداری تو دل کی مالداری ہے کہ چاہے مال ہو یا نہ ہو دل کی نال کی محبت وحسرت نہ ہو، مل گیا تو مخلوق خدا کی خدمت میں لگا دے نہ ملے تو تب بھی نظر چونکہ اللہ پر ہے نہ کہ مال پر اس بناء پر کوئی انقباض نہیں ہوتا، خدمت خلق کا جذبہ پھر بھی برقرار رہتا ہے۔ اور قناعت کی دولت کی بناء پر دل ٹھہرا رہتا ہے۔

خلاصۃ الباب: حقیقی زہد یہ ہے کہ آرزوؤں اور امیدوں کی کمی کی جائے مطلب یہ ہے کہ زہد دنیا سے بے ر اکی اس کیفیت کا نام ہے جو انسانی دل پر اس طرح طاری ہو کہ دل دنیا سے بے زار اور آخرت کی طرف راغب ومتوجہ رہے (۲) آدمی کا دنیا میں گھر مناسب کپڑے اور روٹی پانی کے برتن کے علاوہ کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی قدر نصیب فرماوے (۳) بندہ کا مال وہی ہے جو حدیث میں بیان فرمادیا ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ وارثوں کا ہے (۴) توکل ویقین بہت بڑی دولت ہے اس کی وجہ سے غیبی طور پر رزق ملتا ہے (۵) مسلمان فقراء کی فضیلت حدیث مبارکہ میں اچھی بیان کردی ہے (۶) سرورِ کونین ﷺ کی حیات مبارکہ کتنی سادہ اور تنگی کی تھی کہ دو دن متواتر جَو کی روٹی اور گوشت سے سیر نہ ہوئے اسی طرح صحابہ کرامؓ کی زندگی عسرت اور تنگی کی تھی۔ حقیقت یہ کہ یہ لوگ دنیا میں کسی اور مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے اور وہ مقصد بہت عالی ہے اور جن کے مقاصد عالی ہوتے ہیں ان کے نزدیک دنیا کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

۱۲۰: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اَخْذِ الْمَالِ بِحَقِّهٖ

۲۵۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي الْوَلِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ قَيْسٍ وَكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ مَنْ اَصَابَهٗ بِحَقِّهٖ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْمَا شَاءَتْ بِهٖ نَفْسُهٗ مِنْ مَالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَيْسَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا النَّارُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُو الْوَلِيْدِ اِسْمُهٗ عُبَيْدُ بْنُ سَنُوْطَا

۱۲۰: باب حق کے ساتھ مال لینے کے متعلق

۲۵۷: ابوولید کہتے ہیں میں نے حمزہ بن عبدالمطلب کی بیوی خولہ بنت قیس سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے جس نے اسے حق اور حلال طریقے سے حاصل کیا اس کے لیے اس میں برکت دی گئی اور بہت سے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال سے نفسانی خواہشات پوری کرتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہی آگ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوالولید کا نام عبید بن سنوطاء ہے۔

تشریح: "ان ھذا المال خضرۃ حلوۃ" یہ مال ہے تو میٹھی وسرسبز چیز لیکن اس کے اندر مضرتیں بھی ہیں اور فوائد بھی ہیں۔ اگر انسان مال کا شدید حریص ہو، یا اس کو حرام ذرائع سے حاصل کرے یا اپنے مال میں لوگوں کے حقوق ادا نہ کرے، یا غیر مصرف میں اس مال کو خرچ کرے یا اس مال کے حصول سے تفاخر مقصود ہو تو یہی مال مضرت، نقصان وخسران کا سبب بن جاتا ہے۔

لیکن اگر اس میں یہ ساری قباحتیں نہ ہوں اور احکامات شرعیہ کے مطابق کمایا اور خرچ کیا جائے تو یہی مال نعمت اور موجب فلاح وباعث نجات ہے۔ الغرض یہ دو دھاری تلوار ہے مفید بھی ہوسکتا ہے اور مضر بھی۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مال کی مثال سانپ کی سی ہے اس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ

''الدرهم عقرب فان لم تسحن رقيته فلا تأخذه فانه ان لدغك قتلتك سمه. قيل : ما رقيته؟

قال: اخذه من حله و وضعه فی حقه''۔

درہم یعنی مال و دولت کی مثال ایک بچھو کی سی ہے کہ اگر تم اس کا دم نہیں جانتے تو اس کو مت پکڑو۔ کہ اس صورت میں اگر اس نے تمہیں ڈس لیا تو اس کا زہر تمہیں ہلاک کردے گا۔ پوچھا گیا کہ اس کا دم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کا دم یہ ہے کہ اس کو حلال طریقہ سے حاصل کرو اور جہاں جہاں اس کے خرچ کرنے کا حق ہے وہیں پر اس کو خرچ کرو۔

۱۲۱: بَابٌ

۲۵۸: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لُعِنَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَتَمَّ مِنْ هٰذَا وَأَطْوَلَ۔

۱۲۱: باب

۲۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار اور دراہم کے بندوں پر لعنت کی گئی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی ابو ہریرہؓ ہی سے مرفوعاً منقول ہے جو اس سے طویل ہے۔

تشریح: ''لعن عبد الدینار و لعن عبد الدرهم'' ایک روایت میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

''تعس عبد الدينار و عبد الدرهم و عبد الخميصة ان اعطى رضي و ان لم يعط سخط '' (ہلاک ہو دینار و درہم کا غلام کہ جب اسے مال دیا جائے تب ہی خوش ہوتا ہے اور مال نہ دیا جائے تو ناراض ہوتا ہے۔

یہاں پر عبد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں انتہائی شدید وعید اور تہدید ہے کہ جو شخص مال کا اس قدر حریص و گرویدہ ہو کہ اپنی امیدیں مال سے اس طرح لگالے جس طرح معبودِ حقیقی سے لگائی جاتی ہے مال کے ہونے کو ہی اصل سمجھے، اپنی ضروریات کو یقینی طور پر مال ہی سے وابستہ کرلے، جس کی حرکات و سکنات، رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا مال ہی کے تابع ہے حتی کے مال کے حصول اور اس کی کوشش میں فرائض تک کا تارک ہوجائے تو گویا اس شخص نے مال کی بندگی اختیار کرلی۔ اور یہ مال کا پجاری اور غلام بن گیا، ایسے شخص پر لعنت و پھٹکار کی گئی ہے۔

یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات کا غلام بن کر اور ان کا اسیر بن کر زندگی گزارے اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''واما من اتخذ الهه هواه'' (اور باقی وہ شخص کہ جس نے اپنا معبود اپنی خواہشات کو بنالیا۔)

اسی طرح مال و دولت کے اسیر و غلام کو اس کا پجاری قرار دیا گیا ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں عبد الدینار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جامع الدینار کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا

اس سے معلوم ہوا کہ مال کو جمع کرنا برا نہیں ہاں مال کی محبت دل میں بیٹھانا اور اسی کو سب کچھ سمجھنا یہ برا ہے۔

۱۲۲: بَابٌ

۲۵۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُرْوٰى فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ۔

۱۲۲: باب

۲۵۹: ابن کعب بن مالک انصاری اپنے والد سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال اور مرتبے کی حرص انسان کے دین کو خراب کرتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔

۱۲۳۔ بَابٌ

۲۶۰: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنِي الْمَسْعُودِيُّ نَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً فَقَالَ مَا لِي وَلِلدُّنْيَا مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۳: باب

۲۶۰: حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ (اپنے) بوریے پر سے سو کر اٹھے تو آپ ﷺ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیجئے کہ آپ ﷺ کے لیے ایک بچھونا بنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا کام۔ میں تو دنیا میں اس طرح ہوں کہ جیسے کوئی سوار کسی درخت کے نیچے سائے کی وجہ سے بیٹھ گیا پھر وہاں سے روانہ ہو گیا اور درخت کو چھوڑ دیا۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: "لو اتخذ نالك و طاء" ای فراشا۔

یہاں لفظ"لو" تمنی بھی ہو سکتا ہے اور شرطیہ بھی ہو سکتا ہے۔ تقدیری عبارت اس طرح ہوگی کہ"لو اتخذنا لك بساطا حطنا و فراشا لينا لكان احسن من اضطجاعك على هذا الحصير الخشن"

مالي و للدنيا: یہاں لفظ"ما" میں دو احتمال ہیں:

۱۔ "ما نافیہ ہو" ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں ما نافیہ قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں تقدیری عبارت اس طرح ہوئی کہ"ليس لي الفة و محبة مع الدنيا و لا للدنيا الفة و محبة معي حتى ارغب اليها"۔

۲۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ استفہامیہ ہو۔ اس صورت میں عبارت یہ ہوگی"ای الفة و محبة لي مع الدنيا"۔

اور لفظ"للدنيا" میں لام تاکید کے لیے ہوگا اس صورت میں جبکہ واؤ بمعنی مع ہو۔

اور اگر واؤ عطف کے لئے ہو تو تقدیری عبارت اس طرح ہوگی"مالي مع الدنيا و ماللدنيا معي"

استظل تحت شجرة ثم راح: یہاں یہ تشبیہ اس لئے دی کہ جس طرح درخت کے نیچے ٹھہرنے والا بہت تھوڑی دیر کے لئے رکتا ہے اور پھر اپنی منزل کی طرف جلد از روانہ ہو جاتا ہے، اسی طرح میرا قیام بہت تھوڑا ہے۔

۱۲۴: بَابٌ

۲۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ وَ اَبُوْ دَاوُدَ قَالَا نَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنِيْ مُوْسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۱۲۴: باب

۲۶۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: "الرجل علی دین خلیله" صحبت اور ماحول کے اثرات سے متعلق یہ حدیث انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ انسان کی سوچ اس کے نظریات وعقائد اور اس کا دین ویسا ہی ہوگا جیسا کہ اس کے دوستوں کا ہے۔ کیونکہ انسان دوستی کا ہاتھ اپنے ہمنوا اور ہم خیال لوگوں کی طرف ہی بڑھاتا ہے۔ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز، کبوتر با کبوتر باز با باز۔ یا دوستوں کے ماحول سے متاثر ہو کر ان سے دوستی کرنے والا بھی ان جیسا ہو جاتا ہے۔ کسی آدمی کی جانچ کرنی ہو کہ کیسا آدمی ہے تو اہل عقل اور حکماء اس بات کا مشورہ دیتے ہیں کہ اس کے دوستوں کے بارے میں تحقیق کرو کہ کیسے دوست ہیں۔ عربی کا شعر ہے۔

عن المرء لا تسئل و سل عن قرینه

فان القرین با لمقادن یقتدی

ترجمہ: آدمی کے بارے میں مت پوچھو بلکہ اس کے دوست کے بارے میں پوچھو۔

کیونکہ ایک دوست اپنے دوسرے دوست ہی کی پیروی کرتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

"الوحدة خیر من جلیس السوء و الجلیس الصالح خیر من الوحدة" تنہائی برے ہم نشین سے بہتر ہے اور اچھا ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

اچھی صحبت اچھا بناتی ہے اور بری صحبت نافرمان بنا دیتی ہے۔ الغرض انسانی کی اچھائی اور برائی کا معیار عام طور پر اس کے دوست اور ماحول ہوتے ہیں۔ اور انسانوں کی صحبت تو درکنار جانوروں کے ماحول کا بھی انسان پر اثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے

"تکبر گھوڑے والوں میں ہوتا ہے اس وجہ سے کہ گھوڑوں میں تکبر ہوتا ہے اور عاجزی اور مسکنت بکری والوں میں ہوتی ہے۔ لہٰذا بہت ہی ضروری امر ہے کہ اچھا ماحول اور اچھی صحبت اختیار کی جائے۔ اور گناہگاری کے ماحول سے اجتناب کیا جائے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''مجالسة الحريص و مخالطته تحرك الحرص، و مجالسة الزاهد و مخالطته تزهد فى الدنيا، لان الطباع مجبولة على الشبه و الاقتداء، بل يسرف الطبع من حشيلا يدرى''۔

حریص آدمی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرص پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔ اور تارک الدنیا شخص کی صحبت اختیار کرنا اور ان سے دوستی کرنا تو زہد کی صفت پیدا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ کیونکہ انسانی طبیعتیں مشابہت اور اقتدار پر مجبور ہوتی ہیں، بلکہ بعض مرتبہ کسی کی صحبت سے متاثر بھی ہو جاتا ہے اور ویسے ہوا تو نہیں لگتی۔

ہذا حدیث حسن غریب، بعض لوگوں نے اس روایت کو موضوع کہا ہے۔ جبکہ صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو احمد، ترمذی، ابوداؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے، اور ترمذی کے مطابق روایت حسن غریب کے درجہ کی ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

غرض یہ کہ بعض لوگوں کا اس روایت کو موضوع کہنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

۱۲۵: بَابٌ

۲۶۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثٌ فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَ مَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۵: باب

۲۶۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ ان میں سے دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک وہیں رہ جاتی ہے اس کے پیچھے اس کا مال، اولاد اور عمل جاتے ہیں۔ اولاد اور مال واپس آ جاتے ہیں اور عمل (اس کے ساتھ) باقی رہتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''یتبعه اهله و ماله و عمله'' اس کے اہل کے ساتھ جانے کا مطلب ہے کہ اس کے عزیز و اقارب رشتہ دار مثلاً باپ، بیٹا، پوتا وغیرہ جنازے کے ساتھ جاتے ہیں اور دفنا کر واپس آ جاتے ہیں۔

مال کے ساتھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے غلام، سواری، خیمہ، قیمتی چادر، چارپائی وغیرہ ساتھ لے جاتی ہے لیکن واپس لے آتے ہیں۔

و یبقی عمله: قبر میں ساتھ باقی رہ جانے والی چیز انسان کا عمل ہے۔ حدیث کے مطابق انسان کا نیک عمل خوبصورت اور حسین آدمی کی شکل میں پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تجھے خوشخبری ہو۔ آدمی پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اور کافر کے بارے میں فرمایا ہے کہ انتہائی بدشکل ایک شخص اس کے پاس جاتا ہے۔ لہٰذا انسان کو اس چیز کے حصول میں جدوجہد زیادہ کرنی چاہیے۔ جو قبر میں ساتھ رہنے والی ہے تاکہ ساتھ چھوڑ جانے والوں میں جی لگایا جائے۔

۱۲۶: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْاَكْلِ

۲۶۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا اِسْمٰعِيْلُ

۱۲۶: باب اس بارے میں کہ زیادہ کھانا مکروہ ہے

۲۶۳: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول

ابْنُ عَيَّاشٍ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْحِمْصِيُّ وَحَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرِ الطَّائِيِّ عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ نَحْوَهُ وَقَالَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان نے پیٹ سے بدتر برتن نہیں بھرا ۔چنانچہ ابن آدم کے لیے کمر سیدھی کرنے کیلئے چند لقمے کافی ہیں ۔اگر اس سے زیادہ ہی کھانا ہو تو پیٹ کے تین حصے کر لے۔ایک کھانے کے لیے دوسرا پانی کیلئے اور تیسرا سانس لینے کیلئے۔حسن بن عرفہ بھی اسماعیل بن عیاش سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ مقدام بن معدیکرب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی لیکن اس میں "سَمِعْتُ النَّبِيَّ" میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ الفاظ نہیں ہیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: شریعت اسلامی میں ہر قول وفعل کی حدود مقرر ہیں کہ ان حدود میں رہتے ہوئے زندگی گزاری جائے تو نہ صرف یہ کہ اخروی فلاح ونجات کا باعث ہے بلکہ انسان دنیاوی طور پر بھی خوشحال ہو جاتا ہے۔کھانا کھانے کی بھی حدود مقرر کی گئی ہیں اور مندرجہ بالا حدیث میں دو درجے بیان کئے گئے ہیں۔ایک درجہ قوت لایموت کا ہے کہ کھانا صرف اسی قدر کھایا جائے جس سے انسان کی کمر سیدھی رہے۔یعنی یہ درجہ قوت لایموت کا ہے۔کہ اتنا کھائے کہ زندہ رہے۔

دوسرے درجہ میں کھانے کے معاملہ میں ذرا وسعت ہے کہ اگر قوت لایموت کے بقدر گزارہ نہ ہو تو پھر زیادہ بھی کھا سکتا ہے۔لیکن کس قدر زیادہ ہو اس کی بھی حد مقرر فرما دی کہ اتنا کھانے کے ایک تہائی کھانے کے لئے ،ایک تہائی پینے کے لئے اور تہائی سانس لینے کے لئے باقی رکھے۔اس سے زیادہ اگر پیٹ کے برتن کو بھرا جائے تو اس کو بدترین برتن کہا گیا ہے۔

خلاصۃ الباب : مطلب یہ ہے کہ حلال میں برکت ہوتی ہے تھوڑے سے مال کے ذریعہ بہت فائدہ ہوتا ہے اور حرام مال جہنم میں جانے کا ذریعہ اور بے برکت بھی ہے جو صرف پیسے کا بندہ ہے اس پر لعنت فرمائی گئی ہے۔واقعی مال اور لالچ ہلاک کرنے والے ہیں دنیا کی مثال اس درخت کے ساتھ دی کہ جس کے سایہ کے نیچے کوئی مسافر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے اور درخت کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے نیز سب کچھ یہاں رہ جاتا ہے صرف اعمال ساتھ دیتے ہیں۔

۱۲۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

۱۲۷: باب ریاکاری اور شہرت کے متعلق

۲۶۴: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهِ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدُبٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا حَدِيثٌ

۲۶۴: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو دکھانے کیلئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت لوگوں کو دکھا دیتے ہیں اور جو شخص لوگوں کو سنانے کیلئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت لوگوں کو سنا دیتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔اس باب میں حضرت جندبؓ اور عبداللہ بن عمروؓ سے بھی

حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

۲۶۵: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِي الْوَلِيْدِ اَبُوْ عُثْمَانَ الْمَدَائِنِيُّ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ شُفَيًّا الْاَصْبَحِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهٗ اَسْاَلُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَّا حَدَّثْتَنِيْ حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهٗ وَعَلِمْتَهٗ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَفْعَلُ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهٗ وَعَلِمْتُهٗ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثْنَا قَلِيْلًا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ وَمَا مَعَنَا اَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُهٗ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيْدَةً ثُمَّ اَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَقَالَ اَفْعَلُ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا اَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُهٗ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيْدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلٰى وَجْهِهٖ فَاَسْنَدْتُهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ اِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ اُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَاَوَّلُ مَنْ يَدْعُوْ بِهٖ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ وَرَجُلٌ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ كَثِيْرُ الْمَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْقَارِئِ اَلَمْ اُعَلِّمْكَ مَا اَنْزَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِيْ قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا عَلِمْتَ قَالَ كُنْتُ اَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ

احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۲۶۵: حضرت شفیا اصبحی کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں ؟ کہا گیا۔ ابوہریرہؓ، میں بھی ان کے قریب ہو گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو۔ فرمایا ضرور بیان کروں گا۔ پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ ﷺ نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی اس وقت میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ اس کے بعد ابوہریرہؓ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے۔ تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا۔ پھر انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے نزول فرمائیں گے۔ اس وقت ہر امت گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوگی۔ پس جنہیں سب سے پہلے بلایا جائے گا۔ وہ تین شخص ہوں گے۔ ایک حافظ قرآن، دوسرا شہید اور تیسرا دولتمند شخص۔ اللہ تعالیٰ قاری سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول (ﷺ) پر نازل کی۔ عرض کرے گا کیوں نہیں یا اللہ۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق کیا عمل کیا۔ وہ عرض کرے گا میں اسے دن اور رات پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو۔ اسی طرح فرشتے بھی اسے جھوٹا کہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اس لیے ایسا کرتے تھے کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے۔ (یعنی شہرت اور ریاکاری کی وجہ سے ایسا کرتے تھے) چنانچہ وہ تو کہہ دیا گیا۔ پھر مالدار آدمی کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے۔ کیا میں نے تمہیں مال میں

كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ الْمَلَآئِكَةُ لَهٗ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ بَلْ اَرَدْتَ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ وَيُؤْتٰى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَمْ اُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ اَدَعْكَ تَحْتَاجُ اِلٰى اَحَدٍ قَالَ بَلٰى يَارَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا اٰتَيْتُكَ قَالَ كُنْتُ اَصِلُ الرَّحِمَ وَاَتَصَدَّقُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ الْمَلَآئِكَةُ لَهٗ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ بَلْ اَرَدْتَ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ جَوَّادٌ وَقَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ وَيُؤْتٰى بِالَّذِيْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ فِيْمَاذَا قُتِلْتَ فَيَقُوْلُ اُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَآئِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ بَلْ اَرَدْتَ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رُكْبَتِيْ فَقَالَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ اُولٰٓئِكَ الثَّلَاثَةُ اَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الْوَلِيْدُ اَبُوْعُثْمَانَ الْمَدَائِنِيُّ فَاَخْبَرَنِيْ عُقْبَةُ اَنَّ شُفَيًّا هُوَالَّذِيْ دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَاَخْبَرَهٗ بِهٰذَا قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ اَبِيْ حَكِيْمٍ اَنَّهٗ كَانَ سَيَّافًا لِمُعَاوِيَةَ قَالَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَاَخْبَرَهٗ بِهٰذَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ فُعِلَ بِهٰؤُلَاءِ هٰذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ بَكٰى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْجَاءَنَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ اَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَاصَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا۔ وہ عرض کرے گا ہاں یا اللہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں قرابتداروں سے صلہ رحمی کرتا اور خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے۔ سو ایسا کیا جا چکا۔ پھر شہید کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لئے قتل ہوا۔ وہ کہے گا تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا۔ پس میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا۔ فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے۔ پس یہ بات کہی گئی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے زانو پر مارتے ہوئے فرمایا اے ابوہریرہؓ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے ان ہی تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔ ولید ابوعثمان مدائنی کہتے ہیں مجھے عقبہ نے بتایا کہ یہی شخص حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور انہیں حدیث سنائی۔ ابوعثمان کہتے ہیں مجھے علاء بن حکیم نے بتایا کہ یہ شخص حضرت امیر معاویہؓ کے پاس جلاد تھے۔ کہتے ہیں حضرت امیر معاویہؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث بتائی تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا ان تینوں کا یہ حشر ہے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ پھر حضرت معاویہؓ اتنا روئے یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ وہ اب فوت ہو جائیں گے۔ اور ہم نے کہا یہ آدمی ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے۔ پھر جب حضرت معاویہؓ کو ہوش آیا تو آپؓ نے چہرہ پونچھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر یہ آیت پڑھی "مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا......" جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی رونق چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیتے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں رکھتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں۔ پس جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا وہ ضائع ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہو گئے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: ریاء رویۃ سے مشتق ہے۔ دکھلاوے کے معنی میں ہے۔ اور سمعۃ سماع سے مشتق ہے یعنی لوگوں کو اپنی خوبیاں اور کارنامے سنانا۔

اخلاص تمام اعمال کی روح ہے اس کے بغیر عمل بالکل اسی طرح بے قیمت ہے جس طرح روح کے بغیر جسم۔ مندرجہ بالا احادیث میں اس صفت کو کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ اخلاص کے مفقود ہونے کی وجہ سے بڑے اونچے اونچے اعمال والے بھی پکڑ میں آجائیں گے۔

من یرائی یرائی اللہ بہ: یعنی جو شخص دکھاوے کے لئے اعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کا بدلہ دیتے ہیں کہ اس کی ریاکاری لوگوں میں ظاہر کردیتے ہیں۔

ومن یسمع یسمع اللہ بہ: یسمع باب تفعیل سے ہے یعنی سنانا۔ "یسمع بہ" (رسوا کرنا) یعنی جو شخص اپنے نیک اعمال کی شہرت کرے گا اور لوگوں کو سنائے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ "علی رؤس الاشھاد" برسرِ بازار اس کو رسوا کردیں گے۔

لہٰذا لوگوں کو اپنے نیک اعمال دکھانا یا اپنے اعمال کی خبر دینا اور سنانا انتہائی قابل مذمت اور پکڑ کا باعث ہے۔

اس وجہ سے اپنے اعمال صالحہ لوگوں کو بتانے میں ریاکاری کا اندیشہ ہے اس وجہ سے اس کی تشہیر نہ کرنی چاہئے البتہ ایسے مواقع میں جہاں یہ گمان پیدا ہوگا اور اپنی ذات پر بھی اطمینان ہو کہ ریاکاری کا شائبہ بھی دل میں پیدا نہ ہو تو ایسی صورت میں بتانا مستحسن ہوگا۔

من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ: اس کی تشریح ابواب البر والصلۃ میں گذر چکی ہے۔

اسی عنوان سے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "من سمع الناس بعملہ سمع اللہ بہ مسامع خلقہ و صغرہ و حقرہ"۔

ان شفیعا الاصبحی: شفیع بن ماتع یہ تابعی ہیں۔ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

اسألک بحق و بحق: یہاں لفظ حق کا تکرار تاکید کے لئے ہے اور با زائدہ ہے۔ معنی یہ ہوا کہ میں ایسی حق بات کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ جس کی حقانیت میں کوئی شائبہ تک نہ ہو۔

لاما حدثنی حدیثا: یہاں "لما" "الا استثنائیہ" کے معنی میں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ان کل نفس لما علیھا حافظ" (نہیں ہے کوئی جان مگر اس پر نگہبان موجود ہے)۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وان کل لما جمیع لدینا محضرون"

ثم نشغ: نشغ کا معنی ہے اتنی سسکیاں بھرنا کہ بے ہوش ہونے کے قریب ہوجائے (تحفۃ الالمعی)

جزری نے نھایہ میں بیان کیا کہ نشغ کا معنی ہے "النشغ فی الاصل الشھیق حتی یکاد یبلغ بہ الغشی" اس قسم کی سسکی اس وقت لی جاتی ہے کہ جب انسان کسی فوت شدہ امر کے شوق میں افسوس کرے تو وہ اس وقت آہیں بھرتا ہے۔

مذکورہ حدیث میں تین قسم کے لوگ مذکور ہیں۔

۱۔ اہل علم ۲۔ صاحب مال ۳۔ مجاہد

عام حالات میں درجہ کے اعتبار سے تینوں اصناف کے لوگ اللہ کے نزدیک انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں لیکن محض نیت کی خرابی کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ عذاب میں مبتلاء ہوئے بلکہ حدیث کے مطابق یہ تین ایسے افراد ہیں کہ قیامت میں سب سے پہلے انہی کے ذریعے جہنم کی آگ کو دکھایا جائے گا۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضی"

۱۲۸: بَابٌ

۲۶۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفٍ الضَّبِّيِّ عَنْ اَبِيْ مَعَانٍ الْبَصْرِيِّ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحَزَنِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحَزَنِ قَالَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَدْخُلُهُ قَالَ الْقُرَّاءُ وْنَ الْمُرَاءُ وْنَ بِاَعْمَالِهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۲۸: باب

۲۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غم کے کنویں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غم کا کنواں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے (خود) جہنم بھی دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس میں کون داخل ہوگا؟۔ آپؐ نے فرمایا ریاکاری سے قرآن پڑھنے والے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۲۹: بَابٌ

۲۶۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا اَبُوْ دَاؤُدَ نَا اَبُوْ سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيُسِرُّهُ فَاِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ اَعْجَبَهُ ذٰلِكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوَى الْاَعْمَشُ وَغَيْرُهُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَاَعْجَبَهُ اِنَّمَا مَعْنَاهُ اَنْ يُعْجِبَهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ بِالْخَيْرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَيُعْجِبُهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ هٰذَا فَاَمَّا اِذَا اَعْجَبَهُ لِيَعْلَمَ النَّاسُ مِنْهُ الْخَيْرَ وَيُكْرَمَ وَيُعَظَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَهٰذَا رِيَاءٌ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَاَعْجَبَهُ رَجَاءَ اَنْ يَعْمَلَ بِعَمَلِهِ فَتَكُوْنَ لَهُ مِثْلُ اُجُوْرِهِمْ فَهٰذَا لَهُ مَذْهَبٌ اَيْضًا۔

۱۲۹: باب

۲۶۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جو اپنے کسی نیک عمل کو چھپاتا ہے لیکن جب وہ ظاہر ہو جاتا ہے تو بھی وہ اس کے ظاہر ہو جانے کو پسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے دو اجر ہیں ایک چھپانے کا اور دوسرا ظاہر ہو جانے کا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اور وہ ابوصالح سے یہ حدیث مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ بعض اہل علم اس حدیث کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ جب اس کی نیکی لوگوں پر ظاہر ہو جاتی ہے اور وہ اس کی تعریف کرتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اسے آخرت میں بہتر معاملے کی امید ہوتی ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ اللہ کی زمین پر گواہ ہو لیکن اگر کوئی شخص لوگوں کے اس سے مطلع ہونے کو اس لیے پسند کرے کہ وہ اس کی تعظیم و تکریم کریں گے تو یہ ریاکاری ہے جبکہ بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ لوگوں کے اس کے بھلائی سے مطلع ہونے پر خوشی کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بھی اس نیک کام میں اس کی اتباع کریں گے اور اسے بھی اجر ملے گا تو یہ ایک مناسب بات ہے۔

تشریح: مشکوۃ میں ترمذی کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت باب ''الریا و السمعۃ'' میں مذکور ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں رات گھر میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک صاحب آئے اور انہوں نے مجھے نماز پڑھتا دیکھ لیا۔ مجھے یہ بات اچھی لگی کہ انہوں نے مجھے نماز پڑھتا دیکھ لیا۔ تو آیا یہ ریا کاری میں شمار ہوگا؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''رحمك الله یا ابا هریرة لك اجران اجر السر و اجر العلانیه''

اجر السر: یعنی چھپ کر اخلاص کے ساتھ نماز پڑھنے کا بھی اجر ہے۔

اجر العلانية: اور اعلانیہ نیکی کرنے کا بھی اجر اس وجہ سے ہوا کہ لوگوں میں نیکی رواج پکڑے گی اور دوسرے لوگوں میں بھی اس نیکی کو اختیار کرنے کی رغبت ہوگی۔

اس مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ایک شخص نیکی کا کام کرتا ہے اور اس کام کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے۔ یعنی یہ ریاء ہے یا نہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''تلك عاجل بشری المومن '' کہ یہ تو مومن کو جلد مل جانے والی خوشخبری ہے۔

مذکورہ بالا روایات کے پیش نظر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دو مطلب بیان فرماتے ہیں:

۱۔ اپنے عمل پر دوسروں کے مطلع ہونے کی وجہ سے اس بناء پر خوش ہو کہ لوگ اس کے عمل پر گواہ بن جائیں۔

۲۔ اس بناء پر خوش ہوتا کہ اس کے اچھے عمل کو دیکھ کر لوگوں میں بھی عمل کی رغبت ہو، اس صورت میں ان سب کے عمل کا اجر اس کو مل جائے گا۔

باقی اس وجہ سے خوش ہو کہ لوگ اس کے عمل کو دیکھ کر اس کی تعظیم کریں گے۔ تو یہ موجب عذاب وخسران ہے۔

۱۳۰: بَابُ اَنَّ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

۱۳۰: باب آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھے گا

۲۶۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَهٗ مَا اكْتَسَبَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَاَبِي مُوْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ حَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ۔

۲۶۸: حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جسے وہ پسند کرے گا اور اسے اپنے کئے ہوئے عمل کا ہی اجر ملے گا۔ اس باب میں حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، صفوان بن عسالؓ اور ابوموسیٰؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن بصری بواسطہ انسؓ کی روایت سے حسن غریب ہے۔

۲۶۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ اَيْنَ

۲۶۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور جب فارغ ہوئے تو پوچھا سوال کرنے والا کہاں ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا

السَّائِلُ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَعْدَدْتُّ لَهَا كَبِيْرَ صَلٰوةٍ وَلَا صَوْمٍ اِلَّا اِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَمَا رَاَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

میں نے اس کی تیاری میں لمبی لمبی نمازیں اور بہت زیادہ روزے تو نہیں رکھے ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور تم بھی اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد اس بات سے زیادہ کسی چیز سے خوش ہوتے نہیں دیکھا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۷۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا يَحْيَى ابْنُ اٰدَمَ اَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيُّ الصَّوْتِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ هُوَ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۲۷۰: حضرت صفوان بن عسالؓ سے روایت ہے کہ ایک بلند آواز والا دیہاتی آیا اور عرض کیا اے محمد ﷺ اگر کوئی آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہو لیکن وہ ان سے مل نہیں سکا (یعنی عمل میں ان کے برابر نہیں) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن آدمی اسی کیساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۷۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ۔

۲۷۱: ہم سے روایت کی احمد بن عبدہ ضبی نے انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے زرّ سے انہوں نے صفوان سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے محمود کی حدیث کی مانند روایت نقل کی ہے۔

تشریح: ''المرء مع من احب'' قرآنی آیات اور متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ آدمی کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ومن يطع الله و الرسول فأولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين والشهداء و الصلحين ''۔

اسی طرح ایک حدیث میں وارد ہے: ''المرء على دين خليله '' (آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے)۔

یعنی دوستی محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے تو جس دوست سے محبت ہے اس کے دین سے بھی محبت ہوگی، اور جس دین سے محبت ہے اسی دین پر اٹھایا جائے گا۔

لہٰذا ضروری امر یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہونی چاہئے۔ چنانچہ احادیث میں اللہ کی محبت کے حصول سے متعلق یہ دعا مذکور ہے کہ ''اللهم اجعل حبك احب الاشياء الى '' (اے اللہ! اپنی محبت کو میرے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ بنا دیجیے)۔

اسی طرح حضور ﷺ سے محبت بے شمار احادیث میں ترغیب آئی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''لا يومن احد كم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين ''

(تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں)۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہوگا یہ صرف آخرت پر موقوف نہیں دنیا میں بھی یہ

معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری محبت کس کے ساتھ ہے۔ مرتے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ مرنے والا کن لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اس کے جنازے میں اسی قسم کے چہرے اور وہی لوگ شریک ہوتے ہیں جن سے اس کا تعلق تھا۔

سوال: یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث کے مطابق آدمی اپنے محبوب لوگوں کے ساتھ ہوگا تو اگر نبی سے محبت ہے تو حضور ﷺ تو جنت میں اعلیٰ درجات میں ہونگے ان کی معیت کس طرح نصیب ہوگی؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں معیت فی الدخول مراد ہے یعنی جنت میں داخل ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا۔ یعنی جیسے ایک ہی شہر میں رہنے والوں کی معیت حاصل ہوتی ہے اگر چہ اس کے علاقوں کے اعلیٰ اور ادنی ہونے میں تفاوت اور فرق ہوتا ہے۔ لیکن کہا یہی جاتا ہے کہ یہ سب ایک ہی شہر میں رہتے ہیں اسی طرح جنت میں اتحاد فی الکان کی وجہ سے معیت حاصل ہوگی۔

وله ما اکتسب: اس کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا۔ یعنی جنت کا درجہ تو اس کے عمل کے مطابق ہی حاصل ہوگا البتہ جنت میں ایک ساتھ ہونے کی وجہ سے معیت حاصل ہوگی۔

ما اعددت لها کبیر صلوٰۃ: یعنی زیادہ نماز، روزہ وغیرہ تو میرے پاس نہیں ہاں مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔ یہاں صحابی رسول ﷺ نے نفس عمل کی نفی نہیں فرمائی کہ جس سے اشکال ہو کہ پھر تو صرف محبت ہی کافی ہے عمل کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ کثرت عمل کی نفی ہے۔ یعنی نفلی نماز، روزہ تو میرے پاس نہیں ہیں ہاں محبت شدید رکھتا ہوں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ صرف دعوی محبت کافی نہیں بلکہ محبوب کی اتباع بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی اداؤں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ مجنوں جب لیلی کی جگہوں سے گزرتا تھا تو یہ شعر پڑھتا ہوا گزرتا تھا۔

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذا الجدار و ذا الجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار

ترجمہ: جب میں لیلیٰ کے گھروں سے گزرتا ہوں کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں مجھے ان در و دیوار کی محبت نے پاگل نہیں کیا لیکن اس گھر میں رہنے والی کی محبت میں ایسا کرتا ہوں۔

تو اس عاشق مجازی کو محبوب کے گھر کی دیوار سے بھی محبت تھی۔ اس کے کتے سے بھی محبت تھی۔ اور کہاں ہم عشق حقیقی کا دعوی کریں۔ اور محبوب کی اداؤں سے یعنی حضور ﷺ کے اعمال سے محبت نہ ہو تو یہ کیسی محبت ہے۔

خلاصۃ الباب: ریاء رویت سے مشتق ہے اس کے معنی ہیں اپنے آپ کو لوگوں کی نظر میں اچھا بنا کر پیش کرنا اور اپنی عبادت و نیکی کا سکہ جمانا اور اس کے ذریعہ لوگوں کی نظر میں اپنی قدر و منزلت چاہنا۔ سُمْعَۃ (سین کے اور میم کے جزم کے ساتھ) کے معنی ہیں وہ کام جو لوگوں کے سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کیا جائے دونوں میں فرق یہ ہے کہ ریاء کا تعلق دکھانے کے ساتھ ہوتا ہے اور سمعہ کا تعلق سمع (سنانے) کے ساتھ۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیکی کا کام محض شہرت و ناموس اور حصول عزت کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے

گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل و رسوا کر دے گا یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو دکھائے اور سنائے گا اجر و ثواب نہیں دے گا اور بھی کئی مطلب بیان کئے گئے ہیں (۲) ریاء اور سمعہ کی وجہ سے بڑے بڑے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور ریاکار کو گھسیٹ کر الٹا جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ لوگوں کے اس کی نیکی سے مطلع ہونے پر خوشی مطلب یہ کہ میری اتباع و پیروی کا جذبہ پیدا ہوگا اور یہ شخص اس طرح نماز پڑھے گا جس طرح میں پڑھ رہا ہوں۔

۱۳۱: بَابُ فِيْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

۲۷۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۱: باب اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے کے متعلق

۲۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''انا عند ظن عبدی بی'' اس کے معنی و مفہوم میں چند اقوال ہیں۔

۱۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ظن یقین کے معنی میں ہے یعنی بندہ مجھ سے جو یقین رکھتا ہے میں اسی کے مطابق فیصلہ و برتاؤ کرتا ہوں۔

۲۔ بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کامیابی و ناکامی خیر یا شر کی جو امید یا گمان رکھتا ہے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ بھی اس سے برتاؤ کرتے ہیں۔ مثلاً جس کا گمان یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے میرے مقدر میں ناکامی ہی لکھی ہے تو اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ یا یہ گمان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائیں گے تو خیر ہی کا معاملہ ہوتا ہے یا گناہوں کے صدور پر سچے دل سے معافی مانگے اور پھر یہ امید رکھے کہ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں تو پھر ایسا ہی ہوگا۔

۳۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے دعا کے وقت کا ظن اور گمان مراد ہے کہ دعا مانگتے وقت قبولیت کا گمان رکھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

۱۳۲: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبِرِّ وَالْاِثْمِ

۲۷۳: حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ۔

۱۳۲: باب نیکی اور بدی کے بارے میں۔

۲۷۳: حضرت نواس بن سمعان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی عمدہ اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم لوگوں کا اس سے مطلع ہونا پسند نہ کرو۔

۲۷۴: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا

۲۷۴: ہم سے روایت کی بندار نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن مہدی

مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

سے وہ معاویہ بن صالح سے اور وہ عبدالرحمٰن سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں البتہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے (خود) نبی اکرم ﷺ سے یہ بات پوچھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''البر حسن الخلق'' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بر'' کا لفظ صلہ رحمی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اسی طرح اس کے معنی لطف و مہربانی، حسنِ معاشرت، اطاعت و نیکی کے بھی آتے ہیں یہ تمام کے تمام حسنِ اخلاق کا مجموعہ ہیں۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں لفظ ''بر'' کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں۔ کہیں تو اس کی تفسیر ''اطمان الیہ القلب'' سے کی گئی۔ کہیں اس کی تفسیر ''ایمان'' سے کی گئی۔ اسی طرح ان امور پر بھی بر کا اطلاق ہوا جو اللہ سے قریب کردیں۔ یہاں مذکورہ بالا حدیث میں حسنِ اخلاق کو اس کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ اور حسن اخلاق کا معنی یہ ہے کہ ''دوسروں کی طرف سے پہنچنے والی ایذاء برداشت کی جائے، غصہ پر قابو ہو، خندہ پیشانی اور حسنِ کلام جیسی صفات سے مزین ہوا جائے۔

۱۳۳: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

۱۳۳: باب اللہ کے لیے محبت کرنا

۲۷۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا كَثِيْرُ بْنُ هِشَامٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ نَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ ثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَاَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثُوْبٍ۔

۲۷۵: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے (قیامت کے دن) نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ اس باب میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامتؓ، ابو مالک اشعریؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابومسلم خولانی کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔

۲۷۶: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَوْعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهٗ مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ فَاجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ

۲۷۶: حفص بن عاصم، حضرت ابوہریرہؓ یا حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کا سایہ نصیب ہوگا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) انصاف کرنے والا حکمران۔ (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے نشوونما پائی ہو۔ (۳) وہ شخص جو مسجد سے نکلتا ہے تو واپس مسجد جانے تک اس کا دل اسی میں لگا رہتا ہے۔ (۴) ایسے دو شخص جو آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔ (۵) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس

اَمْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّي اَخَافُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِثْلَ هٰذَا وَ شَكَّ فِيْهِ وَقَالَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَوْعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَوَاهُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَمْ يَشُكَّ فِيْهِ فَقَالَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔(۶) وہ شخص جسے حسین وجمیل اور حسب نسب والی عورت زنا کے لیے بلائے اور وہ یہ کہہ کرانکار کردے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔(۷) ایسا شخص جو اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مالک بن انسؓ سے بھی کئی سندوں سے اسی طرح منقول ہے لیکن اس میں شک ہے کہ ابو ہریرہؓ راوی ہیں یا ابو سعیدؓ۔ پھر عبیداللہ بن عمرؓ بھی اسے خبیب بن عبدالرحمٰن سے وہ حفص بن عاصم سے وہ ابو ہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

۲۷۷:حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَنْبَرِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ مَعْنَاهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسَاجِدِ وَقَالَ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۷۷: ہم سے روایت کی سواد بن عبداللہ عنبری اور محمد بن مثنیٰ نے دونوں نے کہا ہم سے روایت کی یحییٰ بن سعید نے انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مالک بن انسؓ کی حدیث کے ہم معنیٰ روایت کی لیکن اس میں تیسرا شخص وہ ہے جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے اور ''ذات حسب'' کی جگہ ''ذات منصب'' کے الفاظ ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: یہاں مخلوق سے اللہ کی رضا کی خاطر محبت رکھنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

محبت کی مختلف وجوہات ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً حسن و جمال کی وجہ سے، مال کی وجہ سے، فضل وکمال وعلم وہنر کی وجہ سے ان تمام میں سب سے قوی تر محبت وہ ہے جو اللہ کی رضا کی خاطر ہو، کیونکہ اس کے علاوہ محبت کی جتنی بھی وجوہات ہیں وہ سب عارضی ہیں اور ان اسباب و وجوہات کے ختم ہونے کی بناء پر محبت بھی ختم ہو جاتی ہے لیکن اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرنا یہ ایسا قوی سبب ہے جو کبھی زائل نہیں ہوتا۔

لهم منابر من نور: یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء بھی ان پر رشک کریں گے تو گویا ان کا درجہ انبیاء سے بھی بڑھ گیا؟

جواب: علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ ''یمکن ان تحمل الغبطة هنا علی استحسان الامر المرضی المحمود فعله'' (مرقاۃ) یعنی یہاں رشک بمعنی پسندیدگی ہے۔ کہ انبیاء ان کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

سبعة يظلهم الله بظله: یہاں حدیث میں سات آدمیوں کا تذکرہ بطور مثال کے ہے۔ دیگر احادیث میں ان سات آدمیوں کے علاوہ افراد کا بھی تذکرہ ہے جو عرش کے سائے کے نیچے ہونگے۔

شاب نشأ بعبادة الله: یعنی ایسا نوجوان جو اپنے عنفوان شباب سے ہی اللہ کی عبادت واطاعت میں مشغول ہو۔ حالانکہ یہ عمر کھیل کود اور عیش پرستی کی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی جوانی اور جذبات کے منہ زور گھوڑوں کو اللہ کے احکامات کی لگام دیئے رکھتا ہے تو اس کے لئے یہ اعزاز و اکرام ہوا کہ اس کو عرش کے سائے کے نیچے جگہ ملے گی۔

ورجل کان قلبه معلق بالمسجد: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد سے نکلنے کے بعد اگلی نماز کے انتظار میں رہتا ہے اور اگلی نماز مسجد میں آ کر ہی پڑھتا ہے۔

رجلان تحابا في الله فا جتمعا على ذلك و تفرق: یعنی ان دونوں کی محبت کی وجہ اللہ کی رضا کیلئے ہو۔ کہ اس صورت میں ملاقات اور جدائی کی صورت میں بھی دلوں میں محبت باقی رہتی ہے۔ یا یہ کہ موت کے بعد بھی محبت باقی رہتی ہے۔ چنانچہ انبیاء و اولیاء وغیرہ سے ان کے مرنے کے بعد بھی دلی تعلق اور محبت برقرار رہتی ہے۔

رجل ذكر الله خاليا: چونکہ تنہائی اور خلوت میں مخلوق میں سے تو کسی سے رابطہ برقرار نہیں رہتا اب اگر یہ اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں آنسو بہا رہا ہے تو خالصۃً اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ایسا کر رہا ہے، لہٰذا یہ اس کے اخلاص کا انعام ہے کہ عرش کے سائے کے نیچے جگہ دی جائے گی۔

رجل دعته ذات حسب و جمال: یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے۔ یعنی یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی بدصورت اور کم نسل عورت اپنی طرف بلائے اور اس کا گناہ کا پورا میلان ہو۔ پھر بھی گناہ نہ کرے تو اس کو یہ درجہ حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو بھی یہ درجہ حاصل ہوگا۔ حسب اور حسن و جمال کی قید اس لئے لگائی کہ ان دونوں صفات اللہ کے خوف سے اس گناہ سے رکا رہا تو یقیناً اللہ کی محبت میں ایسا کر رہا ہے۔

رجل تصدق بصدقة: یہاں بھی عمل من انتہائی اخلاص کی بناء پر یہ انعام ہوا۔ یہاں صدقہ سے مراد صدقہ نافلہ و واجبہ دونوں ہیں۔ جبکہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں صدقاتِ نافلہ مراد ہیں کیونکہ صدقات واجبہ یعنی زکوۃ وغیرہ میں اظہار افضل ہے تا کہ لوگوں کو زکوۃ کی عدم ادائیگی کے حوالہ سے بدگمانی نہ ہو۔ بہر حال عمومی فضیلت اخفاء ہی کی ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ان تبدوا الصدقات فنعما هي وان تخفوها فهو خير لكم"

البتہ تہمت کے مواقع میں اظہار افضل ہوگا۔

۱۳۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِعْلَامِ الْحُبِّ

۱۳۴: باب محبت کی خبر دینے کے متعلق

۲۷۸: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ نَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ اِيَّاهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ وَاَنَسٍ حَدِيْثُ الْمِقْدَامِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۲۷۸: حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی کسی بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ اسے بتادے۔ اس باب میں حضرت ابوذرؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت مقدام کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۷۹: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَ قُتَيْبَةُ قَالَا نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ الْقَصِيْرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نَعَامَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اٰخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْاَلْهُ عَنِ اسْمِهٖ

۲۷۹: حضرت یزید بن نعامہ ضبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی سے بھائی چارگی قائم کرلے تو اس سے اس کا نام، اس کے والد کا نام اور اس کے خاندان کا نام پوچھ لے۔ کیونکہ یہ بات محبت کو زیادہ قائم کرتی

وَاسْمِ اَبِيْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَاِنَّهٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُ لِيَزِيْدَ بْنِ نُعَامَةَ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا يَصِحُّ اِسْنَادُهٗ۔

ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ یزید بن نعامہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ہمیں معلوم نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے بھی اس حدیث کی مثل مرفوع روایت منقول ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔

تشریح: ''ویروی عن ابن عمر'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

''اذا اخیت رجلا فاسئله عن اسمه و اسم ابیه فان کان غائبا حفظته وان کان مریضا عدته وان مات شهدته''

۱۳۵: بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمِدْحَةِ وَالْمَدَّاحِيْنَ

۱۳۵: باب تعریف کرنے اور تعریف کرانے والوں کی برائی

۲۸۰: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَاَثْنٰى عَلٰى اَمِيْرٍ مِّنَ الْاُمَرَاءِ فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ التُّرَابَ وَقَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَحْثُوَ فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوٰى زَائِدَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدِيْثُ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ اَصَحُّ وَاَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ هُوَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ وَيُكْنٰى اَبَا مَعْبَدٍ وَاِنَّمَا نُسِبَ اِلَى الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ لِاَنَّهٗ كَانَ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ۔

۲۸۰: ابو معمر سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اُمراء میں سے ایک امیر کی تعریف کرنے لگا تو مقداد بن اسود نے اس کے منہ میں مٹی ڈالنا شروع کر دی اور فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ زائدہ بھی یہ حدیث یزید بن ابی زیاد سے وہ مجاہد سے اور وہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ مجاہد کی ابو معمر سے روایت اصح ہے۔ ابو معمر کا نام عبداللہ بن سخبرہ ہے اور مقداد بن اسود سے مقداد بن عمرو کندی مراد ہیں ان کی کنیت ابو معبد ہے۔ یہ اسود بن عبد یغوث کی طرف منسوب ہیں کیونکہ انہوں نے بچپن میں انہیں متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنایا تھا۔

۲۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْكُوْفِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سَالِمٍ الْخَيَّاطِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَحْثُوَ فِيْ اَفْوَاهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

۲۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالیں۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے۔

فائنی علی امیر من الامراء : اس واقعہ کی تشریح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے: "ان رجلا یمدح عثمان فعمد المقداد فجثا علی رکبتیه وکان رجلا ضخما فجعل یحثوفی وجهه الحصباء، فقال له عثمان ما شأنك ؟ فقال ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال اذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوههم التراب "(مسلم)

تعریف کرنے والے کے منہ پر مٹی ڈالنے کا مطلب: علماء نے اس کے متعدد معنی بیان فرمائے ہیں:

۱۔ یہ حقیقت پر محمول ہے یعنی واقعی طور پر تعریف کرنے والے کے منہ پر مٹی ڈال دی دائے۔ جیسا کہ صحابی مذکور کا عمل ہے۔

۲۔ "المراد ان یقول الممدوح للمادح بفیك التراب" یعنی مراد یہ ہے کہ جس کی تعریف کی جارہی ہے وہ تعریف کرنے والے سے اس طرح کہے کہ "تیرے منہ میں خاک"۔

۳۔ "ان حثی التراب کنایة عن تخییب المادح" تعریف کرنے والے کو رسوا کرنا مراد ہے کہ اس کی دل شکنی کی جائے۔

۴۔ "المراد بحثو التراب فی وجه المادح اعطاء ه ما طلب لان کل ما فوق التراب تراب" علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ تعریف کرنے والے کا تعریف کرنے سے جو مقصود ہے وہ پورا کر دیا جائے کیونکہ مٹی کے اوپر موجود ہر چیز مٹی ہی ہے۔ تو جو مٹی میں مل جانے والی چیز وہ طلب کر رہا ہے اس کو دے دی جائے۔

۵۔ ممدوح تعریف کرنے والے کے سامنے مٹی ڈال دے۔

منہ پر تعریف کرنے کے غیر پسندیدہ ہونے کی حکمت: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ" فی المدح ست افات اربع علی المادح واثنتان علی الممدوح اما المادح فقد یفرط فیه فیذ کره لما لیس فیه فیکون کذابا وقد یظهر فیه من الحب ما لا یعتقده فیکون منافقا وقد یقول له مالا یتحققه فیکون مجازفا وقد یفرح الممدوح به و ربما کان ظالما فیعصی با دخال السرور علیه واما الممدوح فیحدث فیه کبرا واعجابا و قد یفرح فیفسد العمل "

تعریف کرنے میں چھ آفتیں ہیں: جن میں سے چار تعریف کرنے والے سے متعلق ہیں جبکہ دو ممدوح سے متعلق ہیں۔

مادح یعنی تعریف کرنے والے سے متعلق چار یہ ہیں۔

۱۔ تعریف کرنے والا بسا اوقات تعریف کرنے میں خوب مبالغہ سے کام لیتا ہے اس طرح وہ جھوٹا بن جاتا ہے۔

۲۔ کبھی ممدوح کے ساتھ اس قدر محبت جتلاتا ہے جتنی اس کے دل میں ہوتی نہیں اس بناء پر منافق ہے۔

۳۔ کبھی ممدوح کی شان میں ایسی باتیں کرتا ہے جو کبھی اس میں متحقق ہی نہیں ہوئیں۔ اس بناء پر بے پر کی ہانکنے والا اور اٹکل پچو کی باتیں کرنے والا بن جاتا ہے۔

۴۔ اور کبھی ممدوح اپنی تعریف کی وجہ سے خوش ہو کر مادح کی معاونت کرتا ہے حالانکہ مادح ظالم ہوتا ہے اور ممدوح کو خوش کرنے کی وجہ سے ظلم اور معصیت میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔

باقی رہیں ممدوح سے متعلق دو آفات وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ممدوح کے اندر اپنی تعریف کی وجہ سے تکبر اور عجب پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ کبھی اپنی تعریف کی وجہ سے اپنے عمل کو (بڑا سمجھ کر) اس پر خوش ہوتا ہے اور اپنا عمل ضائع کر بیٹھتا ہے۔ (یعنی مطلب یہ ہے کہ اپنے عمل پر تو نادم ہونا چاہیے کہ پتہ نہیں قبول ہوا یا نہیں، چہ جائیکہ اس پر خوش ہو رہا ہے)۔

منہ پر تعریف کرنے کا حکم: عام حالات میں منہ پر تعریف کرنا مکروہ ہے لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب مادح یا ممدوح کے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو اگر ایسا نہ ہو یا ممدوح کی تعریف سے مقصود اس کی حوصلہ افزائی ہو تا کہ وہ عمل میں مزید آگے بڑھ جائے تو اس صورت میں تعریف میں مضائقہ نہیں کیونکہ احادیث میں متعدد واقعات منہ پر تعریف کرنے کے بھی منقول ہیں تو ممانعت اسی صورت میں ہے کہ جب فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو۔ مضرتوں سے بچتے ہوئے مصالح کی بناء پر منہ پر تعریف کرنا منع نہیں ہے۔

۱۳۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي صُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ

۱۳۶: باب مؤمن کی محبت کے متعلق

۲۸۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ نَا سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ اَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ قَيْسٍ التُّجِيْبِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَالِمٌ اَوْ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَاكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۸۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ صرف مؤمن ہی کی محبت اختیار کرو اور متقی آدمی ہی کو کھانا کھلاؤ۔

اس حدیث مبارکہ کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: ''الا تصاحب الا مؤمنا'' یہ بات تمام عقلاء کے نزدیک مسلم ہے کہ مصاحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اسی لئے بے شمار احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں کہ جن میں اہل ایمان اور اہل تقوی کی مصاحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور فساق و فجار کی صحبت سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور بری صحبت کی مثال لوہار کی بھٹی کی سی بتلائی گئی ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی مضمون کی وضاحت ہے کہ ''لا تصاحب الا مؤمنا'' (مومن کی ہی مصاحبت اختیار کرو)۔

واضح رہے کہ یہاں مصاحبت سے مراد کبھی کبھی کی مصاحبت وملاقات مراد نہیں کہ یہ تو بوقت ضرورت کافر کے ساتھ بھی جائز ہے بلکہ مصاحبت سے ہر وقت کی مصاحبت اور ساتھ مراد ہے کہ اثر اسی صورت میں ہوتا ہے نہ کہ کبھی کبھی کی ملاقات کی صورت میں۔

ولا یا کل طعامك الا تقي: یہاں طعام سے مراد طعام دعوت ہے۔ طعام حاجت مراد نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''هذا انما جاء في طعام الدعوة دون طعام الحاجة'' یعنی حاجت مندوں کو تو سبھی کو کھلانے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ويطعمون الطعام على حبه مسكينا و يتيما و اسيرا''

اس آیت میں قیدیوں کو بھی کھلانے کی ترغیب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے قیدی عام طور پر کافر ہی ہوا کرتے ہیں، نہ کہ اہلِ ایمان۔ اسی طرح فساق و فجور بھی قید میں ڈالے گئے ہیں۔

اہل تقوی کو کھانا کھلانے کی حکمت: ۱۔ حکمت یہ ہے کہ متقی لوگ کھانا کھا کر اس سے حاصل ہونے والی قوت کو تقوی کے

کاموں میں ہی صرف کرینگے، جس کا بالواسطہ ثواب میزبان کو بھی ملے گا۔ اور اگر فساق کو کھلایا تو اس سے حاصل ہونے والی قوت کو غلط کاموں میں بھی استعمال کیا جائے گا "جو من وجہ معاونت علی الاثم" پر دال ہے اگر چہ کھلانے والا نیت کی صفائی کی وجہ سے گناہ گار نہ ہو۔

۲۔ اور دوسری حکمت یہ ہے کہ اہل فساق کو کھانا کھلانے کی صورت میں ان کی مصاحبت بھی لازم آئے گی کہ کھانا کھلانا محبت والفت کا باعث ہوتا ہے آج آپ نے کھلایا تو کل کو وہ بھی آپ کی دعوت کرے گا اور اس طرح آپس میں میل جول بڑھے گا تو ہوسکتا ہے کہ اس کی صحبت کا اثر ہو جائے۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ گناہ گاروں یا غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا جائے بلکہ بری صحبت کی وجہ سے منع فرمایا گیا، ہاں اگر صالح شخص کی مصاحبت سے فاسق شخص اثر لے لے، اور اصلاح وارشاد کی نیت سے ان کو کھانے میں شریک کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن مداہنت وغیرہ قیودات کا خیال بہر حال رکھنا ہوگا کہ بعض مرتبہ فساق سے ان کے اعلانیہ فسق کی وجہ سے قطع تعلقی بھی برتنی پڑتی ہے۔ (واللہ اعلم)

خلاصۃ الباب : حدیث میں بشارت وخوش خبری ہے ان لوگوں کے لئے جو علماء، صلحاء اور بزرگان دین سے عقیدت ومحبت اور دوستی رکھتے ہیں کہ وہ لوگ ان شاء اللہ قیامت کے دن انہی علماء وصلحاء اور بزرگان دین کے ساتھ اٹھیں گے اور آخرت میں ان کی رفاقت ومعصیت کی دولت پائیں گے۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ حدیث کا ظاہری مفہوم عمومیت پر دلالت کرتا ہے یعنی عمومی طور پر یہ نکتہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا خواہ نیک وصالح ہو یا بدکار و فاسق اس کی تائید المرء علی دین خلیلہ بھی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے (۲) اللہ ہی کی رضا وخوشنودی کی خاطر محبت کرنے باہم بیٹھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرنے والے نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے کہ انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے رہنے والوں میں سے وہ دو مسلمان شخص ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتے ہیں اور ان کا باہم اجتماع اور جدا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ حضور ﷺ کی یہ تعلیم بھی ہے کہ جس مسلمان بھائی سے کسی کو محبت ہو تو اس کو بتا دینا چاہئے (۳) منہ پر تعریف کرنا مذموم ہے اس شخص کی حوصلہ شکنی کرنے کا حکم ہے کہ تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈال دے۔

۱۳۷: بَابُ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ

۱۳۷: باب مصیبت پر صبر کرنے کے بارے میں

۲۸۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ

۲۸۳: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے عذاب میں جلدی کرتا ہے اور دنیا ہی میں اس کا بدلہ دے دیتا ہے اور اگر کسی کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا قیامت تک مؤخر کر دیتا ہے۔ اسی سند سے نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ ثواب بڑی آزمائش یا بڑی مصیبت پر دیا جاتا ہے اور اللہ

عُظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عُظْمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

تعالیٰ جن لوگوں سے محبت کرتا ہے انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس جو راضی ہو جائے اس کے لیے رضا اور جو ناراض ہو اس کے لیے ناراضگی مقدر ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۲۸۴: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ مَارَاَيْتُ الْوَجَعَ عَلٰى اَحَدٍ اَشَدَّ مِنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۸۴: اعمش کہتے ہیں میں نے ابووائل کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے درد سے شدید کسی کا درد نہیں دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۸۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسْبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاءُهٗ وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ رِقَّةٌ اُبْتُلِيَ عَلٰى قَدْرِ دِيْنِهٖ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰى يَتْرُكَهٗ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۸۵: مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کون لوگ زیادہ آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ فرمایا انبیاء پھر ان کے مثل اور پھر ان کے مثل (یعنی اطاعتِ الٰہی اور اتباع سنت میں) پھر انسان اپنے دین کے مطابق آزمائش میں مبتلاء کیا جاتا ہے اگر دین پر سختی سے کاربند ہوتا تو سخت آزمائش ہوتی ہے اور اگر دین میں نرم ہوتا تو آزمائش بھی اس کے مطابق ہوتی ہے۔ پھر وہ آزمائش اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک وہ گناہوں سے پاک نہیں ہو جاتا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۸۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى نَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُخْتِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ۔

۲۸۶: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمن مرد و عورت پر ہمیشہ آزمائش رہتی ہے۔ کبھی اس کی ذات میں، کبھی اولاد میں اور کبھی مال میں یہاں تک کہ وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ اور حذیفہ بن یمانؓ کی بہن سے بھی حدیث منقول ہے۔

تشریح: مندرجہ بالا احادیث میں آفات پر صبر و استقامت کی ترغیب ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آفات اور مصائب کا نازل ہونا یہ مبغوضیت کی علامت نہیں بلکہ اللہ والوں کے لئے تو محبوبیت کی علامت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان مصائب کی وجہ سے دنیا ہی میں گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے مرض الوفات کے وقت کی تکلیف کا بیان ہے کہ آپ ﷺ انتہائی تکلیف میں مبتلاء تھے۔ تو آپ ﷺ سے بڑا اللہ کا محبوب اور کون ہوگا۔

في نفسه و ماله وولده: حدیث کے اس جملہ سے معلوم ہوا کہ آفات کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی بیماری وغیرہ لاحق ہو گئی یا ان کا تعلق انسان کے مال اور اولاد سے بھی ہو سکتا ہے یہ تمام کی تمام گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث ہیں۔

مصائب بسا اوقات سزا کے طور پر بھی نازل ہوتے ہیں: جس طرح بلائیں اور مصیبتیں درجات کی بلندی کا باعث ہوتی ہیں اسی طرح سزا کے طور پر ہیں یا درجات کی بلندی کے لئے ہیں تو علماء نے اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ اگر مصائب کے نزول کے بعد توبہ کی توفیق ہو رہی ہے اور صبر کی توفیق کے ساتھ رجوع الی اللہ بڑھ رہا ہے۔ گناہوں کو چھوڑتا ہے تو یہ مصائب اس کے رفع درجات کا سبب ہیں اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ ان مصائب کے نزول پر بے صبری ہے اور مزید ناشکری اور اللہ سے دوری پیدا ہو رہی ہے اور گناہوں میں بڑھتا چلا جا رہا ہے تو یہ مصائب بطور سزا کے ہیں۔

۱۳۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِهَابِ الْبَصَرِ

۱۳۸: باب بینائی جاتے رہنے کے متعلق

۲۸۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ نَا أَبُو ظِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ إِذَا أَخَذْتُ كَرِيمَتَيْ عَبْدِي فِي الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ جَزَاءٌ عِنْدِي إِلَّا الْجَنَّةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَبُو ظِلَالٍ اسْمُهُ هِلَالٌ۔

۲۸۷: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں نے کسی بندے سے دنیا میں اس کی آنکھیں سلب کر لیں تو اس کا بدلہ صرف اور صرف جنت ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ اور زید بن ارقمؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور ابو ظلال کا نام ہلال ہے۔

۲۸۸: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۲۸۸: حضرت ابو ہریرہؓ مرفوع حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اگر کسی بندے کی بینائی زائل کر دی اور اس نے اس آزمائش پر صبر کیا اور مجھ سے ثواب کی امید رکھی تو میں اس کے لیے جنت سے کم بدلہ دینے پر کبھی راضی نہیں ہوں گا۔ اس باب میں عرباض بن ساریہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَغْرَاءَ أَبُو زُهَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيضِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مَسْرُوقٍ شَيْئًا مِنْ هٰذَا۔

۲۸۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب آزمائش والوں کو ان مصیبتوں کا بدلہ دیا جائے گا تو اہل عافیت تمنا کریں گے کاش ان کی کھالیں دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں تاکہ انہیں بھی اسی طرح اجر ملتا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ بعض حضرات اسے اعمش سے بھی نقل کرتے ہیں۔ اعمش طلحہ بن مصرف سے اور وہ مسروق سے اس کے ہم معنیٰ حدیث بیان کرتے ہیں۔

۲۹۰: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا نَدِمَ قَالُوا وَمَا

۲۹۰: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو موت کے بعد شرمندہ نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس چیز پر ندامت ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر

نَدَامَتُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ ازْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ نَزَعَ هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ شُعْبَةُ۔

نیک ہو تو نادم ہوگا کہ میں نے زیادہ عمل کیوں نہ کیا اور اگر گناہ گار ہے تو اس بات پر ندامت ہوگی کہ میں گناہ سے کیوں نہ بچا۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ شعبہ نے یحییٰ بن عبیداللہ کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۲۹۱: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ تَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ تَجْتَرِءُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

۲۹۱: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا کو دین سے حاصل کریں گے۔ وہ (لوگوں کو دکھانے اور اپنا معتقد بنانے کے لیے) دُنبوں کی کھال کا لباس پہنیں گے اور ان کی زبانیں چینی سے زیادہ میٹھی ہوں گی جبکہ ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں سے بدتر ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم لوگ میرے سامنے غرور کرتے اور مجھ پر اتنی جرأت رکھتے ہو۔ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان میں ایک ایسا فتنہ برپا کردوں گا کہ انکا بردبار ترین شخص بھی حیران رہ جائیگا۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔

۲۹۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الدَّارِمِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ نَا حَمْزَةُ بْنُ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوْبُهُمْ اَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاُتِيْحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا فَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۲۹۲: حضرت ابن عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہیں جن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل مُصبرؔ سے زیادہ کڑوے ہیں۔ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں ایسے فتنے میں مبتلا کروں گا کہ ان میں سے عقل مند شخص بھی حیران رہ جائے گا۔ کیا وہ لوگ میرے سامنے میں کرتے ہیں یا میرے سامنے اتنی جرأت کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابن عمرؓ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: آنکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں اور ان کا چھن جانا اور بینائی کا چلے جانا عظیم مصائب میں سے ہے۔ اسی وجہ سے اس مصیبت پر صبر کرنے کا انعام بھی بہت زیادہ ہے کہ جنت کی بشارت ہے۔

الکریمتان: ویسے تو انسان کے تمام اعضاء ہی کریم (پیارے) ہیں لیکن آنکھیں ان میں سب سے پیاری ہوتی ہیں۔ کریمتان سے یہاں دونوں آنکھیں مراد ہیں۔

الحبیبتان: یہاں بھی دو محبوب اور پیاری آنکھیں مراد ہیں نیز اس حدیث میں جو صبر و احتساب کی قید ہے وہ سابقہ [illegible]ث میں بھی ملحوظ ہے۔

"یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین"

ختل، یختل، ختلاً: فریب دینا، دھوکہ دینا،

ختل الدنیا بالدین: دین کے ذریعہ دھوکا دینا، دین کی آڑ میں دنیا کمانا۔

خلاصة الباب: صبر کے معنی ہیں رکنا، منع کرنا، نفس کو کسی چیز سے باز رکھنا۔ اصطلاح شریعت میں صبر اس کو کہتے ہیں کہ نیکی اور برائی کے درمیان کشمکش کے وقت اپنے نفس کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ نیکی کو اختیار کرے اور برائی سے باز رہے۔ صبر کی کئی اقسام ہیں۔ صبر فرض بھی ہے اور نفل بھی۔ فرض صبر تو وہی ہے جو فرائض کی ادائیگی اور حرام چیزوں کے ترک (چھوڑ) اختیار کرنا پڑتا ہے اور نفل صبر کی جو صورتیں ہیں ان میں کچھ یہ ہیں (۱) فقر و افلاس اور شدائد و آلام پر صبر کرنا (۲) کوئی صدمہ ... پہنچنے پر صبر کرنا (۳) اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کو چھپانا، باطنی احوال و کرامات کو چھپانا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ فرائض اور نفل دونوں طرح صبر کی بہت اقسام ہیں۔ مصائب و آلام کی وجہ سے گناہ معاف اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اس لئے کہ بہت زیادہ ثواب بہت بڑی آزمائش و مصیبت پر دیا جاتا ہے دلیل یہ ہے کہ سب سے زیادہ تکالیف انبیاء علیہ السلام پر آتی ہیں پھر درجہ بدرجہ بھی جتنا بھی کوئی نیک زیادہ ہوتا ہے اور مطیع اور متبع سنت زیادہ ہوتا ہے اس پر تکلیفیں بھی زیادہ آتی ہیں دوسرے باب میں ایک خاص نعمت کے (آنکھوں کی بینائی) سلب ہو جانے پر جنت کا وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ رحمت کا معاملہ فرماوے (۲) اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کے بعد ندامت اور پشیمانی بہت ہوگی۔

۱۳۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ

۲۹۳: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ح وَثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹: باب زبان کی حفاظت کرنے کے متعلق

۲۹۳: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی زبان قابو میں رکھو اپنے گھر میں رہو اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔

یہ حدیث حسن ہے۔

۲۹۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ اتَّقِ اللّٰهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا۔

۲۹۴: حضرت ابوسعید خدریؓ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے تمام اعضاء اس کی زبان سے التجا کرتے ہیں کہ اللہ سے ڈر ہم بھی تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی ہوگی تو ہم سب سیدھے ہوں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم سب بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

۲۹۵: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى

۲۹۵: ہناد بھی ابواسامہ سے اور وہ حماد بن زید سے اسی حدیث کی طرح غیر مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس

هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ۔

حدیث کو ہم صرف حماد کی روایت سے جانتے ہیں۔ کئی راوی اسے حماد بن زید سے غیر مرفوع نقل کرتے ہیں۔

۲۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ نَا عُمَرُ ابْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَوَكَّلُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَتَوَكَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۲۹۶: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دیتا ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۹۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ نَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّمَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَ شَرَّمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ حَازِمٍ الَّذِيْ رَوَى عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ هُوَ اَبُوْ حَازِمٍ الزَّاهِدُ مَدِيْنِيٌّ وَاسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِيْنَارٍ وَاَبُوْ حَازِمٍ الَّذِيْ رَوَى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِسْمُهُ سَلْمَانُ الْاَشْجَعِيُّ مَوْلَى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ وَهُوَ الْكُوْفِيُّ۔

۲۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے زبان اور شرمگاہ کے شر سے محفوظ کر دیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو حازم جو سہل بن سعد سے احادیث نقل کرتے ہیں وہ ابو حازم زاہد مدینی ہیں ان کا نام مسلم بن دینار ہے جبکہ ابو ہریرہؓ سے حدیث نقل کرنے والے ابو حازم کا نام سلمان بن اشجعی ہے اور وہ عزۃ الاشجعیہ کے مولیٰ ہیں اور کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

۲۹۸: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَاعِزٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِيْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ قَالَ قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ۔

۲۹۸: حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: مجھے ایسی بات بتائیے کہ میں اس پر مضبوطی سے عمل کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہو میرا رب اللہ ہے اور اسی پر قائم رہو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: آپ ﷺ میرے بارے میں سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: اس سے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سفیان بن عبداللہ ثقفی ہی سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

۲۹۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ ثَلْجٍ الْبَغْدَادِيُّ صَاحِبُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ نَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا تُكْثِرِ الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَاِنَّ

۲۹۹: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر الٰہی کے علاوہ کثرت کلام سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے بہت دور رہتا ہے۔

اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ۔

۳۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِی النَّضْرِ ثَنِیْ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاطِبٍ۔

۳۰۰: ابوبکر بن ابی نضر بھی ابونضر سے وہ ابراہیم سے وہ عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابراہیم بن عبداللہ بن حاطب کی روایت سے جانتے ہیں۔

۳۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزِیْدَ بْنِ خُنَیْسٍ الْمَكِّیُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ حَسَّانِ الْمَخْزُوْمِیَّ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ قَالَ كُلُّ كَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَیْهِ لَا لَهٗ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ خُنَیْسٍ۔

۳۰۱: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: انسان کو اپنی گفتگو سے کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ وہ نیکی کا حکم، برائی سے مخالفت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل نہ ہو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف محمد بن یزید بن خنیس کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: ''ما الخیاة'' صحابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ نجات کے حصول کے ذرائع واسباب کیا ہیں۔ یعنی وہ کون سے امور ہیں جن کے ذریعہ نجات ممکن ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے تین ذرائع بیان فرمائے۔

املك علیك لسانك: علامہ طیبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ''ای احفظه عما لا خیر فیه'' یعنی ضرر کی باتوں سے زبان کی حفاظت کرو اور صرف ان امور میں استعمال کرو جو تمہارے لئے نافع ہیں تاکہ ان امور میں جو تمہارے لئے ضرور اور نقصان کا باعث ہیں۔

و یسعك بیتك: یعنی ان امور کو اختیار کرو جو تمہیں گھر میں روکے رکھیں۔ یعنی (اللہ کی یاد) ذکر الٰہی اور اطاعت میں خود کو گھر میں روکے رکھو۔

ولیبلك علی خطیئتك: ''ای اندم علی خطیئتك باكیا'' یعنی اپنے گناہوں پر نادم رہو اور روتے رہو۔

فان الاعضاء كلها الخ: یعنی جسمانی تمام اعضاء انتہائی عاجزی سے بدن سے درخواست کرتے ہیں کہ تیری درستگی ہماری درستگی ہے کہ زبان کی لغزش کی تکلیف دیگر تمام اعضاء کو اٹھانی پڑتی ہے۔

اتق اللّٰه فینا: ای اتق الله فی حفظ حقوقنا: ہمارے حقوق کی حفاظت میں اللہ سے ڈرتی رہ۔

من یتوكل لی مابین لحییه: عام طور پر گناہوں کا سبب یہ دو ہی چیزیں بنتی ہیں۔ ۱۔ زبان ۲۔ شرمگاہ جس نے ان دونوں کی حفاظت کی وجہ سے اس نے اپنے تمام دین کی حفاظت کر لی۔ اور پورے دین کی حفاظت کی وجہ سے اس کے لئے جنت کی ضمانت دی گئی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کس قدر اور اہمیت کی حامل ہے۔

زبان کی حفاظت کس طرح ہو: زبان کی حفاظت اور پھر اس کی ضمانت اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اس کے استعمال میں لایعنی اور فضولیات سے پرہیز کیا جائے۔ جہاں استعمال کرنے کا موقع اور ضرورت ہے وہیں استعمال کیا جائے۔ زبان سے الفاظ کی ادائیگی سے قبل سوچا جائے کہ یہ لفظ جو میں بولنے جارہا ہوں اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

شرمگاہ کی ضمانت: شرمگاہ کی حفاظت اور پھر اس کی ضمانت اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب شرمگاہ کی حرام سے حفاظت ہو اور جو اسباب بھی شرمگاہ کو حرام میں ملوث کرنے والے ہیں ان اسباب کو بھی ترک کردیا جائے جیسے بدنظری غیر محارم سے اختلاط وغیرہ۔

قل ربی الله ثم استقم: آپ ﷺ کا یہ ارشاد جامعیت سے بھرپور ہے اس میں عقائد و اعمال کی پابندی دونوں آگئے۔ کہ پہلے اپنے دل کا قبلہ درست کرلو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنا رب مان لو پھر اس کے بعد اس کے تمام اوامر ونواہی پر اس کے حکم کے مطابق مستقیم وقائم رہو۔ کیونکہ انسان کا عمل اس کے عقیدہ ویقین کی بقدر ہی ہوتا ہے۔ اگر عقیدہ ویقین میں فساد ہو تو لامحالہ عمل میں بھی فساد ہوتا ہے اسی لئے فرمایا کہ پہلے یوں کہہ کر میرا رب اللہ ہے یعنی اللہ کی شان ربوبیت دل میں اتارلو اور اس کی ربوبیت پر راضی ہوجاؤ تو جب اس کی ربوبیت تم نے تسلیم کرلی تو اب تمام اعمال بھی اس رب کی رضامندی کے مطابق ہونے چاہئیں۔ استقامت اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے کہ جب اللہ کے تمام اوامر ونواہی کے آگے گھٹنے ٹیک دے۔ اس لئے اگر اس کے اوامر ونواہی میں کوتاہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ توحید ربوبیت پر جماؤ نہیں ہے اگر یہاں جماؤ ہوتا تو پھر اعمال میں استقامت بھی ہوتی۔ اسی معنی کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا''

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سورۃ ھود نے بوڑھا کردیا کہ اس میں یہ حکم ہے کہ ''فاستقم کما امرت'' اسی طرح یہ مشہور مقولہ ہے۔ کہ ''الاستقامة خیر من الف کرامة'' (مرقاۃ)

اعمال میں استقامت یہ ہزار کراھتوں سے بہتر ہے۔ تو اعمال میں استقامت اللہ تبارک وتعالیٰ سے متعلق صحیح یقین وعقیدہ رکھنے سے ہی ممکن ہے۔

ما اخوف ماتخاف الی: ای ایّ شیء اخوف تخاف منها علی: یہاں پہلا لفظ ''ما'' استفہامیہ ہے۔ اخوف اسم تفضیل ہے اور دوسرا ''مــا'' موصولہ ہے۔ ترجمہ یہ ہوگا کہ ''سب سے زیادہ خوفزدہ وہ کون سی چیز ہے جس کا آپ ﷺ کو مجھ پر ڈر ہے۔ یا جس کا آپ مجھ پر خوف رکھتے ہیں۔ تو اس پر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ''اس کا مجھے تم پر سب سے زیادہ اندیشہ ہے''۔

فان کثرة الکلام بغیر ذکر الله قسوة للقلب: بقدر ضرورت مفید کلام وبات چیت کے علاوہ فضول گوئی دل کی سختی کا باعث وسبب ہے اور دل کی سختی سے مراد یہ ہے کہ ''النبوعن سماع الحق، و المیل الی مخالطة الخلق، وقلة الخشیة وعدم الخشوع والبکاء و کثرة الغفلة عن دار البقاء'' یعنی حق کے سننے سے دوری اور لوگوں سے زیادہ میل جول کا رجحان۔ اللہ کے خوف میں کمی، اس کے آگے خشوع وخضوع کا فقدان اور آخرت کے گھر سے غفلت یہ تمام امور دل کی سختی کی علامات ہیں کہ دل کی سختی کی پہچان میں یہی ہے کہ اس دنیا اور اس کی لذتوں میں دل اس قدر لگ جائے کہ اخروی امور میں دل ہی نہ لگے۔ شیطانی امور میں رجحان بڑھتا چلا جائے اور اللہ کے آگے اس کے خوف سے رونا اور گڑگڑانا کم ہوجائے اور حق بات کہنے اور

سننے کی طرف میلان نہ رہے۔ اسی سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''ثم قست قلوبکم من بعد ذلك فهی کالحجارة او اشد قسوة'' (البقرة:۷۴)

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''الم یأن للذین امنوا........... (الحدید:۱۶)

کل کلام ابن آدم علیه: ای ضرره ووباله علیه۔

لاله: ای لیس له نفع فیه: یعنی ابن آدم کا ہر کلام اس پر وبال ہے سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور سوائے ذکر اللہ کے۔ یعنی انسان کے کلام میں یہ تین باتیں ہی نافع ہیں۔ ا۔ امر بالمعروف ۲۔ نہی عن المنکر ۳۔ ذکر اللہ: یعنی بعینہ وہ الفاظ جو اللہ کے ذکر پر مشتمل ہیں یا ہر وہ کلام جو اللہ کی رضا پر مشتمل ومبنی ہو۔ اسی سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''لا خیر فی کثیر من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس'' (سورۃ النساء:۱۱۴)

۱۴۰: بَابٌ

۳۰۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ نَاأَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً قَالَ مَاشَأْنُكِ مُتَبَذِّلَةً قَالَتْ إِنَّ أَخَاكَ أَبَا الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا قَالَتْ فَلَمَّاجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِيَقُومَ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَقُومَ قَالَ لَهُ نَمْ فَنَامَ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَقَامَا فَصَلَّيَا فَقَالَ إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَيَا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ صَدَقَ سَلْمَانُ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَأَبُو الْعُمَيْسِ اسْمُهُ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُودِيِّ۔

۱۴۰: باب

۳۰۲: حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کو ابودرداء کا بھائی بنایا تو ایک مرتبہ سلمان ابودرداء سے ملنے کے لیے آئے اور ام درداء کو میلی کچیلی حالت میں دیکھ کر اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے بھائی ابودرداء کو دنیا سے کوئی رغبت نہیں۔ پھر ابودرداء آگئے اور سلمان کے سامنے کھانا لگا دیا اور کہنے لگے کہ تم کھاؤ میں روزے سے ہوں۔ سلمان نے کہا میں ہرگز اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تم میرے ساتھ شریک نہیں ہوگے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر ابودرداء نے کھانا شروع کر دیا۔ رات ہوئی تو ابودرداء عبادت کے لیے جانے لگے لیکن سلمان نے انہیں منع کر دیا اور کہا کہ سو جاؤ۔ چنانچہ وہ سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ جانے لگے تو اس مرتبہ بھی سلمان نے انہیں سلا دیا۔ پھر جب صبح قریب ہوئی تو سلمان نے انہیں کہا کہ اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں اٹھے اور نماز پڑھی پھر سلمان نے فرمایا: تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور اسی طرح تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ لہٰذا ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کرو۔ اس کے بعد وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا سلمان نے ٹھیک کہا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوعمیس کا نام عقبہ بن عبداللہ ہے۔ یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی کے بھائی ہیں۔

تشریح: ''آخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین سلمان وابی الدرداء''

مواخات کی تعریف: ''المواخاۃ هي ان يتعاقد الرجلان على التناصر والمو اسات و التوارث حتى يصير كالاخوين نسبـــا'' یعنی دو آدمیوں کا آپس میں باہمی مدد ونصرت، ہمدردی اور میراث سے متعلق بھائی چارگی کا عقد کر لینا۔ یہاں تک کہ نسبی بھائیوں کی طرح ہو جانا۔ قبل از اسلام اسی کو حلف کہا جاتا تھا کہ دو قبیلے آپس میں باہمی تعاون وتناصر پر معاہدہ کر لیتے تھے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے حلیف کہلاتے تھے۔ اس قسم کا معاہدہ کا حکم ابھی بھی باقی ہے۔ جبکہ باہمی وراثت کو شریعت نے منسوخ کر دیا اور وراثت کو صرف اہل قرابت وعصبیات کے ساتھ خاص کر دیا۔

مواخات کا وقوع کتنی مرتبہ ہوا: حافظ بن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں رقم طراز ہیں کہ مواخات دو مرتبہ ہوئی۔

۱۔ مکہ میں ہجرت سے قبل۔ یہ مواخات مہاجرین ک درمیان آپس میں قائم فرمائی۔ مثلاً حضرت زید بن حارثہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنھما کے درمیان مواخات قائم کی۔

۲۔ دوسری مرتبہ مواخات مدینہ تشریف آوری کے پانچ ماہ بعد مہاجرین اور انصار صحابہ کے درمیان قائم فرمائی۔ مثلاً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو کہ مہاجر صحابی تھے ان کی مواخات حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ سے قائم فرمائی جو کہ انصاری صحابی تھے۔

فزار سلمان ام الدرداء متبذلة : ای لا بسة ثیاب البذلة ۔ یعنی ام درداء کو بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس پایا۔ یہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کیونکہ پردے کا حکم ۵ ھجری میں نازل ہوا اور یہ مواخات ہجرت ک پانچ ماہ بعد وقوع پذیر ہوئی۔

ام درداء کا تعارف: یہ ام درداء خیرۃ بنت ابی حدرد الاسلمیۃ تھیں۔ یہ صحابیہ بنت صحابی تھیں یعنی ان کے والد بھی صحابی رسول تھے۔ اور یہ خود بھی صحابیہ تھیں۔ اور مسند احمد وغیرہ میں جو روایات ام درداء سے منقول ہیں وہ یہی ام درداء ہیں۔ ان کا انتقال ابو درداء کی حیات میں ہوا، ان کی وفات کے بعد حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ''ھجیمہ'' نامی ایک خاتون سے نکاح کر لیا تھا ان کو بھی ام الدرداء ہی کہا جاتا تھا لیکن یہ صحابیہ نہیں بلکہ تابعیہ ہیں۔ حضرت ابو الدرداء کے انتقال کے بعد کافی عرصہ حیات رہیں اور ابو درداء سے روایت بھی کرتی ہیں۔

حدیث سے مستفاد فوائد: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس حدیث سے حاصل شدہ فوائد ذکر فرمائے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مواخات کی مشروعیت۔

۲۔ مسلمان بھائیوں سے ملاقات وزیارت۔

۳۔ مسلمان بھائی کے ہاں رات قیام کرنا۔

۴۔ ضرورت کے وقت میں اجنبی عورت سے بات کرنا۔

۵۔ مخاطب کی مصلحت کے پیشِ نظر اس سے کوئی سوال کرنا۔ یعنی ایسا سوال کرنا جس میں مسلمان بھائی کی خیر خواہی ہو۔

۱۴۱: بَابٌ

۳۰۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى عَائِشَةَ اَنِ اكْتُبِيْ اِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ عَلَيَّ قَالَ فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَّلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ

۳۰۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَتَبَتْ اِلٰى مُعَاوِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

۱۴۱: باب

۳۰۳: حضرت عبدالوہاب بن ورد مدینہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ مجھے ایک خط لکھیئے جس میں نصیحتیں ہوں لیکن زیادہ نہ ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہ کو لکھا: ’’سلام علیك اما بعد‘‘ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی خاطر لوگوں کی ناراضگی مول لے اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کی تکلیف دور کر دے گا اور جو شخص لوگوں کی رضا مندی کی خاطر اللہ کی ناراضگی مول لے۔ اللہ تعالیٰ اسے انہی کے سپرد کر دے گا۔ والسلام علیک۔

۳۰۴: محمد بن یحیٰی، محمد بن یوسف سے وہ سفیان سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو لکھا اس کے بعد گزشتہ حدیث کے ہم معنٰی روایت موقوفاً منقول ہے۔

تشریح: ابن حبان میں عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ یہ روایت مرفوعاً ہے جس کہ الفاظ یہ ہیں کہ: ’’قالت قال رسول ا. صلی الله علیه واله وسلم : من التمس رضا الله بسخط الناس رضی الله عنه و ارضی عنه الناس ومن التمس رضی الناس بسخط الله سخط الله علیه و اسخط علیه الناس، انتهی ‘‘یعنی جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا طلب تا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور پھر لوگوں کو پھر اس سے راضی کر دیتے ہیں۔ لیکہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس سے نارا یتے ہیں۔

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ مقصود و مطلوب اللہ کی رضا ہونی چاہیئے لوگ خوش ہوں یا ناراض ہوں۔ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق ’’اللہ کی ناراضگی مول کر مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔

خلاصۃ الباب: ز ی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی زبان پر قابو حاصل کرے یعنی بے فائدہ کلام اور فحش گوئی اور سخت کلامی سے محفوظ رکھے اسی طرح شرم گاہ کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ زنا جیسی برائی سے اجتناب کرے تو نبی کریم ﷺ نے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دی۔ سرور ﷺ کی ضمانت دراصل حق تعالیٰ کی طرف سے ضمانت ہے کہ جس طرح وہ محض اپنے فضل سے بندہ کے رزق کا ضامن ہوا ہے اسی طرح اس نے پاکیزہ زندگی اختیار کرنے اور اعمال صالحہ پر جزا دینے اور انعامات سے نوازنے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ اس کے نائب ہیں اس لئے آپؐ نے اس طرف سے ضمانت لی ہے۔ معلوم ہوا کہ لغویات سے زبان کو بچانا بہت ضروری بلکہ مباح کلام بھی قلیل کیا جائے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی عمدہ چیز ہے باقی سب کچھ وبال ہے۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ

قیامت کے متعلق ابواب

قیامت کا لفظی مطلب: یہ مصدر ہے بمعنی کھڑا ہونا۔

یوم حشر کو قیامت کہنے کی وجوہات: ا۔ اس دن کو قیامت کے نام سے موسوم اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ لوگ اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونگے۔

۲۔ یہ قامت السوق سے مشتق ہے۔ یعنی جب بازار میں خوب چہل پہل ہو جائے اور خوب کاروبار ہونے لگے اور خرید و فروخت اپنی عروج پر ہو تو یہ کہا جاتا ہے کہ: قامت السوق یعنی بازار گرم ہو گیا۔ اسی طرح جب زمین کا ہنگامہ اپنی عروج پر پہنچ جائے گا نیکی سو مکمل عروج مل جائے گا اور برائی اپنی انتہاء کو پہنچ جائے گی تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

۳۔ یہ قام الامر سے مشتق ہے: یعنی جب کوئی کام پورا ہو جائے اور اس سے مطلوبہ نتائج حاصل ہو جائیں تو کہا جاتا ہے کہ ''قام الامر'' کام پورا ہو گیا مقصود حاصل ہو گیا اسی طرح جب اس دنیا میں انسان کی ابتلاء وآزمائش پوری ہو جائے گی اور انسانوں کو ان کے عمال کا بدلہ دینے کا وقت آجائے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

۱۴۲: بَابُ مَاجَاءَ فِي شَانِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ

۳۰۵: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْبِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ حَدَّثَنَا اَبُوالسَّائِبِ نَا وَكِيْعٌ يَوْمًا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ الْاَعْمَشِ فَلَمَّا فَرَغَ وَكِيْعٌ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ فَلْيَحْتَسِبْ فِي اِظْهَارِ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِخُرَاسَانَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى لِاَنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُوْنَ هٰذَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۰۶: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ نَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ اَبُوْ

۱۴۲: باب حساب وقصاص کے متعلق

۳۰۵: حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے بات نہ کریں اور اس دوران بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر بندہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال نظر آئیں گے۔ بائیں طرف نظر دوڑائے گا تو اس طرف بھی اس کے کیے ہوئے اعمال ہی ہوں گے۔ پھر جب سامنے کی طرف دیکھے گا تو اسے دوزخ نظر آئے گی۔ پس اگر کسی میں اتنی بھی استطاعت ہو کہ وہ خود کو کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر دوزخ کی آگ سے بچا سکے تو اسے چاہیے کہ ایسا ہی کرے۔ ابوسائب سے روایت ہے کہ وکیع نے ایک دن یہ حدیث اعمش سے (روایت کرتے ہوئے) ہم سے بیان کی جب وکیع بیان کر چکے تو فرمایا اگر کوئی خراسان کا باشندہ یہاں ہو تو وہ یہ حدیث اہل خراسان کو سنا کر ثواب حاصل کرے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ جہمیہ اس بات (یعنی خدا سے ہمکلام ہونے) کے منکر ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۶: حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِحْصَنٍ نَا حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ نِ الرَّحَبِيُّ نَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيْمَا أَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَا أَنْفَقَهُ وَمَا ذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ وَحُسَيْنٌ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَأَبِي سَعِيْدٍ۔

قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اللہ رب العزت کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ لیا جائے گا۔ (۱) اس نے عمر کس چیز میں صرف کی۔ (۲) جوانی کہاں خرچ کی۔ (۳) مال کہاں سے کمایا۔ (۴) مال کہاں خرچ کیا۔ (۵) جو کچھ سیکھا اس پر کتنا عمل کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوعاً صرف حسین بن قیس کی سند سے پہچانتے ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو برزہؓ اور ابو سعیدؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۳۰۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ نَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيْمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَا أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيْمَا أَبْلَاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُرَيْجٍ هُوَ مَوْلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَأَبُوْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ اسْمُهُ نَضْلَةُ بْنُ عُبَيْدٍ۔

۳۰۷: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے قدم بارگاہ خداوندی سے نہیں ہٹ سکیں گے یہاں تک کہ اس سے اس کی عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس نے کس چیز میں اسے صرف کیا۔ اپنے حاصل کردہ علم پر کتنا عمل کیا۔ مال کہاں سے کمایا، کہاں خرچ کیا اور اپنا جسم کس چیز میں مبتلا کیا؟ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سعید بن عبداللہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے مولی ہیں۔ ابو برزہ اسلمی کا نام نضلہ بن عبید ہے۔

۳۰۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي

۳۰۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو مفلس کون ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال غصب کیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ لہٰذا ان برائیوں کے بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں میں تقسیم کردی جائیں گی یہاں تک کہ اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی۔ لیکن اس کا ظلم ابھی باقی ہوگا۔ چنانچہ مظلوموں کے گناہوں کا بوجھ اس پر لاد دیا جائے گا اور پھر جہنم میں

النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

دھکیل دیا جائے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۹: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَ نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ قَالَا نَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا كَانَتْ لِاَخِيْهِ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ فِيْ عِرْضٍ اَوْمَالٍ فَجَاءَهٗ فَاسْتَحَلَّهٗ قَبْلَ اَنْ يُّؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَمِنْ حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ حَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّاٰتِهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْرَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

۳۰۹: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کریں جس نے اپنے کسی بھائی کی عزت یا مال میں کوئی ظلم کیا ہو اور پھر وہ آخرت میں حساب و کتاب سے پہلے اس کے پاس آ کر اپنے ظلم کو معاف کرالے کیونکہ اس دن نہ تو درہم ہوگا اور نہ دینار۔ اگر ظالم کے پاس نیکیاں ہوں گی تو اس سے لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس ظلم کے بدلے میں مظلوموں کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس بھی اسے سعید مقبری سے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۳۱۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰى اَهْلِهَا حَتّٰى تُقَادَ الشَّاةُ الْجَلْحَاءُ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۳۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل حقوق کو ان کے حقوق پورے پورے ادا کرنا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بغیر سینگ کی بکری کا سینگ والی بکری سے بھی بدلہ لیا جائے گا۔ اس باب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''حق تقاد الجلحاء'' حدیث کے ان الفاظ کو بعض علماء نے حقیقت پر محمول نہیں کیا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ عدل وانصاف سے کنایہ ہے یعنی حقیقت میں ایسا نہ ہوگا کہ جانوروں کا بدلہ بھی آپس میں دلوایا جائے۔

لیکن صحیح حقیقت یہی ہے کہ یہ حقیقت پر محمول ہے اور اس میں کوئی شبہ بھی نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اظہار عدل کے لئے جانوروں سے بھی یہ معاملہ فرمائیں۔

۱۴۳: بَابٌ

۱۴۳: باب

۳۱۱: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ ثَنِيْ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ نَا الْمِقْدَادُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اُدْنِيَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ حَتّٰى يَكُوْنَ قِيْدَ مِيْلٍ اَوِاثْنَتَيْنِ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ لَا اَدْرِيْ اَيَّ الْمِيْلَيْنِ

۳۱۱: حضرت مقداد رضی اللہ عنہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سورج بندوں سے صرف ایک یا دو میل کے فاصلے پر رہ جائے گا۔ سُلیم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کون سا میل مراد لیا۔ زمین کی مسافت یا وہ سلائی جس سے سرمہ لگایا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ سورج لوگوں کو پگھلانا شروع کردے گا چنانچہ لوگ

عَلٰى اَمْسَافَةَ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلَ الَّذِىْ يُكْحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ فَيَكُوْنُوْنَ فِى الْعَرَقِ بِقَدَرِ اَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّاْخُذُهُ اِلٰى عَقِبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّاْخُذُهُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّاْخُذُهُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُ اِلْجَامًا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ اَىْ يُلْجِمُهُ اِلْجَامًا وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک اور کوئی منہ تک ڈوبا ہوا ہوگا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا گویا کہ اسے لگام ڈال دی گئی ہو۔ اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۱۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا يَحْيٰى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِىُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَّادٌ وَهُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوْعٌ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ يَقُوْمُوْنَ فِى الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اٰذَانِهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۱۲: ابوزکریا، حماد بن زید سے وہ ایوب سے وہ نافع سے اور وہ ابن عمرؓ سے یہی حدیث غیر مرفوع نقل کرتے ہیں۔ حماد کہتے ہیں یہ حدیث اس آیت کی تفسیر "یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ" یعنی جس دن لوگ رب العالمین کے کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پسینہ ان کے آدھے کانوں تک ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۱۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ نَحْوَهُ۔

۳۱۳: ہناد بھی عیسیٰ سے وہ ابن عون سے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کے مانند نقل کرتے ہیں۔

۱۴۴: بَابُ مَا جَاءَ فِىْ شَاْنِ الْحَشْرِ

۱۴۴: باب کیفیت حشر کے متعلق

۳۱۴: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِىُّ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا خُلِقُوْا ثُمَّ قَرَاَ كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى مِنَ الْخَلَائِقِ اِبْرَاهِيْمُ وَيُؤْخَذُ مِنْ اَصْحَابِىْ بِرِجَالٍ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِىْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔)

۳۱۴: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور بغیر ختنہ کے اکٹھے کیے جائیں گے جس طرح کہ انہیں پیدا کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے پڑھا "کَمَا بَدَاْنَا......" (یعنی جس طرح ہم نے پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے جسے ہم ضرور پورا کریں گے) پھر مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر میرے صحابہؓ میں سے بعض کو دائیں اور بعض کو بائیں طرف سے لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب یہ میرے اصحاب ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپؐ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی چیزیں نکالی تھیں۔ جس دن سے آپؐ نے انہیں چھوڑا۔ یہ اسی دن سے اپنی ایڑیوں پر پیچھے کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ پھر میں وہی بات کہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے صالح بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہی "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ ......" اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے پس تو بے شک غالب حکمت والا ہے۔

۳۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۳۱۵: محمد بن بشار اور محمد بن مثنی بھی محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ مغیرہ سے اسی کے مانند حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔

۳۱۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ تُحْشَرُوْنَ رِجَالًا وَّرُكْبَانًا وَّتُجَرُّوْنَ عَلٰى وُجُوْهِكُمْ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۳۱۶: بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے دن پیادہ اور سوار اٹھائے جاؤ گے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: ''حفاۃ عراۃ غرلا'' یہاں حدیث میں یہ بیان کیا گیا کہ ننگے بدن اٹھائے جائیں گے۔ جبکہ ابوداؤد کی روایت ہے اور ابن حبان نے اس روایت کی تصحیح کی ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا تو نئے کپڑے منگوائے، ان کو پہنا اور کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''ان المیت یبعث فی ثیابه التی یموت فیھا'' مردے کو قبر سے اسی لباس میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کا انتقال ہوا۔ اب بظاہر یہاں تعارض ہے کہ حدیث باب میں تو ننگے اٹھائے جانے کا تذکرہ ہے جبکہ یہاں اس کے خلاف ہے۔ اس اشکال کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ بعض لوگ عریاں بدن اٹھائے جائیں گے۔ اور بعض نے لباس پہنا ہوگا۔

۲۔ تمام لوگ عریاں حالت میں ہی اٹھائے جائیں گے۔ پھر سب سے پہلے انبیاء کو لباس پہنایا جائے گا اور انبیاء میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا۔

۳۔ اپنی قبروں سے تو اسی لباس میں اٹھیں گے۔ جس میں انتقال ہوا لیکن پھر بعد میں ان کو بے لباس کر دیا جائے گا اور وہ میدانِ حشر میں بے لباس پہنچیں گے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔

۴۔ یہ حدیث شہید سے متعلق ہے کہ شہید کو اسی لباس میں اٹھایا جائے گا لیکن حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اسے عموم پر محمول کر دیا۔

۵۔ یہاں ثیاب سے اعمال مراد ہیں معنی یہ ہے کہ ''ان المیت یبعث علی اعماله التی یموت فیھا'' کہ مرنے والا ان ہی اعمال پر اٹھے گا جن پر وہ مرا تھا۔

واول من یکسی من الخلائق ابراھیم: چونکہ سب سے پہلے توحید کی خاطر ان کا لباس آگ میں ڈالتے ہوئے اتارا گیا تھا اسی وجہ سے سب سے پہلے ان کو لباس پہنایا جائے گا۔

سوال: یہاں یہ اشکال کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اس میں تو ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت حاصل ہو گئی حضور پر؟

جواب: اس کا جواب علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ ''من الخلائق'' سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں اور آپ کو ابراہیم علیہ السلام

سے بھی پہلے لباس پہنایا جائے گا۔لیکن یہ جواب پسندیدہ نہیں ہے اور اس جواب پر خود ان کے شاگرد نے نکیر کی اور کہا کہ یہ جواب اس صورت میں پسندیدہ ہوتا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت نہ ہوتی جس میں یہ فرمایا گیا کہ "اول من یکسی یوم القیامة خلیل الله علیه السلام قبطیتین، ثم یکسی محمد ﷺ حلة حبرة عن یمین العرش" (اخرجه ابن المبارك و ابو یعلی و بیهقی)۔

تو اس روایت میں "ثم یکسی محمد" میں تفریح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور ﷺ سے بھی پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ لہٰذا درست جواب یہی ہے کہ اس معاملہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جزوی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ دیگر انبیاء علیھم السلام کو جزوی فضائل حاصل ہوتے ہیں۔اس سے کلی فضیلت لازم نہیں آ گئی۔

و یؤخذ من اصحابی برجال ذات الیمین و ذات الشمال:

۱۔ راجح قول کے مطابق اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ کے خلافت میں مرتد ہو گئے تھے اور یہ وہ لوگ تھے۔جو ظاہراً تو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن حقیقت میں ایمان ان کے دلوں میں اترا نہیں تھا یہ وہی دیہاتی تھے۔ جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔" ولما یدخل الایمان فی قلوبکم "۔

۲۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد اہل کبائر ہیں۔

۳۔ بدعتی مراد ہیں۔

۴۔ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:" کل من احدث فی الدین فھو من المطرودین عن الحوض کالخوارج والروافض و سائر اصحاب الھوی " وہ تمام لوگ اس سے مراد ہیں جنہوں نے دین میں نئی باتیں نکالیں یہ تمام حوض کوثر پر دھتکارے جائیں گے۔جیسا کہ خوارج، روافض اور تمام خواہشات کے بندے۔

۱۴۵: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْعَرْضِ

۳۱۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلٰثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيْرُ وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيْرُ الصُّحُفُ فِي الْاَيْدِيْ فَاٰخِذٌ بِيَمِيْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ قِبَلِ اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ الرِّفَاعِيُّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۴۵: باب آخرت میں لوگوں کی پیشی

۳۱۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ تین مرتبہ پیش کئے جائیں گے۔ پہلی دو مرتبہ تو گفت وشنید اور عفو و درگزر ہوگی جبکہ تیسری مرتبہ نامہ اعمال ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ چنانچہ کوئی دائیں ہاتھ میں اور کوئی بائیں ہاتھ میں لے گا۔ یہ حدیث صحیح نہیں اس لیے کہ حسن کا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔لہٰذا اس کی سند متصل نہیں۔ بعض اسے علی بن علی رفاعی سے وہ حسن سے وہ ابو موسیٰ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

۱۴۶: بَابُ مِنْهُ

۱۴۶: باب اسی کے متعلق

۳۱۸: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ اَيُّوْبُ اَيْضًا عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ۔

۳۱۸: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا حساب کتاب سختی سے کیا گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جسے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا وہ تو اعمال کا سامنے کرنا ہے (یعنی پیش ہونا ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ایوب نے بھی اسے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: ''من نو قش الحساب هلك :نوقش کا معنی ہے مکمل چھان بین، جس کے حساب میں مکمل چھان بین ہوئی وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استفسار پر فرمایا کہ حساب یسیر عرض اعمال کا نام ہے علامہ قرطبی رحمۃ اللہ عرضِ اعمال کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''معنى قوله: انما ذاك العرض " ان الحساب المذ كور في الآية انما هو ان تعرض اعمال المؤمن عليه حتى يعرف منه الله عليه في سترها عليه في الدنيا، وفي عفوه عنها في الاخرة ''یعنی آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ ''حساب سیر عرضِ اعمال ہے'' اس کا معنی یہ ہے کہ حساب یسیر یہ ہے کہ وہ اللہ کا احسان واکرام جان لے گا کہ دنیا میں بھی اس کے اعمال پر پردہ ڈالے رکھا اور آخرت میں بھی معافی عطا فرمادی۔

غرض اگر تفصیلی طور پر حساب شروع ہوگیا کہ اے میرے بندے تو نے فلاں گناہ کیا اور کیوں کیا۔ اعمال کی پیشی کے بعد اس پر چھان بین بھی شروع ہوگئی تو بندہ ہلاک ہوگیا اور اگر صرف عرضِ اعمال ہوا اور چھان بین نہ کی گئی تو یہ آسان حساب ہے۔

۱۴۷: بَابُ مِنْهُ

۱۴۷: باب اسی سے متعلق

۳۱۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَيَقُوْلُ لَهُ اَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ فَتَرَكْتُهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ وَلَمْ يُسْنِدُوْهُ وَ

۳۱۹: حضرت انسؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن انسان کو اس طرح لایا جائیگا گویا کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تمہیں دولت، غلام ولونڈیاں اور بہت سے انعام واکرام سے نوازا تھا۔ تم نے اس کا کیا کیا۔ وہ عرض کرے گا میں نے اسے جمع کیا اور اتنا بڑھایا کہ پہلے سے زیادہ ہوگیا۔ اے اللہ! تو مجھے واپس بھیج دے تا کہ میں وہ سب کچھ لے آؤں۔ پس اگر اس بندے نے نیکی آگے نہ بھیجی ہوگی تو اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں متعدد راویوں نے یہ حدیث حسن سے ان کے قول کے طور پر بیان کی۔ مسند نہیں بیان کی۔ اسماعیل بن

اسمعيل بن مسلم يضعف في الحديث وفي الباب عن ابي هريرة وابي سعيد الخدري۔

۳۲۰: حدثنا عبد الله بن محمد الزهري البصري نا مالك بن سعير ابو محمد الكوفي التميمي نا الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة وعن ابي سعيد قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤتى بالعبد يوم القيامة فيقول له الم اجعل لك سمعا وبصرا ومالا وولدا وسخرت لك الانعام والحرث وتركتك تراس وتربع فكنت تظن انك ملاقي يومك هذا فيقول لا فيقول له اليوم انساك كما نسيتني هذا حديث صحيح غريب ومعنى قوله اليوم انساك كما نسيتني اليوم اتركك في العذاب وكذا فسر بعض اهل العلم هذه الاية (فاليوم ننساهم) قالوا معناه اليوم نتركهم في العذاب۔

مسلم حدیث میں ضعیف ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ سے بھی روایت ہے۔

۳۲۰: حضرت ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ (بارگاہ الٰہی) میں حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھے سننے اور دیکھنے کی قوت نہ دی۔ کیا میں نے تجھے مال، اولاد نہ دیئے۔ کیا میں نے تیرے لئے جانور اور کھیتیاں مسخر نہ کئے۔ کیا میں نے تجھے اس حالت میں نہ چھوڑا کہ تو سردار بنایا گیا اور تو لوگوں سے چوتھائی مال لینے لگا، کیا تیرا خیال تھا کہ آج کے دن تو مجھ سے ملاقات کرے گا اور کہے گا ''نہیں اے ربّ''۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو پھر میں بھی تجھے آج اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اس قول کا مطلب یہ ہے ''کہ میں تجھے چھوڑ دوں گا جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا ہے کہ میں تجھے عذاب میں ڈالوں گا'' بعض علماء نے اس آیت ''فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ'' (آج ہم ان کو بھلا دیں یعنی چھوڑ دیں گے) کا مطلب یہی بیان کیا ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آج ہم ان کو عذاب میں چھوڑ دیں گے۔

تشریح: ''تراس: على وزن تفتح: رأس القوم يراسهم اذا صار رئيسهم ''یعنی قوم کا سردار بنایا گیا۔

تربع: اى تأخذ ربع الغنيمة۔ يقال ربعت القوم اذا اخذت ربع اموالهم :یعنی تو لوگوں کے مال کا چوتھائی وصول کرتا تھا۔

یہ اس وجہ سے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں بادشاہ اپنی عوام سے مالِ غنیمت کا چوتھائی وصول کیا کرتے تھے۔ تو یہ ساری نعمتیں ہم نے عطا کی تھیں تو نے ان نعمتوں کو بطور اطمینان کے سمجھا یا بطور امتحان کے لیا۔ اگر ان نعمتوں پر مطمئن رہا اور ان میں اللہ کے احکامات پورے نہ کئے ہوں تو عذاب میں مبتلاء کیا جائے گا۔

۱۴۸: بَابٌ مِنْهُ

۱۴۸: باب اسی کے متعلق

۳۲۱: حدثنا سويد بن نصر نا عبد الله نا سعيد بن ابي ايوب نا يحيى بن ابي سليمان عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قرا رسول الله صلى الله عليه وسلم (يومئذ تحدث اخبارها) قال اتدرون

۳۲۱: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا'' (یعنی اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی) اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا خبریں ہوں گی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے

مَا اَخْبَارُهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا قَالَ بِهٰذَا اَمَرَهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن یہ ہر غلام و باندی کے متعلق گواہی دے گی کہ اس نے اس پر کیا کیا اعمال کیے ہیں۔ چنانچہ وہ کہے گی کہ اس نے فلاں دن مجھ پر یہ عمل کیا۔ آپ نے فرمایا زمین کو اللہ تعالیٰ نے اسی کام کا حکم دیا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

خلاصۃ الباب: حساب کے معنی ہیں گننا، یہاں مراد ہے قیامت کے دن بندوں کے اعمال و کردار گننا اور ان کا حساب کرنا، اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہے لیکن حساب اس لئے ہوگا تا کہ ان پر حجت قائم ہو اور تمام مخلوق پر روشن ہو جائے کہ دنیا میں کس نے کیا کیا؟ اور کون کس درجہ کا آدمی ہے بس قیامت کے دن کا حساب قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس کا عقیدہ رکھنا واجب ہے۔ قصاص کا معنی بدلہ و مکافات ہیں یعنی جس شخص نے جیسا کیا اس کے ساتھ ویسا ہی کرنا۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی سخت صورت حال سے دوچار ہوتا اور کسی مشکل میں پڑ جاتا ہے تو دائیں بائیں دیکھنے لگتا ہے پس اس وقت ہر بندے کیلئے ایک سخت ترین مرحلہ درپیش ہوگا اس لئے دائیں بائیں دیکھے گا تو نیک و بد اعمال نظر آئیں گے اور سامنے کی طرف آگ نظر آئے گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات کیلئے نیک اعمال کو ذریعہ بنائے اور صدقہ و خیرات کرے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس جملے کے دو معنی ہیں ایک تو مشہور ہے کہ صدقہ کرے دوسرا معنی یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوزخ میں جانے سے بچاؤ اور کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرو اگرچہ وہ ظلم و زیادتی ایک کھجور کے ٹکڑے ہی کی صورت میں یا اس کے برابر کیوں نہ ہو (۲) پانچ سوالات کی تیاری کرنے کے بارہ میں حدیث مبارکہ میں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے جس نے لوگوں کے حقوق دینے ہیں وہ مفلس ہے کہ کوئی نماز لے جا رہا ہے اور کوئی روزہ اسی طرح دوسری نیکیاں حقوق والے لے جائیں گے اور آدمی خالی ہاتھ کھڑا رہ جائے گا کیونکہ حقوق اللہ تو معاف ہو سکتے ہیں لیکن حقوق العباد کو اہل حق ہی معاف کریں۔ تب ہی نجات ہوگی (۳) اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیشی کے بارہ میں احادیث لائے ہیں مطلب یہ ہے کہ پہلی مرتبہ پیش ہونگے تو اس وقت مجرمین اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ ہم عذاب کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ ہمارے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کسی بھی نبی نے نہیں پہنچائے اور نہ کسی نے ہمیں بتایا کہ ہمارا کون سا عمل درست اور کون سا عمل درست نہیں۔ دوسری پیشی پر اعتراف کریں گے اور پھر عذر کریں گے اور کہیں گے ہم سے غلطی ہوئی تھی اور کوئی کہے گا کہ میں تیری رحمت کی امید پر کوتاہ عمل اور غفلت کا شکار ہو گیا تھا۔ تیسری پیشی پر نامۂ اعمال تقسیم کئے جائیں گے نیک لوگوں کو دائیں ہاتھ اور مجرمین کو بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

۱۴۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّوْرِ

۳۲۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الصُّوْرُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ۔

۱۴۹: باب صور کے متعلق

۳۲۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ صور کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک سینگ ہے جس میں قیامت کے دن پھونک ماری جائے گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی راوی اسے سلیمان تیمی سے نقل کرتے ہیں ہم اسے صرف انہی کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

۳۲۳:حَدَّثَنَا سُوَیْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰہِ نَا خَالِدٌ اَبُو الْعَلَاءِ عَنْ عَطِیَّۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَکَیْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الْاِذْنَ مَتٰی یُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَیَنْفُخُ فَکَاَنَّ ذٰلِکَ ثَقُلَ عَلٰی اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمْ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ ھٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ عَطِیَّۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ۔

۳۲۳:حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کس طرح آرام کروں جبکہ اسرافیل نے صور میں منہ لگایا ہوا ہے اوران کے کان اللہ کے حکم کے منتظر ہیں کہ وہ کب پھونکنے کا حکم دیں اور وہ پھونکیں۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں پر گراں گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور بہتر کارساز ہے ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید مرفوعاً اسی طرح منقول ہے۔

۱۵۰:بَابُ مَاجَاءَ فِیْ شَاْنِ الصِّرَاطِ

۱۵۰:باب پل صراط کے متعلق

۳۲۴:حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ ابْنِ شُعْبَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم شِعَارُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ۔

۳۲۴:حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمنوں کا پل صراط پر یہ شعار ہوگا ''اے رب سلامت رکھ، اے رب سلامت رکھ''۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن اسحٰق کی روایت سے جانتے ہیں۔

۳۲۵:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْھَاشِمِیُّ نَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ نَا حَرْبُ بْنُ مَیْمُوْنٍ الْاَنْصَارِیُّ اَبُو الْخَطَّابِ نَا النَّضْرُ بْنُ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَیْنَ اَطْلُبُکَ قَالَ اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَاتَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَلْقَکَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَلْقَکَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِئُ ھٰذِہِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ۔

۳۲۵:حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں کروں گا''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپؐ نے فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پل صراط پر نہ پاؤں۔ آپؐ نے فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کیا اگر وہاں بھی نہ ہوں تو آپؐ نے فرمایا پھر حوض کوثر پر دیکھ لینا کیونکہ میں ان تین جگہوں کے علاوہ کہیں نہیں جاؤں گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۱۵۱:بَابُ مَاجَاءَ فِی الشَّفَاعَۃِ

۱۵۱:باب شفاعت کے بارے میں

۳۲۶:حَدَّثَنَا سُوَیْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَکِ نَا اَبُوْحَیَّانَ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اُتِیَ

۳۲۶:حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دستی کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا چونکہ آپؐ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ فَاَكَلَهُ وَكَانَ يُعْجِبُهُ فَنَهَشَ مِنْهُ نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَتَحَمَّلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَلَا تَرَوْنَ مَاقَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَمَا تَرٰى اِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى مَاقَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاِنَّهُ قَدْ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَانُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَانَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى مَاقَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ نُوْحٌ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهُ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَانَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاِنِّيْ قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ اَبُوْ حَيَّانَ فِيْ

اسے پسند کرتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا۔ پھر فرمایا: میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں۔ تم جانتے ہو کیوں؟ اس طرح کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ہی میدان میں اس طرح اکٹھا کرے گا کہ انہیں ایک شخص اپنی آواز سنا سکے گا۔ اور وہ انہیں دیکھ سکے گا۔ سورج اس دن لوگوں سے قریب ہوگا۔ لوگ اس قدر غم وکرب میں مبتلا ہوں گے کہ اس کے متحمل نہیں ہوسکیں گے۔ چنانچہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم لوگ کس قدر مصیبت میں گرفتار ہیں۔ کیا تم لوگ کسی شفاعت کرنے والے کو تلاش نہیں کرتے؟ اس پر کچھ لوگ کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کو تلاش کیا جائے چنانچہ ان سے کہا جائے گا کہ آپ ابوالبشر ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے بنایا، آپ میں اپنی روح پھونکی اور پھر فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ لہٰذا آج آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے۔ کیا آپ ہماری مصیبت کا اندازہ نہیں کر رہے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرے رب نے آج ایسا غضب فرمایا جیسا اس سے پہلے کبھی نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی اس کے بعد فرمائے گا۔ مجھے اس نے درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا پس مجھ سے (بظاہر) حکم عدولی ہوگئی۔ لہٰذا میں شفاعت نہیں کرسکتا۔ مجھے اپنی فکر۔ یہ تین مرتبہ فرمایا، تم لوگ کسی اور کی طرف جاؤ۔ ہاں نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے نوح علیہ السلام آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا۔ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس قدر مصیبت میں گرفتار ہیں۔ کیا آپ ہماری حالت اور مصیبت کا اندازہ نہیں کر رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے فرمایا اور نہ ہی اس کے بعد فرمائے گا۔ مجھے ایک دعا دی گئی تھی میں

الْحَدِيْثِ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَامُوْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَ بِكَلَامِهٖ عَلَى النَّاسِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَاعِيْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَ كَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَ لَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَغُفِرَلَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَخِرُّ سَاجِدًا لِرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ يَامُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَاحِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ وَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ

نے اپنی قوم کے لیے ہلاکت کی دعا مانگ کر اس موقع کو ضائع کر دیا۔ مجھے اپنے نفس کی فکر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں سے آپ اللہ کے خلیل ہیں۔ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے فرمایا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا۔ میں نے تین مرتبہ ظاہری واقعہ کے خلاف بات کی۔ (ابوحیان نے وہ باتیں حدیث میں بیان کیں)۔ میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا۔ مجھے اپنی فکر ہے (نفسی، نفسی) تم لوگ کسی اور کو تلاش کرو۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت اور ہم کلام ہونے کے شرف سے نوازا۔ آج آپ ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس تکلیف و کرب میں مبتلا ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرے رب نے آج وہ غصہ فرمایا جیسا نہ تو اس سے پہلے فرمایا اور نہ ہی بعد میں فرمائے گا۔ میں نے ایک نفس کو قتل کیا حالانکہ مجھے قتل کا حکم نہ تھا لہٰذا میں سفارش نہیں کر سکتا۔ (نفسی نفسی نفسی) مجھے اپنی فکر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے کلیم ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مریم علیہ السلام تک پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں پھر آپ نے گود میں ہونے کے باوجود لوگوں سے بات کی۔ ہماری مصیبت کا اندازہ کیجئے اور ہماری شفاعت کیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آج کے دن میرے رب نے ایسا غضب فرمایا جیسا نہ تو اس سے پہلے

بَكْرٍ وَأَنَسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ فرمایا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا۔ آپ اپنی کسی خطا کا ذکر نہیں کریں گے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

تم حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ پس وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں آخری نبی ہیں۔ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت سے ہماری شفاعت کیجئے کیونکہ ہم بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ (حضور ﷺ فرماتے ہیں) چنانچہ میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آکر سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ میری زبان اور دل سے اپنی حمد وثنا اور تعظیم کے وہ الفاظ جاری کریں گے جو اس سے پہلے کسی کو نہیں سکھائے گئے۔ پھر کہا جائے گا اے محمد (ﷺ) سر اٹھاؤ اور مانگو جو مانگو گے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے ربّ میں اپنی امت کی نجات اور فلاح کا طلب گار ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے محمد ﷺ آپ کی اُمت میں سے جن لوگوں پر حساب وکتاب نہیں انہیں جنت کے دائیں جانب کے دروازے سے داخل کردیجئے اور وہ لوگ دوسرے دروازوں سے بھی داخل ہونے کے مجاز ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازوں کا فاصلہ اتنا ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ''ہجر'' تا مکہ مکرمہ اور بصریٰ کے درمیان کا فاصلہ۔ اس باب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، انسؓ، عقبہ بن عامرؓ اور ابو سعیدؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: قیامت میں جو شفاعتیں ہونگی ان سے متعلق متعدد روایات ہیں اور وہ سب مل کر تواتر کی حد کو پہنچ جاتی ہیں اور جو لوگ شفاعت کا انکار کرتے ہیں یہ روایات ان کے خلاف حجت ہیں۔ چنانچہ آخرت میں آپ ﷺ کو سفارش کا حق دیا جائے گا۔ سب سے پہلی شفاعت شفاعتِ کبریٰ ہوگی۔ اور اس کے بعد دوسری شفاعتوں کا حق دیا جائے گا۔

۱۔ سب سے پہلی شفاعت جو شفاعتِ کبریٰ ہے اس وقت ہوگی کہ تمام اہلِ محشر خوفزدہ ہونگے۔ میدانِ حشر کی سختیوں سے پریشان ہونگے، حساب کتاب نہ ہو رہا ہوگا تمام اہلِ محشر مل کر یکے بعد دیگرے انبیاء کے حضور حاضر ہونگے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیض وغضب کی وجہ سے کوئی بھی سفارش کی ہمت نہ کر سکے گا۔ پھر آخر میں حضور ﷺ کی خدمت میں درخواست کی جائے گی۔ آپ ﷺ ہمت کر کے آگے بڑھیں گے۔ اور بارگاہِ عز وجل میں حمد وثناء کا نذرانہ پیش کریں گے۔ اور پھر اہلِ محشر کے لئے سفارش کا حق آپ ﷺ کو دیدیا جائے گا اور پھر اس کے بعد حساب وکتاب شروع ہوگا۔

۲۔ پھر آپ ﷺ اپنی امت کے مختلف درجات کے گناہ گاروں کے لئے سفارش کریں گے۔ آپ ﷺ کی یہ سفارش بھی قبول ہوگی اور بے شمار گناہ گار امتی جہنم سے چھٹکارہ پالیں گے۔

۳۔ بعض امتیوں کے حق میں آپ ﷺ ترقی درجات کے لئے بھی سفارش فرمائیں گے اور یہ سفارش بھی قبول ہوگی اور جنتیوں کے درجات مزید بلند کردیئے جائیں گے۔

۴۔ کچھ صالح امتیوں کے لئے سفارش کرینگے کہ ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کردیا جائے۔

۵۔ پھر جب حضور ﷺ کے ذریعہ شفاعت کا دروازہ کھل جائے گا تو امت کے صالحین بھی اپنے متعلقین کے لئے سفارش کرینگے۔ یہاں تک کہ وہ معصوم بچے جو کم عمری میں انتقال کر گئے وہ اپنے والدین کے لئے سفارش کرینگے۔

۶۔ دیگر انبیاء کرام بھی اپنے امتیوں کیلئے سفارش کرینگے۔
۷۔ بعض اعمالِ صالحہ بھی اپنے عاملوں کے لئے سفارش کرینگے۔ جیسے سورۂ بقرہ اور آلِ عمران اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارش کرینگے۔
۸۔ معزز فرشتے بھی بعض انسانوں کے لئے سفارش کرینگے۔
۹۔ آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ بھی باقی ماندہ مومنین کو جہنم سے نکالیں گے یہ بھی ایک طرح کی سفارش ہے جو خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے کی اور خود ہی قبول فرمائی۔

لیکن یہ بات قطعی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کو دوزخ سے نہیں نکال سکے گا اور نہ ہی سفارش کے لئے زبان کھول سکے گا۔ آیت الکرسی میں ہے: "من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ" کون ہے جو اس بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کے لئے کوئی سفارش کرے۔ اور سورۃ الانبیاء میں ہے:

"ولا یشفعون الا لمن ارتضی" (اور فرشتے سفارش نہیں کرینگے مگر اس کے لئے جس کے لئے اللہ کی مرضی ہوگی)۔
(ملخصا من تحفة الالمعی)

تشریح: حدیث:

انبیاء علیہم السلام کا نفسی نفسی فرمانا اس کا مطلب یہ ہے کہ "نفسی ھی التی تستحق ان یشفع لھا" یعنی میرا نفس ہی اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لئے سفارش کی جائے۔ میں دوسروں کے لئے کیسے سفارش کروں۔

وانی قد کانت لی دعوۃ دعوتھا علی قومی: یعنی اپنی قوم کی غرقابی کے لئے میں اس دعا کا استعمال کر چکا۔

وانی قد کذبت ثلاث کذبات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان تین خالفِ واقعہ باتوں کا تذکرہ ابواب البر والصلۃ میں ہو چکا ہے۔

ولم یذکر ذنبا: یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں آپ نے اپنی کسی کوتاہی کا ذکر نہیں کیا مگر ترمذی ہی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ "انی عبدت من دون اللہ" یعنی لوگوں نے میری پوجا کی اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ یہ تعلیم تم نے دی تھی تو میں کیا جواب دونگا۔

کما بین مکۃ و ھجر: جزیرۃ العرب میں ایک بستی کا نام "ھجر" ہے جو محرمن کے قریب واقع ہے اور بصری ملک شام میں دمشق کے قریب ہے۔

۱۵۲: بَابٌ مِنْهُ

۳۲۷: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

۱۵۲: باب اسی کے متعلق

۳۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت امت کے ان افراد کے لیے ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کئے۔ اس باب میں حضرت جابرؓ سے بھی روایت منقول ہے۔ یہ حدیث اس سند سے صحیح غریب ہے۔

۳۲۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ نِ الْبُنَانِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ لِيْ جَابِرٌ يَا مُحَمَّدُ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِ الْكَبَائِرِ فَمَا لَهُ وَلِلشَّفَاعَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۳۲۸: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت امت کے اہل کبائر کے لیے ہے۔ محمد بن علی کہتے ہیں کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے محمد جو کبیرہ گناہوں والے نہیں ہوں گے ان سے شفاعت کا کیا تعلق۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

۳۲۹: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ نِ الْاَلْهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَعَدَنِيْ رَبِّيْ اَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۳۲۹: حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب و کتاب وعذاب کے جنت میں داخل کرے گا۔ پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے اور میرے ربّ کی مٹھیوں (جیسا اس کی شاہان شان ہے) سے تین مٹھیاں (مزید ہوں گے) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۳۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَهْطٍ بِاِيْلِيَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاكَ قَالَ سِوَايَ فَلَمَّا قَامَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا ابْنُ اَبِي الْجَذْعَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَابْنُ اَبِي الْجَذْعَاءِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاِنَّمَا يُعْرَفُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ الْوَاحِدُ۔

۳۳۰: حضرت عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں کہ میں ایلیاء کے مقام پر ایک جماعت کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا میری امت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنوتمیم کے لوگوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کے علاوہ۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔ پھر جب حدیث بیان کرنے والے کھڑے ہوئے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابن ابی الجذعاء ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابن ابی جذعاء کا نام عبداللہ ہے۔ ان سے صرف یہی ایک حدیث معروف ہے۔

۳۳۱: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۳۳۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے بعض لوگ ایک گروہ کی سفارش کریں گے بعض ایک قبیلہ کی بعض ایک جماعت کی اور کچھ لوگ ایک ایک آدمی کی سفارش کریں گے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۳۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

۳۳۲: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

اَبِی الْمَلِيْحِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ نِ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِىْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّىْ فَخَيَّرَنِىْ بَيْنَ اَنْ يُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِى الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِىَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِى الْمَلِيْحِ عَنْ رَجُلٍ اٰخَرَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ۔

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے نصف امت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا اور یہ (شفاعت) ہر اس شخص کیلئے ہے جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔ یہ حدیث ابو الملیح نے ایک دوسرے صحابی کے واسطے سے روایت کی اور عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح: اس باب کی تمام احادیث میں شفاعت صغریٰ کا بیان ہے اور پچھلے باب میں شفاعت کبریٰ کا بیان تھا۔

۱۵۳: بَابُ مَاجَاءَ فِىْ صِفَةِ الْحَوْضِ

۱۵۳: باب حوض کوثر کے بارے میں

۳۳۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اَبِىْ حَمْزَةَ ثَنِىْ اَبِىْ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِىْ حَوْضِىْ مِنَ الْاَبَارِيْقِ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۳۳۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض میں آسمان کے ستاروں کے برابر صراحیاں ہیں۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

۳۳۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نِيْزَكَ الْبَغْدَادِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ نِ الدِّمَشْقِيُّ نَا سَعِيْدُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَاِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَاِنِّىْ اَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوَى الْاَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ سَمُرَةَ وَهُوَ اَصَحُّ۔

۳۳۴: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ آپس میں ایک دوسرے پر اپنے حوض سے زیادہ پینے والوں (کی تعداد) پر فخر کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اشعث بن عبد الملک بھی اسے حسن سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں اس میں سمرہؓ کا ذکر نہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: یہاں سے چند ابواب میں حوضِ کوثر کا بیان چل رہا ہے۔ ذخیرۂ احادیث میں بے شمار احادیث حوضِ کوثر سے متعلق مروی ہیں۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ المفہم میں فرماتے ہیں کہ حوضِ کوثر سے متعلق احادیث تیس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہیں جن میں سے بیس تو صحیحین میں مذکور ہیں۔

تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حوضِ کوثر کا ثبوت تو اگر معنوی سے ہے۔ سوائے بعض معتزلہ اور خوارج کے تمام مسلمان اس کے وجود اور ثبوت کے قائل ہیں۔ ''انا اعطینٰك الکوثر'' کے تحت بے شمار مفسرین نے حوضِ کوثر کے ثبوت میں احادیث جمع کی ہیں۔

حوضِ کوثر کا محلِ وقوع: تحقیق یہ ہے کہ کوثر کا اصل مرکز جنت کے اندر ہے اور میدانِ حشر تک اس کی شاخیں نہروں کی شکل میں پھیلی ہونگی اور اس کو حوض اس لئے کہا گیا کہ میدانِ حشر میں سینکڑوں میل کے طول وعرض میں ایک نہایت حسین وجمیل تالاب ہوگا جس میں جنت کے اس چشمہ سے پانی آ کر جمع ہوگا۔

اس کا رقبہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک راہ رواس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کی مسافت ایک ماہ میں طے کر سکے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک کا فاصلہ عدن اور عمان کے درمیان کے فاصلہ کے بقدر ہوگا۔

(ملخصا من تحفة الالمعی)

۱۵۴: بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ اَوَانِي الْحَوْضِ

۳۳۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا يَحْيٰى بْنُ صَالِحٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ نِ الْحَبَشِيِّ قَالَ بَعَثَ اِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَحُمِلْتُ عَلَى الْبَرِيْدِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ مَرْكَبِي الْبَرِيْدُ فَقَالَ يَا اَبَا سَلَّامٍ مَا اَرَدْتُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ وَلٰكِنْ بَلَغَنِيْ عَنْكَ حَدِيْثٌ تُحَدِّثُهُ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ تُشَافِهَنِيْ بِهٖ قَالَ اَبُوْ سَلَّامٍ ثَنِيْ ثَوْبَانُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضِيْ مِنْ عَدَنٍ اِلٰى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ وَمَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَاَكْوَابُهٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الشُّعْثُ رُؤُسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ قَالَ عُمَرُ لٰكِنِّيْ نَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَفُتِحَتْ لِيَ السُّدَدُ نَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَاجَرَمَ اَنِّيْ لَا اَغْسِلُ رَاْسِيْ حَتّٰى يَشْعَثَ وَلَا اَغْسِلُ ثَوْبِيَ الَّذِيْ يَلِيْ جَسَدِيْ حَتّٰى يَتَّسِخَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبُوْ سَلَّامٍ نِ الْحَبَشِيُّ اِسْمُهٗ مَمْطُوْرٌ۔

۱۵۴: باب حوض کوثر کے برتن کے متعلق

۳۳۵: ابو سلام حبشی کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے مجھے بلوایا چنانچہ میں خچر پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا تو عرض کیا اے امیر المؤمنین مجھ پر خچر کی سواری شاق گزری ہے۔ انہوں نے فرمایا اے ابو سلام میں آپ کو مشقت میں نہیں ڈالتا لیکن میں نے اس لیے تکلیف دی کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ثوبانؓ کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ خود آپ سے سنوں۔ ابو سلام نے بیان کیا کہ ثوبانؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض عدن سے بلقاء کے عمان تک ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں جو اس سے پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس پر سب سے پہلے جانے والے فقراء مہاجرین ہیں جن کے بال گرد آلود اور کپڑے میلے ہیں۔ وہ ناز ونعمت میں پلی ہوئی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور انکیلئے بند دروازے کھولے نہیں جاتے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا لیکن میں نے تو ناز ونعمت میں پرورش پانے والیوں سے نکاح کیا اور میرے لئے بند دروازے کھولے گئے۔ میں نے فاطمہ بنت عبد الملک سے نکاح کیا۔ یقیناً جب تک میرا سر گرد آلود نہ ہو جائے میں اسے نہیں دھوتا۔ اور اسی طرح اپنے بدن پر لگے ہوئے کپڑے بھی میلے ہونے سے پہلے نہیں دھوتا۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور معدان بن ابی طلحہ سے بھی ثوبان کے حوالے سے مرفوعاً منقول ہے۔ ابو سلام حبشی کا نام ممطور ہے۔

۳۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا أَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ نِالْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ نَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اٰنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاٰنِيَتُهٗ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا فِيْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ مُصْحِيَةٍ مِنْ اٰنِيَةِ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ اٰخِرَمَا عَلَيْهِ عَرْضُهٗ مِثْلُ طُوْلِهٖ مَابَيْنَ عَمَّانَ إِلٰى أَيْلَةَ مَاؤُهَا أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ الْكُوْفَةِ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ۔

۳۳۶: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: حوض کے برتن کس طرح کے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے اور ستارے بھی ایسی اندھیری رات کے کہ جس میں بادل بالکل نہ ہوں پھر وہ برتن جنت کے برتنوں میں سے ہیں۔ جس نے اس سے (یعنی حوض کوثر سے) ایک مرتبہ پی لیا اسے پھر پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی بھی لمبائی ہی کی طرح ہوگی۔ یعنی عمان سے ایلہ تک۔ اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس باب میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ، عبداللہ بن عمروؓ، ابوبرزہ اسلمیؓ، ابن عمرؓ، حارثہ بن وہبؓ اور مستورد بن شداد سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا حوض کوفہ سے حجر اسود تک ہے۔

تشریح: عدن ایک مشہور شہر ہے اور عمان شام کا ایک مشہور علاقہ ہے اور بلقاء اس کے قریب ایک بستی کا نام ہے امتیاز کے لئے عمان بلقاء کہا جاتا ہے آج کل یہ علاقہ اردن میں ہے اور اب بھی اسی نام سے موسوم ہے۔ اس کے علاوہ دیگر احادیث میں بھی حوض کوثر کی مختلف صفات بیان کی گئی ہیں، ان سب سے تحدید مقصود نہیں بلکہ حوضِ کوثر کی وسعت بیان کرنا مقصود ہے۔

ماء ھا اشد بیاضا من اللبن و احلی من العسل: یہاں اس پانی کی صفت بیان کردی کہ چاندی کی طرح چمکتا ہوا دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔

وا کوا بہ عدد نجوم اسماء: اس کے برتن اور کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہونگے۔ ستاروں میں دوخوبیاں نمایاں ہوتی ہیں۔

۱۔ تعداد میں بہت کثیر ہیں۔

۲۔ روشن اور چمکدار ہیں۔

غرض یہ کہ کثیر تعداد میں بھی ہیں اور صاف ستھرے، روشن اور چمکدار۔ پانی بھی خوب روشن و چمکدار اور برتن بھی۔

من شرب منہ شربۃ لم یظمأ بعدھا ابدا: یہاں یہ اعتراض کرنا بالکل بے جا ہے کہ جب حوضِ کوثر کے پانی سے پیاس ایسی بجھے گی کہ کبھی دوبارہ نہ لگے گی تو پھر جنت میں جو مختلف نہریں ہیں ان کا مصرف کیا ہوگا اور ان کا پانی کون پیے گا؟

کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ جنت میں نہریں صرف پیاس بجھانے کے لئے نہیں بلکہ لذت کا سامان بھی ہیں۔ کیونکہ پیاس لگنا یہ تکلیف ہے ارر جنت میں جو نہریں ہیں وہ لذت وسرور کے لئے ہیں اس وجہ سے یہ اشکال کرنا درست نہیں۔

حوضِ کوثر سے پانی کب پلایا جائے گا: امام مازری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حوضِ کوثر سے پانی پلایا جانا حساب وکتاب اور جہنم سے نجات کے بعد ہوگا۔ جہنم میں پیاس کی تکلیف بہرحال اٹھانا ہوگی۔

جبکہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوثر کا پانی مؤمنین، کاملین اور فاسقین سب کے لئے ہوگا سوائے مرتدین کے۔ کیونکہ ظاہر حدیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔ باقی فاسقین جو حوضِ کوثر سے پانی پینے کے بعد جہنم میں جائیں گے ان کو دیگر عذاب ہونگے لیکن پیاس نہ لگے گی۔ (واللہ اعلم)

حوضِ کوثر سے دور کئے جانے والے لوگ: اس حوالہ سے علماء کے مختلف اقوال ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد مرتد ہونے والے لوگ۔

۲۔ منافقین۔

۳۔ دین میں نئی باتیں گھڑنے والے بدعتی اور کبیرہ گناہوں کے مرتکبین۔

راجح قول یہ ہے کہ اس سے اول قسم کے لوگ مراد ہیں۔

حوضِ کوثر سے سب سے پہلے سیراب ہونے والے لوگ: حوضِ کوثر پر سب سے پہلے پہنچنے والے حدیث کے مطابق وہ لوگ ہونگے جو غریب مہاجرین ہونگے، یہ لوگ پراگندہ بال ہونگے یعنی ایسے کسمپرسی میں زندگی بسر کرنے والے جن کو سر میں ڈالنے کے لئے اور بال سنوارنے کے لیے تیل بھی نہ ملے، کسمپرسی کی وجہ سے میلے کچیلے لباس والے، ایسے لوگ جن کے ساتھ ان کی بدحالی کی وجہ سے خوش عیش گھرانوں کی بیٹیاں نکاح کرنے کو تیار نہ ہوں۔ ان کا یہ حال دین میں مشغولی اور انہماک کی وجہ سے تھا ان دنیاوی ضروریات پر زد پڑتی تھی لیکن وہ اپنی بنیادی ضروریات تک قربان کر کے خدمتِ دین میں مشغول رہتے تھے۔

ابواب الرقائق

دل کو نرم کرنے والی روایتیں

۱۵۵: بَابٌ

۳۳۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَصِيْنٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يُوْنُسَ نَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ حُصَيْنٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَمُرُّ بِالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَعَهُمُ الْقَوْمُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّيْنَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ اَحَدٌ حَتّٰى مَرَّ بِسَوَادٍ عَظِيْمٍ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قِيْلَ مُوْسٰى وَقَوْمُهُ وَلٰكِنِ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَانْظُرْ قَالَ فَاِذَا هُوَ سَوَادٌ عَظِيْمٌ قَدْ

۱۵۵: باب

۳۳۷: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ معراج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کا ایسے نبی یا نبیوں پر گزر ہوا کہ انکے ساتھ ایک قوم تھی پھر کسی نبی یا نبیوں پر سے گزرے تو ان کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ پھر ایسے نبی یا انبیاء پر سے گزر ہوا کہ ان کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ایک بڑے مجمع کے پاس سے گزرے تو پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم۔ آپ ﷺ سر کو بلند کیجئے اور دیکھئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جم غفیر ہے جس نے آسمان کے

سَدَّ الْاُفُقَ مِنْ ذَا الْجَانِبِ وَمِنْ ذَا الْجَانِبِ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَسِوٰى هٰؤُلَاءِ مِنْ اُمَّتِكَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَدَخَلَ وَلَمْ يَسْاَلُوْهُ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَهُمْ فَقَالُوْا نَحْنُ هُمْ وَقَالَ قَائِلُوْنَ هُمْ اَبْنَاءُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا عَلَى الْفِطْرَةِ وَالْاِسْلَامِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَاءَهُ اٰخَرُ فَقَالَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

دونوں جانب کو گھیرا ہوا ہے۔ پھر کہا گیا یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور اس کے علاوہ ستر ہزار آدمی اور ہیں جو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ گھر چلے گئے۔ نہ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ نے بتایا۔ چنانچہ بعض حضرات کہنے لگے کہ شاید وہ ہم لوگ ہوں جبکہ بعض کا خیال تھا کہ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہونے والے بچے ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا وہ، وہ لوگ ہیں جو نہ داغتے ہیں، نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ ہی بدفالی لیتے ہیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس پر عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میں ان میں سے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ''ہاں''۔ پھر ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ میں بھی انہی میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔ اس باب میں حضرت ابن مسعودؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۳۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ نِ الْبَصْرِيُّ نَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ نَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كُنَّا عَلَيْهِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اَيْنَ الصَّلٰوةُ قَالَ اَوَلَمْ تَصْنَعُوْا فِيْ صَلٰوتِكُمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ۔

۳۳۸: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس پر ہم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عمل پیرا تھے۔ راوی نے عرض کیا نماز ویسی ہی نہیں۔ آپؓ نے فرمایا کیا تم نے نماز میں وہ کام نہیں کیے جن کا تمہیں علم ہے (یعنی سستی اور بے پرواہی) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور کئی سندوں سے انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

۳۳۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْاَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ نَا هَاشِمُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْكُوْفِيُّ ثَنِيْ زَيْدُ نِ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ نِ الْخَثْعَمِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالَ وَبِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَاَ وَالْمُنْتَهٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ

۳۳۹: حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیہ کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا برا ہے وہ بندہ جس نے اپنے آپ کو (دوسروں سے) اچھا سمجھا اور تکبر کیا اور بلند و بالا ذات کو بھول گیا۔ وہ بندہ بھی برا ہے جو جابر و ظالم بن گیا اور جبار کو بھول گیا اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو لہو ولعب میں مشغول ہو کر قبروں اور قبر میں گل سڑ جانے والی ہڈیوں کو بھول گیا۔ اور وہ بندہ بھی برا ہے جس نے سرکشی و نافرمانی کی اور اپنی ابتدائے خلقت اور انتہاء کو بھول گیا۔ اسی طرح وہ بندہ بھی برا ہے جس نے دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنایا۔ وہ بندہ بھی برا ہے جو دین کو شبہات کے ساتھ خلط ملط کرتا ہے اور وہ بندہ برا ہے جس نے حرص کو

الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُودُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ۔

راہ نما بنالیا اور وہ شخص بھی برا ہے جسے اس کی خواہشات گمراہ کر دیتی ہیں اور وہ بندہ جسے اس کی حرص ذلیل کر دیتی ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور یہ سند صحیح نہیں۔

۳۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ نِ الْمُؤَدِّبُ نَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ نَا أَبُو الْجَارُوْدِ الْأَعْمٰى وَاسْمُهُ زِيَادُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰى جُوْعٍ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰى مُؤْمِنًا عَلٰى ظَمَأٍ سَقَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيِّ مَوْقُوْفًا وَهُوَ أَصَحُّ عِنْدَنَا وَأَشْبَهُ۔

۳۴۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی مؤمن کسی دوسرے مؤمن کو بھوک کے وقت کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کے میوے کھلائیں گے۔ اور جو مؤمن کسی پیاسے مؤمن کو پیاس کے وقت پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مہر لگائی ہوئی خالص شراب پلائے گا اور جو مؤمن کسی برہنہ مؤمن کو لباس پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ یہ حدیث غریب ہے اور عطیہ سے بھی منقول ہے وہ اسے ابوسعیدؓ سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ یہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح اور اشبہ ہے۔

۳۴۱: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ نَا أَبُو النَّضْرِ نَا أَبُوْ عَقِيْلٍ نِ الثَّقَفِيُّ نَا أَبُوْ فَرْوَةَ يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ نِ التَّمِيْمِيُّ ثَنِي بُكَيْرُ بْنُ فَيْرُوْزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَدْلَجَ وَمَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ أَبِي النَّضْرِ۔

۳۴۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ڈرا وہ پہلی رات چلا اور جو پہلی رات (یعنی اول شب) چلا وہ منزل پر پہنچ گیا۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا سامان (تجارت) بہت مہنگا ہے۔ یہ بھی جان لو کہ وہ سامان جنت ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابونضر کی روایت سے جانتے ہیں۔

۳۴۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ نَا أَبُو النَّضْرِ ثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَقِيْلٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ ثَنِي رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ وَعَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهٖ حَذَرًا لِمَا بِهٖ بَأْسٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۳۴۲: حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک پرہیزگاروں میں شامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ ضرررساں اشیاء سے بچنے کیلئے بے ضرر چیزوں کو نہ چھوڑے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں۔

۳۴۳: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ نِ الْعَنْبَرِيُّ نَا أَبُوْ دَاوُدَ نَا عِمْرَانُ

۳۴۳: حضرت حنظلہ اسیدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّكُمْ تَكُونُونَ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَاَظَلَّتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ اَيْضًا عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيْدِيِّ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ۔

وسلم نے فرمایا اگر تم لوگوں کے دل اسی طرح رہیں جس طرح میرے پاس ہوتے ہیں تو فرشتے تم پر اپنے پروں سے سایہ کریں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی سندوں سے منقول ہے اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

۳۴۴: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَلْمَانَ اَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنْ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوهُ وَاِنْ اُشِيرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ وَلَا تَعُدُّوهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يُشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِي دِينٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ۔

۳۴۴: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی ایک خوشی وشادمانی ہے اور ہر خوشی کیلئے ایک سستی ہے۔ پس جو شخص سیدھا رہا اور اس نے میانہ روی اختیار کی تو میں اس کی (بہتری کی) امید رکھتا ہوں اور اگر اس کی طرف انگلیاں اٹھیں تو تم اس کو شمار نہ کرو۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بھی نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آدمی کی برائی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے دین یا دنیا کے بارے میں انگلیاں اٹھیں مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔

۳۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي يَعْلٰى عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ فِي وَسْطِ الْخَطِّ خَطًّا وَخَطَّ خَارِجًا مِنَ الْخَطِّ خَطًّا وَحَوْلَ الَّذِي فِي الْوَسْطِ خُطُوطًا فَقَالَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِي فِي الْوَسْطِ الْاِنْسَانُ وَهٰذِهِ الْخُطُوطُ عُرُوضُهُ اِنْ نَجَا مِنْهُ هٰذَا يَنْهَشُهُ هٰذَا وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْاَمَلُ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۳۴۵: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک لکیر کھینچی اور اس سے مربع بنایا پھر اس کے درمیان ایک لکیر کھینچی اور اسے اس چوکور خانے سے باہر تک لے گئے۔ پھر درمیان والی لکیر کے اردگرد کئی لکیریں کھینچیں پھر درمیان والی لکیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ ابن آدم ہے اور یہ اردگرد اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ درمیان میں انسان ہے اور اس کے اردگرد کھنچے ہوئے خطوط اس کی آفات اور مصیبتیں ہیں۔ اگر وہ ان سے نجات پا جائے تو یہ خط اسے لے لیتا ہے اور یہ لمبی لکیر اس کی امید ہے یعنی جو مربع سے باہر ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۴۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى

۳۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان بوڑھا ہوتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی ہیں مال اور طویل زندگی کی حرص۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

الْعُمُرِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۴۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ نِ الْبَصْرِيُّ نَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ نَا اَبُو الْعَوَّامِ وَهُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُثِّلَ ابْنُ اٰدَمَ وَاِلٰى جَنْبِهٖ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ مَنِيَّةً اِنْ اَخْطَاَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۴۷: حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان کی تخلیق اس صورت میں کی گئی کہ اس کے دونوں جانب ننانوے (۹۹) موتیں ہیں اگر وہ ان سے بچ نکلے تو بڑھاپے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۴۸: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا قَبِيْصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ قَالَ اُبَيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ قَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ بِهٖ قُلْتُ فَالنِّصْفُ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ ذَنْبُكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۳۴۸: حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب رات کا تہائی حصہ گزر جاتا تو نبی اکرم ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو: اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ صور کا وقت آ گیا ہے پھر اس کے بعد دوسری مرتبہ بھی پھونکا جائے گا۔ پھر موت بھی اپنی سختیوں کے ساتھ آن پہنچی ہے۔ اُبی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں لہٰذا اس کے لیے کتنا وقت مقرر کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا اپنی عبادت کے وقت کا چوتھا حصہ مقرر کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو کرلو ۔لیکن اگر اس سے زیادہ کرو تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: آدھا وقت ؛ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو لیکن اس سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی وقت۔ آپؐ نے فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا تو پھر میں اپنے وظیفے کے پورے وقت میں آپ ﷺ پر درود پڑھا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر اس سے تمہاری تمام فکریں دور ہو جائیں گی اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۴۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قُلْنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا لَنَسْتَحْيِيْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذَاكَ وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى وَتَحْفَظَ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَتَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ

۳۴۹: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اتنی حیا کرو جتنا اس کا حق ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: اللہ کا شکر ہے کہ ہم اس سے حیا کرتے ہیں: آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اس کا حق یہ ہے کہ تم اپنے سر اور جو کچھ اس میں ہے اس کی حفاظت کرو (یعنی ناک کان آنکھ وغیرہ) پھر پیٹ اور اس میں جو کچھ اپنے اندر جمع کیا ہوا ہے اس کی حفاظت کرو۔ اور پھر موت اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو یاد کیا کرو؛ اور جو آخرت کی کامیابی چاہے گا وہ دنیا کی زینت کو

تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى يَعْنِي مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبَانَ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ.

ترک کردے گا؛ اور جس نے ایسا کیا اس نے اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کردیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند یعنی بواسطہ ابان ابن اسحق، صباح بن محمد کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

۳۵۰: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مَرْيَمَ ح وَثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَمَعْنٰى قَوْلِ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ يَقُوْلُ يُحَاسِبُ نَفْسَهٗ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ اَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُرْوٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَتَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ وَاِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهٗ فِي الدُّنْيَا وَيُرْوٰى عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ لَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتّٰى يُحَاسِبَ نَفْسَهٗ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيْكَهٗ مِنْ اَيْنَ مَطْعَمُهٗ وَمَلْبَسُهٗ.

۳۵۰: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو عبادت میں لگائے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے جبکہ بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔ یہ حدیث حسن ہے اور ''مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ'' کا مطلب حساب قیامت سے پہلے (دنیا ہی میں) نفس کا محاسبہ کرنا ہے؛ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے قبل کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی کیلئے تیار ہو جاؤ۔ قیامت کے دن اس آدمی کا حساب آسان ہوگا جس نے دنیا ہی میں اپنا حساب کرلیا۔ میمون بن مہران سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا بندہ اس وقت تک پرہیزگار شمار نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے جس طرح اپنے شریک سے کرتا ہے کہ اس نے کہاں سے کھایا اور کہاں سے پہنا۔ (یعنی حلال سے یا حرام سے)

۳۵۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ وَهُوَ ابْنُ مَدُّوْيَةَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلَّاهُ فَرَاٰى نَاسًا كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرٰى فَاَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ اَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ فَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى

۳۵۱: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے مصلیٰ پر تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیز کو یاد کرتے تو تمہیں اس بات کی فرصت نہ ملتی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لہٰذا لذتوں کو قطع کرنے والی موت کو زیادہ یاد کرو کوئی قبر ایسی نہیں جو روزانہ اس طرح نہ پکارتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ پھر جب اس میں کوئی مؤمن بندہ دفن کیا جاتا ہے تو وہ اسے مرحبا واھلا کہہ کر خوش آمدید کہتی ہے۔ پھر کہتی ہے کہ میری پیٹھ پر جو لوگ چلتے ہیں تو مجھے ان سب میں محبوب تھا۔ اب تجھے میرے سپرد کردیا گیا ہے تو اب تو میرا احسن سلوک دیکھے گا۔ پھر وہ اس کے لیے حد نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور

صَنِيْعِيْ بِكَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِالْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَ لَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِيْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعِيْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهٗ وَ يَخْدِشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْحُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

جب ریا کافر آدمی دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے خوش آمدید نہیں کہتی بلکہ ''لامرحبا و لا اھلاً'' کہتی ہے پھر کہتی ہے کہ میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے تم سب سے زیادہ مبغوض شخص تھے۔ آج جب تمہیں میرے سپرد کیا گیا ہے تو تم میری بدسلوکی بھی دیکھو گے پھر وہ اسے اس زور سے بھینچتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں ۔راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کر کے دکھائیں (یعنی شکنجہ بنا کر) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس پر ستر اژدھے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک زمین پر ایک مرتبہ پھونک مار دے تو اس پر کبھی کوئی چیز نہ اُگے۔ پھر وہ اسے کاٹتے اور نوچتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اسے حساب وکتاب کے لیے اٹھایا جائے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۳۵۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى رَمْلِ حَصِيْرٍ فَرَاَيْتُ اَثَرَهٗ فِيْ جَنْبِهٖ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۵۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اس کے نشانات دیکھے۔ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۵۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ وَ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَمْرَو ابْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَدِمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ

۳۵۳: حضرت مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو عامر بن لوی کے حلیف عمرو بن عوف جنہوں نے جنگ بدر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت کی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ ابن جراحؓ کو بحرین کا عامل بنا کر بھیجا تو وہ بحرین سے کچھ مال لے کر لوٹے۔ جب انصار نے ان کی آمد کا سنا تو فجر کی نماز آنحضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہیں دیکھا تو مسکرائے پھر فرمایا: میرا خیال ہے کہ ابوعبیدہ کی آمد کی خبر تم لوگوں تک پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا ''جی ہاں'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَتَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ ثُمَّ قَالَ اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَ اَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

تمہیں خوشخبری ... رتم اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش رکھے۔ اللہ کی قسم میں تم پر فقر سے نہیں ڈرتا بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم لوگوں کے لیے بھی پہلے لوگوں کی طرح کشادہ کر دی جائے اور تم اس سے اسی طرح طمع وحرص کرنے لگو جس طرح وہ لوگ کرتے تھے پھر وہ تم لوگوں کو بھی ہلاک کر دے جیسے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۵۴: اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَكِيْمَ ابْنَ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَقَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدْعُوْا حَكِيْمًا اِلَى الْعَطَاءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَقْبَلَهُ ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَاَبٰى اَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ اِنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَاْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّيَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۵۴: حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مال مانگا تو آپ ﷺ نے دے دیا۔ میں نے تین مرتبہ مانگا اور آپؐ نے تینوں مرتبہ دیا پھر فرمایا اے حکیم یہ مال ہرا ہرا اور میٹھا میٹھا ہوتا ہے۔ چنانچہ جو شخص اسے سخاوت نفس سے لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ لیکن جو اسے اپنے نفس کو ذلیل کر کے حاصل کرتا ہے اس کے لیے برکت نہیں ڈالی جاتی۔ ایسے شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے اور جان لو کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ حکیمؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں آپؐ کے بعد کبھی کسی سے سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حکیم کو کچھ دینے کیلئے بلاتے تو وہ انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ نے بھی بلوایا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے مسلمانوں گواہ رہنا کہ میں حکیم کو مال فئی میں سے اس کا حق پیش کرتا ہوں تو یہ انکار کر دیتے ہیں۔ پھر حکیمؓ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۵۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ ابْتُلِيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالضَّرَّاءِ فَصَبَرْنَا ثُمَّ ابْتُلِيْنَا بَعْدَهُ بِالسَّرَّاءِ فَلَمْ نَصْبِرْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۳۵۵: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنگدستی اور تکلیف کی آزمائش میں ڈالے گئے جس پر ہم نے صبر کیا۔ پھر ہمیں وسعت اور خوشی دے کر آزمایا گیا تو ہم صبر نہ کر سکے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۵۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيْعٌ عَنِ الرَّبِيْعِ ابْنِ صَبِيْحٍ عَنْ

۳۵۶: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

يَزِيدُ بْنِ اَبَانَ وَهُوَ الرَّقَاشِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهٗ وَلَمْ يَأْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهٗ

فرمایا جسے آخرت کا فکر ہو اللہ تعالیٰ اس کا دل غنی کر دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل لونڈی بن کر آتی ہے اور جسے دنیا کی فکر ہو، اللہ تعالیٰ محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اس کے مجتمع کاموں کو منتشر کر دیتا ہے اور دنیا (کا مال) بھی اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کیلئے مقدر ہے۔

۳۵۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ نَاعِيسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ خَالِدِ نِ الْوَالِبِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى وَاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِلَّا تَفْعَلْ مَلَاْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْ خَالِدِ نِ الْوَالِبِيُّ اِسْمُهٗ هُرْمُزُ۔

۳۵۷: حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم تم میری عبادت میں مشغول ہو جاؤ میں تمہارے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور محتاجی کو دور کر دوں گا۔ لیکن اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے دونوں ہاتھ مشغول رہیں گے اور اس کے باوجود میں تمہارا فقر دور نہیں کروں گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابو خالد والبی کا نام ہرمز ہے۔

خلاصة الباب: شفاعت کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی معافی کی سفارش کرنا چنانچہ حضرت محمد ﷺ قیامت کے دن بارگاہ ربّ العزّت میں گناہ گار اور مجرم بندوں کے گناہوں کے معاف کئے جانے کی درخواست پیش کریں گے اس لئے شفاعت کا لفظ اسی مفہوم کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت کا قبول ہونا اور اس پر ایمان لانا واجب ہے شفاعت کی مختلف اقسام ہیں سب سے پہلی شفاعت عظمیٰ یہ شفاعت تمام مخلوق کے حق میں ہوگی۔ دوسری وہ قسم ہے جس کے ذریعہ ایک طبقہ کو بغیر حساب کے جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا۔ تیسری قسم شفاعت کی وہ ہے جس کے ذریعہ ان لوگوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا جو اپنے جرائم کی سزا بھگتنے کیلئے دوزخ کے حق دار ہوں گے چنانچہ حضور ﷺ ان لوگوں کے حق میں شفاعت کریں گے اور ان کو جنت میں داخل کرائیں گے شفاعت کی اور بھی اقسام ہیں (۲) حوض کا معنی پانی جمع ہونا اور بہنا یہاں مراد وہ حوض ہے جو قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کیلئے مخصوص ہوگا اور جس کی صفات وخصوصیات اس باب میں نقل ہونے والی ہیں۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کیلئے دو حوض ہونگے ایک تو میدانِ محشر میں پل صراط سے پہلے عطا ہوگا اور دوسرا حوض جنت میں ہوگا دونوں کا نام کوثر ہے۔ عربی زبان میں کوثر کا معنی خیر کثیر یعنی بے شمار بھلائیاں اور نعمتیں ہے۔ پھر زیادہ صحیح یہ ہے کہ میدانِ حشر میں جو حوض عطا ہوگا وہ میزان کے مرحلہ سے پہلے عطا ہوگا پس لوگ اپنی قبروں سے پیاس کی حالت میں اٹھیں گے پہلے حوض پر آئیں گے اس کے بعد میزان یعنی اعمال تولے جانے کا مرحلہ پیش آئے گا اس طرح میدان حشر میں ہر پیغمبر کا اپنا الگ حوض ہوگا جس پر اس کی امت آئے گی حوض کوثر کی درازی اور اس کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں ایک مہینہ کی مسافت کے بقدر دراز ہوگا اور مربع ہوگا شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ لذیذ سب سے پہلے جانے والے فقراء مہاجرین ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان واعمال صالحہ اور ہجرت وجہاد سادگی کی وہ قدر ہے جو مالداری کی نہیں۔ اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ تکبر اور دوسروں سے اپنے کو بلند وبالا سمجھنا جابر وظالم بنتا ہے اور جو قبر کو بھول گیا وہ بھی بُرا ہے یہ بھی بیان کیا ہے کہ قبر کیلئے تیاری کرو اس لئے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور لے کر کھڑے ہوگئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں لہٰذا اپنے نفس کا محاسبہ کرو پرہیزگاری حاصل ہوگی۔

۱۵۶: بَابٌ

۳۵۸: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِيْ هِنْدٍ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا قِرَامُ سِتْرٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ عَلٰى بَابِيْ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْزِعِيْهِ فَإِنَّهُ يُذَكِّرُنِي الدُّنْيَا قَالَتْ وَكَانَ لَنَا سَمَلُ قَطِيْفَةٍ عَلَمُهَا حَرِيْرٌ كُنَّا نَلْبَسُهَا قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۶: باب

۳۵۸: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک باریک پردہ تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے اسے اپنے دروازے پر ڈال دیا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اسے اتاردو کیونکہ یہ مجھے دنیا کی یاد دلاتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پرانی روئی دار چادر تھی اس پر ریشم کے نشانات بنے ہوئے تھے۔ ہم اسے اوڑھا کرتے تھے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۵۹: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ وِسَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ يَضْطَجِعُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۵۹: حضرت عائشہ رضی اللہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس تکیے پر لیٹا کرتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَأَبُوْ مَيْسَرَةَ هُوَ الْهَمْدَانِيُّ إِسْمُهُ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ۔

۳۶۰: حضرت عائشہ رضی اللہ سے فرماتی ہیں کہ ہم نے ایک بکری ذبح کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس میں سے کیا باقی ہے؟ میں نے عرض کیا صرف ایک بازو بچا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر دستی کے سوا پورا گوشت باقی ہے۔[1] یہ حدیث صحیح ہے اور ابومیسرہ ہمدانی کا نام عمرو بن شرحبیل ہے۔

۳۶۱: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ نَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كُنَّا اٰلَ مُحَمَّدٍ نَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ نَارًا إِنْ هُوَ إِلَّا الْمَاءُ وَالتَّمْرُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۶۱: حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ ہم آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایک مہینہ گھر میں چولھا نہیں جلا سکتے تھے۔ اس دوران ہماری خوراک پانی اور کھجور ہوتا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۶۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَنَا شَطْرٌ مِنْ شَعِيْرٍ فَأَكَلْنَا مِنْهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قُلْتُ لِلْجَارِيَةِ كِيْلِيْهِ فَكَالَتْهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ فَنِيَ قَالَتْ فَلَوْ كُنَّا تَرَكْنَاهُ لَأَكَلْنَا مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ هٰذَا

۳۶۲: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو ہمارے پاس کچھ جَو تھے۔ چنانچہ ہم اس میں سے اتنی مدت کھاتے رہے جتنی اللہ کی چاہت تھی۔ پھر میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اس کا وزن کرو۔ اس نے وزن کیا تو وہ بہت جلد ختم ہوگئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر ہم اسے اسی طرح چھوڑ دیتے اور وزن نہ کرتے تو اس سے مدت دراز تک

---

[1] وہ بکری ذبح کر کے اس کا گوشت اللہ کے راستے میں دے دیا گیا تھا اور صرف دستی کا گوشت باقی تھا لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ کی راہ میں دے دی ہے وہی باقی اور جو ہم نے اپنے لیے رکھ لی ہے وہ فانی ہے۔ (مترجم)

حَدِيثٌ صَحِيحٌ شَطْرٌ يَعْنِي شَيْئًا مِنْ شَعِيرٍ۔

کھاتے رہتے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور شطر کے معنی ہیں کہ کچھ جَو تھے۔

٣٦٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو حَاتِمٍ نِ الْبَصْرِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ نَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللّٰهِ وَلَمْ يُؤْذَ أَحَدٌ وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَالِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ حِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ هَارِبًا مِنْ مَكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ إِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ إِبْطِهِ۔

٣٦٣: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کی راہ میں اتنا ڈرایا گیا جتنا کسی دوسرے کو نہیں ڈرایا گیا۔ پھر مجھے اتنی تکالیف پہنچائی گئیں جتنی کسی دوسرے کو نہیں پہنچائی گئیں۔ نیز مجھ پر تیس دن اور تیس راتیں ایسی گزری ہیں کہ میرے اور بلالؓ کے پاس اتنا کھانا بھی نہیں تھا جسے کوئی جگر والا کھائے مگر اتنی چیز جسے بلال کی بغل چھپا لیتی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت بلالؓ مکہ مکرمہ سے (ہجرت کے علاوہ) تشریف لے گئے تو حضرت بلالؓ کے پاس صرف اتنا کھانا تھا جسے انہوں نے اپنی بغل کے نیچے دبایا ہوا تھا۔

٣٦٤: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ نِ الْقُرَظِيِّ قَالَ ثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ خَرَجْتُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَعْطُوبًا فَجَوَّبْتُ وَسَطَهُ فَأَدْخَلْتُهُ عُنُقِي وَشَدَدْتُ وَسْطِي فَحَزَمْتُهُ بِخُوصِ النَّخْلِ وَإِنِّي لَشَدِيدُ الْجُوعِ وَلَوْ كَانَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ لَطَعِمْتُ مِنْهُ فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ شَيْئًا فَمَرَرْتُ بِيَهُودِيٍّ فِي مَالٍ لَهُ وَهُوَ يَسْقِي بِبَكَرَةٍ لَهُ فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثُلْمَةٍ فِي الْحَائِطِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَعْرَابِيُّ هَلْ لَكَ فِي دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَافْتَحِ الْبَابَ حَتّٰى أَدْخُلَ فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ فَأَعْطَانِي دَلْوَهُ فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِي تَمْرَةً حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ كَفِّي أَرْسَلْتُ دَلْوَهُ وَقُلْتُ حَسْبِي فَأَكَلْتُهَا ثُمَّ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

٣٦٤: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سخت سردی کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلا۔ چنانچہ میں نے ایک بدبودار چمڑا لیا اور اسے درمیان سے کاٹ کر اپنی گردن میں ڈال لیا اور اپنی کمر کھجور کی ٹہنی سے باندھ لی۔ اس وقت مجھے بہت سخت بھوک لگ رہی تھی۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کچھ ہوتا تو میں کھا لیتا۔ چنانچہ میں کوئی چیز تلاش کر رہا تھا کہ ایک یہودی کو دیکھا جو اپنے باغ میں تھا میں نے دیوار کے سوراخ میں سے جھانکا تو وہ اپنی چرخی سے پانی دے رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ کیا ہے دیہاتی؟ ایک کھجور کے بدلے ایک ڈول پانی کھینچو گے؟ میں نے کہا ہاں دروازہ کھولو۔ میں اندر گیا۔ تو اس نے مجھے ڈول دیا۔ میں نے پانی نکالنا شروع کیا۔ وہ مجھے ہر ڈول نکالنے پر ایک کھجور دے دیتا۔ یہاں تک کہ میری مٹھی بھر گئی تو میں نے کہا بس: پھر میں نے کھجوریں کھائیں پھر پانی پیا اور مسجد آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہیں پایا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٣٦٥: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ نِ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

٣٦٥: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں (یعنی اصحاب صفہ) کو بھوک لگی تو رسول اللہ

عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمْ اَصَابَهُمْ جُوْعٌ فَاَعْطَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایک کھجور دی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٦٦: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَتْ تَكُوْنُ لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ فَقِيْلَ لَهٗ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَاَيْنَ كَانَتْ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا فَاَتَيْنَا الْبَحْرَ فَاِذَا نَحْنُ بِحُوْتٍ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا اَحْبَبْنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٣٦٦: حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں جنگ کے لیے بھیجا۔ اس وقت ہمارے قافلے کی تعداد تین سو تھی۔ سب نے اپنا اپنا توشہ خود اٹھایا ہوا تھا۔ یعنی کم تھا۔ پھر وہ ختم ہونے لگا تو ہم میں سے ہر آدمی کے حصے میں ایک دن کے لیے ایک ہی کھجور آتی۔ ان سے کہا گیا کہ ایک کھجور سے ایک آدمی کا کیا بنتا ہوگا۔ فرمایا جب وہ ایک ملنا بھی بند ہوگئی تو ہمیں اس کی قدر ہوئی۔ پھر ہم لوگ سمندر کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ سمندر نے ایک مچھلی کو پھینک دیا ہے یعنی وہ کنارے لگی ہوئی ہے چنانچہ ہم نے اس میں سے اٹھارہ دن تک خوب سیر ہوکر کھایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٦٧: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ ثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ نِ الْقُرَظِيِّ ثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَّهٗ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَّرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَّوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَّرُفِعَتْ اُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِّنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ يَوْمَئِذٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَيَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ هٰذَا هُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَيَزِيْدُ بْنُ زِيَادِ نِ الدِّمَشْقِيُّ الَّذِيْ رَوٰى عَنِ

٣٦٧: حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب بن عمیرؓ داخل ہوئے۔ انکے بدن پر صرف ایک چادر تھی جس پر پوستین کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو رونے لگے کہ مصعب کل کس ناز ونعم میں تھے اور آج ان کا کیا حال ہے۔ پھر آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ کل اگر تم لوگوں کو اتنی آسودگی میسر ہوجائے کہ صبح ایک جوڑا ہو اور شام کو ایک جوڑا۔ پھر انواع واقسام کے کھانے کی پلیٹیں تمہارے آگے یکے بعد دیگرے لائی جاتی ہوں نیز تم لوگ اپنے گھروں میں کعبہ کے غلاف کی طرح پردے ڈالنے لگو تو تم لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس دن ہم آج کے مقابلے میں بہت اچھے ہوں گے کیونکہ محنت ومشقت کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے عبادت کے لیے فارغ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ آج اس سے بہتر ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور یزید بن زیاد مدینی ہیں۔ مالک بن انسؓ اور دوسرے علماء نے ان سے روایات لی ہیں۔ یزید بن زیاد دمشقی جو زہری سے روایت کرتے ہیں ان سے وکیع اور مروان بن معاویہ نے روایت کی ہے۔

الزُّهْرِيِّ رَوٰى عَنْهُ وَكِيْعٌ وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيْدُ ابْنُ اَبِيْ زِيَادٍ كُوْفِيٌّ رَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ۔

یزید بن زیاد کوفی سے سفیان، شعبہ، ابن عیینہ اور کئی ائمہ حدیث احادیث نقل کرتے ہیں۔

۳۶۸: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ نَا مُجَاهِدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافَ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُوْنَ عَلٰى اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِيْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُّ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِيْ يَخْرُجُوْنَ فِيْهِ فَمَرَّبِيْ اَبُوْبَكْرٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِيْ فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ عُمَرُ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِيْ فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهٗ وَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَاسْتَاْذَنْتُ فَاَذِنَ لِيْ فَوَجَدَ قَدَحًا مِنَ اللَّبَنِ قَالَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ لَكُمْ قِيْلَ اَهْدَاهُ لَنَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَبَّيْكَ قَالَ الْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ وَهُمْ اَضْيَافُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُوْنَ عَلٰى اَهْلٍ وَّمَالٍ اِذَا اَتَتْهُ الصَّدَقَةُ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ فَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِيْهَا فَسَاءَنِيْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ مَا هٰذَا الْقَدَحُ بَيْنَ اَهْلِ الصُّفَّةِ وَاَنَا رَسُوْلُهٗ اِلَيْهِمْ فَسَيَاْمُرُنِيْ اَنْ اُدِيْرَهٗ عَلَيْهِمْ فَمَا عَسٰى اَنْ يُّصِيْبَنِيْ مِنْهُ وَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْا اَنْ اُصِيْبَ مِنْهُ مَا يُغْنِيْنِيْ وَلَمْ يَكُ بُدٌّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ قَالَ اَبَا هُرَيْرَةَ خُذِ الْقَدَحَ فَاَعْطِهِمْ

۳۶۸: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ مسلمانوں کے مہمان تھے۔ کیونکہ ان کا کوئی گھر نہیں تھا اور نہ ہی انکے پاس مال تھا۔ اس پروردگار کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنا کلیجہ زمین پر ٹیک دیا کرتا تھا اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں راستہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ابوبکرؓ وہاں سے گزرے تو میں نے ان سے صرف اس لیے ایک آیت کی تفسیر پوچھی کہ وہ مجھے ساتھ لے جائیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر عمرؓ گزرے تو ان سے بھی اسی طرح سوال کیا وہ بھی چلے گئے اور مجھے ساتھ نہیں لے گئے۔ پھر ابوقاسم ﷺ کا گزر ہوا۔ تو آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابوہریرہؓ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ چلو۔ آپ مجھے لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پھر میں نے اجازت چاہی تو مجھے بھی داخل ہونے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ کو دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ تو پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ عرض کیا گیا فلاں نے ہدیے میں بھیجا ہے۔ پھر آپ ﷺ مجھ سے مخاطب ہوئے اور حکم دیا کہ اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کے مہمان ہیں اور ان کا کوئی گھر بار نہیں۔ چنانچہ اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی صدقہ وغیرہ آتا تو اسے انہی کے پاس بھیج دیا کرتے اور اگر ہدیہ آتا تو انہیں بھی اپنے ساتھ شریک کرتے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں مجھے یہ چیز ناگوار گزری کہ آپ ایک پیالہ دودھ کے لیے مجھے اصحاب صفہ کو بلانے کا حکم دے رہے ہیں۔ انکے لیے اس ایک پیالہ دودھ کی بھلا کیا حیثیت ہے۔ پھر مجھے حکم دیں گے کہ اس پیالے کو لے کر باری باری سب کو پلاؤ۔ لہٰذا میرے لئے تو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ جبکہ مجھے امید تھی کہ میں اس سے بقدر کفایت پی سکوں گا۔ اور وہ تھا بھی اتنا ہی۔ لیکن چونکہ اطاعت ضروری تھی لہٰذا چاروناچار انہیں بلا کر لایا۔ پھر جب وہ لوگ (اصحاب صفہ) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا اے

فأخذت القدح فجعلت أناوله الرجل فيشرب حتى يروى ثم يرده فأناوله الآخر حتى انتهيت به إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد روي القوم كلهم فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم القدح فوضعه على يده ثم رفع رأسه فتبسم وقال أبا هريرة اشرب فشربت ثم قال اشرب فلم أزل أشرب ويقول اشرب ثم قلت والذي بعثك بالحق ما أجد له مسلكا فأخذ القدح فحمد الله وسمى وشرب هذا حديث حسن صحيح۔

ابو ہریرہؓ: یہ پیالہ پکڑو اور ان کو دیتے جاؤ۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پیالہ لے کر ایک کو دیا انہوں نے سیر ہو کر دوسرے کو دیا یہاں تک کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ حالانکہ تمام افراد سیر ہو چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے پیالہ اپنے دست مبارک میں رکھا پھر سر اٹھا کر مسکرائے اور فرمایا ابو ہریرہؓ پیو۔ میں نے پیا۔ پھر فرمایا پیو۔ یہاں تک کہ میں پیتا رہا اور آپؐ یہی فرماتے رہے کہ پیو۔ آخر میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو دین حق کے ساتھ بھیجا اب اسے پینے کی گنجائش نہیں۔ پھر آپؐ نے پیالہ لیا اور اللہ کی تعریف بیان کرنے کے بعد بسم اللہ پڑھی اور خود بھی پیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۶۹: حدثنا محمد بن حميد الرازي نا عبد العزيز ابن عبد الله القرشي ثني يحيى البكاء عن ابن عمر قال تجشأ رجل عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال كف عنا جشاءك فإن أكثرهم شبعا في الدنيا أطولهم جوعا يوم القيامة هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وفي الباب عن أبي جحيفة۔

۳۶۹: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈکار لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ڈکار کو ہم سے دور رکھو کیونکہ دنیا میں زیادہ پیٹ بھر کر کھانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکے رہیں گے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ اس باب میں حضرت ابو جحیفہؓ سے بھی روایت ہے۔

۳۷۰: حدثنا قتيبة نا أبو عوانة عن قتادة عن أبي بردة ابن أبي موسى عن أبيه قال يا بني لو رأيتنا ونحن مع النبي صلى الله عليه وسلم وأصابتنا السماء لحسبت أن ريحنا ريح الضأن هذا حديث صحيح ومعنى هذا الحديث أنه كان ثيابهم الصوف فكان إذا أصابهم المطر يجيء من ثيابهم ريح الضأن۔

۳۷۰: حضرت ابو موسیٰؓ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹے اگر تم ہمیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (یعنی عہد نبوی میں) دیکھتے اور کبھی بارش ہو جاتی تو تم کہتے ہمارے جسم کی بُو بھیڑ کی بُو کی طرح ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے کپڑے چونکہ اُونی ہوتے تھے۔ اس لیے جب بارش ہوتی تو ان سے بھیڑ کی سی بُو آنے لگتی۔

۳۷۱: حدثنا عباس الدوري نا عبد الله بن يزيد المقرئ نا سعيد بن أبي أيوب عن أبي مرحوم عبد الرحيم بن ميمون عن سهل بن معاذ بن أنس الجهني عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال من ترك اللباس تواضعا لله وهو يقدر عليه دعاه الله يوم القيامة على رءوس الخلائق حتى يخيره من أي حلل الإيمان شاء يلبسها۔

۳۷۱: حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تواضع کے پیش نظر (نفیس وقیمتی) لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس پر قدرت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ اہل ایمان کے لباسوں میں سے جسے چاہے پہن لے۔

۳۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ نِ الرَّازِيُّ نَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ شَبِيْبُ بْنُ بَشِيْرٍ وَإِنَّمَا هُوَ شَبِيْبُ بْنُ بِشْرٍ۔

۳۷۲: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نفقہ پورے کا پورا اللہ کی راہ میں شمار ہوتا ہے۔ ہاں البتہ جو عمارت وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے اس میں خیر نہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ محمد بن حمید نے (راوی کا نام) شبیب بن بشیر (یاء کے ساتھ) بیان کیا ہے۔ جبکہ صحیح نام (بغیر یاء کے) شبیب بن بشر ہے۔

۳۷۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا شَرِيْكٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ تَطَاوَلَ مَرَضِيْ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُهُ وَقَالَ يُؤْجَرُ الرَّجُلُ فِيْ نَفَقَتِهِ إِلَّا التُّرَابَ أَوْ قَالَ فِي التُّرَابِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۷۳: حضرت حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ ہم خبابؓ کی عیادت کے لیے گئے۔ انہوں نے سات داغ دلوائے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ میرا مرض طویل ہوگیا ہے۔ اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو موت کی تمنا کرنے کی ممانعت کرتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو یقیناً میں موت کی آرزو کرتا۔ نیز فرمایا (حضرت خبابؓ نے) ہر آدمی کو نفقے پر اجر دیا جاتا ہے مگر یہ کہ وہ مٹی پر خرچ کرے (یعنی اس پر کوئی اجر نہیں) یہ حدیث صحیح ہے۔

(ف) مٹی پر خرچ کرے یعنی مسکینوں محتاجوں کو نہ کھلائے اور بڑھیا مکان بنائے مطلب یہ کہ لوگ غریب ہوں اور یہ شخص عیش وعشرت کیلئے عمدہ مکانات بناتا پھرے۔

۳۷۴: حَدَّثَنَا الْجَارُوْدُ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كُلُّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَيْكَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ قَالَ لَا أَجْرَ وَلَا وِزْرَ۔

۳۷۴: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر تعمیر تمہارے لیے وبال کا باعث ہے۔ پوچھا گیا جس کے بغیر گزارہ نہ ہو اس کا کیا حکم ہے۔ انہوں نے فرمایا نہ گناہ اور نہ ہی ثواب۔

۳۷۵: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ نَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ أَبُو الْعَلَاءِ ثَنِيْ حُصَيْنٌ قَالَ جَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلسَّائِلِ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَأَلْتَ وَلِلسَّائِلِ حَقٌّ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نَّصِلَكَ فَأَعْطَاهُ ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا إِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ مَا دَامَ مِنْهُ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۳۷۵: حضرت حصینؓ کہتے ہیں کہ ایک سائل نے ابن عباسؓ سے سوال کیا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس نے عرض کیا "ہاں" آپؓ نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ اس نے کہا "ہاں" آپؓ نے فرمایا کیا تم رمضان کے روزے رکھتے ہو؟ اس نے کہا "ہاں" پھر فرمایا کہ تم نے مجھ سے کچھ مانگا ہے اور سائل کا بھی حق ہے لہٰذا مجھ پر فرض ہے کہ میں تمہیں کچھ نہ کچھ دوں۔ پھر آپؓ نے اسے کپڑا عطا فرمایا اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے جب تک کہ پہننے والے پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی باقی ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۳۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ اَبِي عَدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ اَبِي جَمِيلَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْمَدِينَةَ اِنْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَقِيلَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ اَنْ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۳۷۶: حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ دوڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور مشہور ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں۔ جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پڑی تو میں بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ آپ نے اس موقع پر پہلی مرتبہ یہ بات فرمائی کہ اے لوگو: سلام کو رواج دو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھا کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوگے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۷۷: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ نَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ نَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ اَتَاهُ الْمُهَاجِرُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَأَيْنَا قَوْمًا اَبْذَلَ مِنْ كَثِيرٍ وَلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِنْ قَلِيلٍ مِنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَاَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَاءِ حَتّٰى لَقَدْ خِفْنَا اَنْ يَذْهَبُوا بِالْاَجْرِ كُلِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَاَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

۳۷۷: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: جس قوم کے پاس ہم آئے ہیں (یعنی انصار) ہم نے مال ہوتے ہوئے ان سے زیادہ خرچ کرنے والے اور قلت مال کے باوجود ہمدردی کرنے والے کبھی نہیں دیکھے۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے ہمیں محنت ومزدوری سے بچائے رکھا اور ہمیں اپنے عیش وآرام میں بھی شریک کیا یہاں تک کہ ہمیں ڈر ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پورے کا پورا اجر یہی لوگ لے جائیں۔ پس نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک تم ان لوگوں کے لیے دعا کرتے اور ان کی تعریف کرتے رہوگے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۳۷۸: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْاَنْصَارِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ الْمَدِينِيُّ الْغِفَارِيُّ ثَنِي اَبِي عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

۳۷۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھانے والا شکر گزار، صبر کرنے والے روزہ دار کے برابر ہے (یعنی ثواب میں)۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۷۹: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْاَوْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُخْبِرُ

۳۷۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایسے شخص کے متعلق نہ بتاؤں جس پر دوزخ کی آگ حرام اور وہ آگ پر حرام ہے؟ یہ وہ

كُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَتَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

شخص ہے جو اقرباء کیلئے سہولت اور آسانی پیدا کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۸۰: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قُلْتُ يَا عَائِشَةُ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَامَ فَصَلَّى هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۳۸۰: حضرت اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ جب نبی اکرم ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو کیا کرتے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا گھر کے کام کاج کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۸۱: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ زَيْدٍ التَّغْلَبِيِّ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتّٰى يَكُونَ الرَّجُلُ يَنْزِعُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتّٰى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ يَصْرِفُهُ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۳۸۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مصافحہ کرتے اور اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک سامنے والا خود نہ کھینچتا۔ پھر اس وقت تک اس سے چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ چہرہ نہ پھیرتا۔ اور کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے بیٹھنے والے کی طرف پاؤں بڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۳۸۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَخْتَالُ فِيهَا فَأَمَرَ اللّٰهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ أَوْ قَالَ يَتَلَجْلَجُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۳۸۲: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی اپنے لباس میں تکبر کرتے ہوئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے پکڑ لیا۔ پس وہ اب زمین میں قیامت تک دھنسا چلا جائے گا۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۸۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةِ الْخَبَالِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۳۸۳: حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے ہر طرف سے ذلت انہیں ڈھانپ لے گی پھر وہ لوگ جہنم کے ایک قید خانے کی طرف دھکیلے جائیں گے جس کا نام بولس ہے۔ ان پر آگ چھا جائے گی اور انہیں دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے گی جو سڑا ہوا بدبودار کیچڑ ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۸۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ

۳۸۴: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

بن الدوري قالا نا عبد الله بن يزيد نا سعيد بن ابي ايوب ثني ابو مرحوم عبد الرحيم بن ميمون عن سهل بن معاذ بن انس عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من كظم غيظا وهو يقدر على ان ينفذه دعاه الله على رؤس الخلائق حتى يخيره في اي الحور شاء هذا حديث حسن غريب.

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ وہ جاری کرنے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کرے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۸۵: حدثنا سلمة بن شبيب نا عبد الله بن ابراهيم الغفاري المديني ثني ابي عن ابي بكر بن المنكدر عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث من كن فيه نشر الله عليه كنفه وادخله الجنة رفق بالضعيف والشفقة على الوالدين والاحسان الى المملوك هذا حديث غريب.

۳۸۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین نیکیاں ایسی ہیں کہ جو انہیں اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنی حفاظت میں رکھے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ ضعیف پر نرمی کرنا، والدین کے ساتھ شفقت سے پیش آنا اور غلام پر احسان کرنا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۳۸۶: حدثنا هناد نا ابو الاحوص عن ليث عن شهر ابن حوشب عن عبد الرحمن بن غنم عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله عزوجل يا عبادي كلكم ضال الا من هديت فسلوني الهدى اهدكم وكلكم فقير الا من اغنيت فسلوني ارزقكم وكلكم مذنب الا من عافيت فمن علم منكم اني ذو قدرة على المغفرة فاستغفرني غفرت له ولا ابالي ولو ان اولكم واخركم وحيكم وميتكم ورطبكم ويابسكم اجتمعوا على اتقى قلب عبد من عبادي ما زاد ذلك في ملكي جناح بعوضة ولو ان اولكم واخركم وحيكم وميتكم ورطبكم ويابسكم اجتمعوا على اشقى قلب عبد من عبادي ما نقص ذلك من ملكي جناح بعوضة ولو ان اولكم واخركم وحيكم وميتكم ورطبكم ويابسكم اجتمعوا في صعيد واحد فسال كل انسان منكم ما بلغت امنيته فاعطيت كل سائل منكم ما

۳۸۶: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب بھٹکے ہوئے ہو مگر جس کو میں ہدایت دوں لہٰذا مجھ سے ہدایت مانگا کرو تاکہ میں تمہیں دوں، تم سب فقیر ہو مگر یہ کہ میں کسی کو غنی کر دوں لہٰذا تم لوگ مجھ سے رزق مانگا کرو تاکہ میں تمہیں عطا کروں اسی طرح تم سب گناہگار ہو مگر یہ کہ جسے میں محفوظ رکھوں۔ چنانچہ جو شخص جانتا ہے کہ میں مغفرت کی قدرت رکھتا ہوں اور مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اور اگر تمہارے اگلے پچھلے زندہ، مردہ، خشک اور تازہ سب کے سب تقویٰ کی اعلیٰ ترین قدروں پر پہنچ جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ تمام کے تمام شقی اور بدبخت ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت وبادشاہت میں مچھر کے پَر کے برابر بھی کمی نہیں آئے گی۔ نیز اگر تمہارے اگلے، پچھلے، جن، انس، زندہ، مردہ تر یا خشک سب کے سب ایک زمین پر جمع ہو جائیں اور پھر مجھ سے اپنی اپنی منتہائے آرزو کے متعلق سوال کریں پھر میں ہر سائل کو عطا کردوں تو بھی میری بادشاہت وسلطنت میں کوئی کمی نہیں آئے گی مگر یہ کہ تم میں سے کوئی سمندر پہ سے

نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيْهِ إِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا إِلَيْهِ ذٰلِكَ بِأَنِّيْ جَوَّادٌ وَاجِدٌ مَاجِدٌ أَفْعَلُ مَا أُرِيْدُ عَطَائِيْ كَلَامٌ وَعَذَابِيْ كَلَامٌ إِنَّمَا أَمْرِيْ لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ مَعْدِ يْكَرِبَ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

۳۸۷: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ نَا أَبِيْ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعْدٍ مَوْلٰى طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى أَنْ يَطَأَهَا فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ أُرْعِدَتْ وَبَكَتْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ أَكْرَهْتُكِ قَالَتْ لَا وَلٰكِنَّهُ عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلَيْهِ إِلَّا الْحَاجَةُ فَقَالَ تَفْعَلِيْنَ أَنْتِ هٰذَا وَمَا فَعَلْتِهِ اِذْهَبِيْ فَهِيَ لَكِ وَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَعْصِي اللّٰهَ بَعْدَهَا أَبَدًا فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ مَكْتُوْبًا عَلٰى بَابِهِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ الْكِفْلَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ شَيْبَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَرَفَعُوْهُ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوٰى أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَأَخْطَأَ فِيْهِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيُّ هُوَ كُوْفِيٌّ وَكَانَتْ جَدَّتُهُ سُرِّيَّةً لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَقَدْ رَوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيِّ عُبَيْدَةُ

گزرے تو اس میں سوئی ڈبو کر نکال لے یعنی اتنی کمی آئے گی جتنا اس سوئی کے ساتھ پانی لگ جائے گا۔ یہ سب اس لیے ہے کہ میں جواد ہوں (جو نہ مانگنے پر خفا ہو جاتا اور بغیر مانگے عطا کرتا ہے) واجد (جو کبھی فقیر نہیں ہوتا) ہوں اور ماجد (جس کی شرف وعظمت کی کوئی انتہا نہیں) ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ میری عطا اور عذاب دونوں کلام ہیں اس لیے کہ اگر میں کچھ کرنا چاہتا ہوں تو کہہ دیتا ہوں کہ ہو جا، وہ ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض راویوں نے اسے شہر بن حوشب سے وہ معدیکرب سے وہ ابوذرؓ سے اور وہ نبی اکرمؐ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

۳۸۷: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سات سے بھی زیادہ مرتبہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کا کفل نامی ایک شخص کسی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک عورت آئی تو اس نے اسے ساٹھ دینار دیئے تا کہ وہ اس سے جماع کر سکے۔ چنانچہ جب وہ شخص اس سے یہ فعل (یعنی جماع) کرنے لگا تو وہ رونے اور کانپنے لگی۔ اس نے کہا تم کیوں روتی ہو۔ کیا میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے۔ اس عورت نے کہا نہیں بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو اس سے پہلے میں نے نہیں کیا لیکن ضرورت نے مجھے مجبور کیا۔ کفل نے کہا جو کام تم نے کبھی نہیں کیا آج کر رہی ہو۔ جاؤ وہ دینار تمہارے ہیں۔ پھر اس شخص نے کہا اللہ کی قسم میں آج کے بعد کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا ۔ پھر وہ اسی رات مر گیا تو صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کفل کو معاف کر دیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اسے شیبان اور کئی راوی اعمش سے غیر مرفوع نقل کرتے ہیں۔ جبکہ بعض اعمش سے مرفوعاً بھی نقل کرتے ہیں۔ ابوبکر بن عیاش یہی حدیث اعمش سے نقل کرتے ہوئے اس میں غلطی کرتے ہیں۔ اور کہا کہ عبداللہ بن عبداللہ نے بواسطہ سعید بن جبیر، حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے اور یہ غیر محفوظ ہے۔ عبداللہ بن عبداللہ رازی کوفی ہے اور اس کی دادی حضرت علی بن ابی طالبؓ کی لونڈی تھیں۔ عبداللہ بن عبداللہ رازی سے عبیدہ ضبی، حجاج بن ارطاہ اور

الضَّبِّيُّ وَالْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ۔

دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے۔

۲۳۸۸:حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بِحَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ فِيْ اَصْلِ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ وَقَعَ عَلٰى اَنْفِهٖ قَالَ بِهٖ هٰكَذَا فَطَارَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْ رَجُلٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ دَوِيَّةٍ مَهْلَكَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا زَادُهٗ وَطَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ وَمَا يُصْلِحُهٗ فَاَضَلَّهَا فَخَرَجَ فِيْ طَلَبِهَا حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيَ الَّذِيْ اَضْلَلْتُهَا فِيْهِ فَاَمُوْتُ فِيْهِ فَرَجَعَ اِلٰى مَكَانِهٖ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهٗ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَ رَاْسِهٖ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَ شَرَابُهٗ وَمَا يُصْلِحُهٗ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۳۸۸: حارث بن سوید کہتے ہیں کہ عبداللہ نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک اپنی طرف سے اور دوسری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں مؤمن اپنے گناہ کو ایسے دیکھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے ہے اور اسے ڈر ہے کہ کہیں وہ اس پر گر پڑے گا اور بدکار اپنے گناہ کو ایسے دیکھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی ہوئی ہو، اس نے اشارہ کیا اور وہ اڑ گئی۔ (یہ عبداللہ کا قول تھا جبکہ دوسری حدیث یہ ہے کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تم میں سے کسی ایک کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک خطرناک چٹیل میدان میں ہو، اس کے ساتھ اس کی سواری ہو جس پر اس کا سامان کھانا پانی اور ضرورت کی اشیاء رکھی ہوں پس وہ گم ہو جائے اور وہ شخص اس کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اسے موت آنے لگے تو کہے میں اسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سے میری سواری گم ہوئی تا کہ وہاں ہی مروں۔ جب وہ اپنے مقام پر لوٹ کر آئے تو اس پر نیند طاری ہو جائے۔ جب اسکی آنکھ کھلتی ہے تو اسکی اونٹنی اس کے سر پر کھڑی ہو اور کھانے پینے کا سارا سامان موجود ہو۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ نعمان بن بشیرؓ اور انس بن مالکؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۲۳۸۹:حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ نَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ نَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ۔

۲۳۸۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ابن آدم (انسان) خطا کار ہیں اور ان میں سب سے بہترین توبہ کرنے والے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں کہ علی بن مسعدہ، قتادہ سے نقل کرتے ہیں۔

۱۵۷:بَابٌ

۱۵۷:باب

۲۳۹۰:حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَفِيْ

۲۳۹۰: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ، انسؓ، شریح کعبی

الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَاَبِیْ شُرَيْحٍ نِ الْكَعْبِیِّ وَهُوَ الْعَدَوِیُّ وَ اسْمُهٗ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو۔

عدوی سے بھی روایات منقول ہیں۔ شریح کعبی عدوی کا نام خویلد بن عمرو ہے۔

۳۹۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ۔

۳۹۱: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ اس حدیث کو ہم صرف ابن لہیعہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

۱۵۸: بَابٌ

۱۵۸: باب

۳۹۲: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْجَوْهَرِیُّ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ ثَنِیْ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ مُوْسٰی۔

۳۹۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ یہ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح غریب ہے۔

۳۹۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ الْهَمْدَانِیُّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهٗ قَالَ اَحْمَدُ قَالُوْا مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ وَخَالِدُ ابْنُ مَعْدَانَ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَرُوِیَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ اَنَّهٗ اَدْرَكَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۳۹۳: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی کو گناہ پر عیب لگایا تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ گناہ ہے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اس کی سند متصل نہیں۔ خالد معدان نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ خالد بن معدان سے منقول ہے کہ انہوں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی۔

۱۵۹: بَابٌ

۱۵۹: باب

۳۹۴: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ نِ الْهَمْدَانِیُّ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح وَ ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ نَا اُمَيَّةُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ

۳۹۴: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا اور تمہیں اس میں مبتلا کرے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ مکحول نے واثلہ بن اسقع، انس بن مالک اور ابوہند داری سے احادیث سنی ہیں۔ بعض

وَيُمْلِيْكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَمَكْحُوْلٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِيْ هِنْدٍ نِ الدَّارِيِّ وَيُقَالُ أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةِ وَمَكْحُوْلٌ الشَّامِيُّ يُكْنٰى أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَكَانَ عَبْدًا فَأُعْتِقَ وَمَكْحُوْلٌ الْأَزْدِيُّ بَصْرِيٌّ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَيَرْوِيْ عَنْهُ عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ۔

حضرات کا کہنا ہے کہ ان تین شخصوں کے علاوہ ان کا کسی صحابی سے سماع نہیں۔ مکحول شامی کی کنیت ابوعبداللہ ہے وہ غلام تھے پھر انہیں آزاد کیا گیا۔ مکحول ازدی بصری نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں اور عمارہ بن زاذان نے ان سے روایت کی ہے۔

۳۹۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ تَمِيْمٍ عَنْ عَطِيَّةَ قَالَ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ مَكْحُوْلًا يُسْأَلُ فَيَقُوْلُ نَدَانَمْ۔

۳۹۵: ہم سے روایت کی علی بن حجر نے انہوں نے اسماعیل بن عیاش سے انہوں نے تمیم سے انہوں نے عطیہ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا میں نے کئی مرتبہ لوگوں کے مسئلہ پوچھنے پر جواب میں مکحول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے علم نہیں۔

۱۶۰: بَابٌ

۱۶۰: باب

۳۹۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِيْ حُذَيْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ أَنِّيْ حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ سے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ کسی کا عیب بیان کروں اگرچہ اس کے بدلے مجھے یہ یہ ملے یعنی دنیا کا مال۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۹۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالَ مَا يَسُرُّنِيْ أَنِّيْ حَكَيْتُ رَجُلًا وَأَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ وَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ مَزَجْتِ بِكَلِمَةٍ لَوْ مُزِجَ بِهَا مَاءُ الْبَحْرِ لَمُزِجَ۔

۳۹۷: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کا تذکرہ کروں اگرچہ مجھے اس کے بدلے میں یہ یہ فائدہ حاصل ہو (یعنی دنیا کا مال)۔ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صفیہ ایک ایسی عورت ہے جو پستہ قد ہے (حضرت عائشہؓ نے ہاتھ سے اشارہ کیا) آپؐ نے فرمایا تم نے اپنی باتوں میں ایسی بات ملائی ہے کہ اگر سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دی جائے تو وہ بھی متغیر ہو جائے۔

۱۶۱: بَابٌ

۱۶۱: باب

۳۹۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا كَانَ يُخَالِطُ

۳۹۸: یحییٰ بن وثاب ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسلمان جو دوسرے مسلمانوں سے مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو الگ تھلگ رہتا ہے اور لوگوں کی تکالیف و مصائب پر صبر نہیں

النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَا هُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِىْ لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَا هُمْ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ كَانَ شُعْبَةُ يَرٰى اَنَّهٗ ابْنُ عُمَرَ۔

کرتا۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ شعبہ کے خیال میں اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

۳۹۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ يَحْيٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الْبَغْدَادِيُّ نَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نِ الْمَخْزَمِيُّ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ مُحَمَّدِ نِ الْاَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّهَا الْحَالِقَةُ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَسُوْءُ ذَاتِ الْبَيْنِ اِنَّمَا يَعْنِىْ بِهِ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ وَقَوْلُهُ الْحَالِقَةُ اَنَّهَا تَحْلِقُ الدِّيْنَ۔

۳۹۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس کی عداوت سے بچو کیونکہ یہ تباہ کن چیز ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث اس سند سے صحیح غریب ہے اور ''سُوْءُ ذَاتِ الْبَيْنِ'' کا مطلب بغض وعداوت ہے اور ''حَالِقَةُ'' کے معنی ''دین کو مونڈنے والی'' کے ہیں۔

۴۰۰: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَيُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ۔

۴۰۰: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو روزے نماز اور صدقے سے افضل ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا آپس میں محبت اور میل جول اس لیے کہ آپس کا بغض تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا آپس کی پھوٹ مونڈ دیتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سر کو مونڈ دیتی ہے بلکہ یہ تو دین کو مونڈ دیتی ہے۔ (یعنی انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے)

۴۰۱: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَرْبِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ يَعِيْشَ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ مَوْلًى لِلزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ اَنَّ الزُّبَيْرَ ابْنَ الْعَوَّامِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَفَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذٰلِكَ لَكُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔

۴۰۱: حضرت زبیر بن عوام کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں پہلی امتوں والا مرض گھس آیا ہے اور وہ حسد اور بغض ہے جو تباہی کی طرف لے جاتا ہے (مونڈ دیتا ہے) میرا یہ مطلب نہیں کہ بالوں کو مونڈ دیتا ہے بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ ہو جاؤ اور اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت سے نہ رہو گے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تم لوگوں میں محبت کو دوام بخشے؟ وہ یہ کہ تم آپس میں سلام کو رواج دو۔

۱۶۲: بَابٌ

۴۰۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۱۶۲: باب

۴۰۲: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بغاوت اور قطع رحمی ایسے گناہ ہیں کہ کوئی گناہ دنیا اور آخرت دونوں میں ان سے زیادہ عذاب کے لائق نہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۰۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ لَمْ تَكُونَا فِيهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدٰى بِهِ وَمَنْ نَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلٰى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَأَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا۔

۴۰۳: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اسے صابر وشاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گی اسے صابر وشاکر نہیں لکھے گا۔ ایک یہ کہ دین کے معاملات میں اپنے سے بہتر کو دیکھے اور اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرے دوسرے یہ کہ دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے اس پر فضیلت دی ہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ شاکر اور صابر لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص دینی معاملات میں اپنے سے کم تر کی طرف دیکھے اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے بڑے لوگوں کی طرف دیکھے اور جو کچھ اسے نہیں ملا اس پر افسوس کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شاکر اور صابر لوگوں میں نہیں لکھتے۔

۴۰۴: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ نَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا الْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سُوَيْدٌ عَنْ أَبِيهِ فِي حَدِيثِهِ۔

۴۰۴: ہم سے روایت کی موسیٰ بن حزام نے انہوں نے علی بن اسحٰق سے انہوں نے عبداللہ سے وہ مثنیٰ بن صباح سے وہ عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے اور وہ انکے دادا سے اسی کی طرح مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ سوید نے اپنی روایت میں عمرو بن شعیب کے بعد ان کے والد کا ذکر نہیں کیا۔

۴۰۵: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۴۰۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف دیکھا کرو اور اپنے سے اوپر والوں کی طرف نہ دیکھو اس لیے کہ ایسا کرنے سے امید ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو حقیر نہیں جانو گے جو تمہارے پاس ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۶۳: بَابُ

۴۰۶: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْمَصْرِيُّ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ ح وَثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ نَا سَيَّارٌ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ نِ الْجُرَيْرِيِّ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيْدِيِّ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَرَّ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِیْ فَقَالَ مَالَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا اَبَابَكْرٍ يَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْیَ عَيْنٍ فَاِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ فَوَاللّٰهِ اِنَّا كَذٰلِكَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَالَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَاَنَّا رَاْیَ عَيْنٍ فَاِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلَى الْحَالِ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ بِهَا مِنْ عِنْدِیْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِیْ مَجَالِسِكُمْ وَعَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِیْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۴۰۷: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

۴۰۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ قَيْسِ نِ الْحَجَّاجِ قَالَ وَثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا اَبُو الْوَلِيْدِ نَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ثَنِیْ قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْمَعْنٰى

۱۶۳: باب

۴۰۶: حضرت ابوعثمان، رسول اللہ ﷺ کے کاتب حنظلہ اُسیدیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ابوبکرؓ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: حنظلہ کیا ہوا؟ عرض کیا: اے ابوبکرؓ حنظلہ منافق ہوگیا۔ اس لیے کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ ہمیں جنت ودوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ہم اس طرح ہوتے ہیں گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں لیکن جب ہم آپ کی مجلس سے لوٹتے ہیں تو اپنی بیویوں اور سامان دنیا میں مشغول ہوکر اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم میرا بھی یہی حال ہے۔ چلو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے حنظلہ تجھے کیا ہوا۔ عرض کیا۔ میں منافق ہوگیا یارسول اللہ ﷺ: کیونکہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ جنت ودوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن جب ہم اپنے گھربار اور بیویوں میں مشغول ہوجاتے ہیں تو ان نصیحتوں کا اکثر حصہ بھول جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم لوگ اس حال پر باقی رہو جس پر میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہوتو فرشتے تمہاری مجالس، تمہارے بستروں اور تمہاری راہوں میں تم لوگوں سے مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حنظلہ کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے اور کوئی کیسی۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۰۷: حضرت انسؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۰۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ (سواری پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں وہ یہ کہ ہمیشہ اللہ کو یاد رکھو وہ تجھے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ

وَاحِدٌ عَنْ حَنَشٍ نِ الصَّنْعَانِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ اِنِّي اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کو یاد رکھ اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور اگر مدد طلب کرو تو صرف اسی سے مدد طلب کرو اور جان لو کہ اگر پوری امت اس بات پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کسی چیز میں فائدہ پہنچائیں تو بھی وہ صرف اتنا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر تمہیں نقصان پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا۔ اس لیے کہ قلم اٹھا دیئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نِ الْقَطَّانُ نَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ اَبِيْ قُرَّةَ السَّدُوْسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْقِلُهَا وَاَتَوَكَّلُ اَوْ اُطْلِقُهَا وَاَتَوَكَّلُ قَالَ اَعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ يَحْيٰى وَهٰذَا عِنْدِيْ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا۔

۴۰۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا بغیر باندھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باندھو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ عمرو بن علی کہتے ہیں یحییٰ بن سعید نے فرمایا میرے نزدیک یہ حدیث منکر ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت انسؓ کی روایت سے غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ عمرو بن اُمیہ ضمری سے بھی اس کے ہم معنی مرفوع حدیث مروی ہے۔

۴۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا حَفِظْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِيْنَةٌ وَاِنَّ الْكِذْبَ رِيْبَةٌ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاَبُو الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيُّ اِسْمُهُ رَبِيْعَةُ بْنُ شَيْبَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدٍ نَحْوَهُ۔

۴۱۰: ابوحوراء سعدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علیؓ سے پوچھا کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کی کونسی حدیث یاد کی ہے؟ انہوںؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کا یہ قول یاد رکھا ہے کہ ایسی چیز جو تمہیں شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرلو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے، اس لیے کہ سچ سکون ہے اور جھوٹ شک وشبہ ہے۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوحوراء کا نام ربیعہ ابن شیبان ہے۔ محمد بن بشار بھی محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ برید سے اسی کی سند حدیث نقل کرتے ہیں۔

۴۱۱: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نِ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نُبَيْهٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۱۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی کثرت عبادت اور ریاضت کا تذکرہ کیا گیا جبکہ دوسرے شخص کے شبہات سے بچنے کا تذکرہ کیا گیا تو نبی

مُنْكَدِرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ وَذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْدَلُ بِالرِّعَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عبادت (اس دوسرے شخص کی) پرہیز گاری کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۴۱۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَاَبُوْ زُرْعَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا قَبِيْصَةُ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مِقْلَاصٍ نِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ فِي النَّاسِ لَكَثِيْرٌ قَالَ فَسَيَكُوْنُ فِيْ قُرُوْنٍ بَعْدِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَائِيْلَ نَعْرِفُهُ

۴۱۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے حلال کھایا سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی شرارت سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہو گیا ۔ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس زمانے میں تو ایسے لوگ بہت ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد کے زمانوں میں بھی یہ بات ہوگی۔ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی سند سے یعنی اسرائیل کی روایت سے جانتے ہیں۔

۴۱۳: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مِقْلَاصٍ نَحْوَ حَدِيْثِ قَبِيْصَةَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ۔

۴۱۳: ہم سے روایت کی عباس بن محمد نے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے اسرائیل سے اور وہ ہلال بن مقلاص سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

۴۱۴: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ نِ الدُّوْرِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ نَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ مَرْحُوْمٍ عَبْدِ الرَّحِيْمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ نِ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ وَاَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَنْكَحَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ۔

۴۱۴: حضرت سہل بن معاذ جہنیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کسی کو کچھ دیا ،اللہ کیلئے کسی کو کچھ نہ دیا، اللہ ہی کے لیے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے (کسی سے) دشمنی کی۔ اور اللہ ہی کے لیے نکاح کیا، اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔ یہ حدیث منکر ہے۔

خلاصۃ الباب : (۱) تصویروں والے کپڑے اور پردے لگانا مکروہ وحرام ہیں (۲) جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیا وہ باقی ہے (۳) نبی کریم ﷺ پر بھی تنگی اور آپؐ پر بے شمار مصائب وآلام آئے ہیں ایک تو مشرکین نے بہت ستایا دوسرے معشیت کی تنگی جیسا کہ احادیث باب سے واضح ہے (۴) حدیث باب میں یہ بھی ہے کہ جو بندہ اسباب کے ہوتے ہوئے گناہ چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں (۵) مہمان کا اکرام کرنا ایمان کی علامت ہے۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جنت کی صفات کے متعلق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث کے ابواب

جنت کا لفظی معنی: یہ لفظ ج، ن، ن، (مضاعف ثلاثی) سے ہے بمعنی چھپنا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس مادہ سے جتنے بھی الفاظ بنتے ہیں ان سب کے معنی میں ستر، اخفاء اور چھپنے کے معنی ہوتے ہیں۔ مثلاً ''جنون'' یہ ایسی بیماری ہے جو نظر نہیں آتی۔ ''جنین'' ماں کے رحم میں چھپے ہوئے بچے کو جنین کہتے ہیں۔ ''جنان'' دل کو کہتے ہیں کہ یہ بھی سینے میں چھپا ہوتا ہے۔ اسی سے جنت ہے۔ یعنی اس قدر گھنے باغات جو اپنے ماتحت اشیاء کو گھنے ہونے کی وجہ سے چھپا دیں۔ اسی سے لفظ ''جنۃ'' بمعنی ڈھال نکلا ہے کہ ڈھال اپنے ماتحت شخص کو ڈھانپ لیتی اور چھپا لیتی ہے۔

قرآن و احادیث میں جنت اور اس کے احوال سے متعلق سینکڑوں آیات و روایات موجود ہیں۔ جن سے وہاں کے انعامات اور راحتوں کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے ورنہ وہاں کی حقیقی راحت کا اندازہ تو وہاں جا کر ہی لگایا جا سکتا ہے اس محدود دنیا میں اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔

۱۶۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ

۴۱۵: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الدُّوْرِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا قَالَ وَذٰلِكَ الظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ۔

۴۱۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۴۱۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ نَا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْفُرَاتِ الْقَزَّازُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ

۱۶۴: باب جنت کے درختوں کی صفات کے متعلق

۴۱۵: حضرت ابوسعید خدریؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایسے درخت ہیں کہ کوئی سوار اگر اس کے سایہ میں سو سال تک بھی چلتا رہے تو بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا ''اَلظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ'' پھیلے ہوئے سائے سے یہی مراد ہے۔ (جو قرآن پاک میں مذکور ہے)

۴۱۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا۔ اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۱۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے ہر درخت کا تنا

هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ۔

سونے کا ہے۔

یہ حدیث غریب حسن ہے۔

۱۶۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَنَعِيْمِهَا

۱۶۵: باب جنت اوراس کی نعمتوں کے متعلق

۴۱۸: حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ زِيَادٍ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوْبُنَا وَزَهِدْنَا وَكُنَّا مِنْ أَهْلِ الْاٰخِرَةِ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَآنَسْنَا أَهَالِيَنَا وَشَمَمْنَا أَوْلَادَنَا أَنْكَرْنَا أَنْفُسَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِيْ كُنْتُمْ عَلٰى حَالِكُمْ ذٰلِكَ لَزَارَتْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ كَيْ يُذْنِبُوْا فَيَغْفِرَلَهُمْ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْتُ الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ وَيَخْلُدُ لَا يَمُوْتُ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ ثُمَّ قَالَ ثَلٰثٌ لَا يُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الْغَمَامِ وَيُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَعِزَّتِيْ لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدِيْ بِمُتَّصِلٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِإِسْنَادٍ اٰخَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

۴۱۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم اور دنیا سے بیزار ہوتے ہیں اور ہم آخرت والوں سے ہوتے ہیں لیکن جب آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور گھر والوں سے مانوس اور اولاد سے ملتے جلتے ہیں تو ہمارے دل بدل جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر تم اسی حالت میں رہو جس طرح میرے پاس سے جاتے ہو تو فرشتے تمہارے گھروں میں تمہاری ملاقات کریں اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ضرور ایک نئی مخلوق لے آئے گا کہ وہ گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا پانی سے۔ میں نے پوچھا جنت کس چیز سے بنی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی۔ اس کا گارا نہایت خوشبودار مشک ہے۔ اس کے کنکر موتی اور یاقوت (سے) ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔ جو اس میں داخل ہوگا نعمتوں میں رہے گا اور کبھی مایوس نہ ہوگا۔ ہمیشہ اس میں رہے گا اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ پھر جنتیوں کے کپڑے کبھی پرانے نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوگی پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ عادل حاکم، روزہ دار جب افطار کرتا ہے اور مظلوم کی بددعا۔ چنانچہ جب مظلوم بددعا کرتا ہے تو اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم میں ضرور تمہاری مدد کرونگا اگرچہ تھوڑی دیر بعد ہی کروں۔ اس حدیث کی سند قوی نہیں اور میرے نزدیک یہ غیر متصل ہے۔ ابوہریرہؓ سے یہی حدیث دوسری سند سے منقول ہے۔

تشریح: ''فی الجنۃ شجرۃ'' علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت ہر ہر درخت کی نہ ہوگی بلکہ ایک مخصوص

درخت جس کا نام طوبیٰ ہے یہاں اس کی کیفیت بیان کی جارہی ہے کہ اس کا سایہ اتنا لمبا ہوگا۔

یسبرا لراکب فی ظلھا: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں مجازاً درخت کا سایہ قرار دیا گیا ہے یعنی اس درخت کی طوالت بتانے کے لئے یہاں سایہ کا تذکرہ آیا ہے ورنہ سایہ تو اس وقت ہوتا ہے کہ جب سورج نکلا ہو اور پھر کسی درخت کے سایہ سے راحت حاصل کی جائے کیونکہ بندہ سائے میں اسی وقت ٹھہرتا ہے کہ سورج کی روشنی اور دھوپ سے پریشان ہو جائے۔ تو یہ پریشانی تو تکلیف کا باعث بنی اور جنت میں تکلیف نام کی کوئی چیز ہی نہ ہوگی۔ لہٰذا یہاں مجازاً سایہ کا اطلاق کیا گیا۔

حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کو بخاری ومسلم نے بھی روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "ان فی الجنة شجرة یسیر الراکب الجواد المضمر السریع مائة عام ما لقطعها" یعنی جنت میں ایسا درخت ہے کہ جس کے نیچے انتہائی تیز رفتار گھوڑا بھی دوڑتا رہے تو اس کا سایہ ختم نہ ہو۔

مافی الجنة شجرة الاوساقھا من ذھب: یہاں کوئی مخصوص درخت مرادنہیں بلکہ جنت کے ہر درخت کا یہی حال ہوگا کے اس کا تنا سونے کا ہوگا۔

۱۶۶: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ غُرَفِ الْجَنَّةِ

۱۶۶: باب جنت کے بالاخانوں کے متعلق

۴۱۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا فَقَامَ اِلَيْهِ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ هِيَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَهُوَ كُوْفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ اَثْبَتُ مِنْ هٰذَا۔

۴۱۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے کمرے ہوں گے جن کا اندرونی منظر باہر سے اور بیرونی منظر اندر سے نظر آئے گا۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کیا وہ کس کے لیے ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس کے لیے ہیں جس نے اچھی گفتگو کی، کھانا کھلایا ہمیشہ روزہ رکھا اور رات کے وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اللہ کے لیے نماز پڑھی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ بعض محدثینؒ عبدالرحمٰن بن اسحٰق کے حافظے پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ کوفی ہیں جبکہ عبدالرحمٰن بن اسحٰق قرشی مدنی ہیں اور وہ اثبت ہیں۔

۴۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ جَنَّتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ

۴۲۰: حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں دو باغ ہیں جن کے برتن اور جو کچھ اس میں ہے، چاندی کے ہیں۔ دو باغ ایسے ہیں جن کے برتن اور جو کچھ اس میں ہے سونے کے ہیں۔ پھر اہل جنت اور رویت باری تعالیٰ میں ایک اس کی کبریائی کی چادر کے علاوہ کوئی چیز حائل نہیں ہوگی

يَنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِىْ جَنَّةِ عَدْنٍ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ دُرَّةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِىْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ لَا يَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اِسْمُهٗ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيْبٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا يُعْرَفُ اِسْمُهٗ وَاَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ۔

جو کہ جنت عدن میں اس کے چہرۂ مبارک پر ہوگی۔ اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ جنت میں ایک ایسا خیمہ بھی ہوگا جو ساٹھ میل چوڑے موتی سے تراشا ہوا ہوگا۔ اس کے ایک کونے والے دوسرے کونے والوں کو نہ دیکھ سکیں گے (اور) انکے پاس ایمان والے آتے جاتے رہیں گے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوعمران جونی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے۔ ابوبکر بن ابی موسیٰ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ان کا نام مشہور نہیں اور ابوموسیٰ اشعری کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

تشریح: ''الارداء الكبرياء'' اس مسئلہ پر بڑی طویل بحثیں ہوئی ہیں کہ ''ردائے کبریا'' سے کیا مراد ہے۔ اور کیا چیز ہے جو اللہ کے چہرے پر پڑی ہوگی۔ ان کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ اللہ کی صفت ہے۔ مشہور حدیث ہے کہ ''الكبرياء ردائی، والعظمة ازاری'' بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری لنگی ہے۔ اور صفات نہ عین ذات ہوتی ہیں نہ غیر ذات، پس یہ سوال ختم ہوگیا کہ ماسوا اللہ نے اللہ کے چہرے کا احاطہ کیسے کیا؟

اور حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں تو رؤیتِ باری کے لئے مانع انسانوں کا ضعف بصر بھی ہے جنت میں یہ مانع تو باقی نہیں رہے گا البتہ اللہ کی عظمت و کبریائی کی وجہ سے جنتی ہر وقت اللہ کی زیارت نہیں کرسکیں گے۔ بلکہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنے میں اپنے چہرے سے عظمت کی چادر ہٹائیں گے تو جنتیوں کو زیارت نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ کی شان اگرچہ اطلاقی ہے مگر بندوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں وہ خود کو تفصیلات کا پابند کرتے ہیں الخ (تحفۃ الالمعی ٦۔٣٠١)۔

۱٦۷: بَابُ مَا جَاءَ فِىْ صِفَةِ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ

۱٦۷: باب جنت کے درجات کے متعلق

۴۲۱: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ نَا يَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ نَا شَرِيْكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُعَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِى الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۴۲۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں اور ہر درجے کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۴۲۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ لَا اَدْرِىْ اَذَكَرَ الزَّكٰوةَ اَمْ لَا اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ

۴۲۲: حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے، حج کیا، (راوی کہتے ہیں) مجھے یاد نہیں کہ آپ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہیں تو اس کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس کی مغفرت کرے خواہ وہ ہجرت کرے یا جہاں پیدا ہوا ہو وہیں رہے۔ معاذؓ نے عرض کیا کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ

اَنْ يَّغْفِرَلَهٗ اِنْ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْمَكَثَ بِاَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ بِهَا قَالَ مُعَاذٌ اَلَا اُخْبِرُ بِهٰذَا النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرِالنَّاسَ يَعْمَلُوْنَ فَاِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَابَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَى الْجَنَّةِ وَاَوْسَطُهَا وَفَوْقَ ذٰلِكَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهَا تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ هٰكَذَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَهٰذَا عِنْدِيْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ هَمَّامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَعَطَاءٌ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَمُعَاذٌ قَدِيْمُ الْمَوْتِ مَاتَ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ۔

سنا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو عمل کرنے کیلئے چھوڑ دو کیونکہ جنت میں سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان اور جنت الفردوس جنتوں میں سب سے اعلیٰ اور درمیان میں ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ جنت کی نہریں بھی اسی سے نکلتی ہیں۔ لہٰذا اگر تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ یہ حدیث ہشام بن سعد سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ ہشام بن سعد، زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے اور وہ معاذ بن جبلؓ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ عطاء کی معاذ بن جبلؓ سے ملاقات نہیں ہوئی وہ ان سے کافی مدت پہلے انتقال کر گئے تھے ان کا انتقال خلافت عمرؓ میں ہوا۔

۴۲۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَابَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً وَمِنْهَا تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ نَحْوَهٗ۔

۴۲۳: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان آسمان وزمین جتنا فاصلہ ہے۔ جنت الفردوس سب سے اوپر والا درجہ ہے۔ جنت کی چاروں نہریں اسی سے نکلتی ہیں اور اسکے اوپر عرش ہے۔ لہٰذا اگر تم اللہ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ احمد بن منیع بھی یزید بن ہارون سے وہ ہمام سے اور وہ زید بن اسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۴۲۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْاَنَّ الْعَالَمِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِيْ اِحْدٰهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۴۲۴: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں سو درجے ہیں اگر ان میں سے ایک میں تمام جہان کے لوگ ا ۵ ہو جائیں تب بھی وہ وسیع ہوگا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۶۸: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۱۶۸: باب جنت کی عورتوں کے متعلق

۴۲۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِيْ

۴۲۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی

الْمَغْرَاءِ نَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُرٰى بَيَاضُ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ سَبْعِيْنَ حُلَّةً حَتّٰى يُرٰى مُخُّهَا وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ) فَاَمَّا الْيَاقُوْتُ فَاِنَّهٗ حَجَرٌ لَوْ اَدْخَلْتَ فِيْهِ سِلْكًا ثُمَّ اسْتَصْفَيْتَهٗ لَاُرِيْتَهٗ مِنْ وَرَائِهٖ
حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سے ہر عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر جوڑے میں سے بھی نظر آئے گی۔ یہاں تک کہ اس کی ہڈی کا گودا بھی دکھائی دے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ" (یعنی گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں) اور یاقوت ایک پتھر ہے اگر تم اس میں دھاگہ داخل کرو گے اور پتھر کو صاف کرو گے تو وہ دھاگا تمہیں اس کے اندر دکھائی دے گا۔ ہناد بھی عبیدہ سے وہ عطاء سے وہ عمرو بن میمون سے وہ عبداللہ بن مسعودؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کے مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

۴۲۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبِيْدَةَ بْنِ حُمَيْدٍ وَهٰكَذَا رَوٰى جَرِيْرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ۔

۴۲۶: ہناد، ابوالاحوص سے وہ عطاء بن سائب سے وہ عمرو بن میمون سے اور وہ عبداللہ بن مسعودؓ سے اسی کے ہم معنیٰ حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ غیر مرفوع اور اس سے زیادہ صحیح ہے۔ جریر اور کئی راوی بھی اسے عطاء بن سائب سے غیر مرفوع ہی نقل کرتے ہیں۔

۴۲۷: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا اَبِيْ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ بِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۲۷: حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جنت میں پہلے داخل ہونے والے گروہ کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ جبکہ دوسرے گروہ کے چہروں کی چمک آسمان کے سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی سی ہوگی۔ ان میں ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوگی اور اس کی پنڈلی کا گودا ان جوڑوں میں سے بھی نظر آئے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۲۸: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى نَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ

۴۲۸: حضرت ابوسعید خدریؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونے والے پہلے گروہ کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی سی ہوں گی جبکہ دوسرے گروہ کی آسمان کے بہترین ستارے کی سی (یعنی ان کی چمک ان کے مشابہ ہوگی) ان میں سے

أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يَبْدُو مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

ہرایک کے لیے دو بیویاں ہوں گی اور ہر عورت پر ستر جوڑے ہوں گے جن میں سے اس کی پنڈلی کی ہڈی کا گودا ان میں سے نظر آئے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''لکل رجل منهم زوجتان'' اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر جنتی کی دو بیویاں ہونگی جب کہ ایک دوسری روایت کہ الفاظ یہ ہیں ''ادنی اهل الجنة من له ثنتان و سبعون زوجة وثمانون الف خادم'' ادنی درجہ کے جنتی کی بہتر بیویاں ہونگی اور اسی ہزار خادم ہونگے۔ تو بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض ہے۔ چنانچہ علماء نے ان دونوں احادیث میں تطبیق دی ہے اس میں چند اقوال ہیں۔

ا۔ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تطبیق یہ ہے کہ ہر جنتی کی دو بیویاں تو ایسی ہونگی کہ جو خوبصورتی میں اس قدر بڑھی ہوئی ہونگی کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا بھی نظر آئیگا۔ جبکہ باقی بیویوں کی یہ کیفیت نہ ہوگی۔ تو یہاں صرف دو کا تذکرہ ان کی اس خصوصیت کی بناء پر ہوا۔

۲۔ راجح اور اولیٰ جواب یہ ہے کہ یہاں دنیا کی دو عورتیں مراد ہیں کہ ہر جنتی کی دنیا کی عورتوں میں سے تو دو بیویاں ہونگی اور باقی ستر جنت کی حوریں ہونگی۔

۱۶۹: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ جِمَاعِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۱۶۹: باب اہل جنت کے جماع کے بارے میں

۴۲۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ

۴۲۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مؤمن کو جنت میں جماع کی اتنی اتنی قوت دی جائے گی۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔ اس باب میں حضرت زید ابن ارقمؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور ہم اسے بواسطہ قتادہ حضرت انسؓ سے صرف عمران قطان کی روایت سے پہچانتے ہیں۔

تشریح: جنتیوں کو سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ اس ضمن میں مسند احمد اور نسائی کی روایت ہے کہ ''جاء رجل من اهل الكتاب الى النبی صلی الله عليه وآله وسلم فقال يا ابا القاسم تزعم ان اهل الجنة يأكلون و يشربون: قال نعم والذی نفس محمد بيده ان احدهم ليعطى قوة مائة رجل فی الاكل و الشرب والجماع۔ قال فان الذی يأكل و يشرب تكون له الحاجة وليس فی الجنة اذی۔ قال: تكون حاجة احدهم رشحا يفيض من جلودهم كرشح المسك فيضمر بطنه''۔

ترجمہ: اہل کتاب میں سے ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابو القاسم! تمہارا خیال ہے کہ جنتی کھائیں گے پئیں گے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ہر جنتی کو کھانے پینے اور جماع میں سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ اس پر سوال کیا کہ جو کھاتا پیتا ہے اس کو قضائے حاجت کی ضرورت بھی پڑتی ہے اور یہ تکلیف ہے حالانکہ جنت میں تو تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی حاجات پسینہ کی صورت میں پوری ہو جائیں گی کہ ان کی جلد سے ایسا پسینہ نکلے گا جن کی خوشبو مشک کی سی ہوگی۔ اور پیٹ میں سب کچھ ہضم ہو جائے گا۔

۱۷۰: بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۴۳۰: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا مِنَ الذَّهَبِ وَاَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْاَلُوَّةِ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۴۳۱: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَقَدْ رَوٰى يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ وَقَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۷۰: باب اہل جنت کی صفت کے متعلق

۴۳۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل ہونے والے پہلے گروہ کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گے وہ لوگ نہ تھوکیں گے نہ ناک سنکیں گے اور نہ ہی انہیں حاجت کا تقاضا ہوگا۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور کنگھیاں سونے چاندی کی جبکہ انگھیٹیاں عود سے ہیں۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ اور پھر ہر شخص کے لیے دو بیویاں ہوں گی جو اتنی حسین ہوں گی کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا تک گوشت کے اوپر سے نظر آئے گا۔ انکے درمیان نہ کوئی اختلاف ہوگا اور نہ ان کے دلوں میں بغض۔ نیز انکے دل ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے جو صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۳۱: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اگر جنت کی چیزوں میں سے ایک ناخن سے بھی کم مقدار دنیا میں ظاہر کردی جائے تو آسمان وزمین کے کناروں تک ہر چیز روشن ہو جائے۔ اور اگر اہل جنت میں سے کوئی شخص دنیا میں جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی اس طرح ماند پڑ جائے جس طرح ستاروں کی روشنی سورج کی روشنی سے ماندھ پڑ جاتی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی سند سے ہی جانتے ہیں۔ یحیٰی بن ایوب یہی حدیث یزید بن ابی حبیب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن سعد بن ابی وقاصؓ سے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

تشریح: ''لا یبصقون'' ''البصاق ماء الفم اذا خرج منه و مادام فیه فهو ریق '' جولعاب منہ سے نکلے اس کو بصاق کہتے ہیں اور جب تک منہ ہی میں رہے اور باہر نہ نکلے اس کو ''ریق'' کہتے ہیں۔

ولا یمتخطون : ای لیس فی انفهم من المیاہ الزائدۃ و المواد الفاسدۃ لیحتاجوا الی اخراجها ''یعنی ان کی ناک میں گندہ اور فاسد مادہ ہی نہ ہوگا کہ ان کو اس کے اخراج کی ضرورت محسوس ہو۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چونکہ اہل جنت کا کھانا ہی انتہائی عمدہ، لطیف اور پاکیزہ ہوگا اس وجہ سے اس سے گندگی پیدا ہونے کے باوجود عمدہ خوشبودار پسینہ اور خوشبو پیدا ہوگی۔

ومجامرهم من الالوۃ: مجامر مجمر کی جمع ہے'' هو الذی یوضع فیه النار للبخور '' وہ انگیٹھی جس میں دھونی دینے کے لئے آگ سلگائی جائے۔

الالوۃ: ہندی لکڑی، عود۔ یعنی ان کی انگیٹھیوں میں عود کے ذریعہ دھونی دی جائے گی۔

باقی رہا یہ اشکال کہ جنت تکلیف دہ چیز تو ہوگی نہیں تو پھر انگیٹھی میں عود کیسے جلایا جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں آگ تکلیف دہ نہ ہوگی بلکہ راحت کا سبب ہوگی۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو اشکال کیا جاتا ہے کہ اہل جنت کے بالوں میں تو میل کچیل ہوگا ہی نہیں نہ ان کو سنوارنے کی ضرورت پڑے گی تو پھر کنگھی کی کیا ضرورت ہے؟ اس طرح جنتی تو خود سراپا خوشبو ہونگے ان کو عود کی دھونی کی کیا ضرورت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کے لئے ہر قسم کے ناز ونعم کے سامان مہیا کرنا چاہتے ہیں کہ لوگ جس طرح دنیا میں تنعم اختیار کرتے ہیں اور دنیا میں جو تنعم کے اسباب منتخب کرتے ہیں وہی اسباب اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں بھی تمام کے تمام مہیا فرمائیں گے تاکہ تنعم وعیش کوشی میں کسی بھی طرح کمی واقع نہ ہو۔

اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ یہی فرماتے ہیں کہ اہل سنت وا اعت کا مذہب یہی ہے کہ اہل جنت تنعم دنیا والوں کے تنعم ہی کی طرح ہوگا البتہ یہاں کی لذت اور وہاں کی لذت میں زمین وآسمان کا فرق ہوگا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

لا اختلاف بینهم ولا تباغض: ان میں آپس میں اختلاف وبغض نہ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقبلین ''(الحجر:۴۷)

یسبحون اللّٰه بکرۃ و عشیا: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا صبح وشام ذکر کرنا بغیر کسی مشقت وتکلیف کے ہوگا جیسا کہ مسلم کی روایت ہے کہ ''یلهمون التسبیح والتکبیر کما یلهمون النفس ''۔ ان کی تسبیح وتکبیر بالکل ایسے ہی الہام کی جائے گی جیسا کہ سانس لینا الہام کیا جاتا ہے۔ یعنی جس طرح سانس خود بخود چلتا رہتا ہے اور اس میں کوئی مشقت اور تکلیف نہ ہوگی۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ ''صبح وشام'' سے صرف ان اوقات میں ذکر کرتے رہیں گے جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں کہ ''انا عند فلان صباحا ومساء '' کہ میں صبح وشام فلاں کے پاس ہوتا ہوں۔ تو اس سے صبح وشام مراد نہیں ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ میں ہر وقت اس کے پاس ہوتا ہوں۔

۱۷۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ ثِيَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۴۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاَبُوْ هِشَامٍ نِ الرِّفَاعِيُّ قَالَا نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَاصِمٍ نِ الْاَحْوَلِ عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٰى لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۷۱: باب اہل جنت کے لباس کے متعلق

۴۳۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کے بدن اور چہرے پر بال نہیں ہوں گے ان کی آنکھیں سرگین ہوں گی، ان کی جوانی ختم نہ ہوگی اور ان کے کپڑے بھی کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۴۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِي السَّمْحِ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ قَالَ اِرْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَعْنَاهُ اَنَّ الْفُرُشَ فِي الدَّرَجَاتِ وَبَيْنَ الدَّرَجَاتِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔

۴۳۳: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے قول "وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ" کے بارے میں فرمایا انکی بلندی اتنی ہے جتنی زمین وآسمان کے درمیان مسافت ہے یعنی وہ پانچ سو برس کا راستہ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف رشدین بن سعد کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ درجات (جنت کے فرش) کا فاصلہ اور دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ زمین وآسمان کے درمیان جتنا ہے۔

۱۷۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ ثِمَارِ الْجَنَّةِ

۴۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى قَالَ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ اَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ يَحْيٰى فِيْهَا فِرَاشُ الذَّهَبِ كَاَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۱۷۲: باب جنت کے پھلوں کے متعلق

۴۳۴: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرة المنتہیٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال چل سکتا ہے یا (فرمایا) اس کے سائے میں سو سوار آرام کر سکتے ہیں۔ یحییٰ کو شک ہے۔ اس کے پتے سونے کے اور پھل مٹکوں کے برابر ہوں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۷۳: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ طَيْرِ الْجَنَّةِ

۴۳۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۱۷۳: باب جنت کے پرندوں کے متعلق

۴۳۵: حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَاكَ نَهْرٌ اَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ فِيْهِ طَيْرٌ اَعْنَاقُهَا كَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ قَالَ عُمَرُ اِنَّ هٰذِهٖ لَنَاعِمَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَتُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ اَخِيْ ابْنِ شِهَابِ نِ الزُّهْرِيِّ۔

سے پوچھا گیا کہ کوثر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں عطا کی ہے۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔ اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی طرح ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یہ تو بڑی نعمت میں ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا انہیں کھانے والے ان سے بھی زیادہ نعمت میں ہوں گے۔ یہ حدیث حسن ہے اور محمد بن عبداللہ بن مسلم، ابن شہاب زہری کے بھتیجے ہیں۔

۱۷۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ خَيْلِ الْجَنَّةِ

۱۷۴: باب جنت کے گھوڑوں کے متعلق

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ نَا الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيْهَا عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ تَطِيْرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ اِبِلٍ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهٗ مَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ فَقَالَ اِنْ يُدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ۔

۴۳۶: حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کیا تو تم اس میں سرخ یاقوت کے جس گھوڑے پر سوار ہونا چاہو گے وہ تمہیں لے کر جنت میں جہاں چاہو گے اڑا کر لے جائے گا۔ راوی کہتے ہیں ایک دوسرے شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا جنت میں اونٹ ہوں گے۔ آپؐ نے اسے وہ جواب نہ دیا جو پہلے کو دیا تھا بلکہ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں لے جائے تو جو کچھ تمہارا جی چاہے گا اور جس سے تمہاری آنکھیں محفوظ ہوں گی تمہیں وہی کچھ ملے گا۔

۴۳۷: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ الْمَسْعُوْدِيِّ۔

۴۳۷: سوید، عبداللہ بن مبارک سے وہ سفیان سے وہ علقمہ بن مرثد سے وہ عبدالرحمٰن بن باسط سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے ہم معنٰی حدیث نقل کرتے ہیں اور یہ مسعودی کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

۴۳۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ سَمُرَةَ الْاَحْمَسِيُّ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ سَوْرَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الْخَيْلَ اَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ

۴۳۸: حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھوڑے بہت پسند ہیں کیا جنت میں بھی ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جنت میں داخل ہو گئے تو تمہیں ایسا گھوڑا دیا جائے گا جو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ اُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِّنْ يَاقُوْتَةٍ لَهٗ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ وَلَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اَيُّوْبَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ جِدًّا وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ اَبُوْ سَوْرَةَ هٰذَا مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ يَرْوِيْ مَنَاكِيْرَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا۔

یاقوت کا ہوگا اور اس کے دو پَر ہوں گے۔ تم اس پر سواری کرو گے اور جہاں چاہو گے گھومتے پھرو گے۔ اس حدیث کی سند قوی نہیں۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابوسورہ، ابوایوب کے بھیجتے ہیں۔ انہیں یحییٰ بن معین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ جبکہ امام بخاریؒ انہیں منکر الحدیث کہتے ہیں۔ یہ ابوایوب سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے جن کا کوئی متابع نہیں۔

۱۷۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سِنِّ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۱۷۵: باب جنتیوں کی عمر کے متعلق

۴۳۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ نِ الْبَصْرِيُّ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ نَا عِمْرَانُ اَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَبَعْضُ اَصْحَابِ قَتَادَةَ رَوَوْا هٰذَا عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يُسْنِدُوْهُ۔

۴۳۹: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنتی اس حالت میں جنت میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم اور چہرے پر بال نہیں ہوں گے۔ ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی اور ان کی عمر تیس یا تینتیس برس تک ہوگی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض قتادہ کے ساتھی اسے قتادہ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

۱۷۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَمْ صَفُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۱۷۶: باب جنت کی کتنی صفیں ہوں گی؟

۴۴۰: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ الطَّحَّانُ الْكُوْفِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَحَدِيْثُ اَبِيْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ حَسَنٌ وَاَبُوْ سِنَانٍ اِسْمُهٗ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ

۴۴۰: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسّی (۸۰) اس اُمت اور چالیس باقی امتوں کی ہوں گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو علقمہ بن مرثد بھی سلیمان ابن بریدہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ بعض محدثین (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے اسے متصل بیان کیا یعنی سلیمان بن بریدہ اپنے والد بریدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سنان کے واسطہ سے محارب بن دثار کی حدیث حسن ہے۔ ابوسنان کا نام ضرار بن مہرہ ہے۔ ابوسنان شیبانی کا نام سعید بن سنان ہے اور وہ

وَ اَبُوْ سِنَانِ نِ الشَّيْبَانِيُّ اِسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ سِنَانٍ وَهُوَ بَصْرِيٌّ وَاَبُوْ سِنَانِ نِ الشَّامِيُّ اِسْمُهٗ عِيْسَى بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْقَسْمَلِيُّ۔

بصری ہیں۔ ابوسنان شامی کا نام عیسیٰ بن سنان ہے اور وہ قسملی ہیں۔

۴۴۱: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ اَرْبَعِيْنَ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ مَا اَنْتُمْ فِي الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ۔

۴۴۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تقریباً چالیس افراد ایک قصبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اہل جنت کا چوتھا حصہ ہونا پسند کرتے ہو عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جنتیوں کا تیسرا حصہ ہونا پسند کرتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اہل جنت کا نصف حصہ ہونا پسند کرتے ہو اس لیے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہو سکیں گے اور تم لوگ تعداد میں مشرکین کی بہ نسبت اس طرح ہو جیسے کالے بیل کی کھال پر ایک سفید بال یا سرخ بیل کی کھال پر ایک کالا بال۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں عمران بن حصینؓ اور ابوسعید خدریؓ سے بھی روایت ہے۔

۱۷۷: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ

۱۷۷: باب جنت کے دروازوں کے متعلق

۴۴۲: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ نَا مَعْنُ بْنُ عِيْسَى الْقَزَّازُ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ اُمَّتِيَ الَّذِيْ يَدْخُلُوْنَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهٗ مَسِيْرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّهُمْ لَيُضْغَطُوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَكَادُ مَنَاكِبُهُمْ تَزُوْلُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ لِخَالِدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ مَنَاكِيْرُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔

۴۴۲: حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس دروازے سے میری امت جنت میں داخل ہوگی اس کی چوڑائی اتنی ہوگی کہ ایک تیز رفتار سوار اس میں تین روز تک چلتا رہے لیکن اس کے باوجود داخل ہوتے وقت دباؤ اتنا بڑھے گا کہ قریب ہوگا کہ ان کے بازو اتر جائیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ میں نے امام بخاریؒ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں اسے نہیں جانتا۔ خالد بن ابوبکر، سالم بن عبداللہ کے حوالے سے بہت سی منکر احادیث نقل کرتے ہیں۔

۱۷۸: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ

۱۷۸: باب جنت کے بازار کے متعلق

۴۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ نَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي الْعِشْرِيْنَ نَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ نِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ لَقِيَ اَبَا

۴۴۳: حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ملاقات کی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں اکٹھا

هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَتُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوْتٍ وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ مِنْ دَنِيٍّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ مَا يَرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَتَذْكُرُ يَوْمًا قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهُ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِيْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهِ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُوْلُ رَبُّنَا قُوْمُوْا إِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَأْتِيْ سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ إِلٰى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ فَيُحْمَلُ إِلَيْنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرٰى وَفِيْ ذٰلِكَ السُّوْقِ يَلْتَقِيْ أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ

کرے۔حضرت سعید بن مسیبؒ نے پوچھا کیا اس میں بازار ہوں گے۔حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ”ہاں“ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جنتی جب بازاروں میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق اس میں اتریں گے پھر دنیاوی جمعہ کے دن کے برابر وقت میں آواز دی جائے گی تو یہ لوگ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔انکیلئے اس کا عرش ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ باغات جنت میں سے کسی ایک باغ میں تجلی فرمائے گا۔جنتیوں کیلئے منبر بچھائے جائیں گے جو نور، موتی، یاقوت، زمرد، سونے اور چاندی کے ہوں گے۔اور ان میں سے ادنیٰ درجے کا جنتی (اگرچہ ان میں کوئی ادنیٰ نہیں ہوگا) بھی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر ہوگا۔وہ لوگ یہ نہیں دیکھ سکیں گے کہ کوئی ان سے اعلیٰ منبروں پر بھی ہے (تا کہ وہ غمگین نہ ہوں) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ۔کیا ہم اللہ رب العزت کو دیکھیں گے۔آپؐ نے فرمایا ”ہاں“ کیا تم لوگوں کو سورج یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی زحمت یا تردد ہوتا ہے۔ہم نے کہا ”نہیں“۔آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح تم لوگ اپنے رب کو دیکھنے میں زحمت و تردد میں مبتلا نہیں ہو گے۔بلکہ اس مجلس میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو بالمشافہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو نہ کر سکے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی سے کہیں گے۔اے فلاں بن فلاں تمہیں یاد ہے تم نے فلاں دن اس طرح کہا تھا اور اسے اس کے بعض گناہ یاد دلائیں گے۔وہ عرض کرے گا اے اللہ کیا آپ نے مجھے معاف نہیں کر دیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں۔میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تو تم اس منزل پر پہنچے ہو۔اس دوران ان لوگوں کو ایک بدلی ڈھانپ لے گی اور ان پر ایسی خوشبو کی بارش کرے گی کہ انہوں نے کبھی ویسی خوشبو نہیں سونگھی ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اٹھو اور میری کرامتوں (انعامات) کی طرف جاؤ جو میں نے تمہارے لئے رکھے ہیں اور جو چاہو لے لو

ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوْعُهٗ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِيْ اٰخِرُ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يَتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَحْزَنَ فِيْهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَتَتَلَقَّانَا اَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ لَكَ مِنَ الْجَمَالِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَنَقُوْلُ اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا اَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

۔پھر ہم لوگ اس بازار کی طرف جائیں گے۔فرشتوں نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہوگا۔اوراس میں ایسی چیزیں ہوں گی جنہیں نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال گزرا۔ چنانچہ ہمیں ہروہ چیز عطا کی جائے گی۔جس کی ہم خواہش کریں گے۔وہاں خرید وفروخت نہیں ہوگی۔پھر وہاں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا پھر ان میں ان سے اعلیٰ مرتبے والے جنتی اپنے سے کم درجے والے سے ملاقات کرے گا۔حالانکہ ان میں سے کوئی بھی کم درجے والا نہیں ہوگا تو اسے اس کا لباس پسند آئے گا۔ابھی اس کی بات پوری بھی نہیں ہوگی کہ اس کے بدن پر اس سے بھی بہتر لباس ظاہر ہوجائے گا۔یہ اس لیے ہوگا کہ وہاں کسی کا غمگین ہونا جنت کی شان کے خلاف ہے۔پھر ہم اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوجائیں گے۔وہاں جب ہماری اپنی بیویوں سے ملاقات ہوگی تو وہ کہیں گی۔''مَرْحَبًا وَاَهْلًا'' تم پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوکر لوٹے ہو۔ہم کہیں گے کہ آج ہم اپنے رب جبّار کی مجلس میں بیٹھ کر آرہے ہیں۔لہٰذا اسی حسن وجمال کے مستحق ہیں۔یہ حدیث غریب ہے۔ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۴۴۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَهَنَّادٌ قَالَا نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَا فِيْهَا شِرًى وَلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۴۴۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں خرید وفروخت نہیں ہوگی البتہ اس میں عورتوں اور مردوں کی تصویریں ہوں گی جو جسے پسند کرے گا اسی کی طرح ہوجائیگا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: ''ان فی الجنة لسوقا'' علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں سوق میں یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد لوگوں کا اجتماع ہو جہاں لوگوں کی آپس میں ملاقات ہوسکے۔حقیقی بازار مراد نہ ہو۔کیونکہ جنت میں تو سب کچھ ہوگا ہی بازار جانے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔

لیکن حقیقت پر محمول کرنے میں کچھ استبعاد نہیں چونکہ جنت میں تمام خواہشات پوری ہونگی اس لئے اگر کسی کو بازار جانا پسند ہے تو اس کی یہ خواہش بھی پوری ہوگی اور حقیقی بازار لگایا جائے گا جہاں بلاقیمت اشیاء دستیاب ہونگی۔

۱۷۹: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ رُؤْيَةِ الرَّبِّ

۱۷۹: باب رؤیت باری تعالیٰ

۴۴۵: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ

۴۴۵: حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی

عَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجْلِيِّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهٗ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِىْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے چاند کی طرف دیکھا جو کہ چودھویں رات کا تھا اور فرمایا تم لوگ اپنے پروردگار کے سامنے پیش کئے جاؤ گے اور اسے اسی طرح دیکھ سکو گے جیسے یہ چاند دیکھ رہے ہو یعنی اسے دیکھنے میں بالکل زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی۔ لہٰذا اگر ہو سکے تو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے کی نمازیں (یعنی فجر اور عصر) ضرور پڑھا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ" یعنی تم اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو سورج طلوع ہونے سے پہلے بھی اور بعد بھی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ نِ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قَوْلِهٖ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادٰى مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا قَالُوْا اَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا وَيُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالُوْا بَلٰى فَيَكْشِفُ الْحِجَابُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمْ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظْرِ اِلَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا اَسْنَدَهٗ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَرَفَعَهٗ وَرَوٰى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ ثَابِتِ نِ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى قَوْلَهٗ۔

۴۴۶: حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے قول "جن لوگوں نے نیکی کی ان کیلئے بھلائی ہے" کے بارے میں فرمایا جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک وعدہ ہے وہ کہیں گے "کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہ کئے؟ اور ہمیں جہنم سے بچا کر جنت میں داخل نہ کیا"۔ وہ (فرشتے) کہیں گے۔ ہاں کیوں نہیں۔ پھر پردہ ہٹایا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم انہیں اس کی طرف دیکھنے سے بہتر کوئی چیز نہیں ملی۔ (یعنی دیدار الٰہی سے بہتر)۔ اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے مسند اور مرفوع کیا ہے۔ سلیمان بن مغیرہ اسے ثابت بنانی سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہی کا قول نقل کرتے ہیں۔

۴۴۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنِىْ شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَنَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۴۷: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ادنیٰ درجے کا جنتی بھی اپنے باغوں، بیویوں، نعمتوں، خدمتگاروں اور تختوں کو ایک ہزار برس کی مسافت تک دیکھے گا۔ ان میں سے سب سے زیادہ اکرام والا وہ ہوگا جو صبح وشام اللہ تعالیٰ کے چہرے کی طرف دیکھے گا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی "وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" (اس روز بہت سے چہرے بارونق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا وَرَوَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ۔

ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھیں گے) یہ حدیث کئی سندوں سے اسرائیل ہی سے منقول ہے۔ اسرائیل، ثویر سے اور وہ ابن عمرؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ عبدالملک بن ابجر بھی ثویر سے اور وہ ابن عمرؓ سے موقوفاً نقل کرتے ہیں پھر عبیداللہ اشجعی، سفیان سے وہ ثویر سے وہ مجاہد سے اور وہ ابن عمرؓ سے انہی کا قول نقل کرتے ہیں اور اسے مرفوع نہیں کرتے۔ ابوکریب محمد بن علاء، عبیداللہ اشجعی سے وہ سفیان سے وہ ثویر سے وہ مجاہد سے اور وہ ابن عمرؓ سے اسی کی مانند غیر مرفوع نقل کرتے ہیں۔

۴۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيْفٍ نِ الْكُوْفِيُّ ثَنَا جَابِرُ بْنُ نُوْحٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَتُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَهٰكَذَا رَوٰى يَحْيَى بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدِيْثُ ابْنِ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَحَدِيْثُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَصَحُّ وَهٰكَذَا رَوَاهُ سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِثْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اَيْضًا۔

۴۴۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں کو چودھویں کا چاند یا سورج دیکھنے میں کوئی دشواری پیش آتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ عنقریب اپنے رب کو اسی طرح دیکھ سکو گے جس طرح تم چودھویں کا چاند دیکھ سکتے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوگا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یحییٰ بن عیسیٰ اور کئی راوی اسے اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ عبداللہ بن ادریس بھی اعمش سے وہ ابوسعید سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث متعدد سندوں سے مرفوعاً مروی ہے اور وہ بھی صحیح حدیث ہے۔

۱۸۰: بَابٌ

۱۸۰: باب

۴۴۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ

۴۴۹: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا: اے جنت والو۔ وہ کہیں

أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ مَالَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوا وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

گے اے رب ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہوئے۔ وہ کہیں گے ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا جو اس سے پہلے کسی مخلوق کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز دوں گا۔ وہ عرض کریں گے یا اللہ اس سے بہتر اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تمہیں اپنی رضا مندی عطا کر دی۔ اب میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۸۱ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْغُرَفِ

۱۸۱: باب اس بارے میں کہ اہل جنت بالا خانوں سے ایک دوسرے کا نظارہ کریں گے

۴۵۰: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍنَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ فِي الْغُرْفَةِ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الشَّرْقِيَّ وَالْكَوْكَبَ الْغَرْبِيَّ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ أَوِ الطَّالِعَ فِي تَفَاضُلِ الدَّرَجَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُولٰئِكَ النَّبِيُّونَ قَالَ بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَأَقْوَامٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۴۵۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت اپنے اپنے درجات کے مطابق بالا خانوں میں سے ایک دوسرے کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرقی ستارے کو یا مغرب میں غروب ہونے والے تارے کو یا طلوع ہونے والے تارے کو دیکھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ انبیاء ہوں گے۔ فرمایا ہاں کیوں نہیں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور انہوں نے تمام رسولوں کی تصدیق کی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: ''ان اهل الجنة ليتراوٴن في الغرفة'' گھر کے اوپر بنائی جانے والی عمارت کو غرفہ کہتے ہیں یہاں جنتیوں کے اونچے اونچے بالا خانے مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جنت میں جنتیوں کہ اعمال کے مطابق ان کے درجے ہونگے حتی کہ نچلے درجے والے اوپر والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے زمین پر رہنے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔

في تفاضل الدرجات: یعنی ایک جنتی اپنے اونچے درجہ میں ہوگا اور دوسرا نچلے درجے میں ہوگا لیکن اس تفاضل کے باوجود ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

۱۸۲: بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُودِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ

۱۸۲: باب اس بارے میں کہ جنتی اور دوزخی ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہیں گے

۴۵۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ

۴۵۱: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اَلَا يَتَّبِعُ كُلُّ اِنْسَانٍ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فَيُمَثَّلُ لِصَاحِبِ الصَّلِيْبِ صَلِيْبُهٗ وَلِصَاحِبِ التَّصَاوِيْرِ تَصَاوِيْرُهٗ وَلِصَاحِبِ النَّارِ نَارُهٗ فَيَتْبَعُوْنَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ وَيَبْقَى الْمُسْلِمُوْنَ فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اَلَا تَتَّبِعُوْنَ النَّاسَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَهٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى نَرٰى رَبَّنَا وَهُوَ يَاْمُرُهُمْ وَيُثَبِّتُهُمْ قَالُوْا وَهَلْ نَرَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكُمْ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ يَتَوَارٰى ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّبِعُوْنِيْ فَيَقُوْمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَيُوْضَعُ الصِّرَاطُ فَيَمُرُّ عَلَيْهِ مِثْلَ جِيَادِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ وَقَوْلُهُمْ عَلَيْهِ سَلِّمْ سَلِّمْ وَيَبْقٰى اَهْلُ النَّارِ فَيُطْرَحُ مِنْهُمْ فِيْهَا فَوْجٌ فَيُقَالُ هَلِ امْتَلَاْتِ فَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ثُمَّ يُطْرَحُ فِيْهَا فَوْجٌ فَيُقَالُ هَلِ امْتَلَاْتِ فَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى اِذَا اُوْعِبُوْا فِيْهَا وَضَعَ الرَّحْمٰنُ قَدَمَهٗ فِيْهَا وَاُزْوِيَ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ قَطْ قَالَتْ قَطْ قَطْ فَاِذَا اَدْخَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلَ النَّارِ النَّارَ اُتِيَ بِالْمَوْتِ مُلَبَّبًا فَيُوْقَفُ عَلَى السُّوْرِ الَّذِيْ بَيْنَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَطَّلِعُوْنَ خَائِفِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ النَّارِ فَيَطَّلِعُوْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ يَرْجُوْنَ الشَّفَاعَةَ فَيُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ وَلِاَهْلِ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ قَدْ عَرَفْنَاهُ هُوَ الْمَوْتُ الَّذِيْ

قیامت کے دن تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرے گا پھر ان کی طرف دیکھ کر فرمائے گا کہ ہر شخص اپنے معبود کے ساتھ کیوں نہیں آتا۔ چنانچہ صلیب والوں کے لیے صلیب کی صورت بن جائے گی، بت پرستوں کے لیے بتوں کی تصاویر اور آتش پرستوں کیلئے آگ کی شکل بن جائے گی۔ پھر وہ تمام لوگ اپنے معبودوں کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پھر مسلمان باقی رہ جائیں گے تو ان کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم لوگ ان کے پیچھے کیوں نہیں گئے۔ وہ عرض کریں گے اے رب ہم تجھ ہی سے پناہ کے طلب گار ہیں۔ ہمارا رب تو اللہ ہے لہٰذا ہماری جگہ یہی ہے یہاں تک کہ ہم اپنے رب کو دیکھ لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیں گے۔ انہیں ثابت قدم کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنے ربّ کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ چودھویں کا چاند دیکھتے ہوئے شک میں مبتلا ہوئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اسی طرح عنقریب تم لوگ اپنے ربّ کو (یقین کامل) کے ساتھ دیکھو گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ چھپیں گے اور پھر ظاہر ہو کر انہیں اپنے متعلق بتائیں گے اور فرمائیں گے کہ میں تمہارا ربّ ہوں لہٰذا میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ سب مسلمان کھڑے ہو جائیں گے اور پل صراط رکھ دیا جائے گا۔ پھر اس پر سے ایک گروہ عمدہ گھوڑوں اور ایک (گروہ) عمدہ اونٹ کی طرح گزر جائے گا۔ وہ لوگ اس موقع پر یہ کہیں گے "سَلِّمْ سَلِّمْ" یعنی سلامت رکھ، سلامت رکھ۔ پھر دوزخی باقی رہ جائیں گے چنانچہ ایک فوج اس میں ڈالی جائے گی اور پوچھا جائے گا کیا تو بھر گئی۔ وہ عرض کرے گی۔ کچھ اور ہے۔ پھر ایک اور فوج ڈال کر پوچھا جائے گا تو بھی اس کا یہی جواب ہوگا۔ یہاں تک کہ سب کے ڈالے جانے پر بھی یہی جواب دے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا جس سے وہ (یعنی جہنم) سمٹ جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ بس۔ وہ کہے گی بس، بس۔ پھر جب جنتی جنت میں اور دوزخی

وَكُلَّ بِهَا فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ ذَبْحًا عَلَى السُّوْرِ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے تو موت کو کھینچ کر لایا جائے گا اور دونوں کے درمیان کی دیوار پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر اہل جنت کو بلایا جائے گا تو وہ لوگ ڈرتے ہوئے دیکھیں گے اور دوزخیوں کو پکارا جائے گا تو وہ خوش ہو کر دیکھیں گے کہ شاید شفاعت ہو لیکن ان سب سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم لوگ اسے جانتے ہو۔ وہ سب کہیں گے جی ہاں یہ موت ہے جو ہم پر مسلط تھی۔ چنانچہ اسے لٹایا جائے گا اور اسی دیوار پر ذبح کر دیا جائیگا۔ پھر کہا جائیگا اے جنت والو اب تم ہمیشہ جنت میں رہو گے اور تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو تم ہمیشہ جہنم میں رہو گے اور تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۵۲: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا اَبِىْ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ يَرْفَعُهُ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اُتِىَ بِالْمَوْتِ كَالْكَبْشِ الْاَمْلَحِ فَيُوْقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ اَهْلُ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَاتٌ كَثِيْرَةٌ مِثْلُ هٰذَا مَا يُذْكَرُ فِيْهِ اَمْرُ الرُّؤْيَةِ اَنَّ النَّاسَ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ وَذِكْرُ الْقَدَمِ وَمَا اَشْبَهَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ وَالْمَذْهَبُ فِىْ هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الْاَئِمَّةِ مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعٍ وَغَيْرِهِمْ اَنَّهُمْ رَوَوْا هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ وَقَالُوْا تُرْوٰى هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ وَنُؤْمِنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهٰذَا الَّذِىْ اِخْتَارَهُ اَهْلُ الْحَدِيْثِ اَنْ يَرْوُوْا هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ كَمَا جَاءَتْ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا يُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهٰذَا اَمْرُ اَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِىْ اِخْتَارَهُ وَذَهَبُوْا اِلَيْهِ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ فِى الْحَدِيْثِ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهُ يَعْنِىْ يَتَجَلّٰى لَهُمْ۔

۴۵۲: حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو سیاہ وسفید رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت ودوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ اور پھر ذبح کر دیا جائے گا۔ وہ سب اسے دیکھ رہے ہوں گے۔ چنانچہ اگر کوئی خوشی سے مرتا تو جنت والے مرجاتے اور اگر کوئی غم سے مرتا تو دوزخی مرجاتے۔ یہ حدیث حسن ہے اور آپ ﷺ سے بہت سی احادیث منقول ہیں جن میں دیدار الٰہی کا ذکر ہے کہ لوگ اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے قدم اور اس جیسی دوسری باتوں کے بارے میں سفیان ثوریؒ، مالک بن انسؒ، سفیان بن عیینہؒ، ابن مبارکؒ اور وکیعؒ وغیرہم کا مذہب یہ ہے کہ ان کا ذکر جائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ان احادیث کو روایت کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ البتہ ان کی کیفیت کے بارے میں بات نہ کی جائے۔ محدثین نے بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے کہ ہم ان سب چیزوں پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح یہ مذکور ہیں۔ ان کی تفسیر نہیں کی جاتی نہ ہی وہم کیا جاتا ہے اور اسی طرح ان کی کیفیت بھی نہیں پوچھی جاتی اور یہ بات کہ وہ ان کو پہچان کرائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان پر اپنی تجلی ظاہر کرے گا۔

تشریح: ''اللھم سلم سلم'' بعض دوسری روایات سے معلوم ہوا کہ یہ قول انبیاء کا ہوگا کہ وہ اپنے امتیوں کے بارے میں یہ دعا کریں گے کہ ''اللھم سلم سلم'' کہ اے اللہ ان کو پل صراط کے ضرر سے محفوظ رکھ۔ جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ ''دعا

الرسل یو مئذ اللھم سلم سلم ''

وضع الرحمن قدمه فیھا: راجح بات یہی یہ کہ اس کے ظاہری معنی پر ایمان لایا جائے اور اس کی کیفیت اللہ کے سپرد کی جائے باقی ذاتِ باری تعالیٰ اعضاء و جوارح سے منزہ ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ'' مذھب السلف : التسلیم و التفویض مع التنزیہ ''(مرقاۃ)

کانه کبش املح: یہ موت کی صورت مثالیہ بیان کی گئی جس کے ذبح کے ذریعے ہمیشہ کے لئے اس کو ختم کر دینے والی موت کا وجود اب باقی نہ رہا تو نیک بندوں کی دلجوئی کی خاطر اور برے لوگوں کی حسرت و افسوس میں اضافہ کرنے کے لئے اس کو مینڈھے کی صورت میں ذبح کر دیا جائے گا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں مینڈھے کو ذبح کرنے کی حکمت یہ ہے کہ نیک لوگوں کے فدیہ کے طور پر مینڈھا ذبح کیا جائے گا کہ مینڈھا ذبح ہونے سے وہ اب محفوظ ہو گئے جیسا کہ اسماعیل علیہ السلام کے عوض مینڈھا ذبح ہوا اور وہ محفوظ ہو گئے۔

فیطلعون: یعنی لوگ گردنیں اونچی کر کے جھانکیں گے تا کہ موت کی صورتِ مثالیہ کو دیکھ سکیں یا پکارنے والے کو دیکھ سکیں۔

'' فلو ان احدا مات فرحا لمات اھل الجنة ولو ان احدا مات حزنا لمات اھل النار ''

تو اس وقت کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا کہ جب جنتیوں کے سامنے موت آ جائے گی چونکہ ناز و نعم کو پہلے دیکھ چکے ہوں گے اور جب یہ معلوم ہوگا کہ انہی ناز و نعم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے تو ایسی خوشی ہوگی کہ اگر موت کا وجود باقی ہوتا تو مر جاتے، لیکن موت کو بھی ان کی نگاہوں کے سامنے ہی موت آ چکی ہوگی۔ لہٰذا ابدالآباد عیش و نعم میں رہیں گے۔

اور دوسری طرف جہنمیوں کا حسرت و افسوس سے حال اس قدر برا ہوگا کہ اس افسوس مین موت ہی واقع ہو جائے لیکن موت تو ان کے سامنے ذبح کر دی گئی اب مرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ چونکہ وہ جہنم کی تکالیف اور مصائب کو خود دیکھ اور محسوس کر چکے ہونگے اب جب معلوم ہوگا کہ موت ہی نہ آئے گی اور ہمارا یہ جسم اذیتیں یونہی برداشت کرتا رہے گا تو اس قدر حسرت ہوگی جس کا تصور ناممکن و محال ہے اس کی طرف اشارہ اس آیت میں کیا گیا کہ:'' وانذرھم یوم الحسرة اذقضی الامر وھم فی غفلة وھم لا یو منون ''(سورۃ مریم:۳۹) آپ انہیں حسرت والے اس دن سے ڈرایئے کہ جب فیصلہ یہ غفلت میں ہیں اور ایمان لاتے ہی نہیں۔

۱۸۳ بَابُ مَا جَاءَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَ حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

۱۸۳: باب اس بارے میں کہ جنت شدائد سے جبکہ جہنم خواہشات سے پُر ہے

۴۵۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَانِ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

۴۵۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت تکلیفوں اور مشقتوں کے

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ صَحِيْحٌ۔

ساتھ گھیری گئی ہے جبکہ دوزخ کا احاطہ شہوات نے کیا ہوا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔

۴۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ اَرْسَلَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ اُنْظُرْ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعْدَدْتُّ لِاَهْلِهَا فِيْهَا قَالَ فَجَاءَهَا فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا قَالَ فَرَجَعَ اِلَيْهِ قَالَ فَوَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهَا فَانْظُرْ اِلٰى مَا اَعْدَدْتُّ لِاَهْلِهَا فِيْهَا قَالَ فَرَجَعَ اِلَيْهَا فَاِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَرَجَعَ اِلَيْهِ فَقَالَ فَوَعِزَّتِكَ لَقَدْ خِفْتُ اَنْ لَا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ اذْهَبْ اِلَى النَّارِ فَانْظُرْ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعْدَدْتُّ لِاَهْلِهَا فِيْهَا فَاِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَرَجَعَ اِلَيْهِ فَقَالَ فَوَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلَهَا فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهَا فَرَجَعَ اِلَيْهَا فَقَالَ فَوَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَنْجُوَ مِنْهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۵۴: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ بنائی تو جبرائیل علیہ السلام کو جنت اور اس میں موجود چیزیں دیکھنے کے لیے بھیجا۔ وہ گئے اور دیکھ کر واپس لوٹے اور عرض کیا: اے اللہ تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے متعلق سنے گا اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے تکلیفوں سے گھیرنے کا حکم دیا اور دوبارہ جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے لیے بھیجا۔ وہ دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا: اے اللہ تیری عزت کی قسم مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اب دوزخ اور اس میں موجود عذاب کو دیکھو۔ انہوں نے دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے پر چڑھا ہوا ہے۔ چنانچہ واپس آئے اور عرض کیا: اے اللہ تیری عزت کی قسم اس کا حال سننے کے بعد کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے شہوات سے گھیرنے کا حکم دیا اور دوبارہ جبرائیل کو بھیجا۔ اس مرتبہ وہ لوٹے اور عرض کیا: اے اللہ تیری عزت کی قسم مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے کوئی شخص نجات نہ پا سکے گا اور اس (یعنی جہنم) میں داخل ہو جائے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''حفت الجنة بالمكاره'' حفاف اس آڑ کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو اس طرح گھیر لے کہ اس کو پھاندے بغیر اس چیز تک پہنچا ہی نہ جا سکے۔

تو یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مکارہ اور مشقتوں کے بغیر جنت تک وصول ممکن نہیں۔ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے کہ ایک جملے میں جنت میں جانے والے سارے اعمال بتا دیئے گئے کہ تمام نفسانی و جسمانی مشقتوں سے گزر کر ہی جنت کا حصول ممکن ہے اور تمام جسمانی خواہشات اور راحتوں کی تکمیل سے یہ جہنم کے اس پار پہنچانے والی ہے۔

۱۸۴: بَابُ مَاجَاءَ فِي احْتِجَاجِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

۱۸۴: باب جنت اور دوزخ کے درمیان تکرار کے متعلق

۴۵۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

۴۵۵: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی دوزخ سے تکرار ہوئی تو جنت نے کہا: مجھ میں ضعفاء اور

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِيْنُ وَقَالَتِ النَّارُ يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ فَقَالَ لِلنَّارِ اَنْتِ عَذَابِي اَنْتَقِمُ بِكِ مِمَّنْ شِئْتُ وَقَالَ لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِي اَرْحَمُ بِكِ مَنْ شِئْتُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

مساکین داخل ہوں گے۔ دوزخ نے کہا مجھ میں ظالم اور متکبر داخل ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: تم میرا عذاب ہو میں جس سے انتقام لینا چاہتا ہوں تمہارے ذریعے سے لیتا ہوں۔ پھر جنت سے فرمایا: تم میری رحمت ہو میں تمہارے ذریعے جس پر چاہتا ہوں رحم کرتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں جنت و جہنم کی یہ تکرار حقیقت پر محمول نہیں بلکہ زبان حال سے گویا دونوں ایک دوسرے سے ہم کلام ہونگی۔ جبکہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں دونوں کا جھگڑا اور تکرار حقیقت پر محمول ہے اور حقیقی معنی مراد لینے میں کوئی استبعاد نہیں۔ لہٰذا یہی زیادہ راجح ہے۔

۱۸۵: بَابُ مَا جَاءَ مَا لِاَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْكَرَامَةِ

۱۸۵: باب ادنیٰ درجے کے جنتی کے لیے انعامات کے متعلق

۴۵۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا رِشْدِيْنُ ابْنُ سَعْدٍ ثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً الَّذِي لَهُ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً وَتُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوْتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ اِلٰى صَنْعَاءَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ يُرَدُّوْنَ بَنِي ثَلَاثِيْنَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا اَبَدًا وَكَذٰلِكَ اَهْلُ النَّارِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيْجَانَ اَنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ۔

۴۵۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادنیٰ جنتی وہ ہے جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی۔ اس کے لیے موتی، یاقوت اور زمرد سے اتنا بڑا خیمہ نصب کیا جائے گا جتنا کہ صنعاء اور جابیہ کے درمیان فاصلہ ہے۔ اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں سے ہر شخص کی عمر تیس سال کردی جائے گی۔ خواہ موت کے وقت وہ اس سے زیادہ کا ہو یا کم ہو۔ یہی حال دوزخیوں کا بھی ہوگا۔ پھر اسی سند سے منقول ہے کہ انکے (یعنی جنتیوں کے) سروں پر ایسے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ سے ادنیٰ موتی بھی مشرق و مغرب روشن کر دے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن سعد کی روایت سے جانتے ہیں۔

۴۵۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِي اَبِي عَنْ عَامِرِ نِ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِي الصِّدِّيْقِ

۴۵۷: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی مومن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو

النَّاجِيّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِيْ سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْجَنَّةِ جِمَاعٌ وَلَا يَكُوْنُ وَلَدٌ هٰكَذَا يُرْوٰى عَنْ طَاؤُسٍ وَ مُجَاهِدٍ وَاِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَقَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ فِيْ سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِيْ وَلٰكِنْ لَا يَشْتَهِيْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ رَزِيْنَ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِيْهَا وَلَدٌ وَاَبُو الصِّدِّيْقِ النَّاجِيُّ اِسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ۔

صرف ایک گھڑی میں حمل، پیدائش اور اس کی عمر اس جنتی کی خواہش کے مطابق ہو جائے گی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جنت میں صرف جماع ہوگا اولاد نہیں۔ طاؤس، مجاہد اور ابراہیم نخعی بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام بخاریؒ، اسحق بن ابراہیمؒ کے حوالے سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو ایک گھڑی میں وہ جس طرح چاہے گا ہو جائے گا۔ لیکن وہ آرزو نہیں کرے گا۔ پھر امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابورزین عقیلی سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ ابوصدیق ناجی کا نام بکر بن عمرو ہے۔ انہیں بکر بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

١٨٦ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَلَامِ الْحُوْرِ الْعِيْنِ

۱۸۶: باب حوروں کی گفتگو کے متعلق

۴۵۸: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّ اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ قَالَا نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ يَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَنَسٍ حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۴۵۸: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں حوریں جمع ہوتی ہیں اور اپنی ایسی آواز بلند کرتی ہیں کہ مخلوق نے کبھی ویسی آواز نہیں سنی اور وہ کہتی ہیں کہ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں جو کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ ہم ناز و نعم میں رہنے والی ہیں کبھی کسی چیز کی محتاج نہیں ہوتیں۔ ہم اپنے شوہروں سے راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ان سے ناراض نہیں ہوتیں۔ خوش بخت ہے وہ جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، ابوسعیدؓ اور انسؓ سے بھی روایت ہے۔ حدیث علیؓ غریب ہے۔

١٨٧ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ

۱۸۷: باب جنت کی نہروں کے متعلق

۴۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ

۴۵۹: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب کے سمندر ہیں پھر ان میں سے نہریں نکل رہی ہیں۔

اللَّبَنِ وَبَحْرُ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقَّقُ الْاَنْهَارُ بَعْدُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَحَكِيْمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هُوَ وَالِدُ بَهْزٍ۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حکیم بن معاویہ بہز کے والد ہیں۔

۴۶۰: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ هٰكَذَا رَوٰى يُوْنُسُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ بُرَيْدِ ابْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَوْلَهٗ۔

۴۶۰: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگی۔ جنت اس کے لیے دعا کرنے لگتی ہے کہ اے اللہ اسے جنت میں داخل کر دے اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگے۔ دوزخ اس کے لیے دعا کرتی ہے کہ اے اللہ اسے دوزخ سے پناہ دے۔ یہ حدیث یونس نے بھی ابواسحٰق سے اسی طرح نقل کی ہے۔ وہ انسؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ابواسحٰق سے برید بن ابی مریم کے حوالے سے حضرت انسؓ ہی کا قول منقول ہے۔

۴۶۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِی الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ اُرَاهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَغْبِطُهُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رَجُلٌ يُنَادِیْ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَرَجُلٌ يَؤُمُّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَعَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَبُو الْيَقْظَانِ اِسْمُهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَيْرٍ وَيُقَالُ ابْنُ قَيْسٍ۔

۴۶۱: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپؐ نے قیامت کے دن کا بھی تذکرہ کیا) ان پر پہلے اور بعد والے سب رشک کر رہے ہوں گے (۱) مؤذن جو پانچوں نمازوں کے لیے اذان دیتا ہے۔ (۲) امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں (۳) ایسا غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف سفیان ثوری کی روایت سے جانتے ہیں۔ ابویقظان کا نام عثمان بن عمیر ہے۔ انہیں ابن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

۴۶۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ ابْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِیٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَرْفَعُهٗ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا قَالَ اُرَاهُ عَنْ شِمَالِهٖ وَرَجُلٌ كَانَ فِیْ سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ اَصْحَابُهٗ فَاسْتَقْبَلَ

۴۶۲: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے محبت رکھتا ہے۔ (۱) جو شخص رات کو کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھے۔ (۲) ایسا شخص جو اپنے دائیں ہاتھ سے چھپا کر صدقہ وخیرات کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے (کہ یہ بھی فرمایا کہ) اور بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ (۳) وہ شخص جس نے اپنے لشکر کے ساتھیوں کے شکست کھانے کے بعد

الْعَدُوَّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَالصَّحِيْحُ مَارَوَى شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ كَثِيْرُ الْغَلَطِ۔

دشمن کا اکیلے مقابلہ کیا۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس سند سے غیر محفوظ ہے۔ صحیح روایت وہ ہے جو شعبہ وغیرہ منصور سے وہ ربعی بن خراش سے وہ زید بن ظبیان سے وہ ابوذر سے اور وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ ابوبکر بن عیاش بہت غلطیاں کرتے ہیں۔

۴۶۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ نَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ يَحْسِرُ عَنْ كَنْزٍ مِنَ الذَّهَبِ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۴۶۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب دریائے فرات ایک سونے کے خزانے کو منکشف کرے گا۔ تم میں سے جو اس وقت موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۶۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ نَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۶۴: ابوسعید اشج، عقبہ بن خالد سے وہ عبیداللہ بن عمر سے وہ ابوزناد سے وہ اعرج سے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ عنقریب دریائے فرات سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے

۴۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهٗ اِلٰى اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ فَرَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِيْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِيْ وَيَتْلُوْا اٰيَاتِيْ وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ وَالثَّلَاثَةُ

۴۶۵: حضرت ابوذرؓ نبی اکرم ﷺ کا قول نقل کرتے ہیں کہ تین شخصوں سے اللہ رب العزت محبت اور تین سے بغض رکھتے ہیں۔ جن سے محبت کرتے ہیں ان میں سے ایک شخص وہ ہے جو کسی قوم کے پاس آیا اور ان سے خدا کے لیے کچھ مانگتا ہے۔ نہ کہ قرابتداری کے لیے جو اس شخص اور اس قوم کے درمیان ہوتی ہے لیکن وہ لوگ اسے کچھ نہیں دیتے۔ پھر انہی میں سے کوئی شخص الگ جا کر اسے اس طریقے سے دیتا ہے کہ اللہ اور اس سائل کے علاوہ اسے کوئی شخص نہیں جانتا۔ وہ دینے والا شخص اللہ کے نزدیک محبوب ہے۔ دوسرا وہ شخص جو کسی جماعت کے ساتھ رات کو چلتا ہے یہاں تک کہ انہیں نیند کے مقابلے کی تمام چیزوں میں نیند پیاری ہو جاتی ہے اور وہ لوگ سر رکھ کر سو جاتے ہیں لیکن وہ شخص کھڑا ہو کر اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے۔ اور اس کی کتاب (قرآن) کی آیات کی تلاوت کرنے لگتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی لشکر میں ہوتا ہے اور اس لشکر کو دشمن کے مقابلے

الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ الشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُوْمُ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رَوٰى شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ نَحْوَ هٰذَا وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ۔

میں شکست ہوجاتی ہے لیکن وہ شخص سینہ سپر ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔تاکہ یا تو قتل ہوجائے یا پھر فتح کر کے لوٹے (یہ تھے وہ تین جن سے اللہ محبت کرتا ہے) اب ان تین کا تذکرہ آتا ہے جن سے اللہ نفرت کرتا ہے وہ یہ ہیں۔بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور ظالم غنی۔محمود ابن غیلان، نضر بن شمیل سے اور وہ شعبہ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔شیبان بھی منصور سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔یہ ابوبکر بن عیاش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

خلاصة الباب: ''جنت'' کے معنی ہیں باغ، بہشت اصل میں ڈھانپنے کے معنی میں آتا ہے بہشت کو جنت اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہاں گھنے درخت اور باغات ہیں جو ہر چیز کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں جنت کی ہر چیز بہت ہی عمدہ ہے جس کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کے گارا' نہایت خوشبودار مشک کا۔اس کی مٹی زعفران اور کنکر موتی اور یاقوت کے ہوں گے اس کی دوسری چیزیں کتنی عمدہ ہوں گی۔حاصل یہ کہ وہاں کے جو اولیٰ مناظر ہوں گے اور وہاں نظر افروز شکلیں اور صورتیں دکھائی دیں گی ان جیسے مناظر اور صورتیں اس دنیا میں نہ دیکھی گئی نہ کبھی دیکھی جاسکتی ہیں۔اسی طرح وہاں کی آوازوں میں جو مٹھاس نغمگی اور دلکشی ہوگی ایسی میٹھی، نغمہ ریز اور دلکش آوازیں اس دنیا میں آج تک نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کبھی سنی جاسکتی ہیں اور ایسے ہی وہاں جو خاطر مدارت' جو نعمتیں اور لذتیں حاصل ہوں گی ان کا تصور بھی اس دنیا میں آج تک کسی انسان کے دل میں نہیں آیا اور نہ کبھی اس کا تصور کیا جاسکتا ہے۔جنت کی نعمتوں کے بارہ میں احادیث بہت واضح ہیں جنتی مرد و عورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح خوبصورت ہوں گے اور کچھ ستاروں کی سی چمک والے ہوں گے نہ غم نہ فکر غیر محدود زندگی خوشی و مسرت کے ساتھ رہیں گے اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا پروانہ بھی عطا کریں گے۔اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی اس امت کی اور چالیس باقی امتوں کی ہوں گی یعنی سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی جنت میں جائیں گے۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جہنم کے متعلق

نبی اکرم ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

تشریح: یہاں سے چند ابواب میں جہنم کی تفصیلات کا بیان ہے۔

جہنم کی لفظی تحقیق: صاحب نہایہ کے نزدیک یہ عجمی لفظ ہے جس امعنی انتہائی گہرا کنواں۔ جہنم کو بھی جہنم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی گہرائی بہت زیادہ ہے۔

جہنم کے طبقات: ابنِ جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہنم کے سات طبقات ہیں۔

۱۔ جہنم

۲۔ لظی

۳۔ حطمہ

۴۔ سعیر

۵۔ سقر

۶۔ جحیم

۷۔ ھاویہ

پہلے طبقے میں گناہگار مسلمان ڈالے جائیں گے۔ دوسرے میں یہود، تیسرے میں نصاریٰ، چوتھے میں صابی، پانچویں میں مجوسی، چھٹے میں مشرکین اور ساتویں طبقہ میں جو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوگا وہ منافقین کا ہوگا۔

۱۸۸: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ النَّارِ

۴۶۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ نَا اَبِیْ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدِ نِ الْكَاهِلِیِّ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالثَّوْرِیُّ لَا يَرْفَعُهٗ۔

۱۸۸: باب جہنم کے متعلق

۴۶۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن جہنم کو اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور ثوری کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسے مرفوع نہیں کرتے۔

۴۶۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَرَ وَ اَبُوْ عَامِرِ نِ الْعَقْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ۔

۴۶۷: عبدالرحمٰن بن حمید، عبدالملک اور ابو عامر عقدی سے وہ سفیان سے اور وہ علاء سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں یہ بھی مرفوع نہیں۔

۴۶۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهٗ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُوْلُ اِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ بِالْمُصَوِّرِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۴۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جن سے وہ سنے گی اور زبان ہوگی جس سے وہ بات کرے گی۔ وہ کہے گی مجھے تین آدمیوں کو نگلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱) سرکش ظالم (۲) مشرک (۳) تصویریں بنانے والا (مصور) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۸۹: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ قَعْرِ جَهَنَّمَ

۱۸۹: باب جہنم کی گہرائی کے متعلق

۴۶۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ نِ الْجُعْفِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلٰى مِنْبَرِنَا هٰذَا مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الصَّخْرَةَ الْعَظِيْمَةَ لَتُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَتَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا مَا تُفْضِيْ اِلٰى قَرَارِهَا قَالَ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ النَّارِ فَاِنَّ حَرَّهَا شَدِيْدٌ وَاِنَّ قَعْرَهَا بَعِيْدٌ وَاِنَّ مَقَامِعَهَا حَدِيْدٌ لَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَاِنَّمَا قَدِمَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ الْبَصْرَةَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ وَوُلِدَ الْحَسَنُ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ۔

۴۶۹: حضرت حسن کہتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان نے ہمارے اس منبر یعنی بصرہ کے منبر پر آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا: اگر جہنم کے کنارے سے ایک بڑا پتھر پھینکا جائے اور ستر برس تک نیچے گرتا رہے تب بھی وہ اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ پھر عقبہ نے حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا کہ جہنم کو بکثرت یاد کرو اس لیے کہ اس کی گرمی بہت شدید، اس کی گہرائی انتہائی بعید اور اس کے کوڑے حدید (لوہے) کے ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں کہ حسن نے عتبہ بن غزوان سے کوئی حدیث سنی ہو کیونکہ وہ بصرہ، حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں آئے تھے اور حسن، حضرت عمرؓ کی خلافت ختم ہونے سے صرف دو سال پہلے پیدا ہوئے۔

۴۷۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا حَسَنُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يُتَصَعَّدُ فِيْهِ الْكَافِرُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَيَهْوِيْ فِيْهِ كَذٰلِكَ اَبَدًا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ۔

۴۷۰: حضرت ابو سعیدؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جہنم میں ایک آگ کا پہاڑ ہے جس کا نام صعود ہے۔ کافر اس پر ستر سال میں چڑھے گا اور پھر اتنی ہی مدت میں گرتا رہے گا۔ اور ہمیشہ اسی عذاب میں رہے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔

۱۹۰: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَظْمِ اَهْلِ النَّارِ

۴۷۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنِيْ جَدِّيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ وَصَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ اُحُدٍ وَفَخِذُهٗ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلُ الرَّبَذَةِ قَوْلُهٗ مِثْلُ الرَّبَذَةِ يَعْنِيْ بِهٖ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَالرَّبَذَةِ وَالْبَيْضَاءُ جَبَلٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۴۷۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ قَالَ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَبُوْ حَازِمٍ هُوَ الْاَشْجَعِيُّ اِسْمُهٗ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ۔

۴۷۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْمُخَارِقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانُهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّأُهُ النَّاسُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْفَضْلُ بْنُ يَزِيْدَ كُوْفِيٌّ قَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ وَاَبُو الْمُخَارِقِ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ۔

۴۷۴: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسٰى نَا شَيْبَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَاِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ وَاِنَّ مَجْلِسَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ۔

۱۹۰: باب اس بارے میں کہ اہل جہنم کے اعضاء بڑے بڑے ہونگے

۴۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کافر کی داڑھ احد پہاڑ کی طرح، اس کی ران بیضاء پہاڑ کی طرح اور اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن تک کی مسافت ہوگی "مِثْلُ الرَّبَذَةِ" یعنی مدینہ اور ربذہ کے درمیان کے فاصلے کے برابر ہے جبکہ بیضاء ایک پہاڑ کا نام ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۴۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ یہ حدیث حسن ہے اور ابو حازم، اشجعی ہیں ان کا نام سلمان ہے اور یہ عزہ اشجعیہ کے مولیٰ ہیں۔

۴۷۳: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر اپنی زبان کو ایک یا دو فرسخ تک گھسیٹے گا لوگ اسے (اپنے پاؤں تلے) روندیں گے۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ فضل بن یزید کوفی سے کئی ائمہ احادیث نقل کرتے ہیں اور ابو مخارق غیر مشہور ہیں۔

۴۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس گز ہے۔ اس کی داڑھ احد (پہاڑ) کے برابر اور اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان فاصلے جتنی ہے۔

یہ حدیث اعمش کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

وغلظ جلدہ: یہاں کھال کی اس قدر موٹائی ہمارے محدود تصورات میں شاید نہ سمائے لیکن اللہ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں لہٰذا یہاں حقیقی معنی ہی مراد ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہی ہے کہ حقیقی معنی مراد ہیں کہ جسم جس قدر موٹا ہوگا اسی قدر آگ زیادہ محسوس ہوگی اور عذاب میں شدت ہوگی۔

اشکال: البتہ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ متکبرین کے حوالہ سے حدیث میں آیا ہے کہ: "ان المتکبرین یحشرون یوم القیامۃ امثال الذر فی صور الرجال" کہ متکبرین، روز قیامت آدمیوں کی شکل میں ہونگے اور جسامت میں چیونٹیوں کی مانند ہونگے۔ تو یہاں تو یہ مفہوم ہے کہ ان کا جسم بہت چھوٹا ہوگا؟

اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ حدیث میں متکبرین سے مراد مسلمان متکبرین ہیں اور حدیث باب میں کفار کی جسامت بیان کی گئی ہے۔

۲۔ میدانِ حشر میں جہنمی چیونٹیوں کی مثل ہونگے جبکہ جہنم میں ان کی جسامت اس قدر بڑھ جائے گی جیسا کہ حدیثِ باب میں بیان ہوا۔

۳۔ ہر جہنمی کی کیفیت ایک جیسی نہ ہوگی بلکہ ہر ایک فرد کی سزا مختلف ہوگی بعض کو جسیم بنا کر عذاب میں مبتلاء کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

۱۹۱ بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ شَرَابِ اَهْلِ النَّارِ

۱۹۱: باب دوزخیوں کے مشروبات کے متعلق

۴۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ قَوْلِهٖ كَالْمُهْلِ قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قَرَّبَهٗ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ وَ رِشْدِيْنُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

۴۷۵: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "کَالْمُهْلِ" کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگی اور جب دوزخی (اسے پینے کے لیے) منہ کے قریب لے جائے گا تو اس کے منہ کی کھال اس میں گر پڑے گی۔ اس حدیث کو ہم صرف رشدین بن سعد کی روایت سے جانتے ہیں اور ان کے حافظے پر اعتراض کیا گیا ہے۔

۴۷۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي السَّمْحِ عَنْ اَبِيْ حُجَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ فَيَسْلُتَ مَافِيْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ وَابْنُ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُجَيْرَةَ الْمِصْرِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

۴۷۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گرم پانی ان (دوزخیوں) کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ سرایت کرتے کرتے ان کے پیٹ تک پہنچ جائے گا اور جو کچھ پیٹ میں ہوگا اسے کاٹ کر قدموں سے نکل جائے گا اور یہی "اَلصَّهْرُ" (گل جانا) ہے اور پھر وہ ویسے ہی ہو جائے گا جیسے پہلے تھا۔ ابن حجیرہ کا نام عبدالرحمٰن بن حجیرہ مصری ہے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

۴۷۷: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قَوْلِهٖ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ قَالَ يُقَرَّبُ اِلٰى فِيْهِ فَيَكْرَهُهٗ فَاِذَا اُدْنِىَ مِنْهُ شَوٰى وَجْهَهٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَاْسِهٖ فَاِذَا شَرِبَهٗ قَطَّعَ اَمْعَاءَهٗ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ وَيَقُوْلُ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا) هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ وَلَا يُعْرَفُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ اِلَّا فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَدْ رَوٰى صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُسْرٍ لَهٗ اَخٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُخْتُهٗ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ الَّذِىْ رَوٰى عَنْهُ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدِيْثَ اَبِىْ اُمَامَةَ لَعَلَّهٗ اَنْ يَكُوْنَ اَخَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ۔

۴۷۷: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَيُسْقٰى ......" (ترجمہ۔ اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا جسے وہ (یعنی جہنمی) گھونٹ گھونٹ پیئے گا) کے بارے میں فرمایا جب اسے اس کے منہ کے نزدیک کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا۔ جب اور قریب کیا جائے گا تو اس کا منہ اس سے بھن جائیگا اور اس کے سر کی کھال اس میں گر پڑے گی اور جب وہ اسے پئے گا تو اس کی آنتیں کٹ کر دُبر سے نکل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَسُقُوْا......" انہیں (یعنی جہنمیوں کو) گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔ پھر فرمایا "وَيَقُوْلُ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا ......" یعنی اگر وہ لوگ فریاد کریں گے تو انہیں تیل کی تلچھٹ کی مانند پانی دیا جائے گا جو ان کے چہروں کو بھون دے گا۔ کتنی بری ہے یہ پینے کی چیز اور کتنی بری یہ رہنے کی جگہ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ امام بخاریؒ بھی عبید اللہ بن بسرؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں اور عبید اللہ بن بسر صرف اسی حدیث کے ساتھ مشہور ہیں۔ صفوان بن عمرو نے عبداللہ بن بسرؓ سے اس کے علاوہ بھی کئی احادیث نقل کی ہیں۔ عبداللہ بن بسرؓ کے ایک بھائی اور ایک بہن کو بھی نبی اکرم ﷺ سے سماع حاصل ہے۔ اور عبید اللہ بن بسرؓ جن سے صفوان بن عمرو نے ابوامامہ کی روایت بیان کی شاید وہ عبداللہ بسر کے بھائی ہیں۔

۴۷۸: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ ثَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَالْمُهْلِ قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِى الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلُ الدُّنْيَا هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ

۴۷۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "كَالْمُهْلِ" کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہے۔ جب وہ دوزخی کے قریب کی جائے گی تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر پڑے گی۔ اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لَسُرَادِقُ النَّارِ" (دوزخ کی) چار دیواریں ہیں اور ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت ہے۔ اسی سند سے منقول ہے کہ اگر جہنمیوں کی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہایا جائے تو پورے اہل دنیا سڑ جائیں۔ اس حدیث کو ہم صرف رشدین بن سعد کی روایت سے

رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ وَفِيْ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ مَقَالٌ۔

۴۷۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُوْنُ طَعَامَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

جانتے ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

۴۷۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) ''اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں حالت اسلام میں ہی موت آئے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زقوم[1] کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کے لیے ان کی زندگی برباد کر دے تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کی غذا ہی یہی ہوگی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۹۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ طَعَامِ اَهْلِ النَّارِ

۱۹۲: باب دوزخیوں کے کھانے کے متعلق

۴۸۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ نَا قُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْقٰى عَلٰى اَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِنْ ضَرِيْعٍ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِيْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُدْفَعُ اِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَاِذَا اُدْنِيَتْ مِنْ وُجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ

۴۸۰: حضرت ابودرداءؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کو بھوک میں مبتلا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ دوسرا عذاب اور بھوک برابر ہو جائیں گے۔ تو وہ لوگ فریاد کریں گے۔ چنانچہ انہیں ضریع (کانٹے دار نباتات) کھانے کے لیے دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا اور نہ ہی بھوک کو ختم کرے گا۔ وہ دوبارہ کھانے کے لیے کچھ مانگیں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹکنے والا ہوگا۔ وہ لوگ یاد کریں گے کہ دنیا میں اٹکے ہوئے نوالے پر پانی پیا کرتے تھے اور پانی مانگیں گے تو لوہے کے کانٹوں کے ساتھ گرم پانی ان کی طرف پھینکا جائے گا۔ جب وہ ان کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ انہیں بھون دے گا اور جب پیٹ میں داخل ہوگا تو سب کچھ کاٹ کر رکھ دے گا۔ وہ کہیں گے کہ جہنم کے دربانوں کو بلاؤ۔ وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں۔ دربان کہیں گے: تو پھر پکارو اور کافروں کی پکار صرف گمراہی میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہ کہیں گے کہ مالک (داروغہ جہنم) کو پکارو۔ پھر وہ پکاریں گے اے مالک! تمہارے رب کو چاہئے کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ مالک ان کو جواب دے گا کہ تمہارا فیصلہ

---

[1] زقوم ایک درخت ہے جس کی جڑ دوزخ کی گہرائی میں ہے۔ یہ سخت کڑوا ہے۔ دوزخیوں کو کھلایا جائے گا۔ اردو میں اس کو ''تھوہر'' کہہ سکتے ہیں جس کا دودھ نہایت کڑوا اور زہریلا ہوتا ہے۔ (مترجم)

اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَبَيْنَ اِجَابَةِ مَالِكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفَ عَامٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ فَلَا اَحَدَ خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذٰلِكَ يَاْخُذُوْنَ فِي الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ اِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَوْلَهٗ وَلَيْسَ بِمَرْفُوْعٍ وَقُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

ہو چکا ہے۔ اعمش کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ ان کی پکار اور مالک کے جواب کے درمیان ایک ہزار سال کی مدت ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ کہیں گے کہ اپنے رب کو بلاؤ اس لیے کہ اس سے بہتر کوئی نہیں۔ پس وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدقسمتی غالب آگئی اور ہم گمراہ ہوگئے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس سے نجات دے۔ اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بے شک ظالم ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو جواب دے گا دور ہو جاؤ اور اسی میں ذلت کے ساتھ رہو اور مجھ سے بات مت کرو۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت وہ ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے۔ چیخیں گے اور حسرت و افسوس کریں گے عبداللہ ابن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس حدیث کو مرفوع نہیں بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اعمش سے بواسطہ شمر بن عطیہ، شہر بن حوشب اور اُم درداءؓ، حضرت ابو درداء کا قول منقول ہے اور مرفوع نہیں ہے۔ قطبہ بن عبدالعزیز محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

۴۸۱: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ اَبِيْ شُجَاعٍ عَنْ اَبِي السَّمْحِ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ) قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسْطَ رَأْسِهٖ وَتَسْتَرْخِيْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَاَبُو الْهَيْثَمِ اِسْمُهٗ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ نِ الْعُتْوَارِيُّ وَكَانَ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِ اَبِيْ سَعِيْدٍ۔

۴۸۱: حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ" یعنی وہ اس میں بدشکل اور ترش رو ہوں گے کا مطلب یہ ہے کہ آگ ان کے چہروں کو بھون دے گی اور اوپر والا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک کر ناف کے ساتھ لگنے لگے گا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابو ہیثم کا نام سلیمان بن عمرو بن عبدالعتواری ہے۔ یہ یتیم تھے ان کی پرورش ابوسعید نے کی۔

۴۸۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي السَّمْحِ عَنْ عِيْسَى بْنِ هِلَالِ نِ الصَّدَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَهِيَ

۴۸۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر اس جیسا سیسے کا گولہ آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے اور یہ پانچ سو سال کی مسافت ہے تو رات ہونے سے پہلے زمین پر پہنچ جائے گا لیکن اگر اسے زنجیر کے ایک

مَسِيرَةَ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعْرَهَا هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سرے سے (لٹکا کر) چھوڑا جائے تو اس کی (یعنی جہنم کی) گہرائی اور تہہ تک پہنچے تک چالیس سال چلتا رہے۔
اس حدیث کی سند حسن صحیح ہے۔

۱۹۳: بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ نَارَكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ

۱۹۳: باب اس بارے میں کہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں (۷۰) حصہ ہے

۴۸۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي يُوقِدُ بَنُو آدَمَ جُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ قَالُوا وَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ هُوَ أَخُو وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ وَهْبٌ.

۴۸۳: حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہا آپؐ نے فرمایا تمہاری یہ آگ جسے انسان جلاتے ہیں جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جلانے کے لیے تو یہی آگ کافی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ آگ اس سے انہتر درجے زیادہ گرم ہے اور ہر درجہ اس کی گرمی کے برابر ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمام بن منبہ، وہب بن منبہ کے بھائی ہیں ان سے وہب نے روایت کی ہے۔

۱۹۴: بَابٌ

۱۹۴: باب اسی کے متعلق

۴۸۴: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى أَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ لِكُلِّ جُزْءٍ مِنْهَا حَرُّهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ.

۴۸۴: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں حصہ ہے اور ہر حصہ اتنا ہی گرم ہے جتنی تمہاری یہ آگ۔
یہ حدیث ابوسعید کی روایت سے حسن غریب ہے۔

۴۸۵: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ نَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أُوقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ.

۴۸۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ کی آگ ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی پس اب وہ سیاہ و تاریک ہے۔

۴۸۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ اَوْرَجُلٍ اٰخَرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ هٰذَا مَوْقُوْفٌ اَصَحُّ وَلَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ شَرِيْكٍ۔

۴۸۶: سوید بن نضر، عبداللہ سے وہ شریک سے وہ عاصم سے وہ ابوصالح یا کسی اور شخص سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ موقوف ہے اور اس باب میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ یحییٰ بن بکیر کے علاوہ بھی کسی نے اسے مرفوع کیا ہو۔ وہ شریک سے روایت کرتے ہیں۔

۱۹۵: بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَيْنِ وَمَا ذُكِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيْدِ

۱۹۵: باب دوزخ کے لیے دو سانس اور اہل توحید کا اس سے نکالے جانے کے متعلق

۴۸۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيْدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ نَا الْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا وَقَالَتْ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ نَفَسًا فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسًا فِي الصَّيْفِ فَاَمَّا نَفَسُهَا فِي الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيْرٌ وَاَمَّا نَفَسُهَا فِي الصَّيْفِ فَسَمُوْمٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَالْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ لَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِذَاكَ الْحَافِظِ۔

۴۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ میرے بعض اجزاء بعض کو کھا گئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دے دی ایک مرتبہ سردیوں میں دوسری مرتبہ گرمی میں۔ چنانچہ سردی میں اس کا سانس سخت سردی کی شکل میں اور گرمی میں سخت لُو کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔ مفضل بن صالح محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

۴۸۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاؤُدَ نَا شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ هِشَامٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَقَالَ شُعْبَةُ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَايَزِنُ شَعِيْرَةً اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَايَزِنُ بُرَّةً اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مَا يَزِنُ ذَرَّةً وَقَالَ شُعْبَةُ مَا يَزِنُ ذُرَةً مُخَفَّفَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۸: حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہشام (راوی) نے کہا آگ سے نکالا جائیگا اور شعبہ کی روایت میں ہے آگ سے نکالو اس شخص کو جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا اور اس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ اسے بھی جہنم سے نکالو جس نے "لا الٰہ الا اللّٰہ" کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر ایمان ہے۔ اسے بھی جہنم سے نکالو جس نے "لا اللہ الا اللّٰہ" کہا اور اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے۔ شعبہ نے کہا اس کو بھی جس کے دل میں جَو کے برابر ایمان ہے۔ اس باب میں حضرت جابرؓ اور عمران بن حصینؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا أَبُوْدَاوُدَ عَنْ مُبَارَكِ بْنِ فُضَالَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا أَوْخَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۴۸۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال دو جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو یا مجھ سے کسی مقام پر ڈرا ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۴۹۰: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيَقُوْلُ يَارَبِّ قَدْ أَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ إِلَى الْجَنَّةِ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ لِيَدْخُلَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ قَدْ أَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِيْ كُنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ قَالَ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ الَّذِيْ تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةَ أَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ أَتَسْخَرُ بِيْ وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۹۰: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ ایک آدمی سرینوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا اور عرض کرے گا اے رب: لوگ اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے کہا جائے گا جنت کی طرف جا اور اس میں داخل ہو جا۔ آپؐ نے فرمایا وہ جنت میں داخل ہونے جائے گا تو دیکھے گا کہ لوگوں نے اپنی اپنی جگہ پر قبضہ کر لیا ہے واپس آ کر کہے گا اے میرے پروردگار لوگ اپنے اپنے مقام پر قابض ہو چکے ہیں۔ اسے کہا جائیگا کیا تجھے وہ وقت یاد ہے جس میں تو تھا۔ وہ کہے گا "ہاں" کہا جائیگا کہ پھر اپنی تمنا بیان کر۔ وہ تمنا کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تجھے وہ بھی دیا جائے گا جس چیز کی تو نے تمنا کی ہے اور (اس کے ساتھ) دنیا کا دس گنا اور دیا جائے گا۔ وہ عرض کرے گا اے اللہ: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپؐ کے نواجذ (آخری دانت) ظاہر ہو گئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۹۱: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ يُؤْتٰى بِرَجُلٍ فَيَقُوْلُ سَلُوْا عَنْ صِغَارِ ذُنُوْبِهٖ وَاخْبَؤُا كِبَارَهَا فَيُقَالُ لَهُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً قَالَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ لَقَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ مَا أَرَاهَا هٰهُنَا

۴۹۱: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو جہنم سے نکلنے اور جنت میں داخل ہونے والوں میں سب سے آخری ہوگا۔ ایک آدمی لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کے بڑے گناہوں کو چھپا کر اس کے چھوٹے گناہوں کے متعلق پوچھو۔ اس سے کہا جائے گا کہ تم نے فلاں دن اس طرح کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس سے کہا جائے تیرے تمام گناہ نیکیوں سے بدل دیئے گئے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار میں نے اور بھی بہت سے گناہ کیے تھے جو یہاں نہیں ہیں۔ راوی کہتے ہیں پھر میں نے آنحضرت

قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہنس رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے آخری دانت ظاہر ہو گئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۹۲: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيْدِ فِي النَّارِ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِيْهَا حُمَمًا ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ فَيُخْرَجُوْنَ وَيُطْرَحُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ الْجَنَّةِ قَالَ فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِيْ حُمَالَةِ السَّيْلِ ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ۔

۴۹۲: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل توحید میں سے کچھ لوگوں کو دوزخ میں عذاب دیا جائیگا۔ یہاں تک کہ وہ کوئلہ کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر رحمت الٰہی ان کا تدارک کرے گی اور انہیں دوزخ سے نکال کر جنت کے دروازوں پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر جنت کے لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے جس سے وہ کوئی اس طرح اگنے لگیں گے جیسے کوئی دانہ بہنے والے پانی کے کنارے اگتا ہے اور پھر جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت جابرؓ سے منقول ہے۔

۴۹۳: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَمَنْ شَكَّ فَلْيَقْرَأْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۹۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ جس کو شک ہو وہ یہ آیت پڑھے "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ" (ترجمہ: اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۹۴: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ثَنِيْ ابْنُ اَنْعُمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَا النَّارَ اِشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَخْرِجُوْهُمَا فَلَمَّا اُخْرِجَا قَالَ لَهُمَا لِاَيِّ شَيْءٍ اِشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ رَحْمَتِيْ لَكُمَا اَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا اَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَيَنْطَلِقَانِ فَيُلْقِيْ اَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ فَيَجْعَلُهَا عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا وَيَقُوْمُ الْاٰخَرُ فَلَا يُلْقِيْ نَفْسَهٗ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَا مَنَعَكَ اَنْ تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا اَلْقٰى صَاحِبُكَ فَيَقُوْلُ

۴۹۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سے دو آدمی زور زور سے چلانے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ان دونوں کو نکالو۔ انہیں نکالا جائے گا تو ان سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا تم لوگ کیوں اتنا چیخ رہے تھے وہ کہیں گے کہ ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری تم لوگوں پر رحمت یہی ہے کہ جاؤ اور دوبارہ خود کو دوزخ میں ڈال دو۔ وہ دونوں جائیں گے اور ایک اپنے آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو سرد اور سلامتی والی بنا دے گا۔ دوسرا وہیں کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تجھے کس چیز نے روکا کہ تو بھی اپنے آپ کو اسی طرح ڈالتا جس طرح تیرے ساتھی نے ڈالا۔ وہ کہے گا اے رب مجھے امید ہے کہ تو ایک مرتبہ دوزخ سے

يَارَبِّ اِنِّي لَا رَجُوْانْ لَّا تُعِيْدَنِيْ فِيْهَا بَعْدَمَا اَخْرَجْتَنِيْ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَكَ رَجَاءُكَ فَيَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ جَمِيْعًا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ اِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ ضَعِيْفٌ لِاَنَّهُ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ وَ رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْ اِبْنِ اَنْعُمٍ وَهُوَ الْاِفْرِيْقِيُّ وَالْاِفْرِيْقِيُّ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

نکالنے کے بعد دوبارہ نہیں لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔ تیرے ساتھ تیری امید کے مطابق معاملہ ہوگا۔ پس دونوں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اس لیے کہ یہ رشدین بن سعد سے مروی ہے اور رشدین بن سعد محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ رشدین بن سعد، ابن انعم افریقی سے روایت کرتے ہیں اور افریقی بھی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

۴۹۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ اِسْمُهُ عِمْرَانُ ابْنُ تَيْمٍ وَيُقَالُ ابْنُ مِلْحَانَ۔

۴۹۵: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً میری شفاعت سے ایک قوم دوزخ سے نکلے گی۔ وہ جہنمی کہلاتے ہوں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو رجاء عطاردی کا نام عمران بن تیم ہے۔ انہیں ابن ملحان بھی کہا جاتا ہے۔

۴۹۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ تَكَلَّمَ فِيْهِ شُعْبَةُ۔

۴۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں نے جہنم کے مثل کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اس سے بھاگنے والا سو جائے اور جنت کے برابر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی کہ اس کا طلب گار سو جائے۔ اس حدیث کو ہم صرف یحییٰ بن عبیداللہ کی روایت سے جانتے ہیں اور یحییٰ بن عبیداللہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ شعبہ نے ان پر اعتراض کیا ہے۔

خلاصۃ الباب: مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو لاکھوں فرشتے اس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے اور ایسی جگہ رکھ دیں گے کہ وہ اہل محشر اور جنت کے درمیان حائل ہوجائے گی اور جنت تک جانے کیلئے اس پل صراط کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہوگا جو دوزخ کی پیٹھ پر رکھا ہوگا دوزخ کی چوہتر ہزار باگیں ہوں گی اور ان کا مقصد یہ ہوگا کہ جب وہ لائی جائیں گی تو جہنمیوں پر اپنے غضب وغصہ کا اظہار کر رہی ہوگی اور چاہے گی کہ سب کو ہڑپ کر جائے۔ پس فرشتے اس کو اپنیا گوں کے ذریعہ روکیں گے اگر اس کی باگیں چھوڑ دی جائیں تو وہ مؤمن اور کافر سب کو چٹ کر جائے (۲) اس کی گہرائی بہت زیادہ اور اس کے پہاڑ ایسے ہیں کہ دوزخی اس پر ستر برس تک چڑھایا جائے گا اور ''ربذہ'' مدینہ کے کے ت میں سے ایک قصبہ تھا جو وہاں سے تین دن کی مسافت پر ذات عرق کے قریب واقع تھا'' جیسا کہ ربذہ ہے'' سے مراد یہ ہے کہ کافر دوزخی اپنی لمبی چوڑی جسامت کی وجہ سے اپنے بیٹھنے میں اتنی جگہ گھیرے گا جتنی کہ مدینہ کے درمیان فاصلہ کے برابر ہوگی۔ دراصل کافر دوزخیوں کو دیے

جانے والے عذاب میں فرق واختلاف کی بنیاد پر ہے کہ جوکافر سخت ترین عذاب کا مستحق ہوگا اس کی جسامت بھی اسی اعتبار سے لمبی چوڑی ہوگی اور اسی لحاظ سے اس کے بیٹھنے کی جگہ بھی زیادہ لمبی چوڑی ہوگی اور جو کافر نسبتاً ہلکے عذاب کا مستوجب ہوگا اس کی جسامت نسبتاً کم لمبی چوڑی ہوگی اس لحاظ سے بیٹھنے کی جگہ بھی کم لمبی چوڑی ہوگی اس پر کھال وغیرہ کی مقدار کے اختلاف کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے (۳) ایمان وتوحید بہت قیمتی چیز ہے اس کی بدولت نجات ملے گی ایمان کو بڑھانے اور کامل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے اور ایمان اعمال صالحہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

۱۹۶: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ

۱۹۶: باب اس بارے میں کہ جہنم میں عورتوں کی اکثریت ہوگی

۴۹۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ۔

۴۹۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں غریبوں کو زیادہ دیکھا اور جب دوزخ میں دیکھا تو عورتوں کی اکثریت تھی۔

۴۹۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ قَالُوْا نَا عَوْفٌ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ هٰكَذَا يَقُوْلُ عَوْفٌ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَيَقُوْلُ اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكِلَا الْاِسْنَادَيْنِ لَيْسَ فِيْهِمَا مَقَالٌ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ اَبُوْ رَجَاءٍ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ عَوْفٍ اَيْضًا هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ۔

۴۹۸: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو وہاں عورتیں زیادہ تھیں اور جنت میں جھانکا‘ جنت میں فقراء کی اکثریت تھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عوف بھی ابورجاء سے وہ عمران بن حصین سے اور ایوب ابورجاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ دونوں سندیں صحیح ہیں۔ ممکن ہے کہ ابورجاء نے دونوں سے سنا ہو۔ عوف کے علاوہ اور راوی بھی یہ حدیث ابورجاء کے واسطہ سے عمران بن حصین سے نقل کرتے ہیں۔

۱۹۷: بَابُ

۱۹۷: باب

۴۹۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ

۴۹۹: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا رَجُلٌ فِیْ اَخْمَصِ قَدَمَیْهِ جَمْرَتَانِ یَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ میں کم تر عذاب یہ ہوگا کہ ایک شخص کے تلووں میں آگ کے دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھولتا رہے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

۱۹۸: بَابٌ

۱۹۸: باب

۵۰۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا اَبُوْ نُعَیْمٍ نَا سُفْیَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُتَکَبِّرٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۵۰۰: حضرت حارثہ بن وہب خزاعیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتاؤں؟ اہل جنت میں ہر ضعیف ہوگا جسے لوگ حقیر جانتے ہیں وہ اگر کسی چیز پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو سچی کردے گا۔ (پھر فرمایا) اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں؟ اہل دوزخ میں ہر سرکش حرام خور اور متکبر شخص ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: "کل ضعیف متضعیف" کمزور ترین شخص، "متضعف بفتح العین" وہ شخص جس کو لوگ حقیر جانیں۔ اور بکسر العین ہو تو معنی ہے کہ وہ شخص جو تواضع کی وجہ سے خود کو حقیر اور کم تر سمجھتا ہو۔

یہاں یہ مراد نہیں کہ صرف اس قسم کے کمزور لوگ ہی جنت میں جائیں گے بلکہ دنیا میں بہت سے لوگ بہت سے اللہ والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو صاحبِ جاہ وجلال ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی وہ بلند مرتبوں پر فائز ہوتے ہیں۔ لہٰذا جنت میں لے جانے والی اصل بنیاد تعلق مع اللہ ہے کہ جس کو جس قدر قرب حاصل ہوگا وہ اسی قدر اعلیٰ مراتب پر فائز ہے اب یہ تعلق ضعیف ومتضعف کو حاصل ہو جائے یا صاحبِ جاہ وجلال کو۔ البتہ ایک بہت بڑا فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ ضعیف ومتضعف کے لئے بچنے کے مواقع زیادہ ہیں اور خطرات کم ہیں جبکہ صاحبِ جاہ وجلال حیثیت کا راستہ بہت پر خطر اور دشوار ہے کہ دل میں اگر ذرا بھی مرتبہ اور جاہ کی خواہش بیدار ہوگئی یا ذرہ بھی تکبر آگیا یا "تشرف للدین" پیدا ہوگیا تو سارے کئے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے۔

تمت ابواب صفة جهنم ويليه كتاب الايمان

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْاِیْمَانِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ابوابِ ایمان
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں

تشریح: ابواب لزھد ختم ہوئے اب ایمان کا بیان شروع ہوا ہے۔ چونکہ نجات کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں:

۱۔ایمان ۲۔اعمال صالحہ

اعمال صالحہ کا بیان پہلے آچکا اب یہاں سے ایمان کی بحث شروع ہوئی ہے۔

ایمان کے معنی: ایمان کے لغوی معنی تصدیق کرنا یعنی کسی کے اعتماد واعتبار پر اس کی بات کو سچا ماننا۔

اصطلاحی معنی: اصطلاحی معنی ہیں اللہ کے پیغمبروں نے جو ایسی حقیقتیں ہم کو بتلائی ہیں جو ہمارے حواس اور آلات ادراک کی حدود سے ماوراء ہیں اور انہوں نے جو علم وہدایت اللہ کی طرف سے ہمیں پہنچائی ہے ان سب باتوں کو سچ ماننا اور ان انبیاء کی تصدیق کرنا، اور ان کے لائے ہوئے دین کو قبول کرنا، یہی ایمانِ شرعی ہے۔ ایمانِ شرعی کا تعلق درحقیقت ایسے امورغیب سے ہے جن کو ہم آلات احساس وادراک (آنکھ، ناک کان وغیرہ) کے ذریعے معلوم نہیں کر سکتے، اس لئے قرآن کریم میں ایمان کے ساتھ "بالغیب" کی ضد آئی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ان کی صفات اور ان کے احکام، رسولوں کی رسالت، ان پر وحی کی آمد اور مبدا و معاد کے تعلق سے ان حضرات نے جو اطلاعات دی ہیں ان سب کو ان کی سچائی کے اعتماد پر حق جان کر دل سے قبول کرنے کا نام اصطلاحِ شریعت میں ایمان ہے۔ اور پیغمبر کی اسی قسم کی بتلائی ہوئی باتوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ ماننا، یا اس کو حق نہ سمجھنا اس کی تکذیب ہے۔ جو آدمی کو ایمان کے دائرے سے خارج کر کے کفر کی سرحد میں داخل کر دیتی ہے۔ غرض مؤمن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام باتوں کی جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے اللہ کی طرف سے بتلائی ہیں تصدیق کرے اور ان کو حق مان کر قبول کرے۔

امورِ ایمان: امورِ ایمان کو عقائدِ اسلام بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عقائد اگر پھیلائے جائیں تو بہت ہیں۔ بہشتی زیور میں پچاس عقیدے بیان کئے ہیں لیکن اگر ان کو سمیٹا جائے تو وہ چھ عقیدے ہیں جن کا ذکر حدیثِ جبریل میں آیا ہے اور جن کو ایمانِ مفصل میں لیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اللہ کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر) اور بھلی بری تقدیر پر ایمان لانا۔

اور اگر مزید سمیٹا جائے تو صرف دو بنیادی عقیدے رہ جاتے ہیں جو کلمہ طیبہ میں لئے گئے ہیں۔ یعنی توحید اور رسالتِ محمدی کا اقرار۔ پھر مزید سمیٹا جمائے تو بنیادی عقیدہ "لا الہ الا اللہ" ہے جس میں رسالتِ محمدی وغیرہ تمام عقائد شامل ہیں۔

ایمانیات کی تفصیل: ۱۔ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے موجود "وحدہ لاشریک لہ" خالقِ کائنات اور

رب العالمین ہونے کا یقین کیا جائے اور ہر عیب ونقص سے ان کو پاک اور ہر صفتِ کمال سے ان کو متصف مانا جائے۔

۲۔ اور فرشتوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ: مخلوقات میں ان کو ایک مستقل نوع کی حیثیت سے ان کے وجود کو تسلیم کیا جائے اور یقین کیا جائے کہ وہ اللہ کی پاکیزہ اور محترم مخلوق ہیں۔ ہر شر اور نافرمانی سے پاک ہیں ان کا کام اللہ کی بندگی اور ان کی جو ڈیوٹیاں ہیں ان کو بخوبی انجام دینا ہے اور وہی اللہ کے پیغامات رسولوں تک پہنچاتے ہیں۔

۳۔ اور اللہ کی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یقین کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے رسولوں کے ذریعے ہدایت نامے بھیجے ہیں۔ ان میں سب سے آخری پیغام قرآن مجید ہے جو پہلی سب کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔ یعنی گذشتہ کتابوں کی تعلیم کا خلاصہ اور نچوڑ قرآن میں لیا گیا ہے۔ پس یہ آخری کتاب سب سے مستغنی کرنے والی کتاب ہے۔

۴۔ اور اللہ کے رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے کہ اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی ہدایت کا پیغام ودستور دیکر بھیجا ہے اور انہوں نے پوری امانت ودیانت کے ساتھ خدا کا وہ پیغام بندوں کو پہنچایا ہے۔ یہ سب پیغمبر اللہ کے برگزیدہ اور صادق بندے تھے۔ اس لئے ان رسولوں کی تصدیق کرنا اور بحیثیت پیغمبران کا پورا پورا احترام کرنا ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ نیز اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ اس سلسلہ نبوت کو حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا گیا ہے۔ اب قیامت تک انسانوں کی نجات وفلاح آپ ﷺ ہی کی ہدایت کی پیروی میں منحصر ہے۔

۵۔ اور اس دنیا کے آخری دن پر ایمان نہ لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس حقیقت کا یقین کیا جائے کہ یہ دنیا ایک دن فنا کر دی جائے گی اور اس کے مطابق لوگ جنت اور جہنم میں جائیں گے۔ قیامت کا یہ عقیدہ سارے نظام دین کی بنیاد ہے۔ اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو تو پھر کسی دین ومذہب اور تعلیمات وہدایت کو ماننے کی اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور بعد الموت کا عقیدہ یوم آخر کے عقیدے میں شامل ہے۔

اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی موت سے صرف جسم مرتا ہے روح نہیں مرتی وہ عالمِ برزخ میں چلی جاتی ہے، پھر جب اس دنیا کا آخری دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ تمام اجسام کو زمین سے دوبارہ بنائیں گے پھر ان کی طرف ان کی روحیں لوٹائیں گے۔ پس نئی زندگی شروع ہو جائے گی، پھر حساب وکتاب ہوگا جزاء وسزا کے فیصلے ہونگے اور لوگ جنت وجہنم میں پہنچ کر دم لیں گے اور وہاں تا ابد نعمتوں میں یا عذاب میں رہیں گے۔

۶۔ اور بھلی بری تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں اس عالم کے لئے ایک پلاننگ کی ہے اور یہ بات طے کر دی ہے کہ کیا کیا چیزیں کونسے عقیدے اور کونسے اعمال انسان کے لئے مفید ہیں۔ اور کون سے مضر۔ مثلاً گھی مفید ہے اور زہر مضر ہے اسی طرح ایمان مفید ہے اور کفر وشرک مضر ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی ازلی پلاننگ ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لوگ مادی چیزوں کی حد تک اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو مانتے بھی ہیں اور اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔ تجربہ سے حق چیزوں کا مفید ہونا ثابت ہوتا ہے اس کو اختیار کرتے ہیں۔ اور مضر چیزوں سے بچتے ہیں۔ اسی طرح معنویات (ایمان وعمل) کے سلسلہ میں بھی پیغمبروں نے اللہ کی طرف سے جو ہدایات دی ہیں ان کو ماننا اور ان پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور یہ سب باتیں ازل سے طے ہیں ایسا

نہیں ہے کہ یہ کارخانہ بس یونہی چل رہا ہے ازل سے اس کے سارے میں اللہ کو کچھ معلوم نہیں۔ ایسا ماننے کی صورت میں اللہ کی انتہائی عاجزی اور بے چارگی لازم آئے گی۔

فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے: انسان چونکہ اللہ کے بندے ہیں اس لئے اللہ نے ان کو پیدا کرنے کے بعد ان کی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کا انتظام کیا ہے۔ جسمانی ضرورتیں جیسے بارش برسانا۔ زمین سے غلہ اگانا۔ گرمی سردی کا توازن قائم کرنا وغیرہ اور روحانی ضرورتیں۔ ایمان وعمل صالح کی رہنمائی کرنا ہے تا کہ بندے بہشت میں پہنچیں اور جہنم سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں انسانوں سے براہِ راست خطاب نہیں کرتے یہ بات انسانوں کی سکت سے باہر ہے اس لئے وہ اپنے پیغامات فرشتوں کے واسطے سے انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس بھیجتے ہیں اس لئے فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے تا کہ یہ سوال پیدا نہ ہو کہ انبیاء کے پاس یہ ہدایتیں کس ذریعے سے آئیں۔

گذشتہ نبیوں پر اور گذشتہ کتابوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟: گذشتہ نبیوں اور گذشتہ کتابوں پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے کہ یہ حضرات ایک ہی ہستی کے نمائندے ہیں اور ان کی کتابیں ایک ہی سرچشمہ سے نکلی ہوئی نہریں ہیں۔ سب کا دین متحد ہے اور وہ اسلام ہے۔ ''ان الدین عند اللہ السلام'' البتہ شریعتیں (آئین) مختلف ہیں کیونکہ زمانوں کے تقاضے مختلف ہیں مگر سب شریعتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی ہوئی ہیں۔ پس خاتم النبیین ﷺ پر نازل کیا ہوا دین بھی اور اللہ کی کتاب قرآن مجید اور آئین بھی اسی سرچشمہ سے آیا ہے پس آخری دین اور شریعت کو ماننے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ گذشتہ دین اور شریعتوں کو اور گذشتہ پیغمبروں کو بھی تسلیم کیا جائے۔

اسلام کے معنی: اسلام کے لغوی معنی ہیں ''سرافگندگی'' یعنی خود کو کسی کے سپرد کر دینا اور بالکل اسی کے تابع اور فرمانبردار ہو جانا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں ''اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کو اپنا دستورِ زندگی بنانا اور اللہ کے احکام کا مطیع ہونا'' سورۂ آلِ عمران میں ہے: ''ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخسرین'' جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں بڑے گھاٹے میں رہے گا۔

غرض اسلام کی اصل روح اور حقیقت یہی ہے کہ بندہ خود کو کلی طور پر اللہ کے حوالہ کر دے اور ہر پہلو سے ان کا مطیع اور فرمانبردار بن جائے، پھر انبیاء کی شریعتوں میں کچھ مخصوص بنیادی اعمال کا بھی حکم دیا گیا ہے جو دین کے پیکر محسوس ہوتے ہیں اور اس باطنی حقیقت کی نشو ونما اور اس کی تازگی کا مدار انہی مخصوص ارکان پر ہوتا ہے اس لئے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کو دستورِ حیات بنائیں، انہی ارکان پر اسلام کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں یہ ارکان پانچ ہیں۔

۱۔ توحیدِ خداوندی اور رسالتِ محمدی کی گواہی دینا، یعنی منکروں کو اسلام کے یہ دو بنیادی عقیدے پہنچانا۔

۲۔ نماز۔

۳۔ زکوۃ۔

۴۔ روزہ۔

۵۔ اور بیت اللہ شریف کا حج۔

ان پانچ چیزوں کو ارکانِ اسلام قرار دیا گیا ہے۔ آگے حدیث آرہی ہے کہ اسلام کی بنیاد انہی پانچ چیزوں پر ہے۔

مگر بالخصوص میں ایمان واسلام ایک دوسرے کی جگہ بھی مستقل ہوتے ہیں۔ عقائد پر اسلام کا اطلاق کیا گیا ہے اور اعمال پر ایمان کا اس لئے طلبہ کو احادیث پڑھتے ہوئے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

(ماخوذ از: تحفۃ الالمعی جلد ٦)

١٩٩ بَابُ مَا جَاءَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

١٩٩: باب اس بارے میں کہ مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ لا الٰہ الا اللہ کہیں

٥٠١: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا هَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٥٠١: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہیں اور اگر وہ لوگ اس کے قائل ہوگئے (یعنی کلمہ پڑھ لیا) تو ان لوگوں نے اپنی جان ومال کو میرے ہاتھوں سے بچالیا یہ کہ وہ کوئی ایسا جرم کریں جس سے ان کی یہ چیزیں حلال ہو جائیں اور ان کا حساب اللہ پر ہے[1]۔ اس باب میں حضرت جابرؓ، ابوسعیدؓ اور ابن عمرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٥٠٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهُ كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِيْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ

٥٠٢: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو عرب میں سے کچھ لوگوں نے دین کا انکار کر دیا۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا: آپ کیسے لوگوں سے لڑیں گے جبکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا جب تک یہ ''لا الٰہ الا اللہ'' نہ کہیں۔ اور جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا ان کی جان ومال میرے ہاتھوں سے محفوظ ہے۔ مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جو ان کی ان چیزوں کو حلال کر دے۔ پھر ان کا حساب اللہ پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا وظیفہ ہے۔ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے ایک رسّی (مراد اونٹ کی رسّی) بھی بطورِ زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیں گے جو یہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے۔ تو میں ان سے اس کی عدم ادائیگی پر ان سے جنگ کروں گا۔ اس پر

[1] یعنی اگر یہ لوگ ایسا جرم کریں جن سے ان کی جان ومال حلال ہو جاتی ہیں مثلاً قتل عمداً کرنا، کسی کا مال غصب کرنا اور ان کا حساب اللہ پر ہے سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا اقرار کرلے (یعنی لا الٰہ الا اللہ کہے) تو مجھے اس تفصیل کو جاننے کی ضرورت نہیں کہ اس کے دل میں کیا ہے لہٰذا یہ اللہ کا کام (واللہ اعلم مترجم)

اِلَّا اَنْ رَأَیْتُ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَهٰکَذَا رَوٰی شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ وَرَوٰی عِمْرَانُ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَهُوَ حَدِیْثٌ خَطَأٌ وَقَدْ خُوْلِفَ عِمْرَانُ فِیْ رِوَایَتِہٖ عَنْ مَعْمَرٍ۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سینہ جنگ کے لیے کھول دیا اور میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعیب بن ابی حمزہ اسے زہری سے اسی طرح نقل کرتے ہیں وہ عبیداللہ بن عبداللہ اور وہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ عمران قطان بھی یہ حدیث معمر سے وہ زہری وہ انس بن مالک اور وہ ابوبکرؓ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس سند سے خطا ہے اس لیے کہ عمران کا معمر سے روایت کرنے میں اختلاف ہے۔

تشریح: ''امرت ان اقاتل الناس'' یہاں اس بات کا بیان ہے کہ دشمن اگر لڑائی کے دوران ایمان لے آئے تو پھر جنگ جاری نہ رکھی جائے بلکہ جنگ بندی کردی جائے ایمان لانے کی صورت میں وہ ہمارا اسلامی بھائی بن گیا اب جنگ جاری رکھنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی مخصوص فرد دورانِ جنگ کلمہ پڑھ لے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے اس کو اب قتل کرنا جائز نہیں۔

حتی یقولو ا لا الہ الا اللّٰہ: یہاں صرف زبان سے لا الہ الا اللّٰہ پڑھنا مراد نہیں بلکہ پورا دینِ اسلام قبول کرنا مراد ہے۔ لہٰذا کوئی شخص زبان سے لا الہ الا اللّٰہ پڑھے لیکن نماز کا انکار کرے یا اسلام کے کسی اور حکمِ قطعی کا انکار کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے دوسرے باب کی پہلی حدیث میں یہ بات صراحۃً آرہی ہے۔

الابحقها: یعنی اگر قبولِ اسلام کے بعد کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا جائے جس کی سزا شریعتِ اسلامی میں جان یا مال لینا ہے تو اس کو حکمِ خداوندی کے مطابق سزا دی جائے گی اس صورت میں لا الہ الا اللّٰہ کہنے کے باوجود وہ دنیاوی سزا سے نہیں بچ سکتا۔

وحسابهم علی اللّٰہ: یعنی کوئی شخص کلمہ لا الہ الا اللّٰہ پڑھ کر خود کو مسلمان ظاہر کرے اور دل میں اسلام کے لئے بغض چھپائے رکھے محض اپنی جان بچانے کی خاطر اسلام قبول کرلے تو ہمارے لئے تو یہی حکم ہے کہ ہم اسے قتل نہ کریں کیونکہ اس کے دل کی حالت پر ہم مطلع نہیں ہوسکتے البتہ اللہ کے ہاں جب حاضری ہوگی تو پھر حساب دینا ہوگا وہاں کھرا کھوٹا سب ظاہر ہوجائے گا۔
دوسری حدیث میں اسی سے متعلق یہ مضمون ہے کہ: ''انی لم اومر ان اشق عن قلوب الناس ولا کن بطونهم'' کہ مجھے اس بات کا حکم نہیں کیا گیا کہ میں لوگوں کے دل چیر کر اور پیٹ پھاڑ کر حقیقت معلوم کروں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''من قال لاالہ الا اللّٰہ واظهرا لاسلام نترك مقاتلہ ولا نشق باطنہ هل هو مخلص ام لا فان ذلك مفوض الی اللّٰہ تعالیٰ و حسابہ علیہ''۔

و کفر من کفر من العرب: آپ ﷺ کے انتقال کے وقت وہ لوگ جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اسلام میں ابھی کچے تھے، نہ ہی انہیں آپ ﷺ کی صحبت ورفاقت کا زیادہ موقع ملا تھا اس قسم کے افراد میں چند افراد ایسے تھے جنہوں نے ارتداد اختیار کرلیا تھا۔ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد لوگوں کی چار اقسام ہوگئیں۔

۱۔ انقسمت العرب بعد موت النبی ﷺ علی اربعة اقسام:

”طائفة بقيت على ما كانت عليه في حياته وهم الجمهور وطائفة بقيت على الاسلام ايضا الا انهم قالوا نقيم الشرائع الا ان لا نؤدي الزكاة الى ابي بكر .... وطائفة توقفت فلم قطع احدا من الطوائف الثلاثة و تربصوا لمن تكون الغلبة“۔

اسی طرح مرتدین کی تین اقسام تھیں۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:”كان اهل الردة ثلاثة اصناف صنف عادوا الى عبادة الاوثان، وصنف تبعوا مسيلمة والاسود العنسي وصنف ثالث استمروا على الاسلام لكنهم جحدوا الزكاة و تأولوا بالها خاصة بزمن النبي صلی اللہ علیہ وسلم“۔

اشکال: یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ منکرین زکوۃ کے کافر ہونے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اشکال کیوں ہوا؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ منکرین زکوۃ کی دوقسمیں تھیں۔ایک تو وہ تھے جو فرضیت زکوۃ کے ہی منکر تھے۔اور دوسرے وہ تھے جن کو زکوۃ کی فرضیت کا انکار نہ تھا لیکن ان کا کہنا تھا کہ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوۃ نہ دینگے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ”خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها“ یعنی اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو لوگوں سے زکوۃ وصول کرنے کی غایت فرمائی جارہی ہے اس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں۔تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہے نہیں جو ہمیں پاک کرتے یا ہمارا تزکیہ کرتے لہٰذا ابوبکر کو ہم زکوۃ ادا نہ کرینگے۔

تو حضرات شیخین کا مناظرہ اس قسم ثانی کے بارے میں ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ لوگ تو مسلمان ہیں ان کے ساتھ قتال کیوں کیا جارہا ہے۔جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے اس وجہ سے قتال کا حکم دے رہے تھے جس سے قوم کے اجتماعی مصالح پر زد پڑرہی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو اجتماعی طور پر زکوۃ کا نظام چلا آرہا تھا اس کو برقرار رکھنا ضروری تھا اور اگر ایک مرتبہ یہ اجتماعی نظام ٹوٹ جاتا تو پھر اس کو دوبارہ قائم کرنا بڑا مشکل تھا اس وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغیوں کے خلاف قتال کیا تاکہ قوم کے اجتماعی مصالح پر زد نہ پڑے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس پر شرح صدر ہوگیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا موقف درست ہے لہٰذا ان مانعین زکوۃ سے قتال کی نوبت نہ آئی اور وہ مدینہ زکوۃ بھیجنے کے لئے تیار ہوگئے۔

لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کو نماز پر قیاس فرمایا اور حکم لگایا کہ جس طرح منکرِ صلوۃ سے قتال کا حکم ہے اسی طرح منکرین زکوۃ سے بھی قتال کا حکم ہے۔اسی سے استدلال کرتے ہوئے ائمہ اربعہ کسی نص وروایت میں قیاسِ جلی کے ذریعہ تخصیص کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

فان الزكا حق المال: زکوۃ کی عدم ادائیگی پر قتال کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ نماز جسمانی عبادت ہے۔زکوۃ ادا کرنے والا اپنا مال محفوظ کرلیتا ہے۔پس جو شخص زکوۃ ادا نہ کرے تو زبردستی اس سے مطالبہ کیا جائے گا اگر انکار کرے تو مقابلہ پر آنے کی وجہ سے اس سے قتال کیا جائیگا۔

۲۰۰: بَابُ مَاجَاءَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

۲۰۰: باب مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس وقت تک لوگوں سے لڑوں یہاں تک یہ ”لا الٰہ الا اللہ“ کہیں اور نماز پڑ

۵۰۳: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَعْقُوْبَ الطَّالِقَانِیُّ نَا ابْنُ

۵۰۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْمُبَارَكِ نَا حُمَيْدُ نِ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ اَنْ يَّسْتَقْبِلُوْا قِبْلَتَنَا وَيَاْكُلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَاَنْ يُّصَلُّوْا صَلَاتَنَا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاءُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهٗ

فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک یہ لوگ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نیز ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں، ہماری ذبح کی ہوئی چیزیں کھائیں اور ہماری نماز کی سی نماز پڑھیں۔ اگر وہ لوگ ایسا کریں گے تو ان کے مال اور جانیں ہم پر حرام ہوجائیں گی مگر یہ کہ وہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کریں جس کی وجہ سے ان کی یہ چیزیں حلال ہوجائیں۔ پھر ان کے لیے وہی کچھ ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے اور ان پر بھی وہی حقوق واجب الادا ہیں جو دوسرے مسلمانوں پر ہیں۔ اس باب میں حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ یحیٰ بن ایوب نے بھی حمید سے اور انہوں نے انسؓ سے اسی کی مانند حدیث نقل کی ہے۔

تشریح: "وان یستقبلوا ذبیحتنا و یا کلوا ذبیحتنا وان یصلوا صلاتنا" یہ تمام افعال چونکہ شعائرِ اسلام میں سے ہیں اس وجہ سے ان کو ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ صرف لا الہ الا اللّٰہ کا اقرار کافی نہیں بلکہ اسلامی شعائر پر عمل بھی ضروری ہے۔

استقبالِ قبلہ کے متعلق اس وجہ سے فرمایا کہ اہل کتاب خانہ کعبہ کو اپنا قبلہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ بیت المقدس کو قبلہ مانتے تھے ان کا قبلہ تھا اس وجہ سے خاص طور سے ذکر فرمایا:

"ویا کلوا ذبیحتنا" یہاں ذبیح بمعنی مذبوح مراد ہے یعنی کچھ سابقہ ملتیں حلال جانوروں سے بھی مجتنب تھیں جیسا کہ ہمارے زمانہ کے ہندو گائے کے گوشت کو حلال نہیں سمجھتے اس وجہ سے جو ہمارا ذبیحہ کھانے لگے تو اس وجہ سے ذکر نہیں فرمایا کہ شہادتین کے اقرار میں سارے ارکان آگئے یا اس وقت دیگر احکام نازل ہی نہ ہوئے تھے۔

۲۰۱: بَابُ مَاجَاءَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ

۲۰۱: باب اس بارے میں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

۵۰۴: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُعَيْرِ ابْنِ الْخِمْسِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

۵۰۴: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔ اس باب میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنٰی مرفوعاً مروی ہے۔ سعیر بن خمس محدثین

وسعيد بن الخمس ثقة عند أهل الحديث.

۵۰۵: حدثنا أبو كريب نا وكيع عن حنظلة بن أبي سفيان الجمحي عن عكرمة بن خالد المخزومي عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه هذا حديث حسن صحيح.

۲۰۲ باب ما جاء في وصف جبرئيل للنبي صلى الله عليه وسلم الإيمان والإسلام

۵۰۶: حدثنا أبو عمار الحسين بن حريث الخزاعي نا وكيع عن كهمس بن الحسن عن عبد الله بن بريدة عن يحيى بن يعمر قال أول من تكلم في القدر معبد الجهني قال خرجت أنا وحميد بن عبد الرحمن الحميري حتى أتينا المدينة فقلنا لو لقينا رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فسألناه عما أحدث هؤلاء القوم فلقيناه يعني عبد الله بن عمر وهو خارج من المسجد قال فاكتنفته أنا وصاحبي فقلت يا أبا عبد الرحمن أن قوما يقرؤون القرآن ويتقفرون العلم ويزعمون أن لا قدر وأن الأمر أنف قال فإذا لقيت أولئك فأخبرهم أني منهم بريء وأنهم مني براء والذي يحلف به عبد الله لو أن أحدهم أنفق مثل أحد ذهبا ما تقبل ذلك منه حتى يؤمن بالقدر خيره وشره قال ثم أنشأ يحدث فقال قال عمر بن الخطاب كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد حتى أتى النبي صلى الله عليه وسلم فألزق ركبته بركبته ثم قال يا محمد ما الإيمان قال أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره قال فما الإسلام قال شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله وإقام

کے نزدیک ثقہ ہیں۔

۵۰۵: ہم سے روایت کی ابوکریب نے انہوں نے وکیع سے وہ حنظلہ بن ابی سفیان سے وہ عکرمہ بن خالد مخزومی سے وہ ابن عمرؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۰۲: باب اس کے متعلق کہ حضرت جبرئیلؑ نے نبی اکرم ﷺ سے ایمان واسلام کی کیا صفات بیان کیں

۵۰۶: حضرت یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں کہ معبد جہنی پہلا شخص ہے جس نے سب سے پہلے تقدیر کے متعلق گفتگو کی۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں اور حُمید بن عبدالرحمٰن جمیری مدینہ کی طرف نکلے تاکہ کسی صحابی سے ملاقات کرکے اس نئے مسئلے کی تحقیق کریں۔ چنانچہ ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات کی جبکہ وہ مسجد سے نکل رہے تھے کہ میں نے اور میرے ساتھی نے انہیں گھیر لیا۔ میں نے کہا اے عبدالرحمٰن کے باپ کچھ لوگ ایسے ہیں جو قرآن بھی پڑھتے ہیں اور علم بھی سیکھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں اور حکم بروقت ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جب ان سے ملاقات ہو تو کہہ دینا کہ میں ان سے اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کی قسم عبداللہ کھاتا رہتا ہے اگر یہ لوگ احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردیں تو جب تک تقدیر کے خیر وشر پر ایمان نہ لائیں، قبول نہ ہوگا۔ یحییٰ کہتے ہیں پھر عبداللہ حدیث بیان کرنے لگے اور فرمایا حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال بالکل سیاہ تھے نہ تو اس پر سفر کی کوئی علامت تھی اور نہ ہی ہم اسے جانتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کے زانوؤں سے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ پھر کہا اے محمد ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر خیر وشر پر ایمان لاؤ۔ اس نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (

الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوةِ وَحَجُّ الْبَیْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ قَالَ فَمَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ قَالَ فِیْ کُلِّ ذٰلِکَ یَقُوْلُ لَهٗ صَدَقْتَ قَالَ فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ یَسْأَلُهٗ وَیُصَدِّقُهٗ قَالَ فَمَتَی السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَمَا اَمَارَتُهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِیَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِکَ بِثَلَاثٍ فَقَالَ عُمَرُ هَلْ تَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ ذَاکَ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ اَمْرَ دِیْنِکُمْ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَکِ نَا کَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ کَهْمَسٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَفِی الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ نَحْوُ هٰذَا وَرُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِیْحُ هُوَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس نے پوچھا: احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو (یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ) اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ ہر بات پوچھنے کے بعد کہتا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ جس پر ہمیں حیرانگی ہوئی کہ پوچھتا بھی خود ہے اور پھر تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ اس کے متعلق سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں اور ننگے جسم والے اور محتاج چرواہے لمبی لمبی عمارتیں بنانے لگیں گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر میری نبی اکرم ﷺ سے تین دن بعد ملاقات ہوئی تو آپؐ نے پوچھا کہ عمرؓ جانتے ہو وہ سوال کرنے والا کون تھا؟ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں دینی امور سکھانے کے لیے آئے تھے۔ ہم سے روایت کیا احمد بن محمد نے انہوں نے ابن مبارک سے وہ کہمس بن حسن سے اسی سند سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

محمد بن مثنی بی معاذ بن ہشام نے اور وہ کہمس سے اسی سند سے اسی کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں طلحہ بن عبید اللہؓ، انس بن مالکؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے اسی طرح منقول ہیں۔ پھر یہ حدیث ابن عمرؓ سے بھی نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول ہے جبکہ صحیح یہی ہے کہ ابن عمرؓ (اپنے والد) حضرت عمرؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: اول من تکلم فی القدر معبد الجهنی: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معبد جہنی فرقہ قدریہ کا سردار تھا اس نے جب سنا کہ تقدیر کو لوگ خدا کی نافرمانی کا بہانہ بنا رہے ہیں تو اس نے تقدیر ہی کا انکار کرنا شروع کر دیا کہ تقدیر کچھ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو حوادثات کا علم بھی اس وقت ہوتا ہے جب وہ واقع ہو جاتے ہیں۔

معبد اس شخص نے فرقہ قدریہ کو باقاعدہ منظم کیا۔ یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں شریک ہوا کرتا تھا۔ پھر بصرہ ہی کو اس نے اپنا مرکز بنا لیا۔ جب اہل عراق نے حجاج بن یوسف کے خلاف بغاوت کی تو یہ بھی اس بغاوت میں شریک تھا حجاج نے تمام باغیوں کو قتل کروا دیا جن میں یہ بھی شامل تھا۔

واکتنفته انا و صاحبی : یعنی صرنافی ناحیته: یعنی ہم ان کے ایک جانب کھڑے ہوگئے۔ مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ''فقام احدنا عن یمنہ، والآخر عن شمالہ ''۔

وان الامر انف: یعنی تقدیر کچھ بھی نہیں ہوتی اور حوادثات کا وقوع جب ہوتا ہے جب ہی اللہ کو ان کا علم ہوتا ہے (نعوذ باللہ) اور سب اعمال نئے سرے سے وجود میں آتے ہیں تقدیر میں اس سے پہلے کچھ طے اور محفوظ نہیں ہوتا۔

حضرت جبرئیل کی خصوصیت

اس حدیث کو حدیثِ جبریل کہا جاتا ہے۔ اہل علم کے نزدیک یہ حدیث بے شمار مطالب و مفاہیم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں کہ'' **ولما اشتمل هذا الحديث على هذه المطالب العزيز** ''۔ حدیث کی کئی بڑی بڑی کتابیں اسی حدیث سے شروع کی گئی ہیں۔ جامعیت کے لحاظ سے اس حدیث کی حیثیت وہی تسلیم کی گئی ہے جو حیثیت تمام صورتوں میں سورہ فاتحہ کی ہے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:'' **هذا الحديث يصلح ان يقال له ام السنة لما تضمنه من جمل علم السنة** ''۔ یعنی یہ حدیث اس قابل ہے کہ اسے ''ام السنۃ'' کا لقب دیا جائے کیونکہ علم سنت کے تمام مضامین اجمالی طور پر اس میں آگئے ہیں۔

وجاء رجل : عمدۃ القاری میں ابن مندہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آخر عمر کا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:''ان رجلا فی آخر عمر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''۔

پھر کچھ علماء مثلاً علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے کا ہے جب کہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حجۃ الوداع کے بعد کا واقعہ ہے۔

شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر : یہاں'' الثیاب ''اور'' الشعر ''میں الف لام مضاف الیہ کے بدلہ میں ہے تقدیری عبارت اس طرح ہوگی ''شدید بیاض ثیابہ شدید سواد شعرہ''۔

اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت'' شدید سواد اللحیۃ'' کا اضافہ ہے۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ طالبعلم کے لئے علم حاصل کرنے کا زمانہ جوانی کا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ طالبعلم کو سفید اور صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں۔

لا یری علیہ اثر السفر ولا یعرفہ منا احد : سفر کے آثار نہ ہونے سے تو معلوم ہو رہا تھا کہ قریب ہی کہیں سے آیا ہے۔ لیکن ہم اسے جانتے بھی نہ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی ہے اگر اجنبی ہے تو پھر مسافر ہوگا۔ اور اگر مسافر ہے تو سفر کے آثار کیوں نہیں ہیں۔

فالزق کبتہ بر کبتہ : حضرت جبریل علیہ السلام چونکہ اپنی شخصیت کو مخفی رکھنا چاہتے تھے اس لئے بیٹھنے میں یہ انداز اختیار فرمایا تا کہ اہل مجلس یہ سمجھیں کہ یہ کوئی دیہاتی ہے جو بالکل مل کر بیٹھ گیا ہے۔

ثم قال یا محمد ما الایمان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت ہے اس کے باوجود انہوں نے نام کیوں لیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ جبرئیل فرشتوں کی جنس سے ہیں اور یہ ممانعت انسانوں کیلئے ہے۔

یا اس وجہ سے نام لیا تا کہ ان کی حالت مخفی رہے اور دیہاتیوں والا انداز اختیار کیا۔

باقی ایمان کے لغوی اور اصطلاحی معنی اور ایمانیات کی تشریح ابواب الایمان کے شروع میں گزر چکی ہے۔

قال : فما الاسلام :اسلام کے لغوی اور اصطلاحی معنی اور اسلام کے ارکان خمسہ کی تفصیل بھی ابواب الایمان کے شروع میں گزر چکی ہے۔

قال : فما الاحسان:احسان باب افعال کا مصدر ہے اور اس کا مأخذ ''حسن'' (خوبی) ہے۔احسان کے معنی ہیں: اچھا بنانا۔تو سائل کا سوال یہ ہوا کہ اسلام کے ارکان خمسہ اور دیگر تمام اعمال کو عمدہ طریقہ پر ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے اس کے دو طریقے بتائے۔

۱۔ عبادت کو اس حسنِ خوبی سے کیا جائے کہ استحضاری کیفیت اس قدر بڑھ جائے کہ عبادت کرنے والا اللہ کو دیکھ رہا ہو۔

۲۔ اگر یہ کیفیت طاری نہ ہو سکے تو یہ استحضار ہو کہ اللہ تعالیٰ بہر حال اسے دیکھ رہے ہیں۔

اور حدیث صرف نماز سے متعلق نہیں ہے بلکہ عبادت سے بندگی مراد ہے کہ ہر حال میں یا تو یہ استحضار ہو کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ استحضار ہو کہ اللہ اسے دیکھ رہے ہیں۔یہی بندگی کا کمال ہے۔

ان تلد الامة ربتها: باندی اپنی مالکہ کو جنے گی۔یعنی مراد یہ ہے کہ اولاد اتنی نافرمان ہو جائے گی کہ بیٹی ماں پر حکم چلائے گی۔ یعنی والدین کی نافرمانی عام ہونے لگے گی۔

الحفاة : جمع الحافی وهو من لا نعل له،

العراة : جمع العاری

العالة : جمع راع، الشاء جمع شاة۔

دوسری علامت یہ بیان فرمائی کہ دولت کی ریل پیل اس قدر ہو جائے گی کہ حد درجہ کے قلاش لوگ بھی تعمیرات میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگیں گے۔

فلقینی النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم بعد ثلاث: یہاں تین دن بعد ملاقات کا تذکرہ ہے جبکہ مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''فلبثت'' ملیا میں طویل مدت ٹھہرا۔اسی طرح مسلم کی ایک اور روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ ان کے جانے کے بعد حضور ﷺ نے ان کو واپس بلانے کے لئے بھیجا لیکن وہ شخص نہ ملے پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے تو اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ فوراً بتا دیا تھا۔تو ان تمام روایات میں تطبیق یہ ہے کہ: حضرت جبریل کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ چنانچہ بتایا اہل مجلس کو تو آپ ﷺ نے اسی وقت بتا دیا اور تیسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو پھر ان کو بھی بتا دیا۔

۲۰۳: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اِضَافَةِ الْفَرَائِضِ اِلَی الْاِیْمَانِ

۲۰۳: باب اس بارے میں کہ فرائض ایمان میں داخل ہیں

۵۰۷: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادِنِ الْمُهَلَّبِیُّ عَنْ

۵۰۷: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عبد قیس کا ایک وفد نبی

اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا هٰذَا الْحَیَّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَیْءٍ نَأْخُذُهٗ عَنْكَ وَنَدْعُوْ اِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَنَا فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ جَمْرَةَ الضَّبَعِیُّ اِسْمُهٗ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَقَدْ رَوٰی شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ اَيْضًا وَزَادَ فِيْهِ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْفُقَهَاءِ الْاَشْرَافِ الْاَرْبَعَةِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَاللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ عَبَّادِ الْمُهَلَّبِیِّ وَعَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُتَيْبَةُ وَكُنَّا نَرْضٰی اَنْ نَّرْجِعَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عِنْدِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ بِحَدِيْثَيْنِ وَعَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِیْ صُفْرَةَ۔

اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کہ ہمارے راستے میں قبیلہ ربیعہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرام ہی کے مہینوں (یعنی ذوالقعدہ، محرم، رجب) میں حاضر ہو سکتے ہیں ہمیشہ نہیں آسکتے۔ لہٰذا ہمیں ایسی بات کا حکم دیجئے کہ ہم بھی اس پر عمل کریں اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں: (۱) اللہ پر ایمان لاؤ پھر آپ نے اس کی تفسیر کی کہ اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ (۲) نماز قائم کرو۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرو۔ (۴) مال غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرو۔ قتیبہ نے بواسطہ حماد بن زید اور ابو جمرہ حضرت ابن عباسؓ سے اس کی مثل مرفوع حدیث نقل کی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو جمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ہے۔ شعبہ نے ابو جمرہ سے روایت کی اور اس میں یہ اضافہ ہے "کیا تم جانتے ہو ایمان کیا ہے؟ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں" پھر ذکر کیا آخر حدیث تک۔ امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے ان چار فقہاء کرام جیسا کسی کو نہیں دیکھا، مالک بن انس، لیث بن سعد، عباد بن عباد مہلبی، اور عبدالوہاب ثقفی۔ قتیبہ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات پر راضی تھے کہ عباد سے روزانہ دو حدیثیں لے کر واپس ہوں (یعنی سن کر) عباد بن عباد، مہلب بن ابی صفر کی اولاد سے ہیں۔

تشریح: "قدم وفد عبد القيس" اس وفد کی حاضری کب ہوئی اس کے متعلق قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "قدموا عام الفتح سنة ثمان قبل خروجه صلى الله عليه وآله وسلم الى مكة" یعنی فتح مکہ کے سال فتح مکہ کے لئے خروج سے قبل اس گروہ کی آمد ہوئی۔

انہوں نے آکر عرض کیا کہ ہم (عبدالقیس) ربیعہ کی شاخ ہیں اور ہم آپ ﷺ تک محترم مہینوں (ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) میں پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ درمیان میں قبائل مضر رہا کرتے تھے جن سے قبائل ربیعہ کی ہمیشہ دشمنی رہا کرتی تھی اس لئے ان محترم مہینوں کے علاوہ درمیانی راستہ عبور کرنے میں خطرات تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں ایسی باتیں بتائیں جن پر ہم خود بھی عمل کریں اور اپنے ان لوگوں کو بھی بتائیں جو ہمارے ساتھ نہ آسکے اس پر آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا۔

یہاں یہ حدیث مختصر آئی ہے جب کہ بخاری شریف میں یہ حدیث گیارہ دفعہ آئی ہے تفصیلی حدیث یہ ہے کہ وفد

عبدالقیس نے عرض کیا کہ ہمیں ایسی واضح باتیں بتائیں کہ ہم اس کی اطلاع اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو بھی کریں اور اس کے ذریعہ ہم جنت میں جائیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے شرابوں اور نبیذوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے سابقہ چار باتوں کا حکم دیا اور چار برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

باقی یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ارکان اسلام میں سے حج کا تذکرہ کیوں نہ کیا۔ تو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت تک حج فرض ہی نہ ہوا تھا کیونکہ حج ۹ ھجری میں فرض ہوا اور یہ ۸ ھجری کا واقعہ ہے۔

۲۰۴: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِسْتِکْمَالِ الْاِیْمَانِ وَزِیَادَتِهٖ وَنُقْصَانِهٖ

۲۰۴: باب ایمان میں کمی زیادتی اور اس کا مکمل ہونا

۵۰۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ الْبَغْدَادِیُّ اَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ نَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْرِفُ لِاَبِیْ قِلَابَةَ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رَوٰی اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیْعٍ لِعَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ غَیْرَ هٰذَا الْحَدِیْثِ وَاَبُوْ قِلَابَةَ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ زَیْدٍ الْجَرْمِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ السَّخْتِیَانِیُّ اَبَا قِلَابَةَ فَقَالَ کَانَ وَاللّٰهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ ذَوِی الْاَلْبَابِ۔

۵۰۸: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور وہ اپنے گھر والوں سے نرمی سے پیش آتے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ اور انس بن مالکؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ابو قلابہ کا سماع ہمیں معلوم نہیں۔ ابو قلابہ حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے اس کے علاوہ بھی احادیث نقل کرتے ہیں۔ ابو قلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے۔ ابن ابی عمر سفیان سے نقل کرتے ہیں کہ ابو ایوب سختیانی نے ابو قلابہ کا ذکر کیا اور کہا اللہ کی قسم وہ عقل و سمجھ والے فقہاء میں سے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں خصوصی عقل وفہم رکھنے والوں کو فقہاء کہا گیا ہے۔

۵۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُرَیْمُ بْنُ مِسْعَرٍ الْاَزْدِیُّ التِّرْمِذِیُّ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنَّکُنَّ اَکْثَرُ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَاَةٌ مِنْهُنَّ وَلِمَ ذَاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِکَثْرَةِ لَعْنِکُنَّ یَعْنِیْ وَکُفْرِکُنَّ الْعَشِیْرَ قَالَ وَمَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذَوِی الْاَلْبَابِ وَذَوِی الرَّاْیِ مِنْکُنَّ قَالَتْ اِمْرَاَةٌ مِنْهُنَّ

۵۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا ''اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو، بے شک اہل دوزخ میں تمہاری اکثریت ہوگی۔ ایک عورت نے عرض کیا ایسا کیوں ہوگا یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو یعنی خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو، اور فرمایا میں نے کسی ناقص عقل ودین کو عقلمند اور ہوشیار لوگوں پر تم سے زیادہ غالب ہونے والی چیز نہیں دیکھی۔ ایک عورت نے پوچھا کہ ہماری عقل ودین کا نقصان کیا ہے؟۔ آپؐ نے

وَمَا نُقْصَانُ عَقْلِهَا وَدِيْنِهَا قَالَ شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَ نُقْصَانُ دِيْنِكُنَّ الْحَيْضَةُ فَتَمْكُثُ اِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالْاَرْبَعَ لَا تُصَلِّيْ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

فرمایا تم میں سے دوعورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اور تمہارے دین کا نقصان حیض ہے کہ جب کوئی حائضہ ہو جاتی ہے تو تین چار دن تک نماز نہیں پڑھ سکتی۔ اس باب میں حضرت ابوسعیدؓ اور ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ بَابًا فَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَ اَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رَوٰى سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَوٰى عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ اَرْبَعَةٌ وَسِتُّوْنَ بَابًا حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ نَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۵۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کے ستّر سے زیادہ دروازے ہیں ان میں سے سب سے ادنیٰ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے اور سب سے بلند دروازہ ''لا الہ الا اللہ'' کہنا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سہیل بن ابی صالح نے بواسطہ عبداللہ بن دینار اور ابوصالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ عمارہ بن غزیہ یہ حدیث ابوصالح سے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایمان کے چونسٹھ دروازے ہیں۔ ہم سے یہ حدیث قتیبہ نے بواسطہ بکر بن مضر، عمارہ بن غزیہ اور ابوصالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی۔

تشریح: ''احسنهم خلقا و الطفهم با هله'' جس میں یہ دو وصف ہوں اس کا ایمان بڑھ ہونے کی علامت و نشانی ہے۔ یعنی کامل ایمان والا وہ ہے جو گھر کے باہر بھی خوش اخلاق ہو اور گھر کے اندر بھی خوش اخلاقی سے رہے۔ بہت سے افراد ایسے ہوئے ہیں کہ جو گھر کے باہر تو لوگوں کے ساتھ بڑی خوش اخلاقی والا معاملہ کرتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ ہنستے بولتے ہیں ان کی ضروریات اور مسائل میں کام آتے ہیں اور گھر کے اندرونی معاملہ کی بات آتی ہے تو بیوی کے ساتھ انتہائی سختی کا رویہ رکھتے ہیں ان کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں بھی سختی کر جاتے ہیں معمولی معمولی غلطیوں اور کوتاہیوں کو بڑھا چڑھا کر جھگڑے کو طول دے دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگ آپ ﷺ کے نزدیک کامل ایمان والے نہیں ہیں۔ کامل ایمان والے وہ ہیں جو نہ صرف یک کہ گھر سے باہر اچھے ہوں بلکہ گھر کے اندر بھی درست اخلاق سے پیش آنے والے ہوں بلکہ بعض روایات میں تو متفرداً آپ ﷺ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ ''خير كم خير كم لا هله'' تم میں سے بہتر وہ ہے جو گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو۔ عورتوں کو چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نواقصات العقل بنایا ہے اس بناء پر ان میں غلطی کا امکان مرد کی نسبت زیادہ ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے فطری معاملہ ہے۔ جبکہ مرد کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کامل عقل سے نوازا ہے اور کامل العقل ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں حلم، برد باری اور معاف کرنے کی صلاحیت زیادہ ہو۔ ایک میں غلطی کا امکان زیادہ ہے اور دوسرے میں معاف کرنے کی

صفت زیادہ ہے۔اب اگر مرد اپنی معاف کرنے کی صفت کو فوقیت دے اور سختی اور نرمی کا درست توازن رکھے اور نرمی سختی کے مقابلہ میں غالب ہو تو تباہ ہو جاتا ہے۔علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت کا کمال ماننے میں ہے اور شوہر کا کمال معاف کرنے میں ہے لہٰذا یہ بہت ضروری امر ہے کہ ہمارے اخلاق ہماری اپنی عقلوں کے مطابق نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہوں۔

وما رأیت من ناقصات عقل و دین: یہاں یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا سبھی عورتیں عقل کے اعتبار سے ناقص ہیں جبکہ بے شمار عورتوں کے سابقہ ابواب میں فضائل بھی گزرے ہیں سابقہ ابواب میں حضرت مریم، حضرت آسیہ، حضرت عائشہ، حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہ وغیرھن کے فضائل گزرے ہیں۔تو جواب یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک حقیقی عقلمند وہ ہے جو نفس کی مخالفت کرتے ہوئے مابعد الموت کے لئے تیاری کرے۔اور نفسانی خواہشات پوری کرنے کے باوجود اللہ سے امید باندھنے والا بیوقوف اور کم عقل ہے۔

اس اعتبار سے وہ عورتیں جو دینداری میں آگے بڑھ جائیں تو وہ خلقی طور پر ناقص العقل ہونے کے باوجود کسی طور پر ''خلقۃ کامل العقل'' مردوں سے بھی آگے بڑھ جاتی ہیں۔

۲۰۵: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَان

۵۱۱: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِى الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ فِىْ حَدِيْثِهٖ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَعِظُ اَخَاهُ فِى الْحَيَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ۔

۲۰۵: باب اس بارے میں کہ حیاء ایمان سے ہے

۵۱۱: حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء ایمان سے ہے۔احمد بن منیع نے اپنی روایت میں کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا وہ اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت منقول ہے۔

۲۰۶: بَابُ مَاجَاءَ فِىْ حُرْمَةِ الصَّلٰوةِ

۵۱۲: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِى النَّجُوْدِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَاَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيْرُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِى الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِىْ عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَنِىْ عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ

۲۰۶: باب نماز کی عظمت کے بارے میں

۵۱۲: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نبیؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھا کہ ایک صبح میں آپؐ کے قریب ہو گیا۔ہم سب چل رہے تھے۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل اور جہنم سے دور کردے۔آپؐ نے فرمایا تم نے مجھ سے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے البتہ جس کیلئے اللہ تعالیٰ آسان فرمادے اسکے لیے آسان ہے اور وہ یہ کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو پھر فرمایا کیا میں

وَتُحِبُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُوْدِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ أَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

تمہیں خیر کا دروازہ نہ بتاؤں۔ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو اور آدھی رات کو نماز پڑھنا (یعنی یہ بھی اور خیر ہے) پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی "تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ ......" (انکے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں) "یَعْمَلُوْنَ" تک یہ آیت پڑھ کر آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمام امور کی جڑ اسکی بالائی چوٹی اور اسکی ریڑھ کی ہڈی نہ بتادوں؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیوں نہیں۔ فرمایا اسکی جڑ اسلام اسکی بالائی چوٹی نماز اور اسکی ریڑھ کی ہڈی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں ان سب کی جڑ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: اسے اپنے اوپر روک رکھو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا گفتگو کے بارے میں بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں تم پر روئے۔ اے معاذ! کیا لوگوں کو دوزخ میں منہ یا نتھنوں کے بل زبان کے علاوہ بھی کوئی چیز گراتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۱۳: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِيْمَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ (إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ) الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

۵۱۳: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ کسی شخص کو مسجد میں حاضر ہوتے اور اس کی خدمت کرتے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّمَا یَعْمُرُ......" (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۰۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلٰوةِ

۲۰۷: باب ترک نماز کی وعید

۵۱۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا جَرِيْرٌ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ.

۵۱۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفر اور ایمان کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے۔

۵۱۵: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ قَالَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ أَوِ

۵۱۵: ہناد نے بواسطہ اسباط بن محمد اعمش سے اسی سند کے ساتھ اس کے ہم معنی حدیث روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا بندہ مومن کے

الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ سُفْيَانَ اِسْمُهٗ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ۔

اور کفر یا شرک کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوسفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

۵۱۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُو الزُّبَيْرِ اِسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ۔

۵۱۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوزبیر کا نام محمد بن مسلم بن قدرس ہے۔

۵۱۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَيُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ ح وَثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا نَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِيْهِ ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الشَّقِيْقِيُّ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۵۱۷: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز کا ہے۔ جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا[1] اس باب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۵۱۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ۔

۵۱۸: حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے علاوہ کسی دوسرے عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے۔

تشریح: "فمن ترکها فقد کفر" نماز کا تارک کافر ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے۔

۱۔ اگر وہ نماز کا ہی منکر ہے تو اس صورت میں بالاتفاق کافر ہے۔

۲۔ نماز کا تو قائل ہے لیکن پڑھتا نہیں اوا س میں سستی برتتا ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک وامام شافعی رحمہما اللہ وغیرہ حضرات کا قول یہ ہے کہ جان بوجھ کر بلا عذر نماز کا تارک فاسق ہے کافر نہیں۔ اگر اپنی اس علت سے توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ تلوار سے قتل کیا جائے گا۔

امام احمد، عبداللہ بن مبارک، اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کے نزدیک عمداً نماز چھوڑنے والا کافر و مرتد ہے اور مباح الدم ہے۔

[1] نماز کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے البتہ جو شخص نماز کا اقرار تو کرتا ہو لیکن عملی طور پر نماز ادا نہ کرتا ہو تو وہ کافر نہیں ہوتا (مترجم)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ داؤد ظاہری وغیرہ حضرات کے نزدیک تارک الصلوۃ عمداً تو کافر ہے اور نہ ہی اسے قتل کیا جائے گا بلکہ اسے قید کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ اس جرم سے توبہ کر لے یا وہیں مرجائے۔

امام شافعی و مالک رحمہا اللہ کی دلیل:

ان حضرات کی دلیل یہ آیت ہے۔

''فاقتلوا المشرکین حیث وجد تموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم كل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم''

مذکورہ بالا ایت میں قتل سے بچنے کے لئے نماز کے قیام اور زکوۃ کی ادائیگی کی شرط لگائی گئی ہے۔

اسی طرح ابوداؤد نسائی وغیرہ کی حدیث ہے کہ:

''خمس صلوات كتبهن الله على العباد، من اتى بهن لم يضيع منهن شيئا استخفا فابحقهن كان له عند الله عهد ان يدخله الجنة ومن لم يأت بهن فليس له عند الله عهد ان شاء عذبه وان شاء غفرله''

حدیث بالا میں تارک صلوۃ کے بارے میں معافی کا امکان بھی ذکر کیا گیا جبکہ کافر و مشرک کے لئے تو بالکل معافی کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ تارک صلوۃ کافر نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ وغیرہ کا استدلال احادیث باب سے ہے کہ ان میں عمداً تارک الصلوۃ پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال: امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ترکِ صلوۃ معصیت ہے کفر نہیں ہے۔ اور معصیت سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا باقی وہ احادیث جن میں قتل کا حکم مذکور ہے وہاں قتل سے قتال بمعنی لڑائی مراد ہے جیسا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: '' فليقاتله فانما هو شيطان '' یعنی اس سے لڑائی کرو کہ وہ شیطان ہے باقی مسلمان کے قتل کے لئے شریعت نے حد مقرر کی ہے وہ یہ ہے کہ:

لا يحل دم امرىء مسلم يشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله الا باحدى ثلاث النفس بالنفس و الثيب الزاني والمفارق لدينه التارك للجماعة'' (بخاری ومسلم)

تو ان تین وجوہات کی بناء پر مسلمان کا قتل جائز ہے اس کے علاوہ نہیں۔ باقی وہ روایات جن میں تارکِ صلوۃ کو کافر کہا گیا ہے اس کی مختلف توجیہات ہیں۔

۱۔ نماز کے چھوڑنے کو حلال سمجھنے والا مراد ہے یعنی نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا ایسا شخص بالاجماع کافر ہے۔

۲۔ مقصود یہ ہے کہ اس نے کافروں والا کام کیا۔

۳۔ '' فقد کفر '' کا مطلب ہے'' ای قرب من الکفر ''۔

۴۔ زجراً و توبیخاً اس کو کافر کہا گیا۔

۲۰۸: بَابٌ

۵۱۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۲۰۸: باب

۵۱۹: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۲۰: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۲۰: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جس میں پائی جائیں اس نے ایمان کا مزہ حاصل کرلیا۔ (۱) وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتا ہو۔ (۲) جو شخص کسی سے دوستی صرف اللہ ہی کے لیے کرے۔ (۳) اور وہ اللہ تعالیٰ کے کفر سے بچانے کے بعد کفر کی طرف لوٹنے کو اتنا ہی برا سمجھے جتنا وہ آگ میں گرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسے قتادہ بھی انس بن مالکؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ''ذاق طعم الایمان'' یہاں ایمان کی چند علامات کا تذکرہ ہے یعنی:

۱۔ اللہ کے رب ہونے پر راضی رہنا۔

۲۔ اسلام کے کامل دین ہونے پر معتقد رہنا۔

۳۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر راضی رہنا۔

۴۔ اللہ اور اس کے رسول کو دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب رکھنا/ سمجھنا۔

۵۔ کسی سے محبت ہو تو اللہ کی رضا کی خاطر۔

۶۔ کفر کی طرف لوٹنا ایسا ناپسندیدہ ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا۔

یہ وہ علامات ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ جس میں یہ ہوں اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

۲۰۹: بَابُ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

۲۰۹: باب کوئی زانی زنا کرتے ہوئے حامل ایمان نہیں رہتا

۵۲۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلٰكِنَّ التَّوْبَةَ مَعْرُوْضَةٌ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ

۵۲۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی زانی مؤمن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا اور کوئی چور مؤمن ہوتے ہوئے چوری نہیں کرتا لیکن توبہ مقبول ہوتی ہے۔ اس باب میں حضرت ابن عباسؓ، عائشہؓ، عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے بھی روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب کوئی بندہ زنا کرتا ہے تو

هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَأْسِهِ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ عَادَ إِلَيْهِ الْإِيْمَانُ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا خُرُوْجٌ عَنِ الْإِيْمَانِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ مَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ فَهُوَ كَفَّارَةُ ذَنْبِهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ رَوٰى ذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور اس پر سائے کی طرح رہتا ہے جب وہ اس گناہ سے نکلتا ہے تو ایمان واپس لوٹ آتا ہے۔ ابوجعفر محمد بن علی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد زانی کا ایمان سے اسلام کی طرف جانا ہے۔ متعدد طریق سے نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے زنا اور چوری کے بارے میں فرمایا کہ جو آدمی ان میں سے کسی کا ارتکاب کرے (یعنی زنا یا چوری) پھر اس پر حد قائم کی جائے تو وہ (حد) اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔ اور جس نے یہ گناہ کیا (یعنی زنا یا چوری) پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو یہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو بخش دے۔ یہ حدیث حضرت علی بن ابی طالبؓ، عبادہ بن صامتؓ اور خزیمہ بن ثابتؓ بھی نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

۵۲۲: حَدَّثَنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ أَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوْبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَاللّٰهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُّثَنِّيَ عَلٰى عَبْدِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللّٰهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَّعُوْدَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَهٰذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا كَفَّرَ أَحَدًا بِالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ۔

۵۲۲: حضرت علی بن ابی طالبؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی ایسے کام کا مرتکب ہو کہ اس پر حد لازم آئی اور اس کو جلد ہی دنیا میں سزا دے دی گئی تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے کہ اپنے بندے کو آخرت میں دوبارہ سزا دے اور اگر کوئی کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا جس کی وجہ سے اس پر حد جاری ہوتی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو چھپالیں اور اسے معاف فرما دیں تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ لطف وکرم والا ہے کہ کسی بات کو معاف کرنے کے بعد لوٹائے (یعنی دوبارہ سزا دے)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اہل علم کا یہی قول ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے زنا یا چوری یا شراب پینے کے مرتکب کو کافر قرار دیا ہو۔

تشریح: ''لا یزنی الزانی وھو مومن'' یہ روایت اور اس قسم کی دیگر روایات سے معتزلہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ مومن ہی باقی نہیں رہتا اور ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ یہاں نفسِ ایمان کی نفی نہیں ہے بلکہ اس کا نورِ ایمان اور کمال ایمان جاتا رہتا ہے۔

۲۔ یہاں گناہ کے دوران ایمان کی نفی کی جارہی ہے لہٰذا دائمی طور پر ایسا نہیں ہوتا بلکہ گناہ کے دوران کا ذکر ہے۔

۳۔ زنا کو حلال سمجھ کر اس کا مرتکب ہونے والا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲۔ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں نفی سے نہی مراد ہے یعنی ایمان نفی نہیں کی جا رہی بلکہ یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ مومن کو حالتِ ایمان میں زنا میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔

۳۔ یہ حدیث جرو اور توبیخ کے قبیل سے ہے یعنی گناہ سے روکنے کے لئے اس گناہ کی شدت بیان کی گئی۔

۴۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر بن علی کا قول نقل کیا ہے کہ ایمان سے تو خروج ہو جاتا ہے لیکن ظاہری اسلام باقی رہ جاتا ہے کہ جس کے دل میں ایمان رچا بسا ہو وہ ایسے امور کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

''من اصاب حدا فعجل عقوبته في الدنيا'' یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں بھی اس کو پاک وصاف فرما دیتے ہیں اور آخرت میں اس سے متعلق کوئی سوال وجواب نہ ہوگا۔

یہاں مشہور مسئلہ ہے کہ حدود کفارہ وساتر ہیں یا زواجر۔

اکثر علماء کے نزدیک حدود کفارہ وساتر ہیں حد کے جاری ہونے کے بعد آخرت میں سزا نہ ہوگی ان کی دلیل حدیث باب ہے۔

احناف کے نزدیک حدود زواجر ہیں یعنی صرف اجراء حد سے اخروی نجات نہ ہوگی بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ احناف کی دلیل ابوداؤد کی حدیث ہے: جس میں آپ ﷺ نے حد سرقہ یعنی قطع ید کے بعد فرمایا: ''استغفر الله وتب عليه'' یعنی اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو اور اس کی طرف توبہ کرو۔

اور دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے:

''ومن لم يتب فأولئك هم الظلمون''

اسی طرح چوری کی حد کے بیان سے متصل ہی ارشاد فرمایا:

''فمن تاب من بعد ظلمه واصلح'' (مائدہ:۳۹)

۲۱۰: بَابُ مَا جَاءَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

۲۱۰: باب اس بارے میں کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

۵۲۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ وَ يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ سُئِلَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ.

۵۲۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مؤمن (کامل) وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں اور مال کا امین سمجھیں۔ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ آپؐ سے سوال کیا گیا کہ کونسا مسلمان افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۵۲۴: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدِ الْجَوْهَرِيُّ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ

۵۲۴: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا مسلمان افضل ہے؟

اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِیْ مُوْسٰی وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ۔ یہ حدیث حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح غریب ہے۔اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: تکمیلِ ایمان کی علامت یہ ہے کہ نہ تو کسی کو ہاتھ سے تکلیف پہنچائی جائے اور نہ زبان کسی کی تکلیف کا باعث بنے۔اس میں مسلم مرد، عورتیں۔اسی طرح ذمی بھی شامل ہیں۔

۲۱۱: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا

۲۱۱: باب اس بارے میں کہ اسلام کی ابتداء وانتہاء غریبوں سے ہے

۵۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَ سَیَعُوْدُ غَرِیْبًا کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَفِی الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّاَنَسٍ وَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ اِنَّمَا نَعْرِفُہٗ مِنْ حَدِیْثِ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ اَبُو الْاَحْوَصِ اِسْمُہٗ عَوْفُ بْنُ مَالِکِ بْنِ نَضْلَۃَ الْجُشَمِیُّ تَفَرَّدَ بِہٖ حَفْصٌ۔

۵۲۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی ابتداء بھی غربت سے ہوئی تھی اور وہ عنقریب پھر غریب ہو جائے گا جیسے اس کی ابتداء ہوئی تھی ۔پس غرباء کے لیے خوشخبری ہے۔اس باب میں حضرت سعد، ابن عمر، جابر، انس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے ۔یہ حدیث ابن مسعودؓ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔ہم اسے صرف بواسطہ حفص بن غیاث، اعمش کی روایت سے پہچانتے ہیں ابواحوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جشمی ہے اور حفص اس روایت میں متفرد ہیں۔

۵۲۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَا اِسْمَاعِیْلُ ابْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ ثَنِیْ کَثِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ زَیْدِ بْنِ مِلْحَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ الدِّیْنَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا وَلَیَعْقِلَنَّ الدِّیْنُ فِی الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْاُرْوِیَّۃِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ اِنَّ الدِّیْنَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَیَرْجِعُ غَرِیْبًا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۵۲۶: کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن ملحہ اپنے والد سے اوران کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین (اسلام) حجاز کی طرف اس طرح سمٹ جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل (سوراخ) کی طرف سمٹتا اور پناہ گزین ہوتا ہے اور دین حجاز مقدس میں اس طرح پناہ گزین ہوگا جس طرح جنگلی بکری پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتی ہے۔نیز دین کی ابتداء بھی غربت سے ہوئی اور وہ غربت ہی کی طرف لوٹے گا۔پس غریبوں کیلئے خوشخبری ہے جو اس چیز کو صحیح کرتے ہیں جسے لوگوں نے میری سنت میں سے میرے بعد بگاڑ دیا۔یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: ''ان الاسلام بدا غریباً'': اس کی تشریح میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ابن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اسلام کی ابتداء مدینہ سے ہوئی کہ وہاں اجنبیت کی حالت میں اسلام ظاہر ہوا، اور عنقریب وہیں سمٹ جائے گا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں عموم مراد لینا مناسب ہے کہ اسلام کی ابتداء چند گنے چنے لوگوں سے ہوئی، پھر وہ پھیلا اور پوری دنیا میں ظاہر ہوا، پھر اس میں کمی واقع ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ چند گنے چنے لوگوں میں ہی باقی رہ جائے گا۔

۲۱۲: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ

۲۱۲: باب منافق کی علامت کے متعلق

۵۲۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ نَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ الْعَلَاءِ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَنَسٍ وَجَابِرٍ۔

۵۲۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے (۳) اور اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ یہ حدیث علاء کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اور کئی سندوں سے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً منقول ہے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، انسؓ اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۵۲۸: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ سُهَيْلٍ هُوَ عَمُّ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَاسْمُهٗ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِیْ عَامِرٍ الْاَصْبَحِیُّ الْخَوْلَانِیُّ۔

۵۲۸: ہم سے روایت کی علی بن حجر نے انہوں نے اسمٰعیل بن جعفر سے انہوں نے ابی سہل سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ ابو سہیل حضرت مالک بن انس کے چچا ہیں ان کا نام نافع بن مالک بن ابی عامر الاصبحی خولانی ہے۔

۵۲۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا وَاِنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَاِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِيْبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ

۵۲۹: حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں جس میں ہوں گی وہ منافق ہوگا اور اگر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر دے۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ (۳) جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (۴) جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس حدیث سے عملی نفاق مراد ہے۔ جھٹلانے والا نفاق رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ حضرت حسن بصری سے بھی اسی طرح کچھ منقول ہے۔ حسن بن علی خلال بھی

شَيْءٌ مِنْ هٰذَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

عبداللہ بن نمیر سے وہ اعمش سے اور وہ عبداللہ بن مرہ سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِي النُّعْمَانِ عَنْ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ وَيَنْوِيْ اَنْ يَّفِيَ بِهٖ فَلَمْ يَفِ بِهٖ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى ثِقَةٌ وَاَبُو النُّعْمَانِ مَجْهُوْلٌ وَاَبُوْ وَقَّاصٍ مَجْهُوْلٌ۔

۵۳۰: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو مگر وہ (کسی وجہ سے اُس وعدہ کو) پورا نہ کر سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔ علی بن عبدالاعلی ثقہ ہیں جبکہ ابو وقاص اور ابونعمان مجہول ہیں۔

تشریح: ''آیۃ المنافق ثلاث''

منافق کی تعریف: ''ھو الذی یستر کفرہ و یظھر ایمانہ'' یعنی جو دل میں اپنا کفر چھپائے رکھے اور ایمان کا دعویٰ کرے۔

نفاق کی اقسام: نفاق کی دو اقسام ہیں:

۱۔ نفاقِ اعتقادی۔

۲۔ نفاقِ عملی۔

نفاق اعتقادی سے مراد وہ نفاق ہے کہ اعتقاد دل میں کفر کا ہو اور زبان سے ایمان کا اقرار ہو۔

نفاق عملی سے مراد ہے کہ اعتقاد تو درست ہو یعنی دل سے مسلمان ہے لیکن عمل منافقوں والا ہے۔

حدیث مذکور میں نفاق کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ اگر کسی سچے مسلمان میں پائی جائیں تو اس سے یہی عملی نفاق مراد ہوگا۔

اربع من کن فیہ: یہ حدیث اول کے معارض نہیں ہے کیونکہ وہاں تین باتیں مذکور تھیں اور یہاں چار باتوں کا تذکرہ ہے اور اکثر اقل کے منافی نہیں۔

۲۱۳: بَابُ مَا جَاءَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ

۲۱۳: باب اسکے متعلق کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے

۵۳۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ نَا عَبْدُ الْحَكِيْمِ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِتَالُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ كُفْرٌ وَسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

۵۳۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنا کفر ہے اور اسے گالی دینا فسق (گناہ) ہے۔ اس باب میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور

حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ۔

کئی سندوں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی سے منقول ہے۔

۵۳۲: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۳۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سباب سب سے ہے ''سب'' کا لغوی معنی ہے قطع کرنا، کاٹنا۔ چونکہ سب و شتم قطع تعلقی کا باعث ہوتی ہے اس وجہ سے گالم گلوچ کو سباب کہا جاتا ہے۔

فسوق: فسوق کا لغوی معنی خروج ہے اور شرعی اصطلاح میں فسوق کا معنی ہے ''خروج عن الطاعة'' اطاعت سے نکلنا یعنی نافرمانی کرنا۔

یہاں بظاہر یہ اشکال ہوتا ہے کہ قتال جو کہ کبیرہ گناہ ہے اس کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی مذہب خوارج کا بھی ہے کہ ان کے ہاں کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے۔ اس اشکال کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ قتال کرنا کفر ہے یعنی کافروں والے اعمال کے مشابہ ہے۔

۲۔ یہاں کفر کا لغوی معنی مراد ہے یعنی چھپانا۔ یعنی مسلمان ہونے کے اعتبار سے حق تو یہ تھا کہ دوسرے مسلمان کے ساتھ امن و سلامتی والا معاملہ کرتا لیکن اس کے ساتھ قتال کر کے ایک مسلمان کے حق کو اور اسلام کے حق کو چھپالیا۔

۳۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں مراد یہ ہے کہ مسلمان کے ساتھ قتال کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔

۴۔ مراد یہ ہے کہ مسلمان سے قتال ایسے افعال میں سے ہے جو کفر کی طرف لے جانے والا ہے کہ بعض اعمال کی نحوست سے آدمی کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

۵۔ تہدیداً یہاں زجر و توبیخ کے لئے اس طرح فرمایا گیا ہے۔

۲۱۴: بَابُ مَا جَاءَ فِىْ مَنْ رَمٰى اَخَاهُ بِكُفْرٍ

۲۱۴: باب جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تکفیر کرے

۵۳۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِىِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَاتِلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَىْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِمَا قَتَلَ بِهٖ نَفْسَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ

۵۳۳: حضرت ثابت بن ضحاکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے پر اس چیز میں نذر (واجب) نہیں جس کا وہ مالک نہیں۔ مؤمن پر لعن طعن کرنے والا (گناہ میں) اس کے قاتل کی طرح ہے اور جس نے کسی مؤمن پر کفر کا الزام لگایا وہ اس کے قاتل کی طرح ہے اور جس شخص نے کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دے گا۔ اس باب میں حضرت ابوذرؓ اور ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ صحیح ہے۔

۵۳۴:حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۵۳۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک نہ ایک پر ضرور یہ وبال آ پڑا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: "لیس علی العبد نذر فیما لا یملك" کسی ایسی چیز کی نذر ماننی جس کا مالک نہیں ہے تو اس صورت میں اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ مثلاً کوئی یہ نذر مانے کہ میرا اگر فلاں کام ہوگا تو فلاں غلام یا لونڈی آزاد۔ حالانکہ وہ اس غلام یا لونڈی کا مالک نہیں ہے تو یہ منت واجب نہیں خواہ بعد میں وہ اس کا مالک ہی کیوں نہ ہو جائے۔

لیکن اگر یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو فلاں غلام یا باندی جب میں اس کا مالک ہوں گا تو وہ غلام یا باندی آزاد ہے تو اس صورت میں اگر مالک بن گیا تو وہ آزاد ہو جائیں گے۔

لاعن المومن کقاتله: مومن کو لعنت کرنے والا ایسا ہی گناہ گار ہے جیسے مومن سے قتال کرنے والا۔

ومن قتل بنفسه شیئا: یعنی جس طرح خود کو قتل کیا اسی طرح وہ قتل کیا جاتا رہے گا۔

ایما رجل قال لاخیه کافر: یعنی جس کو اس نے کافر کہا اگر تو وہ واقعی اس کا حقدار ہے تو ٹھیک، ورنہ اس کا وبال اور گناہ قائل پر لوٹ آئے گا۔ اصل تو یہی ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا کافر نہیں بلکہ فاسق ہے لیکن یہ فعل ان کا اس قدر قبیح ہے کہ ڈر ہے کہ کہیں کفر اس قائل کی طرف نہ لوٹ آئے۔

۲۱۵: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ مَنْ يَمُوْتُ وَهُوَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

۲۱۵: باب جس شخص کا خاتمہ توحید پر ہو

۵۳۵:حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِمَ تَبْكِيْ فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَاَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَكُمْ فِيْهِ خَيْرٌ اِلَّا حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِلَّا حَدِيْثًا وَاحِدًا وَسَاُحَدِّثُكُمُوْهُ الْيَوْمَ وَقَدْ اُحِيْطَ بِنَفْسِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ

۵۳۵: صنابحی کہتے ہیں کہ میں عبادہ بن صامتؓ کے پاس گیا وہ فوت ہونے والے تھے۔ میں رونے لگا تو فرمایا: چپ رہو کیوں رو رہے ہو۔ اگر مجھ سے تمہارے (ایمان کے متعلق) گواہی طلب کی گئی تو گواہی دوں گا، اگر شفاعت کی اجازت دی گئی تو تمہاری شفاعت کروں گا اور اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکا تو ضرور پہنچاؤں گا۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی حدیثیں سنی ہیں ان میں سے ہر وہ حدیث تم سے بیان کر دی جس میں تمہارا نفع تھا۔ صرف ایک حدیث ہے جو میں آج تمہیں سنا رہا ہوں اس لیے کہ موت نے مجھے گھیر لیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ

وَعَلِيٍّ وَ طَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَالصُّنَابِحِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُسَيْلَةَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَ قَدْرُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْفَرَائِضِ وَالْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ اَهْلَ التَّوْحِيْدِ سَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَاِنْ عُذِّبُوْا بِالنَّارِ بِالنَّارِ بِذُنُوْبِهِمْ فَاِنَّهُمْ لَا يُخَلَّدُوْنَ فِي النَّارِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ وَاَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيْدِ وَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ قَالُوْا اِذَا اُخْرِجَ اَهْلُ التَّوْحِيْدِ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُوا الْجَنَّةَ يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔

اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، جابرؓ، ابن عمرؓ اور زید بن خالدؓ سے بھی روایات منقول ہیں۔ صنابحی کا نام عبدالرحمٰن بن عسیلہ اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ منقول ہے کہ زہری سے نبی اکرم ﷺ کے اس قول کا مطلب پوچھا گیا کہ ''جس نے لا الہ الا اللہ'' پڑھا جنت میں داخل ہوا''۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ابتدائے اسلام میں فرائض، اوامر اور نواہی کے نزول سے پہلے تھا۔ بعض علماء اس کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ اہل توحید ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے صرف اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتنے کے بعد نکال لیے جائیں گے۔ حضرت ابن مسعودؓ، ابوذرؓ، عمران بن حصینؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابن عباسؓ، ابوسعید خدریؓ اور انسؓ سے منقول ہے کہ اہل توحید کی ایک جماعت دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہوگی۔ سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی اور کئی حضرات سے ''رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ'' (ترجمہ: کافر چاہیں گے کاش کہ وہ مسلمان ہوتے) کی تفسیر یوں منقول ہے کہ جب اہل توحید کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا تو کافر چاہیں گے کاش وہ (بھی) مسلمان ہوتے۔

۵۳۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ ثَنِيْ عَامِرُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَعَافِرِيِّ ثُمَّ الْحُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِيْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ يَقُوْلُ لَا يَارَبِّ فَيَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُوْلُ لَا يَارَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً اِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَيُخْرِجُ بِطَاقَةً فِيْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا

۵۳۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک شخص کو میری امت سے جدا کرے گا اور اس کے گناہوں کے ننانوے (۹۹) دفتر کھولے جائیں گے۔ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے اس میں سے کسی کا انکار ہے۔ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟۔ وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے کوئی عذر ہے۔ وہ کہے گا نہیں اے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر کلمۂ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میزان کے پاس حاضر ہو جا۔ وہ کہے گا یا اللہ ان دفتروں کے سامنے اس چھوٹے سے

اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلُ اُحْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَقَالَ فَاِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ وَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَالْبِطَاقَةُ الْقِطْعَةُ۔

کاغذ کا کیا وزن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج تم پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں پھر ایک پلڑے میں وہ ننانوے (۹۹) دفتر رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں کاغذ کا وہ پرزہ رکھا جائے گا۔ دفتروں کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا جبکہ کاغذ (کا پلڑا) بھاری ہوگا۔ آپ نے فرمایا اور اللہ کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ قتیبہ اسے ابن لہیعہ سے وہ عامر بن یحییٰ سے اسی سند سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں اور بطاقہ (کاغذ کے) ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

تشریح: یہ باب دفع دخل مقدر کے طور پر لایا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ جب ایمان مرکب ہے اور تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان کے اجزاء ہیں۔ اور اعمال سیئہ ایمان کے منافی ہیں تو جو مسلمان فسق و فجور کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وہ مؤمن ہے یا نہیں۔ تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم فرمایا کہ وہ شخص مؤمن ہے۔ کیونکہ اعمال صالحہ ایمانِ کامل کے اجزاء ہیں۔ اور اعمالِ سیئہ ایمان کامل کے منافی ہیں۔

اصل ایمان تو ایک سبط حقیقت ہے۔ اور احادیث باب اس بات کی دلیل ہیں کہ نفس ایمان ایک سبط حقیقت ہے۔

اب اشکال ہوا کہ اگر ایمان صرف عقائد ہی کا نام ہے تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے اور بدعملی پر کیا نتیجہ مرتب ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بدعملی کی وجہ سے گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی اور پھر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور جائے گا اور یہی حدیثِ باب کا حاصل ہے اور جو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "انما کان هذا فی اول الاسلام، قبل نزول الفرائض والا مرو النهی" امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی اس توجیہ کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پسند نہیں فرمایا اس لئے اہل علم سے دوسری توجیہ نقل کی کہ جو بھی توحید کا قائل ہے وہ کسی نہ کسی دن جنت میں ضرور جائے گا اگرچہ گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں جانا پڑے۔ کیونکہ سات صحابہ سے ایسی احادیث مروی ہیں کہ "سیخرج قوم من النار من اهل التوحید ویدخلون الجنة" اور متعدد تابعین سے سورۃ الحجر آیت ۲ "ربما یود الذین کفروالو کانوا مسلمین" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب توحید کے قائل دوزخ سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے تو کفار آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

بہرحال اس ساری تفصیل سے مقصود یہی ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری کے جواب کو پسند نہیں فرمایا اور ان کی اس ساری بحث سے واضح ہوگیا کہ اعمال تکمیلِ ایمان کے لئے تو ضروری ہیں لیکن ایمان کا جزو نہیں ہیں۔

۲۱۶: بَابُ افْتِرَاقِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

۲۱۶: باب امت میں افتراق کے متعلق

۵۳۷: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَبُوْ عَمَّارٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَفَرَّقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً اَوِاثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً

۵۳۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی اکہتر (۷۱) یا بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ اسی طرح نصاریٰ (عیسائی) بھی اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اس باب میں

وَالنَّصَارٰى مِثْلَ ذٰلِكَ وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۳۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ الْأَفْرِيْقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِي مَا أَتٰى عَلٰى بَنِي إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مُفَسَّرٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۵۳۸: حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر بھی وہی کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا اور دونوں میں اتنی مطابقت ہوگی جتنی جوتیوں کے جوڑے میں ایک دوسرے کے ساتھ۔ یہاں تک کہ اگر ان کی امت میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا آئے گا اور بنو اسرائیل بہتر فرقوں پر تقسیم ہوئی تھی لیکن میری امت تہتر فرقوں پر تقسیم ہوگی اور ان میں سے ایک کے علاوہ سب فرقے جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ نجات پانے والے کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے راستے پر چلیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب مفسر ہے ہم اس کے مثل حدیث اس سند کے علاوہ نہیں جانتے۔

۵۳۹: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ نَا إِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَلَقَ خَلْقَهٗ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ أَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى وَمَنْ أَخْطَأَهٗ ضَلَّ فَلِذٰلِكَ أَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۵۳۹: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنا نور ڈالا۔ پس جس پر وہ نور پہنچا اس نے ہدایت پائی اور جس تک نہیں پہنچا وہ گمراہ ہوگیا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم پر قلم خشک ہوگیا۔

یہ حدیث حسن ہے۔

۵۴۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُوْ أَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ فَقُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّهٗ عَلَيْهِمْ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا قَالَ أَفَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ

۵۴۰: حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر فرمایا: کیا جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ

وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَّا یُعَذِّبَهُمْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔ نے فرمایا یہ کہ وہ اپنے بندوں کو عذاب نہ دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت معاذ بن جبلؓ ہی سے مروی ہے۔

تشریح: ''تفترق امتی علی ثلاث و سبعین فرقة: امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اس سے کیا مراد ہے اور وہ کون سے امور ہیں جن میں اختلاف کی بنیاد پر امت کے تہتر فرقے ہونگے اس کے لئے بذل میں حضرت سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ حوالہ سے درج ہے کہ: '' والمراد من هذا التفرق التفرق المذموم الواقع فی اصول الدین، واما اختلاف الائمة فی الفروع فلیس بمذموم، بل هو من رحمة الله، فانك تری ان الفرق المختلفة فی الفروع كلها متحدة فی الاصول ولا یضلل بعضهم بعضه واما المفترقون فی الاصول فیكفر بعضهم بعضهم ''۔

اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ فرقوں سے مراد وہ گروہ اور جماعتیں ہیں جو اصول وعقائد میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ لیکن وہ جماعتیں جو اصول وعقائد میں تو متحد ہیں لیکن فروعی اختلافات رکھتی ہیں تو یہ سب ایک ہی جماعت ہیں اور ان کو الگ الگ فرقہ شمار نہیں کیا جائے گا جیسا کہ ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کے مابین جو اختلاف ہے وہ فروعی نوعیت کا ہے ان حضرات کا عقائد واصول میں کوئی اختلاف نہیں۔

ما انا علیه و اصحابی: آپ ﷺ کے اس قول کا مصداق وہ جماعت ہے جن کا عقیدہ حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنھم کے عقیدے کے مطابق ہو۔ جن کی نماز، وضو، اذان حضور ﷺ اور صحابہ کے طریقہ کے مطابق ہو۔ جن کی خوشی، غمی سب کچھ صحابہ کی طرز پر ہو انہی کو اہل سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔ اہل سنت سے مراد حضور ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنے والے ہوں، اور والجماعت سے مراد صحابہ کے طریقوں کی پیروی کرنے والے ہوں۔ اور وہ لوگ جو اجماع امت کے قائل ہوں کیونکہ ابن ماجہ اور ابوداؤد میں یہی حدیث دیگر صحابہ سے بھی روی ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ فرقہ ناجیہ کون سا ہوگا تو جواب میں فرمایا کہ ''الجماعة''، یعنی مسلمانوں کی جماعت، اور اسی کا نام اجماع امت ہے۔

تہتر کی تعداد: اس امت کے تہتر فرقوں کی تفصیل کیا ہے؟ صاحب تحفۃ الاحوذی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ کے حوالہ سے اس کی تفصیل یہ نقل کی ہے کہ اس امت کے گمراہ فرقوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

معتزلہ: جو اس بات کے قائل ہیں کہ بندے خود اپنے افعال کے خالق ہیں، وہ رؤیتِ باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ معتزلہ کے کل بیس فرقے ہیں۔

شیعہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں حد سے زیادہ غلو کرنے والے۔ ان کے کل بائیس فرقے ہیں۔

خوارج: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والے اور کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر قرار دینے والے ہیں ان کے بھی بیس فرقے ہیں۔

مرجئہ: جن کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت مضر نہیں ہے، جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی نیکی قابلِ قبول نہیں ہے ان کے پانچ فرقے ہیں۔

نجاریہ: افعال کی خالقیت میں اہل سنت کے موافق ہیں اور صفات کی نفی میں اور کلام اللہ کے مخلوق ہونے میں معتزلہ کی موافقت کرتے ہیں ان کے تین فرقے ہیں۔

جبریہ: یہ انسان کو مجبور محض قرار دیتے ہیں۔ان کا ایک ہی فرقہ ہے۔

مسبہ: جو جسمیت اور حلول میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو نعوذ باللہ مخلوق کے مشابہہ قرار دیتے ہیں ان کا بھی ایک ہی فرقہ ہے۔

یہ کل میزان بہتر ہوگئی اور یہ سب کے سب گمراہ فرقے ہیں اور جہنمی ہیں۔ اور فرقہ ناجیہ وہ اہل سنت و ا ۳ عت کا ہے۔

مکمل کتاب الایمان ویلیہ کتاب العلم

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْعِلْمِ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علم کے متعلق

رسول اللہ ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

علم کی تعریف: ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم مومن کے دل کے اس نور کا نام ہے جو چراغ نبوت سے روشن ہوتا ہے۔ اور یہ علم حضور ﷺ کے اقوال وافعال جاننے سے حاصل ہوتا ہے۔

علماء اور متکلمین علم کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ: ''ھو حصول صورۃ الشیء فی العقل'' (یعنی کس چیز کی صورت کا ذہن وعقل میں آنا)۔

۲۱۷: بَابُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهُ فِي الدِّيْنِ

۲۱۷: باب اِس بارے میں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اُسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں

۵۴۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ مُعَاوِيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۴۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اس باب میں حضرت عمرؓ، ابو ہریرہؓ اور معاویہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''من یرد اللہ بہ خیرا'' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ یہاں پر خیر کا لفظ ''نکرۃ'' ہے جو خیر کی تمام اقسام کو شامل ہے۔ اور یہاں نکرہ تعظیم کے لئے ہے۔ یعنی مطلب یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے ساتھ بڑی اور خوب خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

یفقھه فی الدین: ''ای یفھمه فی الدین'' یعنی دین کا فہم عطا فرماتے ہیں۔

۲۱۸: بَابُ فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ

۲۱۸: باب طلب علم کی فضیلت

۵۴۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ

۵۴۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے علم سیکھنے کے لیے کوئی راستہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ایک راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ یہ

عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: طریقًا کو اگر نکرہ لے کر ایک راستہ ترجمہ کیا جائے تو بھی صحیح ہے کہ ایک ہی منزل پر پہنچنے کے کئی راستے ہو سکتے ہیں اگر مطلق راستہ ترجمہ کیا جائے تو وہ تو واضح ہی ہے۔

۵۴۴: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْعَتَكِيُّ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْهُ۔

۵۴۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی تلاش میں نکلے وہ واپس لوٹنے تک اللہ کی راہ میں ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے غیر مرفوع روایت کیا ہے۔

۵۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلّٰى نَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ عَنْ سَخْبَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفُ الْاِسْنَادِ وَاَبُوْ دَاوٗدَ اِسْمُهٗ نُفَيْعٌ الْاَعْمٰى يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا يُعْرَفُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَخْبَرَةَ كَبِيْرُ شَيْءٍ وَلَا لِاَبِيْهِ۔

۵۴۵: حضرت سخبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے علم حاصل کیا تو وہ اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ابوداؤد کا نام نفیع اعمٰی ہے۔ وہ محدثین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے نزدیک ضعیف ہیں۔ عبداللہ بن سخبرہ اور ان کے والد کے لیے کچھ زیادہ روایات ثابت نہیں ہیں۔

تشریح: "من سلك طريقا" یہاں سے طلب علم کے لئے سفر کرنے کا استحباب معلوم ہوا، علم کے حصول کے لئے سفر کرنے میں چونکہ مشقت زیادہ ہوتی ہے اور کوئی دنیاوی فائدہ بھی مقصود نہیں ہوتا، محض دینی اغراض کے لئے علم حاصل کیا جاتا ہے، چونکہ دینی علوم کا حصول اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات پر خود چلنے اور دوسروں کو چلانے کیلئے ہوتا ہے اس وجہ سے اس کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے۔

فهو في سبيل الله حتى يرجع: یہاں پر طالبعلم کو مجاہد کے ساتھ تشبیہ کی وجہ علماء نے یہ فرمائی ہے کہ "لما ان في طلب العلم من احياء الدين و واذلل الشيطان و اتعاب التفس و كسرا لهوى كما في الجهاد"

یعنی جس طرح جہاں میں دین کا احیاء مقصود ہوتا ہے اور شیطان کی ذلت اور نفس کے تعب وتھکاوٹ کا سبب بنتا ہے اور خواہشات پر زد آتی ہے اسی طرح طلب علم میں بھی مشکلات اٹھانی پڑتی ہیں اس وجہ سے طالبعلم کو مجاہد کے ساتھ تشبیہ دی۔

كان كفارة لما مضى: یعنی صغائر معاف ہو جاتے ہیں اور کبائر سے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔

۲۱۹: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كِتْمَانِ الْعِلْمِ

۲۱۹: باب علم کو چھپانا

۵۴۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوْفِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ

۵۴۶: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے ایسا سوال کیا گیا جسے وہ جانتا ہے اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ اس باب میں حضرت جابرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی احادیث

الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

منقول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث حسن ہے۔

تشریح: ''الجم بلجام من النار'' یہ مکافات عمل ہے کہ جیسا عمل کیا ویسی ہی اس کی سزا ملی۔ کہ اس نے خود کو خاموشی کی لگام ڈالے رکھی تو آخرت میں اس کی آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

علماء نے فرمایا کہ یہاں غیر ضروری علوم سے متعلق سوال کا جواب نہ دینے پر وعید نہیں ہے بلکہ ان علوم کے چھپانے کے بارے میں وعید ہے کہ جن کی تعلیم دینا لازمی ہے۔ مثلاً جیسا کہ کسی نے حلال وحرام کے بارے میں سوال کیا یا نماز، روزے وغیرہ کے مسائل وغیرہ۔

۲۲۰: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْاِسْتِيْصَاءِ بِمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ

۲۲۰: باب طالب علم کے ساتھ خیر خواہی کرنا

۵۴۷: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ اَبَا سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَاِنَّ رِجَالًا يَاْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ وَاِذَا اَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كَانَ شُعْبَةُ يُضَعِّفُ اَبَا هٰرُوْنَ الْعَبْدِيَّ قَالَ يَحْيٰى وَمَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرْوِيْ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ حَتّٰى مَاتَ وَ اَبُوْ هٰرُوْنَ اِسْمُهٗ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ۔

۵۴۷: ابو ہارون کہتے ہیں کہ ہم ابو سعیدؓ کے پاس (علم سیکھنے کیلئے) جایا کرتے تو وہ فرماتے مرحباً .... یعنی میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق خوش آمدید کہتا ہوں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ تمہارے تابع ہیں اور بہت سے لوگ دور دراز کے علاقوں سے تمہارے پاس دین سیکھنے کے لیے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کرنا۔ علی بن عبداللہ، یحییٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شعبہ، ابو ہارون عبدی کو ضعیف کہتے ہیں۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ ابن عوف، ابو ہارون کی وفات تک ان سے روایت کرتے رہے۔ ان کا نام عمارہ بن جوین ہے۔

۵۴۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْكُمْ رِجَالٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَتَعَلَّمُوْنَ فَاِذَا جَاءُوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا قَالَ فَكَانَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اِذَا رَاٰنَا قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هٰرُوْنَ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ۔

۵۴۸: حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی جانب سے بہت سے لوگ تمہارے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں بھلائی کی وصیت کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ ابو سعیدؓ جب ہمیں دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق ہمیں خوش آمدید (مرحبا) کہا کرتے تھے۔ اس حدیث کو ہم صرف ہارون عبدی کی ابو سعید خدریؓ سے روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: دینی علوم کے طالبان کے بارے میں یہاں نرمی اور خیر خواہی کی وصیت کی جارہی ہے کہ دینی طالبعلم اللہ کے راستے میں مسافر ہیں۔ اور اس کے مہمان ہیں۔ خاص طور پر اس فتن دور میں کسی کا دنیاوی لذات وشہوات سے منہ موڑ کر دینی علم کے حصول میں لگ جانا کوئی معمولی کام نہیں اس لئے طلباء کی قدر کرنی چاہیے۔

۲۲۱: بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِهَابِ الْعِلْمِ

۵۴۹: حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَزِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا۔

۵۵۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا أَوَانُ يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى لَا يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ فَقَالَ زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا وَقَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ فَوَاللّٰهِ لَنَقْرَأَنَّهُ وَلَنُقْرِئَنَّهُ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا قَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هٰذِهِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ عِنْدَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى فَمَاذَا تُغْنِي عَنْهُمْ قَالَ جُبَيْرٌ فَلَقِيتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ صَدَقَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنْ شِئْتَ أُحَدِّثَنَّكَ بِأَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوعُ يُوشِكُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ الْجَامِعِ فَلَا تَرٰى فِيهِ رَجُلًا خَاشِعًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرَ يَحْيٰى

۲۲۱: باب دنیا سے علم کے اٹھ جانے کے متعلق

۵۴۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں (کے دلوں) سے کھینچ لے بلکہ علماء کے اٹھ جانے (یعنی وفات) سے علم اٹھ جائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ چنانچہ ان سے (مسائل) پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ اور زیاد بن لبیدؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو زہری بھی عروہ سے وہ عبداللہ بن عمرو اور عروہ سے اور وہ عائشہؓ سے اسی کے مثل مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

۵۵۰: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا پھر فرمایا یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں سے علم کھینچا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں سے کوئی چیز ان کے قابو میں نہیں رہے گی۔ زیاد بن لبید انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے کیسے علم سلب کیا جائے گا جبکہ ہم نے قرآن پڑھا ہے اور اللہ کی قسم ہم اسے خود بھی پڑ ے گے اور اپنی اولاد اور عورتوں کو پڑھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں تم پر روئے اے زیاد میں تو تمہیں مدینہ کے فقہاء میں شمار کرتا تھا۔ کیا تورات اور انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس نہیں ہے۔ لیکن انہیں کیا فائدہ پہنچا۔ جبیر کہتے ہیں پھر میری عبادہ بن صامتؓ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ آپ کے بھائی ابودرداء کیا کہتے ہیں۔ پھر انہیں ان کا قول بتایا تو انہوں نے فرمایا ابودرداء نے سچ کہا اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ علم میں سے سب سے پہلے کیا اٹھایا جائے گا تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ علم میں سے سب سے پہلے کیا اٹھایا جائے وہ خشوع ہے۔ عنقریب ایسا ہوگا کہ تم کسی جامع مسجد میں داخل ہوگے اور پوری مسجد میں ایک خشوع والا آدمی بھی نہیں پاؤ گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور معاویہ بن صالح محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ یحییٰ بن سعید کے

ابْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ وَقَدْرُوِىَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ نَحْوَهٰذَا وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

علاوہ کسی نے ان کے متعلق اعتراض کیا ہو۔ معاویہ بن صالح بھی اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ بعض راوی اسے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے وہ اپنے والد سے وہ عوف بن مالک سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح: یہاں احادیث میں علم بلاعمل کی حیثیت بیان کی گئی ہے کہ علم ہو لیکن عمل نہ ہو تو گویا علم ہی نہیں۔ جیسا کہ صحابی نے تعجباً کہا کہ ہم قرآن پڑھاتے ہیں اور اسی طرح پڑھا پڑھایا جاتا رہے گا تو علم کیسے اٹھ جائے گا تو فرمایا کہ یہود ونصاری بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ "اولیس هذه اليهود و النصارى يقرؤن التوراة والا نجيل لا يعلمون بشئى مما فيها" کہ یہود ونصاری بھی کو پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن توراۃ وانجیل میں جو کچھ ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔ (ابن ماجہ)

الغرض عدم عمل عدم علم کو مستلزم ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ "اى فكمالم تفدهم قرأتها مع عدم العلم بما فيها فكذلك انتم، والجملة حال من يقرؤن، اى يقرؤن غير عاملين، نزل العالم الذى لا يعمل بعلمه منزلة الجاهل، بل منزلة الحمار الذى يحمل اسفارا بل او لئك كالا نعام بل هم اضل "۔ (مرقاۃ)

۲۲۲: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ مَنْ يَطْلُبُ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا

۲۲۲: باب اس شخص کے متعلق جو اپنے علم سے دنیا طلب کرے

۵۵۱: حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ نَا اِسْحٰقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ ثَنِيْ ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْلِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ عِنْدَهُمْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔

۵۵۱: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس لیے علم سیکھا کہ اس کے ذریعہ سے علماء کا مقابلہ کرے یا بے وقوف لوگوں سے بحث وجھگڑا کرے اور لوگوں کو اس سے اپنی طرف متوجہ کرے (تاکہ وہ اسے مال وغیرہ دیں) تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم میں داخل کرے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ محدثین کے نزدیک زیادہ قوی نہیں ان کے حافظے پر اعتراض کیا گیا ہے۔

۵۵۲: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْهُنَائِيُّ نَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْاَرَادَ بِهٖ غَيْرَ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۵۵۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے علم سیکھا یا اس سے غیر اللہ کا ارادہ کیا تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ تیار کرے۔

۲۲۳: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْحَثِّ عَلٰى تَبْلِيْغِ السَّمَاعِ

۲۲۳: باب لوگوں کے سامنے احادیث بیان کرنے کی فضیلت

۵۵۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوُدَ نَا شُعْبَةُ

۵۵۳: حضرت ابان بن عثمانؓ کہتے ہیں کہ زید بن ثابتؓ ایک مرتبہ

اَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ قُلْنَا مَا بَعَثَ اِلَيْهِ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا بِشَيْءٍ يَسْاَلُهُ عَنْهُ فَقُمْنَا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ نَعَمْ سَاَلَنَا عَنْ اَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَنَسٍ حَدِيْثُ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

مروان کے پاس سے دو پہر کے وقت نکلے۔ ہم نے سوچا کہ یقیناً انہیں مروان نے کچھ پوچھنے کے لیے بلایا ہوگا۔ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہاں اس (مروان) نے ہم سے چند ایسی باتیں پوچھیں جو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں۔ میں نے آپ ﷺ سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے یاد رکھا یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچایا اس لیے کہ بہت سے فقیہ اسے اپنے سے زیادہ فقیہ شخص کے پاس لے جاتے ہیں اور بہت سے حاملین فقہ خود فقیہ[1] نہیں ہوتے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، معاذ بن جبلؓ، جبیر بن مطعمؓ، ابودرداءؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت زید بن ثابت کی حدیث حسن ہے۔

۵۵۴: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۵۴: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے (یعنی اسے خوش رکھے) جس نے ہم سے کوئی چیز (بات) سنی اور پھر بالکل اسی طرح دوسروں تک پہنچادی جس طرح سنی تھی۔ اس لیے کہ بہت سے ایسے لوگ جنہیں حدیث پہنچے گی وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ اور علم رکھتے ہوں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۲۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيْمِ الْكِذْبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۲۴: باب اس بارے میں کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے

۵۵۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ نَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ نَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

۵۵۵: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ تیار کرے۔

۵۵۶: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ ابْنَةِ السُّدِّيِّ نَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ

۵۵۶: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف جھوٹ منسوب نہ کیا کرو اس لیے کہ جس نے ایسا کیا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اس باب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ،

---

[1] یہاں فقیہ سے مراد حدیث کے علوم پر دسترس رکھنے والا اور احادیث کو یاد کرنے والا ہے اور اس کا صحیح مفہوم سمجھنے والا ہے (واللہ اعلم۔ مترجم)

يَلِجُ النَّارَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَعُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ وَ مُعَاوِيَةَ وَبُرَيْدَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ اُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَالْمُنْقَعِ وَ اَوْسٍ الثَّقَفِيِّ حَدِيْثُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ اَثْبَتُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَقَالَ وَكِيْعٌ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ ابْنُ حِرَاشٍ فِي الْاِسْلَامِ كَذِبَةً

۵۵۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ بَيْتَهُ مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

۲۲۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَنْ رَوٰى حَدِيْثًا وَ هُوَ يُرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ

۵۵۸: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يُرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَسَمُرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَرَوَى الْاَعْمَشُ وَابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَاَنَّ حَدِيْثَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ سَمُرَةَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ اَصَحُّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ

زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابوسعید رضی اللہ عنہ، عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ، بریدہ رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰؓ، ابوامامہؓ، عبداللہ ابن عمرؓ، مقنعؓ اور اوس ثقفیؓ سے بھی روایت ہے۔ حضرت علیؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ منصور بن معتمر اہل کوفہ میں سے اثبت ہیں۔ وکیع کہتے ہیں کہ ربعی بن حراش نے اسلام میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۵۵۷: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے پر جھوٹ باندھا (راوی کہتے میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً بھی فرمایا) وہ دوزخ میں اپنا گھر تلاش کرے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور کئی سندوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔

۲۲۵: باب موضوع احادیث بیان کرنا

۵۵۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میری طرف منسوب کر کے کوئی حدیث بیان کرے اور اسے گمان ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک (جھوٹا) ہے۔ اس باب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے شعبہ حَکَم سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے وہ سمرہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اعمش اور ابن ابی لیلیٰ بھی اسے حَکَم سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے وہ علیؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی حدیث محدثین کے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ

بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبَا مُحَمَّدٍ عَنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ قُلْتُ لَهٗ مَنْ رَوٰى حَدِيْثًا وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّ اِسْنَادَهٗ خَطَاءٌ اَيُخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ دَخَلَ فِيْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ اَوْ اِذَا رَوَى النَّاسُ حَدِيْثًا مُرْسَلًا فَاَسْنَدَهٗ بَعْضُهُمْ اَوْ قَلَبَ اِسْنَادَهٗ يَكُوْنُ قَدْ دَخَلَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اِذَا رَوَى الرَّجُلُ حَدِيْثًا وَلَا يُعْرَفُ لِذٰلِكَ الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَصْلًا فَحَدَّثَ بِهٖ فَاَخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ دَخَلَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

فرماتے ہیں کہ میں نے ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا کہ ''جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کی جبکہ وہ جانتا ہے کہ جھوٹ ہے تو وہ بھی ایک جھوٹا ہے'' تو کیا وہ شخص بھی اس میں داخل ہے جو ایک حدیث روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ اس کی سند غلط ہے یا وہ حدیث مسند بیان کی جسے بعض نے مرسل بیان کیا یا سند الٹ دی۔ حضرت عبداللہ ابن عبدالرحمٰن نے فرمایا ''نہیں'' کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے ایسی حدیث روایت کی جس کی کوئی اصل نہیں اور وہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے، تو مجھے ڈر ہے کہ وہ اس حدیث کے مطابق جھوٹا ہے۔

٢٢٦: بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٢٢٦: باب اس بارے میں کہ حدیث سن کر کیا الفاظ نہ کہے جائیں

٥٥٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَسَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ وَغَيْرِهٖ رَفَعَهٗ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاْتِيْهِ اَمْرٌ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَسَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اِذَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلَى الْاِنْفِرَادِ بَيَّنَ حَدِيْثَ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ مِنْ حَدِيْثِ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ وَاِذَا جَمَعَهُمَا رَوٰى وَهٰكَذَا اَبُوْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمُهٗ اَسْلَمُ۔

٥٥٩: حضرت محمد بن منکدر اور سالم ابونضر، عبیداللہ بن ابی رافع سے وہ اپنے والد ابورافع سے اور ان کے علاوہ راوی اسے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں میں کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی بات آئے جس کا میں نے حکم دیا یا جس سے میں نے منع کیا تو وہ کہے میں نہیں جانتا۔ ہم تو جو چیز قرآن میں پائیں گے اس کی پیروی کریں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض اس حدیث کو سفیان سے وہ ابن منکدر سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ پھر سالم ابونضر، عبیداللہ بن ابی رافع سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عیینہ اس حدیث کو صرف ابن منکدر سے بیان کرتے وقت فرق واضح کر دیتے اور جب دونوں (ابن منکدر اور سالم ابو نضر) سے بیان کرے تو اسی طرح بیان کرتے۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ہیں۔ ان کا نام اسلم ہے۔

٥٦٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ اللَّخْمِيِّ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

٥٦٠: حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا هَلْ عَسَى رَجُلٌ يَبْلُغُهُ الْحَدِيْثُ عَنِّيْ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ فَيَقُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ حَلَالًا اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

۲۲۷: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ

۵۶۱: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اِسْتَأْذَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِتَابَةِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَنَا وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ الْوَجْهِ اَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَرَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ۔

۲۲۸۔ بَابُ مَاجَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْهِ

۵۶۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيْلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَجْلِسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ الْحَدِيْثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ فَشَكٰى ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِيْثَ فَيُعْجِبُنِيْ وَلَا اَحْفَظُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعِنْ بِيَمِيْنِكَ وَاَوْمَأَ بِيَدِهِ الْخَطَّ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَائِمِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ الْخَلِيْلُ بْنُ مُرَّةَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔

۵۶۳: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

ﷺ نے فرمایا: جان لو کہ عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ کسی شخص کو میری کوئی حدیث پہنچے گی اور وہ تکیہ لگائے ہوئے اپنی مسند پر بیٹھا ہوا کہے گا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب (کافی) ہے۔ پس ہم جو کچھ اس میں حلال پائیں گے اسے حلال سمجھیں گے اور جو حرام پائیں گے اسے حرام سمجھیں گے جبکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جسے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا وہ بھی اسی چیز کی طرح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۲۲۷: باب کتابت علم کی کراہت کے متعلق

۵۶۱: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث لکھنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی[1]۔ یہ حدیث اس سند کے علاوہ بھی زید بن اسلم سے منقول ہے ہمام اسے زید بن اسلم سے نقل کرتے ہیں۔

۲۲۸: باب کتابت علم کی اجازت کے متعلق

۵۶۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے اور احادیث سنتے تھے وہ انہیں بہت پسند کرتے لیکن یاد نہ رکھ سکتے تھے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بات کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے حدیثیں سنتا ہوں مجھے وہ اچھی لگتی ہیں لیکن میں یاد نہیں رکھ سکتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور آپ ﷺ نے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بھی روایت ہے۔ اس حدیث کی سند قوی نہیں۔ (امام ترمذیؒ فرماتے ہیں) میں نے امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے۔

۵۶۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

[1] حدیث لکھنے کی ممانعت کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا تا کہ قرآن و حدیث ایک دوسرے میں مل نہ جائیں اور لوگ پورے کو ہی قرآن نہ سمجھنے لگیں لیکن جب یہ خدشہ ختم ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے کئی صحابہؓ کو احادیث لکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ (مترجم)

خَطَبَ فَذَكَرَ قِصَّةً فِي الْحَدِيْثِ فَقَالَ اَبُوْ شَاهٍ اُكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوٰى شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ مِثْلَ هٰذَا۔

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا (پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث میں پورا قصہ ذکر کیا) کہ ایک شخص ابوشاہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یہ خطبہ مجھ کو لکھوا دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوشاہ کو لکھ دو۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شیبان بھی یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۵۶۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ وَهُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ اِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَاِنَّهٗ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا اَكْتُبُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۵۶۴: حضرت ہمام بن منبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عبداللہ بن عمروؓ کے علاوہ کوئی صحابی مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کرنے والا نہیں وہ بھی اس لیے کہ وہ (عبداللہ بن عمرو) لکھ لیا

تشریح: سابقہ باب میں کتابت حدیث میں منع فرمایا گیا تھا اور یہاں لکھنے کی اجازت کا ذکر ہے دونوں احادیث کی تطبیق میں علماء کی جانب سے مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وحی متلو اور غیر متلو کے مختلط ہونے کا اندیشہ تھا، اس وجہ سے منع فرمایا، لیکن جب صحابہ میں اس بات کی استعداد پیدا ہوگئی کہ وہ کلام اللہ اور کلام رسول میں امتیاز کرسکیں تو پھر اجازت مرحمت فرمادی گئی۔

۲۔ شروع میں اس وجہ سے منع فرمایا کہ یاد رکھنا اور لکھنا ساتھ ساتھ ہوگا تو غلطی نہ کر بیٹھیں لیکن اسلامی احکام واضح ہوگئے۔ اور غلطی کا امکان باقی نہ رہا تو اجازت رحمت فرمادی۔

بہر حال ممانعت ابتدائی دور میں تھی لیکن پھر بعد میں اس کی صراحتہ اجازت دے دی گئی۔ اس کی بیت اسلاف میں بھی اختلاف رہا لیکن بالآخر لکھنے کے جواز پر اجماع ہوگیا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ:

''اختلف السلف في ذلك عملا و تركا وان كان الامر استقر و الاجمع انعقد على جواز كتابة العلم بل على استحبا به بل لا يبعد وجو به على من خشي اللنسيانه ممن يتعين عليه تبليغ العلم''

یعنی کتابت کے عمل و ترک میں سلف میں اختلاف رہا پھر اس کے جواز پر اتفاق ہوگیا اور اجماع قائم ہوگیا کتابت علم جواز بلکہ استحباب پر، بلکہ یہ کہنا پھر مستعبد نہ ہوگا کہ جوجس پر تبلیغ علم کی ذمہ داری ہے اور اس کو نسیان کا خدشہ ہے تو اس کے لئے لکھنا واجب ہے۔

الا عبد اللّٰہ بن عمرو: ۱۔ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ وہ احادیث رسول کی اشاعت میں منہمک رہتے تھے جبکہ حضرت عبدالہ بن عمرو کے ہاں نوافل کی کثرت تھی۔ اس وجہ سے ان روایت کو روایات کرنے کا زیادہ موقع نہ ملا۔

۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا قیام مدینہ میں زیادہ رہا جو مرکز علم تھا اس وجہ سے احادیث کی روایت کا موقع خوب ملا۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرو منتقل ہوگئے تھے جو اس وقت تک مرکز علم نہ بنا تھا۔

وَوَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ هُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ

کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وہب بن منبہ اپنے بھائی ہمام بن منبہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۲۹: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْحَدِيْثِ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

۵۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ الْعَابِدِ الشَّامِيِّ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۲۲۹: باب بنی اسرائیل سے روایت کرنے کے متعلق

۵۶۵: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے (سن کر) دوسروں تک پہنچاؤ اگر چہ ایک آیت ہو اور بنی اسرائیل سے روایت کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے یہ حدیث حسن صحیح ہے ہم سے محمد بن بشار، ابو عاصم سے وہ اوزاعی سے وہ حسان بن عطیہ سے وہ ابو کبشہ سلولی سے وہ عبداللہ بن عمرو سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: ''بلغوعنی ولو آیہ'' حدیث پر عمل اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ جیسی حدیث سنی بغیر تشریح اور تفسیر کے دوسروں تک پہنچا دی۔ اور تفصیل وتشریح کے ساتھ آگے پہچانا بھی اسی میں داخل ہے۔

وحدثوا عن بنی اسرائیل: یہاں پر اشکال ہوتا ہے کہ دوسری حدیث میں اسرائیلیات کے نقل کرنے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ''امتھوکون انتم کما تھوکت الیھود والنصاری لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ''۔

جواب: ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے سید جمال الدین سے دونوں روایات میں تطبیق اس طرح نقل کی ہے کہ ممانعت کی حدیث احکامات کے نقل کرنے سے متعلق ہے اور اجازت قصص ونصائح وغیرہ نقل کرنے سے متعلق ہے۔

اسرائیلیات کی اقسام: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسرائیلیات کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ جن کی تصدیق شریعت اسلامی سے ہوتی ہے ان کو بیان کرنا درست ہے۔

۲۔ جن کا غلط اور جھوٹ ہونا واضح ہے۔ ان کو بیان کرنا اور یقین رکھنا درست نہیں۔

۳۔ جو نہ قسم اول سے ہیں اور نہ قسم ثانی سے ہیں۔ ان کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کا بیان کرنا تو درست ہے البتہ احتیاط اس میں ہے کہ نہ بیان کی دائیں۔ اور نہ تو ان کی تصدیق کی جائے گی اور نہ ہی تکذیب کی جائے گی۔

۲۳۰: بَابُ مَاجَاءَ اِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

۵۶۶: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ نَا اَحْمَدُ ابْنُ بَشِيْرٍ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

۲۳۰: باب اس بارے میں کہ نیکی کا راستہ بتانے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہے

۵۶۶: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم

اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَسْتَحْمِلُهُ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُهُ فَدَلَّهُ عَلٰى اٰخَرَ فَحَمَلَهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ اِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَبُرَيْدَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ﷺ سے سواری مانگنے کیلئے آیا لیکن آپ ﷺ کے پاس سواری نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے اسے دوسرے کسی شخص کے پاس بھیج دیا اس نے اسے سواری دے دی تو وہ دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں یہ بتانے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خیر کا راستہ بتانے والا اس پر عمل کرنے والے ہی کی طرح ہے۔ اس باب میں حضرت ابومسعودؓ اور بریدہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند یعنی حضرت انسؓ کی روایت سے غریب ہے۔

۵۶۷: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ اُبْدِعَ بِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِئْتِ فُلَانًا فَاَتَاهُ فَحَمَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ اَوْ قَالَ عَامِلِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اِسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ اِيَاسٍ وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيُّ اِسْمُهٗ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو۔

۵۶۷: حضرت ابومسعودؓ بدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سواری مانگنے کے لیے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا جانور مر گیا ہے تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ فلاں کے پاس جاؤ۔ وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے سواری دے دی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کو بھلائی کا راستہ بتائے اس کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے جتنا (نیکی) کرنے والے کیلئے یا فرمایا جتنا اس پر عمل کرنے والے کے لیے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعمرو شیبانی کا نام سعید بن ایاس ہے۔ ابومسعود بدریؓ کا نام عقبہ بن عمروؓ ہے۔

۵۶۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ قَالَ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ وَلَمْ يَشُكَّ فِيْهِ۔

۵۶۸: ہم سے روایت کی حسن بن علی خلال نے انہوں نے عبداللہ بن نمیر سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابی عمرو شیبانی سے انہوں نے ابی مسعود سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں ''مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ'' کے الفاظ بغیر شک کے مذکور ہیں۔

۵۶۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِشْفَعُوْا وَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَبُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَبُرَيْدٌ يُكْنٰى اَبَا بُرْدَةَ هُوَ ابْنُ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ۔

۵۶۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاعت (سفارش) کیا کرو تاکہ اجر حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر وہی جاری کرتا ہے۔ جو وہ چاہتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے۔ برید جن کی کنیت ابو بردہ ہے وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں۔

۵۷۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ

۵۷۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا ذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسَنَّ الْقَتْلَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ سَنَّ الْقَتْلَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ مظلوم ہوتے ہوئے قتل کیا جائے اور اس کا گناہ آدمؑ کے بیٹے کو نہ پہنچے اس لیے کہ اس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔ عبدالرزاق نے ''اسنّ'' کی ''سنّ'' کا لفظ ذکر کیا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''یستحمله ای یطلب منه المرکب'' سواری مانگ رہا تھا۔

وحمله ای اعطاه المرکب: آپ ﷺ نے اس کو سواری مرحمت فرمادی۔

یہاں اس بات کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا۔ اجر وثواب کے اعتبار سے نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ چونکہ نیکی کی طرف رہنمائی کرنے میں تعاون علی البر والتقوی ہے۔ اس وجہ سے نیکی کی طرف رہنمائی کرنا بذات خود نیکی ہے اور نیکی کرنے والے کا اور رہنمائی کرنے والے کا اجر برابر ہے۔

اشفعو جلی: جائز اور مباح کاموں میں سفارش کر دینا یہ بھی اجر وثواب کا کام ہے کیونکہ اس میں اگرچہ خرچ کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن مسلمان کی اعانت ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ مسلمان کی اعانت کرنا اجر وثواب سے خالی نہیں، دوسروں کے ساتھ نیکی نہ کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ یا تو مال خرچ کرنا پڑتا ہے یا جسمانی طور پر چل کر جانا پڑتا ہے، یا اپنے وقت کی قربانی کرنی پڑتی ہے لیکن سفارش کرنے میں تو کچھ بھی نہیں جا رہا اور اجر وثواب علیحدہ مل رہا ہے لہذا اس نیکی کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

''من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها و من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها''۔(النساء:۸۵)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفارش کے حکم سے کوئی بھی چیز مستثنی نہیں سوائے حدود کے کہ حدود میں سفارش کرنے کی اجازت نہیں، اس کے علاوہ ہر جگہ سفارش کرنے کی اجازت ہے۔

ولیقضی اللّٰه علی لسان نبیه ماشاء: اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی زبان پر جو بھی جاری ہوتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالی کی جانب سے ہوتا ہے۔

۲۳۱: بَابُ مَاجَاءَ فِي مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتُّبِعَ

۲۳۱: باب اس شخص کے بارے میں جس نے ہدایت کی طرف بلایا اور لوگوں نے اس کی تابعداری کی

۱۵۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ يَتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ

۱۵۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لوگوں کو ہدایت کی طرف بلایا اس کے لیے اس راستے پر چلنے والوں کی مثل ثواب ہے۔ اور اس سے ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا اور جس نے گناہ کی دعوت دی اس کے لیے بھی اتنا گناہ ہے جتنا اس کی اتباع کرنے والوں پر

الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ يَّتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

اور اس میں بھی ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۷۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ نَا الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ سُنَّةَ خَيْرٍ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا فَلَهُ اَجْرُهُ وَمِثْلُ اُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ مِّنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنْ سَنَّ سُنَّةَ شَرٍّ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ وَمِثْلُ اَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا.

۵۷۲: حضرت جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھا طریقہ[1] جاری کیا اور اس میں اس کی اتباع کی گئی تو اس کے لیے بھی اس کے متبعین کے برابر ثواب ہوگا اور انکے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی ۔ جبکہ اگر کسی نے برائی کے کسی طریقے کو رواج دیا اور لوگوں نے اس کی اتباع کی تو اس کے لیے بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس کی اتباع کرنے والوں کے لیے اور انکے گناہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی اس باب میں حضرت حذیفہؓ سے بھی روایت ہے ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے جریر ابن عبداللہؓ ہی سے مرفوعاً مروی ہے۔ منذر بن جریر بن عبداللہ بھی اسے اپنے والد سے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں ۔ اسی طرح عبیداللہ بن جریر بھی اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: ''من دعا الی ھدی '' لوگوں کو خیر کی طرف بلانا اور ان کو نیک اعمال کرنے کا ذریعہ بن جانا بہت بڑی نیکی ہے کہ ان کے اعمال صالحہ کا پورا پورا ثواب اس ''داعی الی الخیر '' کو بھی ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ آئے گی ۔ اس لئے لوگوں کے خیر کی طرف آنے کا ذریعہ بننا چاہیے ۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

''خوشخبری ہو اس شخص کیلئے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خیر کی کنجی بنایا ہو اور شر کا تالا بنایا ہو''

اپنی ذات کے اعتبار سے نیکی کرنے کا ثواب صرف فرد واحد کو ہی ہے اور دوسروں کو خیر کی طرف بلانا اور خیر کے وجود میں آنے کا ذریعہ بننا یہ صدقہ جاریہ ہے اور اس فرد واحد کی محنت سے جتنی بھی خیر کو وجود ملے گا اس سب کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس پر رونے دھونے والے اور پڑھنے پڑھانے والے بھی فنا ہو جائیں گے ۔ لیکن اس کے اعمال کا کھاتہ کھلا رہے گا۔

ومن سن سنة شر : اس کے برعکس اگر کوئی برائی کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنا اور لوگوں میں برائی کا کام کیا تو جب تک یہ برائی پھیلتی رہے گی ۔ اس وقت تک اس کا عذاب بھگتنا ہوگا ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا و الا خرة ''

(بے شک و لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی کو رواج دینا پسند کرتے ہیں تو دنیا و آخرت میں ان ک لئے دردناک عذاب ہے)۔

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ہی دعا مانگنی چاہیئے کہ ''اللھم اھدنا واھدبنا واجعلنا سببا لمن اھتدی ''(اے اللہ: ہمیں بھی ہدایت

---

[1]: اچھے طریقے سے مراد یہ ہے کہ کسی سنت کو زندہ کیا یا کسی اسلامی شعار کو جاری کیا یا کسی عمل کو مسنون طریقے کے مطابق جاری کرایا وغیرہ (مترجم)

دے اور ہمارے ذریعے سے (دوسرے لوگوں کو) بھی ہدایت دے اور ہمیں ہدایت پانے والے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنادے)۔

خلاصۃ الباب: علم دین کا حاصل ہوجانا "یُفَقِّهُ" یہ "فقہ" سے مشتق ہے۔ فقہ کا معنی سمجھ بوجھ کے ہیں علم دین کا حاصل ہوجانا اور دین کی سمجھ بوجھ کامل جانا یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں یعنی ایک یہ ہے کہ طہارت، نجاست یا نماز، روزے، زکوٰۃ حج کے مسائل معلوم کرے۔ دین کی سمجھ بوجھ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کے ہر قول وفعل اور حرکت وسکون کا آخرت میں اس سے حساب لیا جائے گا اس کو اس دنیا میں کس طرح رہنا چاہئے دراصل اسی فکر کا نام دین کی سمجھ بوجھ ہے اسی لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لئے ضروری ہے اور جن سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے خواہ وہ کتابوں سے حاصل کرے یا اساتذہ کی صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہو۔ (۲) علم کی تلاش کے لئے جو بھی قدم اُٹھے گا خواہ کوئی دور دراز کا سفر ہو یا چند قدم چلنا ہو سب اس فضیلت میں آئے گا اور علم خواہ ایک مسئلہ ہو اور دین کی ایک بات کا ہو یا پورے شرعیہ واسلامیہ کا حاصل کرنا مقصود ہو سب طلب علم ہے اور ہر ایک پر حسب مراتب اجر وثواب ملے گا (۳) جس طرح خدا تعالیٰ نے انسان کی جسمانی ضروریات پانی، ہوا اور آگ وغیرہ کو بالکل عام رکھا ہوا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ انسان کی روحانی ضروریات علم وہدایت پر کوئی پابندی لگائے اور دوسروں تک نہ پہنچنے دے اس لئے مختلف طریقوں سے اسے عام کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اسے روکنے والوں کو طرح طرح کی وعیدیں سنائی گئی ہیں (۴) مقصد یہ ہے کہ وہ علم جو رضائے الٰہی کا ذریعہ تھا اُسے اس حقیر مقصد کے لئے استعمال کرنا اور بھی اس طرح کہ سوائے دنیا کمانے کے کوئی دوسری غرض ہی اس علم سے نہ ہو یہ غلط ہے حضرت حسن بصریؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رسّی پر چل کر لوگوں کو کرتب دکھا رہا ہے اور پیسے مانگ رہا ہے فرمایا کہ یہ شخص ان لوگوں سے بہتر ہے جو دین کے ذریعہ دنیا کماتے ہیں (۵) مطلب یہ کہ حدیث رسول اللہ ﷺ بھی حجت اور دلیل ہے جس طرح قرآن مجید ہے قرآن پاک کو نہ ماننے اور حدیث کو نہ ماننے اور قبول نہ کرے وہ شخص مؤمن نہیں یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ حدیث کو صحابہ کرامؓ اس طرح یاد کرتے اور لکھتے تھے جس طرح قرآن مجید کو لکھتے تھے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ احادیث تحریر کرتے تھے کسی نے کہہ دیا کہ حضور ﷺ کی ہر بات نہ لکھا کرو کیونکہ آپ ﷺ بھی کبھی غصہ کی حالت میں ہوتے ہیں جب حضور ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو لکھا کرو میری زبان سے حق بات ہی نکلتی ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى یعنی آپ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وحی ہوتی ہے تو بولتے ہیں۔ بہرحال حدیث باب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ ایک شخص حدیث سن کر کہے گا کہ ہمیں کتاب اللہ کافی ہے ہمارے اس دور کے کچھ لوگ مراد ہیں جو منکرینِ حدیث ہیں (۶) بنی اسرئیل سے روایت کرو اس میں کوئی حرج نہیں کا مطلب یہ ہے کہ جب تک قرآن وحدیث کے منافی نہ ہو (۷) حدیث باب سے جس طرح کسی سنت یا کسی اسلامی شعار کو جاری کرنے پر ثواب کا وعدہ ہے اسی طرح کسی بدعت یا ظالمانہ قانون یا خلاف شریعت ادارہ قائم وجاری کرنے پر وعید شدید بھی سنائی ہے۔

۲۳۲: بَابُ الْاَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدْعَةِ

۲۳۲: باب سنت پر عمل اور بدعت سے اجتناب کرنے کے بارے میں

۵۷۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ بُحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ وَعَظَنَا

۵۷۳: حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد ہمیں نہایت بلیغ وعظ فرمایا جس سے آنکھوں سے آنسو جاری اور دل کانپنے لگے۔ ایک شخص نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ يَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَدْ رَوٰى ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا۔

کہا یہ تو رخصت ہونے والے شخص کے وعظ جیسا ہے۔یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں۔فرمایا میں تم لوگوں کو تقوی اور سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔اس لیے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا۔خبردار (شریعت کے خلاف) نئی باتوں سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی کا راستہ ہے۔لہٰذا تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے اسے چاہیے کہ میرے اور خلفاء راشدین مہدیین (ہدایت یافتہ) کی سنت کو لازم پکڑے۔تم لوگ اسے (سنت کو) دانتوں سے مضبوطی سے پکڑلو۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ثور بن یزید اسے خالد بن معدان سے وہ عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی سے وہ عرباض بن ساریہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

٥٧٤: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا أَبُوْعَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَالْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ يُكْنٰى أَبَا نَجِيْحٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ حُجْرِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

٥٧٤: حسن بن علی خلال اور کئی راوی اس حدیث کو ابوعاصم سے وہ ثور بن یزید سے وہ خالد بن معدان سے وہ عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی سے وہ عرباض بن ساریہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔عرباض کی کنیت ابونجیح ہے۔حجر بن حجر کے واسطہ سے بھی یہ حدیث حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ہی کے حوالے سے مرفوعاً منقول ہے۔

٥٧٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ إِعْلَمْ قَالَ مَا أَعْلَمُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّهٗ مَنْ أَحْيٰى سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِيْ كَانَ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ هٰذَا هُوَ مِصِّيْصِيٌّ شَامِيٌّ وَكَثِيْرُ بْنُ

٥٧٥: حضرت کثیر بن عبداللہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث سے فرمایا کہ جان لو۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جان لوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جس نے میرے بعد کوئی ایسی سنت زندہ کی جو مردہ ہو چکی تھی تو اس کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہوگا جتنا اس پر عمل کرنے والے کے لیے۔اس کے باوجود ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے گمراہی کی بدعت نکالی جسے اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ پسند نہیں کرتے تو اس پر اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس برائی کا ارتکاب کرنے والوں پر ہے اور اس سے انکے گناہوں کے بوجھ میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔یہ حدیث حسن ہے اور محمد بن عیینہ مصیصی

عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ۔

شامی ہیں جبکہ کثیر بن عبداللہ، عمرو بن عوف مزنی کے بیٹے ہیں۔

۵۷۶: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْاَنْصَارِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ اَحْيٰى سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ ثِقَةٌ وَاَبُوْهُ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ ابْنُ زَيْدٍ صَدُوْقٌ اِلَّا اَنَّهُ رُبَّمَا يَرْفَعُ الشَّيْءَ الَّذِيْ يُوْقِفُهُ غَيْرُهُ وَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ شُعْبَةُ نَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ وَكَانَ رَفَّاعًا وَلَا نَعْرِفُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَنَسٍ رِوَايَةً اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ وَقَدْ رَوٰى عَبَّادٌ الْمِنْقَرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ ذَاكَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَلَا غَيْرَهُ وَ مَاتَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِيْنَ وَمَاتَ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ بَعْدَهُ بِسَنَتَيْنِ مَاتَ سَنَةَ خَمْسٍ وَتِسْعِيْنَ۔

۵۷۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے اگر تجھ سے ہو سکے تو اپنی صبح وشام اس حالت میں کر کہ تیرے دل میں کسی کے لیے کوئی برائی نہ ہو پس تو ایسا کر۔ پھر فرمایا اے بیٹے یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا گویا کہ اس نے مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا ۔اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے اور یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے ۔ محمد بن عبداللہ انصاری اور ان کے والد (دونوں) ثقہ ہیں ۔علی بن زید سچے ہیں لیکن وہ ایسی اکثر روایات کو مرفوع کہہ دیتے ہیں جو دوسرے راوی موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ میں نے محمد بن بشار سے سنا وہ ابو ولید سے شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم سے علی بن زید نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سعید بن میتب کی صرف یہی طویل روایت معلوم ہے۔ عباد منقری یہ حدیث علی بن زید سے اور وہ انسؓ سے نقل کرتے ہیں لیکن اس میں سعید بن میتب کا ذکر نہیں کرتے۔ میں نے امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اسے نہیں پہچانا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۹۳ھ میں فوت ہوئے جبکہ سعید بن میتب کا انتقال ۹۵ھ میں ہوا۔

تشریح: "ان ھذہ موعظہ مودع" یعنی آپ ﷺ نے وعظ ونصیحت کرنے میں اتنی فکر اور شدت رکھی کہ صحابہ سمجھ گئے کہ اب رخصت کا وقت ہے۔

وان عبد حبشی : یہاں اطاعت میں مبالغہ کے لئے یہ فرمایا کہ اگر چہ غلام بھی تم پر امیر بن جائے اور غلام بھی ایسا جو حبشی ہو۔ چونکہ ایسا شخص لوگوں میں انتہائی حقیر سمجھا جاتا ہے اس وجہ سے اس کی مثال دی۔ یہاں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایسے شخص کو امیر بنا لینا چاہئے ،لیکن اگر بن جائے تو پھر اس کی اطاعت بھی جائز امور میں ضروری ہے۔

وایا کم و محدثات الامور : ابوداؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں "وایا کم و محدثات الامور فان کل محدثه بدعة و کل بدعة ضلالة"

بدعت کی تعریف: ''ما احدث مما لا اصل له فی الشریعة یدل علیه ''یعنی دین میں کوئی ایسی بات نکالنا جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے۔

یعنی قرآن وحدیث سے مستخرج نہ ہو بلکہ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ لی جائے، تو یہ بدعت ہے، باقی وہ احکام جو قرآن و حدیث میں مذکور نہیں لیکن انہی کے اصول سے مستنبط ہوتے ہیں تو وہ بدعت نہیں کہلائیں گے۔

و کل بدعة ضلا له: یہ جملہ جوامع الکلم میں سے ہے جس نے کسی بدعت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا کہ ہر بدعت گمراہی ہی ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بھلی معلوم کیوں نہ ہو۔

اور بعض اسلاف سے بدعت سیہ اور حسنہ کی تقسیم جو مروی ہے تو وہاں بدعت حسنہ سے بدعت لغوی مراد ہے یعنی اصول دین کو سامنے رکھتے ہوئے کسی نئے مسئلہ کا استخراج لغوی طور پر تو بدعت ہی ہے۔ جیسا کے تراویح ک بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے کہ ''نعمت البدعة هذه '' کیا ہی اچھی بدعت ہے۔ اسی طرح جمعہ کی اذان اول کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شروع کروائی لوگوں کی حاجت کے پیش نظر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو باقی رکھا اور پھر عام مسلمانوں میں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ تو ان کا یہ عمل اصول دین کو سامنے رکھتے ہوئے اختیار کرنا تھا جو کہ بدعت کی اصطلاحی تعریف کے زمرہ میں نہیں آتا۔

۲۳۳: بَابُ فِي الْاِنْتِهَاءِ عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۳۳: باب جن چیزوں سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا انہیں ترک کرنا

۵۷۷: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُتْرُكُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فَخُذُوْا عَنِّيْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۷۷: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اسی پر چھوڑ دو جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں اور جب میں تمہارے لئے کوئی چیز بیان کروں تو اسے مجھ سے سیکھ لیا کرو کیونکہ تم سے پہلی امتیں زیادہ سوال کرنے اور اپنے انبیاء کے متعلق اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں نبی کے سامنے بے جا سوالات کرنے کی ممانعت فرمائی گی ہے کہ جیسے یہود نے بے جا سوالات کر کے اپنے لئے مشکلات کھڑی کر لی تھیں اس طرح اگر امت محمد یہ بے جا سوالات کرے گی تو مشکل میں پڑ جائے گی اس لئے جتنا حکم دیا گیا اس پر عمل کر گزرو اور جس سے منع کیا گیا اس سے رک جاؤ، بلا وجہ سوالات نہ کرو۔

۲۳۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ

۲۳۴: باب مدینہ کے عالم کی فضیلت کے متعلق

۵۷۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَاِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً يُوْشِكُ اَنْ يَّضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ هٰذَا

۵۷۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب لوگ علم حاصل کرنے کے لیے (دور دراز سے) اونٹوں پر سفر کریں گے۔ وہ لوگ مدینہ کے عالم سے کسی کو علم میں زیادہ نہیں پائیں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن عینیہ ہی سے منقول ہے کہ اس عالم مدینہ سے مراد امام مالک

حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ حَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا مَنْ عَالِمُ الْمَدِيْنَةِ إِنَّهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى وَسَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ قَالَ هُوَ الْعُمَرِيُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مُوْسٰى يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ هُوَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ۔

ابن انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسحق بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عیینہ سے سنا کہ وہ عمری زاہد ہیں ان کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ ہے۔ یحییٰ بن موسیٰ فرماتے ہیں، عبدالرزاق کا قول ہے کہ وہ عالم مالک بن انسؒ ہیں۔

تشریح: جمہور اہلِ علم کے مطابق یہاں عالم مدینہ سے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد عمری زاھد عبدالعزیز بن عبداللہ مراد ہیں جو کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں لیکن قول اول راجح ہے۔

۲۳۵: بَابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ الْفِقْهِ عَلَى الْعِبَادَةِ

۲۳۵: باب اس بارے میں کہ علم عبادت سے افضل ہے

۵۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ نَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى نَا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ نَا رَوْحُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْهٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ۔

۵۷۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فقیہ (یعنی عالم) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ولید بن مسلم کی روایت سے اسی سند سے جانتے ہیں۔

۵۸۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْوَاسِطِيُّ نَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ مَا أَقْدَمَكَ يَا أَخِي قَالَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ قَالَ لَا قَالَ أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ قَالَ لَا قَالَ مَا جِئْتُ إِلَّا فِي طَلَبِ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِي فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًى لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا

۵۸۰: حضرت قیس بن کثیر سے روایت ہے کہ مدینہ سے ایک شخص دمشق میں حضرت ابودرداءؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت درداءؓ نے پوچھا بھائی آپ کیوں آئے۔ عرض کیا ایک حدیث سننے آیا ہوں، مجھے پتہ چلا ہے کہ آپؓ وہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابودرداءؓ نے پوچھا کسی ضرورت کے لیے تو نہیں آئے؟ کہا ''نہیں'' حضرت درداءؓ نے فرمایا تجارت کے لیے تو نہیں آئے۔ عرض کیا ''نہیں''۔ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا تم صرف اس حدیث کی تلاش میں آئے ہو تو سنو: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اگر کوئی شخص علم کا راستہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ایک راستہ آسان کر دے گا اور فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے (اس کے پاؤں کے نیچے) اپنے پر بچھاتے ہیں۔ عالم کے لیے آسمان و زمین میں موجود ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ پھر عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث

دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَبِهٖ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَاصِمِ ابْنِ رَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ عِنْدِيْ بِمُتَّصِلٍ هٰكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَاِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ رَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ جَمِيْلٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ خِدَاشٍ۔

ہیں اور بے شک انبیاء کی وراثت درہم ودینار نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث علم ہے۔ پس جس نے اسے حاصل کیا اس نے انبیاء کی وراثت سے بہت سارا حصہ حاصل کر لیا۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں ہم اس حدیث کو صرف عاصم بن رجاء بن حیوۃ کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں۔ محمود بن خداش نے بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔ پھر عاصم بن رجاء بن حیوۃ بھی داؤد بن قیس سے وہ ابودرداءؓ اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور یہ محمود ابن خداش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

۵۸۱: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنِ ابْنِ اَشْوَعَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ سَلَمَةَ الْجُعْفِيِّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَخَافُ اَنْ يُنْسِيَ اَوَّلَهٗ اٰخِرُهٗ فَحَدِّثْنِيْ بِكَلِمَةٍ تَكُوْنُ جِمَاعًا قَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْمَا تَعْلَمُ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ هُوَ عِنْدِيْ مُرْسَلٌ وَلَمْ يُدْرِكْ عِنْدِي ابْنُ اَشْوَعَ يَزِيْدَ بْنَ سَلَمَةَ وَابْنُ اَشْوَعَ اِسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ اَشْوَعَ۔

۵۸۱: حضرت یزید بن سلمہ جعفیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث سنی ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بعد والی احادیث یاد کرتے کرتے پہلی حدیثیں بھلا نہ دوں۔ لہٰذا آپؐ مجھے کوئی جامع کلمہ بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم جانتے ہو اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں اور یہ میرے نزدیک مرسل ہے کیونکہ ابن اشوع کی یزید بن سلمہ سے ملاقات نہیں ہوئی ان کا نام سعید بن اشوع ہے۔

۵۸۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا خَلَفُ بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ حَدِيْثِ عَوْفٍ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هٰذَا الشَّيْخِ خَلَفِ بْنِ اَيُّوْبَ الْعَامِرِيِّ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا يَرْوِيْ عَنْهُ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ وَلَا اَدْرِيْ كَيْفَ هُوَ۔

۵۸۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو منافق میں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں اچھے اخلاق اور دین کی سمجھ۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے عوف کی سند سے صرف خلف بن ایوب عامری کی روایت سے جانتے ہیں۔ ہم نے ان سے محمد بن علاء کے علاوہ کسی کو روایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور اس کا حال مجھے معلوم نہیں۔

۵۸۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى نَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَآءٍ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ جَمِيْلٍ نَا الْقَاسِمُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ

۵۸۳: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے میری تمہارے ادنیٰ ترین آدمی پر۔ پھر فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام اہل زمین

كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنَ بْنَ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُولُ عَالِمٌ عَامِلٌ مُعَلِّمٌ يُدْعٰى كَبِيرًا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوَاتِ۔

وآسمان یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں (بھی) اس شخص کے لیے دعا خیر کرتے ہیں اور رحمت بھیجتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ میں نے ابوعمار حسین بن حریث کو فضیل بن عیاض کے حوالے سے کہتے ہوئے سنا کہ ایسا عالم جو لوگوں کو علم سکھاتا ہے آسمان میں بڑا آدمی پکارا جاتا ہے۔

۵۸۴: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

۵۸۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن بھلائی اور خیر کی باتیں سننے سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت پر ہوتی ہے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۵۸۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَخْزُومِيُّ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ۔

۵۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حکمت کی بات مؤمن کی کھوئی ہوئی چیز ہے لہٰذا اسے جہاں بھی پائے وہی اس کا مستحق ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں اور ابراہیم بن فضل مخزومی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

تشریح: ابواب العلم میں علم کی فضیلت سے متعلق سب سے زیادہ اسی آخری باب میں ذکر ہوا ہے۔

خلاصۃ الباب : ائمہ سلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بدعت دین میں نئی ایجاد کا نام ہے پس ہر وہ چیز جو گھڑ لی گئی ہو مگر دین نہ سمجھی جائے تو وہ بدعت نہیں کہلائے گی اور اسی طرح وہ ملبوسات یا دنیاوی، معاشی معاملات سے متعلق چیزیں مثلاً کھانے اور آلات وغیرہ بھی جن سے ممانعت نہ فرمائی گئی ہو بدعت نہ ہوگی اس طرح اصطلاحی مذموم معنی کا اطلاق بدعت کی تمام قسموں پر ہوتا ہے مثلاً قسم اول: اعتقادی بدعت جیسے شرک کی تمام قسمیں۔ قسم دوم: قولی بدعت جیسے شرکیہ کلمات اور وظائف۔ قسم سوم: فعلی بدعت جیسے مبتدعین کے میلاد، عرس، میلہ اسقاط وغیرہ میں گھڑے ہوئے افعال اور ثواب رسول اللہ ﷺ کی پیروی واتباع میں ہے نئی ایجاد میں نہیں۔ قرآن کریم کی کئی آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے اور امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے باب الاقتداء بافعال النبی ﷺ یعنی باب ہے نبی کریم ﷺ کی اقتداء کے بارے میں اور ہدایت رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں منحصر ہے اسی وجہ سے اسلاف رحمہم اللہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کو لازم قرار دیتے تھے چنانچہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ عقل کے فوائد میں سے تمہارے لئے یہ معرفت کافی ہے کہ وہ تجھے نبی کریم ﷺ کی سچائی تک پہنچادے اور اتباع کو لازم پکڑ و کہ اس کے سوا

تجھے سلامتی نصیب نہیں ہوسکتی۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی کئی علامتیں ہیں جن میں سے سب سے بڑی علامت ان کی پیروی کرنا' ان کی سنت کو معمول بنانا' ان کی راہ پر چلنا' ان کی سیرت اپنانا ان کے احکام سے چمٹے رہنا۔ اس کے برعکس اہل بدعت نے اپنے بڑوں اور سرداروں کا اتباع کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تابع داری چھوڑ دی اور دین میں ایسی ایسی چیزیں بڑھادیں جو دین میں نہیں تھیں جس طرح عبادات کے اوقات کی تخصیص کرنا مثلاً سورۂ ملک پڑھنے اور اکو ثواب پہنچانے کے لئے جمعہ رات کو خاص کرنا اسی طرح چہلم اور برسی کو سورتوں کی تلاوت کے لئے خاص کرنا' علیٰ ہذا القیاس کئی قسم کی بدعات گھڑی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری جس طرح فعل (کرنے) میں ہے اسی طرح ترک (چھوڑنے) میں بھی ضروری ہے یعنی جو کام قولاً وفعلاً اور تقریراً ثابت نہ ہو اس کے ترک یعنی چھوڑنے کو بھی اتباع کہیں گے۔

دوسری چیز نبی کریم ﷺ نے یہ فرمائی کہ میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی اقتداء کرے تو چاہئے کہ محمد ﷺ کے اصحاب کی پیروی کرے کہ یہ حضرات دِلوں کے اعتبار سے اس امت کے نیک ترین، علم کے اعتبار سے نہایت گہرے، تکلف کے اعتبار سے کم تر، سیرت وکردار کے اعتبار سے سیدھے اور حال کے اعتبار سے بہت عمدہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی ﷺ کی صحابیت کے لئے منتخب فرمایا ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو کہ یہ حضرات سیدھی ہدایت پر ہی تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں سنت کی بنیاد ہمارے نزدیک صحابہ کرامؓ کے عمل پر مضبوطی سے جمے رہنا، ان کی پیروی کرنا اور بدعت کو ترک کردینا ہی ہے کہ ہر بدعت گمراہی کا ذریعہ ہے اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی اتباع خصوصاً خلفائے راشدین کی سنت پر چلنا اور ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلنے میں ہی نجات ہے (۲) علم عبادت سے افضل ہے اس لئے علم سے جائز وناجائز، حلال وحرام، اللہ تعالیٰ کی مرضی وناراضگی معلوم ہوتی ہے انسان علم کی بدولت بہت ساری گمراہیوں اور خرابیوں سے بچ جاتا ہے نیز عبادت کا فائدہ صرف عبادت کرنے والے کو ہوتا ہے اور علم کا فائدہ متعدی ہے کہ دوسروں تک پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دین کا ایک باب سیکھنا ہزار رکعت نماز نفل پڑھنے سے افضل ہے۔ امام ترمذیؒ کے ترجمۃ الباب سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ فقہ قرآن وحدیث کی اصطلاح ہے نئی چیز نہیں۔ فَتَدَبَّر

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْاِسْتِیْذَانِ وَالْاٰدَابِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
آداب اور اجازت لینے کے متعلق
رسول اللہ ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

تشریح: لفظ استیذان باب استفعال سے ہے۔ جس کا مطلب ہے اجازت چاہنا۔ یہ لفظ قرآن مجید میں مجرد و مزید دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ان الذین یستأ ذنو نک اولئك الذین یؤ منون باللّٰہ و رسو لہ ''

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''من اذن لہ الرحمن وقال صوابا''

یہاں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب کسی کے ہاں جانا ہو تو اجازت لے کر اور سلام کر کے گھر میں داخل ہوا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یا یھا الذین امنوا لا تدخلو ا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأ نسوا وتسلموا علی اھلھا''

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک گھر والوں سے اجازت طلب نہ کرلو۔ اور ان کو سلام نہ کرلو۔

الأ داب: یہ ادب کی جمع ہے۔ اور ادب کی تعریف یہ کی گئی ہے'' کل ریاضة محمودة یتخرج بھا الانسان فی فضیلة من الفضائل ''یعنی ہر اس پسندیدہ کوشش کو ادب کہا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے آدمی کو کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

یعنی انسان خود کو عمدہ خصائل سے اس قدر آراستہ کرلے کہ اچھی عادتیں اس کی فطرت ثانیہ بن جائیں اور جس کے ذریعہ سے فضیلت کی معراج کو پہنچ جائے۔

حسب ذیل ابواب میں امام ترمذی رضی اللہ عنہ آداب سے متعلق احادیث لائے ہیں اور ابواب الاستیذان میں چونتیس ابواب اور اڑتالیس احادیث ذکر کی گئی ہیں۔

۲۳۶: بَابُ مَاجَاءَ فِي اِفْشَاءِ السَّلَامِ

۵۸۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَمْرٍ اِذَا

۲۳۶: باب سلام کو پھیلانے کے بارے میں

۵۸۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک مؤمن نہ ہو جاؤ اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔

أنتم فعلتموه تحاببتم أفشوا السلام بينكم وفي الباب عن عبد الله بن سلام و شريح بن هانئ عن أبيه وعبد الله بن عمرو والبراء وأنس وابن عمر هذا حديث حسن صحيح.

کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم آپس میں محبت کرنے لگو۔ وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور رواج دو۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ شریح بن ہانی بواسطہ والد، عبداللہ بن عمروؓ، براءؓ، انسؓ اور ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے

۲۳۷: بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ السَّلَامِ

۲۳۷: باب سلام کی فضیلت کے بارے میں

۵۸۷: حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن و الحسين بن محمد الجريري البلخي قالا نا محمد بن كثير عن جعفر بن سليمان الضبعي عن عوف عن أبي رجاء عن عمران بن حصين أن رجلا جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال السلام عليكم فقال النبي ﷺ عشر ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم عشرون ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فقال النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثون هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه من حديث عمران بن حصين وفي الباب عن أبي سعيد وعلي وسهل بن حنيف.

۵۸۷: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا "السلام علیکم" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا آدمی حاضر ہوا اور کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے بیس نیکیاں ہیں۔ پھر تیسرا شخص آیا اور اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں۔ اس سند یعنی عمران بن حصینؓ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اس باب میں حضرت ابوسعیدؓ علی رضی اللہ عنہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

۲۳۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْاسْتِئْذَانَ ثَلَاثٌ

۲۳۸: باب داخل ہونے کیلئے تین مرتبہ اجازت لینا

۵۸۸: حدثنا سفيان بن وكيع نا عبد الأعلى بن عبد الأعلى عن الجريري عن أبي نضرة عن أبي سعيد قال استأذن أبو موسى على عمر فقال السلام عليكم أأدخل فقال عمر واحدة ثم سكت ساعة ثم قال السلام عليكم أأدخل فقال عمر ثنتان ثم سكت ساعة فقال السلام عليكم أأدخل فقال عمر ثلاث ثم رجع فقال عمر للبواب ما صنع قال رجع قال علي به فلما جاءه قال ما هذا الذي صنعت قال السنة قال السنة والله لتأتيني على هذا ببرهان وبينة أو لأفعلن بك قال فأتانا ونحن رفقة من الأنصار فقال يا معشر الأنصار ألستم أعلم الناس بحديث رسول الله ﷺ

۵۸۸: حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰؓ نے عمرؓ سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی اور فرمایا "السلام علیکم" کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ عمرؓ نے کہا یہ ایک مرتبہ ہوا۔ پھر وہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا "السلام علیکم" کیا میں اندر آسکتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "دو مرتبہ"۔ پھر حضرت موسیٰ نے کچھ دیر ٹھہر کر پھر کہا "السلام علیکم" کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تین مرتبہ" پھر حضرت ابوموسیٰؓ واپس چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے دربان سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کیا؟ اس نے عرض کیا واپس چلے گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آئے تو پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا یہ سنت ہے۔ عمرؓ نے فرمایا یہ سنت ہے۔ اللہ کی قسم تم مجھے کوئی دلیل پیش کرو اور گواہ لاؤ ورنہ میں تم پر سختی کروں گا۔

اَلَمْ یَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْتِیْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ فَجَعَلَ الْقَوْمُ یُمَازِحُوْنَہٗ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِیْ اِلَیْہِ فَقُلْتُ مَا اَصَابَکَ فِیْ ھٰذَا مِنَ الْعُقُوْبَۃِ فَاَنَا شَرِیْکُکَ قَالَ فَاَتٰی عُمَرَ فَاَخْبَرَہٗ بِذٰلِکَ فَقَالَ عُمَرُ مَا کُنْتُ عَلِمْتُ بِھٰذَا وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَاُمِّ طَارِقٍ مَوْلَاۃِ سَعْدٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَالْجُرَیْرِیُّ اِسْمُہٗ سَعِیْدُ بْنُ اَیَاسٍ یُکْنٰی اَبَا مَسْعُوْدٍ وَقَدْ رَوٰی ھٰذَا غَیْرُہٗ اَیْضًا عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ وَاَبُوْ نَضْرَۃَ الْعَبْدِیُّ اِسْمُہُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِکِ بْنِ قُطْعَۃَ۔

ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ اس پر ابوموسیٰؓ انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس آئے اور فرمایا: اے انصار کیا تم لوگ احادیث رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ جاننے والے نہیں ہو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اجازت تین مرتبہ مانگی جائے اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جائے ورنہ واپس چلا جائے۔ اس پر لوگ حضرت ابوموسیٰؓ سے مذاق کرنے لگے۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں میں نے سر اٹھایا اور کہا کہ اس معاملے میں آپ کو عمرؓ سے جو سزا ملے اس میں میں بھی آپ کا شریک ہوں۔ پھر ابوسعیدؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ابوموسیٰؓ کی بات کی تصدیق کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ اس باب میں حضرت علیؓ اور ام طارقؓ (جو سعدؓ کی مولیٰ ہیں) سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور جریری کا نام سعدی بن ایاس اور کنیت ابومسعود ہے۔ یہ حدیث کئی راوی ان کے علاوہ ابونضرہ عبدیؒ سے بھی نقل کرتے ہیں۔ ابو نضرہ کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

۵۸۹: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا عُمَرُ بْنُ یُوْنُسَ نَا عِکْرِمَۃُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنِیْ اَبُوْ زُمَیْلٍ ثَنِی ابْنُ عَبَّاسٍ ثَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَاَذِنَ لِیْ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَاَبُوْ زُمَیْلٍ اِسْمُہٗ سِمَاکٌ لُحَنَفِیُّ وَاِنَّمَا اَنْکَرَ عُمَرُ عِنْدَنَا عَلٰی اَبُوْ مُوْسٰی حِیْنَ رَوٰی اَنَّہٗ قَالَ الْاِسْتِیْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ وَاِلَّا فَارْجِعْ وَقَدْ کَانَ عُمَرُ اسْتَاْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَاَذِنَ لَہٗ وَلَمْ یَکُنْ عَلِمَ ھٰذَا الَّذِیْ رَوَاہُ اَبُوْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ وَاِلَّا فَارْجِعْ۔

۵۸۹: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ (داخل ہونے کی) اجازت مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے ابوزمیل کا نام سماک حنفی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر اعتراض اس بات پر کیا تھا کہ تین مرتبہ میں اجازت نہ ملے تو لوٹ جانا چاہیے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مرتبہ اجازت مانگو ملے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس ہو جاؤ۔

فائدہ: اس حدیث سے پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ تین دفعہ سلام کے بعد واپس چلے جانے پر گواہ لانے کا حکم دیا تو ابوسعید نے گواہی دی تو اس کو معتبر جانا مطلب یہ کہ صحابہؓ خصوصاً فقیہ صحابہؓ اس زمانے میں بہت متشدد تھے کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جس کی سند یا شہادت نہ ہو۔

۲۳۹۔ بَابُ کَیْفَ رَدُّ السَّلَامِ

۲۳۹: باب سلام کا جواب کیسے دیا جائے

۵۹۰: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ نَا

۵۹۰: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ فَقَالَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَحَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَصَحُّ۔

ہوا رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک طرف تشریف فرما تھے اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر خدمت ہو کر سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''وعلیک'' جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر انہوں نے نے طویل حدیث بیان کی۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسے یحییٰ بن سعید قطان بھی عبید اللہ بن عمر سے اور وہ سعید مقبری سے نقل کرتے ہیں۔ پس اس میں یوں کہا کہ سعید مقبری کے باپ سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں ابو ہریرہؓ سے۔ یحییٰ بن سعید کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

۲۴۰: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَبْلِيْغِ السَّلَامِ

۲۴۰: باب کسی کو سلام بھیجنے کے متعلق

۵۹۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوْفِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ ثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرَئِيْلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ۔

۵۹۱: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا کہ جبرئیلؑ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔ اس باب میں بنو نمیر کے ایک شخص سے بھی روایت منقول ہے جسے اس نے بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری بھی اسے ابوسلمہؓ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں۔

۲۴۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

۲۴۱: باب پہلے سلام کرنے والے کی فضیلت کے متعلق

۵۹۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِيْ فَرْوَةَ الرَّهَاوِيِّ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ أَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَالَ مُحَمَّدٌ أَبُوْ فَرْوَةَ الرَّهَاوِيُّ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ إِلَّا أَنَّ ابْنَهُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيْدَ رَوٰى عَنْهُ مَنَاكِيْرَ۔

۵۹۲: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ جب دو آدمیوں کی ملاقات ہو تو کون پہلے سلام کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کے زیادہ نزدیک ہوگا وہ سلام میں پہل کرے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابوفروہ رہاوی مقارب الحدیث ہے لیکن اس کے بیٹے نے اس سے کچھ منکر احادیث نقل کی ہیں۔

۲۴۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ إِشَارَةِ الْيَدِ فِي السَّلَامِ

۲۴۲: باب سلام میں ہاتھ سے اشارہ کرنے کی کراہت

۵۹۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ

۵۹۳: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے

شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ فَلَمْ يَرْفَعْهُ۔

نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے علاوہ کسی اور کی مشابہت اختیار کی اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے اور عیسائیوں کا سلام ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ابن مبارک اسے ابن لہیعہ سے غیر مرفوع روایت کرتے ہیں۔

۲۴۳: بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْلِيْمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

۲۴۳: باب بچوں کوسلام کرنے کے متعلق

۵۹۴: حَدَّثَنَا اَبُوالْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ نَا اَبُوْ عَتَّابٍ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ اَنَسٍ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَنَسٌ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

۵۹۴: حضرت سیار فرماتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ جا رہا تھا کہ بچوں پر گزر ہوا تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ میں حضرت انسؓ کے ساتھ تھا آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے بچوں کو سلام کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور کئی لوگوں نے اس حدیث کو ثابت سے نقل کیا ہے۔ پھر یہ حدیث کئی سندوں سے حضرت انسؓ سے منقول ہے۔ قتیبہ بھی اسے جعفر بن سلیمان سے وہ ثابت سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۲۴۴: بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْلِيْمِ عَلَى النِّسَاءِ

۲۴۴: باب عورتوں کوسلام کرنے کے متعلق

۵۹۵: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ بَهْرَامَ اَنَّهٗ سَمِعَ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيْدَ تُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ وَاَشَارَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بِيَدِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا بَاْسَ بِحَدِيْثِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ وَقَالَ مُحَمَّدٌ شَهْرٌ حَسَنُ الْحَدِيْثِ وَقَوّٰى اَمْرَهٗ وَقَالَ اِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيْهِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوٰى عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِيْ زَيْنَبَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ

۵۹۵: حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں سے گزرے تو عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے سلام کیا پھر راوی عبدالحمید نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ عبدالحمید بن بہرام کی شہر بن حوشب سے روایت میں کوئی حرج نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ شہر بن حوشب حدیث میں اچھا اور قوی ہے لیکن ابن عوف نے ان پر اعتراض کیا ہے پھر ابن عوف خود ہی ہلال بن ابی زینب سے شہر ہی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ ابو داؤد، نضر بن شمیل سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن عوف سے سنا کہ محدثین نے شہر بن

عَنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ اِنَّ شَهْرًا نَزَكُوْهُ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ النَّضْرُ نَزَكُوْهُ اَيْ طَعَنُوْا فِيْهِ۔

حوشب کو چھوڑ دیا ہے۔ ابو داؤد نضر کا قول نقل کرتے ہیں کہ چھوڑنے سے مراد ان پر لعن کرنا ہے۔

۲۴۵: بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْلِيْمِ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ

۲۴۵: اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

۵۹۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ الْاَنْصَارِيُّ الْبَصْرِيُّ مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ اَنَسٌ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ تَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۵۹۶: حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کیا کرو۔ اس سے تم پر بھی برکت ہوگی اور گھر والوں پر بھی۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۴۶: بَابُ السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ

۲۴۶: باب کلام سے پہلے سلام کرنے کے متعلق

۵۹۷: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ نَا سَعِيْدُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا تَدْعُوْا اَحَدًا اِلَى الطَّعَامِ حَتّٰى يُسَلِّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ ذَاهِبٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَاذَانَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔

۵۹۷: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام کلام سے پہلے کیا جانا چاہیے۔ اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی کو اس وقت تک کھانے کے لیے نہ بلاؤ جب تک وہ سلام نہ کرے۔ یہ حدیث منکر ہے ہم اسے اسی سند سے جانتے ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ سے سنا کہ عنبسہ بن عبدالرحمٰن حدیث میں ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔ محمد بن زاذان منکر الحدیث ہے۔

۲۴۷: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيْمِ عَلَى الذِّمِّيِّ

۲۴۷: باب اس بارے میں کہ ذمی (کافر) کو سلام کرنا مکروہ ہے

۵۹۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْدَؤُا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ فَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور اگر ان میں سے کسی کو راستے میں پاؤ تو اسے تنگ راستے کی طرف گزرنے پر مجبور کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۹۹: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ

۵۹۹: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انہوں نے کہا "السام

رَهْطًا مِّنَ الْيَهُوْدِ دَخَلُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاعَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْقُلْتُ عَلَيْكُمْ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

عليك" (یعنی تم پر موت آئے) آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا وعلیکم" (تم پر ہو) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا تم ہی پر سام (موت) اور لعنت ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: کیا آپ ﷺ نے ان کی بات نہیں سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بھی تو انہیں "وعلیکم" کہہ کر جواب دے دیا تھا۔ اس باب میں حضرت ابو بصرہ غفاری، ابن عمرؓ، انسؓ اور ابی عبدالرحمٰن جہنی سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٤٨: بَابُ مَاجَاءَ فِي السَّلَامِ عَلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَغَيْرُهُمْ

٢٤٨: باب جس مجلس میں مسلمان اور کافر ہوں ان کو سلام کرنا

٦٠٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٦٠٠: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں یہودی بھی تھے اور مسلمان بھی۔ آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٤٩: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ تَسْلِيْمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِيْ

٢٤٩: باب اس بارے میں کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے

٦٠١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَا نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ وَزَادَ ابْنُ الْمُثَنّٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ وَيُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَيُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

٦٠١: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑی تعداد زیادہ کو سلام کرے۔ ابن مثنیٰ اپنی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ بیان کرتے ہیں کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ اس باب میں عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث کئی سندوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ ایوب سختیانی، یونس بن عبید اور علی بن زید کہتے ہیں کہ حسن کا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع نہیں۔

٦٠٢: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْهَانِيٍّ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ اَبِيْ عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ

٦٠٢: حضرت فضالہ بن عبیدہ کہتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھڑسوار پیدل چلنے والے کو، چلنے والا کھڑے کو اور تھوڑی

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَائِمِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اِسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ۔

تعداد والے زیادہ کو سلام کریں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو علی جنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

٦٠٣: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٦٠٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو، چلنے والا، بیٹھنے والے کو اور تھوڑی (لوگ) زیادہ کو سلام کریں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٥٠ بَابُ التَّسْلِيْمِ عِنْدَ الْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ

٢٥٠: باب اٹھتے اور بیٹھتے وقت سلام کرنا

٦٠٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ اَيْضًا عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

٦٠٤: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو انہیں سلام کرے پھر اگر بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے اور جب کھڑا ہو تو پھر سلام کرے اور ان میں سے پہلی اور آخری مرتبہ سلام کرنا دونوں ہی ضروری ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسے عجلان بھی سعید مقبری سے وہ اپنے والد سے اور وہ ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

٢٥١: بَابُ الْاِسْتِيْذَانِ قُبَالَةَ الْبَيْتِ

٢٥١: باب گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت مانگنا

٦٠٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَاَدْخَلَ بَصَرَهٗ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ يُّؤْذَنَ لَهٗ فَرَاٰى عَوْرَةَ اَهْلِهٖ فَقَدْ اَتٰى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّاْتِيَهٗ لَوْ اَنَّهٗ حِيْنَ اَدْخَلَ بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهٗ رَجُلٌ فَفَقَهَاءَ عَيْنَيْهِ مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ وَاِنْ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى بَابٍ لَا سِتْرَ لَهٗ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيْئَةَ عَلَيْهِ اِنَّمَا الْخَطِيْئَةُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَاَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ۔

٦٠٥: حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اجازت ملنے سے پہلے پردہ اٹھا کر کسی کے گھر میں نظر ڈالی گویا کہ اس نے گھر کی چھپی ہوئی چیز دیکھ لی اور اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہیں تھا۔ پھر اگر اندر جھانکتے وقت سامنے سے کوئی اس کی آنکھیں پھوڑ دیتا تو میں اس پر کچھ غیر شانہ کھاتا (یعنی بدلہ نہ دلاتا) اور اگر کوئی شخص کسی ایسے دروازے کے سامنے سے گزرا جس پر پردہ نہیں تھا اور وہ بند بھی نہیں تھا پھر اس کی گھر والوں پر نظر پڑ گئی تو اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں بلکہ گھر والوں کی غلطی ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو امامہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کے مثل صرف ابن لہیعہ کی روایت سے جانتے ہیں اور ابو عبدالرحمٰن حبلی کا نام عبد اللہ بن یزید ہے۔

۲۵۲: بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِيْ دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ

۶۰۶: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ فَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۵۲: باب بغیر اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا

۶۰۶: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں تھے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے گھر میں جھانکا تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں تیر لے کر اس کی طرف لپکے وہ پیچھے ہٹ گیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۰۷: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُحْرٍ فِيْ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرَاةٌ يَحُكُّ بِهَا رَاْسَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِيْ عَيْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۰۷: حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حجرۂ مبارک کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکا آپ ﷺ کے پاس ایک برش تھا جس سے آپ ﷺ سر کو کھجا رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں اسے تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اجازت لینا اسی لیے شروع کیا گیا ہے کہ پردہ تو آنکھ ہی سے ہوتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۵۳: بَابُ التَّسْلِيْمِ قَبْلَ الْاِسْتِئْذَانِ

۶۰۸: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ كَلَدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ بَعَثَهٗ بِلَبَنٍ وَلِبَاءٍ وَضَغَابِيْسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلَى الْوَادِيْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اَسْتَاْذِنْ وَلَمْ اُسَلِّمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَاَدْخُلُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ صَفْوَانُ قَالَ عَمْرٌو وَاَخْبَرَنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهٗ مِنْ كَلَدَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَرَوَاهُ اَبُوْ عَاصِمٍ اَيْضًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ مِثْلَ هٰذَا۔

۲۵۳: باب اجازت مانگنے سے پہلے سلام کرنا

۶۰۸: حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دودھ، پیوسی (یعنی بوہلی) اور ککڑی کے ٹکڑے دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں اعلیٰ وادی میں تھے۔ کلدہ بن حنبلؓ کہتے ہیں کہ میں اجازت مانگے اور سلام کیے بغیر داخل ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ اور سلام کر کے اجازت مانگو اور یہ صفوان کے اسلام لانے کے بعد کا واقعہ ہے۔ عمرو کہتے ہیں مجھے یہ حدیث امیہ بن صفوان نے سنائی اور انہوں نے کلدہ کا ذکر نہیں کیا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن جریج کی روایت سے جانتے ہیں۔ ابوعاصم بھی ابن جریج سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۶۰۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ

۶۰۹: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک قرض کے سلسلے میں جو میرے والد پر تھا نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں: آپ

فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ هٰذَا ﷺ نے فرمایا: میں میں: گویا کہ آپ ﷺ نے اسے ناپسند کیا۔ یہ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا ابواب میں تفصیل سے سلام کے متعلق احکام مذکور ہیں، سلام کے آداب سے متعلق اس ساری تفصیل کا خالصہ یہ ہے کہ:

سلام کا حکم: سلام کرنا سنت علی الکفایة ہے یعنی پورے مجمع کی طرف سے اگر ایک آدمی سلام کرلے تو سارے مجمع کی طرف سے ہوجاتا ہے۔ البتہ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

اشارہ کے ذریعہ سلام کرنا: صرف ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں کفار کی مشابہت ہے، اگر کوئی شخص اس قدر دور ہو کہ اس تک آواز نہ پہنچ سکے تو اس صورت میں ہاتھ کے اشارہ سے ساتھ منہ سے بھی سلام کرنے کی گنجائش ہے، اور اگر صرف ہاتھ سے اشارہ کیا ہے اور منہ سے سلام کے الفاظ کی ادائیگی نہیں کی تو مکروہ ہے۔

عورتوں کو سلام کرنا: محارم کو سلام کرنا اور ان کے سلام کا جواب دینا بلا تفاق درست ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا اجنبی عورتوں کو سلام کرنا یا ان کے سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختلف احادیث کے پیش نظر مطلقاً ایک دوسرے کو سلام کرنا جائز ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر عورتیں کافی تعداد میں ہوں تو ان کو سلام کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر عورت اکیلی ہو تو دوسری عورتیں اس کو سلام کریں یا اس کا شوہر، آقا اور محرم سلام کرسکتا ہے اس کے علاوہ دوسرے مردوں کو سلام کی اجازت نہیں، خواہ وہ عورت خوبصورت ہو یا بدصورت سب میں یہی تفصیل ہے۔ باقی اجنبی عورت اگر بوڑھی ہو اور ایسی بوڑھی ہو کہ مشتھاۃ نہ ہو تو اس کو سلام کرنا مستحب ہے اس طرح اس کا دوسروں کو سلام کرنا مستحب ہے۔ اور ان دونوں میں سے جس نے بھی سلام کیا تو اس کا جواب دینا واجب ہے۔

اور اگر وہ عورت جوان ہے یا ایسی بوڑھی ہے کہ مشتھاۃ ہو تو نہ تو اجنبی شخص انہیں سلام کرے اور نہ یہ عورتیں اجنبیوں کو سلام کریں۔ اور اگر ان دونوں میں سے کسی نے ایک دوسرے کو سلام کرلیا تو وہ جواب کا مستحق نہیں بلکہ اس کے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ (تم کلام النووی)

امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً مرد عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو سلام نہ کریں۔

اہل کوفہ فرماتے ہیں کہ اگر عورتوں میں کوئی محرم موجود نہیں تو پھر عورتوں کو سلام نہ کیا جائے۔

بہر حال اسلم یہی ہے کہ ہر وہ عورت جس کو سلام کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔ جیسا کہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم للعصمة ماموناً من الفتنة فمن وثق من نفسه بالسلامة فلیسلم والا فالصمت اسلم"

(حضور ﷺ چونکہ معصوم تھے اس وجہ سے عورتوں کو سلام کرنے میں فتنہ سے مامون تھے، اس وجہ سے جس شخص کو اپنے

نفس کے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹھیک ہے وہ سلام کرے بصورت دیگر خاموشی میں ہی حفاظت ہے)۔

۲۵۴: بَابُ مَاجَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ طُرُوقِ الرَّجُلِ اَهْلَهُ لَيْلًا

۲۵۴: باب اس بارے میں کہ سفر سے واپسی میں رات کو گھر میں داخل ہونا مکروہ ہے

۶۱۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُمْ اَنْ يَّطْرُقُوا النِّسَآءَ لَيْلًا وَ فِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُمْ اَنْ يَّطْرُقُوا النِّسَآءَ لَيْلًا قَالَ فَطَرَقَ رَجُلَانِ بَعْدَ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا۔

۶۱۰: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سفر سے رات کو واپس آنے پر عورتوں کے پاس داخل ہونے سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت انسؓ، ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے جابرؓ ہی سے مرفوعاً منقول ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو سفر سے واپسی پر عورتوں کے پاس جانے سے منع فرمایا لیکن دو آدمیوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور داخل ہو گئے تو دونوں نے اپنی اپنی بیوی کے پاس ایک ایک آدمی کو پایا۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث میں رات کو گھر آنے کی ممانعت فرمائی ہے اور دیگر کچھ احادیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ان تمام روایات کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص لمبے سفر پر جائے تو اس کے لئے یہ مکروہ ہے کہ رات کے وقت میں اچانک بیوی کے گھر آئے۔ باقی جو شخص قریب ہی کہیں جائے کہ عورت کو شوہر کے آنے کی امید ہو تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ "اذا اطال الرجل الغيبة" یعنی آدمی گھر سے لمبا عرصہ غائب رہے۔ اور اگر یہ کسی بڑے قافلے کے ساتھ یا بڑے لشکر کے ساتھ لمبے سفر پر گیا ہے کہ جن کی واپسی اور آمد سارے لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے (کہ وہ قافلہ فلاں دن پہنچ رہا ہے) اور اس کی بیوی بھی یہ جانتی ہے کہ شوہر اس قافلہ کے ساتھ واپس لوٹ رہا ہے تو ایسی صورت میں رات یا دن کسی بھی وقت گھر آ جائے تو کوئی ممانعت نہیں ہے کیونکہ منع کرنے کی جو علت تھی وہ باقی نہ رہی۔۔۔۔۔۔۔

اور ہماری اس بات کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں "امهلوا حتى ندخل ليلا (اى عشاء) كى تمتشط الشعثة وتستحد المغيبة" یعنی تھوڑا ٹھہر جاؤ ہم رات کو گھر جائیں گے تا کہ پراگندہ بال عورت کنگھا کر لے اور استرا وغیرہ سے بال صاف کر لے"۔

تو یہ روایت ہماری بیان کی ہوئی تفصیل میں صریح ہے۔ (شرح مسلم للنووی)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں ممانعت رات کو آنے کی نہیں ہے بلکہ ممانعت کی علت یہ ہے کہ عورت کو اطلاع دیئے بغیر لمبے سفر سے ایک دم گھر واپس نہ آیا جائے۔ ہاں اگر پہلے سے ہی آنے کی اطلاع دے دی تو پھر رات ہو یا دن ہر وقت آنے کی اجازت ہے۔

٢٥٥: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَتْرِيْبِ الْكِتَابِ

٦١١: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا شَبَابَةُ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَإِنَّهُ أَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَحَمْزَةُ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو النَّصِيْبِيُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ۔

٢٥٥: باب مکتوب (خط) کو خاک آلود کرنا

٦١١: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کچھ لکھے تو اسے خاک آلود کر لینا چاہیے کیونکہ یہ حاجت کو زیادہ پورا کرنا ہے۔ یہ حدیث منکر ہے۔ ہم اسے ابوزبیر کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ حمزہ، عمرو نصیبی کے بیٹے ہیں اور وہ حدیث میں ضعیف ہیں۔

٢٥٦: بَابٌ

٦١٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ أُمِّ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى أُذُنِكَ فَإِنَّهُ أَذْكَرُ لِلْمُمْلِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيْفٌ مُحَمَّدُ بْنُ زَاذَانَ وَعَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ۔

٢٥٦: باب

٦١٢: حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے سامنے کاتب (لکھنے والا) بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ اس سے کہہ رہے تھے کہ قلم کو کان پر رکھو اس لیے کہ اس سے مضمون زیادہ یاد آتا ہے۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہے کیونکہ محمد بن زاذان اور عنبسہ بن عبدالرحمٰن دونوں حدیث میں ضعیف ہیں۔

٢٥٧: بَابٌ فِيْ تَعْلِيْمِ السُّرْيَانِيَّةِ

٦١٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْهِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ لَهٗ كَلِمَاتٍ مِنْ كِتَابِ يَهُوْدَ وَقَالَ إِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا آمَنُ يَهُوْدَ عَلٰى كِتَابِيْ قَالَ فَمَا مَرَّ بِيْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُهٗ لَهٗ قَالَ فَلَمَّا تَعَلَّمْتُهٗ كَانَ إِذَا كَتَبَ إِلٰى يَهُوْدَ كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ وَإِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهٗ كِتَابَهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَقَدْ رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَقُوْلُ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ۔

٢٥٧: باب سریانی زبان کی تعلیم

٦١٣: حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے لیے یہودیوں کی کتاب سے کچھ کلمات سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا اللہ کی قسم مجھے یہودیوں پر بالکل اطمینان نہیں کہ وہ میرے لیے صحیح لکھتے ہیں۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ پھر میں نے نصف مہینے کے اندر اندر (سریانی زبان) سیکھ لی۔ چنانچہ جب میں سیکھ گیا تو آپ ﷺ اگر یہودیوں کو کچھ لکھواتے تو میں لکھتا اور اگر ان کی طرف سے کوئی چیز آتی تو اسے بھی پڑھ کر سناتا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت زید بن ثابتؓ سے منقول ہے۔ اعمش، ثابت بن عبید سے نقل کرتے ہیں کہ زید بن ثابت نے فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔

۲۵۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي مُكَاتَبَةِ الْمُشْرِكِينَ

۶۱۴: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ قَبْلَ مَوْتِهِ إِلَى كِسْرَى وَإِلَى قَيْصَرَ وَإِلَى النَّجَاشِيِّ وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

۲۵۸: باب مشرکین سے خط وکتابت کرنے کے متعلق

۶۱۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر جابر سرکش کو خطوط لکھوائے جن میں انہیں اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ یہ نجاشی وہ نہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۲۵۹: بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الشِّرْكِ

۶۱۵: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُرِئَ فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ۔

۲۵۹: باب مشرکین کو کس طرح خط تحریر کیا جائے

۶۱۵: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے انہیں بتایا کہ ہرقل نے انہیں کچھ لوگوں کے ساتھ تجارت کے لیے شام جانے کے موقع پر پیغام بھیجا تو سب اس کے دربار میں حاضر ہوئے۔ پھر ابوسفیان نے حدیث ذکر کی اور کہا کہ: ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا اور وہ پڑھا گیا اس میں لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... یہ تحریر اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل کی طرف بھیجی گئی ہے جو روم کا بڑا حاکم ہے۔ سلام ہے اس پر جو ہدایت کے راستے کی اتباع کرے اما بعد (اس کے بعد)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوسفیان کا نام صخر بن حرب ہے۔

تشریح: مندرجہ بالا ابواب سے آپ ﷺ کے خطوط لکھنے کی کیفیت معلوم ہوئی۔ اور اس سے خط لکھنے کے آداب بھی معلوم ہوئے۔ اور یہ علوم ہو کہ جب کافروں کو خطوط لکھے جائیں تو کیسے لکھیں جائیں۔

کافروں کو خط میں اسلامی احکام لکھنے کی بجائے اسلام کی ترغیب دی جائے اور السلام علیکم کی بجائے "سلام علی اتبع الهدی" لکھا جائے۔

اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ خط میں پہلے اپنا نام لکھا جائے جیسا کہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ من محمد (رسول اللہ) عبد الله و رسوله وغیرہ الفاظ لکھوایا کرتے تھے۔ لہٰذا سنت یہی ہے کہ خط میں بسم اللہ کے بعد اپنے نام سے ابتداء کی جائے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اختلف العلماء فی الابتداء فی عنوان الکتاب فالصحیح الذی قاله کثیر من السلف و جا عبه، الصحیح انه یبدأ بنفسه فیبدء به علی المکتوب الیه فیقون من فلان الی فلان ------

امام نووی رحمۃ اللہ علی نے آگے اقوال بھی نقل کئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اگر چھوٹا بڑے کو خط لکھے تو پہلے احتراماً مکتوب الیہ کا نام لکھے۔ لیکن سنت یہی ہے کہ خط لکھتے وقت پہلے اپنا نام پھر مکتوب الیہ کا نام لکھے۔

۲۶۰: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَتْمِ الْكِتَابِ

۶۱۶: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا اَرَادَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَى الْعَجَمِ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُوْنَ اِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا قَالَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ كَفِّهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۶۰: باب خط پر مہر لگانے کے متعلق

۶۱۶: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عجمیوں کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ بغیر مہر کے کوئی چیز قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک انگوٹھی بنوائی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں گویا کہ میں آپؐ کی ہتھیلی میں (اب بھی) اس کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ جس میں آپ کی مہر تھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۶۱: بَابُ كَيْفَ السَّلَامُ

۶۱۷: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ نَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ نَا ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ اَقْبَلْتُ اَنَا وَصَاحِبَانِ لِيْ قَدْ ذَهَبَتْ اَسْمَاعُنَا وَاَبْصَارُنَا مِنَ الْجُهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ اَحَدٌ يَقْبَلُنَا فَاَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى بِنَا اَهْلَهٗ فَاِذَا ثَلَاثَةُ اَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَلِبُوْا هٰذَا اللَّبَنَ فَكُنَّا نَحْتَلِبُهٗ فَيَشْرَبُ كُلُّ اِنْسَانٍ نَصِيْبَهٗ وَنَرْفَعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهٗ فَيَجِيْءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ ثُمَّ يَاْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَاْتِيْ شَرَابَهٗ فَيَشْرَبُهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۶۱: باب سلام کی کیفیت کے بارے میں

۶۱۷: حضرت مقداد بن اسودؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ میں آئے۔ ہمارے کان اور آنکھیں بھوک کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھیں۔ ہم خود کو صحابہؓ کے سامنے پیش کرتے تو کوئی ہمیں قبول نہ کرتا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے وہاں تین بکریاں تھیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں ان کا دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم ان کا دودھ دوہتے اور ہر ایک اپنے حصے کا دودھ پی لیتا اور آپ ﷺ کا حصہ رکھ دیتا۔ نبی اکرم ﷺ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا نہ جاگتا اور جاگنے والا سن لیتا۔ پھر مسجد جاتے اور نماز پڑھتے پھر واپس آتے اور اپنے حصے کا دودھ پیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۶۲: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيْمِ عَلٰى مَنْ يَّبُوْلُ

۶۱۸: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ

۲۶۲: باب اس بارے میں کہ پیشاب کرنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے

۶۱۸: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (سلام کا) جواب نہیں دیا۔ محمد بن یحییٰ، محمد بن یوسف سے وہ سفیان سے اور وہ ضحاک بن عثمان سے اس سند سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔ اس باب

يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ الْفَغْوَاءِ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ وَالْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

میں حضرت علقمہ بن فغواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۶۳: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَنْ يَقُوْلَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُبْتَدِءًا

۲۶۳: باب اس بارے میں کہ ابتداء میں ''علیک السلام'' کہنا مکروہ ہے

۶۱۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهٖ قَالَ طَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ فَجَلَسْتُ فَاِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيْهِمْ وَلَا اَعْرِفُهٗ وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهٗ بَعْضُهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ اِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اَبُوْ غِفَارٍ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَاَبُوْ تَمِيْمَةَ اسْمُهٗ طَرِيْفُ بْنُ مُجَالِدٍ۔

۶۱۹: حضرت ابوتمیمہ ہجیمی اپنی قوم کے ایک شخص کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے نکلا تو آپ ﷺ کو نہ پا کر ایک جگہ بیٹھ گیا اتنے میں چند لوگ آئے نبی اکرم ﷺ بھی انہی میں تھے۔ میں آپ ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا۔ آپ ﷺ لوگوں کے درمیان صلح کرا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو کچھ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ اٹھے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ: میں نے جب یہ دیکھا تو میں بھی کہنے لگا ''علیک السلام'' یا رسول اللہ ﷺ (تین مرتبہ اسی طرح کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میت کی دعا ہے پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے ملے تو کہے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' پھر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا ''علیک ورحمۃ اللہ'' ابوغفار یہ حدیث ابوتمیمہ ہجیمی سے اور وہ ابی جری جابر بن سلیم ہجیمی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ الحدیث ابوتمیمہ کا نام ظریف بن مجالد ہے۔

۶۲۰: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ غِفَارٍ الْمُثَنّٰى بْنِ سَعِيْدٍ الطَّائِيِّ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَقَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَذَكَرَ قِصَّةً طَوِيْلَةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۲۰: حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ''علیک السلام'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''علیک السلام نہ کہو بلکہ ''السلام علیکم'' کہو۔ راوی نے پورا واقعہ بیان کیا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۲۱: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرتے تو تین مرتبہ کرتے اور جب بات کرتے تو اسے بھی تین (ہی) مرتبہ دہراتے۔

كَانَ اِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلاَثًا وَاِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلاَثًا یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔
هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ۔

خلاصة الباب : استیذان کے معنی ہیں اجازت طلب کرنا الادب کے معنی ہیں وہ قول وفعل جس کو اچھا اور قابل تعریف کہا جائے۔ ادب وتہذیب کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی شخص کسی گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو چنانچہ شریعت نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر جائے تو پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر گھر میں آنے کی اجازت طلب کرے اگر صاحب خانہ گھر میں بلائے تو دروازے کے اندر قدم رکھے ورنہ وہیں سے واپس چلا جائے اس حکم کی بنیاد قرآن کریم آیت کریمہ "اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک گھر والوں سے اجازت حاصل نہ کرو اور ان کو سلام نہ کرلو" اس بارہ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ دروازے پر کھڑے ہو کر اہل خانہ کو سلام کیا جائے اور ساتھ ہی اجازت طلب کی جائے۔ حدیث باب میں ایمان کو موقوف کیا ہے محبت پر اور آپس میں محبت ہوتی ہے سلام پھیلانے اور اس کو رواج دینے سے (۲) اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے سلام پہنچائے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ سلام پہنچانے والے پر بھی سلام بھیجا جائے اور جس کی طرف سے اس نے سلام پہنچایا ہے اس پر بھی یعنی اس طرح کہے وعلیک وعلیہ السلام (۳) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے کسی بھی فعل وطریقہ اور خاص طور پر سلام کرنے کے ان دونوں کے طریقوں کی مشابہت اختیار نہ کرنی چاہئے (۴) سلام میں پہل کرنے سے تکبر کی بیماری سے نجات ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے (۵) عورتوں کو سلام کرنے کی اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھی کسی دوسرے مسلمان کے لئے اجازت نہیں ہے کہ وہ اجنبی عورتوں کو سلام کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے ہاں اگر کوئی عورت اتنی عمر رسیدہ ہو کہ اس کو سلام کرنے سے کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا کوئی خوف نہ ہو اور دوسرے کی نظر میں کسی بدگمانی کا سبب بھی نہ بنتا ہو تو جائز ہے (۶) چند مواقع میں سلام نہیں کرنا چاہئے یعنی مکروہ ہے (۱) جب کوئی پانی پی رہا ہو یا کھانا کھا رہا ہو (۲) اگر وظیفہ پڑھتا ہو (۳) یا قرآن پڑھتا ہو (۴) اگر کوئی گناہ میں مشغول ہو جیسے شطرنج کے کھیل وغیرہ (۵) پیشاب وغیرہ کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے۔

۲۶۴: بَابٌ

۶۲۲: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ اِذْ اَقْبَلَ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اِثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سَلَّمَا فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلاَ اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلاَثَةِ اَمَّا

۲۶۴: باب

۶۲۲: حضرت ابو واقد لیثی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی آئے ان میں سے دو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگئے اور ایک چلا گیا۔ وہ دونوں جب وہاں کھڑے ہوئے تو ایک نے لوگوں کے درمیان تھوڑی سی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا جبکہ دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو پیٹھ موڑ کر چلا ہی گیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ان تینوں کا حال نہ بتاؤں۔ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف ٹھکانہ بنانا چاہا تو اللہ نے اسے پناہ دے دی۔ دوسرے نے شرم کی (اور

أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ وَأَبُو مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ وَاسْمُهُ يَزِيدُ وَيُقَالُ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

پیچھے بیٹھ گیا) تو اللہ نے اسے بخش دیا اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو واقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے اور ابو مرہ ام ہانی بنت ابی طالب کے مولیٰ ہیں۔ ان کا نام یزید ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عقیل بن ابی طالب کے مولیٰ ہیں۔

۶۲۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سِمَاكٍ۔

۶۲۳: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں جگہ پاتے وہیں بیٹھ جاتے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اسے زبیر بن معاویہ سماک سے روایت کرتے ہیں۔

۲۶۵: بَابُ مَا جَاءَ عَلَى الْجَالِسِ فِي الطَّرِيقِ

۲۶۵: باب راستے میں بیٹھنے والوں کی ذمہ داری کے متعلق

۶۲۴: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِينَ فَرُدُّوا السَّلَامَ وَأَعِينُوا الْمَظْلُومَ وَاهْدُوا السَّبِيلَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۶۲۴: حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے وہ راستے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے لیے راستے میں بیٹھنا ضروری ہو تو ہر سلام کرنے والے کا جواب دو، مظلوم کی مدد کرو اور بھولے بھٹکے کو راستہ بتاؤ۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو شریح خزاعیؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: یہاں حدیث میں راستہ کے آداب کا ذکر ہے کہ اگر راستہ میں مجبوراً بیٹھنا ہی پڑے تو بیٹھنے والوں کے لئے تین آداب کا تذکرہ فرمایا کہ۔ سلام کا جواب دینا، مظلوم کی مدد کرنا، اور لوگوں کو راستہ بتانا۔

باقی بلاضرورت راستہ میں بیٹھنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اسی طرح راستہ میں کوئی ایسی صورت اختیار کرنا کہ گزرنے والوں کو تکلیف ہو کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔ مثلاً اس قدر مجمع راستہ میں لگا لیا کہ لوگوں کا راستہ بند کر دیا، جیسا کہ ہمارے ہاں ہوتا ہے کہ شادی بیاہ کی تقریب ہو یا کوئی جلسہ جلوس اپنے تھوڑے سے مفاد کی خاطر لوگوں کے گزرنے کا راستہ بند کروا دیا ہے یہ کسی بھی صورت میں جائز نہیں کہ انفرادی فائدے کی خاطر اجتماعی نقصان شرعاً ناقابل برداشت ہے۔ اسی لئے کسی بھی قسم کی محفل منعقد کی جائے خواہ دنیوی ہو یا دینی لوگوں کا راستہ بند کر کے اس راستہ میں مجلس منعقد کرنا جائز نہیں۔ کہ اللہ کی مخلوق کو تنگ کر کے اللہ کی رضا ہوتی ہے اور کی مخلوق کو تنگ کر کے اللہ کا دین نہیں پھیلایا جائے سکت کہ دینی تمام اعمال کا مقصود اللہ کی رضا ہوتی ہے اور اللہ کی رضا اللہ کا حکم توڑ کر حاصل نہیں کی جا سکتی، کہ کام کریں دین کا اور اللہ کا حکم توڑ کر دین کا کام تو یہ جائز نہیں۔ فقہاء نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ معصیت کو تبلیغ اسلام کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے کہ اللہ کی معصیت مول لے کر دین کی تبلیغ کی جائے اس سے دین نہیں پھیل سکتا، لہٰذا دینی مجالس میں خاص طور پر اس کا اہتمام ہونا

چاہیے کہ چند لوگوں نے نماز جمعہ ادا کرنی ہو، اس کی ادائیگی کے لئے مین روڈ ہی بلاک کر دیا جائے اور لوگوں کے عمومی فائدے کا چند افراد کی وجہ سے نقصان کیا جائے یہ جائز نہیں، اس کی کوئی اور متبادل صورت ڈھونڈنی چاہیے۔

۲۶۶: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمُصَافَحَةِ

۶۲۵: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا حَنْظَلَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ وَصَدِيْقَهُ اَيَنْحَنِیْ لَهُ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ لَا قَالَ فَيَأْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهُ قَالَ نَعَمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۶۲۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هَلْ كَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۲۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ نَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِیُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْاَخْذُ بِالْيَدِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعُدَّهُ مَحْفُوْظًا وَقَالَ اِنَّمَا اَرَادَ عِنْدِیْ حَدِيْثَ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ مَنْ سَمِعَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا سَمَرَ اِلَّا لِمُصَلٍّ اَوْ مُسَافِرٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاِنَّمَا يُرْوٰى عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ اَوْ غَيْرِهٖ قَالَ مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْاَخْذُ بِالْيَدِ۔

۶۲۸: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ اَنْ يَضَعَ اَحَدُكُمْ

۲۶۶: باب مصافحے کے متعلق

۶۲۵: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: اگر ہم میں سے کوئی اپنے کسی بھائی یا دوست کو ملے تو کیا اس کے لیے جھکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا: تو کیا اس سے گلے مل کر اس کا بوسہ لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' یہ حدیث حسن ہے۔

۶۲۶: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ کرامؓ میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا حضرت انسؓ نے فرمایا ''ہاں'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۲۷: حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مصافحہ کرنا (یعنی ہاتھ پکڑنا) سلام کی تکمیل ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف یحییٰ بن سلیم کی سفیان سے روایت سے جانتے ہیں۔ (امام ترمذیؒ کہتے ہیں) میں نے امام بخاریؒ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے محفوظ احادیث میں نہیں شمار کیا۔ اور کہا کہ شاید یحییٰ نے سفیان کی منصور سے مروی حدیث کا ارادہ کیا ہو جو خثیمہ ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے ابن مسعودؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نمازی اور مسافر کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے رات کو باتیں کرنا درست نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں منصور ابو اسحٰق سے وہ عبدالرحمٰن یا کسی اور سے نقل کرتے ہیں کہ مصافحہ کرنا تحیہ (سلام) کو پورا کرنا ہے۔

۶۲۸: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریض کی پیشانی یا فرمایا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور اس سے اس کی کیفیت پوچھنا پوری عیادت ہے اور تمہارے درمیان مصافحہ پورا تحیہ (سلام) ہے۔ اس حدیث کی سند

يَدَهٗ عَلٰی جَبْهَتِهٖ اَوْ قَالَ عَلٰی يَدِهٖ فَيَسْأَلُهٗ كَيْفَ هُوَ وَ تَمَامُ تَحِيَّتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ هٰذَا اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِیِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زَحْرٍ ثِقَةٌ وَعَلِیُّ بْنُ يَزِيْدَ ضَعِيْفٌ وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيُكْنٰی اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ ثِقَةٌ وَهُوَ مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَالْقَاسِمُ شَامِیٌّ۔

قوی نہیں۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زحر ثقہ ہیں اور علی بن یزید ضعیف ہیں۔ قاسم سے مراد ابن عبدالرحمٰن ہیں اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ یہ ثقہ ہیں اور یہ عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے مولیٰ اور شامی ہیں۔

۶۲۹: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ وَاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاۗءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاۗءِ وَيُرْوٰی هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاۗءِ۔

۶۲۹: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں جدا ہونے سے پہلے بخش دیتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کو ابواسحٰق براء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی کئی سندوں سے منقول ہے۔

تشریح: مصافحہ دو آدمیوں کا باہم ایک دوسرے سے دونوں ہاتھ ملانے کا نام مصافحہ ہے۔ جیسا کہ تاج العروس میں ہے: ''الرجل یصافح الرجل اذا وضع صفح کفه فی صفح کفه''

اینحنی له قال لا: اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ کرتے ہوئے جھکنا جائز نہیں اس لائق صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے کہ اس کے آگے جھکا جائے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ: ''کاد الانحناء ان یکون کفرا'' یعنی بسا اوقات جھکنا آدمی کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

قال: افیلتزمه: یعنی کیا اس کو گلے لگائے، جو لوگ مصافحہ اور بوسہ دینے کو مکروہ سمجھتے ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ تفصیل اگلے ابواب میں آرہی ہے۔

قال من تمام التحیة الاخذ بالید: محض ہتھیلی یا انگلیوں سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔

مصافحہ کی سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاستیذان میں باب المصافحہ کے بعد مستقل باب الاخذ بالیدین کا عنوان قائم فرمایا ہے اور اس میں تعامل نقل کیا ہے کہ ''فصافح حماد بن زید ابن مبارك بیدیه''۔

بخاری میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے حوالہ سے احادیث موجود ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ:

''قال رسول اللہ ﷺ: علمنی النبی و کفی بین کفیه الشهد'' یعنی مجھے حضور ﷺ نے تشہد سکھلایا اس حال میں کہ میرا ہاتھ حضور ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔

مجمع الزوائد اور کنز العمال وغیرہ کی روایت ہے کہ:

"عن انس رضی اللہ عنہ قال: ما من مسلمین التقیا اخذا احدھما بید صاحبہ الاکان حق علی اللہ ان یحضر دعا ؤھما ولا یفرق بین المسلمان لم تفرق اکفھما حتی یغفر لھا"۔

۲۶۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعَانَقَةِ وَالْقُبْلَةِ

۲۶۷: باب گلے ملنے اور بوسہ دینے کے متعلق

۶۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ الْمَدِينِيُّ ثَنِي أَبِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

۶۳۰: حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہؓ مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت زیدؓ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ[1] کپڑے کھینچتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ اللہ کی قسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے یا بعد کبھی برہنہ نہیں دیکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے زہری کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: معانقہ سے متعلق احناف کے دو قول ہیں بذل میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ معانقہ جائز ہے جیسا کہ حدیث باب میں مروی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول کراہت کا منقول ہے اور باب سابق کی حدیث ان کی دلیل ہے۔

شوافع کے نزدیک سفر سے آنے والے کے لئے معانقہ مستحب ہے۔

ہاتھ اور پیشانی چومنے کی شرعی حیثیت: علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بزرگی کے پیش نظر کسی کے ہاتھ کا بوسہ لینا مستحب ہے البتہ دنیاوی مال اور وجاہت سے متاثر ہو کر بوسہ لینا نہ صرف یہ کہ مکروہ ہے بلکہ بعض لوگوں نے اس کو ناجائز فرمایا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ کا چومنا شرعی طور پر جائز ہے، اس کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ محبت کی وجہ سے ہاتھ چومنا، جیسا کہ والدین کا اپنے بچوں کو چومنا۔

۲۔ احترام واکرام کی وجہ سے ہاتھ چومنا، جیسا کہ اولاد کا اپنے والدین کا سر چومنا۔

۳۔ جنسی جذبات کے تحت چومنا، جیسے شوہر کا بیوی کے چہرے کو چومنا۔

۴۔ شفقت کے طور پر۔

۵۔ تحیہ اور سلام کے طور پر آنے والے مسلمان کا ہاتھ چومنا۔

شامی کی عبارت یہ ہے:

"التقبیل علی خمسۃ اوجہ: قبلۃ المودۃ قبلۃ الرحمۃ قبلۃ الشفقۃ قبلۃ الشھوۃ قبلۃ التحیۃ، وزاد بعضھم قبلۃ الدیانۃ الحجر الاسود"۔

---

[1] برہنہ سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے گر گئی تھی اور خوشی کی شدت کی وجہ سے اسے اوڑھا بھی نہیں اور جلدی حضرت زیدؓ سے معانقے کیلئے دوڑے (مترجم)

۲۶۸: بَابُ مَاجَاءَ فِي قُبْلَةِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ

۶۳۱: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ صَاحِبُهٗ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ إِنَّهٗ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهٗ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ فَأَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهٗ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصِنَةً وَلَا تُوَلُّوا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةَ الْيَهُوْدِ أَنْ لَا تَعْتَدُوْا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلُوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوْا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ قَالَ قَالُوْا إِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهٗ أَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ أَنْ يَقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ وَفِي الْبَابِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَسْوَدِ وَابْنِ عُمَرَ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۶۸: باب ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لینے کے متعلق

۶۳۱: حضرت صفوان بن عسالؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو میرے ساتھ اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے ساتھی نے کہا: نبی نہ کہو کیونکہ اگر انہوں نے سن لیا تو خوشی سے ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے نو نشانیوں کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، ایسے شخص کو قتل نہ کرو جسے قتل کرنا حرام ہے، بے قصور شخص کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تا کہ وہ اسے قتل کرے (یعنی تہمت وغیرہ لگا کر) جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، پاکباز عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت پیٹھ نہ پھیرو اور خصوصاً اے یہودیو: تمہارے لئے لازمی ہے کہ ہفتے کے دن حد سے تجاوز (یعنی ظلم وزیادتی) نہ کرو۔ راوی کہتے ہیں پھر انہوں (یعنی یہودیوں) نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہنے لگے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کون سی چیز تمہیں میری اتباع سے روکتی ہے۔ راوی کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی کہ نبی ہمیشہ ان اولاد میں سے ہوں۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم آپ ﷺ کی اتباع کریں گے تو یہودی ہمیں قتل نہ کر دیں۔ اس باب میں یزید بن اسود ابن عمر اور کعب بن مالک سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مذکورہ بالا دونوں ابواب کی حدیثوں میں بوسہ کا تذکرہ آیا ہے جبکہ گذشتہ باب مصافحہ میں حضرت انسؓ کی حدیث میں بوسہ کی ممانعت ہے۔ ممانعت اور نبی اکرم ﷺ کے فعل میں تطبیق یوں ہوگی کہ وہ بوسہ ممنوع ہے جو موجب فتنہ ہو یا شہوت کا اس میں شائبہ ہو اور وہ بوسہ جائز ہے جو بطور اعزاز واکرام ہو۔ ہاتھ پاؤں چومنے کے بارے میں یہ ہے کہ پاؤں کا چومنا بالاتفاق مکروہ وغیر درست ہے اور ہاتھ کا چومنا بھی مکروہ ہے لیکن متاخرین نے علماء اور صلحاء کا ہاتھ چومنے کی اجازت دی ہے۔ (درمختار)

۲۶۹: بَابُ مَاجَاءَ فِي مَرْحَبًا

۶۳۲: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْأَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ

۲۶۹: باب مرحبا کہنے کے بارے میں

۶۳۲: حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور فاطمہؓ نے ایک کپڑے سے پردہ کر رکھا تھا۔ حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون

يَغْتَسِلُ وَ فَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِئٍ قَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ فَذَكَرَ قِصَّةً فِي الْحَدِيْثِ وَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

ہے؟ میں نے عرض کیا میں ام ہانی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ام ہانی کا آنا مبارک ہو۔ اور پھر راوی نے ایک طویل قصہ ذکر کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

٦٣٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَنَا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ اَبِيْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جِئْتُهُ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِصَحِيْحٍ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ وَرَوٰى عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَهٰذَا اَصَحُّ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُوْلُ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَكَتَبْتُ كَثِيْرًا عَنْ مُوْسَى بْنِ مَسْعُوْدٍ ثُمَّ تَرَكْتُهُ۔

٦٣٣: حضرت عکرمہ بن ابی جہل سے روایت ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجر سوار کا آنا مبارک ہو (یعنی مہاجر سوار کو مرحبا) اس باب میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہم اسے موسیٰ بن مسعود کی سفیان سے روایت کے علاوہ نہیں پہچانتے موسیٰ بن مسعود ضعیف ہیں۔ پھر عبدالرحمٰن بن مہدی بھی سفیان سے اور وہ ابواسحٰق سے مرسلاً نقل کرتے ہوئے مصعب بن سعد کا تذکرہ نہیں کرتے۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ میں نے محمد ابن بشار سے سنا کہ موسیٰ بن مسعود حدیث میں ضعیف ہیں۔ محمد بن بشار کہتے ہیں کہ میں نے موسیٰ بن مسعود سے بہت سی حدیثیں لکھی تھیں لیکن پھر اسے چھوڑ دیا۔

خلاصۃ الباب: راستے میں بغیر مجبوری کے بیٹھنا شریعت میں معیوب ہے لیکن بامر مجبوری بیٹھنا ہو تو اس کے حقوق بھی ارشاد فرمائے ہیں (ا) سلام کرنے والے کو جواب دینا (ب) مظلوم کی مدد کرنا (ج) بھولے بھٹکے کو راستہ بتانا (۲) دو مسلمانوں کا محبت سے ملنا اور مصافحہ کرنا اس سے گناہ معاف ہوتا ہے اور دل صاف ہوتا ہے نیز مصافحہ متمم سلام ہے اس کے لئے بھی کچھ قواعد مقرر ہیں مثلاً لکھا ہے کہ اذان کے وقت سلام نہ کرو اور بھی مواقع ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ مشغولی کے وقت سلام نہ کرنا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشغولی کے وقت مصافحہ بھی نہ کرنا چاہئے مصافحہ ملاقات کے شروع میں باتفاق علماء جائز ہے اور رخصتی کے وقت مشروع ہونے میں اختلاف ہے اور عید کا مصافحہ ان دونوں سے الگ ہے اس لئے بدعت ہے اور عید کا معانقہ اور بھی قبیح (برا) ہے اور نمازوں کے بعد مصافحہ بھی بدعت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر سے واپسی پر اور اس کے علاوہ بھی ملاقات کے وقت اظہار محبت وعنایت کے پیش نظر معانقہ کرنا ثابت ہے اگر فتنہ کا خوف اندیشہ نہ ہو تو بوسہ لینا بھی جائز ہے نیز آنے والے کو خوش آمدید کہنا بھی مشروع ہے۔ واللہ اعلم۔

٢٧٠: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ

٢٧٠: باب چھینک کا جواب دینے کے متعلق

٦٣٤: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ

٦٣٤: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک

الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ اِذَا مَاتَ يُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ وَالْبَرَآءِ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ۔

مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ (۱) جب ملاقات کرے تو سلام کہے (۲) اگر وہ اسے دعوت دے تو وہ قبول کرے (۳) چھینک کا جواب دے (یعنی جب چھینک والا ''الحمد للہ'' کہے تو جواب میں یرحمک اللہ'' کہے (۴) اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے (۵) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے (۶) اس کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ، ابو ایوبؓ، براءؓ اور ابو مسعودؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ بعض محدثین نے حارث اعور کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۶۳۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْمَخْزُوْمِيُّ الْمَدِيْنِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ اِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْمَخْزُوْمِيُّ مَدِيْنِيٌّ ثِقَةٌ رَوٰى عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ۔

۶۳۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے مؤمن پر چھ حقوق ہیں (۱) جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے (۲) اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو (۳) اس کی دعوت قبول کرے (۴) اگر اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے (۵) اسے چھینک آئے تو جواب دے (۶) اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے یہ حدیث صحیح ہے اور محمد بن موسیٰ مخزومی مدنی ثقہ ہیں۔ ان سے عبدالعزیز بن محمد اور ابن فدیک روایت کرتے ہیں۔

۲۷۱: بَابُ مَا يَقُوْلُ الْعَاطِسُ اِذَا عَطَسَ

۲۷۱: باب جب چھینک آئے تو کیا کہے

۶۳۶: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ نَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ نَا حَضْرَمِيٌّ مَوْلٰى اٰلِ الْجَارُوْدِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا اَنْ نَقُوْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زِيَادِ بْنِ الرَّبِيْعِ۔

۶۳۶: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ''وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ''۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا میں بھی کہتا ہوں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ......'' لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس طرح نہیں سکھایا بلکہ آپ ﷺ نے ہمیں یہ کلمات سکھائے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ'' یعنی ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف زیاد بن ربیع کی روایت سے جانتے ہیں۔

۲۷۲: بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ

۲۷۲: باب اس بارے میں کہ چھینکنے والے کے جواب میں کیا کہا جائے

۶۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۶۳۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودی نبی اکرم

مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ دَيْلَمَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَيَقُولُ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ وَسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکتے اور امید رکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ" کہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کہتے "یَھْدِیکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" یعنی اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست کرے۔ اس باب میں حضرت علی، ابوایوب، سالم بن عبید، عبداللہ بن جعفر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۳۸: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُو أَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّهُ كَانَ مَعَ الْقَوْمِ فِي سَفَرٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ فَكَأَنَّ الرَّجُلَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْ إِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَنْصُورٍ وَقَدْ أَدْخَلُوا بَيْنَ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَبَيْنَ سَالِمٍ رَجُلًا۔

۶۳۸: حضرت سالم بن عبید ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" حضرت سالم نے فرمایا "وَعَلَیْکَ وَعَلٰی اُمِّکَ" (تجھ پر اور تیری ماں پر بھی) یہ بات اس شخص پر شاق گزری تو حضرت سالم نے فرمایا: جان لو کہ میں نے وہی جواب دیا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو چھینک مار کر "السلام علیکم" کہنے پر دیا تھا۔ پھر فرمایا: اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہے اور جواب دینے والا کہے "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" پھر پہلا کہے "یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ" یعنی اللہ میری اور تمہاری مغفرت کرے۔ اس حدیث کی روایت میں اختلاف ہے۔ بعض راوی ہلال بن یساف اور سالم کے درمیان ایک راوی کا اضافہ کرتے ہیں۔

۶۳۹: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُو دَاوُدَ نَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلِ الَّذِي يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ هُوَ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

۶۳۹: حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" کہے (یعنی ہر حال میں اللہ کا شکر ہے) اسے جواب دینے والا "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہے اور پھر چھینکنے والا کہے "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" یعنی اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست کرے۔

۶۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَهٰكَذَا رَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَقَالَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَضْطَرِبُ

۶۴۰: محمد بن مثنیٰ، محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے وہ ابن ابی لیلیٰ سے اسی سند سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ شعبہ بھی اسے ابن ابی لیلیٰ وہ ابوایوب سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ کو اس روایت میں اضطراب

فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ یَقُوْلُ اَحْیَانًا عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَ یَقُوْلُ اَحْیَانًا عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔

ہے۔ اس لیے کہ ابن ابی لیلیٰ کبھی ابوایوب رضی اللہ عنہ سے اور کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۶۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی الثَّقَفِیُّ الْمَرْوَزِیُّ قَالَا نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَخِیْهِ عِیْسٰی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

۶۴۱: ہم سے روایت کی محمد بن بشار اور محمد بن یحییٰ نے وہ دونوں یحییٰ بن سعید سے وہ ابن ابی لیلیٰ سے وہ اپنے بھائی عیسیٰ سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۲۷۳: بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِیْجَابِ التَّشْمِیْتِ بِحَمْدِ الْعَاطِسِ

۲۷۳: باب اس بارے میں کہ اگر چھینک مارنے والا الحمدللہ کہے تو اسے جواب دینا واجب ہے

۶۴۲: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلَیْنِ عَطَسَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الَّذِیْ لَمْ یُشَمِّتْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَاِنَّكَ لَمْ تَحْمَدْهُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۶۴۲: حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے ایک کی چھینک کا جواب دیا لیکن دوسرے کی چھینک کا جواب نہیں دیا۔ اس پر دوسرے نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اس کی چھینک کا جواب دیا اور میری چھینک کا جواب نہیں دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ اس نے ''الحمد للہ'' کہا اور تم نے نہیں کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۷۴: بَابُ مَا جَآءَ کَمْ یُشَمَّتُ الْعَاطِسَ

۲۷۴: باب اس بارے میں کہ کتنی بار چھینک کا جواب دیا جائے

۶۴۳: حَدَّثَنَا سُوَیْدٌ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عِکْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اِیَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا شَاهِدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ الثَّانِیَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا رَجُلٌ مَزْکُوْمٌ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۶۴۳: حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری موجودگی میں ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یرحمك اللّٰه'' پھر اسے دوبارہ چھینک آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو زکام ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ نَا عِکْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اِیَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَنْتَ مَزْکُوْمٌ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ

۶۴۴: ہم سے روایت کی محمد بن بشار نے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے وہ عکرمہ سے وہ ایاس بن سلمہ سے وہ اپنے والد سلمہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ چھینکنے پر فرمایا کہ اسے زکام ہے۔ اور یہ ابن مبارک کی حدیث

الْمُبَارَكِ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ نَحْوَ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ۔

سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ بھی عکرمہ بن عمار سے یہی حدیث یحییٰ بن سعید کی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۶۴۵۔ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ بِهٰذَا۔

۶۴۵: ہم سے یہ حدیث روایت کی احمد بن حکم نے انہوں نے محمد بن جعفر سے انہوں نے شعبہ سے اور انہوں نے عکرمہ بن عمار سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

۶۴۶: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ نَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ الْكُوْفِيُّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبِيْ خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ عُمَرِو بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اَبِيْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَاِذَا زَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهٗ مَجْهُوْلٌ۔

۶۴۶: حضرت عمرو بن اسحٰق بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے اور وہ ان کے والد سے نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھینکنے والوں کو تین مرتبہ جواب دو۔ اگر اس سے زیادہ مرتبہ چھینکے تو تمہیں اختیار ہے چاہو تو جواب دو چاہو تو (جواب) نہ دو۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند مجہول ہے۔

۲۷۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خَفْضِ الصَّوْتِ وَتَخْمِيْرِ الْوَجْهِ عِنْدَ الْعُطَاسِ

۲۷۵: باب چھینک کے وقت آواز پست رکھنے اور چہرہ ڈھانکنے کے متعلق

۶۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْ بِثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۴۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک کو ہاتھوں سے یا کسی کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز پست کرتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۷۶: بَابُ مَا جَاءَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ

۲۷۶: باب اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند کرتے ہیں

۶۴۸: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعُطَاسُ مِنَ اللّٰهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰى فِيْهِ وَاِذَا قَالَ اٰهْ اٰهْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا قَالَ الرَّجُلُ اٰهْ اٰهْ اِذَا تَثَاءَبَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۶۴۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھینک اللہ کی طرف سے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ اگر کسی کو جمائی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے اس لیے کہ جب جمائی لینے والا آہ، آہ کہتا ہے تو شیطان اس کے منہ کے اندر سے ہنستا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی جمائی لیتے وقت آہ، آہ کہتا ہے تو شیطان اس کے منہ کے اندر سے ہنستا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۶۴۹: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا يَزِيْدُ بْنُ

۶۴۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

هَارُوْنَ اَخْبَرَنِی ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی سَعِیْدٍ نِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَکْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَقٌّ عَلٰی کُلِّ مَنْ سَمِعَهٗ اَنْ یَّقُوْلَ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا یَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ یَضْحَكُ مِنْهُ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَجْلَانَ وَابْنُ اَبِی ذِئْبٍ اَحْفَظُ لِحَدِیْثِ سَعِیْدِ نِ الْمَقْبُرِیِّ وَاَثْبَتُ مِنِ ابْنِ عَجْلَانَ وَ سَمِعْتُ اَبَا بَکْرِ نِ الْعَطَّارَ الْبَصْرِیَّ یَذْکُرُ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ اَحَادِیْثُ سَعِیْدِ نِ الْمَقْبُرِیِّ رَوٰی بَعْضَهَا سَعِیْدٌ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ وَبَعْضَهَا سَعِیْدٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ فَاخْتَلَطَتْ عَلَیَّ فَجَعَلْتُهَا عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے۔لہٰذا اگر کوئی چھینکے تو ''الحمد للہ'' کہے اور ہر سننے والے پر حق ہے کہ جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہے۔ جہاں تک جمائی کا تعلق ہے تو اگر کسی کو جمائی آئے تو حتی الوسع روکنے کی کوشش کرے اور ہاہ، ہاہ نہ کرے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے جو اس پر ہنستا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن عجلان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابن ابی ذئب، سعید مقبری کی روایت کو اچھی طرح یاد رکھتے ہیں وہ ابن عجلان سے اثبت ہیں۔ ابوبکر عطاء بصری، علی ابن مدینی سے وہ یحییٰ سے اور وہ ابن عجلان سے نقل کرتے ہیں کہ سعید مقبری نے اپنی بعض روایات براہ راست حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیں جبکہ بعض روایات ایک شخص کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیں اور یہ روایتیں مجھ پر خلط ملط ہوگئیں لہٰذا میں نے سب کو اسی طرح روایت کیا ''عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ''

۲۷۷: بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْعُطَاسَ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّیْطَانِ

۲۷۷: باب اس بارے میں کہ نماز میں چھینک آنا شیطان کی طرف سے ہے

۶۵۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا شَرِیْكٌ عَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَنْ عَدِیٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَفَعَهٗ قَالَ الْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوةِ وَالْحَیْضُ وَالْقَیْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّیْطَانِ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ شَرِیْكٍ عَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قُلْتُ لَهٗ مَا اسْمُ جَدِّ عَدِیٍّ قَالَ لَا اَدْرِیْ وَذُکِرَ عَنْ یَحْیَی بْنِ مَعِیْنٍ قَالَ اِسْمُهٗ دِیْنَارٌ۔

۶۵۰: حضرت عدی بن ثابت اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ نماز کے دوران چھینک، اونگھ، حیض، قے اور نکسیر پھوٹنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ۔ہم اسے صرف شریک کی ابوقیظان سے روایت سے جانتے ہیں ۔(امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ) میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عدی کے دادا کا نام پوچھا تو انہیں معلوم نہیں تھا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ ان کا نام دینار ہے۔

تشریح: جمائی کے شیطان کی طرف سے ہونے کی وجوہات: چونکہ جمائی کاہلی اور سستی کی وجہ سے ہوتی ہے اور سستی اور غفلت اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے روکنے والی ہیں جو کہ شیطان کی خوشی کا باعث ہے اس وجہ سے شیطان کی جانب سے ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کو جمائی نہیں آتی۔

اور یہ بات بھی ہے کہ نماز کے دوران جب اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا مظاہرہ ہو رہا ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا استحضاء ہو تو پھر جمائی آ ہی نہیں سکتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بھر پور توجہ اور سستی دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے اگر نماز میں جمائی آتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دھیان کہیں اور چلا گیا ہے اور دھیان منتشر ہو جانا یہ شیطان کی جانب سے ہے کہ وہ نماز کے دوران وسوسہ ڈال کر دھیان ہٹا دیتا ہے۔ لہٰذا جمائی آنا علامت ہوا شیطان کی کاروائی کی۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔

اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کسی صاحب جاہ وجلال شخصیت کے سامنے بیٹھے ہوں اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوں جمائی نہیں آتی، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات تو وراء الوراء ہے اس کی عظمت وجلال کا استحضا ہو تو سستی اور کاہلی کیسے ہو سکتی ہے جو کہ جمائی کے آنے کا سبب ہیں۔

سوال: یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سابقہ باب میں حدیث گزری کہ ''ان اللہ یحب العطاس'' کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور یہاں چھینک کو شیطان کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ عراقی کے حوالے سے اس کا جواب یہاں چھینک سے مراد نماز کے اندر کا چھینک ہے۔ جبکہ جس صورت میں چھینک کو پسند کیا گیا ہے وہ نماز سے باہر کی چھینک ہے۔

خلاصۃ الباب: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک چھینک کا جواب دینا بھی ہے ویسے چھینک بذات خود اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کی وجہ سے چونکہ دماغ پر سے بوجھ اتر جاتا ہے اور فہم وادراک کی قوت کا تزکیہ ہوتا ہے اور یہ چیز طاعت وحضوری قلب کا باعث ومددگار بنتی ہے اس لئے چھینکنا پسندیدہ ہے اس کے برخلاف جمائی لینا طبیعت کے بھاری پن اور کدورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ چیز غفلت وسستی اور بدفہمی نیز طاعت وعبادت میں عدم نشاط کا باعث بنتی ہے اس لئے جمائی کا آنا شیطان کی خوشی کا ذریعہ ہے اور اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا چھینک کو پسند کرنا اور جمائی کو ناپسند کرنا ان کے نتیجہ وثمرہ کے اعتبار سے کہ چھینک کا عبادت وطاعت میں نشاط وتازگی کا پیدا ہونا ہے۔ سننے والا جواب میں یرحمک اللہ کہے اگر چھینکنے والا الحمدللہ نہ کہے تو دوسرا شخص بھی جواب نہ دے (۲) جو الفاظ حدیث مبارکہ میں آئے ہیں وہی الفاظ کہنے چاہیں اپنی طرف سے کوئی لفظ نہیں کہنا چاہئے جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نے چھینک آنے پر السلام علیکم کہا تو حضرت سالمؓ نے بہت ڈانٹا (۳) چھینکنے کے وقت آواز پست رکھنی چاہئے اور چہرہ کو ڈھانپنا چاہئے۔

۲۷۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ

۲۷۸: باب اس بارے میں کہ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا مکروہ ہے

۶۵۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يُقِمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۶۵۱: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۵۲: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نِ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

۶۵۲: ہم سے روایت کی حسن بن علی خلال نے انہوں نے عبدالرزاق سے وہ معمر سے وہ زہری۔ سے وہ سالم سے اور وہ ابن عمرؓ سے نقل کرتے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقِمْ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْمُ لِابْنِ عُمَرَ فَمَا يَجْلِسُ فِيْهِ۔

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگ جب ابن عمرؓ کو دیکھتے تو ان کے لیے جگہ خالی کر دیتے لیکن ابن عمرؓ ان کی جگہ نہ بیٹھتے۔

تشریح: یہاں سے چند آداب کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے کسی شخص کو اٹھانا اور خود اس کی جگہ پر بیٹھ جانا یہ انتہائی قبیح حرکت ہے۔ اور ایک بااخلاق آدمی کے شایانِ شان نہیں ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں دوسرے کی جگہ پر بیٹھنے کی ممانعت نہی ممانعت ہے۔ (شرح مسلم للنوی)

وكان الرجل يقوم لابن عمر فما يجلس فيه: یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ تھا۔ ورنہ بیٹھنے والا جب خود خوشدلی سے اجازت دے رہا ہے تو اس صورت میں شرعی طور پر اس کی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے کہ ہوسکتا ہے وہ خوشدلی سے اجازت نہ دے رہا ہو۔

۲۷۹: بَابُ مَا جَاءَ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ

۲۷۹: باب اس بارے میں کہ جب کوئی شخص مجلس سے اُٹھ کر جائے اور پھر واپس آئے تو وہ اپنی جگہ بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے

۶۵۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَهْبِ بْنِ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّجُلُ اَحَقُّ بِمَجْلِسِهٖ وَاِنْ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ اَحَقُّ بِمَجْلِسِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

۶۵۳: حضرت وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ چنانچہ اگر وہ کسی ضرورت کے لیے اٹھ کر جائے اور پھر واپس آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور اس باب میں حضرت ابو بکرہؓ، ابو سعیدؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: ’’الرجل احق بمجلسه‘‘ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ دوبارہ آنے کی نیت رکھتا ہو۔ یعنی عارضی طور پر اٹھ کر گیا ہو اور دوبارہ آنے کی نیت ہو، مثلاً وضو وغیرہ کے لئے گیا ہے جب یہ دوبارہ واپس آئے گا تو اس جگہ کا وہی حقدار ہے اگر کوئی اور شخص اس کی جگہ پر بیٹھ گیا تو یہ شخص اس کو اٹھا سکتا ہے۔

لہٰذا جس کا واپسی کا ارادہ اس کو چاہیے کہ اپنی جگہ پر کوئی رومال یا چپل وغیرہ رکھ جائے تا کہ دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص واپسی کی نیت رکھتا ہے۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کی جب واپسی کی نیت ہوتی تو آپ ﷺ اپنی چپل اس جگہ پر چھوڑ جاتے تھے۔ اور اگر واپسی کی نیت سے نہیں گیا طویل وقت کے لئے گیا ہے تو ایسی صورت میں واپسی میں وہ اپنی جگہ کا مستحق نہیں ہوگا۔

۲۸۰: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْجُلُوْسِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ اِذْنِهِمَا

۲۸۰: باب اس بارے میں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے

۶۵۴: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ثَنِيْ

۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَمْرُو بْنُ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَامِرٌ نِالْاَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ اَیْضًا۔

فرمایا: کسی شخص کے لیے حلال (یعنی جائز) نہیں ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ عامر احول نے بھی اس حدیث کو عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے۔

۲۸۱: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْقُعُوْدِ وَسْطَ الْحَلْقَةِ

۲۸۱: باب حلقے کے درمیان میں بیٹھنے کی کراہت کے متعلق

۶۵۵: حَدَّثَنَا سُوَیْدٌ انا عَبْدُ اللّٰهِ انا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ مَلْعُوْنٌ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ اَوْلَعَنَ اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاَبُوْ مِجْلَزٍ اِسْمُهٗ لَاحِقُ بْنُ حُمَیْدٍ۔

۶۵۵: حضرت ابومجلز کہتے ہیں کہ ایک شخص حلقہ کے درمیان بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق حلقے کے درمیان بیٹھنے والا ملعون ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابومجلز کا نام لاحق بن حمید ہے۔

۲۸۲: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ قِیَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ

۲۸۲: باب کسی کی تعظیم میں کھڑے ہونے کی کراہت کے متعلق

۶۵۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا عَفَّانُ نَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاهِیَتِهٖ لِذٰلِکَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

۶۵۶: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ کے لیے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہیں تھا لیکن اس کے باوجود وہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ اسے پسند نہیں کرتے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۶۵۷: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا قَبِیْصَةُ نَا سُفْیَانُ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِیَةُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ حِیْنَ رَاَیَاهُ فَقَالَ اِجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

۶۵۷: حضرت ابومجلز سے روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ تشریف لائے تو عبداللہ بن زبیرؓ اور ابن صفوان انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے تصویروں (بت) کی طرح کھڑے ہوں وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرے۔ اس باب میں حضرت ابو امامہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہناد بھی ابواسامہ سے وہ حبیب سے وہ ابومجلز سے وہ معاویہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: مجلس میں آنے والے شخص کے لئے کھڑا ہونے سے متعلق مختلف روایات وارد ہیں، بعض روایات میں آپ ﷺ کا کھڑا ہونا ثابت ہے چنانچہ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے آنے پر کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی تشریف آوری پر کھڑی ہوجاتی تھیں۔

اسی طرح اور دوسری جگہوں پر بھی آپ ﷺ کا واردین کیلئے کھڑا ہونا ثابت ہے۔ اس لئے علماء نے نہ تو مطلقاً اس کو جائز قرار دیا اور نہ ہی مطلقاً اس کے عدم جواز کے قائل ہوئے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز عدم جواز کی چار صورتیں لکھی ہیں۔

۱۔ محظور وممنوع: آنے والا یہ خواہش رکھتا ہو کہ میرے دبدبہ اور بڑائی کے لئے لوگ کھڑے ہوا کریں۔ اس صورت میں ایسے شخص کے لئے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

۲۔ مکروہ: جس کے لئے کھڑا ہوا جا رہا ہے اس کے تکبر میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

۳۔ جائز ومباح: تکبر میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے لئے کھڑا ہنا جائز ہے۔

۴۔ مندوب: سفر سے آنے والے کے لئے کھڑا ہونا مندوب ومستحب ہے۔

خلاصۃ الباب : علماء نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اس ارادہ ونیت سے اُٹھ کر گیا ہو کہ پھر جلد ہی اس جگہ واپس آئے گا مثلاً وضو کے لئے اُٹھ کر گیا یا اس کو کوئی ضرورت پیش آگئی ہو اور پھر وضو یا اس کام کو پورا کر کے جلد ہی واپس آگیا تو اس جگہ کا زیادہ مستحق وہی شخص ہوگا (۲) مطلب یہ کہ ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں آدمی آپس میں محبت وتعلق رکھتے ہوں اور رازدارانہ طور پر ایک دوسرے سے کوئی بات چیت کرنا چاہتے ہوں تو تیسرے آدمی کی موجودگی اُنہیں ناگوار گذرے گی (۳) عجمی لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان کا کوئی سردار یا بڑا آدمی ان کی مجلس میں آتا ہے تو محض اس کو دیکھتے ہی ہڑ بڑا کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پھر اس کے سامنے باادب دست بدستہ کھڑے رہتے ہیں اگر یہ چھوٹے لوگ کھڑے نہ ہوں تو بڑے لوگ ان سے ناراض ہوجائیں گے اس بنا پر حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی شان وشکوت کے اظہار اور تکبر ونخوت کے طور پر اچھا سمجھتا ہے کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے اگر اس شخص کے دل میں یہ بات نہ ہو تو لوگ اس کے احترام وعزت کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

۲۸۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ

۶۵۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۵۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا نَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنَ

۲۸۳: باب ناخن تراشنے کے متعلق

۶۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: زیر ناف بال صاف کرنا، ختنہ کروانا، مونچھیں کترنا، بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخن تراشنا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۵۹: حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَالَ أَبُوْ عِيْسٰى وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ هُوَ الْاِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ

علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ موچھیں کترنا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کی پشت کو دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، پانی سے استنجا کرنا، زکریا کہتے ہیں کہ مصعب نے فرمایا: میں دسویں چیز بھول گیا لیکن وہ کلی کرنا ہی ہوگا۔ اس باب میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں "انتقاص الماء" سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہے۔

تشریح: "خمس من الفطرة" پانچ چیزیں فطرۃ میں سے ہیں یعنی انبیاء کی سنتوں میں سے ہیں کہ یہ چیزیں تمام انبیاء کی سنتوں میں مشترک ہیں۔

فطرت کے معنی: فطرت انسان کی ان مخصوص اور منفرد صفات کو کہتے ہیں جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہوں۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی عادتیں اللہ کے حکم کی پابند ہوتی ہیں اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہوتی ہیں اس وجہ سے ان کی مشترکہ عادات کو فطرۃ ہی کا نام دیدیا گیا۔

خمس من الفطرة: یہاں پہلی حدیث میں پانچ عادتوں کا تذکرہ ہے جبکہ دوسری حدیث میں ان عادتوں کو انبیاء کی فطرت و عادت قرار دیا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ یہاں تحدید مقصود نہیں ہے بلکہ فطرتی عادات اور بھی ہیں، علماء نے ان کو تیس تک شمار کیا ہے۔

الا ستحداد: یعنی زیر ناف بالوں کو مونڈنا۔ حدید لوہے کو کہتے ہیں لوہے کے استعمال کی بناء پر اس کو استحداد کہہ دیا گیا۔

زیر ناف بالوں سے متعلق مسائل: سنت یہ ہے کہ ہر ہفتہ زیر ناف بالوں کی صفائی ہو، پندرہ یوم کی بھی اجازت ہے اور چالیس یوم تک رخصت ہے اس کے بعد گناہگار ہوگا۔ (عالمگیری)

مرد اس مقصد کے لئے استرہ استعمال کریں اور عورتیں، چونا، کریم وغیرہ استعمال کریں۔ اور یہ فضیلت کی بات ہے۔ بصورت دیگر مردوں کے لئے کریم وغیرہ استعمال کرنا اور عورتوں کے لئے استرا وغیرہ استعمال کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

والختان: ختنہ کی تعریف یہ ہے کہ: "الختان قطع الغلفة الى تغطى الحشفة من الرجل" یعنی عضو مخصوص کی اس اضافی کھال کا کاٹنا جو حشفہ کو چھپائے ہوتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح قول کے مطابق سنت مؤکدہ ہے۔

وقص الشارب: حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک لبیں کاٹنا سنت ہے جیسے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول شوافع سے اس کی کوئی تصریح نہیں ملی۔

مونچھیں کاٹنے میں اصل یہ ہے کہ مبالغہ کیا جائے کیونکہ احفاء کے لفظ میں مبالغہ ہے اس وجہ سے قینچی سے خوب کتری جائیں۔ حلق کرنا یعنی استرے سے مونڈنا خلاف سنت ہے بلکہ بعض حضرات نے اس کو بدعت لکھا ہے۔ لہٰذا حلق سے احتراز کرنا چاہیے۔

ونتف الابط: نتف بالوں کو اکھاڑنے کو کہتے ہیں، سنت یہی ہے کہ بال اکھاڑے جائیں۔ لیکن یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب ابتداء ہی میں اکھاڑنے کی عادت ہو، بصورت دیگر اکھاڑنا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا حلق کرنا جائز ہے۔

وتقلیم الاظفار: ناخن کاٹنے کی ترتیب میں کوئی مخصوص طریقہ مروی نہیں۔ جیسے چاہے کاٹے۔ باقی دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرنا اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرنا اس کو زیادہ سے زیادہ مستحب قرار دیا جاسکتا ہے، سنت نہیں۔ لہٰذا اس طریقہ کی پابندی کرنا کوئی ضروری نہیں۔

واعفاء اللحیة: مرد کے لئے کم از کم داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے اور منڈوانا یا کٹوانا حرام ہے، داڑھی کٹانے کی حرمت پر تمام علماء کا اجماع ہے اور اس کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا۔

والسواك: مسواک کرنا بھی تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔ آپ ﷺ کو مسواک کا اس قدر اہتمام تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جلی لو ان اشق علی امتی لا مر تهم با لسواك عند كل صلوة" کہ اگر مجھ کو امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت میں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

الاستنشاق: ناک میں پانی ڈالنا یہ بھی تمام انبیاء کی سنتوں میں سے ہے۔

وغسل البراجم: براجم برجمہ کی جمع ہے۔ برجمہ کہتے ہیں "العقد التی فی ظهور الا صابع یجتمع فیه الوسخ" (ابن اثیر)۔ یعنی انگلیوں کی پشت پر جو جوڑ ہوتے ہیں اور جن کے اندر میل جمع ہو جاتا ہے ان کا دھونا بھی انبیاء کی صفات وعادات میں شامل ہے۔

وانتقاص للماء: یعنی پانی کے ذریعہ استنجاء کرنا۔ یہ بھی انبیاء کی سنتوں میں سے ہے۔

استنجاء میں پانی کا استعمال کرنا سنت ہے۔ لیکن اگر نجاست اپنے مقام سے بڑھ گئی، تو پھر پانی سے استنجاء کرنا واجب ہے۔

المضمضة: کلی کرنا۔ یہ بھی امور فطرت میں شامل ہے کہ انسان اپنے منہ کو صاف ستھرا رکھے۔

۲۸۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَوْقِيْتِ تَقْلِيْمِ الْأَظْفَارِ وَاَخْذِ الشَّارِبِ

۲۸۴: باب ناخن تراشنے اور مونچھیں کتروانے کی مدت کے متعلق

۶۶۰: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ نَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى اَبُوْ مُحَمَّدٍ صَاحِبُ الدَّقِيْقِ نَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ وَقَّتَ لَهُمْ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً تَقْلِيْمَ الْاَظْفَارِ وَاَخْذَ الشَّارِبِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ۔

۶۶۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ناخن تراشنے، مونچھیں کترنے اور زیر ناف بال مونڈنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر کی۔

۶۶۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ وَقَّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ

۶۶۱: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہمیں اس لیے مونچھیں کترنے، ناخن تراشنے زیر ناف بال مونڈنے اور بغل کے بال

الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ أَنْ لَا تَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا هٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ وَ صَدَقَةُ بْنُ مُوسٰى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ۔

اکھاڑنے کے متعلق حکم دیا گیا کہ چالیس دن سے زیادہ نہ گزرنے پائیں۔ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی صدقہ بن موسیٰ محدثین کے نزدیک حافظ نہیں ہیں۔ (یعنی ضعیف ہیں)

۲۸۵ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصِّ الشَّارِبِ

۲۸۵: باب مونچھیں کترنے کے بارے میں

٦٦٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكُوفِيُّ الْكِنْدِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ وَ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهِ قَالَ وَكَانَ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ إِبْرَاهِيمُ يَفْعَلُهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

٦٦٢: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں کاٹا کرتے تھے اور فرماتے کہ اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٦٦٣: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

٦٦٣: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس باب میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار بھی یحییٰ بن سعید سے وہ یوسف بن صہیب سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۲۸۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ مِنَ اللِّحْيَةِ

۲۸۶: باب داڑھی کی اطراف سے کچھ بال کاٹنے کے متعلق

٦٦٤: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِسْمٰعِيلَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ لَا أَعْرِفُ لَهُ حَدِيثًا لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ أَوْ قَالَ يَنْفَرِدُ بِهِ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ هَارُونَ وَرَأَيْتُهُ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي عُمَرَ بْنِ هَارُونَ وَسَمِعْتُ قُتَيْبَةَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ كَانَ صَاحِبَ حَدِيثٍ وَكَانَ يَقُولُ الْإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

٦٦٤: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی مبارک لمبائی اور چوڑائی دونوں جانب سے تراشا کرتے تھے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ عمر بن ہارون مقارب الحدیث ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ان کی ایسی کسی حدیث کا علم نہیں جس کی کوئی اصل نہ ہو یا اس حدیث کے علاوہ کسی اور حدیث میں وہ متفرد ہوں۔ حدیث مذکورہ کو ہم صرف عمر بن ہارون کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے بارے میں امام بخاریؒ کی اچھی رائے پائی۔ قتیبہ فرماتے ہیں کہ عمر بن ہارون صاحب حدیث تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔ قتیبہ فرماتے ہیں ہم سے وکیع بواسطہ ایک آدمی کے ثور بن یزید سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل طائف پر منجنیق نصب کی۔

نَصَبَ الْمَنْجَنِيقَ عَلَى أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ قُتَيْبَةُ قُلْتُ لِوَكِيعٍ مَنْ هٰذَا قَالَ صَاحِبُكُمْ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ۔

قتیبہ کہتے ہیں میں نے وکیع سے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ عمر بن ہارون ہیں۔

۲۸۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ

۲۸۷: باب داڑھی بڑھانے کے متعلق

۶۶۵: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نِ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۶۶۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۶۶: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ هُوَ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ ثِقَةٌ وَعُمَرُ ابْنُ نَافِعٍ ثِقَةٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يُضَعَّفُ۔

۶۶۶: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ ابوبکر بن نافع اور عمر بن نافع ثقہ ہیں جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام عبداللہ بن نافع حدیث میں ضعیف ہیں۔

۲۸۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْأُخْرٰى مُسْتَلْقِيًا

۲۸۸: باب ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا

۶۶۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ نِ الْمَازِنِيُّ۔

۶۶۷: حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں (چت) لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عباد بن تمیم کے چچا عبداللہ بن زید ابن عاصم مازنی ہیں۔

۲۸۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ فِي ذٰلِكَ

۲۸۹: باب اس کی کراہت کے بارے میں

۶۶۸: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ نِ الْقُرَشِيُّ نَا أَبِي نَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ خِدَاشٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ هٰذَا حَدِيثٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَلَا نَعْرِفُ

۶۶۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں ہاتھوں اور جسم کو لپیٹنے اور ایک ہی کپڑے میں اکڑوں بیٹھنے سے منع فرمایا اور چت لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھنے سے بھی منع فرمایا۔ اس حدیث کو کئی لوگوں نے سلیمان تیمی سے روایت کیا ہے۔ ہم خداش کو نہیں جانتے کہ وہ کون ہے۔ سلیمان تیمی ان سے کئی احادیث نقل کرتے ہیں۔

جِدًّا شَا مَنْ هُوَ وَقَدْ رَوٰی لَهٗ سُلَيْمَانُ التَّيْمِیُّ غَيْرَ حَدِيْثٍ۔

٦٦٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَاَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی رِجْلَيْهِ عَلَی الْاُخْرٰی وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٦٦٩: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر وغیرہ بالکل لپیٹنے (کہ اعضاء باہر نہ نکل سکیں) پنڈلیوں کو رانوں سے ملا کر باندھنے اور چت لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''اشتمال الصماء'' چادر سے پورے جسم کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ چادر کے اندر رہیں۔ اشتمال الصماء کہلاتا ہے۔
والاحتباء: سرین زمین پر ہو اور پنڈلیاں کھڑی ہوں اور کسی کپڑے سے جسم کو لپیٹ لیا جائے اگر ایک کپڑا ہے تو اس صورت میں ستر کھلنے کا اندیشہ ہے اس لئے منع ہے۔

یہاں بظاہر دونوں روایات میں تعارض نظر آتا ہے درحقیقت تعارض ہے نہیں۔ جواز کی روایت میں اس لیٹنے کی کیفیت کا تذکرہ ہے کہ دونوں ٹانگیں بچھائی ہوئی ہوں اور ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا جائے۔ اس صورت میں ستر کھلنے کا احتمال نہیں ہوتا۔

دوسری حدیث میں جہاں ممانعت مذکور ہے وہ اس صورت میں ہے کہ ایک ٹانگ پنڈلی کے بل کھڑی کی ہوئی ہو اور دوسری ٹانگ اس کے اوپر رکھیں۔ اس صورت میں چونکہ ستر کھلنے کا احتمال ہے اس لئے ممانعت وارد ہوئی۔

٢٩٠: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ الْاِضْطِجَاعِ عَلَی الْبَطْنِ

٢٩٠: باب پیٹ کے بل لیٹنے کی کراہت کے متعلق

٦٧٠: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيْمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ وَفِی الْبَابِ عَنْ طِهْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَرَوٰی يَحْيٰی بْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ يَعِيْشَ بْنِ طِهْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَيُقَالُ طِخْفَةُ وَالصَّحِيْحُ طِهْفَةُ وَيُقَالُ طِغْفَةُ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ الصَّحِيْحُ طِخْفَةُ۔

٦٧٠: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کو پسند نہیں کرتا۔ اس باب میں طهفه رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر یہ حدیث ابوسلمہ سے وہ یعیش بن طهفه سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ انہیں طخفہ بھی کہتے ہیں جبکہ صحیح طهفه ہی ہے۔ بعض طغفہ کہتے ہیں اور بعض حفاظ نے ''طخفہ'' کو صحیح کہا ہے۔

٢٩١: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ حِفْظِ الْعَوْرَةِ

٢٩١: باب ستر کی حفاظت کے متعلق

٦٧١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰی بْنُ سَعِيْدٍ نَا

٦٧١: بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ

بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ ثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ قَالَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَافْعَلْ قُلْتُ فَالرَّجُلُ يَكُوْنُ خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيٰى مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَجَدُّ بَهْزٍ اِسْمُهٗ مُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ وَقَدْ رَوَى الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ وَالِدُ بَهْزٍ۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے چھپاؤ۔ انہوں نے عرض کیا اگر کوئی کسی مرد کے ساتھ ہو تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جہاں تک ہو سکے اپنے ستر (یعنی شرمگاہ) کی حفاظت کرو کہ کوئی نہ دیکھ پائے۔ عرض کیا: بعض اوقات آدمی اکیلا ہی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابو بہز کے دادا کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری ہے۔ اس حدیث کو جریری بھی بہز کے والد حکیم بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: ''عوراۃ'' عورۃ کی جمع ہے بمعنی ستر، یعنی جسم کا وہ حصہ جسے چھپانا واجب ہوتا ہے۔

''احفظ عورتك الامن زوجتك او ما ملكت يمنيك''

اس سے معلوم ہوا کہ ملک اور نکاح کی وجہ سے جانبین کے لئے ایک دوسرے کا ستر دیکھنا جائز ہو جاتا ہے۔

فالرجل يكون خاليا: اس سے معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی اپنے ستر کو چھپانا واجب ہے۔ ضرورت کی وجہ سے تنہائی میں ستر کھولا جا سکتا ہے۔ بلاضرورت نہ کھولا جائے۔

۲۹۲: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْاِتِّكَاءِ

۲۹۲: باب تکیہ لگانے کے بارے میں

۶۷۲: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نِ الدُّوْرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ نَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا عَلٰى يَسَارِهٖ۔

۶۷۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بائیں جانب تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ متعدد لوگوں نے اس حدیث کو اسرائیل اور سماک اور جابر بن سمرہؓ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ لیکن اس میں بائیں جانب کا ذکر نہیں کیا۔

۶۷۳: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى نَا وَكِيْعٌ نَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۶۷۳: یوسف بن عیسیٰ بھی اسے وکیع سے وہ اسرائیل سے وہ سماک ابن حرب سے اور وہ جابرؓ سے اسی کی مانند مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۹۳: بَابٌ

۲۹۳: باب

۶۷۴: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

۶۷۴: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

اِسْمٰعِیْلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ اَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یُؤَمُّ الرَّجُلُ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یُجْلَسُ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کو اس کی حکومت میں مقتدی نہ بنایا جائے اور کسی کو اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی مسند پر نہ بٹھایا جائے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اہل بیت (اگر صاحب علم ہے) تو اس کا حق ہے اس مفہوم کی احادیث ہیں جو گزر چکیں۔

۲۹۴: بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الرَّجُلَ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِہٖ

۲۹۴: باب اس بارے میں کہ سواری کا مالک اس پر آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے

۶۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ نَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ ثَنِیْ اَبِیْ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ بُرَیْدَةَ یَقُوْلُ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ وَمَعَہٗ حِمَارٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ارْکَبْ وَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا اَنْتَ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِکَ اِلَّا اَنْ تَجْعَلَہٗ لِیْ قَالَ قَدْ جَعَلْتُہٗ لَکَ قَالَ فَرَکِبَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۶۷۵: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ پیدل چل رہے تھے کہ ایک شخص آیا، اس کے پاس گدھا تھا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو جایئے اور خود پیچھے ہٹ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو مگر یہ کہ تم اپنا حق مجھے دے دو۔ اس نے عرض کیا میں نے آپ کو اپنا حق دے دیا۔ راوی کہتے ہیں پھر آپ ﷺ سوار ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۹۵: بَابُ مَا جَاءَ فِی الرُّخْصَةِ فِیْ اتِّخَاذِ الْاَنْمَاطِ

۲۹۵: باب انماط (یعنی قالین) کے استعمال کی اجازت

۶۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ نَا سُفْیَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ هَلْ لَکُمْ اَنْمَاطٌ قُلْتُ وَاَنّٰی تَکُوْنُ لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ اَمَا اِنَّهَا سَتَکُوْنُ لَکُمْ اَنْمَاطٌ قَالَ فَاَنَا اَقُوْلُ لِامْرَاَتِیْ اَخِّرِیْ عَنِّیْ اَنْمَاطَکِ فَتَقُوْلُ اَلَمْ یَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّهَا سَتَکُوْنُ لَکُمْ اَنْمَاطٌ قَالَ فَاَدَعُهَا هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ حَسَنٌ۔

۶۷۶: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس انماط (قالین) ہیں؟ میں نے عرض کیا ہمارے پاس انماط کہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تم لوگوں کے پاس انماط (قالین) ہوں گے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں میں اپنی بیوی سے کہتا کہ اپنے انماط مجھ سے دور کرو تو وہ کہتی کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: کہ عنقریب تم لوگوں کے پاس انماط (قالین) ہوں گے۔ پھر میں اسے چھوڑ دیتا اور کچھ نہ کہتا۔ یہ حدیث صحیح حسن ہے۔

تشریح: ''ھل لکم انماط''، نمط غلط کی جمع ہے جو بھی نرم چیز زمین پر بچھائی جائے اس کو نمط کہتے ہیں، قالین بھی اس میں آ گیا۔ یہاں ایک تو آپ ﷺ کا معجزہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے جو پیشنگوئی فرمائی وہ درست ثابت ہوئی۔ دوسرے قالین کے استعمال کا جواز معلوم ہوا، (کما قال النووی فی شرح المسلم)

۲۹۶: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ رُکُوْبِ ثَلَاثَةٍ عَلٰی دَابَّةٍ

۲۹۶: باب ایک جانور پر تین آدمیوں کے سوار ہونے کے بارے میں

۶۷۷: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ الْعَنْبَرِیُّ نَا

۶۷۷: حضرت ایاس بن سلمہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ حَتّٰى أَدْخَلْتُهُ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر شہباء کو کھینچا۔اس پر رسول اللہ ﷺ اور حسنؓ وحسینؓ سوار تھے۔ یہاں تک کہ اسے آپ ﷺ کے حجرۂ مبارک میں لے گیا۔ایک آپ ﷺ کے آگے بیٹھے ہوئے تھے اور دوسرے پیچھے (یعنی حسن وحسینؓ) اس باب میں حضرت ابن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے بھی روایت ہے۔یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

خلاصۃ الباب : امام ترمذیؒ نے باب تو ناخن تراشنے کے متعلق قائم کیا ہے لیکن اس کے تحت ایک حدیث میں پانچ چیزیں اور دوسری میں دس چیزیں جو فطری ہیں نقل فرمائی ہیں ان میں سے کچھ کاٹنے اور تراشنے کی ہیں مثلاً زیر ناف بال صاف کرنا مونچھیں کترنا وغیرہ ان بالوں کو رکھنا اور بڑھانا بہت معیوب ہے اسی طرح ڈاڑھی کا کترنا یا منڈانا از روئے حدیث حرام ہے نیز ڈاڑھی رکھنا مردوں کے لئے اسی طرح زینت اور خوبصورتی ہے جس طرح عورت کے لئے سر کے بال زینت ہیں اور اس کے لئے سر منڈانا حرام اور گناہ ہے(۲) چت لیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنا منع شاید اس لئے ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہے اور اگر ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو منع نہیں ہے(۳) پیٹ کے بل لیٹنے کے بارہ میں ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے فرمایا کہ اس طرح لیٹنا دوزخیوں کا طریقہ ہے یعنی مطلب یہ کہ اس دنیا میں کفار و فاسق لوگ اس طرح لیٹنے کی عادت رکھتے ہیں یا یہ کہ کفار و فجار دوزخ میں اسی ہیئت پر لٹائے جائیں گے۔

۲۹۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَظْرَةِ الْمُفَاجَاةِ

۲۹۷: باب اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں

۶۷۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا هُشَيْمٌ نَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو زُرْعَةَ اسْمُهُ هَرِمٌ۔

۶۷۸: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی (عورت) پر اچانک نظر پڑ جانے کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنی نگاہ پھیر لو۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اور ابوزرعہ کا نام ہرم ہے۔

۶۷۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ۔

۶۷۹: حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی ایک مرتبہ نگاہ پڑنے کے بعد دوبارہ اس پر نگاہ مت ڈالو کیونکہ پہلی نظر اچانک پڑ جانے کی وجہ سے قابل معافی ہے جبکہ دوسری قابلِ مؤاخذہ ہے۔یہ حدیث حسن غریب ہے۔ہم اسے صرف شریک کی روایت سے جانتے ہیں۔

۲۹۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَابِ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

۲۹۸: باب عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا

۶۸۰: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ

۶۸۰: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی

ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَبْهَانَ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا حَدَّثَهَا أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةُ قَالَتْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

اللہ متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں کہ ابن ام مکتوم (نابینا صحابی) داخل ہوئے اور یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ یہ پہچانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم بھی اسے نہیں دیکھ سکتیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حدیث باب سے معلوم ہوا کہ جس طرح مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح عورت کا بھی اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے۔

۲۹۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ

۲۹۹: باب اس بارے میں کہ عورتوں کے ہاں ان کے خاوندوں کی اجازت کے بغیر جانا منع ہے

۶۸۱: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَرْسَلَهُ إِلٰى عَلِيٍّ يَسْتَأْذِنُهُ عَلٰى أَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ فَأَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ سَأَلَ الْمَوْلٰى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَوْنَهٰى أَنْ نَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِ إِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۸۱: ذکوان، عمرو بن عاصؓ کے مولیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ عمروؓ نے انہیں علیؓ کے پاس بھیجا کہ عمرو کے لیے اسماء بنت عمیس کے پاس جانے کی اجازت لے کر آئیں۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ جب حضرت عمرو بن عاص اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے تو ان کے غلام نے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں شوہروں کی اجازت کے بغیر انکی بیویوں کے ہاں جانے سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت عقبہ بن عامرؓ، عبداللہ بن عمروؓ اور جابرؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْذِيْرِ فِتْنَةِ النِّسَاءِ

۳۰۰: باب عورتوں کے فتنے سے بچنے کے متعلق

۶۸۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ نَا مُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الثِّقَاتِ

۶۸۲: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید بن عمرو ابن نفیل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بعد تم لوگوں میں عورتوں کے فتنے سے بڑھ کر نقصان پہنچانے والا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسے کئی ثقہ راوی سلیمان تیمی سے وہ ابوعثمان سے وہ اسامہ بن زید سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ غَيْرَ الْمُعْتَمِرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ۔

وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں سعید بن زید کا ذکر نہیں ہمیں معتمر کے علاوہ کسی راوی کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کا علم نہیں۔ اس باب میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

۳۰۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اتِّخَاذِ الْقُصَّةِ

۳۰۱: باب بالوں کا گچھا بنانے کی ممانعت

۶۸۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ اَيْنَ عُلَمَاءُ كُمْ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ هٰذِهِ الْقُصَّةِ وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ۔

۶۸۳: حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو مدینہ میں خطاب کرتے ہوئے سنا: فرمایا اے مدینہ والو تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بالوں کے اس طرح گچھے بنانے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل بھی اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح بال بنانے شروع کئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت معاویہؓ سے منقول ہے۔

۳۰۲: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ

۳۰۲: باب بال گوندنے والی، گندوانے والی اور بالوں کو جوڑنے اور جڑوانے والیوں کے بارے میں

۶۸۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ مُبْتَغِيَاتٍ لِلْحُسْنِ مُغَيِّرَاتٍ خَلْقَ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۸۴: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوندنے والی، گندوانے والی اور (پلکوں کے) بالوں کو اکھیڑ کر زینت و حسن حاصل کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلتی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۸۵: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَقَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَعْقِلِ ابْنِ يَسَارٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ۔

۶۸۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بالوں کو جوڑنے والی، جڑوانے والی، گوندنے والی اور گندوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ نافع کہتے ہیں کہ گودنا[1] مسوڑھوں میں ہوتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت عائشہؓ، معقل بن یسارؓ، اسماء بنت ابوبکر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۶۸۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ قَوْلَ نَافِعٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۸۶: ہم سے روایت کی محمد بن بشار نے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے وہ عبیداللہ بن عمر سے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں نافع کا قول نہیں ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

[1] جسم کے کسی بھی حصہ پر گوندنا، گندوانا حرام ہے۔ جیسے بعض عورتیں رخساروں پر گوندوا کر تل بنواتی ہیں یا کلائیوں پر۔ اس زمانے میں شاید گوندنا مسوڑھوں پر ہوتا ہوگا اس لیے اس کا ذکر کیا ہے۔ (واللہ اعلم مترجم)

تشریح: "لعن الواشمات" واشمات جسم گودنیوالی۔ مستوشمات جسم گودنے والی۔ یعنی جسم میں سوئی کے ذریعے معمولی سی کھال ادھیڑ کر اس میں نیل، رنگ یا سرمہ بھرا جاتا ہے اس کو جسم گودوانا کہتے ہیں۔

جسم گودنا یا گودوانا حرام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کی خبر دی ہے۔

والمتنمصات: یعنی چہرے سے بال نچوانے والی عورتیں۔ یعنی خوامخواہ حسین نظر آنے کے لئے چہرے سے بال نوچنا یہ جائز نہیں ہے ہاں اگر چہرے پر بہت زیادہ بال ہوں مثلاً عورتوں کے داڑھی مونچھ نکل آئے تو اس صورت میں بال نچوانے کی اجازت ہے۔

الواصلة والمستو صلة: "الواصلة" بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملانے والی۔ "المستوصلة" بال ملوانے والی۔

یہاں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ آیا اپنے قدرتی بالوں کے ساتھ دوسرے بال بلانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ پر تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے۔

احناف کے نزدیک انسانی بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ ملانا جائز نہیں۔ ہاں مصنوعی بال وغیرہ ملانے کی اجازت ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

"ووصل الشعر بشعر الأدمی حرام سواء کان یعرها او شعر غیرها کما فی الاختیار شرح المختار، ولا بأس للمرأة ان تجعل فی قرونها وذوائبها شیئا من الوبر کذافی فتاوی قاضیخان وبه ظهران اتخاذ القرامل النساء جائز جائز وهو القول الاعدل ان شاء الله تعالی" (عالمگیری: ۳۵۸/۵)

لہٰذا مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ بالوں کے ساتھ انسانی بال ملانے کی ممانعت ہے البتہ مصنوعی بال لگانے کی گنجائش ہے۔

۳۰۳ بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ

۳۰۳: باب مردوں کے مشابہ بننے والی عورتوں کے بارے میں

۶۸۷: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُوْدَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ نَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ مِنَ الرِّجَالِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۶۸۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والوں مردوں پر لعنت کی ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۸۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ انَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ وَاَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۸: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی وضع قطع اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی وضع قطع اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے

الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ۔

۔اور اس باب میں حضرت عائشہؓ سے بھی روایت منقول ہے۔

۳۰۴: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ خُرُوْجِ الْمَرْأَةِ مُتَعَطِّرَةً

۳۰۴: باب اس بارے میں کہ عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا منع ہے

۶۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ الْحَنَفِيِّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِيْ زَانِيَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۸۹۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ زنا کرتی ہے اور وہ عورت جو خوشبو لگا کر کسی (مردوں کی) مجلس کے پاس سے گزرے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۵: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ طِيْبِ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

۳۰۵: باب مردوں اور عورتوں کی خوشبو کے بارے میں

۶۹۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا أَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيْحُهُ۔

۶۹۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو زیادہ اور رنگت ہلکی ہو۔اور عورتوں کے لیے وہ خوشبو ہے جس کی رنگت تیز اور خوشبو کم ہو۔

۶۹۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ عَنِ الطُّفَاوِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ إِلَّا أَنَّ الطُّفَاوِيَّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا فِيْ الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ وَحَدِيْثُ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ۔

۶۹۱: ہم سے روایت کی علی بن حجر نے انہوں نے اسمٰعیل سے انہوں نے جریری سے وہ ابونضرہ سے وہ طفاوی سے وہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔یہ حدیث حسن ہے۔البتہ طفاوی کو ہم اس حدیث کے علاوہ کہیں نہیں جانتے۔ہمیں اس کا نام معلوم نہیں۔اسمٰعیل بن ابراہیم کی حدیث زیادہ مکمل اور طویل ہے۔اس باب میں عمران بن حصینؓ سے بھی روایت ہے۔

۶۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ نَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَيْرَ طِيْبِ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَخَيْرَ طِيْبِ النِّسَآءِ

۶۹۲: حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کے لیے بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ پوشیدہ اور خوشبو تیز ہو اور عورتوں کے لیے بہترین خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ہلکی اور رنگ ظاہر ہو۔نیز آپ ﷺ نے ریشم کی سرخ چادر سے منع

مَاظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ وَنَهَى عَنِ الْمِيثَرَةِ الْأُرْجُوَانِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فرمایا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۳۰۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطِّيبِ

۳۰۶: باب اس بارے میں کہ خوشبو سے انکار کرنا مکروہ ہے

۶۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ أَنَسٌ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَقَالَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۶۹۳: حضرت ثمامہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ کبھی خوشبو سے انکار نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی خوشبو (کا عطیہ) واپس نہیں کرتے تھے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۹۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ وَهُوَ ابْنُ جُنْدُبٍ وَهُوَ مَدِينِيٌّ۔

۶۹۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں سے انکار نہیں کیا جاتا تکیہ، خوشبو اور دودھ۔ یہ حدیث غریب ہے اور عبداللہ بن مسلم جندب کے بیٹے اور مدنی ہیں۔

۶۹۵: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيفَةَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ حَنَّانٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْرِفُ لِحَنَّانٍ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَلٍّ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرَهُ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ۔

۶۹۵: حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی کو خوشبو دی جائے تو انکار نہ کرے کیونکہ یہ جنت سے (نکلی) ہے۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔ ہم حنان کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں جانتے۔ ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور نہ ہی کچھ سنا۔

۳۰۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مُبَاشَرَةِ الرِّجَالِ الرِّجَالَ وَالْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ

۳۰۷: باب مباشرت ممنوعہ کے متعلق

۶۹۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ حَتَّى تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۶۹۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت کسی عورت سے ملاقات کو اپنے شوہر سے اس طرح بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۹۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ

۶۹۷: حضرت عبدالرحمٰن بن ابو سعید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی شرمگاہ کو اور کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا تُفْضِي الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

اور ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ اور ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ (برہنہ ہو کر) ایک کپڑے میں اکٹھے نہ ہوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۰۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ

۳۰۸: باب ستر کی حفاظت کے متعلق

۶۹۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ وَيَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ وَقَالَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِيْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا يَرَاهَا اَحَدٌ فَلَا تُرِيَنَّهَا قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۶۹۸: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ ہم کس سے ستر کو چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے چھپاؤ۔ میں نے عرض کیا: اگر لوگ آپس میں مباشرت میں باہم شریک ہوں تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ہو سکے کہ تمہاری شرمگاہ کو کوئی نہ دیکھے تو ضرور ایسا ہی کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: اگر کوئی اکیلا ہو تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے زیادہ اس کا حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۰۹: بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

۳۰۹: باب اس بارے میں کہ ران ستر میں داخل ہے

۶۹۹: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جَرْهَدٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ جَدِّهٖ جَرْهَدٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِجَرْهَدٍ فِي الْمَسْجِدِ وَقَدِ انْكَشَفَ فَخِذُهٗ فَقَالَ اِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ مَا اَرٰى اِسْنَادَهٗ بِمُتَّصِلٍ۔

۶۹۹: حضرت جرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ان کے پاس سے گزرے تو ان کی ران ننگی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ران ستر میں داخل ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی سند متصل نہیں۔

۷۰۰: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جَرْهَدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ كَاشِفٌ عَنْ فَخِذِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطِّ فَخِذَكَ فَاِنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۰۰: حضرت جرہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو اس وقت ان کی ران ننگی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی ران کو ڈھانپ لو بے شک یہ بھی ستر میں داخل ہے یہ حدیث حسن ہے۔

۷۰۱: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى نَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ

۷۰۱: حضرت جرہد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ران ستر میں داخل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرْهَدٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۷۰۲: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِيُّ نَا يَحْيٰى ابْنُ اٰدَمَ نَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَلِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ وَلِابْنِهٖ مُحَمَّدٍ صُحْبَةٌ۔

۷۰۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ران بھی ستر میں داخل ہے۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن عبداللہ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے بیٹے صحابی ہیں۔

تشریح: مرد کے لئے ران ستر میں داخل ہے یا نہیں اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ اور جمہور تابعین سب متفق ہیں کہ ران ستر میں داخل ہے۔

بعض علماء نزدیک ران ستر میں داخل نہیں ہے۔ اس کے قائلین میں ایک مرجوع روایت کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی ذئب، داؤد ظاہری اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ یہ حضرات دلیل یہ دیتے ہیں کہ ایک روایت میں یوں آتا ہے:

''ان رسول ﷺ کان جلسا کا شعاً عن فخذہ او ساقیہ فا ستأذن ابو بکر .... ثم استأذن عثمان فارخی علیہ ثیابہ''(مسلم)

اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ ران ستر میں داخل نہیں۔

جمہور کے دلائل: احادیث باب جمہور کی دلیل ہیں۔ اور مجوزین حضرات کے دلائل کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہ دلیل کامل نہیں ہے کیونکہ روایت کے الفاظ ہیں '' فخذیہ او ساقیہ '' یعنی یہاں تردد پایا جاتا ہے کہ آیا آپ ﷺ کی ران کھلی ہوتی تھی یا پنڈلی، اگر پنڈلی کھلی ہوتی تھی تو اس صورت میں یہ روایت جمہور کے مسلک کے تائید میں ہے۔

۲۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ: '' انہ انکشف فخذہ بغیر اختیار و علمہ و قصدہ و ارادتہ '' یعنی بلا اختیار وقصد وارادہ کے لاعلمی میں آپ ﷺ کی ران مبارک کھل گئی تھی۔

۳۔ جواز کی روایت کو جواز کی ...... دلیل سمجھ بھی لیا جائے تو تب بھی عدم جواز کی احادیث قول ہیں اور جواز کی روایت فعلی ہے۔

خلاصۃ الباب: غیر محرم کو دیکھنا قرآن وحدیث کی رُو سے سخت گناہ ہے اس لئے آنکھیں دِل کی کلید ہیں اور نظر فتنہ کی پیغامبر اور زنا کی قاصد ہے۔ ایک قدیم عرب شاعر نے کہا ہے ۔

کل الحوادث مبدا ما من النظر
ومعظم النار مستصغر الشرر

''تمام حوادث کی ابتدا نظر سے ہوتی ہے اور چھوٹی چنگاری سے زبردست آگ بھڑک اٹھتی ہے۔''

نظـرة فـابتسـامـة فسـلام

فسـلام فـمـوعـد فـلـقـاء

''پہلے نظر پھر مسکراہٹ پھر سلام پھر کلام پھر وعدہ اور پھر ملاقات۔''

پہلی مرتبہ اچانک نظر پڑ جانا معاف ہے لیکن دیکھتے رہنا یا ارادۃً دیکھنا گناہ ہے نظر کو پھیر لینا ایمان کی حلاوت اور شیریں حاصل ہونے کی بشارت بھی دی گئی ہے عورتوں کے پردہ کا بیان قرآن کریم کی سات آیات میں آیا ہے تین سورۂ نور میں اور چار سورۂ احزاب میں ہیں اسی طرح ستر سے زائد احادیث میں قولاً اور عملاً پردہ کے احکام بتلائے گئے ہیں عورتوں اور مردوں میں بے محابا اختلاط اور میل جول تو دنیا کی پوری تاریخ میں آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی زمانے میں درست نہیں سمجھا گیا اور صرف اہل شرائع ہی نہیں دنیا کے تمام شریف خاندان میں ایسے اختلاط (میل جول) کو ناجائز لکھا گیا نیز پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے بھی ترمذی کی روایت میں ان کے گھر نشست (بیٹھنے) کی یہ صورت بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنا رخ دیوار کی طرف پھیرے ہوئے بیٹھی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ حجاب (پردہ) کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی عورتوں مردوں میں بے محابا اختلاط (میل جول) اور بے تکلف ملاقات و گفتگو کا رواج شریف نیک لوگوں میں نہ تھا۔ قرآن کریم میں جس جاہلیت اُولیٰ اور اس میں عورتوں کے سامنے اور ظاہر ہونے کا ذکر ہے وہ بھی عرب کے شریف خاندانوں میں نہیں تھا بلکہ لونڈیوں اور آوارہ عورتوں میں تھا عرب کے شریف خاندان اس معیوب سمجھتے تھے بہرحال عورتوں کا مردوں سے شرعی پردہ کرنا فرض ہے یہ پردہ نسواں کی یہ خاص نوعیت کہ عورتوں کا اصل مقام گھروں کی چاردیواری ہو اور جب کسی شرعی ضرورت سے باہر جانا ہو تو پورے بدن کو چھپا کر نکلیں یہ ہجرت مدینہ کے بعد ۵ھ میں جاری ہوا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر معارف القرآن جلد ۷ (مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

٣١٠: بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّظَافَةِ

٧٠٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا أَبُو عَامِرٍ نَا خَالِدُ ابْنُ إِلْيَاسَ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا أُرَاهُ قَالَ أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ نَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَخَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ ابْنُ إِيَاسٍ۔

٣١٠: باب پاکیزگی کے بارے میں

٧٠٣: حضرت صالح بن ابی حسان، حضرت سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں، وہ صاف ہیں اور صفائی کو پسند کرتے ہیں، وہ کریم ہیں اور کرم کو پسند کرتے ہیں۔ وہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند کرتے ہیں لہٰذا تم لوگ پاک صاف رہا کرو۔ راوی کہتے ہیں میرے خیال میں حضرت سعید نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے صحنوں کو صاف ستھرا رکھو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ صالح بن ابی حسان کہتے ہیں۔ میں نے یہ حدیث مہاجر بن مسمار کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث عامر بن سعد نے بواسطہ اپنے والد، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی مثل بیان کی البتہ یہ فرمایا کہ صحنوں کو صاف رکھا کرو۔ یہ حدیث غریب ہے اور خالد بن الیاس ضعیف ہیں انہیں ابن ایاس بھی کہتے ہیں۔

٣١١: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْجِمَاعِ

٧٠٤: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نِيزَكٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ نَا اَبُوْ مُحَيَّاةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيْ فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِي الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهِ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ مُحَيَّاةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ يَعْلٰى۔

٣١١: باب جماع کے وقت پردہ کرنے کے متعلق

٧٠٤: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برہنہ ہونے سے پرہیز کرو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں جو تم سے قضائے حاجت اور تمہارے اپنی بیویوں سے جماع کرنے کے اوقات کے علاوہ جدا نہیں ہوتے۔ لہٰذا ان سے حیا کرو اور ان کی عزت کرو۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابومحیاہ کا نام یحییٰ بن یعلی ہے۔

٣١٢: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دُخُوْلِ الْحَمَّامِ

٧٠٥: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ نَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ اِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهِمُ الْخَمْرُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ طَاؤُسٍ عَنْ جَابِرٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ لَيْثُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ صَدُوْقٌ وَرُبَّمَا يَهِمُ فِي الشَّيْءِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَيْثٌ لَا يُفْرَحُ بِحَدِيْثِهِ۔

٣١٢: باب حمام میں جانے کے بارے میں

٧٠٥: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ بھیجے اور جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بر... ہو کر حمام میں داخل نہ ہو نیز اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لا والا ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف طاؤس کی روا... سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ل... بن ابی سلیم صدوق (یعنی سچے) ہیں لیکن اکثر وہم میں مبتلا ہو جا... ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ان کی... روایت سے دل خوش نہیں ہوتا۔

٧٠٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ عُذْرَةَ وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَيَازِرِ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ وَاِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْقَائِمِ۔

٧٠٦: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سلم سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو حمام میں جانے سے منع فرمایا لیکن بعد میں مردوں کو تہبند باندھ کر جانے کی اجازت دے دی۔ اس حدیث کو ہم صرف حماد بن سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں اور اسکی سند قوی نہیں۔

ل: یہاں حمام سے مراد وہ حمام ہے جس میں عورتیں برہنہ غسل کرتی ہیں (واللہ اعلم۔ مترجم)

۷۰۷: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ الْهُذَلِيِّ اَنَّ نِسَاءً مِنْ اَهْلِ حِمْصَ اَوْمِنْ اَهْلِ الشَّامِ دَخَلْنَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ اَنْتُنَّ اللَّاتِيْ يَدْخُلْنَ نِسَاءُ كُنَّ الْحَمَّامَاتِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ اِمْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۰۷: حضرت ابوملیح ہذلی فرماتے ہیں کہ حمص یا شام کی کچھ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم وہی عورتیں ہو جو حماموں میں داخل ہوتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے کپڑے خاوند کے گھر کے علاوہ کہیں اور اتارتی ہے وہ اس پردے کو پھاڑ دیتی ہے جو اس (عورت کے) اور اس کے رب کے درمیان ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: ''الحمام'' نہانے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ کو حمام کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں اجتماعی غسل خانے بنائے جاتے تھے۔ جن میں لوگ جمع ہو کر برہنہ ہو کر نہاتے، بعض روایات کے مطابق عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں اس وجہ سے آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ اس طرح غسل خانوں میں نہانا جائز نہیں۔ عورتوں کیلئے یہاں جانے میں ایک تو مردوں سے اختلاط لازم آتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مردوں اور دوسری عورتوں کے سامنے بے ستری لازم آتی ہے۔ اس وجہ سے عورتوں کا مطلب ایسی جگہ پر جانا ناجائز ہے۔

البتہ مردوں کو اجازت دی گئی کہ اگر وہ ستر کے ساتھ ازار وغیرہ باندھ کر ایسی جگہ غسل کریں تو جائز ہے۔

فلا يجلس على مائدة يدار عليهم الخمر: اس دستر خوان پر بیٹھنے کی بھی ممانعت فرمائی جس پر شراب کا دور چلتا ہو۔

معصیت سے بچنے کا بہترین اصول: گناہ گاری میں پڑنے اور معصیت سے بچنے کا ایک بہترین اصول مدِ ذرائع ہے۔ یعنی شریعت نہ صرف یہ کہ گناہ کرنے سے منع کیا بلکہ گناہ کے دواعی اور ان کے اسباب کے قریب جانے سے بھی ممانعت ہے کہ وہاں جانے کی صورت میں خطرہ ہے کہ خود بھی کہیں شراب نہ پینے لگے۔ اس لئے ایسے دستر خوان پر بیٹھنے کی ہی مانعت فرمادی۔

یہی حکم ان تقریبات میں شرکت جائز نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين''۔

اسی قبیل سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''ولا تقربوا الزناء'' (زنا کے قریب بھی مت جاؤ)۔

لہٰذا گناہ سے بچنے کا ایک بہترین طریقہ اور اسلوب یہ ہے کہ گناہ کے اسباب اور دواعی سے بھی دور رہنا چاہیئے۔

''ما من امرأة تضع ثيابها في غير بيت زوجها الا هتكت الستر بينها و بين ربها''۔

تشریح: اس روایت سے عورتوں کے حمام جانے کی ممانعت کی ایک وجہ واضح ہوگی۔ وہ یہ کہ کسی غیر جگہ جا کر عورت کے لئے بے لباس ہونا جائز نہیں خواہ وہ مردوں کی محفل ہو یا عورتوں کی۔ عورت کے لئے صرف اپنے شوہر کے لئے گھر میں ستر کھولنے کی اور بے لباس ہونے کی اجازت ہے یہیں سے ہمارے زمانے کے بیوٹی پارلر وغیرہ کا حکم بھی واضح ہوا کہ وہاں جا کر بننا سنوارنا بے لباس ہونا جائز نہیں۔ اپنے گھر کی چاردیواری سے باہر یہ کام کرنے کی اجازت نہیں۔

خلاصة الباب : اللہ تعالیٰ پاک ہے یعنی ہر عیب ہر شریک ہر نقصان ہر برائی اور ہر اس چیز سے پاک اور منزہ ہے جو شان الوھیت اور شان ربوبیت کے منافی ہو اور مُحِب الطیب بھی صفائی کو پسند کرتے ہیں اس جملہ کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوش کرداری وخوش کلامی محبوب وپسندیدہ ہے ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ (طَیِّب طا کے زبر اور یا مشدد کے زیر کے ساتھ) کو پسند کرتا ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو طیبات یعنی عقائد وخیالات کی اچھائی اقوال وزبان وبیان کی پاکیزگی اور اعمال و اخلاق کی بلندی ونیک خوئی کے اوصاف کا حامل ہو (۲) گھروں کے صحن کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم اصل میں کرم اور جود وعطاء اختیار کرنے کا کنایہ ہے یعنی اس حکم سے اصل مقصد یہ تلقین کرنا ہے کہ اپنے اندر سخاوت ومہمان نوازی کے اوصاف پیدا کرو اور ظاہر ہے کہ جس گھر کا صحن وآنگن صاف ستھرا رہتا ہے اور مکان کے در ودیوار سے صفائی وسلیقہ شعاری جھلکتی ہے اس گھر میں لوگوں کو اور مہمانوں کو آنے کی ترغیب ملتی ہے۔

۳۱۴: بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ

۳۱۴: باب اس بارے میں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر یا کتا ہو

۷۰۸: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ قَالُوْا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا طَلْحَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۰۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا کسی جاندار کی تصویر ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۰۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ نَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ اِسْحَاقَ اَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ طَلْحَةَ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُوْدُهُ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ اَوْ صُوْرَةٌ شَكَّ اِسْحَاقُ لَا يَدْرِيْ اَيَّهُمَا قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۰۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جس گھر میں مجسمہ یا تصویریں (راوی کو شک ہے) ہوں وہاں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۱۰: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ نَا مُجَاهِدٌ نَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ

۷۱۰: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں کل رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہونے سے اس گھر کے دروازے پر موجود مردوں کی تصویروں نے روک دیا۔ جس گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے

عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِيْ كُنْتَ فِيْهِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فِيْ بَابِ الْبَيْتِ تِمْثَالُ الرِّجَالِ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِيْ بِالْبَابِ فَلْيُقْطَعْ فَيَصِيْرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ وَيُجْعَلُ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مُنْتَبَذَتَيْنِ تُوْطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ذٰلِكَ الْكَلْبُ جَرْوًا لِلْحُسَيْنِ أَوْلِلْحَسَنِ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِيْ طَلْحَةَ

اس گھر میں ایک پردہ تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں پھر وہاں ایک کتا بھی تھا۔ پس آپ ﷺ حکم دیجئے کہ اس تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تا کہ وہ درخت کی طرح ہو جائے۔ پردے کے متعلق حکم دیجئے کہ اسے کاٹ کر دو تکیے بنائے جائیں جو پڑے رہیں اور (پیروں میں) روندے جائیں۔ پھر کتے کو نکال دینے کا حکم دیجئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا اور وہ کتا ایک کتے کا بچہ تھا جو حسنؓ یا حسینؓ کا تھا اور آپ ﷺ کے پلنگ کے نیچے تھا۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے نکال دیا گیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت عائشہؓ اور ابوطلحہؓ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: "تصویر کی وضاحت" تصویر باب تفعیل سے ہے بمعنی صورت بنانا۔ تصویر کا اطلاق ہو بنائی جانے والی صورت پر ہوتا ہے۔ خواہ قلم سے بنائی جائے۔ کیمرے سے لی جائے یا بت یا مجسمہ وغیرہ بنایا جائے ان سب پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے۔ خواہ اس کو بنانے کے لئے قدیم ذرائع اختیار کئے جائیں۔ یا جدید آلات کے ذریعہ بنائی جائے تصویر ہر صورت میں تصویر ہی ہے۔ تصویر کی حقیقت جہاں بھی پائی جائے گی وہاں اس کی حرمت کا حکم لاگو ہوگا خواہ اس کی صورتیں کچھ بھی ہوں۔ شریعت کے احکامات کا مدار حقیقت پر ہوتا ہے صورتوں پر نہیں۔ صورتوں کے بدلنے سے حکم نہیں بدلا کرتا۔

جاندار کی تصویر: جمہور ائمہ وفقہاء کے نزدیک جاندار کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے تصویر خواہ مجسم ہو یا غیر مجسم سب میں یہی تفصیل ہے۔

بے جان کی تصویر: ایسی بے جان اشیاء کی تصاویر جن کی پوجا کی جاتی ہے ان کا بنانا بھی حرام ہے۔

البتہ محض خوبصورتی کے لئے بے جان اشیاء کی تصویر بنائی جائے تو اس صورت میں جائز ہے۔

اسی طرح جاندار اشیاء کی تصاویر اگر ان کی شکل وصورت مبہم ہو اور چہرے کے خدوحال ظاہر ہوتے ہوں تو پھر وہ تصویر کے حکم میں نہ ہوگی۔ ان کا رکھنا، لٹکانا اور بیچنا جائز ہوگا۔

جاندار اور مجسموں کی ہیئت پر کھلونوں کا حکم: ایسے کھلونے کو جاندار کی شکل وصورت وہیئت کے مطابق بنائے گئے ہوں ان کا گھروں میں رکھنا اور بچوں کو کھیلنے کے لئے دینا بھی جائز نہیں یہ بھی تصویر کے حکم میں ہیں۔ اس کے علاوہ عام کھلونے دینے کی اجازت ہے۔

خلاصۃ الباب: تصویر اور کتے کے رکھنے کی حرمت اور گناہ ہونا ثابت ہوا۔ فرشتوں سے مراد اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں کیونکہ کراماً کاتبین اور محافظین فرشتے تو کسی حال میں انسان سے جدا نہیں ہوتے احادیث مبارکہ میں تصاویر لٹکانے اور بنوانے اور بنانے پر شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدا تعالیٰ کے ہاں سخت ترین عذاب کا مستوجب مصور ہے۔ یہ دونوں احادیث بخاری ومسلم کی ہیں جس مصور کے بارہ میں عذاب کی وعید بیان کی گئی ہے جاندار کی تصویر بنانے والا مرد ہے حضرت مجاہد نے پھل دار درختوں کی تصویر بنانے کو بھی مکروہ کہا ہے۔

۳۱۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ لِلرَّجُلِ وَالْقَسِّيِّ

۷۱۱: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ السَّلَامَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهٗ كَرِهُوْا لُبْسَ الْمُعَصْفَرِ وَرَأَوْا أَنَّ مَا صُبِغَ بِالْحُمْرَةِ بِالْمَدَرِ أَوْغَيْرِ ذٰلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهٖ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُعَصْفَرًا۔

۳۱۴: باب کسم کے رنگے ہوئے کپڑے کی مردوں کیلئے ممانعت

۷۱۱: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے گزرا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران سے رنگے ہوئے لباس کو ناپسند فرمایا۔ اہل علم کے نزدیک اگر کپڑا مدر وغیرہ سے رنگا گیا ہو تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ وہ کسم نہ ہو۔

۷۱۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمَ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمِيْثَرَةِ وَعَنِ الْجِعَةِ قَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ وَهُوَ شَرَابٌ يُتَّخَذُ بِمِصْرَ مِنَ الشَّعِيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۷۱۲: حضرت علی ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے، ریشمی کپڑا پہننے، ریشمی زین پوش اور جعہ سے منع فرمایا۔ ابو احوص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جعہ مصر کی ایک شراب ہے جو جو سے بنتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْحَلْقَةِ الذَّهَبِ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْقَسِّيِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَأَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ هُوَ أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اِسْمُهٗ سُلَيْمُ بْنُ أَسْوَدَ۔

۷۱۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا: جنازے کے پیچھے چلنے، مریض کی عیادت کرنے، چھینکنے والے کو جواب دینے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم دیا۔ جن چیزوں سے منع فرمایا وہ یہ ہیں۔ سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلہ، چاندی کے برتن حریر، دیباج، استبرق اور قسی (یعنی ریشمی) کپڑے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اشعث بن سلیم سے مراد، اشعث بن ابی شعثاء ہے۔ ابو شعثاء کا نام سلیم بن اسود ہے۔

۳۱۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لُبْسِ الْبَيَاضِ

۷۱۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۳۱۵: باب سفید کپڑے پہننے کے بارے میں

۷۱۴: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ یہ پاکیزہ اور عمدہ ترین ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔

۳۱۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ

۳۱۶: باب مردوں کیلئے سرخ کپڑے پہننے کی اجازت کے بارے میں

۷۱۵: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْاَشْعَثِ وَهُوَ ابْنُ سَوَّارٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَشْعَثَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةً حَمْرَاءَ۔

۷۱۵: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا تو کبھی آپ ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاندی کی طرف۔ آپ ﷺ نے سرخ رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اشعث کی روایت سے جانتے ہیں۔ شعبہ اور ثوری اسے ابواسحٰق سے اور وہ براء بن عازبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ (یعنی اس پر سرخ لکیریں تھیں نہ کہ پورا سرخ تھا)۔

تشریح: یہاں مردوں کے لئے جو سرخ کپڑا پہننے کی اجازت آئی ہے اس سے خالص سرخ رنگ مراد نہیں ہے بلکہ سرخ دھاریوں والا لباس ہے۔

۳۱۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْاَخْضَرِ

۳۱۷: باب سبز کپڑا پہننے کے بارے میں

۷۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِيَادِ بْنِ لَقِيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اِيَادٍ وَاَبُوْ رِمْثَةَ التَّيْمِيُّ اِسْمُهُ حَبِيْبُ بْنُ حَيَّانَ وَيُقَالُ اِسْمُهُ رِفَاعَةُ بْنُ يَثْرِبِيٍّ۔

۷۱۷: حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز کپڑوں میں دیکھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبیداللہ بن ایاد کی روایت سے جانتے ہیں۔ ابورمثہ تیمی کا نام حبیب بن حیان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا نام رفاعہ بن یثربی ہے۔

۳۱۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْاَسْوَدِ

۳۱۸: باب سیاہ لباس کے متعلق

۷۱۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ

۷۱۸: حضرت عائشہ رضی اللہ متعلق سے روایت ہے کہ ایک صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ

صَفِيَّةَ ابْنَةِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

وسلم کے جسم پر ایک سیاہ بالوں والی چادر تھی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث سے سیاہ لباس پہننے کا جواز معلوم ہوا مبذل میں ہے: ''وفی الحدیث جواز لبس السواد وھو متفق علیہ''

لہٰذا معلوم ہوا کہ سیاہ باس پہننا جائز ہے البتہ ہمارے دیار میں محرم کے مہینے میں سیاہ لباس رافضیوں کا مذہبی شعار ہے لہٰذا محرم کے مہینے میں سیاہ لباس سے اجتناب لازم ہے تاکہ ان سے مشابہت نہ ہو۔

۳۱۹: بَابُ مَاجَاءَ فِي الثَّوْبِ الْاَصْفَرِ

۳۱۹: باب زرد رنگ کے کپڑے پہننے کے متعلق

۷۱۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمِ الصَّفَّارُ اَبُوْعُثْمَانَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَسَّانَ اَنَّهُ حَدَّثَتْهُ جَدَّتَاهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ وَدُحَيْبَةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ حَدَّثَتَاهُ عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وَكَانَتَا رَبِيْبَتَيْهَا وَقَيْلَةُ جَدَّةُ اَبِيْهِمَا اُمُّ اُمِّهٖ اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتِ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ حَتّٰى جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ اِرْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْهِ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْمَالُ مُلَيَّتَيْنِ كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتَا وَمَعَهٗ عُسَيْبُ نَخْلَةٍ حَدِيْثُ قَيْلَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَّانَ۔

۷۱۹: حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر طویل حدیث بیان کرتی ہیں یہاں تک کہ فرماتی ہیں: ایک شخص سورج بلند ہونے کے بعد آیا اور عرض کیا: السلام علیک یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر اس وقت دو پرانے بغیر سلے ہوئے کپڑے تھے جو زعفران سے رنگے ہوئے تھے اور ان کا رنگ ہلکا پڑ گیا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کھجور کی شاخ بھی تھی۔ قیلہ کی حدیث کو ہم صرف عبداللہ بن حسان کی روایت سے جانتے ہیں۔

۳۲۰: بَابُ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ وَالْخَلُوْقِ لِلرِّجَالِ

۳۲۰: باب اس بارے میں کہ مردوں کو زعفران اور خلوق منع ہے

۷۲۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح وَثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ

۷۲۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زعفران (بطور خوشبو) لگانے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اسے اسماعیل بن علیہ سے وہ عبدالعزیز بن صہیب سے اور وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) زعفران لگانے سے منع فرمایا۔

النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ التَّزَعْفُرِ۔

۷۲۱: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا اٰدَمُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ وَمَعْنٰى كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ اَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ يَعْنِيْ اَنْ يَّتَطَيَّبَ بِهٖ۔

۷۲۱: ہم یہ حدیث عبداللہ بن عبدالرحمٰن، آدم کے حوالے سے اور وہ شعبہ سے نقل کرتے ہیں شعبہ کہتے ہیں کہ تزعفر سے مراد زعفران کو خوشبو کے طور پر استعمال کرنا ہے۔

۷۲۲: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَفْصِ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا قَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ لَا تَعُدْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدِ اخْتَلَفَ بَعْضُهُمْ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ مَنْ سَمِعَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَدِيْمًا فَسِمَاعُهٗ صَحِيْحٌ وَسِمَاعُ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ صَحِيْحٌ اِلَّا حَدِيْثَيْنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ قَالَ شُعْبَةُ سَمِعْتُهُمَا مِنْهُ بِاٰخِرَةٍ يُقَالُ اِنَّ عَطَاءَ بْنَ السَّائِبِ كَانَ فِيْ اٰخِرِ اَمْرِهٖ قَدْ سَاءَ حِفْظُهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَاَنَسٍ۔

۷۲۲: حضرت یعلی بن مرۃؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو خلوق[1] لگائے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اسے دھوؤ پھر دوبارہ دھوؤ اور آئندہ کے لیے نہ لگانا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض محدثین نے اس کی سند میں اختلاف کیا ہے جو عطاء بن سائب سے مروی ہے۔ یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ جس نے عطاء بن سائب سے شروع عمر میں احادیث سنیں وہ صحیح ہیں۔ شعبہ اور سفیان کا بھی ان سے سماع صحیح ہے۔ البتہ دو حدیثیں جو عطاء زاذان سے روایت کرتے ہیں صحیح نہیں۔ کیونکہ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیثیں ان کی عمر کے آخری ایام میں سنی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ آخر عمر میں ان کا حافظہ ٹھیک نہیں رہا تھا۔ اس باب میں حضرت عمارؓ، ابوموسیٰؓ اور انسؓ سے بھی روایت ہے۔

۳۲۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ ج

۳۲۱: باب حریر اور دیباج پہننے کی ممانعت کے متعلق

۷۲۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ ثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ ثَنِيْ مَوْلٰى اَسْمَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَحُذَيْفَةَ وَاَنَسٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ كِتَابِ اللِّبَاسِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ وَمَوْلٰى اَسْمَاءَ ابْنَةِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَيُكْنٰى اَبَا عُمَرَ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ۔

۷۲۳: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشمی کپڑا پہنا۔ وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ اور کئی حضرات سے روایت ہے جن کا ذکر ہم نے کتاب اللباس میں کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوعمر ہے۔ ان سے عطاء بن ابی رباح اور عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں۔

۱: خلوق ایک خوشبو ہے اسی طرح زعفران بھی ایک خوشبو ہے۔ خلوق اور زعفران یہ عورتوں کیلئے مخصوص ہیں۔ مردوں کیلئے انہیں استعمال کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ (مترجم)

تشریح: ''ریشمی لباس سے متعلق مسائل''۔

۱۔ مردوں کے لئےخالص ریشم پہننا بلا اتفاق حرام ہے۔ البتہ خارش وغیرہ میں ریشم پہننے سے افاقہ کا یقین ہوتو اس صورت میں مردوں کے لئے ریشم پہننے کی اجازت ہے۔

۲۔ میدان جنگ میں امام احمد، شافعی اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک خالص ریشم پہننے کی اجازت ہے۔ جبکہ امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حالت میں بھی بالکل خالص ریشم پہننے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ ملاوٹ والے ریشم کے جواز کے قائل ہیں۔

۳۔ ایسا کپڑا جس کا تانا (طول میں دھاگہ) ریشم کا ہو اور بانا (عرض میں دھاگا) سوتی ہو تو ایسا کپڑا پہننا بھی حرام ہے۔

۴۔ اگر تانا سوتی ہو اور بانا ریشم کا ہو تو ایسے کپڑے کا پہننا جائز ہے۔

۵۔ لباس کے علاوہ مردوں کے لئے ریشم کا استعمال جیسے تکیہ، بچھونا وغیرکہ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی گنجائش ہے جبکہ اکثر مالکیہ، شوافع اور صاحبین کے نزدیک گنجائش نہیں۔

۳۲۲ بَابٌ

۷۲۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ اَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِّنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ لَكَ هٰذَا قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اِسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ

۳۲۲: باب

۷۲۴: حضرت مسور بن مخرمہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائیں تقسیم فرمائیں اور مخرمہ کو کچھ نہیں دیا۔ مخرمہ نے مجھے کہا کہ بیٹے چلو رسول اللہ ﷺ کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا۔ وہاں پہنچے تو مجھے کہا کہ اندر جاؤ اور نبی اکرم ﷺ کو بلاؤ۔ آپ ﷺ نکلے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر ان میں سے ایک قبا تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اے مخرمہ!) میں نے یہ تمہارے لیے بچا کر رکھی ہوئی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آنحضرت ﷺ نے مخرمہ کی طرف دیکھا اور فرمایا مخرمہ راضی ہو گئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہے۔

تشریح: ''رضی مخرمہ'' اس کے مفہوم میں چند احتمالات ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ مخرمہ خوش ہو گیا۔

۲۔ آپ ﷺ نے سوالیہ انداز میں پوچھا کہ مخرمہ خوش ہو گیا؟

۳۔ جبہ لے کر مخرمہ نے کہا کہ مخرمہ خوش ہو گیا۔

۳۲۳: بَابُ مَاجَاءَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ

۳۲۳: باب اس بارے میں کہ بندے پر نعمتوں کا اثر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

۷۲۵: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ الزَّعْفَرَانِيُّ نَا عَفَّانُ بْنُ

۷۲۵: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا

مُسْلِمٍ نَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُرٰى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اظہار پسند کرتا ہے۔ اس باب میں ابواحوص بواسطہ والد، عمران بن حصین اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہم) سے بھی روایات منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۲۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُفِّ الْأَسْوَدِ

۳۲۴: باب سیاہ موزوں کے متعلق

۷۲۶: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيعٌ عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدٰى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ دَلْهَمٍ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ دَلْهَمٍ۔

۷۲۶: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجاشی نے موزوں کا ایک سیاہ جوڑا بھیجا جو غیر منقوش تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا اور وضو کرتے ہوئے ان پر مسح کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف دُلہم کی روایت سے جانتے ہیں۔ محمد بن۔ ربیعہ بھی اسے دُلہم سے روایت کرتے ہیں۔

خلاصۃ الباب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے رنگ کے کپڑے استعمال فرمائے ہیں لیکن سفید رنگ کا لباس پہننے کا حکم فرمایا ہے اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ یہ پاکیزہ اور عمدہ ترین ہیں نیز ریشم و دیباج اور سونے چاندی کی انگوٹھی اور ان کے برتن استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے اور پہننے والوں کو شدید وعید بھی سنائی ہے اور سرخ رنگ کا لباس استعمال کرنا مردوں کے لئے حرام قرار دیا ہے اس کا ذکر ترمذی ہی کی حدیث شریف کہ ایک آدمی سرخ رنگ کا جوڑا زیب تن کئے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

۳۲۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ

۳۲۵: باب سفید بال نکالنے کی ممانعت

۷۲۷: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ نَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ وَقَالَ إِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْحَارِثِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ۔

۷۲۷: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال نکالنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ مسلمان کا نور ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اسے عبدالرحمٰن بن حارث اور کئی راوی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: احادیث میں سفید بالوں کو مسلمان کا نور قرار دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا اور یہ ممانعت تنزیہی ہے۔ اللہ رب العزت کو مومن کا بڑھاپا پسند ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے: ''من شاب شيبة في الاسلام كانت له نورا يوم القيامة'' کہ جو حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا تو یہ بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگا۔

یہ حکم عام ہے خواہ بال سفید سر میں آئے ہو یا داڑھی میں۔

۳۲۶: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ

۳۲۶: باب اس بارے میں کہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے

۷۲۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ جَدَّتِهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اُمِّ سَلَمَةَ۔

۷۲۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ اس باب میں حضرت ابن مسعودؓ، ابو ہریرہؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث ام سلمہؓ کی روایت سے۔ غریب ہے۔

۷۲۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى نَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّحْوِىِّ وَشَيْبَانُ هُوَ صَاحِبُ كِتَابٍ وَهُوَ صَحِيْحُ الْحَدِيْثِ وَيُكْنٰى اَبَا مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ اِنِّىْ لَاُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ فَمَا اُخْرِمُ مِنْهُ حَرْفًا۔

۷۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے اسے امانتداری کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اس حدیث کو کئی راوی شیبان بن عبدالرحمن نحوی سے نقل کرتے ہیں۔ شیبان صاحب کتاب اور صحیح الحدیث ہیں۔ ان کی کنیت ابومعاویہ ہے۔ پھر عبدالجبار بن علاء عطار نے یہ حدیث سفیان بن عیینہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ سفیان، عبدالملک کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں جو حدیث بیان کرتا ہوں اسے حرف بہ حرف بیان کرتا ہوں۔

خلاصۃ الباب: اسلام میں مشورہ کی بہت اہمیت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا اور اس میں مشورہ لے کر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو بہترین امور کی طرف ہدایت فرماوے گا یعنی اس کا رخ اسی طرف پھیرے گا جو اس کے لئے انجام کار خیر اور بہتر ہو ایک دوسری طویل حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ تمہارے کام باہمی مشورہ سے طے ہوا کریں اس وقت تک تمہارے زمین کے اوپر رہنا یعنی زندہ رہنا بہتر ہے اور تمہارے کام عورتوں کے سپرد ہو جاویں کہ وہ جس طرح چاہیں کریں اس وقت تمہارے لئے زمیں پیٹھ کی بجائے زمیں کا پیٹ بہتر ہوگا یعنی زندگی سے موت بہتر ہے حدیث باب میں مشتعار کو بھی جس سے مشورہ لیا جائے اس کو امین فرمایا ہے مطلب یہ کہ وہ بہترین مشورہ دے اور اگر راز دارانہ بات ہو تو لوگوں تک نہ پہنچائے بلکہ راز کو راز ہی رہنے دے ورنہ خیانت ہو جائے گی۔

۳۲۷: بَابُ مَاجَاءَ فِى الشُّؤْمِ

۳۲۷: باب نحوست کے بارے میں

۷۳۰: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَىْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشُّؤْمُ فِىْ ثَلَاثَةٍ فِى الْمَرْاَةِ

۷۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نحوست تین چیزوں میں ہے: عورت گھر اور جانور میں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض زہری کے

وَالْمَسْكَنِ وَالدَّابَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَبَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ لَا يَذْكُرُوْنَ فِيْهِ عَنْ حَمْزَةَ وَإِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهٰكَذَا رَوٰى لَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

ساتھی اس حدیث کی سند میں حمزہ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہ سالم کے واسطہ سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ دونوں کی روایت ہم سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بواسطہ سفیان بن عیینہ زہری سے بیان کی ہے۔

۷۳۱: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ وَرِوَايَةُ سَعِيْدٍ أَصَحُّ لِأَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِيْنِيِّ وَالْحُمَيْدِيَّ رَوَيَا عَنْ سُفْيَانَ وَلَمْ يَرْوِ لَنَا الزُّهْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ إِلَّا عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَسْكَنِ۔

۷۳۱: سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی، سفیان سے وہ زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ تذکرہ نہیں کہ سعید بن عبدالرحمٰن حمزہ سے روایت کرتے ہیں اور سعید کی روایت زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ علی بن مدینی اور حمیدی دونوں سفیان سے روایت کرتے ہیں جبکہ زہری نے یہ حدیث صرف سالم سے روایت کی ہے۔ پھر مالک بن انس بھی یہ حدیث زہری سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زہری، سالم اور حمزہ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت سہل بن سعدؓ، عائشہؓ اور انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو عورت گھر اور جانور میں ہوتی۔

۷۳۲: وَقَدْ رُوِيَ حَكِيْمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شُؤْمَ وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ عليه السلام بِهٰذَا۔

۷۳۲: حکیم بن معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست کسی چیز میں نہیں ہوتی ہاں کبھی عورت اور گھوڑے میں برکت ضرور ہوتی ہے۔ یہ حدیث علی بن حجر، اسماعیل بن عیاش سے وہ سلیمان سے وہ یحییٰ بن جابر سے وہ معاویہ سے وہ اپنے چچا حکیم بن معاویہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ''فی المراۃ و المسکن والدابۃ'' یعنی مطلب یہ ہے کہ بالغرض اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی۔ چونکہ ان تین اشیاء کیساتھ قیام طویل ہوتا ہے اگر ان میں کسی قسم کا تکلیف دہ امر پایا جائے تو تکلیف بھی طویل ہو جاتی ہے۔ اس بناء پر فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی۔

ان تین چیزوں میں نحوست کی مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ عورت نحوست کا مطلب عورت کا بانجھ ہونا، بدچلن ہونا، بدزبان ہونا۔

۲۔ گھر میں نحوست کا مطلب گھر کا تنگ وتاریک ہونا، مسجد سے اس قدر دور ہونا کہ اذان کی آواز بھی نہ آئے۔ یا جس گھر کا پڑوسی برا ہو۔

۳۔ سواری میں نحوست کا مطلب ڈیل ہو، سرکش ہو، میدان جہاد میں کام نہ آئے۔

خلاصۃ الباب: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ ان چیزوں میں برکت ہوتی ہے اگر نحوست کوئی چیز ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی۔

۳۲۸ بَابُ مَا جَاءَ لَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

۳۲۸: باب اس بارے میں کہ تیسرے آدمی کی موجودگی میں دو آدمی سرگوشی نہ کریں

۷۳۳: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَثَنَا اِبْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا وَ قَالَ سُفْيَانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ لَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ وَاللّٰهُ يَكْرَهُ اَذَى الْمُؤْمِنِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ۔

۷۳۳: حضرت شقیق بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ سفیان نے اپنی روایت میں کہا کہ تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس سے وہ (تیسرا آدمی) غمگین ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس سے مؤمن کو تکلیف ہوتی ہے اور مؤمن کو تکلیف دینا اللہ کو پسند نہیں۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۳۲۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِدَةِ

۳۲۹: باب وعدے کے متعلق

۷۳۴: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهٗ وَاَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلُوْصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَاَتَانَا مَوْتُهٗ فَلَمْ يُعْطُوْنَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاَمَرَ لَنَا بِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِاِسْنَادٍ لَهٗ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ نَحْوَ هٰذَا وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ

۷۳۴: حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھاپا آ گیا ہے۔ حسن بن علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے تیرہ جوان اونٹنیاں لانے کا حکم دیا تھا۔ ہم انہیں لینے کے لیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔ پھر جب حضرت ابو بکرؓ نے خلافت سنبھالی تو فرمایا اگر کسی کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی وعدہ ہو تو وہ آئے۔ ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں کھڑا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدے کے متعلق بتایا تو انہوں نے ہمیں اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ مروان بن معاویہ اسے اپنی سند سے ابو جحیفہؓ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ کئی راوی ابو جحیفہؓ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے

قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهٗ وَلَمْ يَزِيْدُوْا عَلٰى هٰذَا۔

ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور حسن بن علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۔ اس سے زائد مذکور نہیں۔

۷۳۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ نَا اَبُوْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهٗ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ خَالِدٍ نَحْوَ هٰذَا وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاَبُوْ جُحَيْفَةَ وَهْبٌ السُّوَائِيُّ۔

۷۳۵: محمد بن بشار بھی محمد بن یحییٰ سے وہ اسمٰعیل بن ابی خالد سے اور وہ ابوجحیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضرت حسن بن علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ کئی راوی اسمٰعیل سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت جابرؓ سے بھی روایت ہے۔ ابوجحیفہ کا نام وہب سوائیؓ ہے۔

تشریح: ''وكان الحسن بن علي يشبهه'' ایک روایت میں ہے کہ سر سے سینہ تک حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اور بقیہ نیچے کے جسم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مشابہت زیادہ تھی۔

خلاصۃ الباب: حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ وعدہ کو پورے کرنے والے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں سے وعدے کئے تھے وہ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پورے وفا کئے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائیداد تقسیم ہوتی اور وراثت میں چلتی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ضرور تقسیم فرما دیتے۔

۳۳۰: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ

۳۳۰: باب ''فداک ابی وامی'' کہنا

۷۳۶: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ۔

۷۳۶: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاوہ کسی کے لیے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

۷۳۷: اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ وَيَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيٌّ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَقَالَ لَهٗ اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ وَفِي الْبَابِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَجَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ۔

۷۳۷: حضرت سعید بن مسیب حضرت علیؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کے علاوہ کسی کو اس طرح نہیں کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ چنانچہ جنگ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تیر چلاؤ: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ پھر یہ بھی فرمایا اے بہادر جوان تیر چلاؤ۔ اس باب میں حضرت زبیرؓ اور جابرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ کئی راوی اسے یحییٰ بن سعید بن مسیب سے اور سعد بن ابی وقاص سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے موقع پر مجھ سے فرمایا: میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

۷۳۸: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحٌ

۷۳۸: حضرت سعید مسیبؒ سے روایت ہے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ احد کے دن میرے لیے اپنے والدین کریمین کو جمع فرمایا (یعنی فداک امی وابی فرمایا) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مذکورہ بالا دونوں حدیثیں بھی صحیح ہیں۔

تشریح: غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ نے اس وقت یہ کلمات ادا فرمائے جب گھاٹی کو خالی پا کر مشرکین کے دستہ نے دھاوا بول دیا، اور خوب بھگدڑ مچادی اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے خوب تیراندازی کی۔ اس پر آپ ﷺ نے خوش ہو کر یہ کلمات ادا فرمائے۔

اشکال: یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو یہ فرمار ہے ہیں کہ یہ الفاظ حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کے لئے ادا نہیں فرمائے جبکہ مسلم کی ایک روایت، میں ہے کہ آپ غزوہ خندق میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی یہ الفاظ ادا فرمائے ہیں۔

جواب: ا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے مطابق یہ فرمایا، ان کے سامنے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہیں تھا۔

۲۔ اختصاص غزوہ احد کے اعتبار سے ہے کہ یہ خصوصیت غزوہ احد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل رہی۔

۳۳۱: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ يَابُنَيَّ

۳۳۱: باب کسی کو بیٹا کہہ کر پکارنا

۷۳۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ نَا اَبُوْ عُثْمَانَ شَيْخٌ لَهُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَابُنَيَّ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَنَسٍ وَاَبُوْ عُثْمَانَ هٰذَا شَيْخٌ ثِقَةٌ وَهُوَ الْجَعْدُ بْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ ابْنُ دِيْنَارٍ وَهُوَ بَصْرِيٌّ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ

۷۳۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیٹا (یعنی اے بیٹے) کہہ کر پکارا۔ اس باب میں حضرت مغیرہؓ اور عمر بن ابی سلمہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے اور دوسری سند سے بھی حضرت انسؓ ہی سے منقول ہے۔ ابوعثمان شیخ کا نام جعد بن عثمان ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ انہیں ابن دینار بھی کہتے ہیں یہ بصری ہیں ان سے یونس بن عبید، شعبہ اور کئی ائمہ حدیث احادیث نقل کرتے ہیں۔

۳۳۲: بَابُ مَاجَاءَ فِيْ تَعْجِيْلِ اسْمِ الْمَوْلُوْدِ

۳۳۲: باب بچے کا نام جلدی رکھنے کے متعلق

۷۴۰: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ثَنِيْ عَمِّيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ نَا شَرِيْكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۷۴۰: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود کا نام پیدائش کے ساتویں دن رکھنے، تکلیف دہ چیزیں دور کرنے (یعنی بال مونڈنے) اور عقیقہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ

وَسَلَّمَ اَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ يَوْمَ سَابِعِهٖ وَوَضْعِ الْاَذٰى عَنْهُ وَالْعِقِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حدیث حسن غریب ہے۔

۳۳۳: بَابُ مَاجَاءَ مَايُسْتَحَبُّ مِنَ الْاَسْمَاءِ

۳۳۳: باب مستحب ناموں کے متعلق

۷۴۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْعَمْرٍو الْوَرَّاقُ الْبَصْرِيُّ نَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ الزَّنْجِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۷۴۱: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: ناموں کے بھی اثرات ہوتے ہیں اس وجہ سے بچوں کے وہ نام رکھنے چاہئیں جن کے معنی اچھے ہوں یا جو انبیاء وصحابہ کے نام ہوں۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح عبداللہ اور عبدالرحمٰن افضل ہیں۔ یہی فضیلت ان کے مشابہ ناموں کو بھی حاصل ہے۔ مثلاً عبدالصمد وغیرہ۔

جبکہ دیگر علماء فرماتے ہیں کہ خاص طور پر یہی دو نام زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن میں بھی لفظاً عبد کو ان ہی دو ناموں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ”وعبادالرحمن“

اسی طرح ارشاد ہے:

”وانه لما قام عبد الله يدعوه“ (جن:۱۹)

۳۳۴: بَابُ مَاجَاءَ مَايُكْرَهُ مِنَ الْاَسْمَاءِ

۳۳۴: باب مکروہ ناموں کے متعلق

۷۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْاَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْهَيَنَّ اَنْ يُسَمّٰى رَافِعٌ وَبَرَكَةٌ وَيَسَارٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ هٰكَذَا رَوَاهُ اَبُوْاَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ وَاَبُوْاَحْمَدَ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَالْمَشْهُوْرُ عِنْدَ النَّاسِ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْهِ عُمَرُ۔

۷۴۲: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم لوگوں کو ”رافع، برکت اور یسار“ جیسے نام رکھنے سے منع کرتا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ابو احمد بھی سفیان سے وہ ابو زبیر سے وہ جابر سے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ ابو احمد ثقہ اور حافظ ہیں لوگوں کے نزدیک یہ حدیث حضرت جابرؓ سے مرفوعاً مشہور ہے اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واسطہ مذکور نہیں۔

۷۴۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ ابْنِ عُمَيْلَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۷۴۳: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچے کا نام ”رباح، یسار، افلح اور نجیح“ نہ رکھو کیونکہ لوگ پوچھیں گے فلاں ہے تو جواب دیا جائے گا

قَالَ لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا أَفْلَحَ وَلَا يَسَارًا وَلَا نَجِيحًا يُقَالُ أَثَمَّ هُوَ فَيُقَالُ لَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

نہیں ہے۔ (یعنی اسی طرح فلاح و برکت وغیرہ کی نفی ہو گی)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْمَكِّيُّ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمّٰى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ قَالَ سُفْيَانُ شَاهَانْ شَاهْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَأَخْنَعُ يَعْنِي أَقْبَحُ۔

۷۴۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے نام والا وہ شخص ہوگا جس کا نام ''ملک الاملاک'' ہوگا۔ سفیان کہتے ہیں یعنی شہنشاہ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اخنع کے معنی سب سے زیادہ برے کے ہیں۔

تشریح: امام نووی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کے نام رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شرح مسلم)

یہی حکم دیگر اسماء کا بھی ہوگا کہ جن کی نفی سے خیر و بھلائی نفی ہوتی ہے۔

ملك الاملاك: ایسے دوسرے اسماء جو اس کے ہم معنی ہوں اور جن میں تکبر کی بو پائی جائے ان کا بھی یہی حکم ہے۔ جیسے احکم الحاکمین۔ امیر الامراء وغیرہ۔

۳۳۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَغْيِيْرِ الْأَسْمَاءِ

۳۳۵: باب نام بدلنے کے متعلق

۷۴۵: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ وَأَبُوْ بَكْرٍ بُنْدَارٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيْلَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَإِنَّمَا أَسْنَدَهُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عُمَرَ مُرْسَلًا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ وَعَائِشَةَ وَالْحَكَمِ بْنِ سَعِيْدٍ وَمُسْلِمٍ وَأُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ وَشُرَيْحِ ابْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيْهِ وَخَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ۔

۷۴۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام بدل دیا اور فرمایا: تم جمیلہ ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان اسے عبیداللہ سے وہ نافع سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ بعض حضرات اسے اس سند سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا، حکم بن سعید رضی اللہ عنہ، مسلم رضی اللہ عنہ، اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ اور شریح بن ھانی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ خیثمہ بھی اپنے والد سے حدیث نقل کرتے ہیں۔

۷۴۶: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ قَالَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَرُبَّمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ۔

۷۴۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ ابو بکر بن نافع کہتے ہیں کہ عمر بن علی کبھی اس روایت کو ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرمؐ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں اور اس میں حضرت عائشہ کا ذکر نہیں۔

۳۳۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

۷۴۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِي اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۳۳۶: باب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کے متعلق

۷۴۷: حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی جس سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔ میں حاشر ہوں قیامت کے دن لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے (یعنی میرے پیچھے ہوں گے) اور میں عاقب ہوں (یعنی پیچھے رہ جانے والا) اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۳۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجَمْعِ بَيْنَ اِسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْيَتِهِ

۷۴۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَجْمَعَ اَحَدٌ بَيْنَ اِسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ وَيُسَمِّي مُحَمَّدًا اَبَا الْقَاسِمِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۳۳۷: باب اس بارے میں کہ کسی کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کنیت جمع کر کے نام رکھنا مکروہ ہے

۷۴۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام اور کنیت کو جمع کرنے سے منع فرمایا یعنی اپنا نام اس طرح رکھے محمد ابو القاسم۔ اس باب میں حضرت جابرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۴۹: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَسَمَّيْتُمْ بِي فَلَا تَكْتَنُوا بِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ اِسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْيَتِهِ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ بَعْضُهُمْ وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا فِي السُّوقِ يُنَادِي يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ فَقَالَ لَمْ اَعْنِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

۷۴۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے نام پر کسی کا نام رکھو تو میری کنیت نہ رکھو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور کنیت کو جمع کرنا مکروہ ہے۔ بعض حضرات نے ایسا کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے بازار میں ایک شخص کو ابو قاسم پکارتے ہوئے سنا تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے عرض کیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پکارا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو۔

۷۵۰: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ بِهٰذَا وَفِي الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى كَرَاهِيَةِ اَنْ يُكَنّٰى اَبَا الْقَاسِمِ۔

۷۵۰: یہ حدیث حسن بن علی بن خلال، یزید بن ہارون سے وہ حمید سے وہ انسؓ سے اور وہ نبی اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں۔ اس حدیث سے ابو قاسم کنیت رکھنے کی کراہت معلوم ہوتی ہے۔

۷۵۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ نَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ ثَنِي مُنْذِرٌ وَهُوَ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدٍ

۷۵۱: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

وَهُوَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ وُلِدَ لِيْ بَعْدَكَ اُسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کے بعد میرے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہو تو اسکا نام اور کنیت آپ ﷺ کے نام وکنیت پر رکھ لوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میرے لیے اس کی اجازت تھی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

خلاصۃ الابواب : حضور ﷺ تمام اُمت کے روحانی باپ تھے اس لئے بیٹا فرمایا نیز اس سے ثابت ہوا کہ پیار سے کسی کو اے بیٹے کہہ سکتے ہیں (۲) حدیث باب میں تین چیزوں کو جلدی کرنے کا حکم فرمایا ہے نام جلدی رکھنا اور عقیقہ اور بال جلدی منڈوانے چاہئیں (۳) حدیث سے ثابت ہوا کہ اچھے نام رکھنے چاہئیں اور اچھے نام یہ ہیں مثلاً عبداللہ وغیرہ اور صحابہ کرامؓ کے نام ان کے علاوہ بزرگان دین کے نام ہوں ناموں کا بڑا اثر ہوتا ہے اور حدیث باب میں کچھ ایسے ناموں کا ذکر کر دیا ہے جو مکروہ ہیں مثلاً کسی کا نام شہنشاہ ہو تو قیامت کے دن اس کا بہت برا نام ہوگا (۴) حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا نام رکھنا تو جائز بلکہ مستحب ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی کنیت پر اپنی کنیت رکھنا ممنوع ہے جہاں تک حضرت علیؓ کے بارہ میں روایت کا تعلق ہے تو وہ ان کے ساتھ ایک مخصوص معاملہ تھا ان کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔

تشریح: احادیث میں دونوں قسم کی روایات مروی ہیں۔ ممانعت کی بھی اور اباحت کی بھی۔ مثلاً حدیث میں وارد ہوا: ''سموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی'' کہ میرا نام تو رکھ لو لیکن میری کنیت اپنے نام کے ساتھ مت رکھو۔

جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال وارد ہیں:

۱۔ شوافع اور اصحاب الظواہر کا مسلک یہ ہے کہ آپ ﷺ کینام پر نام رکھنا تو جائز ہے لیکن کنیت رکھنا جائز نہیں۔

۲۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر علماء کی رائے ہے کہ ممانعت آپ ﷺ کے زمانہ تک محدود تھی لیکن وصال کے بعد ممانعت باقی نہ رہی، کیونکہ اب اشتباہ اور التباس باقی نہ رہا۔

۳۔ ''محمد'' نامی شخص کے لئے ''ابوالقاسم'' کنیت رکھنا جائز نہیں اور اگر ''محمد'' نام نہیں تو پھر ''ابوالقاسم'' کنیت رکھنا جائز ہے۔

۴۔ دونوں مطلقاً ممنوع ہیں نہ نام رکھا جائے نہ کنیت، لیکن یہ قول راجح نہیں ہے۔

۵۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممانعت ابتدائی دور میں تھی بعد میں منسوخ ہوگئی۔ لہٰذا نام وکشیت کو جمع کرنا جائز ہے۔

۶۔ راجح قول اور حنفیہ کا مسلک یہی ہے کہ نام اور کنیت دونوں رکھنا جائز ہے ممانعت والی حدیث منسوخ ہے۔ جیسا کہ فتاوی شامیہ میں ہے۔

''جوازهما معا و النهي منسوخ''۔

۳۳۸ بَابُ مَاجَاءَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

۳۳۸: باب اس متعلق کہ بعض اشعار حکمت ہیں

۷۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْسَعِيْدِ الْاَشَجُّ نَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ اَبِيْ غَنِيَّةَ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ

۷۵۲: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض اشعار حکمت ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اسے صرف ابوسعید اشج نے ابن عیینہ کی روایت

حِكْمَةً هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ اِنَّمَا رَفَعَهٗ اَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ غَنِيَّةَ وَرَوٰى غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ اَبِيْ غَنِيَّةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْقُوْفًا وَ قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي الْبَابِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَائِشَةَ وَبُرَيْدَةَ وَ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ۔

سے مرفوع کیا ہے۔ دوسرے راوی اسے موقوفاً روایت کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث کئی سندوں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔ اس باب میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، عائشہ رضی اللہ عنہا، بریدہ رضی اللہ عنہ اور کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بواسطہ والد ان کے دادا سے بھی روایت ہے۔

٧٥٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٧٥٣: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض شعروں میں حکمت ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٣٩: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِنْشَادِ الشِّعْرِ

٣٣٩: باب شعر پڑھنے کے بارے میں

٧٥٤: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا نَا ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَتْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ اَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

٧٥٤: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد نبوی میں) حضرت حسانؓ کے لیے منبر رکھا کرتے تھے جس پر کھڑے ہوکر حسانؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فخریہ اشعار کہتے تھے یا فرمایا جس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعتراضات کا جواب دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جب حسانؓ فخر کرتے یا اعتراضات رد کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جبرئیل کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔

٧٥٥: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ حَدِيْثُ ابْنِ اَبِي الزِّنَادِ۔

٧٥٥: اسمٰعیل اور علی بن حجر بھی ابن ابی زناد سے وہ اپنے والد سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ اور براءؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث یعنی ابن ابی زناد کی روایت سے حسن غریب صحیح ہے۔

٧٥٦: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَمْشِيْ وَهُوَ يَقُوْلُ۔

٧٥٦: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی قضاء ادا کرنے کیلئے مکہ داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے یہ اشعار پڑھتے جارہے تھے۔ (اے اولاد کفار، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خَلُّوا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ
اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ
ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ
وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ یَا ابْنَ رَوَاحَۃَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَفِیْ حَرَمِ اللّٰہِ تَقُوْلُ الشِّعْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلِّ عَنْہُ یَا عُمَرُ فَلَھِیَ اَسْرَعُ فِیْھِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَقَدْ رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ ھٰذَا الْحَدِیْثَ اَیْضًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَ ھٰذَا وَرُوِیَ فِیْ غَیْرِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ فِیْ عُمْرَۃِ الْقَضَاءِ وَکَعْبُ بْنُ مَالِکٍ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھٰذَا اَصَحُّ عِنْدَ بَعْضِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ لِاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ رَوَاحَۃَ قُتِلَ یَوْمَ مُؤْتَۃَ وَاِنَّمَا کَانَتْ عُمْرَۃُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ذٰلِکَ۔

راستہ خالی کردو آج کے دن ان کے آنے پر ہم تمہیں ایسی مار ماریں گے جو دماغ کو اسکی جگہ سے ہلا کر رکھ دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دیگی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ کے حرم میں تم شعر پڑھ رہے ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ اسے چھوڑ دو یہ کافروں کے لیے تیروں سے بھی زیادہ اثر انداز ہوگا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غرب ہے۔ عبد الرزاق اس حدیث کو معمر سے وہ زہری سے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اس حدیث کے علاوہ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تھے اور یہ بعض محدثین کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کیونکہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ کے موقع پر شہید ہوگئے تھے اور عمرہ قضاء اس کے بعد ہوا۔

۷۵۷: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ انا شَرِیْکٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قِیْلَ لَھَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَمَثَّلُ بِشَیْءٍ مِنَ الشِّعْرِ قَالَتْ کَانَ یَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَۃَ وَیَقُوْلُ

وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۵۷: حضرت مقدام بن شریح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کیا نبی اکرم ﷺ شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ہاں کبھی کبھی آپ ﷺ ابن رواحہؓ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے (یعنی تمہارے پاس وہ لوگ خبریں لائیں گے جن کو تم نے زادراہ (سامان سفر) فراہم نہیں کیا۔ اس باب میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۵۸: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا شَرِیْکٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ ابْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَشْعَرُ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَتْ بِھَا الْعَرَبُ کَلِمَۃُ قَوْلُ لَبِیْدٍ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رَوَاہُ الثَّوْرِیُّ وَغَیْرُہٗ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ۔

۷۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب شعراء کے بہترین کلام میں سے لبید کا یہ قول ہے کہ ''الا......الخ'' (یعنی جان لو کہ اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے یعنی فنا ہونے والی ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے ثوری، عبد الملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں۔

۷۵۹: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ انا شَرِیْکٌ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ جَالَسْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

۷۵۹: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سو سے زیادہ مرتبہ بیٹھا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اشعار پڑھتے اور

وَسَلَّمَ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ فَكَانَ اَصْحَابُهُ يَتَنَا شَدُوْنَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُوْنَ اَشْيَاءَ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ فَرُبَّمَا يَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ اَيْضًا۔

زمانہ جاہلیت کی یادیں تازہ کیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ خاموش رہتے اور بعض اوقات ان کے ساتھ تبسم فرماتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری اسے سماک سے نقل کرتے ہیں۔

۳۴۰: بَابُ مَاجَاءَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا

۳۴۰: باب اس بارے میں کہ کسی کا اپنے پیٹ کو پیپ سے بھر لینا، شعروں سے بھر لینے سے بہتر ہے

۷۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۶۰: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے پیٹ کو پیپ سے بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ شعروں سے بھرے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۶۱: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّمْلِيُّ نَا عَمِّيْ يَحْيَى بْنُ عِيْسَى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کسی کے پیٹ کا ایسی پیپ سے بھر جانا جو اس کے پیٹ کو کھا رہی ہے اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعروں سے بھرے۔ اس باب میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، ابو سعید رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۴۱: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَيَانِ

۳۴۱: باب فصاحت اور بیان کے متعلق

۷۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ نَا عُمَرُ ابْنُ عَلِيِّ الْمُقَدَّمِيُّ نَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ بِشْرِ ابْنِ عَاصِمٍ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ۔

۷۶۲: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے بلیغ شخص سے بغض رکھتے ہیں جو اپنی زبان سے اس طرح باتوں کو لپیٹتا ہے جیسے گائے چارے کو (یعنی بے فائدہ اور بہت زیادہ باتیں کرتا ہے)۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ اس باب میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

۳۴۲: بَابٌ

۳۴۲: باب

۷۶۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ

۷۶۳: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمِّرُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوتے وقت برتنوں کو ڈھانکا کرو۔ مشکیزوں کے منہ بند کر دیا کرو، دروازے بند رکھا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ چھوٹے فسق (چوہے) نے کئی مرتبہ بتی کو گھسیٹ کر گھر والوں کو جلا دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مرفوعاً مروی ہے۔

٣٤٣: بَابٌ

٣٤٣: باب

٧٦٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوْا بِهَا بِنِقْيِهَا وَاِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَجَابِرٍ۔

٧٦٤: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم سبزے (یعنی فراوانی) کے دنوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حصہ دو اور اگر خشک سالی کے موقع پر سفر کرو تو اسکی قوت باقی رہنے تک جلدی جلدی سفر مکمل کرنے کی کوشش کرو۔ پھر جب رات کے آخری حصے میں آرام کے لیے اترو تو راستے سے ایک طرف ہو جاؤ۔ اس لیے کہ ان راستوں پر رات کو جانوروں اور حشرات الارض کا گزر ہوتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت انسؓ اور جابرؓ سے بھی روایت ہے۔

٣٤٤: بَابٌ

٣٤٤: باب

٧٦٥: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ الْاَيْلِيُّ يُضَعَّفُ۔

٧٦٥: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا جس کے گرد دیوار نہ ہو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے محمد بن منکدر کی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عبدالجبار بن عمر ایلی ضعیف ہیں۔

٧٦٦: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا سُلَيْمَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهُ۔

٧٦٦: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نصیحت کے ساتھ ساتھ فرصت بھی دیا کرتے تھے تاکہ ہم ملول نہ ہو جائیں اور اکتا نہ جائیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار بھی اسے یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان سے وہ شقیق بن سلمہ سے اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

٣٤٥: بَابٌ

٣٤٥: باب

٧٦٧: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ

٧٦٧: حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سُئِلَتْ عَائِشَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتَا مَادِيمَ عَلَيْهِ وَ إِنْ قَلَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَادِيمَ عَلَيْهِ

سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے نزدیک کونسا عمل سب سے محبوب تھا۔ انہوں نے فرمایا جسے ہمیشہ کیا جائے چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ہشام اپنے والد عروہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ تھا جسے ہمیشہ کیا جائے۔

۷۶۸: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ نَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

۷۶۸: ہم سے روایت کی ھارون بن اسحٰق نے انہوں نے عبدہ سے وہ ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہؓ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

خلاصۃ الابواب : شعر کے معنی دانائی اور زیرکی کے ہیں اور شاعر کے معنی دانا اور زیرک لیکن عام اصطلاح میں شعر موزوں اور مقفّٰی (منظوم) کلام کو کہتے ہیں جو بمقصد وارادہ نظم کیا گیا ہو اس اعتبار سے قرآن وحدیث میں جو مقفّٰی عبارتیں ہیں ان پر شعر کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ ان عبارتوں کا مقفّٰی ہونا نہ قصد وارادہ سے ہے اور نہ مقصود بالذّات ہے (۱) حدیث میں جو یہ فرمایا ہے کہ بعض شعر حکمت (کے حامل) ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے ہی اشعار برے نہیں ہوتے بلکہ ان میں سے بعض اچھے اور فائدہ مند ہوتے ہیں کہ ان کے ذریعہ حکمت ودانائی کی باتیں معلوم ہوتی ہیں (۲) اس حدیث میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تائید کرتا ہے سبحان اللہ جس کی تائید اللہ تبارک وتعالیٰ فرماوے اس کو کسی اور کی تائید کی ضرورت نہیں رہتی یہ تائید اس بنا پر بھی کہ حضرت حسان بن ثابتؓ حضور ﷺ کی شان میں اشعار کہتے اور کفار کو جواب دیتے تھے اسی طرح حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے بھی ایک موقع پر اشعار پڑھے تو حضور ﷺ نے ان کی تائید کی معلوم ہوا کہ اسلام اور مسلمانوں کی شوکت ودبدبہ کے لئے اشعار پڑھنا مستحسن ہیں (۳) نبی کریم ﷺ اچھے اشعار کو پسند کرتے تھے اور اچھے اشعار وہ ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہو اور نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کے مناقب ہوں (۴) حدیث باب کے ذریعہ ایسی شاعری کی مذمت کی گئی ہے جو انسان کو ہر طرف سے غافل کردے چنانچہ جو شاعر ہر وقت مضامین بندی میں مستغرق رہ کر فرائض وعبادت وتلاوت قرآن وذکر خداوندی اور علوم شرعیہ سے غافل ہوجاتے ہیں ان کے اشعار قابل نفرت ہونے کے اعتبار سے اس پیپ سے بھی بدتر ہیں جو زخم میں پڑ جاتی ہے۔ یا اس ارشاد گرامی میں محض ان اشعار کی مذمت مراد ہے جو فحش وبے حیائی، کفر وفسق اور ناشائستہ مضامین پر مشتمل ہونے کی وجہ سے برے اشعار کہے جاتے ہیں (۵) مطلب حدیث کا یہ ہے کہ زبان درازی اور طلاقت لسانی کوئی اچھی چیز نہیں اپنے کلام اور اپنی زبان کا خواہ مخواہ کے لئے حد سے زیادہ فصاحت وبلاغت کا مظاہرہ کرنا اور الفاظ کو چبا چبا کر اور زبان کو لپیٹ لپیٹ کر چکنی چپڑی باتیں کرنا احمق لوگوں کے نزدیک تو ایک وصف سمجھا جاتا ہے لیکن جو دانشمند اور عاقل لوگ اس ''وصف'' کے پیچھے چھپی ہوئی برائی کو دیکھتے ہیں (۶) نبی کریم ﷺ جو عمل شروع کرتے اس کی پابندی کیا کرتے اور یہی مداوت آپ ﷺ کو پسند تھی واللہ اعلم۔

☆......☆......☆

اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مثالوں کے متعلق ابواب
جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں

امثال مثل کی جمع ہے۔خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی حکماء قرآن پاک میں متعدد مثالیں فرمائی ہیں اور حکماء کے کلام میں بھی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ انسانوں میں آپ ﷺ سے بڑھکر حکیم کون ہوگا آپ ﷺ نے بھی مقامات پر مثالیں دے کر اپنی بات کو واضح فرمایا۔

۳۴۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِثْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهٖ

۷۶۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ نَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ بَحِيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ ضَرَبَ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا عَلٰى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ زُوْرَانِ لَهُمَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ عَلَى الْاَبْوَابِ سُتُوْرٌ وَّدَاعٍ يَدْعُوْا عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ وَدَاعٍ يَدْعُوْ فَوْقَهٗ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَالْاَبْوَابُ الَّتِيْ عَلٰى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا يَقَعُ اَحَدٌ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ حَتّٰى يُكْشِفَ السِّتْرُ وَالَّذِيْ يَدْعُوْمِنْ فَوْقِهٖ وَاعِظُ رَبِّهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ زَكَرِيَّا ابْنَ عَدِيٍّ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْاِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ خُذُوْا عَنْ بَقِيَّةَ مَاحَدَّثَكُمْ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا تَاْخُذُوْا عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَاحَدَّثَكُمْ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا غَيْرِ الثِّقَاتِ۔

۳۴۶: باب اللہ تعالیٰ کی بندوں کے لیے مثال

۷۶۹: حضرت نواس بن سمعان کلابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی اس طرح مثال دی ہے کہ وہ ایسی راہ ہے جس کے دونوں جانب دیواریں ہیں جن میں جابجا دروازے لگے ہوئے ہیں جن پر پردے لٹک رہے ہیں۔ پھر ایک بلانے والا اس راستے کے سرے پر کھڑا ہوکر اور ایک اس کے اوپر کھڑا ہوکر بلا رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''وَاللّٰهُ يَدْعُوْا .....'' (یعنی اللہ تعالیٰ جنت کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلا دیتا ہے) اور وہ دروازے جو راستے کے دونوں جانب ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی حدود (حرام کی ہوئی چیزیں) ہیں۔ ان میں اس وقت تک کوئی گرفتار نہیں ہوسکتا جب تک پردہ نہ اٹھائے یعنی صغیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور اس راستے کے اوپر پکارنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ نصیحت کرنے والا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو زکریا بن عدی کے حوالے سے ابواسحٰق فزاری کا یہ قول نقل کرتے ہوئے سنا کہ بقیہ بن ولید کی وہی روایتیں لو جو وہ ثقہ لوگوں سے روایت کرتے ہیں اور اسمٰعیل بن عیاش کی کسی روایت کا اعتبار نہ کرو خواہ وہ ثقہ سے نقل کرے یا غیر ثقہ سے۔

۷۷۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ

۷۷۰: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ ایک دن

سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ جِبْرَئِيْلَ عِنْدَ رَأْسِيْ وَمِيْكَائِيْلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اِضْرِبْ لَهٗ مَثَلًا فَقَالَ اسْمَعْ سَمِعَتْ اُذُنُكَ وَاعْقِلْ عَقَلَ قَلْبُكَ اِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ اُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اِتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنٰى فِيْهَا بَيْتًا ثُمَّ جَعَلَ فِيْهَا مَائِدَةً ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلًا يَدْعُو النَّاسَ اِلٰى طَعَامِهٖ فَمِنْهُمْ مَنْ اَجَابَ الرَّسُوْلَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهٗ فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ وَاَنْتَ يَا مُحَمَّدُ رَسُوْلٌ فَمَنْ اَجَابَكَ دَخَلَ الْاِسْلَامَ وَمَنْ دَخَلَ الْاِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اَكَلَ مَا فِيْهَا هٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ هِلَالٍ لَمْ يُدْرِكْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ بِاِسْنَادٍ اَصَحَّ مِنْ هٰذَا۔

رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکلے اور فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے سرہانے اور میکائیل علیہ السلام میرے پاؤں کے پاس کھڑے ہیں اور آپس میں کہہ رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے مثال بیان کرو۔ دوسرے نے کہا (اے نبی ﷺ) سنیے آپ کے کان ہمیشہ سنتے رہیں اور سمجھیے، آپ کا دل ہمیشہ سمجھتا رہے۔ آپ کی اور آپ کی امت کی مثال اس طرح ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک بڑا مکان بنایا۔ پھر اس میں ایک گھر بنایا پھر وہاں ایک دستر خوان لگوا کر ایک قاصد کو بھیجا کہ لوگوں کو کھانے کی دعوت دے چنانچہ بعض نے اس کی قبول کی اور بعض نے دعوت قبول نہیں کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں وہ بڑا مکان اسلام ہے اور اسکے اندر والا گھر جنت ہے اور آپ اے محمد ﷺ پیغمبر (رسول) ہیں۔ جس نے آپ کی دعوت قبول کی اسلام میں داخل ہوا۔ جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جو جنت میں داخل ہو گیا اس نے اس میں موجود چیزیں کھالیں۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لیے کہ سعید بن ابی ہلال نے جابر بن عبداللہ کو نہیں پایا۔ اس باب میں ابن مسعودؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس کے علاوہ اور سند سے بھی منقول ہے۔ وہ سند اس سے زیادہ صحیح ہے۔

۱۷۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى اِذَا خَرَجَ بِهٖ اِلٰى بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَاَجْلَسَهٗ ثُمَّ خَطَّ عَلَيْهِ خَطًّا ثُمَّ قَالَ لَا تَبْرَحَنَّ خَطَّكَ فَاِنَّهٗ سَيَنْتَهِيْ اِلَيْكَ رِجَالٌ فَلَا تُكَلِّمْهُمْ فَاِنَّهُمْ لَنْ يُكَلِّمُوْكَ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ اَرَادَ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ فِيْ خَطِّيْ اِذْ اَتَانِيْ رِجَالٌ كَاَنَّهُمُ الزُّطُّ اَشْعَارُهُمْ وَاَجْسَامُهُمْ لَا اَرٰى عَوْرَةً وَلَا اَرٰى قِشْرًا وَيَنْتَهُوْنَ اِلَيَّ وَلَا يُجَاوِزُوْنَ الْخَطَّ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ لٰكِنَّ

۱۷۷: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی اور عبداللہ بن مسعودؓ کا ہاتھ پکڑ کر بطحاء کی طرف نکل گئے۔ وہاں پہنچ کر انہیں بٹھایا اور ان کے گرد ایک خط (لکیر) کھینچ کر فرمایا: تم اس خط سے باہر نہ نکلنا۔ تمہارے پاس کچھ لوگ آئیں گے تم ان سے بات نہ کرنا (اگر تم نہیں کرو گے) تو وہ بھی تم سے بات نہیں کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے جہاں کا ارادہ کیا تھا چلے گئے۔ میں وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس کچھ لوگ (یعنی جن) آئے گویا کہ وہ جاٹ ہیں۔ ان کے بال اور بدن نہ تو میں ننگے دیکھتا تھا اور نہ ہی ڈھکے ہوئے۔ وہ میری طرف آئے لیکن اس خط (لکیر) سے تجاوز نہ کر سکتے۔ پھر نبی اکرم ﷺ کی طرف جاتے۔ یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ ہو گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ میں پوری رات نہیں سو سکا۔ پھر میرے خط میں داخل ہوئے اور میری ران کو

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَنِیْ وَاَنَا جَالِسٌ فَقَالَ لَقَدْ اَرَانِیْ مُنْذُ اللَّیْلَةَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَیَّ فِیْ خَطِّیْ فَتَوَسَّدَ فَخِذِیْ وَرَقَدَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَقَدَ نَفَخَ فَبَیْنَا اَنَا قَاعِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَوَسِّدٌ فَخِذِیْ اِذَا اَنَا بِرِجَالٍ عَلَیْهِمْ ثِیَابٌ بِیْضٌ اللّٰہُ اَعْلَمُ مَابِهِمْ مِنَ الْجَمَالِ فَانْتَهَوْا اِلَیَّ فَجَلَسَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رِجْلَیْہِ ثُمَّ قَالُوْا بَیْنَهُمْ مَارَاَیْنَا عَبْدًا قَطُّ اُوْتِیَ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ هٰذَا النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ عَیْنَیْہِ تَنَامَانِ وَقَلْبُہٗ یَقْظَانُ اِضْرِبُوْا لَہٗ مَثَلًا مَثَلُ سَیِّدٍ بَنٰی قَصْرًا ثُمَّ جَعَلَ مَائِدَةً فَدَعَا النَّاسَ اِلٰی طَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ فَمَنْ اَجَابَہٗ اَکَلَ مِنْ طَعَامِہٖ وَشَرِبَ مِنْ شَرَابِہٖ وَمَنْ لَمْ یُجِبْہُ عَاقَبَہٗ اَوْ قَالَ عَذَّبَہٗ ثُمَّ ارْتَفَعُوْا وَاسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ سَمِعْتَ مَاقَالَ هٰؤُلَاءِ وَهَلْ تَدْرِیْ مَنْ هُمْ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ هُمُ الْمَلَائِکَةُ فَتَدْرِیْ مَا الْمَثَلُ الَّذِیْ ضَرَبُوْہُ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمَثَلُ الَّذِیْ ضَرَبُوْہُ الرَّحْمٰنُ بَنَی الْجَنَّةَ وَدَعَا اِلَیْهَا عِبَادَہٗ فَمَنْ اَجَابَہٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ یُجِبْہُ عَاقَبَہٗ اَوْعَذَّبَہٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْہِ وَاَبُوْ تَمِیْمَةَ اِسْمُہٗ طَرِیْفُ بْنُ مُجَالِدٍ وَاَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِیُّ اِسْمُہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مِلٍّ وَسُلَیْمَانُ التَّیْمِیُّ وَهُوَ ابْنُ طَرْخَانَ وَاِنَّمَا کَانَ یَنْزِلُ بَنِیْ تَیْمٍ فَنُسِبَ اِلَیْهِمْ قَالَ عَلِیٌّ قَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ مَارَاَیْتُ اَخْوَفَ لِلّٰہِ مِنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ۔

تکیہ بنا کر لیٹ گئے۔ آپ ﷺ جب سوتے تو خراٹے لینے لگتے میں اسی حال میں تھا اور نبی اکرم ﷺ میری ران پر سر رکھے سو رہے تھے کہ کچھ لوگ آئے جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے حسن وجمال کو اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگ مجھ تک آئے پھر ایک جماعت آپ ﷺ کے سرہانے بیٹھ گئی اور دوسری آپ ﷺ کے پاؤں کے پاس۔ پھر کہنے لگے: ہم نے کوئی بندہ ایسا نہیں دیکھا جسے وہ کچھ دیا گیا ہو۔ جو اس نبی ﷺ کو عطاء کیا گیا ہے۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔ ان کے لیے مثال بیان کرو۔ ان کی مثال ایک سردار جیسی ہے جس نے محل بنایا اور اس میں دستر خوان لگوا کر لوگوں کو کھانے پینے کے لیے بلایا۔ پھر جس نے اس کی دعوت قبول کی اس نے کھایا پیا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اسے سزا دی یا فرمایا عذاب دیا۔ پھر وہ لوگ اٹھ گئے اور نبی اکرم ﷺ جاگ گئے۔ اور فرمایا تم نے سنا ان لوگوں نے کیا کہا۔ جانتے ہو یہ کون تھے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ فرشتے تھے۔ جو مثال انہوں نے بیان کی جانتے ہو وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے جو مثال دی وہ یہ ہے کہ رحمٰن نے جنت بنائی اور لوگوں کو بلایا۔ جس نے اس کی دعوت قبول کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے انکار کیا اسے عذاب دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابوتمیمہ کا نام طریف بن مجالد ہے۔ ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے۔ سلیمان تیمی، ابن طرخان ہیں۔ وہ قبیلہ بنی تمیم میں جایا کرتے تھے۔ اس لئے تیمی مشہور ہو گئے۔ علی، یحییٰ بن سعید کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہ میں نے کسی کو سلیمان سے زیادہ اللہ سے ڈرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

تشریح: ”علی کنفی الصراط زوران“ زوران اصل میں سوران تھا جو سور کا تثنیہ ہے بمعنی دو دیواریں۔

علی رأس الصراط: ایک روایت میں ہے ”عند رأس الصراط داع یقول استقیموا علی الصراط ولا تعو جوا“۔

یہاں حدیث میں مختلف باتوں کو مثالوں کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔ یہاں صراط مستقیم سے مراد اسلام کی سیدھی شاہراہ ہے جو سلامتی کیطرف لے جاتی ہے۔ راستے کے دونوں طرف دیواروں میں جو دروازے ہیں ان محارم کی حدود ہیں۔ اور راستے کے

سرے پر یعنی سامنے والے سرے پر ایک داعی ہے جو سیدھا اپنی صرف بلا رہا ہے۔ اس داعی کا مصداق اللہ تبارک وتعالیٰ اور اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: ''واللہ یدعو الی دارالسلام'' کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کی طرف بلاتے ہیں۔ ''والذی یدعو من فوقہ'' اس راستے یا بندے کے دوہرے بلانے والے سے مراد نبی ہے۔ یا ایک قول کے مطابق دل کی بھلائی ڈالنے والا فرشتہ ہے یا ایک قول کے مطابق انسان کا قلب سلیم ہے جو انسان کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے۔

سمعت اذنك و اعقل عقل قلبك: یعنی جس مثال کو ہم بیان کر رہے ہیں آپ اس کو خوب توجہ سے سنیں، کان لگا کر سنیں۔

الی بطحاء مکة: اب اس مقام پر ایک مسجد ہے جو مسجد الجن کے نام سے مشہور ہے۔

ثم خط علیه خطا: آپ ﷺ کا حضرت ابن مسعود کے گرد حصار لگانے سے ثابت ہوا کہ جنوں سے حفاظت کے لئے مختلف عمل کرنا شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے جائز مستحب ہے۔

کانهم الزط: گویا کہ وہ جاٹ تھے۔ یہ ہندی لوگوں کی ایک قسم ہے جو کالے سیاہ ہوتے ہیں۔

فاذا انا برجال: اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو انسانی شکل وصورت میں دیکھنا ممکن ہے جیسا کہ حدیث جبریل وغیرہ واقعات میں صحابہ نے فرشتوں میں دیکھنا ثابت نہیں۔

ان عینیه تنامان و قلبه یقظان: یہ انبیاء کی خصوصیت ہوتی ہے کہ ان کا دل نہیں سوتا اسی وجہ سے ان کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتا۔

۳۴۷: بَابُ مَاجَاءَ مَثَلُ النَّبِيِّ وَالْاَنْبِيَآءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ

۳۴۷: باب نبی اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کی مثال

۷۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ نَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ نَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۷۷۲: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھی طرح مکمل کر کے اس کی تزئین و آرائش کی لیکن ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ چنانچہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے ہوئے کہتے کہ کاش یہ جگہ خالی نہ ہوتی[1] اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ اور ابی بن کعبؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: یہ حدیث آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی دلیل ہے کہ نبوت کی عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اس عمارت کی تکمیل ہوگی اس کے بعد اس عمارت میں کسی مزید اضافہ کی گنجائش باقی نہیں یعنی آپ ﷺ آخری نبی ہیں

---

[1] اینٹ سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں جیسے کہ صحیحین کی روایت میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہی ہوں۔ مجھ سے ہی وہ عمارت مکمل ہوئی اور انبیاء کا خاتمہ ہوا۔ چنانچہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں (مترجم)

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اینٹ سے مراد حضورﷺ ہیں جیسا کہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ آپﷺ نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہی ہوں۔

۳۴۸: بَابُ مَاجَاءَ مَثَلُ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ

۲۷۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ نَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ اَنَّ اَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ اَنَّ الْحَارِثَ الْاَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِيَعْمَلَ بِهَا وَيَاْمُرَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَنْ يَعْمَلُوْا بِهَا وَاِنَّهُ كَادَ اَنْ يُبْطِئَ بِهَا فَقَالَ عِيْسٰى اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَاْمُرَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَنْ يَعْمَلُوْا بِهَا فَاِمَّا اَنْ تَاْمُرَهُمْ وَاِمَّا اَنَا اٰمُرُهُمْ فَقَالَ يَحْيٰى اَخْشٰى اِنْ سَبَقْتَنِيْ بِهَا اَنْ يُّخْسَفَ بِيْ اَوْ اُعَذَّبَ فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَامْتَلَاَ وَقَعَدُوْا عَلَى الشُّرَفِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ اَنْ اَعْمَلَ بِهِنَّ وَاٰمُرَكُمْ اَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ اَوَّلُهُنَّ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاِنَّ مَثَلَ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِشْتَرٰى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهٖ بِذَهَبٍ اَوْوَرِقٍ فَقَالَ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا عَمَلِيْ فَاعْمَلْ وَاَدِّ اِلَيَّ فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّيْ اِلٰى غَيْرِ سَيِّدِهٖ فَاَيُّكُمْ يَرْضٰى اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدُهٗ كَذٰلِكَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْصِبُ وَجْهَهٗ لِوَجْهِ عَبْدِهٖ فِيْ صَلٰوتِهٖ مَالَمْ يَلْتَفِتْ وَاٰمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ فِيْ عِصَابَةٍ مَعَهٗ صُرَّةٌ فِيْهَا مِسْكٌ فَكُلُّهُمْ يَعْجَبُ اَوْيُعْجِبُهٗ رِيْحُهَا وَاِنَّ رِيْحَ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَاٰمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ

۳۴۸: باب نماز، روزے اور صدقے کی مثال کے متعلق

۲۷۷۳: حضرت حارث اشعریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو پانچ چیزوں کا حکم دیا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی حکم دیں کہ ان پر عمل پیرا ہوں۔ لیکن یحییٰ علیہ السلام نے انہیں پہنچانے میں تاخیر کی تو عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ چیزوں پر عمل کرنے اور بنو اسرائیل سے ان پر عمل کرانے کا حکم دیا ہے یا تو آپ انہیں حکم دیجئے ورنہ میں حکم دیتا ہوں۔ یحییٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ اگر آپ انہیں پہنچانے میں سبقت لے گئے تو مجھے دھنسایا جائے گا یا عذاب دیا جائے گا۔ پھر انہوں نے لوگوں کو بیت القدس میں جمع کیا۔ یہاں تک کہ وہ جگہ بھر گئی اور لوگ اونچی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے کہ خود بھی ان پر عمل کروں اور تم لوگوں کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔ (۱) تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے خالصتاً اپنے سونے چاندی کے مال سے کوئی غلام خریدا اور اسے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا پیشہ ہے۔ لہٰذا اسے اختیار کرو اور مجھے کما کر دو لیکن وہ کام کرتا اور اس کا منافع کسی اور کو دے دیتا۔ چنانچہ تم میں سے کون اس بات پر راضی ہے کہ اس کا غلام اس طرح کا ہو (۲) اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا۔ لہٰذا جب تم نماز پڑھو تو کسی اور جانب توجہ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نماز پڑھنے والے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھتے ہوئے اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو۔ (۳) اور میں تمہیں روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک گروہ کے ساتھ ہے اس کے پاس مشک سے بھری ہوئی تھیلی ہے جس کی خوشبو اس

رَجُلٍ اَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَاَوْثَقُوْا يَدَهُ اِلٰى عُنُقِهٖ وَقَدَّمُوْهُ لِيَضْرِبُوْا عُنُقَهٗ فَقَالَ اَنَا اَفْدِيْهِ مِنْكُمْ بِالْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ فَفَدٰى نَفْسَهٗ مِنْهُمْ وَاٰمُرُكُمْ اَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِيْ اَثَرِهٖ سِرَاعًا حَتّٰى اِذَا اَتٰى عَلٰى حِصْنٍ حَصِيْنٍ فَاَحْرَزَ نَفْسَهٗ مِنْهُمْ كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللّٰهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ وَالْجِهَادَ وَالْهِجْرَةَ وَالْجَمَاعَةَ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ يُرَاجِعَ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّهٗ مِنْ جُثٰى جَهَنَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ صَلّٰى وَصَامَ فَقَالَ اِنْ صَلّٰى وَصَامَ فَادْعُوْا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْحَارِثُ الْاَشْعَرِيُّ لَهٗ صُحْبَةٌ وَلَهٗ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

کو بھی پسند ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی۔ چنانچہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک اس مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۴) میں تمہیں صدقہ دینے کا حکم دیتا ہوں۔ اسکی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو دشمن کی قید میں چلا جائے اور وہ لوگ اسکے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ کر اسے قتل کرنے کے لیے لے کر چل دیں جب وہ اس کی گردن اتارنے لگیں تو وہ کہے کہ میں تم لوگوں کو کچھ تھوڑا یا زیادہ جو میرے پاس ہے اسے بطور فدیہ دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ انہیں فدیہ دے کر اپنی جان چھڑا لے۔ (۵)۔ میں تمہیں اللہ کے ذکر کی تلقین کرتا ہوں اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے دشمن اسکے تعاقب میں ہوں اور وہ بھاگ کر ایک قلعے میں گھس جائے اور ان لوگوں سے اپنی جان بچالے۔ اسی طرح کوئی بندہ خود کو شیطان سے اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے نہیں بچا سکتا۔ پھر نبی کرام ﷺ نے فرمایا: اور میں بھی تم لوگوں کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ (۱)۔ بات سننا (۲) اطاعت کرنا (۳) جہاد کرنا (۴) ہجرت کرنا (۵) مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ منسلک رہنا۔ اس لیے کہ جو جماعت سے ایک بالشت کے برابر بھی الگ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسّی نکال دی مگر یہ کہ وہ دوبارہ جماعت سے مل جائے۔ جس نے زمانہ جاہلیت والی برائیوں کی طرف لوگوں کو بلایا وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ اگر چہ اس نے نماز پڑھی اور روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" لہٰذا لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ جس نے تمہارا نام مسلمان، مؤمن اور اللہ کا بندہ رکھا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کہتے ہیں کہ حارث اشعری صحابی ہیں۔ اور ان سے دیگر روایات بھی مروی ہیں۔

۷۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ نَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْ سَلَّامٍ اِسْمُهٗ مَمْطُوْرٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ۔

۷۷۴: محمد بن بشار بھی ابوداؤد طیالسی سے وہ ابان بن یزید سے وہ یحییٰ سے وہ زید بن سلام سے وہ ابوسلام سے وہ حارث اشعری سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے معنٰی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابواسلام کا نام ممطور ہے۔ علی بن مبارک یہ حدیث یحییٰ بن کثیر سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: "الجماعة" علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد صحابہ تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کی جماعت ہے۔ (طیبی)

ربقة السلام: اسلام کی کڑی۔

ومن ادعی دعوی الجاهلية: ا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دعوی جاہلیت سے عصبیت کی طرف اشارہ ہے جیسا

کے ایک موقع پر ''یا للمھا جدین یا للانصار'' پکارنے پر حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ اس جاہلانہ پکار کو چھوڑ کر ''یا للمسلمین'' پکارو۔

۲۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑنے کی طرف اشارہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ایسا ہوتا تھا۔

۳۔ کوکب میں ہے کہ ''والمراد بدعوی الجاهلية يمكن ان يعم يصدق على كل ما خالف الشرع من الامور'' یعنی دعوی جاہلیت سے ہر وہ کام مراد ہے جو خلاف شرع ہو۔

خلاصۃ الابواب :(۱) معلم امت فخر کائنات ﷺ نے کتنے سادہ اور دلنشین انداز میں صراط مستقیم کی مثال پیش فرمائی اور اس مضمون کو قرآن پاک میں جابجا بیان کیا گیا کہ ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اگر کوئی ہستی کے اختیار میں ہدایت ہوتی تو وہ حضور ﷺ ہو سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی ارشاد فرمادیا اِنَّكَ لَا تَهْدِى مَنْ اَحْبَبْتَ ولكنّ الله يهدى مَنْ يَّشاءُ کہ آپ ﷺ اپنے پیاروں میں سے کسی کو ہدایت عطا نہیں کر سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہے دیدے (۲) نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کو ایک عمدہ اور بہترین مثال سے واضح کر دیا۔ سچ ہے کہ جس نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا وہ جنت کا مستحق ہو گیا (۳) ان مثالوں سے واضح ہوا کہ نماز میں بندہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اس لئے ایسی مناجات اور ہمکلامی ہو کہ کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو اور صدقہ کے ذریعہ سے جہنم کی آگ سے نجات ملتی ہے جس طرح کوئی آدمی اپنے غلام کو اپنی طرف سے کھلائے پلائے اور یہ چاہے کہ یہ غلام میرے ہی کام کرے لیکن غلام اتنا نالائق ہو کہ اپنے مالک کے سوا دوسرے لوگوں پر اپنی کمائی خرچ کر دیا کرے یا ان کی خدمت کرے تو اس کا مالک وآقا اس سے ناراض ہو جاتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ بھی بہت سخت ناراض ہوتے ہیں اس بات سے کہ کوئی بندہ غیر خدا سے اپنی حاجت طلب کرے یا غیر خدا کی نذر ومنت مانے بہت ہی اچھی مثالوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں نے سمجھایا ہے۔

۳۴۹: بَابُ مَاجَاءَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الْقَارِئِ لِلْقُرْاٰنِ وَغَيْرِ الْقَارِئِ

۳۴۹: باب قرآن پڑھنے اور قرآن نہ پڑھنے والے مؤمن کی مثال

۷۷۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُنْجَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِىْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ رِيْحُهَا مُرٌّ وَطَعْمُهَا مُرٌّ هٰذَا

۷۷۵: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے مؤمن کی مثال ترنج (سنگترے) کی سی ہے کہ اسکی خوشبو بھی اچھی اور ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اور جو مؤمن قرآن نہیں پڑھتا اسکی مثال کھجور کی سی ہے جس کی خوشبو نہیں ہوتی لیکن ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ پھر قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال ریحان کی طرح ہے۔ کہ اس میں خوشبو تو ہوتی ہے لیکن وہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظل کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہوتی ہے اور ذائقہ بھی۔ یہ حدیث

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ أَيْضًا.

حسن صحیح ہے۔ شعبہ بھی اسے قتادہ سے نقل کرتے ہیں۔

۷۷٦: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيَاحُ تُفِيئُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ بَلَاءٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزِ لَا تَهْتَزُّ حَتَّى تُسْتَحْصَدَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۷۷٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کی مانند ہے کہ ہوا اسے ہمیشہ جھکاتی رہتی ہے۔ کبھی دائیں کبھی بائیں۔ پھر مؤمن ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے۔ منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے کہ کبھی نہیں ہلتا یہاں تک کہ جڑ سے کاٹ دیا جائے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۷۷: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُوسٰى نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ حَدِّثُونِي مَا هِيَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ يَعْنِي أَنْ أَقُولَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَحَدَّثْتُ عُمَرَ بِالَّذِي وَقَعَ فِي نَفْسِي فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۷۷۷: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درختوں میں سے ایک ایسا درخت بھی ہے کہ موسم خزاں میں بھی اس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مؤمن کی طرح ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کونسا درخت ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ لوگ جنگل کے درختوں کے متعلق سوچنے لگے لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہوسکتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہتے ہوئے شرم آرہی تھی۔ پھر میں نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے اپنے دل میں آنے والے خیال کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو یہ میرے لیے ایسا ایسا مال ہونے کے مقابلے میں زیادہ محبوب تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: یہاں حدیث میں اعمال کو اگنے والی اشیاء کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ جس طرح یہ پھل زمین اور درخت کا نتیجہ ہوتے ہیں اسی طرح اعمال بھی انسان کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بھی ثمرات النفوس ہیں۔

الاترنجة: ''سنگترا'' یہ پھلوں میں بہترین پھل ہوتا ہے۔ اپنی جسامت وضع قطع ذائقہ میں بھی عمدہ ہوتا ہے اور دیکھنے میں بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن کو ہونا چاہیے کہ اپنی ظاہری وضع قطع بھی عمدہ سنت کے مطابق رکھے اور باطنی صفات کا بھی مرقع ہو۔ یعنی ایمان وعمل دونوں کے اعتبار سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے۔

مثل المومن تمثل الزرع: مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے کہ جس کی ٹہنیاں نرم ہوتی ہیں کہ جس طرح یہ اپنی نرمی کی وجہ سے آندھی طوفان کی وجہ سے ٹوٹتی نہیں ہیں بلکہ ثابت قدم رہتی ہیں اگر چہ ہوا کے جھکڑ ان کو ادھر ادھر پٹختے رہتے ہیں، یہی مومن کی مثال ہے کہ مصائب وآلام کی تیز ہوائیں اسے ہلا کر رکھ دیتی ہیں لیکن اس کے ایمان کی جڑ اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ اس کی ٹہنیاں ساتھ نہیں چھوڑتیں، اور یہ ناامیدی میں مبتلاء ہو کر ایمان کی دولت سے بہرہ ور رہتا ہے اس سے ہاتھ نہیں دھو بیٹھتا۔ جبکہ منافق کا معاملہ اس

کے برعکس ہے اس کی مثال صنوبر کے درخت سی ہے کہ وہ تیز ہواؤں سے ہلتا نہیں ہے بہت تیز آندھی میں یا تو ٹوٹ جاتا ہے یا کاٹ لیا جاتا ہے۔ کہ دنیاوی مصائب وآلام کے تیز جھکڑ چلیں تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ یا میدان جہاد میں کسی مومن کی تلوار سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

ان من الشجر شجرة لا يسقط و رقها حد ثوني ماهي: معلوم ہو کہ تشحیذ اذہان کے لئے اور اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس قسم کے سوال کرنا مباح ہے۔

فاستحييت: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شرم کی وجہ سے خاموش رہا کہ جب بڑے نہیں بول رہے تو میں کیا کہوں۔

فقال النبي صلى الله عليه وسلم هي النخلة: مسلمان کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دینے کی وجوہ:۔

۱۔ کھجور کے درخت کا ہر جز ولوگوں کیلئے نفع کا باعث ہے اس کے پتے، شاخیں، چھال، خوشے، تناسب کسی نہ کسی مصرف میں استعمال ہوتے ہیں۔ سایہ بھی خوب ہوتا ہے، پھل بھی سارا سال رہتا ہے، پھر اس کا پھل کچا ہو یا پکا ہر زمانے میں توڑ کر کھایا جاسکتا ہے۔ اس کی گٹھلی تک جانوروں کی غذا کے طور پر استعمال میں آتی ہے تو مومن بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ سرتا پا نفع ہی نفع ہوتا ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں مومن کی علامات بیان کی گی ہیں کہ مومن سراسر نفع ہی نفع ہوتا ہے۔

۳۵۰: بَابُ مَاجَاءَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

۷۷۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ الْقُرَشِيُّ عَنِ ابْنِ الْهَادِ نَحْوَهٗ۔

۳۵۰: باب پانچ نمازوں کی مثال

۷۷۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل باقی رہ جائے گی۔ عرض کیا گیا۔ نہیں بالکل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح پانچوں نمازوں کی بھی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس باب میں حضرت جابرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ قتیبہ اس حدیث کو بکر بن مضر سے اور وہ ابن ہاد سے اس کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۳۵۱: بَابٌ

۷۷۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَمَّادُ بْنُ يَحْيَى الْاَبَحُّ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَيُرْوٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ يُثَبِّتُ حَمَّادَ بْنَ يَحْيَى الْاَبَحَّ وَكَانَ يَقُوْلُ هُوَ مِنْ شُيُوْخِنَا۔

۳۵۱: باب

۷۷۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ کہ معلوم نہیں کہ اس کے شروع میں بھلائی ہے یا آخر میں۔ اس باب میں حضرت عمارؓ، عبد اللہ بن عمروؓ، اور ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ عبد الرحمٰن بن مہدی، حماد بن یحییٰ کو ثبت کہتے ہیں۔ اور انہیں اپنے اساتذہ میں شمار کرتے ہیں۔

خلاصة الابواب : یہ فرق ایمان کامل اور ناقص کی وجہ سے ہے کامل ایمان والا شخص جب قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اس کو ترنجہ کی تشبیہ دی ہے اسلئے کہ ترنجہ بہترین پھل ہے ظاہر و باطن دونوں لحاظ سے تو ایمان کی بدولت اس کی تلاوت کا اثر ظاہر و باطن دونوں پر ہوتا ہے۔ منافق قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے ظاہر تو خوشنما ہوتا ہے لیکن قلب و باطن خراب و بدمزہ ہوتا ہے یعنی اس کی تلاوت کا اثر قلب پر نہیں ہوتا۔ علیٰ ھذ القیاس جو شخص ایمان والا تو ہوتا ہے لیکن تلاوت نہیں کرتا ایسے آدمی کو ایمان تو فائدہ دیتا ہے لیکن اس کا ظاہر کوئی اچھا نہیں ہوتا اس طرح منافق جو قرآن مجید نہیں پڑھتا اس کا ظاہر و باطن دونوں خراب ہیں جس طرح حنظل کا پھل ہے اور حضور ﷺ نے مؤمن کو کھجور کے درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس طرح اس درخت کے پتے نہیں جھڑتے اس طرح مؤمن شخص کے ایمان پر فتنوں اور مسائب کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس کا ایمان پختہ اور غیر متزلزل ہوتا ہے (۲) جو شخص ایسی نہر کے پانی سے غسل کرے جو اس کے دروازے پر ہو اور پانی بھی صاف اور شفاف ہو تو اس کے جسم پر کسی قسم کی میل کچیل باقی نہیں رہتی ایسے ہی پانچ نمازوں کی تاثیر ہے کہ گناہ باقی نہیں رہتے بشرطیکہ بندہ نماز کے بعد اپنے آپ کو گناہوں کی آلودگی سے نہ گندہ کرے۔

تشریح: "لا یدری اوله خیر ام اخرہ " اس جملہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ امت مسلمہ خواہ کسی بھی دور سے گزر رہی ہو، چاہے دور کتنا ہی پرفتن ہو لیکن پھر بھی مایوسی نہیں ہونی چاہئیے ۔ کیونکہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ یہ کسی بھی زمانے میں خیر پھلانے اور خیر پر آنے کا باعث بن سکتی ہے۔ ہر زمانے میں اللہ پاک ان کے دوران ایسے لوگ پیدا فرماتے رہیں گے جو پوری امت کیلئے خیر و بھلائی کا باعث ہونگے، اس وجہ سے حالات خواہ کتنے ہی بگڑ جائیں ہر شخص کو اور امت مسلمہ کو ہر فرد کو اپنی ذمہ داری ضرور نبھانی چاہئیے اور مایوس نہیں ہونا چاہئیے۔

۳۵۲: بَابُ مَاجَاءَ مَثَلُ ابْنِ اٰدَمَ وَاَجَلِهٖ وَاَمَلِهٖ

۳۵۲: باب انسان اسکی موت اور امید کی مثال

۷۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ نَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى نَا بَشِيْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا مَثَلُ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَرَمٰى بِحَصَاتَيْنِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَاكَ الْاَمَلُ وَهٰذَاكَ الْاَجَلُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۷۸۰: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی اور اسکی کیا مثال ہے اور دو کنکریاں پھینکیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ امید ہے اور یہ موت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

۷۸۱: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا النَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيْهَا رَاحِلَةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۸۱: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کی مثال اس طرح ہے کہ کسی کے پاس سو اونٹ ہوں لیکن ان میں سے ایک بھی سواری کے قابل نہ ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۸۲: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَقَالَ لَا تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ

۷۸۲: ہم سے روایت کی سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی نے سفیان کے حوالے سے اور وہ زہری سے اس سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اور فرمایا کہ تم ان میں ایک کو بھی سواری کے قابل نہ پاؤ گے۔ سالم حضرت ابن عمرؓ سے راوی ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: لوگ ان سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں تمہیں ایک

لَا تَجِدُ فِیْهَا رَاحِلَةً اَوْ لَا تَجِدُ فِیْهَا اِلَّا رَاحِلَةً

بھی سواری کے قابل نہ ملے یا فرمایا ایک آدھ سواری کے قابل مل جائیگا۔

۷۸۳: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ نَا الْمُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ یَقَعْنَ فِیْهَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْهَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۸۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری اور میری امت کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی۔ چنانچہ کیڑے مکوڑے اور پروانے اس پر گرنے لگیں۔ چنانچہ میں پیچھے کی طرف گھسیٹ کر تمہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم ہو کہ آگے بڑھ کر اس میں گرتے چلے جا رہے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۸۴: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْمَا خَلَا مِنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغَارِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَاءً فَقَالَ هَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُوْتِیْهِ مَنْ اَشَاءُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۸۴: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کی عمریں پہلی امتوں کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت۔ پھر تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کئی مزدوروں کو کام پر لگایا اور ان سے کہا کہ کون میرے لئے دوپہر تک ایک قیراط کے عوض میں کام کرے گا۔ چنانچہ یہودیوں نے ایک ایک قیراط کے بدلے کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون ایک قیراط کے عوض دوپہر سے عصر تک کام کرے گا۔ چنانچہ نصاریٰ نے اس وقت کام کیا۔ پھر اب تم لوگ عصر سے غروب آفتاب تک دو دو قیراط کے عوض کام کرتے ہو۔ جس پر یہود و نصاریٰ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے کہ ہم کام زیادہ کرتے ہیں اور معاوضہ کم دیا جاتا ہے۔ پھر وہ شخص کہتا ہے کہ کیا میں نے تم لوگوں کے حق میں سے کچھ رکھ لیا اور تم پر ظلم کیا؟ وہ کہتے ہیں ''نہیں'' تو وہ کہتا ہے کہ پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں[1]۔

تشریح: یہاں اس امت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ مدت امن کم اور اجر زیادہ ہے۔ اور اس حدیث کو آخر میں لانے کی مصلحت یہ ہے کہ جس طرح غروب آفتاب انتہاء نہار کی دلیل ہے اسی طرح اس امت کا مختصر دورانیہ بھی اس جہان کی عمر ختم ہو جانے کی دلیل ہے اس وجہ سے اسی مختصری زندگی میں زیادہ سے زیادہ اعمال کر کے خوب اجر و ثواب لوٹ لینا چاہئے۔۔ انتھٰی

قد تم المجلد الثانی بفضل اللّٰہ تعالٰی

[1]: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اسکی امت کی عمریں بھی چھوٹی ہیں اور عمل بھی قلیل ہے لیکن اجر زیادہ ہے اور وہ اس کا فضل ہے۔ (مترجم)